تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد دوم

حضور نبی کریم ﷺ سے لے کر خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ تک

تصنیف:

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

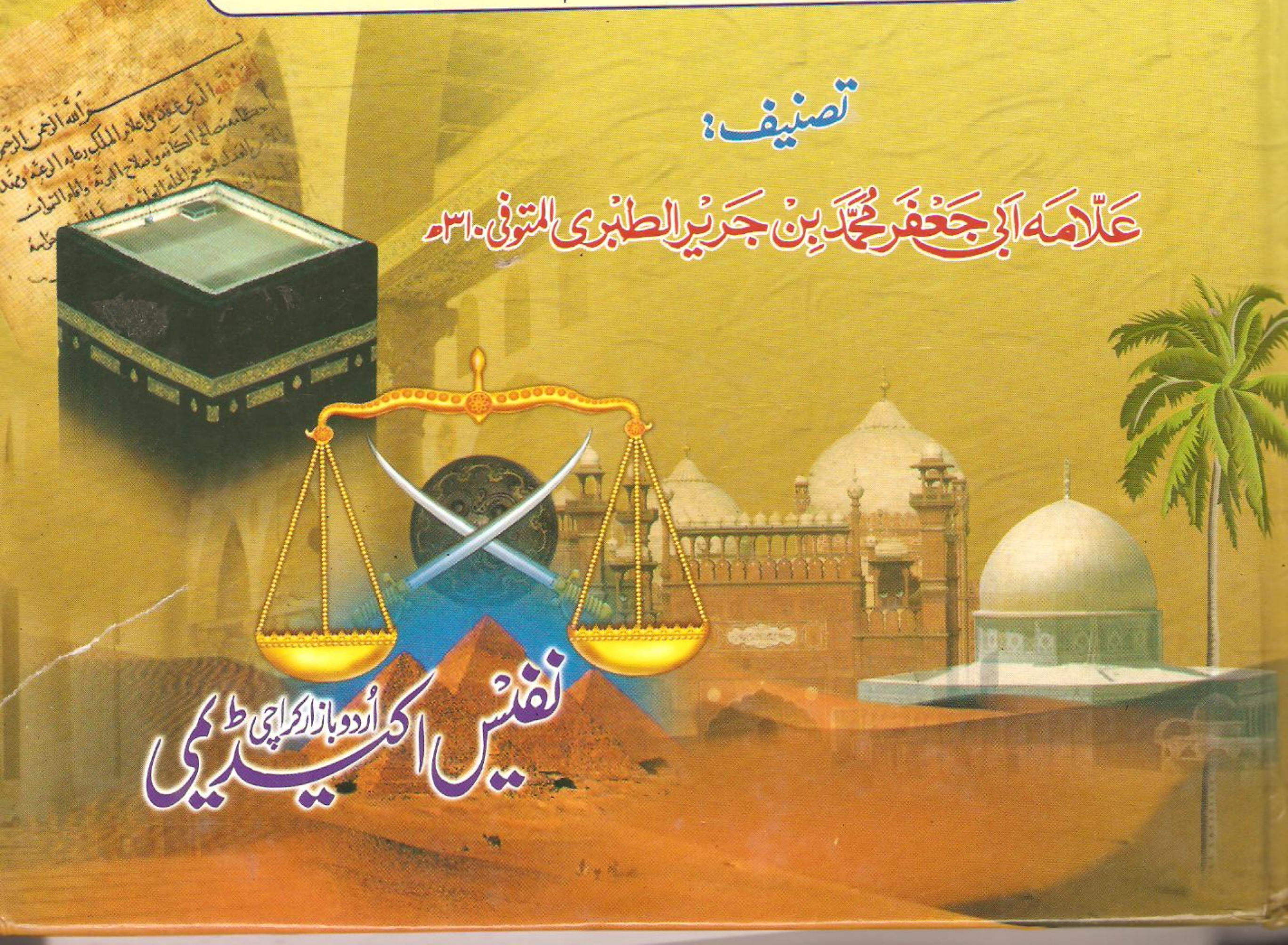

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد دوم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمدؒ بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

سیرت النبی ﷺ حصہ اوّل

ترجمہ: سیّد محمدؒ ابراہیم (ایم۔اے) ندوی ◉ ترتیب وتبویب: شبّیر حسین قریشی (ایم۔اے)

تاریخ اسلام کے قدیم ترین اور مستند مؤرخ علامہ محمد بن جرید الطبری کی تاریخ الامم والملوک جس میں آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ کی تمام تفصیلات معتبر اور اصل راویوں تک مکمل سلسلۂ اسناد کے ذریعہ بیان کی گئی ہیں یہی وہ نایاب تاریخ ہے جو زمانہ قدیم سے لے کر عصر حاضر تک سیرت مبارکہ کی معتبر اور مستند ماخذ رہی ہے تاریخ اسلام کے تمام مؤرخین نے اسی سے خوشہ چینی کی ہے۔

نفیس اکیڈمی

اردو بازار کراچی

تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک

کے
اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت وطباعت دائمی
تصحیح وترتیب وتبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری

مالک نفیس اکیڈمی۔ اُردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ـــــــ تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک
مصنف: ـــــــ علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری
ناشر: ـــــــ نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی
طبع: ـــــــ جدید کمپیوٹر ایڈیشن اپریل ۲۰۰۴ء
ایڈیشن: ـــــــ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار کراچی

فہرست موضوعات

موضوع	صفحہ
باب ۱	
حضرت محمد ﷺ کا شجرہ نسب	۲۳
عبداللہ بن عبدالمطلب	۲۳
عبدالمطلب کی نذر	۲۳
عبداللہ کی دیت	۲۵
ام قتال اور عبداللہ	۲۶
عبداللہ کا نکاح	۲۶
عبداللہ کا انتقال	۲۷
عبدالمطلب بن ہاشم	۲۷
عبدالمطلب کی مکہ میں آمد	۲۸
عبدالمطلب کی وجہ تسمیہ	۲۹
عبدالمطلب اور نوفل میں تنازعہ	۲۹
عبدالمطلب کے معاہدات	۳۰
چاہِ زمزم کا دفینہ	۳۰
ہاشم بن عبدمناف	۳۰
ہاشم اور عبدشمس	۳۱
ہاشم اور امیہ میں منافرت	۳۱
عبدالمطلب اور حرب بن اُمیہ	۳۱
عبدمناف بن قصی	۳۲
قصی بن کلاب	۳۲
قصی کی مکہ میں واپسی	۳۲
قصی کا حبی سے نکاح	۳۳
قصی اور رزاح بن ربیعہ	۳۳
بنوخزاعہ کا مکہ سے اخراج	۳۳

موضوع	صفحہ
کعبہ کے پجاری	۳۴
قصی اور پجاریوں میں جنگ	۳۴
قصی کی امارت	۳۵
قصی کو مجمع کا لقب	۳۵
دارالندوہ	۳۶
رفادہ کا انتظام	۳۶
کلاب بن مرہ	۳۶
مرہ بن کعب	۳۷
کعب بن لوی	۳۷
لوی بن غالب	۳۷
غالب بن فہر	۳۷
فہر بن مالک	۳۸
مالک بن نضر	۳۸
قریش کی وجہ تسمیہ	۳۸
نضر بن کنانہ	۳۹
کنانہ بن خزیمہ	۳۹
خزیمہ بن مدرکہ	۴۰
مدرکہ بن الیاس	۴۰
مدرکہ کی وجہ تسمیہ	۴۰
الیاس بن مضر	۴۰
مضر بن نزار	۴۱
آل نزار اور گم شدہ اونٹ	۴۱
آل نزار اور جرہمی	۴۱
نزار بن معد	۴۲

موضوع	صفحہ
معد بن عدنان	۴۲
عدنان بن اود	۴۳
شجرہ نسب	۴۳
باب ۲	
حضرت محمد ﷺ	۴۷
پرورش	۴۷
بحیرا راہب	۴۷
بحیرا راہب کی پیشین گوئی	۴۸
رومی وفد اور بحیرا	۴۸
حضرت محمد ﷺ کی واپسی	۴۸
حضرت محمد ﷺ کا برائیوں سے اجتناب	۴۸
تجارت	۴۹
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے حضرت محمد ﷺ کا نکاح	۴۹
ایک غلط روایت	۵۰
خانہ کعبہ	۵۰
کعبہ کی تولیت	۵۱
بنوجرہم کی تباہی	۵۲
کعبہ کے متولی بنوخزاعہ	۵۲
کعبہ کے خزانے کی چوری	۵۳
کعبہ کی تعمیر کا ارادہ	۵۳
کعبہ کا انہدام	۵۴
کعبہ کی تعمیر	۵۴

حجر اسود	۵۴	حضرت محمد ﷺ و حضرت علی ؓ اور		مہاجرین حبشہ کے اسمائے گرامی	۷۶
بعثت	۵۵	حضرت خدیجہ ؓ کی نماز	۶۶	پہلی ہجرت کا سبب	۷۶
نزول وحی کا دن اور مہینہ	۵۵	مجاہد بن جبیر کی روایت	۶۶	حضرت محمد ﷺ کی مخالفت	۷۷
زید بن عمرو کی پیشین گوئی	۵۶	حضرت محمد ﷺ اور حضرت علی ؓ	۶۷	کفارِ مکہ کی دریدہ دہنی	۷۷
عرب کاہن کے ہمزاد کی پیشین گوئی	۵۶	حضرت ابوبکر ؓ کے متعلق روایات	۶۷	حضرت محمد ﷺ پر کفار کا ظلم و ستم	۷۸
جبیر بن مطعم کی روایت	۵۷	عمرو بن عبسہ کی روایت	۶۸	ابوجہل کی بدکلامی	۷۸
نزول وحی	۵۸	ابراہیم النخعی کی روایت	۶۸	حضرت حمزہ ؓ کا قبولِ اسلام	۷۹
پہلی آیت	۵۸	سلیمان بن یسار کی روایت	۶۸	عبداللہ بن مسعود ؓ کی علانیہ	
ورقہ بن نوفل کی پیشین گوئی	۵۸	ابن سعد کی روایت	۶۹	تلاوتِ قرآن	۷۹
عبداللہ بن شداد کی روایت	۵۹	ابن اسحٰق کی روایت	۶۹	کفارِ مکہ کا وفد اور نجاشی	۷۹
عبید بن عمیر کی روایت	۵۹	مشرکین سے لڑائی	۷۰	بنو ہاشم کے خلاف معاہدہ	۸۰
خودکشی کا ارادہ	۶۰	اعلانِ حق	۷۰	شعب ابی طالب	۸۰
حضرت محمد ﷺ اور حضرت		بنو عبدالمطلب کو دعوتِ اسلام	۷۰	کفارِ مکہ کی حضرت محمد ﷺ کو پیش کش	۸۰
خدیجہ ؓ	۶۰	بنو عبدالمطلب کو مکرر دعوتِ اسلام	۷۱	اصلاح قوم کی خواہش	۸۱
حضرت خدیجہ ؓ کی روایت	۶۱	علانیہ تبلیغ	۷۱	مہاجرین حبشہ کی مراجعت	۸۱
قرآن کا جزاوّل	۶۱	ابوطالب اور وفد کفار	۷۲	بتوں کے خلاف آیت کا نزول	۸۲
شق قلب کا واقعہ	۶۲	کفارِ مکہ	۷۲	مہاجرین حبشہ کی مکہ میں آمد	۸۲
التوائے وحی کا واقعہ	۶۲	کفارِ مکہ کا دوسرا وفد	۷۲	محمد بن کعب کی روایت	۸۳
جابر بن عبداللہ کی روایت	۶۳	حضرت محمد ﷺ اور ابوطالب	۷۳	فسخ معاہدہ کی کوشش	۸۳
پہلی مسلمان خاتون	۶۳	ابوطالب کا قبولِ اسلام سے انکار	۷۳	تنسیخ معاہدہ	۸۴
نماز	۶۳	حضرت محمد ﷺ کا کفارِ مکہ سے مطالبہ	۷۳	حضرت محمد ﷺ کو ایذائیں	۸۵
معراج	۶۴	ابن اسحٰق کی روایت	۷۴	عام الحزن	۸۵
انبیائے کرام سے ملاقات	۶۴	حضرت محمد کی حوالگی کا مطالبہ	۷۴	طائف کا سفر	۸۵
سدرۃ المنتہٰی	۶۴	ابوطالب کا انکار	۷۴	حضرت محمد ﷺ کی دعا	۸۶
پہلے مسلمان مرد	۶۵	کفارِ مکہ کا اسلام کے خلاف معاہدہ	۷۵	عداس نصرانی غلام	۸۶
اختلاف	۶۵	مسلمانوں پر سختیاں	۷۵	جنوں کا قبول اسلام	۸۶
حضرت علی ؓ کے متعلق روایات	۶۵	پہلی ہجرت	۷۵	حضرت محمد ﷺ کی مکہ کو مراجعت	۸۷
عفیف کی روایت	۶۵	ہجرت حبشہ اوّل	۷۶	قبائل عرب کو دعوتِ اسلام	۸۷

بنوکندہ کو دعوتِ اسلام	۸۸
بنوکلب میں تبلیغ دین	۸۸
بنوحنیفہ کو اسلام کی پیش کش	۸۸
بنوعامر میں تبلیغ اسلام	۸۸
عامری شیخ کی تصدیق نبوت	۸۹
سوید بن صامت	۸۹
ایاس بن معاذ	۸۹
ایاس کی وفات	۹۰
بنوخزرج کو دعوت اسلام	۹۰
بنوخزرج کا قبولِ اسلام	۹۰
بنوخزرج کے مسلمانوں کے اسمائے گرامی	۹۰
بیعت عقبہ	۹۱
مسلم انصار کے اسمائے گرامی	۹۱
بیعت کی شرائط	۹۱
حضرت مصعب بن عمیر	۹۲
اسید بن حضیر	۹۲
اسید بن حضیر کا قبول اسلام	۹۲
سعد بن معاذ اور مصعب بن عمیرؓ	۹۳
سعد بن معاذ کا قبول اسلام	۹۳
بنوعبدالاشہل کا قبولِ اسلام	۹۴
براء بن معرورؓ	۹۴
قبلہ کے بارے میں ارشاد نبویؐ	۹۴
عبداللہ بن عمرو ابو جابر	۹۵
عباس بن عبدالمطلب کا خزرج سے خطاب	۹۵
بنوخزرج کی یقین دہانی	۹۶
بارہ نقیب	۹۶
بیعت عقبہ ثانیہ	۹۶
کعب بن مالک کی روایت	۹۷
حارث بن مغیرہ اور ابو جابر	۹۷
باب۳	
ہجرت	۹۹
ہجرت مدینہ کی اجازت	۹۹
سعد بن عبادہ کی گرفتاری	۹۹
سعد بن عبادہ کی رہائی	۹۹
انصار کا اظہار اسلام	۱۰۰
مسلمانوں کی ہجرت مدینہ	۱۰۰
کفار کی مجلس مشاورت	۱۰۱
حضرت محمد ﷺ کے خلاف منصوبے	۱۰۱
ابوجہل کی تجویز	۱۰۲
حضرت محمد ﷺ کی روانگی	۱۰۲
کفار کی ناکامی	۱۰۳
ہجرت سے متعلق آیات قرآنی کا نزول	۱۰۳
کفار مکہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ	۱۰۴
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رفاقت	۱۰۴
عامر بن فہیرہ	۱۰۵
غار ثور میں قیام	۱۰۵
مدینہ کو روانگی	۱۰۵
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۱۰۵
گرفتاری پر انعام کا اعلان	۱۰۶
عبداللہ بن ابی بکرؓ	۱۰۶
ذات النطاقین کا لقب	۱۰۷
اونٹ کی خریداری	۱۰۷
حضرت اسماءؓ اور ابوجہل	۱۰۷
ابوعبس بن محمد کی روایت	۱۰۷
حضرت محمد ﷺ کی بنوقبیلہ میں آمد	۱۰۸
قبا میں قیام	۱۰۸
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدینہ کو روانگی	۱۰۹
قبا میں پہلی مسجد کی تعمیر	۱۰۹
بعثت کے بعد زمانہ قیام مکہ	۱۰۹
قیام کے دس سال کے متعلق روایتیں	۱۰۹
تیرہ سال قیام کے متعلق روایتیں	۱۰۹
عامر کی روایت	۱۱۰
ابوجعفر کی روایت	۱۱۰
سنہ ہجری کی ابتداء	۱۱۰
سنہ ہجری کے متعلق مختلف آرا	۱۱۱
میمون بن مہران کی روایت	۱۱۱
محمد بن سیرین کی روایت	۱۱۱
سہل بن ساعد کی روایت	۱۱۱
عرب میں سنہ تاریخ کی ابتداء	۱۱۲
تاریخ کی ابتداء کرنے کا طریقہ	۱۱۲
دوشنبہ کی اہمیت	۱۱۲
باب۴	
حضرت محمد ﷺ کی مدنی زندگی	۱۱۴
پہلا جمعہ	۱۱۴
مدینہ میں آنحضرت ﷺ کا پہلا خطبہ	۱۱۳
ناقۂ رسولؐ	۱۱۵
مسجد نبویؐ	۱۱۵
اسعد بن زرارہ کی وفات	۱۱۶
بنوالنجار کے نقیب	۱۱۶
حضرت عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا	۱۱۶
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل	۱۱۶
دو رکعت کا اضافہ	۱۱۷

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت	۱۱۷
نعمان بن بشر کی پیدائش	۱۱۸
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مہم	۱۱۸
حضرت عبیدہ بن الحارث کی مہم	۱۱۸
خرار کی مہم	۱۱۸
غزوہ ابواء	۱۱۹
اسلام کا پہلا علمبردار	۱۱۹
غزوہ عشیرہ	۱۱۹
کرز بن جابر کا حملہ	۱۲۰
ابوقیس بن الاسلت	۱۲۰
باب ۵	
جنگ بدر ۲ھ	۱۲۱
سعد بن عبادہ کی قائم مقامی	۱۲۱
تجارتی قافلوں کی روک تمام	۱۲۱
ابوتراب کا لقب	۱۲۱
ابوتراب لقب کی دوسری روایت	۱۲۲
حضرت عبداللہ بن جحش کی مہم	۱۲۲
حضرت عبداللہ بن جحش کا حملہ	۱۲۲
عمرو بن الحضرمی کا قتل	۱۲۳
اسیرانِ جنگ کی رہائی	۱۲۳
مہم نخلہ کے متعلق دوسری روایت	۱۲۴
مہم نخلہ کے متعلق جندب بن عبداللہؓ کی روایت	۱۲۴
قبلہ کی تبدیلی	۱۲۵
ابن اسحٰق کی روایت	۱۲۵
ابن زید کی روایت	۱۲۵
روزے کا حکم	۱۲۵
فطرے کا حکم	۱۲۶
۱۹ر رمضان کے متعلق روایات	۱۲۶
۱۷ر رمضان کے متعلق روایات	۱۲۶
قریش کا تجارتی قافلہ	۱۲۷
مسلمانون کے حملہ کا خوف	۱۲۷
بنو الحجاج کے حبشی غلام کی گرفتاری	۱۲۷
کفار کی تعداد	۱۲۸
چشمہ بدر پر مسلمانوں کا قبضہ	۱۲۸
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۲۹
حضرت محمد ﷺ کی دعا	۱۲۹
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی طلبی	۱۲۹
عباس بن عبدالمطلب کی گرفتاری	۱۳۰
رسول اللہ ﷺ کی شب بیداری	۱۳۰
محمد بن اسحٰق کی روایت	۱۳۰
ابن عباس کی روایت	۱۳۰
عاتکہ بن عبدالمطلب کا خواب	۱۳۱
حضرت عباس اور ابوجہل	۱۳۱
مستورات بنی عبدالمطلب کا احتجاج	۱۳۱
ضمضم بن عمرو کی فریاد	۱۳۲
اہل مکہ کی جنگ کی تیاری	۱۳۲
امیہ بن خلف	۱۳۲
بنو کنانہ کے حملہ کا خوف	۱۳۲
اصحابِؓ بدر کی تعداد	۱۳۳
حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۳۳
حضرت محمد ﷺ کا صحابہؓ سے مشورہ	۱۳۴
انصار کا جوشِ جہاد	۱۳۴
حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ	۱۳۴
مسلمانوں کی روانگی بدر	۱۳۵
ایک عرب کے شیخ سے ملاقات	۱۳۵
دو غلام سقوں کی گرفتاری	۱۳۵
دو مسلمان مخبر	۱۳۶
ابوسفیان کی روانگی مکہ	۱۳۶
جہیم بن الصلت کا خواب	۱۳۶
ابوجہل کا بدر میں قیام پر اصرار	۱۳۶
طالب بن ابی طالب	۱۳۷
چاہ بدر	۱۳۷
حباب بن المنذر کی رائے	۱۳۷
عریشہ رسولؐ	۱۳۸
خفاف بن ایماء کی قریش کو پیش کش	۱۳۸
حکیم بن حزام	۱۳۸
عمیر بن وہب کی مسلمانوں سے متعلق رائے	۱۳۹
حکیم بن حزام اور عتبہ و ربیعہ کی گفتگو	۱۴۰
حکیم بن حزام اور ابوجہل	۱۴۰
عتبہ کی جنگ کے خلاف تقریر	۱۴۰
ابوجہل کا عتبہ کو طعنہ	۱۴۰
ابود بن عبدالاسد کا قتل	۱۴۰
عتبہ، شیبہ اور ولید کا خاتمہ	۱۴۱
مسلمانوں کو پیش قدمی کی ممانعت	۱۴۱
حضرت محمدؐ اور حضرت سوادؓ بن مزیہ	۱۴۱
آیات قرآنی کا نزول	۱۴۲
ابن عباسؓ کی روایت	۱۴۲
اللہ کی مدد کا مژدہ	۱۴۳
عوف بن الحارث	۱۴۳
حضرت سعد کا عریشہ رسولؐ پر پہرہ	۱۴۳
ابوحذیفہ بن عتبہ	۱۴۳

ابوالبختری کے قتل نہ کرنے کا حکم	۱۴۴
ابوالبختری کا قتل	۱۴۴
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور امیہ	
بن خلف	۱۴۵
حضرت بلالؓ کا امیہ کے قتل پر اصرار	۱۴۵
امیہ بن خلف کا قتل	۱۴۵
جنگ بدر میں ملائکہ کی شرکت	۱۴۶
ابوجہل کی لاش کی تلاش	۱۴۶
ابوجہل کا غرور	۱۴۶
حضرت محمد ﷺ کا مقتولین سے خطاب	۱۴۷
ابوحذیفہ کا ملال	۱۴۸
مال غنیمت جمع کرنے کا حکم	۱۴۸
سورۂ انفال کی تفسیر	۱۴۸
حضرت رقیہؓ کی تدفین	۱۴۸
مسلمانوں کی مراجعت مدینہ	۱۴۹
مقتولین و اسیران بدر کی تعداد	۱۴۹
حضرت ابوہندؓ انصاری	۱۴۹
حضرت سودہؓ بنت زمعہ اور ابویزید	
سہیل	۱۴۹
اسیرانِ بدر کی تقسیم	۱۵۰
مکہ میں شکست کی خبر	۱۵۰
رافع کی روایت	۱۵۰
ابولہب کا انجام	۱۵۱
ابووداعہ کا زرفدیہ	۱۵۱
سہیل بن عمرو	۱۵۲
عباسؓ بن عبدالمطلب کا زرفدیہ	۱۵۲
سعد بن النعمان کی گرفتاری و رہائی	۱۵۲
ابوالعاص بن الربیع	۱۵۳

ابوالعاص کی گرفتاری	۱۵۳
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہار	۱۵۴
ہند بنت عتبہ کی پیشکش	۱۵۴
حضرت زینب کی روانگی مدینہ	۱۵۵
ابوالعاص کا قبول اسلام	۱۵۵
عمیر اور صفوان میں معاہدہ	۱۵۶
عمیر کی روانگی مدینہ	۱۵۶
عمیر کا قبول اسلام	۱۵۷
حضرت عمیر کی مراجعت مکہ	۱۵۷
اسیرانِ بدر کے متعلق صحابہ کی رائے	۱۵۸
زرفدیہ قبول کرنے پر پشیمانی	۱۵۸
حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی	
رائے	۱۵۸
حضرت محمد ﷺ کا فیصلہ	۱۵۹
شہیدوں کی تعداد	۱۵۹
حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت	۱۶۰
جنگ بدر میں شریک نہ ہونے والے	
صحابہ رضی اللہ عنہم	۱۶۰
یہودیوں کا حسد	۱۶۰
باب ۶	
یہود مدینہ	۱۶۱
غزوہ بنوقینقاع	۱۶۱
بنوقینقاع کا محاصرہ	۱۶۱
عبداللہ بن ابی کی سفارش	۱۶۱
بنوقینقاع کی جلاوطنی	۱۶۲
مالِ غنیمت کا پہلا خمس	۱۶۲
پہلی قربانی	۱۶۲
ابن اسحٰق کی روایت	۱۶۳

غزوۃ السویق	۱۶۳
ابوسفیان کی نذر	۱۶۳
ابوسفیان کا حملہ و فرار	۱۶۳
ابوسفیان کے اشعار	۱۶۴
حضرت کعب بن مالک کے اشعار	۱۶۴
حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش	۱۶۵
باب ۷	
جنگ اُحد ۳ھ	۱۶۶
غزوہ ذی امر	۱۶۶
کعب بن الاشرف	۱۶۶
ابونائلہ کی پیش کش	۱۶۶
کعب بن الاشرف کا قتل	۱۶۷
حویصۃ بن مسعود کا قبول اسلام	۱۶۸
حضرت اُم کلثوم کا نکاح	۱۶۸
غزوۃ القروۃ	۱۶۸
فرات بن حیان کا قبول اسلام	۱۶۹
ابورافع یہودی	۱۶۹
ابورافع کا قتل	۱۶۹
انصار کی جاں نثاری	۱۷۰
قتل ابورافع کی دوسری روایت	۱۷۱
حسانؓ بن ثابت کے اشعار	۱۷۱
عبداللہ بن انیس کا بیان	۱۷۲
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح	۱۷۳
جنگ اُحد	۱۷۳
جنگ کی تیاری	۱۷۳
ابوعزہ کا تہامہ کا دورہ	۱۷۳
جنگ اُحد میں شریک قریشی خواتین	۱۷۴
ہند بنت عتبہ اور وحشی غلام	۱۷۴

حضرت محمد ﷺ کا خواب	۱۷۴
مسلمانوں کا بیرون مدینہ مدافعت پر	
اصرار	۱۷۴
حضرت نعمان بن مالکؓ	۱۷۵
مسلمانوں کی پشیمانی	۱۷۵
عبداللہ بن ابی کی واپسی	۱۷۵
مسلمانوں اور کفار کی تعداد	۱۷۶
مسلمانوں کی شیخین سے روانگی	۱۷۶
سمرہ اور رافع کی کشتی	۱۷۶
مربع بن قیظی منافق	۱۷۷
حضرت محمد ﷺ کا عبداللہ بن جبیرؓ کی	
قیادت میں تیراندازوں کا دستہ	۱۷۷
حضرت محمد ﷺ کا عبداللہ بن جبیر کو	
حکم	۱۷۷
ابن عباسؓ کی روایت	۱۷۸
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ بن عثمان کا	
مقابلہ	۱۷۸
تیراندازوں پر خالدؓ بن ولید کا حملہ	۱۷۹
رسولؐ اللہ کی تلوار اور حضرت ابودجانہؓ	۱۷۹
حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی متکبرانہ چال	۱۸۰
ابوسفیان کا پیام	۱۸۰
ناسق ابوعامر اور انصار	۱۸۰
قریشی عورتوں کا رجز	۱۸۱
حضرت محمدؐ کے متعلق افواہ	۱۸۱
کفار کا علم	۱۸۱
حضرت علیؓ کی شجاعت	۱۸۱
مسلمانوں پر عقب سے حملہ	۱۸۲
رسولؐ اللہ پر مسلمانوں کی جاں نثاری	۱۸۲
مصعبؓ بن عمیر کی شہادت	۱۸۲
حضرت حمزہؓ کی شجاعت	۱۸۳
حضرت حمزہؓ کی شہادت	۱۸۳
عاصم بن ثابت	۱۸۳
انس بن النضر کی جاں نثاری	۱۸۳
ابی ابن خلف کا رسولؐ اللہ پر حملہ	۱۸۴
ابن ابی کا خاتمہ	۱۸۴
رسولؐ اللہ کا پانی پینے سے انکار	۱۸۴
رسولؐ اللہ کا خون آلود چہرہ	۱۸۴
ابن قمیہ	۱۸۵
رسولؐ اللہ کے پاس صحابہ کا اجتماع	۱۸۵
ابوسفیان کی پیش قدمی و پسپائی	۱۸۶
ابوسفیان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں گفتگو	۱۸۶
حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	۱۸۶
حضرت حنظلہ کی شہادت و غسل ملائکہ	۱۸۷
شداد بن الاسود	۱۸۷
شہدائے کرام کا مثلہ	۱۸۷
ابوسفیان کی لن ترانی	۱۸۷
حضرت حمزہؓ کی لاش کی بے حرمتی	۱۸۸
ابوسفیان کے تعاقب کا حکم	۱۸۸
حضرت سعد بن الربیع کی شہادت	۱۸۸
محمد بن جعفر کی روایت	۱۸۹
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا صبر و ایثار	۱۸۹
حضرت عبداللہ بن جحش کا مثلہ	۱۹۰
حضرت حسیل بن جابر اور حضرت	
ثابت بن وقش کی شہادت	۱۹۰
حاطب بن امیہ منافق	۱۹۰
قزمان کی خودکشی	۱۹۰
مخریق یہودی	۱۹۱
شہداء کی احد میں تدفین	۱۹۱
عمرو بن الجموع اور عبداللہ بن عمرو کی	
تدفین	۱۹۱
حمنہ بنت جحش	۱۹۱
حضرت سہلؓ اور حضرت ابودجانہ کی	
تعریف	۱۹۲
حضرت علیؓ کے اشعار	۱۹۲
شمشیر رسول کا احترام	۱۹۲
جابر بن عبداللہ کی معذرت	۱۹۲
مسلمانوں کی مراجعت مدینہ	۱۹۳
معبد الخزاعی	۱۹۳
معبد الخزاعی اور ابوسفیان	۱۹۳
ابوسفیان کا پیغام	۱۹۴
معاویہ بن المغیرہ اور ابوعزہ	۱۹۴
باب ۸	
بنونضیر کی جلاوطنی ۴ھ	۱۹۵
عضل اور قارہ کی بدعہدی	۱۹۵
تین صحابہ کی شہادت	۱۹۵
حضرت عاصم کی لاش کی حفاظت	۱۹۵
حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کی	
گرفتاری	۱۹۶
حضرت خبیبؓ کا کردار	۱۹۶
حضرت خبیبؓ کی شہادت	۱۹۷
حضرت زیدؓ بن الاثنہ کی شہادت	۱۹۷
حضرت عمرؓ بن امیہ الضمری	۱۹۷
ابن مالک کا قتل	۱۹۸
حضرت خبیبؓ کی لاش حاصل کرنے	

کی کوشش	۱۹۸	جیش السویق	۲۰۸	رؤسائے غطفان سے مصالحت کی	
بنوالدیل کے چرواہے کا قتل	۱۹۹	مخشی بن عمرو الضمری	۲۰۸	کوشش	۲۱۶
قریش کے جاسوس کی گرفتاری	۱۹۹	نعیم بن مسعود الاشجعی کی ریشہ دوانی	۲۰۸	سعد بن معاذ کی مخالفت	۲۱۷
حضرت عمرو بن امیہ کی واپسی	۱۹۹	حضرت ام سلمہؓ بنت ابی امیہ کا نکاح	۲۰۹	عمرو بن عبدود	۲۱۷
حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کا نکاح	۱۹۹	باب ۹		حضرت علیؓ اور عمرو بن عبدود کا مقابلہ	۲۱۷
چالیس مبلغین صحابہؓ	۲۰۰	غزوہ خندق ۵ھ	۲۱۰	حضرت سعدؓ بن معاذ کا جوش جہاد	۲۱۸
بیر معونہ کا واقعہ	۲۰۰	حضرت زینبؓ بنت جحش اور رسول		حضرت سعدؓ بن معاذ کا رجز	۲۱۹
عمرو بن امیہ کی گرفتاری و رہائی	۲۰۰	اللہ ﷺ	۲۱۰	حضرت سعدؓ بن معاذ کی زخمی حالت	۲۱۹
بنوعامر کے دو افراد کا قتل	۲۰۱	حضرت زینبؓ کو طلاق	۲۱۰	حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب کی	
عامر بن الطفیل پر قاتلانہ حملہ	۲۰۱	حضرت زینب کا نکاح	۲۱۰	دلیری	۲۱۹
ابن ملحان الانصاری	۲۰۲	حضرت زینبؓ کے متعلق زید کی		حضرت نعیمؓ بن مسعود کا قبول اسلام	۲۲۰
شہداء کے متعلق آیات قرآنی	۲۰۲	روایت	۲۱۱	حضرت نعیمؓ بن مسعود کی حکمت عملی	۲۲۰
بنوالنضیر کی جلاوطنی	۲۰۳	غزوہ دومۃ الجندل	۲۱۱	حضرت نعیمؓ بن مسعود اور قریش	۲۲۰
بنوعامر کا خوں بہا	۲۰۳	عیینہ بن حصن سے معاہدہ	۲۱۱	حضرت نعیمؓ بن مسعود اور غطفان	۲۲۱
بنونضیر کی بدعہدی	۲۰۳	یہودیوں کی شرارت	۲۱۱	بنوقریظہ کا قریش سے مطالبہ یرغمال	۲۲۱
رسولؐ اللہ کے خلاف سازش	۲۰۳	یہود کا قبیلہ غطفان سے معاہدہ	۲۱۲	قریش اور بنوقریضہ میں نفاق	۲۲۱
بنونضیر کو ترک وطن کا حکم	۲۰۴	قریش کا مختلف قبائل سے معاہدہ	۲۱۲	حضرت حذیفہ بن الیمان	۲۲۲
بنونضیر کا محاصرہ	۲۰۴	حضرت سلمان فارسی کا مشورہ	۲۱۲	کفار کی واپسی	۲۲۲
بنونضیر کی جلاوطنی	۲۰۵	خندق کی کھدائی	۲۱۲	باب ۱۰	
بنونضیر کی خیبر کو روانگی	۲۰۵	حضرت سلمان کی قیادت	۲۱۳	غزوہ بنی قریضہ	۲۲۴
ابن ام مکتوم کی نیابت	۲۰۵	پتھر توڑنے کا واقعہ	۲۱۳	حضرت جبریلؑ کی آمد	۲۲۴
حضرت حسینؓ کی ولادت	۲۰۶	حضرت محمد ﷺ کی بشارت	۲۱۴	بنوقریضہ کی جانب پیش قدمی	۲۲۴
غزوہ ذات الرقاع	۲۰۶	منافقین کے متعلق آیات قرآنی	۲۱۴	مسلمانوں کا رنا پر قیام	۲۲۴
حضرت عثمانؓ کی نیابت	۲۰۶	فریقین کی تعداد	۲۱۵	بنوقریضہ کا محاصرہ	۲۲۵
آیت صلوٰۃ الخوف کا نزول	۲۰۶	حیی بن اخطب اور کعب بن اسد	۲۱۵	کعب بن اسد کی شرائط	۲۲۵
نماز میں قصر کا حکم	۲۰۶	بنوقریضہ کی عہد شکنی	۲۱۵	حضرت ابوالبابہ رضی اللہ عنہ کی پشیمانی	۲۲۶
ابن الحارث کا ارادۂ قتل	۲۰۷	بنوقریضہ کی خباثت	۲۱۶	حضرت ابوالبابہ رضی اللہ عنہ کی معافی	۲۲۶
جابر بن عبداللہ کی روایت	۲۰۷	منافقین کی پردہ دری	۲۱۶	عمرو بن سعدی القرظی	۲۲۷

عمرو بن سعد کا ایفائے عہد	۲۲۷
بنو اوس کی درخواست	۲۲۷
حضرت سعد بن معاذ بحیثیت حکم	۲۲۷
حضرت سعد بن معاذ کا استقبال	۲۲۸
حضرت سعد بن معاذ کا فیصلہ	۲۲۸
بنو قریضہ کا انجام	۲۲۸
حیی بن اخطب کا قتل	۲۲۹
بنو قریضہ کی ایک عورت بنانہ کا قتل	۲۲۹
حضرت ثابت اور زبیر بن باطا القرضی	۲۲۹
حضرت ثابت بن قیس کی سفارش	۲۲۹
زبیر بن باطا القرضی کا خاتمہ	۲۳۰
رفاعہ بن شمویل القرظی کی جان بخشی	۲۳۰
بنو قریظہ کا مال غنیمت	۲۳۰
ریحانہ بنت عمرو کا قبول اسلام	۲۳۱
حضرت سعد بن معاذ کی دعا	۲۳۱
جنگ خندق کے شہداء	۲۳۲
بنانہ کے قتل کی وجہ	۲۳۲
غزوہ المریسع	۲۳۲
باب ۱۱	
صلح حدیبیہ ۶ھ	۲۳۳
غزوہ بنی لحیان	۲۳۳
غزوہ ذی قرد	۲۳۳
حضرت سلمہ بن عمرو بن الاکوع	۲۳۳
کفار کا تعاقب	۲۳۴
اخرم الاسدی کا جذبہ جہاد	۲۳۴
اخرم الاسدی کی شہادت	۲۳۴
حضرت سلمہؓ بن الاکوع کی تعریف	۲۳۵
کفار کا فرار	۲۳۵
خطرے کا اعلان	۲۳۶
محرز بن نضلہ اخرم	۲۳۶
حبیب بن صیبیہ کا قتل	۲۳۷
حضرت محمدؐ کی مراجعت	۲۳۷
غزوہ بنی المصطلق	۲۳۷
عبداللہ بن ابی سلول کی ریشہ دوانی	۲۳۷
روانگی کا حکم	۲۳۸
زید بن ارقم	۲۳۸
حضرت اسید بن حضیر	۲۳۸
مسلمانوں کا مسلسل سفر	۲۳۹
زید بن ارقم کی اطلاع کی تصدیق	۲۳۹
عبداللہ بن عبداللہ بن ابی	۲۳۹
عبداللہ بن ابی کو قتل نہ کرنے کی وجہ	۲۴۰
مقیس بن حبابہ کا فریب	۲۴۰
حضرت جویریہؓ بنت الحارث	۲۴۰
حضرت جویریہؓ بنت الحارث کا نکاح	۲۴۰
بہتان کا واقعہ	۲۴۱
قافلہ کی روانگی	۲۴۱
صفوان بن المعطل کی آمد	۲۴۲
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی علالت	۲۴۲
حضرت عائشہؓ کا والدہ سے احتجاج	۲۴۲
بہتان لگانے کی وجہ	۲۴۳
بنو اوس و بنو خزرج میں ہنگامہ	۲۴۳
حضرت اسامہؓ بن زید کی گواہی	۲۴۳
حضرت محمد ﷺ کا استفسار	۲۴۴
بہتان کے متعلق وحی کا نزول	۲۴۴
ابوایوب خالد بن زید	۲۴۵
حسانؓ بن ثابت پر صفوان کا حملہ	۲۴۵
صلحہ حدیبیہ	۲۴۶
حضرت محمد ﷺ کا عمرہ کا ارادہ	۲۴۶
مسلمانوں کی تعداد	۲۴۶
قریش کی جنگ کی تیاری	۲۴۷
عکرمہ بن ابی جہل کی پیش قدمی	۲۴۷
حضرت خالد بن ولید کا سیف اللہ کا لقب	۲۴۷
حضرت محمد ﷺ کا عمرہ ادا کرنے پر اصرار	۲۴۷
حدیبیہ میں قیام	۲۴۸
حضرت محمد ﷺ کا تیر	۲۴۸
بدیل بن ورقہ الخزاعی	۲۴۹
عروہ بن مسعود	۲۴۹
حضرت ابوبکر اور عروہ میں تلخ کلامی	۲۵۰
رسول اللہ ﷺ کا احترام	۲۵۰
عروہ بن مسعود کی واپسی	۲۵۰
حبوش کا سردار	۲۵۱
مکرز بن حفص	۲۵۱
سہیل بن عمرو	۲۵۱
مشرکین کی گرفتاری	۲۵۲
حضرت زنیمؓ کی شہادت	۲۵۲
حضرت خراش بن امیہ	۲۵۳
حضرت عثمان کی سفارت	۲۵۳
بیعت رضوان	۲۵۳
جد بن قیس الانصاری	۲۵۴
حضرت سلمہؓ بن الاکوع کی بیعت	۲۵۴
سہیل بن عمرو کی سفارت	۲۵۴
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت	۲۵۵

صلح نامہ حدیبیہ	۲۵۵	ابوسفیان کی طلبی	۲۶۴	حضرت صفیہؓ کا خواب	۲۷۶
صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط	۲۵۵	ہرقل کا استفسار	۲۶۵	کنانہ بن الربیع کا انجام	۲۷۷
مسلمانوں میں غم وغصہ	۲۵۶	ہرقل کا جواب	۲۶۵	اہل خیبر کی صلح کی درخواست	۲۷۷
حضرت ابوجندل بن سہیل کی آمد	۲۵۶	حضرت محمد ﷺ کا خط	۲۶۶	اہل فدک کی اطاعت	۲۷۷
صلح نامہ حدیبیہ کے گواہ	۲۵۶	ہرقل کا امراء سے مشورہ	۲۶۶	زینب یہودیہ کا بھیجا ہوا مسموم گوشت	۲۷۷
صلح نامہ کی تکمیل	۲۵۶	امراء کی برہمی	۲۶۶	غزوۂ وادی القریٰ	۲۷۸
جانوروں کی قربانی	۲۵۷	ضغاطر اسقف کا قتل	۲۶۷	حجاج بن علاط اسلمی	۲۷۸
حضرت محمدؐ کی مراجعت مدینہ	۲۵۷	ہرقل کی شام سے روانگی	۲۶۷	حجاج بن علاط کی غلط بیانی	۲۷۹
ابوبصیر عتبہ بن اسید	۲۵۸	رئیس دمشق کو پیغام	۲۶۸	حجاج کے مالی مطالبہ کی وصولیابی	۲۷۹
ابوبصیر کی نواح ذی المروہ کو روانگی	۲۵۸	شاہ حبشہ کو دعوت اسلام	۲۶۸	حضرت عباسؓ اور حجاج بن علاط	۲۷۹
مکہ کے محبوس مسلمان	۲۵۸	شاہ نجاشی کا قبول اسلام	۲۶۸	مکہ میں فتح خیبر کا اعلان	۲۸۰
مومن عورتوں کے حکم	۲۵۹	حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان	۲۶۹	غزوۂ خیبر کا مال غنیمت	۲۸۰
حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ	۲۵۹	حضرت ام حبیبہؓ کی روانگی مدینہ	۲۶۹	مسلمانوں کا عدل	۲۸۰
عمر رضی اللہ عنہ کی مہم	۲۵۹	نامہ رسولؐ شاہ فارس کے نام	۲۷۰	عہد فاروقی میں یہود خیبر کی جلاوطنی	۲۸۱
ذی القصہ کی مہم	۲۵۹	شاہ فارس کا گستاخانہ رویہ	۲۷۰	حضرت ماریہؓ	۲۸۱
جموم کی مہم	۲۶۰	کسریٰ کا والی یمن کو حکم	۲۷۰	رسولؐ اللہ کا منبر	۲۸۱
بنوثعلبہ پر یورش	۲۶۰	شاہ ایران کا قتل	۲۷۱	ہوازن کی مہم	۲۸۱
مہمات ذی القریٰ	۲۶۰	شیرویہ کی حکومت	۲۷۱	مہم بنی مرہ	۲۸۲
فدک کی مہم	۲۶۰	حمیر خرخسرہ کا تاثر	۲۷۲	میفعہ کی مہم	۲۸۲
ام قرفہ کی مہم	۲۶۱	باب ۱۳		مہم بنی عبد بن ثعلبہ	۲۸۲
وادی القریٰ کا معرکہ	۲۶۱	غزوہ خیبر ۷ھ	۲۷۳	مہمات یمن وخیات	۲۸۲
بنت ام قرفہ	۲۶۱	حضرت محمدؐ کی خیبر کی جانب پیش قدمی	۲۷۳	مسلمانوں کی مکہ کو روانگی	۲۸۲
غزنین کا مقابلہ	۲۶۲	قلعہ صعب بن معاذ کی فتح	۲۷۳	مسلمانوں کا عمرہ	۲۸۳
باب ۱۲		مرحب کا رجز	۲۷۳	حضرت عبداللہ بن رواحہ کے اشعار	۲۸۳
سلاطین کو دعوت اسلام ۶ھ	۲۶۳	حضرت زبیرؓ بن العوام کا حملہ	۲۷۴	حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے	
شاہ مصر کے تحفے	۲۶۳	رسولؐ اللہ کا علم	۲۷۵	نکاح	۲۸۳
ہرقل قیصر روم کو دعوت اسلام	۲۶۴	حضرت علیؓ اور مرحب کا مقابلہ	۲۷۵	مسلمانوں کا مکہ میں سہ روزہ قیام	۲۸۴
ہرقل کا خواب	۲۶۴	حضرت صفیہؓ بنت حیی	۲۷۶	زہری کی روایت	۲۸۴

اہل مکہ کی گھبراہٹ	۲۸۴	خطاب	۲۹۴	اہل مکہ کو امان	۳۰۴
بنوسلیم سے لڑائی	۲۸۴	حدس کی ایک کاہنہ کی پیشین گوئی	۲۹۵	حضرت خالد بن ولید کی کفار سے	
باب ۱۴		اسلامی فوج کا استقبال	۲۹۵	جھڑپ	۳۰۴
غزوہ موتہ ۸ھ	۲۸۵	باب ۱۵		کرز بن جابر اور ابن الاشعر کی	
اس سال کے واقعات	۲۸۵	فتح مکہ ۸ھ	۲۹۶	شہادت	۳۰۵
بنوالملوح کی مہم	۲۸۵	بنوبکر اور بنی خزاعہ کی مخاصمت	۲۹۶	حضرت سعد بن عبادہؓ	۳۰۵
کفار کا تعاقب	۲۸۵	بنوخزاعہ اور رسول اللہؐ کے حلیف	۲۹۶	رسول اللہؐ کا مکہ کے بالائی حصہ میں	
منذر بن ساویٰ سے مصالحت	۲۸۶	حرم میں بنوبکر کی خون ریزی	۲۹۶	قیام	۳۰۵
جیفر اور عباد کا قبول اسلام	۲۸۶	بنوبکر کا بنی خزاعہ پر شب خوں	۲۹۷	حماس بن قیس بن خالد	۳۰۵
بنوعامر پر حملہ	۲۸۶	عمرو بن سالم خزاعی کی رسول اللہؐ سے		حماس کا فرار	۳۰۶
ذات اطلاع میں مبلغین کی شہادت	۲۸۶	فریاد	۲۹۷	عبداللہ بن سعد کو امان	۳۰۶
عمرو بن العاص	۲۸۷	بدیل بن ورقاء	۲۹۸	عبداللہ بن خطل کا قتل	۳۰۷
عمرو بن العاص کی حبشہ کو روانگی	۲۸۷	بدیل بن ورقا اور ابوسفیان	۲۹۸	عکرمہ کا قبول اسلام	۳۰۷
عمرو بن العاص کا قبول اسلام	۲۸۷	ابوسفیان کی تجدید معاہدہ کی کوشش	۲۹۸	ہند بنت عتبہ کا قبول اسلام	۳۰۸
عمرو بن العاصؓ اور خالد بن ولیدؓ کا		حضرت علیؓ کا ابوسفیان کو مشورہ	۲۹۹	عام معافی کا اعلان	۳۰۸
قبولِ اسلام	۲۸۸	حضرت محمد ﷺ کا مکہ جانے کا فیصلہ	۲۹۹	اہل مکہ کی بیعت	۳۰۸
ذات السلاسل کی مہم	۲۸۸	حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا خط	۳۰۰	ہند بنت عتبہ کی بیعت	۳۰۹
غزوہ الخبط	۲۸۹	حضرت محمد ﷺ کی روانگی مکہ	۳۰۰	عورتوں کی بیعت کا طریقہ	۳۰۹
سریہ ابوقتادیہ	۲۹۰	ابوسفیان کی رسول اللہ ﷺ سے		خراش بن امیہ	۳۱۰
رفاعہ بن قیس کا قتل	۲۹۰	ملاقات کی خواہش	۳۰۱	صفوان بن امیہ کو امان	۳۱۰
مال غنیمت کی تقسیم	۲۹۱	قبائل عرب کو شرکت کی دعوت	۳۰۱	ہبیر بن ابی وہب	۳۱۰
بطن اضم کی مہم	۲۹۱	حضرت عباس اور ابوسفیان کی		فتح مکہ کے وقت مسلمانوں کی تعداد	۳۱۱
غزوہ موتہ	۲۹۲	ملاقات	۳۰۱	ملیکہ بنت داؤد	۳۱۱
حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	۲۹۲	حضرت عباس کا ابوسفیان کو مشورہ	۳۰۲	عزیٰ بت کا انہدام	۳۱۱
حضرت عبداللہ بن رواحہ کا جذبہ جہاد	۲۹۳	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت	۳۰۲	عزیٰ کا پجاری	۳۱۱
زید بن ارقم کی روایت	۲۹۳	ابوسفیان کا قبول اسلام	۳۰۲	سواع بت کے پجاری کا قبول اسلام	۳۱۲
حضرت زید و حضرت جعفر کی شہادت	۲۹۳	ابوسفیان سے امتیازی سلوک	۳۰۳	مبلغین کی روانگی	۳۱۲
حضرت خالد بن ولید کو سیف اللہ کا		ابوسفیان اور لشکر اسلام	۳۰۳	حضرت خالد بن ولید اور بنی جزیمہ	۳۱۲

جحدم کالڑنے پر اصرار	۳۱۲	شیما بنت الحارث کی گرفتاری	۳۲۲	حضرت عروہ کی شہادت	۳۳۲
بنو جزیمہ کی دیت	۳۱۳	شیما بنت الحارث کی تعظیم و تکریم	۳۲۲	عمرو بن امیہ اور عبد یالیل	۳۳۳
حضرت خالد بن ولید اور عبدالرحمٰن		جنگ حنین کے شہداء اور مال غنیمت	۳۲۲	بنو ثقیف کا وفد	۳۳۳
بن عوف میں تلخ کلامی	۳۱۳	طائف کا محاصرہ	۳۲۳	حضرت مغیرہؓ اور حضرت ابوبکرؓ	۳۳۴
عبداللہ بن ابی حدرد کی روایت	۳۱۳	اسلام میں پہلا قصاص	۳۲۳	حضرت محمدؐ اور بنو ثقیف میں معاہدہ	۳۳۴
باب ۱۶		صحابہ پر تیروں کی بوچھاڑ	۳۲۴	حضرت عثمانؓ بن ابی العاص	۳۳۵
غزوہ حنین ۸ھ	۳۱۵	مسلمانوں اور بنو ثقیف میں خونریزی		بنو ثقیف میں بت پرستی کا خاتمہ	۳۳۵
بنو ہوازن کی پیش قدمی	۳۱۵	معرکہ	۳۲۴	غزوہ تبوک	۳۳۶
درید بن الصمہ	۳۱۵	مسلمانوں کی مراجعت	۳۲۴	مسلمانوں کا زمانہ عسرت	۳۳۶
درید بن الصمہ اور مالک بن عوف	۳۱۵	عیینہ بن حصن	۳۲۵	جد بن قیس	۳۳۶
درید بن الصمہ کا مشورہ	۳۱۶	حضرت محمد ﷺ کا جعرانہ میں قیام	۳۲۵	جہاد سے متعلق آیات قرآنی کا نزول	۳۳۶
مالک بن عوف کے جاسوس	۳۱۶	اسیرانِ غزوہ حنین	۳۲۵	منافقین کی سرگرمیاں	۳۳۷
عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمی	۳۱۷	اسیران حنین کی رہائی	۳۲۶	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مالی امداد	۳۳۷
صفوان بن امیہ	۳۱۷	مال غنیمت میں عیینہ بن حصن کا حصہ	۳۲۷	یامین بن عمیر اور عبداللہ بن معقل	۳۳۷
مسلمانوں کی تعداد	۳۱۷	مالک بن عوف کا قبول اسلام	۳۲۷	جنگ تبوک میں شریک ہونے والے	
مسلمانوں پر اچانک حملہ	۳۱۷	مال غنیمت تقسیم کرنے پر اصرار	۳۲۷	مسلمان	۳۳۷
ہوازن کا علم بردار	۳۱۸	مال غنیمت کی تقسیم	۳۲۸	عبداللہ بن ابی سلول کا فتنہ	۳۳۸
کلدہ بن الحنبل	۳۱۸	حضرت جعیل بن سراقہ	۳۲۸	حضرت علیؓ بن ابی طالب کی روانگی و	
شیبہ بن عثمان	۳۱۸	مال غنیمت کی تقسیم پر اعتراض	۳۲۸	مراجعت	۳۳۸
حضرت عباس کی للکار	۳۱۸	ایک کوڑے کا معاوضہ	۳۲۹	حضرت ابوخیثمہؓ	۳۳۸
ہوازن کے رئیس کا خاتمہ	۳۱۹	حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ	۳۲۹	حجر میں پانی نہ پینے کا حکم	۳۳۹
ام سلیم بنت ملحان	۳۱۹	رسول اللہؐ کا انصار کو خطبہ	۳۳۰	رسول اللہؐ کی بارش کے لیے دعا	۳۳۹
عثمان بن عبداللہ کا خاتمہ	۳۲۰	حضرت عتاب بن اسید کی نیابت	۳۳۰	رسول اللہؐ کی گم شدہ اونٹنی	۳۴۰
عثمان بن عبداللہ کا نصرانی غلام	۳۲۰	حضرت ابراہیم کی ولادت	۳۳۱	حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ	۳۴۰
ہوازن کے اتحادیوں کا علم	۳۲۰	باب ۱۷		حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی تنہائی	۳۴۱
غزوہ اوطاس	۳۲۰	غزوہ تبوک ۹ھ	۳۳۲	دودیعہ بن ثابت اور مخشی بن حمیر	۳۴۱
درید الصمہ کا قتل	۳۲۱	بنو اسد کا وفد	۳۳۲	مخشی بن حمیر کی معذرت	۳۴۱
حضرت ابو عامر کی شہادت	۳۲۱	عروہ بن مسعود الثقفی کا قبول اسلام	۳۳۲	اکیدر بن عبدالملک کی گرفتاری و رہائی	۳۴۲

اکیدر کی قبا	۳۴۲
حضرت محمد ﷺ کا تبوک میں قیام	۳۴۳
مسجد ضرار کا انہدام	۳۴۳
مسجد ضرار کے بانیوں کے نام	۳۴۴
کعبؓ مرارہ اور بلال سے بات کرنے کی ممانعت	۳۴۴
طے کی مہم	۳۴۴
اسیران بنی طے	۳۴۴
عدی بن حاتم کا فرار	۳۴۵
بنت حاتم کی گرفتاری	۳۴۵
بنت حاتم کی رہائی	۳۴۶
عدی بن حاتم کی روانگی مدینہ	۳۴۶
عدی بن حاتم	۳۴۶
رسول اللہؐ اور عدی بن حاتم	۳۴۷
عدی بن حاتم کا قبول اسلام	۳۴۷
بنو تمیم کا وفد	۳۴۷
بنو تمیم کے شاعر و خطیب کے مقابلے کی دعوت	۳۴۷
عطارد بن حاجب کی تقریر	۳۴۷
حضرت ثابت بن قیس کی جوابی تقریر	۳۴۸
زبرقان بن بدر کی نظم	۳۴۸
حضرت حسان بن ثابتؓ کے اشعار	۳۴۹
حضرت حسان بن ثابتؓ کی نظم	۳۵۰
بنو تمیم کا قبول اسلام	۳۵۱
وفد بنو بکا	۳۵۳
حضرت ابو بکرؓ کی امارت میں حج	۳۵۳
سورۂ برأت کا نزول	۳۵۴
مکہ سے مشرکین کے اخراج کا حکم	۳۵۴
حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال	۳۵۴
ضمام بن ثعلبہ	۳۵۴
ضمام بن ثعلبہ کا قبول اسلام	۳۵۵
بنو سعد بن بکر کا قبول اسلام	۳۵۵
باب ۱۸	
سنۃ الوفود ۱۰ھ	۳۵۶
حضرت خالد بن ولید کی نجران میں تبلیغ اسلام	۳۵۶
حضرت خالد بن ولید کا خط	۳۵۶
رسول اللہؐ کا خط بنام خالد بن ولید	۳۵۶
بنو الحارث بن کعب کا وفد	۳۵۷
عہد جاہلیت میں بنو الحارث کا عمل	۳۵۷
عمرو بن حزم الانصاری کا فرمان تقرر	۳۵۷
سلامان کا وفد	۳۵۹
بنو ازد کا وفد	۳۵۹
اہل جرش سے جنگ	۳۵۹
قبیلہ ہمدان کا قبول اسلام	۳۶۰
زبید کا وفد	۳۶۰
عبد القیس کا وفد	۳۶۱
مسیلمہ بن حبیب الکذاب	۳۶۲
مسیلمہ کذاب کا دعویٰ	۳۶۲
کندہ کا وفد	۳۶۳
مختلف وفود کی آمد	۳۶۳
ابو عامر الراہب کے ورثہ کا فیصلہ	۳۶۳
خولان کا وفد	۳۶۳
رفاعہ بن زید	۳۶۴
حضرت زیدؓ بن حارثہ کا قصافض پر حملہ	۳۶۴
حسان بن ملہ	۳۶۵
حضرت زید بن حارثہ اور حسان بن ملہ	۳۶۵
جوابی بنت ملہ	۳۶۵
رفاعہ بن زید کی روانگی مدینہ	۳۶۵
بنو جذام کی رہائی	۳۶۶
وفد بنی عامر بن صعصعہ	۳۶۶
عامر بن الطفیل	۳۶۷
عابد اور اربد کا انجام	۳۶۷
بنو طے کا وفد	۳۶۷
مسیلمہ کذاب کا خط	۳۶۸
عاملوں کا تقرر	۳۶۸
باب ۱۹	
حجۃ الوداع ۱۰ھ	۳۶۹
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ	۳۶۹
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ	۳۶۹
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روانگی مکہ	۳۷۰
رسول اللہؐ کا خطبہ	۳۷۰
حج الاکبر	۳۷۱
تعلیمی حج	۳۷۱
غزوات رسول اللہ ﷺ	۳۷۲
رسول اللہؐ کی مہمات	۳۷۳
یسیر بن رزام	۳۷۳
عبد اللہ بن انیس	۳۷۴
رسول اللہؐ کا عصا	۳۷۴
اسیران بنی العنبر	۳۷۵
بنو مزہ کی مہم	۳۷۵
مہم ذات السلاسل	۳۷۵

محمد بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت	٣٧٥	حضرت فاطمہؓ بنت شریح	٣٨٣	رسول اللہ ﷺ کے خچروں کے نام	٣٨٨
ابوجعفر کی روایت	٣٧٦	خولہ بنت الہذیل	٣٨٣	رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کے نام	٣٨٨
ابواسحٰق کی روایت	٣٧٦	عمرہ بنت یزید	٣٨٣	رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں	٣٨٨
رسول اللہ ﷺ کے حج	٣٧٦	جن عورتوں کو نکاح کا پیام دیا	٣٨٤	رسول اللہ ﷺ کی بکریاں	٣٨٩
ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن	٣٧٧	ام ہانی بنت ابی طالب	٣٨٤	رسول اللہ ﷺ کی تلواریں	٣٨٩
حضرت خدیجہؓ بنت خویلد	٣٧٧	ضباعہ بنت عامر	٣٨٤	رسول اللہ ﷺ کی کمانیں اور نیزے	٣٨٩
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابوبکرؓ	٣٧٨	صفیہ بنت بشامہ اعور	٣٨٤	رسول اللہ ﷺ کی زرہیں	٣٨٩
حضرت سودہؓ بنت زمعہ	٣٧٨	ام حبیب بنت العباس	٣٨٤	رسول اللہ ﷺ کی ڈھال	٣٨٩
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت	٣٧٩	جمرہ بنت الحارث	٣٨٤	رسول اللہ ﷺ کے اسمائے گرامی	٣٨٩
حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی روایت	٣٧٩	رسول اللہ ﷺ کے موالی	٣٨٤	رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک	٣٩٠
حضرت ہشام بن محمد کی روایت	٣٧٩	حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ	٣٨٥	مہر نبوت	٣٩٠
حضرت حفصہؓ بنتِ عمر رضی اللہ عنہ	٣٧٩	شقران	٣٨٥	رسول اللہ ﷺ کی سخاوت وشجاعت	٣٩١
حضرت ام سلمہؓ بنت ابی امیہ	٣٨٠	حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ	٣٨٥	رسول اللہ ﷺ کے بال	٣٩١
حضرت جویریہؓ بنت الحارث	٣٨٠	حضرت سلیمان الفارسی رضی اللہ عنہ	٣٨٥	رسول اللہ ﷺ کی علالت	٣٩٢
حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان	٣٨٠	حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ	٣٨٦	**باب ٢٠**	
حضرت زینبؓ بنتِ جحش	٣٨١	حضرت انسہ رضی اللہ عنہ ابوسرح	٣٨٦	حضرت محمد ﷺ کی وفات ١١ھ	٣٩٣
حضرت صفیہؓ بنت حیی	٣٨١	حضرت ابوکبشہ رضی اللہ عنہ	٣٨٦	اسامہ رضی اللہ عنہ	٣٩٣
حضرت میمونہؓ بنت الحارث	٣٨١	حضرت ابومویہبہ رضی اللہ عنہ	٣٨٦	اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر اعتراض	٣٩٣
نشاۃ بنت رفاعہ	٣٨١	حضرت رباح الاسود رضی اللہ عنہ	٣٨٦	اسود اور مسیلمہ کی بغاوتیں	٣٩٣
شنباء بنت عمر الغفاریہ	٣٨٢	حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ	٣٨٦	اسود کا خروج	٣٩٤
غزیہ بنت جابر	٣٨٢	حضرت مدعم رضی اللہ عنہ	٣٨٦	اسود کا یمن پر قبضہ	٣٩٤
اسماء بنت النعمان	٣٨٢	حضرت ابوضمیرہ رضی اللہ عنہ	٣٨٦	قبر کی پرستش کی ممانعت	٣٩٣
حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا بنت زید اور		حضرت یسار رضی اللہ عنہ	٣٨٧	طلیحہ کا نبوت کا دعویٰ	٣٩٥
حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا قبطیہ	٣٨٢	حضرت مہران رضی اللہ عنہ	٣٨٧	اسود عنسی کا قتل	٣٩٥
حضرت زینبؓ بنت خزیمہ	٣٨٢	مابور رضی اللہ عنہ	٣٨٧	مبلغین کی روانگی	٣٩٥
حضرت شراف بنت الخلیفہ	٣٨٣	حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ	٣٨٧	اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت	٣٩٦
عالیہ بنت ظبیان	٣٨٣	کاتبین رسول ﷺ	٣٨٧	رسول اللہ ﷺ کے سر میں شدید درد	٣٩٦
قتیلہ بنت قیس	٣٨٣	رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں کے نام	٣٨٧	حضرت محمد ﷺ کا خطبہ	٣٩٧

حضرت عمرؓ کے متعلق رسول اکرمؐ کا ارشاد	۳۹۷	تشریف آوری	۴۰۳	حبیب بن ابی ثابت کی روایت	۴۱۰
اصحاب اُحد کے لیے دعائے مغفرت	۳۹۸	وفات	۴۰۳	رسول اللہ ﷺ کی میراث	۴۱۰
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق رسول		وفات کا دن	۴۰۴	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت	۴۱۰
اللہ ﷺ کے تاثرات	۳۹۸	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقریر	۴۰۴	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی	
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمات	۳۹۸	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آمد	۴۰۴	اہلیت	۴۱۱
حضرت محمد ﷺ کی صحابہؓ کے لیے دعا	۳۹۸	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر	۴۰۴	ابوسفیان کی کارروائی	۴۱۱
تجہیز و تکفین کے لیے ہدایات	۳۹۹	سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کا اجتماع	۴۰۵	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت عام	۴۱۲
رسول اللہ ﷺ کا تحریر لکھانے کا ارادہ	۳۹۹	زیادہ بن کلیب کی روایت	۴۰۵	رسول اللہ ﷺ کا غسل	۴۱۳
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی حضرت علی		حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انصار کو خطاب	۴۰۶	لباس سمیت غسل	۴۱۳
رضی اللہ عنہ سے جانشینی کے متعلق گفتگو	۴۰۰	بیعت کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہما کی		رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ	۴۱۴
انصار کے بارے میں وصیت	۴۰۰	روایت	۴۰۷	رسول اللہ ﷺ کی تدفین	۴۱۴
ذات الجنب کا شبہ	۴۰۱	جانشینی کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی		حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کا دعویٰ	۴۱۴
حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا	۴۰۱	تقریر	۴۰۷	حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے دعوے کی تردید	۴۱۵
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم	۴۰۲	سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ	۴۰۸	عرب میں دو دین نہ رہنے کا حکم	۴۱۵
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر		قریش کی امارت	۴۰۸	رسول اللہ ﷺ کی عمر	۴۱۵
رسول اللہ ﷺ کا اصرار	۴۰۲	ایک انصار کی تجویز	۴۰۹	رسول اللہ ﷺ کی وفات کا مہینہ	۴۱۶
سترہ نمازوں کی امامت	۴۰۲	عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی کا		دوشنبہ کی اہمیت	۴۱۶
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں		بیان	۴۰۹	رسول اللہ ﷺ کی وفات کا دن	۴۱۶

نگاہِ اوّلین

از: چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

یہ کتاب جو آج آپ کے سامنے ہے' یہ علامہ ابوجعفر محمد ابن جریر طبری کی مشہور و معروف تاریخ ' تاریخ الامم والملوک کا مکمل اور صحیح ترین ترجمہ ہے۔ تاریخ طبری کو اسلامی تاریخ کے سلسلہ میں اُمہات الکتب کا درجہ حاصل ہے۔ اگر چہ اس سے پہلے ایک شیعہ عالم یعقوبی نے اپنی کتاب تاریخ یعقوبی لکھی تھی مگر وہ بہت مختصر اور تشنہ ہے۔ یہ مقام صرف تاریخ طبری کو ہی حاصل ہے کہ وہ واقعات کی زیادہ سے زیادہ تفصیل مہیا کرتا ہے اور مطالعہ کرنے والے کے لیے ان تفصیلات میں سے گزر کر ابتدائی اسلامی دور میں واقعات و حالات کے صحیح رخ کو معلوم کرنے کے لیے کافی مواد فراہم کرتا ہے۔

علامہ طبری کی وفات ۳۱۰ھ میں بغداد میں ہوئی تھی۔ ان کی عمر کا بڑا حصہ مرکز علم وفن اور معدنِ علوم شہر بغداد میں بسر ہوا۔ اس وقت کے تمام چوٹی کے اساتذہ اور علماء کی صحبتوں سے انھوں نے فائدہ اٹھایا۔ مصر اور حجاز کا سفر کیا' اور وہاں کے اہل علم سے استفادہ کیا۔ انھوں نے یہ تاریخ اپنی عمر کے آخری دور میں لکھنا شروع کی۔ یہ تاریخ ۳۰۲ھ تک کے واقعات پر مشتمل ہے ہر سن کے واقعات اس سن میں مختلف عنوانات کے تحت درج کیے گئے ہیں۔

تاریخ طبری کی یہ فضیلت وخصوصیت نا قابل انکار ہے کہ تاریخ طبری کے بعد جتنی بھی تاریخیں لکھی گئی ہیں ان سب کا مآخذ یہی تاریخ ہے اور بغداد کا سب سے بہتر زمانہ خود مؤرخ کی زندگی کا زمانہ ہے جس نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ واثق باللہ کے دور سے لے کر مقتدر باللہ تک کا زمانہ علامہ طبری کی آنکھوں کے سامنے گزرا۔

اسلام نے جن نئے علوم کو جنم دیا ان میں مربوط تاریخ کا فن بھی ایک علم ہے۔ اس سے پہلے دنیا کے کسی حصہ میں کوئی مربوط تاریخ نہیں لکھی گئی تیسری صدی ہجری میں جب علامہ طبری نے یہ کتاب لکھی ہے فن حدیث اپنے انتہائی کمال تک پہنچ کر مدون ہو رہا تھا۔ امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ، ابن ماجہؒ سب تیسری صدی کے بزرگان علم حدیث ہیں۔ جو لوگ روایات سے وابستہ ہونے کے باوجود اتباعِ رسولؐ، آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بجائے حالات و اخبار کی طرف زیادہ متوجہ تھے وہ اخباری کہلاتے تھے۔ ان اخباریوں میں اپنے وقت کا سب سے بڑا امام یہی مؤرخ طبری تھا۔

طبری کا مقام سمجھنے کے لیے یہ واقعہ تاریخی کافی ہے کہ خود طبری ایک فرقہ کے بانی ہیں۔ مدت دراز تک ان کا فرقہ طبریہ کے نام سے چلتا رہا ہے۔ وہ اس زمانے کے رواج کے مطابق جب اپنی کتاب میں کوئی واقعہ درج کرتے ہیں تو سلسلہ صد چشم دید شاہد تک ضرور بیان کر دیتے ہیں۔ آج یہ بات غیر مانوس سی معلوم ہوتی ہے لیکن اس نکتہ کو کبھی نہ بھولیے کہ مسلمانوں میں علم تاریخ رسول اللہ ﷺ کے اقوال و اعمال کی نقل سے پیدا ہوا تھا۔ اس لیے حدیث بیان کرنے کا جو طریقہ رائج تھا وہی طریقہ تاریخ کے بیان میں بھی مدت تک قائم رہا۔ تاریخ طبری کا ترجمہ جامعہ عثمانیہ کے سررشتہ تالیف کے مختلف علماء کرام سے کرایا گیا تھا جو اپنے

وقت کے بہترین مترجم اور عالم تھے۔ نہ جانے کس مصلحت کے پیش نظر خلافت راشدہ کے سات سو صفحات کا ترجمہ نظر انداز کر دیا تھا۔ یہ حصہ ہم نے مولانا رشید احمد ارشد ایم اے لیکچرار شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی سے ترجمہ کروا کر کتاب کو ہر طرح مکمل کر دیا ہے۔

تاریخ طبری کا ترجمہ کمیاب ہی نہیں بلکہ نایاب ہو چکا تھا۔ وقت کی یہ اہم ترین ضرورت تھی کہ اسے اردو پڑھنے والے اہل علم کے لیے دوبارہ شائع کر دیا جائے کیونکہ یہ کتابیں جو ہماری برسوں کی محنت سے تیار ہوئی تھیں ہندوستان میں رہ گئیں' اور موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ وہاں سے ان کا حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہے ہماری اس نئی مملکت میں اہل علم کے کتب خانے اور پبلک لائبریریوں کا ان کتابوں سے خالی ہونا ہماری بڑی محرومی ہے۔ اس لیے بھی ضروری معلوم ہوا کہ تاریخ طبری کو دوبارہ شائع کر دیا جائے۔ لیکن اتنی بڑی کتاب جو نو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کا شائع کرنا ایک شخصی دارالاشاعت کے لیے جس کے ذرائع بھی محدود ہیں' کتنا مشکل کام ہے؟ اسے ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے اس کا بیڑہ اٹھالیا ہے' اور انشاء اللہ اسے تکمیل تک پہنچائیں گے۔

وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ

دیباچہ

جناب شبیر حسین قریشی ایم اے لیکچرار اردو کالج ۔ کراچی

علامہ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری صوبہ طبرستان کے مقام آمل میں ۸۳۹ء بمطابق اواخر ۲۲۴ھ یا اوائل ۲۲۵ھ میں پیدا ہوئے ۔ انھوں نے کم عمری ہی میں تحصیل علم کی جانب توجہ دی اور صرف سات سال کی عمر میں حفظِ قرآن کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کرنے کے بعد ان کے والد نے انھیں دنیائے اسلام کے مراکز علمی میں تعلیم علم کی غرض سے بھیجا علامہ ابن جریر طبری رے میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد بغداد گئے ۔ یہاں آنے کا مقصد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے علم حدیث سیکھنا تھا ۔ مگر ان کی آمد سے کچھ ہی دنوں قبل امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۲۴۱ھ میں وفات پا چکے تھے ۔ بعد ازاں انھوں نے بصرہ و کوفہ میں کچھ دنوں تک قیام کیا ۔ پھر وہ مصر روانہ ہوئے مگر راستے ہی میں علم حدیث کی تحصیل کے لیے دمشق میں ٹھہر گئے ۔ اس کے بعد جب وہ مصر پہنچے تو ان کے علم و فضل کا شہرہ دور دور تک پھیل چکا تھا ۔ یہاں سے لوٹ کر علامہ ابن جریر طبری بغداد آئے اور یہیں طبرستان کے دو سفروں کے علاوہ ساری زندگی بسر کی اور بغداد ہی میں ۹۲۲ء (بمطابق ۳۱۰ھ) میں انھوں نے وفات پائی ۔

علامہ ابن جریر طبری نے اپنی زندگی کے آغاز میں احادیث کی جمع و تدوین کی جانب خصوصی توجہ دی اور زندگی کے آخری ایام تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں گزارے ۔ گو مالی اعتبار سے انھیں کوئی بڑا دنیوی مقام حاصل نہ ہو سکا ۔ مگر علم و ادب کی دنیا میں انھیں جو مقام ملا وہ بہت کم اہل علم کو ملا ہو گا ۔ یہی وجہ تھی کہ انھوں نے ہمیشہ علم کو دولت پر ترجیح دی اور منفعت بخش سرکاری عہدوں کی پیش کش کو کبھی قبول نہ کیا ۔ علم حاصل کرنا اور سکھانا ان کی زندگی کا مقصد تھا اور ان کی پوری زندگی ادبی و علمی مشاغل میں بسر ہوئی ۔ تاریخ و فقہ کے علاوہ جو ان کے مخصوص مضامین تھے انھوں نے شعر و شاعری' ادب و عروض میں بھی مہارت حاصل کی' حدیث اور قواعد میں بھی کمال حاصل کیا ۔ یہی نہیں بلکہ انھوں نے ریاضی اور طب میں بھی درک پیدا کیا ۔

علامہ ابن جریر طبری مصر سے واپسی کے دس سال بعد تک فقہ شافعی کے مقلد رہے ۔ مگر بعد ازاں انھوں نے اپنا الگ فقہی مذہب قائم کیا جس کے پیرو ان کے والد کے نام کی مناسبت سے ''جریریہ'' کے نام سے موسوم کیے گئے ان کے فقہی مسلک کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علامہ طبری نے اصول میں کم اور فروع میں زیادہ امام شافعی سے اختلاف کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا قائم کردہ فقہی مذہب جلد ختم ہو گیا ۔ مگر یہ ضرور ہے کہ امام احمد بن حنبل ؒ سے ان کے اختلافات زیادہ اصولی ہیں اور اسی بناء پر وہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو محدث تسلیم کرتے ہیں مجتہد نہیں ۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک سے شدید اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ حنبلی جن کی بغداد میں اکثریت تھی اور حکومت کی سرپرستی بھی انہی کو حاصل تھی جس کی وجہ سے وہ علامہ طبری کے خلاف ہو گئے اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ بعض قرآنی آیات کی تفسیر میں اختلاف کی بنا پر ایک بڑے ہجوم نے ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور انھیں اپنے مکان میں محصور ہونا پڑا اور جب تک بغداد کے صاحب الشرط نے اس ہنگامہ کو فرو نہ کیا علامہ موصوف محصور ہی رہے مگر ان کے

مخالفین نچلے نہ بیٹھ سکتے تھے انھوں نے ان پر کفر کا فتویٰ لگا کر ان کی شہرت کو کافی نقصان پہنچایا۔ علامہ ابن جریر طبری عجز و انکسار کا نمونہ تھے۔ انھوں نے تمام عمر سادگی سے بسر کی انھیں تصنیف و تالیف میں اس قدر انہماک تھا کہ چالیس سال تک ہر روز تقریباً چالیس صفحات لکھتے رہے۔

علامہ طبری کی تمام تصانیف ہم تک نہیں پہنچیں۔ البتہ ان کی تفسیر قرآن ''جامع البیان فی تفسیر القرآن'' ہم تک پہنچی ہے جس میں تفسیر سے متعلق احادیث صحیحہ کا معتد بہ ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ مؤرخین اور ناقدین کے لیے یہ تفسیر علوم کا خزانہ ہے۔

علامہ ابن جریر طبری کا دوسرا اہم کام ان کی تاریخ عالم ہے۔ عالم اسلام میں یہ تاریخ جو خصوصی اہمیت کی حامل ہے دست برد زمانہ سے محفوظ رہی۔ علامہ نے موضوع سے متعلق تمام مواد اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں متعدد ایسی نادر کتابوں کے اقتباسات بھی مذکورہ کتاب میں محفوظ ہو گئے ہیں جو اب دنیا سے ناپید ہو چکی ہیں۔ اس کتاب کا نام ''تاریخ الامم والملوک'' ہے۔

علامہ طبری کا عام انداز یہ ہے کہ انھوں نے ایک واقعہ سے متعلق مختلف روایات کو نہایت سلیقہ سے یک جا کر دیا ہے اور روایت کے پورے اسناد کو بیان کر کے تنقید و تبصرہ کا کام قاری پر چھوڑ دیا۔ تاریخ الامم والملوک کی تدوین میں علامہ طبری نے کچھ تو ان روایات پر اعتماد کیا ہے جو بزرگوں سے ان تک پہنچیں یا پھر ان روایات پر اپنی تاریخ کی بنیاد رکھی جو متقدمین کی تصانیف میں موجود تھیں' علاوہ ازیں تاریخ الامم والملوک کے آخری حصوں میں علامہ موصوف نے راویوں کے نام ظاہر کرنے سے گریز کیا ہے۔ حالانکہ یہ واقعات خود ان کے زمانے کے یا اس سے کچھ پہلے کے ہیں اور ان واقعات کی اسناد زیادہ موثق اور معتبر ہوتیں۔ بہت ممکن ہے کہ سیاسی حالات مانع ہوں یا پھر علامہ طبری نے راویوں کی خواہش پر ان کے نام ظاہر کرنے سے گریز کیا ہو۔

علامہ طبری نے طریق جمع الاصول میں خاص اہتمام کیا ہے وہ نزاعی و اختلافی امور جن پر علماء کا شدید اختلاف ہے علامہ طبری غیر جانب دار مؤرخ کے لیے نہایت نازک مسئلہ تھا کہ وہ ان ذمہ داریوں سے کیسے عہدہ برآ ہوں چنانچہ تاریخ کا وہ حصہ جس میں سخت اختلاف پایا جاتا ہے وہاں انھوں نے طریق جمع الاصول کو اپنایا اور ان تمام روایتوں کو یک جا کر کے اس طرح تدوین کی کہ اسناد کے راوی ہی اس واقعہ کی صحت کے ذمہ دار ہوں۔

علامہ طبری نے تاریخ الامم والملوک میں ہر روایت اوّل تا آخر جوں کی توں اسی شکل میں پیش کر دی جس طرح انھیں اپنے شیخ سے ملی تھی اور اسی واقعہ کی دوسری روایت کو بھی من وعن پیش کر دیا اور اسی طرح اگر انھیں تیسری اور چوتھی روایات بھی ملیں تو انھیں بھی جس صورت میں وہ ملیں اسی طرح بغیر کسی ترمیم و اضافے کے اپنی اصل شکل میں شامل کر دیا۔ یہ طریقہ کار یقیناً قابل تعریف ہے کیونکہ اس طرز عمل نے قاری کے لیے پرکھنے' سوچنے اور فیصلہ کرنے کے لیے ایک وسیع میدان چھوڑ دیا ہے انھوں نے ایک واضح فکری راستہ متعین کیا' تاکہ ایک ہی واقعہ کی مختلف روایات کو پیش نظر رکھ کر وہ ان اختلافات کو سمجھ سکے اور کسی خاص فیصلہ پر پہنچ سکے ایسے مقام پر علامہ طبری روایات کے تسلسل کو باقی رکھتے ہوئے ہر روایت کو اس کے راوی اوّل سے منسوب کر دیتے ہیں اور اپنی ذاتی رائے کا اظہار نہیں کرتے اور اگر کسی نفس حادثہ کے متعلق اختلافی روایت پیش کرتے ہیں تو وہ اس قسم کے جملے استعمال کرتے ہیں مثلاً اس نے اس سے مختلف بات کہی۔ جو فلاں شخص نے مجھ سے بیان کی تھی.... یا.... فلاں نے اس قول کے خلاف یہ کہا' اس نے کہا..... یا مگر فلاں یہ کہتا ہے...... وغیرہ وغیرہ۔

ایک ہی حادثہ کے متعلق بہت سی روایات پیش کرنا علامہ ابن جریر طبری کا ہی حصہ ہے اور محدثین کی پیروی نے ان کو تاریخ کی

دنیا میں ممتاز بنا دیا ہے اور ایک ہی نفس حادثہ کے متعلق بہت سی روایات یک جا کر کے انھوں نے تحقیق کے لیے وسیع میدان مہیا کر دیا ہے اور یہی بات تاریخ طبری کو محققین کی نظر میں بلند و برتر کر دیتی ہے۔ تاریخ طبری کی تکمیل چوتھی صدی ہجری کے ابتداء میں ہوئی تھی۔ بجا طور پر اپنے عہد کی تاریخ نگاری کا یہ بے مثال نمونہ کہی جاسکتی ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ علامہ طبری نے طریق محدثین کی پیروی کی کیونکہ وہ خود ایک محدث تھے۔ ان کی زندگی کا آغاز درسِ حدیث سے ہوا تھا یہی وجہ ہے کہ وہ تاریخ نگاری میں طریقہ محدثین کے متبع ہیں۔ چنانچہ روایات کی تدوین میں وہ اسناد کا خاص خیال رکھتے ہیں مثلاً وہی راوی ان کے نزدیک قابل اعتبار ہے جو زیر تحریر حالات میں شریک رہا ہو یا اس کا شاہد ہو' یا اس کے بارے میں صحیح علم رکھتا ہو یا ایک جماعت نے اس واقعہ کی تصدیق کی ہو' اس کے علاوہ علامہ طبری نے اکا دُکا حادثات' معمولی' غیر اہم یا بظاہر غیر متعلق واقعات بھی بیان کیے ہیں اور اس طور سے یہ غیر اہم باتیں جو بسا اوقات تاریخ کے طالب علم کی نگاہ میں بڑی اہم ہوتی ہیں ہمارے ہاتھ آ گئیں۔ تاریخ نگاری کا ایک طریقہ حولیات (Anmals) ہے جس میں مؤرخ واقعات لکھتے وقت سنین کا پابند ہوتا ہے۔ یہ کوئی نیا طریقہ نہیں بلکہ اس طریقہ کو ہم عہد عتیق میں بھی پاتے ہیں۔ بابلی اور آشوریوں کے علاوہ مصریوں نے بھی اس سے کام لیا اور قدیم یونان و روما کے مؤرخوں نے اس طریقہ کی پیروی کی تھی۔ طریقہ حولیات (Anmals) میں مؤرخ زمانی ترتیب کا بطور خاص خیال رکھتا ہے علامہ طبری نے بھی تاریخ لکھتے وقت حولیات کے طریقہ کو اپنایا ہے اور سنین کی پابندی کی ہے اگر کوئی واقعہ طویل ہے تو علامہ نے پہلے اجمالی طور پر واقعہ کو بیان کر دیا اور اس کے بعد جس سنہ میں حادثہ کا جتنا جز واقع ہوا وہ اس سنہ میں لکھ کر اسی واقعہ کا بقیہ جز اس سنہ میں بیان کیا جس سنہ میں وہ واقعہ اختتام پذیر ہوا۔ میں نے تاریخ الامم والملوک کو مختلف ابواب میں تقسیم کرتے وقت اس امر کا پورا پورا خیال رکھا ہے ایک سال کے عرصہ میں جو واقعات رونما ہوئے۔ اگر وہ طویل یا غیر معمولی ہیں اور ان کی اہمیت کی وجہ سے انھیں ابواب میں تقسیم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو میں نے ہر باب میں سنہ ھ دے کر اس ترتیب کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔

علامہ طبری کی ''تاریخ الامم والملوک'' بعض حیثیتوں سے نہ صرف دوسری کتب تاریخ سے ممتاز ہے بلکہ اسلامی عہد کی بعض نادر و نایاب عبارتوں کے اقتباسات بھی اس کتاب کی بدولت محفوظ ہو گئے۔ جب کہ اصل کتب زمانے کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ علاوہ ازیں کعب الاحبار' وہب بن منبہ' عبداللہ بن سلام' قتادہ' مجاہد' عبداللہ بن عباس' ابومخنف' اعم الزہری الشجعی کے اقوال کے بہترین اقتباسات اسی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ ان زریں اقوال کے اقتباسات سے جس طرح تاریخ طبری مالا مال ہے کوئی دوسری تاریخ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس بحث کے بعد ہم بآسانی یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ تاریخ طبری عہد اسلامی کے ابتدائی دور کی تحریروں اور اہم تاریخی مصادر کا نادر مجموعہ ہے۔ علامہ ابن جریر طبری نے آغاز اسلام سے لے کر اپنے زمانے تک قابل قدر کتابوں کے اہم اقتباسات کو چھان بین اور تحقیق کے بعد نہایت ترتیب و سلیقے سے پیش کیا ہے اور مؤلف نے اس پیشکش میں حتی الامکان غیر جانب دار رہنے کی کوشش کی ہے اور بلاشبہ ان کی کتاب ایک عظیم کارنامہ ہے اور انھیں مؤرخین کی صف میں ممتاز مقام حاصل ہے۔

علامہ ابن جریر الطبری نے اس امر کی بھی سعی بلیغ کی ہے کہ ایک ہی واقعہ کے متعلق جتنی روایتیں مل سکیں انھیں یک جا کر دیں اور ان روایات میں انھوں نے عینی شاہد کے بیان کو ترجیح دی ہے یہ خوبی ہمیں طبری کے دور کے دوسرے مؤرخین میں نظر نہیں آتی۔ اسی لیے کسی دور کا مؤرخ بھی طبری کو نظر انداز کر کے اپنی تصنیف مکمل نہ کر سکا کیونکہ مختلف واقعات پر جتنا بنیادی مواد علامہ طبری نے

فراہم کیا ہے اتنا کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتا' یہی خوبی محققین کی نظر میں تاریخ الامم والملوک کو بلند تر کر دیتی ہے علامہ ابن جریر طبری نے اپنی کتاب میں اپنا نقطہ نظر مندرجہ ذیل الفاظ میں واضح کیا ہے:

''اور ہماری اس کتاب میں ناظرین دیکھیں گے کہ میں نے جو کچھ یہاں تحریر کیا ہے اس پر اعتماد کیا ہے.....اور یہ وہی اخبار ہیں جو مجھ سے روایت کیے گئے اور میں ان کا بیان کرنے والا ہوں' یا وہ آثار جن کے راویوں کی اسناد میں نے جمع کی ہیں' غیر اس سے کہ عقلی دلیلوں سے ان کو سمجھا جائے یا غور و فکر سے استنباط کیا گیا ہو' سوائے چند مقامات کے' جب کہ اخبار ماضیین کا علم یا اپنے زمانے کی خبریں ان لوگوں سے پہنچی ہیں جنہوں نے ان کا مشاہدہ نہیں کیا۔ نہ ان کے زمانے میں وقوع پایا بلکہ مخبروں اور ناقلوں کے ذریعہ سے آئی ہیں اور ان میں عقلی استخراج یا فکری استنباط سے کام نہیں لیا گیا۔ اس لیے اگر میری اس کتاب میں کوئی ایسی خبر آئے جسے ہم نے اگلے لوگوں سے نقل کیا ہے اور جن کے تسلیم کرنے سے آج کا قاری ابا کرے' یا وہ سامع کو اچنبھے میں ڈال دیں اس لیے کہ ان کی صحت معروف نہیں یا معنی میں حقیقت نہیں تو جان لینا چاہیے کہ اس میں (صحت یا صداقت) ہم سے پہلے سے ہی نہیں ہے اور بعض ناقلوں نے اسے ہم تک پہنچایا ہے اور ہم تک جس شکل میں یہ روایت پہنچی تھی ہم نے جوں کی توں بیان کر دی ہے''۔

تاریخ الامم والملوک کے زیر نظر حصہ کا تعلق سیرت النبیؐ سے ہے جو حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ پر مشتمل ہے آغاز میں آنحضرت ﷺ کا شجرہ نسب اور ابتدائی زندگی کے حالات بہت تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

علامہ طبری نے ''سیرت النبیؐ،، میں اس امر کا پورا خیال رکھا ہے کہ جزئیات تک باصراحت بیان کر دی جائیں اور علامہ موصوف اپنی اس ذمہ داری سے بحسن وخوبی عہدہ برآ ہوئے ہیں۔ زیر نظر سیرت طیبہ کا نہ صرف مستند مجموعہ ہے بلکہ سیرت الرسول کا مکمل مرقع بھی ہے۔ اس میں آنحضرت ﷺ کی نجی زندگی کے جزوی سے جزوی واقعہ کا بھی ذکر ہے اور ہر وہ شے جو ذاتِ رسالت مآبؐ سے یک گونہ وابستگی رکھتی ہے اس کا ذکر کتاب میں موجود ہے۔ المختصر رسول کریم ﷺ کی حیات طیبہ کا مستند ترین اور مکمل ترین ذخیرہ زیر نظر حصہ میں موجود ہے۔ اس کی افادیت سے متعلق کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ ہم قاری پر اس کا فیصلہ چھوڑتے ہیں۔

باب ا

حضرت محمد ﷺ کا شجرۂ نسب

عبداللہ بن عبدالمطلب :

رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی محمد ﷺ ہے اور آپ عبداللہ بن عبدالمطلب کے بیٹے ہیں۔ یہ عبداللہ رسول اللہ کے والد اپنے باپ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے' یہ عبداللہ' زبیر اور عبد مناف یعنی ابو طالب عبدالمطلب کے بیٹے ایک ماں سے تھے ان کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھیں یہ ابن اسحٰق کی روایت ہے۔

ہشام بن محمد کی روایت یہ ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے باپ اور ابو طالب جن کا نام عبد مناف ہے اور زبیر' اور عبدالکعبہ' عاتکہ' برہ اور اُمیمہ عبدالمطلب کی اولاد حقیقی بہن بھائی تھے۔ ان سب کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظ تھیں۔

عبدالمطلب کی نذر:

ایک عورت نے یہ نذر کی کہ اگر میں یہ کام کروں تو میں اپنے بیٹے کی کعبہ کے پاس قربانی کروں گی' اس کام کو وہ کر گزری' مدینہ آئی تا کہ اپنی نذر کے متعلق حکم شرعی دریافت کرے' پہلے وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی۔ انھوں نے اس سے کہا کہ نذر کے متعلق مجھے اللہ کا صرف یہی حکم معلوم ہے کہ اس کو پورا کیا جائے' اس عورت نے کہا تو کیا میں اپنے بیٹے کی قربانی کر دوں۔ اس کا ابن عمرؓ نے صرف یہ جواب دیا کہ اللہ نے اس بات کی ممانعت کی ہے کہ تم اپنی جانوں کو قتل کرو۔ اس جواب سے تشفی نہ پا کر اب وہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئی اور ان سے فتویٰ پوچھا انھوں نے کہا ایک صرف اللہ نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی نذر کو پورا کرو اور قتل نفوس کی ممانعت کی ہے' عبدالمطلب بن ہاشم نے نذر مانی تھی کہ جب ان کے دس لڑکے ہو جائیں گے تو وہ ان میں سے ایک کو قربان کر دیں گے۔ چنانچہ جب یہ تعداد پوری ہوگئی۔ انھوں نے قرعہ اندازی کی۔ قرعہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے نام نکلا' چونکہ عبدالمطلب عبداللہ کو دنیا میں سب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے انھوں نے کہا خداوندا عبداللہ کی قربانی قبول ہے یا سو اونٹ۔ یہ کہہ کر اب انھوں نے عبداللہ اور اونٹوں پر قرعہ اندازی کی۔ اس مرتبہ قرعہ اونٹوں کے نام نکل آیا۔ یہ واقعہ بیان کر کے ابن عباسؓ نے اس عورت سے کہا' کہ میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ تم اپنے بیٹے کے بجائے سو اونٹ کی قربانی کر دو۔ یہ بات مروان کو جو اس وقت مدینہ کا امیر تھا۔ معلوم ہوئی اس نے کہا کہ ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ دونوں نے فتوے میں غلطی کی ہے۔ ایسی نذر جس میں اللہ کی معصیت ہوتی ہو سرے سے جائز ہی نہیں اور عورت سے کہا کہ تو اللہ سے معافی مانگ' توبہ کر' صدقہ دے اور جس قدر خیر تجھ سے ہو سکے وہ کر۔ رہی بیٹے کی قربانی تو چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرما دی ہے اس لیے وہ کسی طرح جائز ہی نہیں مروان کے اس فتوے کو لوگوں نے بہت پسند کیا اور وہ اس سے بہت خوش ہوئے اور اسی کو انھوں نے صحیح سمجھا اور پھر یہی عام فتویٰ ہو گیا کہ جس بات میں اللہ کی معصیت ہوتی ہو سرے سے جائز نہیں۔

نذر کے متعلق مذکورہ بالا بیان قبیصہ بن ذریب کا ہے ابن اسحٰق کا بیان یہ ہے کہ جب عبدالمطلب کا زمزم کے کھودنے کے وقت قریش سے جھگڑا ہوا اور ان کو دبنا پڑا۔ انھوں نے نذر مانی کہ اگر ان کے دس بیٹے پیدا ہوئے اور وہ ان کی زندگی میں سن بلوغ کو

پہنچ کر ان کی حمایت کے قابل ہو گئے تو وہ ان میں سے ایک کو کعبہ میں اللہ کے لیے قربان کر دیں گے۔ چنانچہ جب ان کے دس بیٹے ہو گئے اور ان کو اطمینان ہو گیا کہ اب یہ ان کی حمایت اور مدافعت کریں گے انھوں نے ان کو جمع کیا اور اپنی منت سے اطلاع دی اور خواہش کی کہ تم میری اس نذر کو پورا کرو۔ انھوں نے باپ کی خواہش کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور پوچھا مگر اس پر عمل کیسے ہو گا۔ عبدالمطلب نے کہا تم میں سے ہر ایک ایک پانسہ سے اس پر اپنا نام لکھ لائے۔ جس پر وہ اپنے نام لکھ کر لے آئے۔ عبدالمطلب کعبہ کے عین وسط میں ہبل کے پاس آئے۔ یہ مکہ میں قریش کا سب سے بڑا بت تھا اور کعبہ کے عین وسط میں ایک کنوئیں پر رکھا ہوا تھا اور اسی کنوئیں میں کعبہ کے چڑھاوے ڈالے جاتے تھے اس بت کے پاس سات پانسے تھے۔ ہر ایک پر ایک تحریر کندہ تھی ایک تحریر میں تھا ''دیت'' چنانچہ جب قریش میں دیت کے متعلق اختلاف رائے ہوتا کہ کون اسے ادا کرے تو ان ساتوں پانسوں کو ملا کر ڈالتے اور جس کے نام دیت کا پانسہ نکل آتا وہی دیت ادا کرتا۔ ایک پانسہ پر ''ہاں'' لکھا تھا۔ جب قریش کوئی کام کرنا چاہتے تو انھیں پانسوں کو ملا کر ڈالتے اگر جواب میں ہاں نکلتا اسے کر گزرتے' ایک پانسہ پر ''نہیں'' لکھا تھا۔ اگر پانسے پر ''نہیں'' نکل آتا تو جس کام کے لیے انھوں نے پانسے ڈالے تھے اسے وہ نہ کرتے۔ ایک پانسے پر لکھا تھا ''تم میں سے'' ایک پر لکھا تھا ''ملا ہوا'' ایک پر ''تھا'' تمہارے غیروں میں سے ایک پانسہ پر تھا ''پانی'' جب قریش کنوئیں کھودنا چاہتے تو اس پانسہ کو دوسروں کے ساتھ ملا کر ڈالتے اگر جواب میں یہ پانسہ نکل آتا تو کنوئیں کھودتے۔

اسی طرح جب قریش بچے کی ختنہ کرنا چاہتے یا نکاح کرنا چاہتے یا میت کو دفن کرنا چاہتے یا ان کو کسی کے نسب میں شک ہو جاتا تو وہ ہبل کے پاس آتے سو درہم اور قربانی کے لیے بھیڑ بکریاں لے جاتے ان کو پانسہ پھینکنے والے کو دیتے۔ پھر اپنے اس آدمی کو جس کے متعلق حکم لینا ہوتا۔ بت کے قریب لاتے پھر کہتے اے ہمارے رب! یہ فلاں شخص ہے ہم اس کے ساتھ یہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ حق بات ظاہر کر دیجئے اس کے بعد وہ پانسہ پھینکنے والے سے کہتے کہ اب پانسے ڈالو وہ ڈال دیتا اگر اس کے متعلق نکلتا کہ یہ تم میں سے ہے تو وہ نجیب۔ شریف سمجھا جاتا اگر نکلتا کہ یہ تمہارا غیر ہے تو اسے حلیف سمجھا جاتا اور اگر ''ملا ہوا'' نکلتا تو اس کا نسب مشتبہ ہی رہتا' نہ وہ ان کا ہم نسب سمجھا جاتا اور نہ حلیف۔

اشتباہ نسب کو دور کرنے کے علاوہ اگر کسی اور معاملہ کے متعلق جس کو وہ کرنا چاہتے ہوں وہ پانسے ڈلواتے اور اس میں ''ہاں'' نکل آتا تو اس کام کو وہ ضرور کرتے اور اگر ''نہیں'' نکلتا تو وہ اس کام کو اور ایک سال مؤخر کر دیتے اور آئندہ سال پھر اس کے متعلق پانسہ ڈلواتے' غرض کہ اس طرح وہ اپنے تمام معاملات کو اسی دستور پر انجام دیتے تھے۔ اجازت نکلتی ''کرتے'' ممانعت آتی نہ کرتے۔

عبدالمطلب نے پانسے والے سے کہا کہ میرے ان تمام بیٹوں کی قرعہ اندازی کرو اور اسے بتایا کہ میں نے ایسی نذر مانی ہے۔ اب ہر لڑکے نے اپنے نام کا پانسہ اسے دے دیا۔ عبداللہ بن عبدالمطلب اپنے باپ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور انھیں کو وہ سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ عبدالمطلب کا خیال تھا کہ اگر پانسہ ان کے نام نہ نکلا تو اس خوشی میں وہ ایک بڑی دعوت کریں گے۔ یہ عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے باپ تھے جب پانسہ ڈالنے والے نے ان کو ڈالنے کے لیے اٹھایا تو عبدالمطلب کعبہ میں ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے پانسہ ڈالنے والے نے پانسے ڈال دیے اور پانسہ عبداللہ کے نام نکلا عبدالمطلب نے عبداللہ کا ہاتھ تھاما اور چھری اٹھائی اور پھر وہ اساف اور نائلہ کے پاس اسے ذبح کرنے آئے۔ یہ قریش کے وہ دونوں بت تھے جن کے پاس وہ قربانیاں کرتے تھے' اسے دیکھ کر قریش اپنی مجلس سے اٹھ کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور پوچھا' کیا کرتے ہو؟ عبدالمطلب نے کہا:

میں اسے ذبح کرتا ہوں' اس پر تمام قریش نے اور عبدالمطلب کے دوسرے بیٹوں نے کہا جب تک آپ ان کے معاملہ میں تمام بچاؤ کے ذرائع ختم نہ کر دیں' ان کو ہرگز ذبح نہ کریں۔ کیونکہ اگر آپ نے اس وقت انھیں ذبح کر ڈالا تو یہ ایک بری مثال قائم ہو جائے گی اور پھر ہر شخص اپنے بیٹے کو یہاں ذبح کر دیا کرے گا اور لوگ کس طرح زندہ رہ سکیں گے۔ مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے جس کے قبیلہ کے یہ عبداللہ بھانجے تھے کہا کہ جب تک چھٹکارے کی تمام صورتیں نا قابل عمل نہ ثابت ہوں تم ہرگز اسے ذبح نہ کرو۔ اگر ہمارے مال سے اس کا فدیہ ہو سکے تو ہم فدیہ دینے کے لیے آمادہ ہیں۔ قریش اور عبدالمطلب کے بیٹوں نے بھی ان سے کہا کہ آپ ہرگز ذبح نہ کریں' اسے حجاز لے کر جائیں وہاں ایک عارفہ عورت ہے ایک جن اس کا تابع ہے پہلے اس سے دریافت کر لیں۔ اس کے بعد آپ کو اختیار ہے۔ اگر وہ آپ کو اس کے ذبح کرنے کا حکم دے' ذبح کر ڈالیں اور اگر وہ اس سے بچنے کی کوئی اور صورت بتا دے تو آپ اسے قبول کر لیں۔

اس مشورہ کے بعد وہ سب مکہ سے مدینہ آئے یہاں آ کر معلوم ہوا کہ وہ عورت خیبر میں ہے۔ یہ خیبر میں اس کے پاس آئے' اس سے ملے عبدالمطلب نے اپنی نذر کا سارا قصہ اسے سنایا اور پوچھا کہ اس صورت میں کیا کیا جائے اس نے کہا آج تو جاؤ' میرے تابع کو آنے دو اس سے دریافت کرتی ہوں' وہ سب کے سب اس کے پاس سے چلے آئے وہاں سے آ کر پھر عبدالمطلب اللہ کی جناب میں التجا اور دعا کرنے کھڑے ہو گئے۔ دوسرے دن صبح کو پھر یہ سب لوگ اس عارفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آج اس نے کہا کہ ہاں مجھ کو خبر مل گئی ہے۔ یہ بتاؤ تمہارے ہاں جان کی دیت کیا ہے۔ انھوں نے کہا دس اونٹ اور یہی مقررہ دیت ہے۔ اس عورت نے کہا تو اب اپنے گھر جاؤ اور اپنے آدمی اور دس اونٹوں کو ایک جا کر کے ان پر قرعہ اندازی کراؤ۔ اگر قرعہ تمہارے آدمی کے نام نکلے تو ان کی تعداد میں دس کا اضافہ کرتے جانا اور قرعہ اندازی کرتے رہنا اور اگر اونٹوں پر قرعہ نکل آئے تو بس ان کو ذبح کر دینا۔ کیونکہ اونٹوں کے نام قرعہ نکل آنے سے معلوم ہو جائے گا کہ تمہارا رب راضی ہو گیا ہے اور تمہارا آدمی بچ گیا۔

عبداللہ کی دیت:

یہ اس کے پاس سے چل کر پھر مکہ آئے اور اس تجویز پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئے عبدالمطلب کعبہ کے وسط میں ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے۔ اس مرتبہ بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ اب انھوں نے اونٹوں میں دس کا اضافہ کر کے ان کی تعداد بیس کر دی اور پھر قرعہ اندازی ہوئی۔ عبدالمطلب پھر اللہ سے التجا کرنے کھڑے ہو گئے مگر اس مرتبہ بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ اب پھر اونٹوں میں دس کا اضافہ کر کے ان کی تعداد تیس کر دی گئی اور پھر قرعہ اندازی ہوئی اور ہر مرتبہ قرعہ عبداللہ کے نام آتا رہا اور پھر اونٹوں میں دس کا اضافہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ دس مرتبہ یہ عمل کیا گیا۔ اس اثناء میں عبدالمطلب برابر اللہ کی جناب میں اپنے بیٹے کی سلامتی کے لیے دعا کرتے رہے آخر کار جب اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ گئی اور قرعہ اندازی ہوئی تو اس مرتبہ قرعہ اونٹوں پر نکل آیا' قریش اور دوسرے حاضرین نے کہا عبدالمطلب اب تمہارے رب کی رضا پوری ہو گئی' بس کرو انھوں نے کہا میں ابھی نہیں مانتا جب تک میں تین مرتبہ قرعہ اندازی نہ کر لوں گا مجھے اطمینان نہ ہو گا۔ چنانچہ دوبارہ ان سو اونٹوں اور عبداللہ کے درمیان قرعہ اندازی ہوئی۔ عبدالمطلب بدستور کھڑے ہوئے دعا کرتے رہے اس مرتبہ بھی قرعہ اونٹوں پر نکلا اور جب دوسری اور تیسری بار بھی قرعہ اونٹوں پر نکل آیا تو اب انھوں نے وہ اونٹ وہاں ذبح کر دیے اور بغیر روک ٹوک کے وہیں چھوڑ دیے کہ آدمی یا جانور جس کا جی چاہے ان کو کھا لے۔

اُم قتال اور عبداللہ:

قربانی کے بعد وہ اپنے بیٹے عبداللہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے کعبہ سے واپس جانے لگے بنو اسد کی ایک عورت ام قتال بنت نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ ورقہ بن نوفل بن اسد کی بہن کے پاس سے جو کعبہ میں موجود تھی ان کا گزر ہوا۔ اس نے عبداللہ کے چہرے کو دیکھ کر کہا تم کہاں جاتے ہو' عبداللہ نے کہا میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں اس نے کہا جس قدر اونٹ تمہارے فدیہ میں ذبح کیے گئے ہیں وہ میں تم کو دیتی ہوں تم اسی وقت مجھ سے ہم بستر ہو جاؤ۔ عبداللہ نے کہا میرے ساتھ میرے باپ ہیں' میں ان کی خلاف مرضی کوئی بات نہیں کروں گا اور نہ ان سے جدا ہونا چاہتا ہوں۔

عبداللہ کا نکاح:

عبدالمطلب اسی طرح عبداللہ کو لیے ہوئے کعبہ سے باہر آ گئے۔ اور انھیں وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے پاس جو اس وقت اپنی عمر اور شرافت کی وجہ سے بنو زہرہ کا رئیس تھا لے کر آئے اور عبداللہ کی شادی آمنہ بنت وہب سے جو باعتبار شرافت نسب اور مرتبہ کے تمام قریش میں سب سے افضل خاتون تھیں کر دی۔ یہ آمنہ بنت عبدالعزیٰ بن عثمان عبدالدار بن قصی کی بیٹی تھیں اور برہ ام حبیب بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی بیٹی تھیں۔ اور ام حبیب بنت اسد برہ بنت عوف بن عبید بن حویج بن عدی بن کعب بن لوی کی بیٹی تھیں' شادی کے بعد وہب ہی کے مکان میں عبداللہ نے ان سے خلوت کی۔ اور اسی وقت محمد ﷺ شکم مادر میں بصورت حمل جلوہ افروز ہوئے۔ جب عبداللہ آمنہ کے پاس سے برآمد ہو کر پھر اس عورت کے پاس آئے جس نے اپنے کو ان کے لیے پیش کیا تھا۔ عبداللہ نے اس سے کہا آج کیوں تم میرے سامنے وہ بات پیش نہیں کرتیں جو کل کی تھی۔ اس نے کہا آج تمہاری پیشانی پر وہ نور نہیں ہے جو کل تھا وہ جاتا رہا اور مجھے تمہاری ضرورت نہیں' واقعہ یہ تھا کہ یہ عورت اپنے بھائی ورقہ بن نوفل سے جو نصرانی ہو گیا تھا اور جس نے عیسائیوں کی مذہبی کتابوں کے مطالعہ سے اس مذہب میں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا تھا' اور آئندہ کی خبروں سے واقف تھا سنا کرتی تھی کہ قریش میں اولاد اسماعیل سے ایک نبی پیدا ہونے والا ہے۔

اس سلسلہ میں دوسری روایت اسحٰق بن یسار کی یہ ہے کہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے ساتھ عبداللہ کی ایک عورت اور تھی۔ یہ اس کے پاس آئے' مگر چونکہ اس نے مٹی میں کچھ کام کیا تھا اور اس وجہ سے اس کے جسم پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ انھوں نے اس وقت اس عورت کو مباشرت کے لیے کہا مگر مٹی سے میلا ہونے کی وجہ سے اس نے آنے میں دیر کی۔ عبداللہ نے اس کے پاس سے نکل کر وضو کیا اور بدن پر سے مٹی دھو ڈالی اور اب مباشرت کے ارادے سے آمنہ کے پاس آئے اور اسی وقت محمد ﷺ بہ شکل حمل شکم مادر میں جلوہ افروز ہوئے وہاں سے نکل کر عبداللہ اب پھر اپنی پہلی عورت کے پاس آئے اور کہا جی چاہتا ہے اس نے کہا نہیں۔ جب پہلے تم میرے پاس آئے تھے اس وقت تمہاری دونوں آنکھوں کے بیچ میں ایک نور روشن تھا۔ تم نے اس وقت مجھ سے مباشرت کی خواہش کی میں نے انکار کر دیا تم آمنہ کے پاس چلے گئے اب وہ خود اس کے پاس چلا گیا۔

ارباب سیر کہتے ہیں کہ یہ عورت کہا کرتی تھی کہ عبداللہ میرے پاس آئے اس وقت ان کی پیشانی پر ایسا نور تھا جیسا گھوڑے کا چاند تارا' میں نے ان سے جماع کی خواہش کی مگر انھوں نے انکار کر دیا اور وہ آمنہ بنت وہب کے پاس چلے گئے۔ ان سے ہم بستر ہوئے اور اسی وقت بطن آمنہ میں محمد ﷺ شکل حمل میں مستقر ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جب عبدالمطلب عبداللہ کو لے کر ان کی شادی کرنے چلے تو وہ بنی خثعم کی ایک کاہنہ فاطمہ

بنت مر کے پاس سے جو اہل تبالہ کی ایک یہودیہ عورت تھی اور جس نے یہود کی بہت سی مذہبی کتابیں پڑھی تھیں گزرے' اس نے عبداللہ کے چہرے پر ایک خاص نور دیکھا اور اس سے کہا اے نوجوان اگر تو اسی وقت مجھ سے مباشرت کرتا ہے تو میں تجھے سو اونٹ دیتی ہوں' عبداللہ نے کہا:

امـا الـحـرام فـالـممـات دونـه و الـحـل لا حـل فـاستبينـه

فكيف بالا مرالذی تبغينه

ترجمہ: ''حرام ہو نہیں سکتا۔ اس سے موت اولیٰ ہے اور حلال کی یہ شکل نہیں لہٰذا جو تم چاہتی ہو وہ بات کیسے ہو''۔

اس کے بعد انھوں نے یہ کہا کہ میں اس وقت اپنے باپ کے ساتھ ہوں اور کسی طرح ان کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا عبدالمطلب ان کو اپنے ساتھ لیے ہوئے چلے گئے اور انھوں نے آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ سے عبداللہ کی شادی کر دی۔ تین دن عبداللہ آمنہ کے پاس رہے۔ پھر پلٹے اور اب پھر اس خثعمیہ عورت کے پاس جس نے ان سے خواہش مباشرت کی تھی آئے اور کہا اب بھی اس بات کے لیے آمادہ ہو۔ اس نے کہا' اے شریف میں بدکار نہیں ہوں' میں نے تمہارے چہرے میں ایک نور دیکھا تھا' میری خواہش تھی کہ وہ نور مجھ میں آ جائے مگر اللہ کو یہ بات منظور نہ تھی کہ یہ سعادت مجھے نصیب ہو' اس نے جہاں مناسب سمجھا اسے ودیعت کر دیا۔ یہ بتاؤ یہاں سے جا کر تم نے کیا کیا؟ عبداللہ نے کہا میرے باپ نے میری شادی آمنہ بنت وہب سے کر دی اور میں تین دن ان کے ساتھ مقیم رہا۔ اس پر فاطمہ بنت مر نے چند شعر بھی کہے۔

عبداللہ کا انتقال:

زہری کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عبدالمطلب تمام قریش میں سب سے زیادہ حسین آدمی تھے کسی نے آمنہ بنت وہب سے ان کے حسن و جمال کی تعریف کی اور یہ بھی کہا۔ اگر جی چاہے تو ان سے شادی کر لو۔ آمنہ نے عبداللہ سے شادی کی عبداللہ نے ان سے مباشرت کی اور رسول اللہ ﷺ ان کے بطن میں بہ شکل حمل مستقر ہوئے اس کے بعد عبداللہ کے باپ نے ان کو ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ مدینہ بھیج دیا تاکہ وہاں سے کھجور لے کر آئیں' اسی سفر میں عبداللہ نے مدینہ میں انتقال کیا جب ان کو واپس آنے میں دیر ہوئی' عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حارث کو ان کی خبر کے لیے بھیجا۔ ان کو مدینہ آ کر معلوم ہوا کہ عبداللہ کا انتقال ہو گیا مگر واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ بیان غلط ہے اصل واقعہ وہی ہے جو ام بکر بنت المسور نے بیان کیا ہے کہ عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کو لے کر وہب کے پاس آئے اور خود اپنے بیٹے کی شادی کی درخواست کی۔ چنانچہ ایک ہی مجلس میں دونوں کی شادیاں ہو گئیں۔ عبدالمطلب کی شادی ہالہ بنت عبد مناف بن زہرہ سے اور عبداللہ کی شادی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ سے ہوئی۔

واقدی کہتے ہیں کہ ہم تمام ارباب سیر اس بات پر متفق ہیں کہ عبداللہ بن عبدالمطلب قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام سے مدینہ آئے چونکہ وہ بیمار تھے اس لیے مدینہ میں ٹھہر گئے اور اسی قیام کے زمانے میں ان کا انتقال ہو گیا اور نابغہ کے یا جیسا کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ تابعہ کے گھر کے اس چھوٹے حجرے میں جو اگر تم اس گھر میں اپنے بائیں جانب سے داخل ہوتا ہے ملتا ہے دفن کر دیے گئے۔ اس خبر کے متعلق ہمارے ارباب سیر میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

عبدالمطلب بن ہاشم:

عبدالمطلب کا نام شیبہ ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کے سر میں سفید بال تھے عبدالمطلب اس لیے نام ہوا کہ ان کے باپ

ہاشم تجارت کے سلسلہ میں شام گئے تھے وہ مدینہ کے راستے سے ہاشم روانہ ہوئے تھے۔ مدینہ پہنچ کر وہ عمرو بن زید بن لبید الخزرجی کے پاس فروکش ہوئے ان کی نظر سلمٰی بنت عمرو پر پڑی اور وہ اس پر فریفتہ ہو گئے۔ اور اس کے باپ عمرو سے انھوں نے درخواست کی کہ اس کی شادی میرے ساتھ کر دو۔ اس نے نکاح کر دیا مگر یہ شرط کی کہ اس کے ہاں ولادت اس کے میکے میں ہوگی۔ ہاشم بغیر اس سے مباشرت کے اپنے کام پر واپس چلے گئے شام سے واپسی میں وہ اپنی بیوی سے اس کے میکے میں یثرب میں ہم بستر ہوئے۔ وہ حاملہ ہوئیں ہاشم اسے اپنے ہمراہ مکہ لے آئے مگر جب وضع حمل کا زمانہ قریب آیا انھوں نے اپنی بیوی کو اس کے میکے بھیج دیا اور خود شام چلے گئے' اور وہیں غزہ میں ان کا انتقال ہو گیا ان کے مرنے کے بعد ان کی بیوی سلمٰی کے ہاں عبدالمطلب پیدا ہوئے۔ یہ سات آٹھ سال تک یثرب ہی میں نشو و نما پاتے رہے۔ ایک مرتبہ بنو الحارث بن عبد مناۃ کا ایک شخص مدینہ آیا۔ یہاں اسے چند لڑکے تیراندازی کرتے ہوئے ملے۔ شیبہ جب نشانے پر تیر مارتے تھے وہ فخر سے کہتے تھے' میں ہاشم کا بیٹا ہوں' میں بطحا کے رئیس کا بیٹا ہوں۔ حارثی نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے کہا میں شیبہ بن ہاشم بن عبد مناف ہوں۔ حارثی نے مکہ آ کر مطلب سے جو حجر میں بیٹھا ہوا تھا کہا اے ابوالحارث سنو! میں نے یثرب میں چند لڑکوں کو تیراندازی کرتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے ایک ایسا لڑکا تھا کہ جب اس کا تیر نشانے پر لگ جاتا تو وہ اظہار فخر میں کہتا' میں ہاشم کا بیٹا ہوں میں بطحا کے رئیس کا فرزند ہوں مطلب نے سن کر کہا: بخدا میں اب اپنے گھر نہ جاؤں گا جب تک کہ اس بچے کو نہ لے آؤں گا' حارثی نے کہا اگر اس قدر مستعد ہو تو لو یہ میری ناقہ صحن میں بندھی ہے اس پر چلے جاؤ۔ مطلب اس اونٹنی پر سوار ہو کر یثرب آئے۔ سر شام وہ آبادی میں پہنچے۔ بنو عدی بن النجار کے محلہ میں آئے۔ یہاں انھوں نے دیکھا کہ قبیلہ کی چوپال کے احاطہ میں لڑکے گیند کھیل رہے تھے اس نے اپنے بھتیجے کو شناخت کر کے وہاں والوں سے پوچھا' یہ ہاشم کا بیٹا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! یہ تمہارا بھتیجا ہے۔ اگر تم اسے لینا چاہتے ہو تو ابھی پکڑ لو اس کی ماں کو اس کی خبر نہ ہونے پائے' ورنہ اگر اسے معلوم ہو گیا تو وہ اسے کبھی نہ جانے دے گی اور پھر ہم بھی اسے جانے نہ دیں گے اور روک لیں گے۔ مطلب نے اسے آواز دی اور کہا اے میرے بھتیجے میں تمہارا چچا ہوں' تم کو تمہاری قوم کے پاس لے جانے کے لیے آیا ہوں یہ کہہ کر انھوں نے اپنی اونٹنی بٹھا دی اور وہ لڑکا تیر کی طرح اچھل کر ناقہ کے پچھلے حصہ پر بیٹھ گیا۔ مطلب اسی وقت لے کر مکہ روانہ ہو گئے۔ اس کی ماں کو رات ہونے تک اس کے جانے کی اطلاع نہ ہوئی جب رات کو اسے اس کی اطلاع ہوئی' اس نے شور مچایا کہ کوئی شخص میرے بچے کو بھگا لے گیا مگر پھر اس کو اطلاع دی گئی کہ اس کا چچا اسے لے گیا ہے۔

عبدالمطلب کی مکہ میں آمد:

مطلب اسے دن چڑھے مکہ لے کر آئے اس وقت سب لوگ اپنی اپنی نشست گاہوں میں موجود تھے وہ پوچھنے لگے کہ تمہارے پیچھے یہ کون سوار ہے؟ انھوں نے کہا کہ یہ میرا غلام ہے اسی طرح اسے لیے ہوئے مطلب خود اپنے گھر پہنچے ان کی بیوی خدیجہ بنت سعید بن سہم نے پوچھا یہ کون ہے؟ انھوں نے اسے بھی یہی جواب دیا کہ یہ میرا غلام ہے گھر سے نکل کر مطلب حزورہ آئے۔ یہاں سے انھوں نے ایک حلہ خریدا اور اسے شیبہ کو جا کر پہنایا پھر سر شام اسے لے کر بنی عبد مناف کی مجلس میں آئے اس کے بعد وہ لڑکا اسی حلہ کو پہنے ہوئے مکہ کی گلی کوچوں میں پھرا کرتا تھا اور چونکہ مطلب نے اپنی قوم سے بھی ان کے دریافت کرنے پر یہی کہا تھا کہ یہ میرا غلام ہے اس وجہ سے سب اسے عبدالمطلب کہنے لگے اس موقعہ پر مطلب نے یہ شعر بھی کہا:

عرفت شیبه و النجار قد جعلت ابناؤها حوله بالنبل تنتعتل

ترجمہ: ''جب بنونجار کے لڑکے اس کے گرد کھڑے تیراندازی کر رہے تھے میں نے شیبہ کو شناخت کر لیا''۔

اسی واقعہ کے متعلق یہ روایت بھی ہے کہ ہاشم بن عبدمناف نے بنوعدی بن النجار کی ایک شریف زادی سے جس کی اپنے منگیتروں سے یہ شرط تھی کہ وہ اپنے میکے ہی میں رہے گی' شادی کی اور اس کے بطن سے شیبۃ الحمد ہاشم کا لڑکا پیدا ہوا اس کی اپنے ننھیال میں عزت ومحبت سے پرورش ہوئی۔ ایک مرتبہ یہ انصار کے نوجوانوں کے ساتھ تیراندازی کی مشق کر رہا تھا جب اس کا تیر نشانے پر لگ جاتا تو وہ اظہار فخر میں کہتا ''میں ہاشم کا بیٹا ہوں'' ایک راہگیر نے اس کی یہ بات سن پائی۔ اس نے مکہ آ کر اس کے چچا مطلب بن عبدمناف سے کہا کہ میں مدینہ بنوقیلہ کے احاطہ سے گزر رہا تھا' میں نے وہاں اس شکل وصورت کا ایک نوعمر لڑکا دیکھا جو دوسرے اپنے ہم عمروں سے نشانہ بازی کر رہا تھا اور وہ اپنے کو تمہارے بھائی کا بیٹا کہتا تھا۔ تمہارے لیے یہ بات زیبا نہیں کہ تم اس جیسے لڑکے کو اس غربت میں رہنے دو۔

عبدالمطلب کی وجہ تسمیہ:

مطلب مکہ سے چل کر مدینہ آئے انھوں نے اپنی سواری پر سارے شہر کا چکر لگایا تب کسی نے ان کو شیبہ کی ماں کا پتہ بتایا۔ مطلب نے جب تک شیبہ کے لیے اجازت نہ لے لی اس کی ماں کا پیچھا نہ چھوڑا' اس کی اجازت سے پھر وہ اسے لے کر مکہ روانہ ہوئے۔ چونکہ مطلب نے اسے اپنے پیچھے بٹھا رکھا تھا اس لیے ان کا جو ملاقاتی راستے میں ان کو ملا اور اس نے اس لڑکے کو پوچھا کہ یہ کون ہے' مطلب نے کہہ دیا کہ یہ میرا غلام ہے اسی لیے شیبہ کا نام عبدالمطلب ہو گیا۔

عبدالمطلب اور نوفل میں تنازعہ:

مکہ آ کر مطلب نے اسے اس کے باپ کی املاک کی نشان دہی کر دی اور ان کو اس کے سپرد کر دیا۔ نوفل بن عبدمناف نے ایک کنوئیں کے بارے میں اس سے تنازعہ کیا اور زبردستی اسے غصب کر لیا۔ عبدالمطلب نے اپنی قوم کے کئی آدمیوں کے پاس جا کر اس کی شکایت کی اور اپنے چچا کے مقابلہ میں مدد مانگی مگر ان لوگوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ ہم تمہارے چچا کے درمیان نہیں پڑتے۔ اس جواب پر عبدالمطلب نے اپنی حالت اپنی ننھیال کو لکھی اور خط میں چند ایسے شعر بھی لکھے' جس میں اپنے چچا نوفل کی شکایت کی تھی۔ چنانچہ اس خط کے موصول ہونے کے بعد ابواسعد ابن عدس النجاری اسی ناقہ سواروں کے ساتھ یثرب سے روانہ ہو کر ابطح آیا۔ عبدالمطلب کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی وہ اس کے استقبال کو آئے اور انھوں نے کہا ماموں صاحب قیام فرمائیے۔ ابواسعد نے کہا جب تک نوفل سے میری مڈبھیڑ نہ ہو جائے گی میں فروکش نہ ہوں گا' عبدالمطلب نے کہا میں اسے حجر میں قریش کے مشائخ کے ساتھ بیٹھا ہوا چھوڑ آیا ہوں ابواسعد حجر آیا نوفل کے سرہانے آ کر کھڑا ہوا اور اس نے اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور پھر نوفل سے کہا کہ رب کعبہ کی قسم ہے یا تو میرے بھانجے کو اس کا کنواں واپس دے دے ورنہ میں ابھی اس تلوار سے تیرا کام تمام کر دیتا ہوں' نوفل نے کہا رب کعبہ کی قسم ہے میں نے وہ کنواں اسے واپس دے دیا اس پر تمام حاضرین کی شہادت ہو گئی اس کے بعد ابواسعد نے کہا' اے میرے بھانجے اب میں تمہارا مہمان بنتا ہوں' تین دن اس نے عبدالمطلب کے ہاں قیام کیا اور اسی اثناء میں اس نے عمرہ بھی کیا۔ اس واقعہ کے بیان میں عبدالمطلب نے چند شعر کہے اور سمرہ بن عمیر ابوعمرو الکنانی نے بھی کچھ شعر کہے۔ اس واقعہ کا خود نوفل پر یہ اثر ہوا کہ اس نے تمام بنوعبدشمس سے بنوہاشم کے خلاف ایک سمجھوتہ کر لیا۔

محمد بن ابی بکر کہتا ہے کہ میں نے یہ قصہ موسیٰ بن عیسیٰ سے بیان کیا تو وہ کہنے لگا کہ ہاں چونکہ اللہ نے ہمیں دولت وامارت عطا

فرمائی ہے' اس لیے ہمارے ہاں تقرب جتانے کے لیے انصار یہ قصہ بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ عبدالمطلب اپنی قوم میں اس قدر معزز تھے کہ ان کو قطعی اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ بنونجار مدینہ سے ان کی حمایت کے لیے آتے۔ میں نے کہا جناب والا اہل مدینہ کی نصرت کی اس شخص کو بھی ضرورت ہوئی جو عبدالمطلب سے بہتر تھا موسیٰ بن عیسیٰ جواب تک تکیے کے سہارے بیٹھا ہوا تھا' میرے جواب سے برافروختہ ہو کر سیدھا ہو بیٹھا اور اس نے پوچھا ''عبدالمطلب سے بہتر کوئی ہے؟'' میں نے کہا ''محمد ﷺ'' اس نے کہا بے شک تم سچے ہو' اب وہ پھر تکیے کے سہارے ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ اس واقعہ کو ابن ابی بکر کی روایت سے قلم بند کر لو۔

عبدالمطلب کے معاہدات:

زید بن علاقۃ التغلبی نے جس نے جاہلیت کا عہد پایا تھا یہ بات کہی ہے کہ اس معاہدے کی وجہ سے جو اس واقعہ کے بعد بنو ہاشم اور خزاعہ میں چلا آتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا اور اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے بنوکعب کی مدد فرمائی تھی اور واقعہ یہ ہوا تھا کہ نوفل بن عبدمناف نے جو عبدمناف کے بیٹوں میں ایک ہی اب تک زندہ تھا۔ عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف کے کچھ جوہڑ زبردستی لے لیے۔ عبدالمطلب کی ماں سلمیٰ بنت عمرو النجار یہ قبیلہ خزرج کی تھی۔ عبدالمطلب نے اپنے چچا سے انصاف کی درخواست کی' مگر اس نے نہ مانا' عبدالمطلب نے اپنے ماموؤں سے اس کی شکایت کی اور ان سے مدد مانگی۔ اسی یا ستر یثرب سے مکہ آئے اور انھوں نے اپنے اونٹ کعبہ کے صحن میں لا کر بٹھائے۔ نوفل نے جب ان کو دیکھا تو اس کے دل میں ان کی جانب سے شبہ پیدا ہوا اس نے سلام کیا مگر انھوں نے کہا کہ جب تک تم ہمارے بھانجے کا حق واپس نہ دو گے ہم تمہارے سلام کا جواب نہیں دیتے۔ اس نے کہا میں آپ لوگوں کی تعظیم و تکریم کے خیال سے ایسا کیے دیتا ہوں اور اس نے وہ باولیاں عبدالمطلب کو واپس کر دیں۔ اس تصفیہ کے بعد وہ لوگ اپنے گھر چلے گئے مگر اس واقعہ سے عبدالمطلب کے دل میں دوسروں کو حلیف بنانے کا خیال پیدا ہوا۔ اس نے بسر بن عمرو ورقہ بن فلاں اور خزاعہ کے بعض دوسرے اشخاص کو معاہدہ کے لیے دعوت دی' یہ سب کعبہ میں آئے اور یہاں انھوں نے ایک معاہدہ لکھ لیا۔

چاہ زمزم کا دفینہ:

عبدالمطلب کے چچا مطلب بن عبدمناف کی موت کے بعد حاجیوں کو پانی کی بہم رسانی اور ان کی مہمان داری کی جو خدمات بنوعبدمناف کے پاس تھیں اور اس وجہ سے قوم میں جو عزت اور شرف ان کو حاصل تھا وہ اب عبدالمطلب کو ملا۔ انھوں نے سب سے پہلے اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کے کنوئیں زمزم کو صاف کر کے کھولا اور جو دفینہ اس میں تھا انھوں نے برآمد کیا یہ سونے کے دو ہرن تھے جن کو جرہم نے اس میں اس وقت دفن کیا تھا جب ان کو کعبہ سے بے دخل کر دیا گیا' کچھ قلعی تلواریں تھیں اور زرہیں تھیں۔ ان تلواروں سے کعبہ کا ایک دروازہ بنایا گیا اور اس میں ان سونے کے ہرنوں کا سونا پتروں کی شکل میں تبدیل کر کے دروازے پر چڑھایا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ جو قیمتی شے کعبہ پر چڑھائی گئی وہ یہی سونا تھا۔ عبدالمطلب کی کنیت ابوالحارث تھی۔ کیونکہ ان کے سب سے بڑے بیٹے کا نام حارث تھا اور یہی شیبہ ہے۔

ہاشم بن عبدمناف:

ہاشم کا نام عمرو ہے۔ ہاشم اس لیے مشہور ہوا کہ مکہ میں سب سے پہلے انھوں نے روٹیوں کو شوربے میں توڑ کر ان کو اپنی قوم کو کھلایا تھا۔ اسی کے متعلق مطرود بن کعب الخزاعی یا ابن الکلبی کے قول کے مطابق ابن الزبعریٰ نے یہ شعر کہا ہے۔

عمرو الذی ہشم الثرید لقومہ و رجال مکۃ مسنتون عجاف

ترجمہ: ''وہ عمرو جس نے اپنی قوم کو روٹی چور کر کھلائی جب کہ مکہ والے سخت قحط میں مبتلا تھے''۔

ان کی قوم قریش' قحط اور افلاس کی سخت مصیبت میں مبتلا ہوگئی تھی۔ یہ فلسطین گئے اور وہاں سے بہت سا آٹا لے کر مکہ آئے اس کی روٹیاں پکوائیں اور بہت سے جانور ذبح کر کے اس کا قورمہ تیار کیا اور روٹیوں کو اس میں توڑ کر انھوں نے اپنی قوم کی دعوت کی۔ ہاشم پہلے شخص ہیں جنہوں نے قریش کے لیے سال میں دو سفر جاڑے اور گرمی کے کیے۔

ہاشم اور عبدشمس:

ہاشم اور عبدشمس یہ عبد مناف کے سب سے بڑے بیٹے تھے مطلب جو ان کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے ان کی ماں عاتکہ بنت مرۃ السلمیہ تھی اور نوفل جس کی ماں واقدہ تھی' عبد مناف کے یہ چاروں بیٹے اپنے باپ کے بعد قوم کے سردار ہوئے۔ ان کو مجبرون کہتے ہیں۔ انہی نے سب سے پہلے قریش کے لیے دوسرے ملکوں میں سکونت کے لیے اجازت نامے حاصل کیے اس کی وجہ سے قریش حرم سے دور دور منتشر ہو گئے۔ ہاشم نے شاہان روم اور غسان سے اجازت نامہ حاصل کیا۔ عبدشمس نے نجاشی الاکبر سے اجازت حاصل کی۔ اس وجہ سے قریش حبشہ چلے گئے' نوفل نے اکاسرۂ ایران سے اجازت حاصل کی اور اس وجہ سے قریش عراق جا کر آباد ہوئے' مطلب نے ملوک حمیر سے نوآبادی کی اجازت حاصل کی اور اس وجہ سے قریش یمن جا کر متوطن ہوئے' چونکہ ان کی وجہ سے اللہ نے قریش کی حالت درست کر دی' اس لیے ان کو مجبرون کہنے لگے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ہاشم اور عبدشمس توام پیدا ہوئے تھے جو پہلے پیدا ہوا تھا اس کی ایک انگلی دوسرے کی پیشانی سے چمٹی ہوئی تھی اس لیے اسے کاٹ کر دونوں کو علیحدہ کیا گیا اس قطع سے خون بہا اس پر یہ شگون لیا گیا کہ ان کے درمیان خون ریزی ہوگی' اپنے باپ عبد مناف کے بعد ہاشم کعبہ کے متولی ہوئے اور حاجیوں کے لیے پانی اور قیام کا انتظام ان کے متعلق ہوا۔

ہاشم اور اُمیہ میں منافرت:

جب ہاشم نے اپنی قوم کی دعوت کی تو اس پر امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف کے دل میں ان کی طرف سے حسد پیدا ہوا یہ بھی دولت مند تھا اس نے اگرچہ بڑے اہتمام سے اپنی قوم کی ویسی ہی دعوت کی مگر وہ بات نہ ہو سکی جو ہاشم سے بن آئی قریش کے بعض لوگوں نے اس کا مضحکہ کیا وہ سخت برہم ہوا اور ہاشم کا دشمن ہو گیا اور مطالبہ کیا کہ اس کے متعلق پنچایت سے فیصلہ لیا جائے ہاشم نے اپنی بزرگی اور عزت کی وجہ سے اس بات کو برا سمجھا مگر قریش نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور انھیں جوش دلا کر اس بات پر آمادہ کر دیا۔ ہاشم نے کہا میں اس شرط پر اس معاملہ کو پنچایت کے سپرد کرتا ہوں کہ تم کو سیاہ گردن کی پچاس اونٹنیاں مکہ کی تلہٹی میں ذبح کرنا پڑیں گی۔ اور دس سال کے لیے مکہ سے ترک سکونت کرنا پڑے گی' امیہ نے یہ شرط مان لی اور اب دونوں نے کاہن الخزاعی کو اپنے درمیان حکم بنایا اس نے ہاشم کے حق میں فیصلہ کیا ہاشم نے امیہ سے اونٹنیاں لے کر ان کو ذبح کیا اور حاضرین کی اس سے دعوت کی۔ امیہ شام چلا گیا۔ اس سال وہ وہاں رہا ہاشم اور امیہ میں عداوت کا یہ پہلا واقعہ تھا۔

عبدالمطلب اور حرب بن امیہ:

یہ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبدالمطلب بن ہاشم اور حرب بن امیہ نے اپنے تعلقات کے لیے نجاشی الحبشی سے کہا' مگر اس نے دخل دینے سے انکار کر دیا۔ تب ان دونوں نے نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن ازاح بن حدی بن کعب کو پنچ

بنایا۔اس نے حرب سے کہا۔اے ابوعمرو تم اس شخص سے تنافر اور تنازع کرتے ہو جو تم سے قد میں بڑا ہے۔اس کا سر تم سے بڑا ہے۔تم سے زیادہ وجیہ ہے۔تم سے کم برا ہے جس کی اولاد تم سے زیادہ ہے جو تم سے زیادہ سخی ہے اور زیادہ طاقت ور ہے یہ کہہ کر اس نے عبدالمطلب کے حق میں فیصلہ کر دیا۔حرب نے کہا یہ بھی شومئی وقت ہے کہ ہم نے تجھے حکم بنایا۔

عبدمناف کے بیٹوں میں سے سب سے پہلے ہاشم نے شام کے شہر غزہ میں انتقال کیا۔اس کے بعد عبد شمس نے مکہ میں انتقال کیا اور وہ اجیاد میں دفن کیا گیا۔اس کے بعد نوفل نے عراق کی راہ میں مقام سلمان میں انتقال کیا۔پھر مطلب نے یمن کے مقام رومان میں انتقال کیا...... ہاشم کے بعد حجاج کے لیے پانی اور قیام کا انتظام ان کے بھائی مطلب کے متعلق ہوا۔

عبدمناف بن قصی:

اس کا اصل نام مغیرہ ہے اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اسے چاند کہتے تھے قصی کہا کرتا تھا کہ میرے چار بیٹے ہوئے ان میں سے دو کے نام میں نے اپنے دونوں بتوں کے نام پر رکھے ایک کا نام اپنے گھر کے نام پر رکھا اور ایک کا خود اپنے نام پر رکھا۔ان چاروں کی نام اس طرح ہیں۔عبدمناف عبدالعزیٰ (یہ اس کا باپ ہے) عبدالدار بن قصی اور عبدقصی بن قصی یہ کم عمری میں مر گیا تھا۔یہ تو بیٹے ہیں اور لڑکی برہ بنت قصی ہے ان سب کی ماں حبی بنت خلیل بن حشیہ بن سلمول بن کعب بن عمرو بن خزاعہ تھی۔

ہشام بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ عبدمناف کا لقب قمر اور نام مغیرہ تھا اس کی ماں حبی تھی اس نے اسے مکہ کے سب سے بڑے بت مناف کو اپنے اظہار عبودیت میں حوالے کر دیا تھا اسی وجہ سے یہی نام مشہور ہو گیا۔

قصی بن کلاب:

قصی کا اصل نام زید ہے۔قصی اس لیے نام ہوا کہ اس کے باپ کلاب بن مرہ قصی کی ماں فاطمہ بنت سعد بن سہیل ہے۔اور سہیل کا اصل نام خیر ابن حمالہ بن عوف بن غنم بن عامر الجادر بن جعثمہ بن یشکر ہے جو بنوالدیل کے حلیف از دشنوہ سے تھا شادی کی اس کے بطن سے کلاب کے دو بیٹے زہرہ اور زید پیدا ہوئے کلاب مر گیا۔اس وقت زید بالکل کم سن تھا اور زہرہ جوان ہو چکا تھا۔کلاب کے مرنے کے بعد ربیعہ بن حرام بن خنسہ بن عبدکبیر بن عذرہ بن زید نے جو قضاعہ سے تھا۔زہرہ اور قصی کی والدہ فاطمہ سے شادی کر لی چونکہ زہرہ سن بلوغ کو پہنچ گیا تھا اور قصی شیر خوار تھا یا حال ہی میں اس کا دودھ چھڑایا گیا تھا اس لیے قصی کی ماں قصی کی کم سنی کی وجہ سے اسے اپنے خاوند کے علاقہ میں جو شام کے شرفاء بنوعذرہ سے تعلق رکھتا تھا لے گئی اور زہرہ کو اس کی قوم میں چھوڑ گئی اس کے بطن سے ربیعہ کا لڑکا رزاح بن ربیعہ پیدا ہوا اس طرح یہ قصی کا اخیافی بھائی تھا۔ربیعہ بن حرام کے تین لڑکے ایک دوسری عورت کے بطن سے تھے ان کے نام یہ ہیں حسن بن ربیعہ محمود بن ربیعہ اور جلہمہ بن ربیعہ۔

قصی کی مکہ میں واپسی:

زید نے ربیعہ کے گھر پرورش پائی اور جوان ہوا۔چونکہ وہ اپنی قوم والوں سے بہت دور آ رہا تھا اس لیے زید کا نام قصی ہو گیا اس اثنا میں زہرہ بن کلاب مکہ ہی میں سکونت پذیر رہا۔قصی بن کلاب بنوقضاعہ کے علاقے میں رہتا سہتا تھا اور ربیعہ بن حرام ہی کو اپنا باپ سمجھتا تھا۔ایک دن اس کے اور بنوقضاعہ کے ایک دوسرے شخص میں کچھ تکرار ہو گئی۔زید اب سن بلوغ کو پہنچ گیا تھا اس قضاعی نے طنزاً اس پر یہ بات ظاہر کر دی کہ تم غربت میں ہو اور یہ بھی کہا کہ تم کیوں اپنی قوم اور خاندان میں چلے نہیں جاتے تم ہماری قوم سے نہیں ہو قصی کو اس طنز سے بڑا رنج ہوا وہ سیدھا اپنی ماں کے پاس آیا اور اس سے قضاعی کے بیان کی تصدیق چاہی اس نے کہا

اے میرے بیٹے نجدا تو اس شخص سے باعتبار اپنی ذات اور اپنے باپ کے بہت زیادہ معزز اور شریف ہے تو کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ القرشی کا بیٹا ہے۔ تیری قوم مکہ میں بیت اللہ اور حرم بیت اللہ میں رہتی ہے۔ یہ معلوم کر کے اب اس نے غربت کو ترک کر کے اپنی قوم میں جا کر مل جانے کی پختہ نیت کر لی اس کی ماں نے اس سے کہا کہ عجلت نہ کرو' ماہ حرام آنے دو جب عرب حاجی مکہ جائیں تو بھی ان کے ہمراہ ہو جانا اس وقت جانے میں تمہاری جان کا خطرہ ہے قصی نے اپنی ماں کا مشورہ مانا اور وہ وہیں ٹھہرا رہا۔

قصی کا حُبی سے نکاح:

جب ماہِ حرام میں بنو قضاعہ کے حاجی حج کے لیے روانہ ہوئے تو یہ ان کے ہمراہ مکہ آیا اور حج سے فارغ ہو کر اب یہیں مستقل طور پر قیام پذیر ہو گیا۔ چونکہ وہ بڑا بہادر اور شریف تھا اس نے حلیل بن حبشیہ الخزاعی کے ہاں اس کی بیٹی حبی سے منگنی کرنا چاہی حلیل نے اس کے نسب سے اطمینان کر کے اپنی بیٹی سے اس کی شادی کر دی اس زمانے میں حلیل کعبہ کا متولی اور مکہ کا امیر تھا۔ ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق شادی کے بعد قصی اپنے خسر حلیل کے ساتھ رہنے لگا اور اس کی بیٹی حبی کے بطن سے قصی کے بیٹے عبدالدار عبد مناف' عبدالعزیٰ اور عبد قصی پیدا ہوئے۔

قصی اور رزاح بن ربیعہ:

جب اس کے بیٹے دور دراز ملکوں میں چلے گئے اور اس کی دولت اور عزت بہت بڑھ گئی' حلیل بن حبشیہ مر گیا قصی نے سوچا کہ خزاعہ اور بنی بکر کے مقابلہ میں خود وہ کعبہ کی تولیت اور مکہ کی امارت کا مستحق ہے۔ نیز یہ کہ قریش اسماعیل بن ابراہیم کی اولاد اور ان کی خالص نسل سے ہیں۔ اس غرض کے لیے اس نے قریش اور بنو کنانہ کے بعض لوگوں سے گفتگو کی اور کہا کہ ہم سب بنو خزاعہ اور بنو بکر کو مکہ سے نکال باہر کریں جب انھوں نے اس کی یہ بات مان لی اس نے اپنے اخیافی بھائی رزاح بن ربیعہ بن حرام کو جو اپنی قوم میں تھا اپنی نصرت اور شرکت کے لیے دعوت دی' رزاح نے اپنی قوم بنو قضاعہ میں کھڑے ہو کر ان سے اپنے بھائی کی امداد کی درخواست کی اور کہا کہ آپ لوگ میرے ساتھ ہوں انھوں نے اس کی دعوت قبول کی اور چلنے پر آمادگی ظاہر کی۔

بنو خزاعہ کا مکہ سے اخراج:

ہشام اپنے پہلے بیان کے سلسلہ میں کہتا ہے ''قصی اپنے بھائی زہرہ اور خاندان کے پاس چلا آیا۔ چند ہی روز میں اسے سرداری مل گئی۔ چونکہ مکہ میں بنو خزاعہ کی تعداد بنو النضر سے زیادہ تھی اس لیے قصی نے اپنے بھائی رزاح سے مدد مانگی اس کے تین اور بھائی دوسری ماں سے تھے وہ ان کو اور دوسرے بنو قضاعہ کو جنہوں نے اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا لے کر قصی کے پاس مکہ آیا۔ یہاں قصی کی حمایت کے لیے بنو النضر تھے ان سب نے مل کر خزاعہ کو مکہ سے نکال دیا اس کے بعد قصی نے حبی بنت حلیل بن حبشیہ الخزاعی سے شادی کی جس کے بطن سے اس کے چاروں بیٹے پیدا ہوئے۔ حلیل بیت اللہ کا آخری متولی تھا جب اس کا وقت آخر ہوا تو اس نے کعبہ کی ولایت اپنی بیٹی حبی کے سپرد کی اس نے کہا آپ جانتے ہیں کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ خود کعبہ کا دروازہ کھولوں اور بند کروں حلیل نے کہا اچھا میں اس کام کے لیے ایک دوسرا شخص مقرر کر دیتا ہوں جو اس منصب کو تمہارے نائب کی حیثیت سے انجام دے۔ چنانچہ اس نے ابوغبشان سلیم بن عمرو بن بوی بن ملکان بن قصی کو یہ خدمت سپرد کر دی۔ قصی نے ایک مشک شراب اور ایک عود کے عوض میں اس سے کعبہ کی تولیت خرید لی اس پر خزاعہ بگڑے اور وہ قصی پر چڑھ آئے' تب اس نے اپنے بھائی سے مدد مانگی اور اس

کے ساتھ وہ خزاعہ سے لڑا اصل حقیقت اللہ جانتا ہے مگر بیان کیا جاتا ہے کہ ان کو خسرہ نکل آئی اور قریب تھا کہ اس مرض سے وہ سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ انھوں نے خود ہی مکہ کو خیر باد کہہ دیا اور سب ترک وطن کر کے چل دیے۔ بعض نے اپنے مکان بلا معاوضہ لوگوں کو دے دیے۔ بعض نے ان کو بیچ دیا اور بعض پھر بھی رہ پڑے۔ مگر اب قصی بلا شرکت غیر کعبہ کا متولی اور مکہ کا حاکم ہو گیا۔ اس نے قریش کے تمام قبیلوں کو پھر اکٹھا کیا اور ان کو مکہ کے پہاڑ پر آباد کیا جن میں سے بعض اب تک گھاٹیوں میں اور پہاڑ کی چوٹیوں پر سکونت رکھتے تھے اس نے خزاعہ کے مکان قریش میں تقسیم کر دیے۔ اس لیے اب اس کا نام مجمع ہوا اس کے متعلق مطرود یا حذافہ بن غانم نے یہ شعر کہا ہے۔

ابو کم قصی کان یدعیٰ مجمّعًا بہ جمع اللہ القبائل من فہر

ترجمہ: ''تمہارا باپ قصی ہے جسے مجمع کہتے تھے اسی کے ذریعہ اللہ نے بنوفہر کے قبائل کو پھر ایک جا جمع کر دیا''۔

کعبہ کے پجاری:

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ رزاح نے قصی کی طلب نصرت کی استدعا کو قبول کیا اور وہ اپنے تینوں بھائیوں اور دوسرے قبیلہ والوں کو لے کر عرب حاجیوں کے ساتھ قصی کی مدد اور اس کا ساتھ دینے کے لیے مکہ روانہ ہوا۔

یہی راوی کہتا ہے کہ بنوخزاعہ اس بات کے مدعی ہیں کہ جب قصی کی اولاد منتشر ہو گئی خود حلیل سے کعبہ کی تولیت اس کے سپرد کر دی تھی اور کہا تھا کہ تم خزاعہ کے مقابلہ میں کعبہ کی تولیت اور مکہ کی امارت کے زیادہ اہل ہو اس وصیت کی بنا پر قصی نے ان تمام حقوق کا مطالبہ کیا تھا' جب سب لوگ مکہ میں جمع ہوئے اور موقف کو چلے اور حج سے فارغ ہو کر منیٰ آئے اس وقت قصی نے اپنے تمام مددگار اپنے ہم قوم قریشی متبعین اور بنوکنانہ اور بنوخزاعہ کے حامیوں کو اپنے پاس جمع کر رکھا تھا تمام مناسک حج ادا ہو چکے تھے صرف واپسی باقی تھی۔ قاعدہ یہ تھا کہ کعبہ کے پجاری لوگوں کو عرفہ سے بڑھاتے تھے اور نفر کے دن جب لوگ منیٰ سے نفر کرتے ہیں۔ یہ پجاری لوگوں سے قبل منیٰ میں کنکریاں مارنے کے لیے پہنچ جاتے تھے۔ انہی پجاریوں میں سے ایک شخص حاجیوں کے لیے رمی کرتا تھا اور تاوقتیکہ وہ رمی نہ کرے دوسرے حاجی خود رمی نہیں کر سکتے تھے جن ضرورت مندوں کو جلدی ہوتی وہ پجاری سے آ کر درخواست کرتے کہ تم رمی کر دو تا کہ پھر ہم بھی رمی کر لیں مگر وہ اس کا جواب دیتا کہ بخدا جب تک آفتاب کو زوال نہ شروع ہو میں رمی نہیں کروں گا اس پر جن لوگوں کو جلد واپس جانے کی ضرورت ہوتی' وہ خود اس پجاری پر پتھر پھینکنے لگتے اور کہتے کہ رمی شروع کرو مگر وہ ان باتوں سے متاثر نہیں ہوتا البتہ جب آفتاب جھک جاتا تو اب وہ کھڑا ہوتا اور رمی کرتا اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ رمی کرتے۔

قصی اور پجاریوں میں جنگ:

کنکریاں مارنے کے بعد جب یہ لوگ منیٰ سے واپس ہوتے تو یہ پجاری سب سے پہلے گھاٹی کے سروں پر آ جاتے اور لوگوں کو گزرنے سے روک دیتے اور کہتے کہ پہلے ہم پجاری گزر لیں تب دوسرے گزریں چنانچہ پہلے وہ گزر جاتے اس کے بعد دوسروں کو وہاں سے نکلنے کی راہ ملتی۔ اس سال بھی حسب دستور جار یہ پجاریوں نے حاجیوں کے ساتھ یہی برتاؤ کیا یہ طریقہ ان میں بنوجرہم اور خزاعہ کی تولیت کے عہد سے چلا آتا تھا اور اس سے تمام عرب واقف تھے اور تسلیم کرتے تھے جب اس سال بھی انھوں نے یہ کیا تو قصی بن کلاب خود اپنی قوم قریش اور بنوکنانہ اور قضاعہ کے ساتھ گھاٹی آیا اور انھوں نے ان پجاریوں سے کہا کہ اس تمام بندوبست کے ہم

تمہارے مقابلے میں زیادہ اہل ہیں انھوں نے اس دعوے کو نہ مانا قصی نے ان کی بات نہ مانی نتیجہ یہ ہوا کہ تلوار چلی اور نہایت شدید اور خونریز لڑائی کے بعد پجاریوں کو شکست ہوئی' قصی نے ان کے تمام حقوق پر قبضہ کرلیا اور گھاٹی سے ان کو بے دخل کردیا۔

قصی کی امارت:

اس لڑائی کے بعد بنوخزاعہ اور بنوبکر قصی بن کلاب سے کنارہ کش ہو گئے اور ان کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ جس طرح اس نے پجاریوں کو گھاٹی سے بے دخل کردیا ہے اسی طرح وہ ان کو کعبہ کے انتظام اور مکہ کی امارت سے بے دخل کردے گا ان کی علیحدگی کے بعد خود قصی نے ان پر جارحانہ کارروائی کی اور اب وہ ان سے لڑنے کے لیے پوری طرح تل گیا اس کا بھائی رزاح بن ربیعہ اپنی قوم تضاعہ کے ہمراہیوں کے ساتھ اس کی مدد کے لیے جمارہا اس کے مقابلہ میں خزاعہ اور بنوبکر لڑنے کے لیے برآمد ہوئے لڑائی چھڑی اور نہایت شدید ہوئی فریقین کے بے شمار آدمی کام آئے اور تقریباً سب ہی زخمی ہوئے یہ رنگ دیکھ کر فریقین نے عارضی صلح میں اس قرارداد پر سمجھوتہ کرلیا کہ وہ اپنے اس مابہ النزاع قضیہ کو کسی عرب کے سامنے تصفیہ قطعی کے لیے پیش کردیں گے۔ چنانچہ انھوں نے یعمر بن عوف بن کعب بن لیث بن بکر بن عبدفا قابن کنارہ کو حکم بنایا اس نے یہ فیصلہ کیا کہ کعبہ کی تولیت اور مکہ کی امارت کے لیے خزاعہ اور بنوبکر کے مقابلہ میں قصی زیادہ اہل ہے اور یہ کہ خزاعہ اور بنوبکر کے جن جن لوگوں کو قصی نے قتل کیا ہے وہ ان کے سروں کو اپنے قدموں کے نیچے رکھ کر ان کو کچل دے' اس کے برعکس قریش' بنوکنانہ اور قضاعہ کے جن جن لوگوں کو خزاعہ اور بنوبکر نے قتل کیا ہے اس کی وہ دیت ادا کریں۔ نیز یہ کہ کعبہ اور مکہ کو وہ قصی بن کلاب کے لیے چھوڑ دیں۔ چونکہ اس تصفیہ میں یعمر بن عوف نے خزاعہ وغیرہ کے سروں کو قصی کے پیروں سے کچلوایا تھا اس وجہ سے اس کا نام شداغ ہوگیا اب قصی بلاشرکت غیرے کعبہ اور مکہ کا متولی اور رئیس ہوا۔ جہاں جہاں اس کی قوم آباد تھی اس نے ان سب کو وہاں سے پھر مکہ بلوایا اور اس نے اپنی قوم اور اہل مکہ کی سیادت طلب کی جسے اس کی خواہش کے مطابق سب نے منظور کرلیا۔ اس طرح کعب بن لوی کی اولاد میں قصی پہلا شخص ہے جسے حکومت ملی اور اس پر اس کی قوم نے دل سے اس کی اطاعت کی۔ اب کعبہ کی حجابت' سقایۃ' رفادہ' ندوہ اور لواء ست اس سے متعلق ہوگیا۔ اس طرح مکہ کی تمام شرافت اسے مل گئی اس نے مکہ کو چار حصوں میں تقسیم کرکے ان کو اپنی قوم قریش کو دے دیا۔ اور پھر قریش کے ہر خاندان کو علیحدہ علیحدہ مکہ کے ان مکانات میں جن پر ان کا قبضہ ہوا تھا فروکش کردیا۔

قصی کو مجمع کا لقب:

ان مکانات میں جو درخت اگے تھے چونکہ وہ حرم میں داخل تھے ان کو کاٹتے ہوئے قریش ڈرے قصی نے قریش کی مدد سے ان کو اپنے ہاتھ سے قطع کردیا۔ چونکہ اس کی مدد سے قریش کا نظام پایۂ تکمیل کو پہنچا تھا اس وجہ سے قریش نے اس کا نام مجمع رکھا اور اس کے اقبال سے فال نیک لینے لگے۔ چنانچہ اب یہ دستور ہوگیا کہ ان کے ہر مرد و عورت کا بیاہ اسی کے گھر میں ہوتا اور ہر کام میں اسی کے گھر میں جمع ہوکر وہ مشورہ کرتے' کسی غیر قوم سے اگر لڑائی ٹھہرتی تو اس کے لیے اسی کے گھر کا کوئی لڑکا جنگی نشان باندھ کر دیتا' جب کوئی لڑکی سن بلوغ کو پہنچتی تو اسی کے گھر میں اسے پہلی مرتبہ انگیا پہنائی جاتی' خود قصی انگیا قطع کرکے پہناتا' اس کے بعد اس لڑکی کے گھر والے اسے اپنے ہاں لے جاتے اس طرح قریش اپنے تمام کام زندگی کے ہوں یا موت کے اس کی سعادت فضل اور شرافت کی وجہ سے مذہبی عقیدے کی طرح اس کے بغیر انجام نہ دیتے۔ اس نے ایک دارالندوہ بنایا۔ اس کا دروازہ مسجد الحرام کی طرف رکھا یہیں قریش اپنے تمام معاملات طے کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ تھے ان سے کسی شخص نے قصی کا یہی قصہ بیان کیا۔ انھوں نے مذکورہ بالا واقعہ سن کر نہ اس کا انکار کیا اور نہ تردید کی۔

قصی اپنی پوری عزت وشرافت کے ساتھ بغیر کسی مخالف اور معارض کے مکہ میں رہنے سہنے لگا البتہ مناسک حج میں اس نے کوئی تبدیلی نہیں کی کیونکہ وہ اسے مذہبی رسم سمجھتا تھا کعبہ کے پجاری بھی حسب دستور قدیم باقی رہے۔ البتہ جب وہ ختم ہو گئے تو پھر ان کی خدمت وراثتاً صفوان بن الحارث بن شجنہ کی اولاد کو دی گئی۔ اس جھگڑے کی وجہ سے جو عداوت پیدا ہوگئی تھی وہ بدستور چلی آتی تھی بنو مالک بن کنانہ اور مرہ بن عوف سے بے تعلقی تھی یہ کشیدگیاں اسلام کے شائع ہونے تک برقرار تھیں مگر پھر اللہ نے ان سب عداوتوں کا خاتمہ کر دیا۔

دارالندوہ:

قصی نے مکہ میں ایک گھر بنایا اسی کا نام دارالندوہ ہے یہاں قریش اپنے تمام امور طے کرتے تھے جب وہ بہت بوڑھا اور ضعیف ہوا اس وقت عبدالدار اس کا سب سے بڑا بیٹا بھی ضعیف ہو چکا تھا البتہ عبد مناف اپنے باپ ہی کے سامنے بڑا معزز آدمی ہو گیا تھا اور اسے دنیا کا ہر طرح کا تجربہ تھا اور عبدالعزیٰ بن قصی کے چار بیٹے تھے قصی نے اپنے بیٹے عبدالدار سے کہا کہ میں تجھے اپنی قوم سے ملاتا ہوں اگر چہ وہ تجھ سے شرافت میں بڑھ گئے ہیں مگر اس کی پروا نہیں جب تک تو کعبہ کا دروازہ نہ کھولے ان میں سے کوئی اس میں داخل نہ ہوگا' تیرے سوا کوئی دوسرا اس لڑائی کے لیے قریش کا جھنڈا نہ باندھے گا۔ سب تیرے ہی سقایہ سے پانی پئیں گے حج کے زمانہ میں سب تیرے ہاں مہمان ہوں گے اور تیرے ہی مکان میں قریش اپنے تمام معاملات طے کریں گے قصی نے اپنا دارالندوہ جہاں قریش تمام معاملات طے کرتے تھے اسے دے دیا کعبہ کی حجابت' لواء، ندوہ، سقایہ اور رفادہ اسی کے متعلق کر دیا۔

رفادہ کا انتظام:

رفادہ کا انتظام اس طرح ہوتا تھا کہ ہر سال حج کے زمانے میں قریش کچھ مال اپنی آمدنی سے نکال کر قصی بن کلاب کو دے دیتے تھے یہ اس سے حاجیوں کے لیے کھانا پکواتا تھا اور جو حاجی غیر مستطیع ہوتے یا ان کے پاس زاد راہ نہ بچا ہوتا' وہ اس کھانے کو کھاتے' قصی نے یہ چندہ ان پر فرض کر دیا تھا اور کہا تھا اے قریش! تم اللہ کے ہمسایہ اور اس کے گھر اور حرم والے ہو جو لوگ باہر سے آئیں وہ اللہ کے مہمان اور بیت اللہ کے زائر ہیں اس لیے کہ وہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ عزت کے ساتھ ان کی مہمان داری کی جائے تمہیں چاہیے کہ زمانہ حج میں ان کے لیے کھانے اور پینے کا انتظام کر دو' انھوں نے قصی کا کہا مانا اور اس کے لیے وہ ہر سال اپنے مال میں سے کچھ حصہ علیحدہ کر کے قصی کو دے دیتے تھے وہ اس سے منیٰ کے قیام کے ایام میں حاجیوں کے لیے کھانا پکواتا یہ دستور اس کی قوم میں تمام عہد جاہلیت میں برابر قائم رہا اور اسلام کے بعد عہد اسلام میں بھی جاری رہا چنانچہ آج تک جاری ہے۔ اور یہ وہ کھانا ہے جو تمام زمانہ حج میں حکومت وقت حاجیوں کے لیے ہر سال منیٰ میں پکواتی ہے۔

الغرض قصی نے اپنی زندگی ہی میں یہ تمام خدمات عبدالدار کے سپرد کر دیں اور پھر خود قصی بھی اس کے کسی انتظام یا حکم میں دخل نہیں دیتا تھا۔ وہ مرا تو اس کے سب بیٹے اس کے فرائض اور خدمات کے متولی ہوئے۔

کلاب بن مرہ:

اس کی ماں ہند بنت سریر بن ثعلبہ بن الحارث بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ تھی' اس کے دو بھائی دوسری ماں سے اور تھے

ان کا نام تیم اور یقظہ ہے۔ ہشام بن الکلبی کے بیان کے مطابق ان کی ماں اسماء بنت عدی بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن یارق تھی۔ البتہ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق ان کی ماں ہند بنت حارثہ البارقیہ ہے' یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یقظ کی ماں بھی ہند بنت سریر کلاب کی ماں ہے۔

مرہ بن کعب:

اس کی ماں وحشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ ہے اس کے حقیقی بھائی عدی اور مصیص تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سب کی ماں نجشیہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مرہ اور مصیص کی ماں نجشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھی اور عدی کی ماں رقاش بنت رقیہ بن نائلہ بن کعب بن حرب بن تیم بن سعد بن فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان تھی۔

کعب بن لوی:

ابن اسحٰق اور ابن الکلبی کے بیان کے مطابق اس کی ماں ماویہ بنت کعب بن القین بن حسبر بن شیع اللہ بن اسد و برہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھی اس کے دو اور حقیقی بھائی عامر اور سامہ تھے یہی بنو ناجیہ ہیں۔ اس کا ایک دوسرا علاتی بھائی عوف تھا چونکہ اس کی ماں غطفان کی تھی اس لیے اس نے اپنا نسب انھیں سے شامل کیا تھا اس کی ماں کا نام بارہ بنت عوف بن غنم بن عبداللہ بن غطفان تھا' بیان کیا گیا ہے کہ لوی بن غالب کے مرنے کے بعد یہ اپنے لڑکے عوف کو لے کر اپنی قوم میں چلی گئی وہاں سعد بن ذبیان بن بغیض نے اس سے شادی کر لی اس نے عوف کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ اسی کی طرف فزارہ بن ذبیان نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا۔

عرج علی ابن لوی جملك   ترکك القوم و لا منزل لك

ترجمہ: ''اے لوی کے بیٹے میرے پاس آ جا تیری قوم نے تجھے چھوڑ دیا ہے اور اب کہیں تیرا گھر نہیں ہے''۔

کعب کے دو علاتی بھائی اور تھے ایک خزیمہ یہی عائذہ قریش ہیں' عائذہ اس کی ماں تھی اس کا نام عائذہ بنت الخمس بن قحافہ ہے جو خثعم سے تھی' دوسرا سعد ہے ان کو بنانا کہتے ہیں کیونکہ اس کی ماں کا نام بنانا تھا اب ان میں جو بدوی ہیں وہ بنو شیبان بن ثعلبہ کے بنو اسد بن ہمام میں شامل ہیں اور شہری قریش سے اپنی نسبت کرتے ہیں۔

لوی بن غالب:

ہشام کے قول کے مطابق اس کی ماں عاتکہ بنت یخلد بن النضر بن کنانہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی امہات میں سب سے پہلی عاتکہ یہ ہے' ابن لوی کے دو حقیقی بھائی اور تھے۔ ایک کا نام تیم ہے۔ یہی تیم الادرم ہے' ادرم اسے کہتے ہیں جس کی ٹھڈی میں نقص ہو' یہ بھی کہا گیا ہے کہ ادرم وہ ہے جس کی داڑھی ناقص ہو' دوسرا بھائی قیس ہے اب اس کا کوئی جانشین باقی نہیں رہا اس کی اولاد میں آخری شخص خالد بن عبداللہ القسری کے عہد میں مر گیا اس کی میراث کا کوئی مستحق ہم دست نہ ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوی اور اس کے بھائیوں کی ماں سلمٰی بنت عمرو بن ربیعہ تھی اور یہ ربیعہ لحی بن حارثہ بن عمرو مریقیار بن عامر ماء السما ہے جو خزاعہ تھے۔

غالب بن فہر:

غالب کی ماں لیلٰی بنت الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھی' اس کے اور حقیقی بھائی حارث' محارب' اسد' عوف' جون اور ذئب تھے۔ چونکہ محارب اور حارث قریش ظواہر تھے اس لیے حارث ابطح میں داخل ہو گئے تھے۔

فہر بن مالک:

ہشام بن محمد کے بیان کے مطابق فہر جامع قریش ہے' اس کی ماں جندلہ بنت عامر بن الحارث بن مقاص الجرہمی تھی۔ ابن اسحق کہتا ہے کہ اس کی ماں جندلہ بنت الحارث بن مقاض بن عمر الجرہمی تھی۔ ابوعبیدہ بن معمر بن المثنیٰ کہتا ہے کہ اس کی ماں سلمیٰ بنت ادبن طانجہ بن الیاس بن مضر تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی ماں جمیلہ بنت عدوان قبیلہ ازد کے خاندان بارق کی تھی۔

فہر اپنے عہد میں مکہ کا رئیس تھا جب ان کی لڑائی حسان بن عبد کلال بن مثوب ذی الحرث الحمیری سے ہوئی یہ بھی اہل مکہ کا قائد تھا' حسان یمن سے بنوحمیر اور دوسرے یمنی قبائل کی ایک بہت بڑی جمعیت لے کر اس لیے مکہ پر حملہ آور ہوا تھا کہ کعبہ کے پتھروں کو مکہ سے یمن لے جائے تاکہ پھر تمام لوگ یمن میں اس کے ہاں حج کرنے آیا کریں۔ یہ حجاز آ کر مقام نخلہ میں فروکش ہوا اس نے مکہ والوں کے مویشیوں پر غارت گری کی اور راستے کو مسدود کر دیا مگر وہ خوف کی وجہ سے مکہ میں داخل نہیں ہوا' قریش' قبائل کنانہ' خزیمہ' اسد' جذام اور مضر کے دوسرے خاندان جو ان کے ساتھ تھے فہر بن مالک اپنے رئیس کی قیادت میں حسان کے مقابلہ پر نکلے نہایت شدید جنگ ہوئی بنوحمیر کو شکست ہوئی ان کے بادشاہ حسان بن عبد کلال کو فہر بن مالک نے گرفتار کر لیا۔ اس جنگ میں جہاں اور لوگ کام آئے فہر کا پوتا قیس بن غالب بن فہر بھی مارا گیا۔ حسان فاتحین کے ہاتھ میں مکہ میں تین سال تک قید رہا۔ فدیہ دے کر اس نے رہائی حاصل کی اور اپنے وطن کو روانہ ہوا مگر وہ مکہ اور یمن کے درمیان ہی میں مر گیا۔

مالک بن نضر:

اس کی ماں عکرشہ بنت عدوان تھی یہ عدوان ہشام کے قول کے مطابق حارث بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے۔ ابن اسحق کہتا ہے کہ اس کی ماں عاتکہ بنت عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے' یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس عورت کا اصل نام تو عاتکہ تھا۔ البتہ لقب عکرشہ تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ماں ہند بنت فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے' مالک کے دو بھائی اور تھے ایک یخلد' یہ خاندان بنوعمرو بن الحارث بن کنانہ میں داخل ہو گیا اور قریش کے حلقہ سے خارج ہو گیا۔ دوسرے بھائی کا نام الصلت تھا اس کی کوئی اولاد باقی نہیں ہے' بیان کیا گیا ہے کہ قریش بن بدر بن یخلد بن الحارث بن یخلد بن النضر بن کنانہ کی وجہ سے ملا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بنوالنضر کے تجارتی قافلے جب آتے تو عرب کہتے کہ قریش کا قافلہ آیا۔ ارباب سیر نے یہ بات کہی ہے کہ یہ قریش بنوالنضر کا سفر میں راہنما اور ان کے سامان خورد ونوش کا منتظم ہوتا تھا اس کا ایک بیٹا بدر تھا اسی نے بدر کو کھدوایا ہے اور اسی کے نام سے وہ کنواں بدر مشہور ہوا۔

قریش کی وجہ تسمیہ:

ابن الکلبی کہتا ہے کہ قریش کے معنی نسب کا دیوان ہیں یہ نہ کوئی باپ ہے نہ ماں نہ مربی نہ مربیہ' دوسرے ارباب سیر کہتے ہیں کہ بنوالنضر بن کنانہ کا نام قریش یوں ہوا کہ ایک دن نضر بن کنانہ اپنی قوم کی چوپال میں آیا جو لوگ وہاں تھے ان میں کسی نے دوسرے سے کہا نضر دیکھو وہ ایک بڑا زبردست اونٹ معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قریش کا یہ نام ایک بحری جانور کے نام پر رکھا گیا ہے جسے قرش کہتے ہیں اور جو تمام دوسرے بحری جانداروں کو کھا لیتا ہے اور چونکہ وہ بحری جانوروں میں سب سے زیادہ قوی اور طاقت ور ہے اس لیے بنوالنضر بن کنانہ کو اس سے مشابہت دی گئی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ نضر بن کنانہ لوگوں کے حالات کی تفتیش کر کے اپنے مال سے ان کی حاجت برآری کرتا تھا اور قریش کے معنی ان کے بیان کے مطابق تفتیش کے ہیں اور اس کے بیٹے

بھی حاجیوں کے حالات کی تفتیش کر کے اپنی استطاعت کے مطابق ان کی حاجت برآری کرتے تھے ان کا یہ لقب ہوا' انھوں نے قریش کے معنی جو تفتیش کے لیے ہیں ان پر وہ کسی شاعر کا یہ شعر شہادت میں پیش کرتے ہیں۔

أيُّها الناطق المقرش عنّا عند عمرو فهل لهن انتهاء

ترجمہ: ''اے شخص جو ہمیں عمرو کے ہاں دریافت کر رہا ہے کچھ ہماری محبوباؤں کی بھی خبر ہے''۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ نضر بن کنانہ کا نام ہی قریش تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب تک قصی بن کلاب نے تمام بنونضر بن کنانہ کو ایک جا جمع نہیں کر دیا یہ بدستور بنونضر ہی کہلاتے رہے جب سب جمع ہو گئے تو اب ان کو اس لیے قریش کہا جانے لگا کہ تجمع ہی تقرش ہے اس بنا پر عرب کہنے لگے۔ تقرش بنوالنضر یعنی تمام بنونضر جمع ہو گئے' یہ بھی کہا گیا ہے کہ بنونضر کو قریش اس لیے کہا گیا کہ اب انھوں نے غارت گری چھوڑ دی۔

ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان نے محمد بن جبیر بن مطعم سے دریافت کیا کہ قریش کا یہ نام قریش کس وقت ہوا اس نے کہا کہ جب انتشار کے بعد قریش حرم میں جمع ہوئے اور یہ اجتماع تقرش ہے' عبدالملک نے کہا میں نے یہ بات نہیں سنی' مجھے تو یہ معلوم ہے کہ قصی کو قرشی پکارا جاتا تھا اور اس سے پہلے قریش کا یہ نام نہیں تھا۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ جب قصی نے حرم آ کر اس پر اپنا قبضہ اور تسلط قائم کیا اور بہت سے مفید اور نیک کام کیے اسے قرشی کہنے لگے سب سے پہلے اسی کا یہ نام ہوا۔ ابوبکر بن عبیداللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ نضر بن کنانہ کو قرشی کہتے تھے۔

محمد بن عمرو کہتا ہے کہ جب قصی نے مزدلفہ میں وقوف کیا اس نے وہاں آگ کے الاؤ روشن کیے تاکہ جو لوگ عرفہ سے چلیں وہ اسے دیکھ لیں۔ چنانچہ ایام جاہلیت میں عرفہ والی رات میں یہ آگ برابر جلائی گئی ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ' ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی یہ آگ روشن کی جاتی تھی۔ محمد بن عمرو کہتا ہے کہ آج تک یہ روشن کی جاتی ہے۔

نضر بن کنانہ:

اس کا اصل نام قیس ہے اس کی ماں برہ بنت مر بن اد بن طانجہ ہے اس کے دوسرے حقیقی بھائی نضیر' مالک' ملکان' عامر' حارث' عمرو' سعد' عوف' غنم' مخرمہ' جرول' غزوان اور حدال تھے' اس کا علاتی بھائی عبدمناۃ تھا۔ اس کی ماں فکیھہ تھی' فلھ بھی بیان کیا گیا ہے' یہی ذفراء بنت ہنی بن جلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ ہے' عبدمناۃ کا اخیافی بھائی علی بن مسعود بن مازن الغسانی تھا۔ عبدمناۃ نے ہند بنت بکر بن وائل سے شادی کی اس سے اس کا لڑکا پیدا ہوا۔ عبدمناۃ کے مرنے کے بعد اس کے اخیافی بھائی علی بن مسعود نے شادی کر لی اور اس کے بطن سے اس کا بھی لڑکا ہوا۔ علی نے اپنے بھتیجوں کی بھی پرورش کی اس وجہ سے وہ اس کی طرف منسوب ہوئے اور عبدمناۃ کے بیٹے بنوعلی کہلائے گئے' اس کے بعد مالک بن کنانہ نے علی بن مسعود کو اچانک قتل کر دیا اور اسد بن خزیمہ نے اس کی دیت ادا کی۔

کنانہ بن خزیمہ:

اس کی ماں عوانہ بنت سعد بن قیس بن عیلان تھی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ماں ہند بنت عمرو بن قیس تھی اس کے علاتی بھائی اسد اور اسدہ تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہی ابوجذام ہے اور تیسرا بھائی ہونی تھا۔ اس کی ماں برہ بنت مر بن اد بن طانجہ تھی یہی نضر بن

کنانہ کی ماں ہے جس نے اپنے باپ کے بعد اس سے شادی کی تھی۔

خزیمہ بن مدرکہ:

اس کی ماں سلمٰی بنت اسلم بن الحاف بن قضاعہ تھی' اس کا حقیقی بھائی ہذیل تھا اور اس کا اخیافی بھائی تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھا' یہ بھی کہا گیا ہے کہ خزیمہ اور ہذیل کی ماں سلمٰی بنت اسد بن ربیعہ تھی۔

مدرکہ بن الیاس:

اس کا اصل نام عمرو ہے' اس کی ماں خندف اس کا اصل نام لیلٰی بنت حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ ہے اور لیلٰی کی ماں ضریہ بنت ربیعہ بن نزار تھی' بیان کیا گیا ہے کہ چراگاہ ضریہ اسی کے نام سے منسوب ہے۔ مدرکہ کے دوسرے حقیقی بھائی عامر اور عمیر تھے عامر طانجہ اور عمیر قمعہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہی ابوخزاعہ ہے' ابن اسحٰق کہتا ہے کہ بنوالیاس کی ماں خندف یمن کی رہنے والی تھی اس کے بیٹے بجائے باپ کے اسی کے نام سے منسوب ہوئے اور بنوخندف کہلائے گئے' اور مدرکہ کا اصل نام عامر ہے اور طانجہ کا نام عمر تھا۔ مدرکہ اور طانجہ نام ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ دونوں اپنے باپ کے اونٹ چرا رہے تھے' انھوں نے پھندے سے ایک شکار پکڑا اور دونوں بیٹھ کر اسے پکانے لگے۔ اس اثناء میں کوئی جانوران پر دوڑا جس سے وہ بدک کر بھاگے عامر نے عمرو سے کہا اونٹ لانے جاتے ہو یا بیٹھے شکار پکاؤ گے؟ عمرو نے کہا میں تو شکار پکاتا ہوں عامر اونٹ لینے چلا گیا۔ اور ان کو لے آیا۔ جب شام کو دونوں باپ کے پاس آئے تو انھوں نے آج کا قصہ بیان کیا۔ اس نے عامر سے کہا یہ مدرکہ ہے اور عمرو سے کہا کہ تو طانجہ ہے۔

مدرکہ کی وجہ تسمیہ:

ہشام بن محمد سے روایت ہے کہ الیاس اپنی پیٹر میں اونٹ چرانے گیا تھا' وہاں اس کے اونٹ خرگوش سے بدک کر بھاگے۔ عمرو جا کر ان کو پکڑ لایا۔ اس لیے اس کا نام مدرکہ ہوا اور عامر نے خرگوش کو پکڑ کر پکایا اس لیے اس کا نام طانجہ ہوا۔ مگر عمیر کاہلی سے خیمہ میں بیٹھا رہا باہر نہیں آیا اس لیے اس کا نام قمع ہوا۔ ان کی ماں ایک خاص ادا سے چلتی ہوئی باہر آئی۔ الیاس نے کہا اس چال سے کہاں چلیں۔ اس وجہ سے اس کا نام خندف ہو گیا۔ جس کے معنی ایک خاص قسم کی رفتار کے ہیں۔ اپنے نسب کے اظہار میں قصی بن کلاب نے یہ مصرع کہا ہے:

امتی خندف و الیاس ابی.

ترجمہ: ''میری ماں خندف اور میرا باپ الیاس ہے''۔

الیاس نے اپنے بیٹے عمرو سے کہا انك قد ادركت ما طلبتا تو نے جو چیز طلب کی اسے پالیا اس لیے مدرکہ نام ہوا۔ عامر نے کہا وانت قد انصحبت ماطنجتا اور تو نے جو پکایا اسے اچھی طرح بھون بھلس لیا۔ اس لیے اس کا نام طانجہ ہوا' اور عمیر سے کہا وانت قد اسأت و انقمعتا ' تو نے برا کیا اور نکما بن گیا' اس لیے اس کا نام قمع ہوا۔

الیاس بن مضر:

اس کی ماں رباب بنت حیدر بن معدّ ہے۔ اس کا حقیقی بھائی ناس ہے اور یہی عیلان ہے۔ اسے عیلان اس لیے کہنے لگے کہ لوگ اس کی سخاوت و فیاضی پر اسے ملامت کرتے تھے اور کہتے تھے اے عیلان تم فقیر ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد اس کا یہی نام مشہور ہو گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے باپ کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کا نام عیلان تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ عیلان نام پہاڑ میں

پیدا ہوا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے مضر کے ایک غلام عیلان نام نے پرورش کیا تھا۔

مضر بن نزار:

اس کی ماں سودہ بنت عک تھی' اس کا ایک حقیقی بھائی ایاد تھا اور دو علاتی بھائی ربیعہ اور انمار تھے' ان کی ماں جبدالہ بنت دعلان بن جوشم بن جلہمہ بن عمرو بن جرہم تھی۔

جب نزار بن معد کا وقت آخر ہوا' اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی اور اپنے مال کو ان میں تقسیم کر دیا' اپنے بیٹوں کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ خیمہ جو سرخ چمڑے کا تھا اور اس طرح کا دوسرا میرا مال یہ مضر کا ہے اس وجہ سے مضر کا نام مضر الحمراء ہوا' اور یہ میرا سیاہ شامیانہ اور اس رنگ کا میرا دوسرا مال یہ ربیعہ کا ہے۔ چونکہ اسے سیاہ گھوڑا ملا اس لیے اس کا نام ربیعۃ الفرس ہوا۔ اور یہ خادم اور اس کے مشابہ میرا جو مال ہے وہ ایاد کا ہے' یہ بھورے رنگ کا تھا۔ چنانچہ ایاد نے ابلق جانور اور کھر گھسی بھیڑ بکریاں لے لیں۔ پھر اس نے کہا یہ درہم کی تھیلی اور ایوان انمار کا ہے اگر اس تقسیم کو عمل پذیر کرنے میں تم کو کوئی دقت پیش آئے اور تمہارے درمیان اختلاف رونما ہو تو تم اس کے تصفیہ کے لیے افعی الجرہمی کے پاس جانا وہ تصفیہ کر دے گا۔

آل نزار اور گم شدہ اونٹ:

ان میں اس بارے میں اختلاف رائے ہوا اور وہ افعی کے پاس جانے کے لیے چلے' اثنائے راہ میں مضر نے کہیں خشک گھاس چری ہوئی دیکھی' اسے دیکھ کر اس نے کہا جس اونٹ نے اسے چرا ہے وہ کانا ہے۔ ربیعہ نے کہا وہ بھینگا ہے' ایاد نے کہا اسے دم نہیں ہے' انمار نے کہا وہ بھگوڑا ہے۔ یہ اس مقام سے تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ ان کو ایک شخص ملا جسے اس کا اونٹ چھوڑ بھاگا تھا اس نے ان سے پوچھا تم نے میرا اونٹ دیکھا ہے۔ مضر نے کہا وہ کانا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ ربیعہ نے کہا وہ بھینگا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ ایاد نے کہا اس کی دم ہی نہیں ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ انمار نے کہا وہ بھگوڑا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ بے شک میرے اونٹ میں یہ تمام باتیں موجود ہیں تو مجھے بتاؤ انھوں نے قسم کھائی کہ ہم نے اسے دیکھا بھی نہیں۔ اسے اس شخص نے نہ مانا اور ان کے پیچھے پڑ گیا کہنے لگا تم نے میرے اونٹ کا پورا پتہ دیا ہے میں کیونکر اس بات کو سچ مانوں کہ تم نے اسے دیکھا بھی نہیں۔ یہ سب چل کر نجران آئے اور افعی الجرہمی کے ہاں فروکش ہوئے۔ اونٹ والے نے چلا کر کہا کہ ان لوگوں نے میرا اونٹ لیا ہے' انھوں نے اس کا پورا پتہ اور نشان بتایا اور پھر کہتے ہیں کہ ہم نے اسے دیکھا بھی نہیں۔ جرہمی نے ان سے پوچھا کہ جب آپ صاحبوں نے اسے دیکھا تک نہیں پھر کیونکر اس کی واقعی صفت بیان کی۔ مضر نے کہا میں نے دیکھا کہ اس نے گھاس کو صرف ایک طرف سے چرا تھا اور دوسری سمت یوں ہی چھوڑتا چلا گیا تھا اس سے میں نے قیاس کیا کہ وہ ضرور کانا ہے۔ ربیعہ نے کہا میں نے دیکھا کہ اس کے اگلے پیروں میں سے ایک کا نشان قدم پورا پڑا ہے' دوسرے کا ناقص ہے اس سے میں نے قیاس کیا کہ بھینگا ہونے کی وجہ سے وہ ایک پاؤں پر دباؤ دے کر چلتا ہے ایاد نے کہا چونکہ اس کی مینگنیاں ایک جگہ ڈھیر تھیں میں نے قیاس کیا کہ اس کے دم نہیں ورنہ دم ان کو بکھیر دیتی۔ انمار نے کہا میں نے جب دیکھا کہ وہ صرف گھنی جھاڑی میں چرتا تھا اور جلد ہی وہاں سے گزر کر دوسرے ایسے مقام کو چلا جاتا جہاں کا چارہ نرم اور کمزور ہوتا' میں نے قیاس کیا کہ وہ اپنے مالک کو چھوڑ کر بھاگا ہے۔

آل نزار اور جرہمی:

اس گفتگو کو سن کر جرہمی نے اونٹ والے سے کہا کہ انھوں نے تیرا اونٹ نہیں لیا تو جا کر تلاش کر اور اب ان سے پوچھا کہ

آپ کون ہیں انھوں نے اپنا پتا بتایا۔ اس نے ان کو خوش آمدید کہا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے پاس کسی ضرورت سے آئے ہیں۔ پھر اس نے ان کے لیے کھانا منگایا' سب نے مل کر کھانا کھایا اور شراب پی۔ مضر نے کہا اس سے بہتر شراب میں نے کبھی نہیں پی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ انگور قبر پر پھلے تھے۔ ربیعہ نے کہا میں نے آج سے بہتر کبھی گوشت نہیں کھایا' مگر معلوم ہوتا ہے کہ جس جانور کا یہ گوشت ہے اس نے کتیا کا دودھ پیا ہے۔ ایاد نے کہا ہمارے میزبان سے زیادہ فیاض آدمی میری نظر سے نہیں گزرا۔ مگر یہ اس باپ کا بیٹا نہیں ہے جس کی اولاد ہونے کا یہ مدعی ہے۔ انمار نے کہا میں نے آج سے پہلے اپنی ضرورت کے لیے اس سے زیادہ نافع گفتگو نہیں سنی۔

جرہمی نے بھی یہ باتیں سن پائیں اور اسے بڑی حیرت ہوئی۔ اس نے اپنی ماں سے آ کر اپنا نسب دریافت کیا۔ اس نے کہا بے شک میں ایک بادشاہ کی بیوی تھی۔ اس کے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ میں نے اپنے ایک مہمان کو موقع دیا اور اس سے میں حاملہ ہوئی۔ اس کے بعد اس نے اپنے داروغہ سے شراب کو دریافت کیا کہ کہاں کی ہے اس نے کہا یہ اس انگور کی بیل ہے جو میں نے تمہارے باپ کی قبر پر بوئی ہے۔ اب اس نے چرواہے سے گوشت کی حقیقت پوچھی۔ اس نے کہا بے شک ایسی بکری کا ہے جس نے کتیا کے دودھ پر پرورش پائی تھی اور اس وقت تک گلہ میں اور کوئی بکری جنی نہ تھی کہ اس کا دودھ اسے پلایا جاتا۔ جرہمی نے مضر سے پوچھا کہیے آپ نے کیونکر شراب اور اس کے پھل کو شناخت کیا کہ یہ قبر پر پھلا ہے اس نے کہا اس لیے کہ مجھے اس کے پینے سے سخت پیاس معلوم ہوئی۔ ربیعہ سے پوچھا تم نے گوشت کو کیونکر شناخت کر لیا' اس کی بھی اس نے کوئی توجیہ کر دی۔ اب اس نے پوچھا' اچھا بتایئے کہ آپ میرے پاس کیوں آئے ہیں۔ انھوں نے اپنا سارا واقعہ بیان کیا کہ ہمارے باپ نے ہم کو وصیت کی تھی' جرہمی نے سرخ خیمہ' دینار اور اونٹ جو سرخ تھے مضر کو دلوائے۔ سیاہ شامیانہ اور سیاہ گھوڑے ربیعہ کو دلوائے۔ لونڈیاں جو بھوری تھیں اور ابلق گھوڑے ایاد کو دلوائے اور زمین اور درہم انمار کو دلوائے۔

نزار بن معد:

کہا جاتا ہے کہ اس کی کنیت ابوایاد تھی۔ ابوربیعہ بھی بیان کی گئی ہے۔ اس کی ماں معانہ بنت جوشم بن جلہمہ بن عمرو تھی۔ اس کے دوسرے حقیقی بھائی قیض' قناصہ' سنام' حیدان' حیدہ' خیادہ' جنید' جنادہ' قحم' عبدالرماح' عرف' عوف' شک اور قضاعہ تھے۔ اسی سے معد کنیت کرتا تھا اور کئی ایک لڑکے اس کی زندگی میں مر چکے تھے۔

معد بن عدنان:

اس کی ماں مہد بنت اللّہم تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اللّہم بن جلحب بن جدلیس ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ طسم کا بیٹا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ طوسم کا بیٹا ہے جو یقشان بن ابراہیم خلیل الرحمان کی اولاد میں تھا۔

معد کے حقیقی بھائی' ایک دیت تھا یہی عک ہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عک ابن الدیت ابن عدنان' ایک بھائی عدن بن عدنان تھا۔ بعض اہل انساب کا خیال ہے کہ یہ عدن کا مالک ہوا اور اسی کے نام سے وہ شہر مشہور ہوا۔ اہل عدن اسی کی اولاد تھے یہ ختم ہو گئے۔ ایک بھائی ابین تھا۔ بعض اہل انساب کا خیال ہے کہ یہ ابین کا مالک تھا اور اسی کے نام سے یہ مقام مشہور ہوا' اس کے باشندے اس کی اولاد میں تھے وہ بھی ختم ہو گئے۔ اور بھائی ادّ بن عدنان اور الہی بن عدنان تھے' یہ بھی بچپن ہی میں مر گیا تھا' اور ضحاک اور العی تھے ان سب کی ماں معد کی ماں تھی۔ بعض نسابوں نے بیان کیا ہے کہ عک یمن کے علاقہ سمران کو چلا گیا تھا اور اس نے اپنے

بھائی معد کو چھوڑ دیا تھا۔ اس کی شہادت اس واقعہ سے ملتی ہے کہ جب اہل حضور نے شعیب بن ذی مہدم الحضوری کو قتل کر دیا۔ اللہ نے ان کو سزا دینے کے لیے ان پر بخت نصر کو متعین کر دیا۔ ارمیا اور برخیا برآمد ہوئے' انھوں نے معد کو اپنے ساتھ سوار کر لیا اور جب لڑائی فرو ہوئی انھوں نے معد کو مکہ واپس بھیج دیا۔ اس نے یہاں آ کر دیکھا کہ اس کے بھائی اور چچا جو عدنان کے بیٹے تھے وطن چھوڑ کر یمن کے قبائل میں جا ملے ہیں اور انھیں میں انھوں نے بیاہ کر لیے ہیں۔ چونکہ بنو عدنان جرہم کی اولاد میں تھے اس وجہ سے یمنیوں نے ان کے ساتھ مہربانی اور شفقت کا سلوک کیا۔ اس واقعہ پر کسی شاعر کے یہ شعر شہادت میں پیش کیے گئے ہیں۔

ترکنا الدیت اخوتنا و عکاً الی سمران فانطلقوا سواعاً
و کانوا من بنی عدنان حتیٰ اضاعوا لا مر بینهم فضاعاً

ترجمہ: ''ہم نے اپنے بھائی دیت اور عک کو سمران جانے کی اجازت دے دی اور وہ تیزی سے ادھر چل دیے وہ بنو عدنان تھے' مگر جب انھوں نے اپنی بات آپس میں خراب کر لی تو ان کی بات بگڑ گئی''۔

عدنان بن ادو:

اس کے دو علاتی بھائی بنت اور عمر تھے۔ معد بن عدنان تک ہمارے نبی محمد ﷺ کے نسب میں کسی نساب کو کوئی اختلاف نہیں ہے اور وہ اسی طرح ہے جس طرح کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

ابو الاسود وغیرہ نے رسول اللہ ﷺ کا نسب یہ بیان کیا ہے۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف' بن قصی' بن کلاب بن مرۃ' بن لوی' بن غالب' بن فہر' بن مالک' بن النضر' بن کنانہ' بن خزیمہ' بن مدرکہ' بن الیاس' بن مضر' بن نزار' بن معد' بن عدنان' بن ادو' اس کے اوپر کے نسب میں اختلاف ہے۔

شجرۂ نسب:

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بیوی فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبانی سنا ہے ''معد بن عدنان بن ادو بن زند بن یری بن اعراق الثریٰ'' ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زند ہمیسع ہے' یری بنت ہے اور اعراق الثریٰ خود اسماعیل بن ابراہیم ہیں۔

مقداد بن اسود البہرانی کی بیٹی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معد بن عدنان بن ادو بن یری بن اعراق الثریٰ''۔ بعض نساب کہتے ہیں کہ عدنان بن ادو بن مقوم بن تاحور بن تیرح بن یعرب بن یشحب بن ثابت بن اسماعیل بن ابراہیم ہے۔

ایک نساب نے کہا ہے کہ عدنان بن ادو بن ایتحب بن ایوب بن قیذر بن اسماعیل بن ابراہیم ہے اور یہی نساب کہتا ہے کہ خود قصی بن کلاب نے اپنے شعر میں قیذر کی طرف نسبت کی ہے۔

کسی اور نے کہا ہے کہ عدنان بن مسیدع بن منیع بن ادو بن کعب بن یشحب بن یعرب بن الہمیسع بن قیذر بن اسماعیل بن ابراہیم ہے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ چونکہ زمانہ قدیم کی بات ہے اس لیے عہد عتیق سے ماخوذ کی گئی ہے۔

ہشام کہتا ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے میرے باپ سے حسب ذیل نسب کی روایت کی حالانکہ میں نے خود ان کی زبانی یہ نسب نہیں سنا تھا۔ وہ یہ ہے:

معد بن عدنان بن ادو بن الہمیسع بن سلامان بن عوص بن بوز بن قموال بن ابی بن العوام بن ناشد بن حزاء بن بلداس' بن

یدلاف' بن طابخ' بن جاحم بن تاحش' بن ماخی' بن عیفی' بن عبقر' بن عبید' بن الدعا' بن حمدان' بن سنبر' بن یثربی' بن یحزن' بن یلحن' بن ارعوی' بن عیفی' بن دیشان' بن عیصر' بن اقناد' بن مقصر' بن ناحث بن زارح' بن شمی' بن مزی' بن عوص' بن عرام' بن قیذر' بن اسماعیل بن ابراہیم صلوات اللہ علیہما۔

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ اہل تدمر کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابو یعقوب تھی اور جو بنی اسرائیل سے تھا اور مسلمان ہو گیا تھا اور اس نے یہودیوں کی کتابیں اور علوم پڑھے تھے "بیان کیا کہ ارمیا کے کاتب بروخ بن تاریا نے معد بن عدنان کا نسب اچھی طرح مکمل کر کے اپنے پاس لکھ لیا تھا اس سے یہودی احبار بخوبی واقف ہیں وہ ان کی کتابوں میں مرقوم ہے۔ وہ نام مذکورہ بالا ناموں سے ملتے جلتے ہیں۔ بظاہر جو اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ وہ اختلاف زبان کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ نام عبرانی سے ترجمہ کیے گئے ہیں۔

ہشام نے اپنے باپ سے قصی کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

فلست لحاضن ان لم تاثل بها اولاد قیذر و النبیت

ترجمہ: ''میں کسی ماں کو نہیں مانتا اگر اس سے قیذر اور نبیت کی اولاد ثابت نہ ہوتی ہو''۔

اس سے مراد بنت بن اسماعیل ہے۔

ابن شہاب کہتا ہے ''معد بن عدنان بن اد بن الہمیسع بن اسحب بن نبت بن قیذار بن اسمعیل''۔ ایک نساب نے یہ نسب بیان کیا ہے: ''معد بن عدنان' بن اد' بن امین' بن شاجب' بن ثعلبہ بن عتر' بن مرح' بن محلم' بن العوام' بن المحتمل' بن رائمہ' بن العیقان' بن علہ' بن الشحدود' بن الظریب بن عبقر' بن ابراہیم' بن اسماعیل' بن بزن' بن عوج' بن المطعم' بن الطمح' بن القسور' بن عبود' بن دعدع' بن محمود' بن الزائد' بن ندوان' بن امامہ' بن دوس' بن حصن' بن النزال' بن التمیر' بن الجشر' بن معدمر' بن صیفی' بن نبت' بن قیذار' بن اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن''۔

ایک دوسرے نساب نے کہا: ''معد بن عدنان بن ادو بن زید بن یقدر بن یقدم بن ہمیسع بن نبت بن قیذر بن اسماعیل بن ابراہیم''۔

دوسرا کہتا ہے ''معد بن عدنان بن ادو بن الہمیسع بن نبت بن سلیمان (یہی سلامان ہے) بن حمل بن نبت بن قیذر بن اسماعیل بن ابراہیم''۔

دوسرے کہتے ہیں: ''معد بن عدنان بن ادو بن المقوم بن ناحور بن مشرح بن یشجب بن ملک بن ایمن بن النبیت بن قیذر بن اسماعیل بن ابراہیم۔

اور دوسرے کہتے ہیں: معد بن عدنان بن اُدّ بن اُدُد بن الہمیسع بن اسحب بن سعد بن مرح بن نضیر بن حمیل بن منجم بن لافث بن الصابوح بن کنانہ بن العوام بن نبت بن قیذر بن اسماعیل ہے۔

ہم سے ایک نساب نے بیان کیا ہے کہ علمائے عرب کی ایک جماعت نے عربی میں حضرت اسماعیل تک معد کے چالیس آبا کے نام محفوظ رکھے ہیں اور ان سب پر انھوں نے عرب کے اشعار سے سند لی ہے۔ میں نے ان کے بیان کا دوسرے اہل کتاب کے اقوال سے مقابلہ کیا تو تعداد میں اتفاق معلوم ہوا مگر لفظ مختلف معلوم ہوئے۔ اس نے وہ نام مجھے پڑھ کر سنائے میں نے ان کو لکھ لیا اور وہ یہ ہیں: معد (۱) بن عدنان (۲) بن ادو (۳) بن ہمیسع (۴) یہ ہی سلمان ہے۔ جس کے معنی امین ہیں بن ہمتیع (۵) یہی ہمیدع ہے

جس کے معنی غمگین ہیں ابن سلامان (۶) یہی منجر نبیت ہے۔ اسے منجر اس لیے کہتے تھے کہ یہ عربوں کو نجیرہ کھلاتا تھا' اور اس کے عہد میں لوگ قحط کے زمانے میں موت سے بچ گئے۔ اس پر قعنب بن عتاب الریاحی کا یہ شعر شہادت میں پیش ہے ۔

تَنـا شِـدُنِـیْ طَـیٌّ وَ طَـیٌّ بعیدَۃٌ وَ تَـذکـرنِـی بـالـوذا زمان نبیت

ترجمہ: ''تو مجھے طے کا واسطہ دیتا ہے حالانکہ وہ بہت دور ہے اور تو مجھے نبیت کے زمانے میں بالوذ کو یاد دلاتا ہے''۔

نبیت (۷) بن عوض (۸) یہی ثعلبہ ہے ثعلبیہ اسی کی طرف منسوب ہیں۔ ابن بورا (۹) یہی بور ہے یہ خاندانوں کی اصل ہے۔ سب سے پہلے اسی نے عرب میں خاندان کی بنیاد ڈالی' ابن شوخا (۱۰) یہی سعد رجب ہے اسی نے سب سے پہلے عرب میں وجیبہ کی بنیاد ڈالی۔ ابن لحماما (۱۱) یہی قموال ہے اور اسی کا نام مرمح الناصب ہے۔ یہ حضرت سلیمان کے عہد میں تھا۔ ابن کسدانا (۱۲) یہی محلم ذوالعین ہے۔ ابن حراما (۱۳) یہی عوام ہے۔ ابن بلدان (۱۴) یہی محتمل ہے۔ ابن بدلانا (۱۵) یہی یدلاف ہے اور اسی کا نام رائمہ ہے۔ ابن طبہا (۱۶) یہی طاہب ہے اور اسی کا نام رائمہ ہے۔ ابن طبہا یہی طاہب ہے اور اسی کا نام عیقان ہے۔ ابن جہمی (۱۷) یہی جاحم ہے اور اسی کا نام حلہ ہے۔ ابن محشی (۱۸) یہی تاحش ہے اور اسی کا نام شحدود ہے۔ ابن مجالی (۱۹) یہی ماحی ہے اور اسی کا نام ظریب ہے جس کے معنی آگ بجھانے والا۔ ابن عقارا (۲۰) یہی عافی عبقر ابوالجن ہے۔ حنیۃ عبقر اسی سے منسوب ہے۔ ابن عاقاری (۲۱) یہی عاقر ابراہیم جامع الشمل ہے' یہ نام اس لیے ہوا کہ اس نے اپنے ملک میں ہر خوف زدہ کو پناہ دی مسافر کو اس کے گھر پہنچا دیا اور لوگوں کی حالت درست کر دی۔ ابن سدائی (۲۲) یہی دعا اسماعیل ذوالمطابخ ہے۔ یہ نام اس لیے ہوا کہ بادشاہ ہونے کے بعد اس نے عرب کے ہر شہر میں سرکاری مہمان خانہ قائم کیا۔ ابن ابدائی (۲۳) یہی عبید یزن الطعان ہے۔ چونکہ سب سے پہلے نیزہ سے یہی لڑا تھا اس لیے نیزوں کو اس سے منسوب کیا گیا۔ ابن ہمادی (۲۴) یہی ہمدان اسماعیل ذوالاعوج ہے۔ اعوج اس کے گھوڑے کا نام تھا اسی سے اعوجی گھوڑے منسوب ہیں۔ ابن بشمانی (۲۵) یہی لشین ہے جس کے معنی ہیں قحط میں کھلانے والا ابن بثرابی (۲۶) یہی بثرم ہے جس معنی ہیں مدارج اعلیٰ پر نظر رکھنے والا اور ان کے لیے کوشش کرنے والا ابن یخرانی (۲۷) یہی یحزن ہے جس کے معنی جابر ہیں۔ ابن یلحانی (۲۸) یہی یلحن اور عبود ہے۔ ابن رعوانی (۲۹) یہی رعویٰ ہے جس کے معنی ہیں کمزوری سے آہستہ آہستہ چلنے والا۔ ابن عاقاری (۳۰) یہ عاقر ہے۔ ابن ماسان (۳۱) یہ زائد ہے۔ ابن عاصار (۳۲) یہی عاصر ہے اسی کا نام نیدوان صاحب مجالس ہے۔ اس کے عہد مملکت میں بنو القاذور یہی قاذور ہے۔ پراگندہ ہو گئے' اور حکومت نبیت بن القاذور کی اولاد سے نکل کر بنو جاوان بن القاذور میں چلی گئی مگر پھر دوبارہ ان میں عود کر آئی۔ ابن قنادی (۳۳) یہی قناد ہے اور یہی امامۃ ہے۔ ابن ثامار (۳۴) یہی بہامی دوس العتق ہے۔ یہ اپنے زمانے میں حسین ترین شخص مانا گیا ہے۔ اسی سے عرب یہ مثل بولتے ہیں "اعتق من دوس" اب اس کی وجہ یا اس کا حسن اور شرافت ہے یا اس کا قدم۔ اس کے عہد مملکت میں جرہم بن فالج اور قطورا ہلاک ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ انھوں نے حرم میں فسق و فجور اور فتنہ و فساد برپا کر دیا۔ دوس نے ان کو قتل کر دیا جو ان میں بچے تھے ان کے آثار کو دیمک نے کھا کر فنا کر دیا۔ ابن مقعہ (۳۵) یہی مقاصری ہے جس کے معنی ہیں قلعہ' اسے ناحث بھی کہتے ہیں جس کے معنی ہیں اترنا ابن زارح (۳۶) یہی قمیر ہے۔ ابن سمی (۳۷) یہی سما اور مجتشر ہے۔ یہ ایک نہایت ہی عادل منتظم اور مدبر بادشاہ تھا امیہ بن ابی الصلت نے ہرقل بادشاہ روم کو خطاب کرتے ہوئے اسی کی طرف اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے ۔

کـن کـا لمجشر اذ قالت رعیتہ کان المحشروا وفانا بما حملا

ترجمہ: ''تم بھی مجشر ایسے ہنواس کی رعیت نے کہا تھا کہ مجشر ہم میں سب سے زیادہ اپنے عہد کا ایفا کرنے والا ہے''۔

ابن مزرا (۳۸) اسے مرمز بھی کہا جاتا ہے۔ ابن صیقا (۳۹) یہی سمر ہے جو صفی ہے یہ سب سے بہتر بادشاہ تھا جو روئے زمین پر پیدا ہوا۔ اسی کے متعلق امیہ بن ابی الصلت نے یہ شعر کہا ہے۔

ان الصفی بن النبیت مملکاً اعلیٰ واجود من هرقل و قیصرا

ترجمہ: ''بے شک صفی بن النبیت ایسا بادشاہ ہوا ہے جو ہرقل اور قیصر سے زیادہ سخی اور بہتر تھا''۔

بن جشم (۴۰) یہی عرام ہے۔ نبیت اور قیذر ہے۔ قیذر کے معنی صاحب ملک کے ہیں۔ اسماعیل کی اولاد میں سب سے پہلا فرماں روا یہی ہوا ہے۔

ابن اسماعیل (۴۱) سچے وعدے والے ابن ابراہیم خلیل الرحمٰن (۴۲) ابن تارح (۴۳) یہی آزر ہے۔ ابن ناحور (۴۴) بن ساروح (۴۵) بن ارغو (۴۶) ابن بالغ (۴۷) سریانی میں بالغ کے معنی تقسیم کرنے والے کے ہیں اس کا نام اس لیے ہوا کہ اس نے زمینوں کو اولاد آدم میں تقسیم کر دیا تھا اسی کا دوسرا نام فالج ہے۔ ابن عابر (۴۸) بن شالخ (۴۹) بن ارفخشد (۵۰) بن سام (۵۱) بن نوح (۵۲) بن لمک (۵۳) بن متوشلخ (۵۴) بن اخنوع (۵۵) یہی حضرت ادریس ہیں بن یرد (۵۶) یہی یارد ہے جس کے زمانے میں پہلے پہل بت بنائے گئے۔ بن مہلائیل (۵۷) بن قینان (۵۸) بن انوش (۵۹) بن شث (۶۰) یہی ہبۃ اللہ بن آدم (۶۱) ہیں۔ ہابیل کے قتل کے بعد یہی اپنے باپ کے جانشین اور وصی ہوئے۔ جب یہ پیدا ہوئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا ہابیل کے بجائے یہ اللہ کا عطیہ ہے اس طرح ان کا نام ہابیل کے نام سے ماخوذ ہوا۔

حضرت اسماعیل بن ابراہیم اور ان کے ان آبا اور امہات کا مختصر ذکر جو ان کے اور آدم علیہ السلام کے درمیانی عہد میں گزرے ہیں اور ان سے متعلق دوسرے واقعات و حالات کو جو ہم تک پہنچے ہیں چونکہ ہم اپنی اس کتاب میں پہلے مختصراً بیان کر چکے ہیں اس لیے اس کا اب اعادہ نہیں کرنا چاہتے۔

ہشام بن محمد کہتا ہے عرب یہ مثل بولتے ہیں:

انما خدوش منذ ولدا بونا انوش و انما حرم الحنث منذ ولدا بونا شث.

''گالی ہمارے باپ توش سے شروع ہوئی اور عہد شکنی ہمارے باپ شث کے زمانے سے حرام ہوئی۔ سریانی میں شث شیث ہے''۔

باب ۲

حضرت محمد ﷺ

پرورش:

واقعہ فیل کے آٹھ سال بعد عبدالمطلب مر گئے۔ چونکہ ابوطالب اور رسول اللہ ﷺ کے باپ عبداللہ حقیقی بھائی تھے۔ اس لیے عبدالمطلب نے اپنے بعد رسول اللہ ﷺ کی پرورش اور ولایت ابوطالب کے سپرد کی تھی اور حسن سلوک کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ اس کے بعد ابوطالب رسول اللہ ﷺ کے ولی تھے' آپ انہی کے پاس اور ساتھ رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ابوطالب قریش کے قافلہ کے ساتھ تجارت کے لیے شام جانے لگے۔ جب قافلہ کی روانگی کا وقت آیا اور وہ جانے کے لیے بالکل تیار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان سے لپٹ گئے۔ ابوطالب کو ان پر ترس آیا اور انھوں نے کہا۔ خدا کی قسم! میں اسے بھی اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور اب آئندہ کبھی ان کو اپنے سے علیحدہ نہ رکھوں گا۔

بحیرا راہب:

چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لے کر قافلہ میں روانہ ہو گئے۔ یہ قافلہ شام کے علاقے میں بصریٰ کے مقام پر فروکش ہوا۔ یہاں بحیرا نامی ایک راہب اپنی خانقاہ میں رہا کرتا تھا یہ نصرانیوں کا بڑا عالم شخص تھا۔ ہمیشہ سے اس خانقاہ میں جو راہب ہوتا تھا اسے وراثتاً علم کتابی ملتا رہتا۔ جب قریش کا یہ قافلہ اس سال اس کے ہاں فروکش ہوا۔ بحیرا نے ان کے لیے بہت سا کھانا پکوایا اور یہ اس لیے کہ اس نے اپنے صومعہ میں سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ اور تمام لوگوں کو چھوڑ کر صرف آپ پر ایک بدلی سایہ فگن چلی آتی ہے۔ جب یہ قافلہ اس کے قریب آ کر ایک درخت کے سایہ میں اترا۔ اس نے اس بدلی کو دیکھا کہ اس نے درخت کی شاخوں کو رسول اللہ ﷺ پر سایہ ڈالنے کے لیے جھکا دیا ہے اور اب وہ پورے سایہ کے نیچے فروکش ہیں۔ یہ دیکھ کر بحیرا اپنی خانقاہ سے اترا اور ان سب کو اس نے اپنے پاس بلا بھیجا' رسول اللہ ﷺ پر نظر پڑتے ہی اس نے آپ کو غور سے دیکھنا شروع کیا اور ان نشانیوں کی مطابقت کرنے کے لیے جو اسے پہلے سے معلوم تھیں وہ آپ کے جسم کی بعض چیزوں کو بغور دیکھنے لگا۔ جب تمام قافلہ کھانے سے فارغ ہو کر چلا گیا' اس نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی حالت بیداری اور خواب کی کیفیت دریافت کی۔ آپ نے اسے بتانا شروع کیا۔ یہ باتیں ان صفات کے عین مطابق تھیں جو اسے پہلے سے معلوم تھیں۔ اس کے بعد اس نے آپ کی پیٹھ دیکھی تو دونوں شانوں کے بیچ میں اسے مہر نبوت نظر آئی۔ اس نے ابوطالب سے کہا کہ یہ لڑکا تمہارا نہیں معلوم ہوتا۔ انھوں نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔ بحیرا نے کہا یہ ہرگز تمہارا بیٹا نہیں ہے' اور اس بچہ کا باپ تو اب زندہ بھی نہ ہونا چاہیے۔ ابوطالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے۔ بحیرا نے پوچھا اس کا باپ کیا ہوا؟ ابوطالب نے کہا ابھی یہ لڑکا بطن مادر ہی میں تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ بحیرا نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ اچھا تم اسے اپنے گھر لے جاؤ اور یہودیوں سے اس کی حفاظت کرنا اگر وہ اسے دیکھ پائیں گے اور وہ علامات جن کو میں نے شناخت کر لیا ہے انھوں نے بھی شناخت کر لیا تو وہ ضرور اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ یہ ایک عظیم الشان انسان ہونے والا ہے' تم فوراً اسے گھر لے جاؤ۔ یہ سن کر ابوطالب آپ کے چچا آپ کو لے کر فوراً روانہ ہو گئے اور ان کو مکہ لے آئے۔

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ جب ابوطالب رسول اللہ ﷺ کو لے کر بصریٰ علاقہ شام آئے تھے اس وقت آپ کا سن شریف نو سال کا تھا۔

بحیرا راہب کی پیشین گوئی:

ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ ابو طالب شام روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ قریش کے اور شیوخ کے ساتھ اس کے ساتھ ہوئے۔ جب ان کو وہ راہب نظر آیا۔ یہ اتر پڑے اور انھوں نے اپنے کجاوے کھول دیے۔ اس مرتبہ وہ راہب ان کے پاس آیا۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ اس کے پاس سے گزرتے تھے وہ نہ کبھی ان کے پاس آتا تھا اور نہ التفات کرتا تھا۔ یہ اپنے کجاوے کھول رہے تھے کہ وہ راہب ان میں آکر مل گیا اور لوگوں کو دیکھنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا یہ تمام عالم کا سردار ہے یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ رحمۃ للعالمین کر کے مبعوث فرمانے والا ہے۔ قریش کے شیوخ نے اس سے پوچھا۔ تم کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی۔ اس نے کہا جب سے تم گھاٹی سے برآمد ہوئے کوئی درخت یا پتھر ایسا نہ تھا جو سجدے میں نہ گر پڑا اور جمادات و نباتات صرف نبی کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ دوسرے میں اس مہر نبوت سے بھی جو سیب کے برابر ان کے شانے کے جوڑ کے نیچے واقع ہے اس بات کو جانتا ہوں۔

رومی وفد اور بحیرا:

راہب اپنی خانقاہ سے آیا۔ یہاں آکر اس نے ان کے لیے کھانا پکوایا اور اسے ان کے پاس لے کر آیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ اونٹ چرا رہے تھے۔ راہب نے قریش سے کہا کہ اسے بلواؤ۔ جب آپؐ آ رہے تھے‘ اس وقت بھی ایک بدلی آپؐ پر سایہ فگن تھی۔ راہب نے کہا دیکھو بدلی آپؐ پر سایہ کر رہی ہے۔ جب آپؐ اپنی جماعت کے پاس آئے‘ آپؐ نے دیکھا کہ درخت کا تمام سایہ قریش نے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے مگر جب آپؐ بیٹھے تو درخت کا سایہ بڑھ کر آپؐ پر بھی آ گیا۔ راہب نے کہا دیکھو درخت کا سایہ بھی آپؐ پر جھک پڑا ہے۔ راہب اب تک کھڑے کھڑے ان کو اللہ کا واسطہ دے کر سمجھا رہا تھا کہ تم اس بچے کو روم نہ لے جاؤ۔ کیونکہ اگر وہ اسے دیکھ پائیں گے تو شناخت کر لیں گے اور قتل کر دیں گے یہ کہہ کر اس نے مڑ کر دیکھا تو وہاں سات آدمی روم کے فرستادے موجود تھے۔ راہب نے خود ہی سبقت کر کے ان سے پوچھا تم کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا ہم اس لیے آئے ہیں کہ ایک نبی اس ماہ میں خروج کرنے والا ہے۔ ہر راستے کے ناکے پر پہرے متعین کر دیے گئے ہیں اور ہم کو اچھا سمجھ کر آپ کی سمت بھیجا گیا ہے۔ راہب نے کہا کیا جن لوگوں کو تم پیچھے چھوڑ آئے ہو ان میں کوئی تم سے بہتر رہ گیا ہے۔ انھوں نے کہا نہیں ہمیں سب سے بہتر سمجھ کر ہی آپ کے اس راستے پر بھیجا گیا ہے اس نے کہا‘ اچھا تم اس بات سے واقف ہو کہ اگر اللہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو کسی میں یہ مجال ہے کہ اسے نہ ہونے دے۔ انھوں نے کہا ہرگز نہیں اور اب وہ اس راہب کے تابع ہو گئے اور اسی کے پاس ٹھہر گئے۔

حضرت محمد ﷺ کی واپسی:

راہب قریش کے پاس آیا اور اس نے خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ اس لڑکے کا ولی کون ہے۔ انھوں نے کہا ابو طالب۔ اب وہ ابو طالب کو خدا کا واسطہ دے کر اصرار کرتا رہا کہ تم اس بچے کو واپس لے جاؤ اور جب تک اسے واپس نہ بھجوا دیا‘ اس نے ابو طالب کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ واپسی کے لیے ابوبکرؓ نے بلال کو آپؐ کے ساتھ خدمت کے لیے کر دیا اور اس راہب نے زادِ راہ کے لیے بسکٹ اور زیتون آپ کو دیا۔

حضرت محمد ﷺ کا برائیوں سے اجتناب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو باتیں لوگ ایام جاہلیت میں کرتے تھے ان کے

کرنے کا میں نے دو مرتبہ قصد کیا مگر ہر مرتبہ اللہ میرے اور اس بات کے درمیان آ گیا۔ اس کے بعد میں نے کبھی کسی برائی کے کرنے کا ارادہ تک نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مجھے اپنی رسالت کی عزت سے سرفراز فرمایا' اور وہ دو مرتبہ کا قصہ بھی یہ ہے کہ میں نے ایک رات اس قریشی نوعمر لڑکے سے جو میرے ساتھ بالائی جگہ میں مویشی چراتا تھا' کہا کہ اگر تم میری بکریوں کی نگرانی رکھو تو میں مکہ جا کر دوسرے نوجوانوں کی طرح پر لطف باتیں کر آؤں۔ اس نے کہا' اچھا تم جاؤ میں اس غرض سے مکہ آیا' آبادی کے پہلے گھر تک پہنچا تھا کہ مجھے دف اور باجوں کی آواز آئی۔ میں نے پوچھا' کیا ہے؟ لوگوں نے کہا فلاں شخص کی فلاں عورت سے شادی ہوئی ہے۔ یہ اس کا جلوس ہے۔ میں اسے دیکھنے بیٹھ گیا۔ اللہ نے میرے کان پٹ کر دیے میں سو گیا۔ آفتاب کی تمازت نے مجھے بیدار کیا۔ میں اپنے ساتھی کے پاس چلا آیا۔ اس نے پوچھا کیا کر آئے۔ میں نے کہا کچھ بھی نہیں میرے ساتھ تو یہ واقعہ پیش آیا۔ دوسری بات یہ ہوئی کہ ایک رات اب پھر میں نے اپنے ساتھی سے وہی درخواست کی جو پہلے کی تھی' اس نے اسے منظور کر لیا۔ میں اس رات پھر مکہ آیا اور اس مرتبہ بھی مجھے وہی برات کے جلوس کے باجے سنائی دیے جو پہلی مرتبہ سنائی دیے تھے۔ میں جلوس دیکھنے بیٹھ گیا۔ اس مرتبہ پھر اللہ نے میرے کان بہرے کر دیے۔ میں سو رہا اور آفتاب کی تمازت نے مجھے بیدار کیا۔ میں نے پھر اپنے ساتھی سے آ کر یہ واقعہ بیان کر دیا۔ اس کے بعد پھر میں نے کسی برائی کا ارادہ تک نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مجھے اپنی رسالت سے سرفراز فرمایا۔

تجارت:

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی نہایت شریف مالدار تاجر بی بی تھیں' دوسرے لوگ ان کے مال کی تجارت کرتے تھے اور منافع میں سے وہ کچھ ان کو دے دیا کرتی تھیں۔ قریش تاجر قوم تھی' جب خدیجہ کو رسول اللہ ﷺ کی راست گفتاری امانت اور نیک کرداری کا علم ہوا' انھوں نے آپ کو بلا بھیجا' اور درخواست کی کہ آپ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں۔ میں اب تک دوسرے تاجروں کو منافع میں سے جس قدر حصہ دیتی تھی اس سے بہت زیادہ آپ کو دوں گی اور اپنے غلام میسرہ کو ساتھ کر دوں گی۔ آپ نے یہ تجویز منظور فرمالی اور ان کا مال لے کر روانہ ہوئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی ساتھ ہو گیا۔ دونوں شام آئے اور ایک راہب کی خانقاہ کے قریب ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوئے۔ اس راہب نے سر اٹھا کر میسرہ کو دیکھا اور پوچھا کہ یہ شخص جو درخت کے نیچے اترا ہے کون ہے؟ اس نے کہا یہ اہل حرم کا ایک قریشی ہے۔ راہب نے اس سے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے نبی اللہ کے اور کوئی شخص آج تک فروکش نہیں ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہاں جو مال لا کر لائے بیچ دیا' اور جو خریدنا تھا اسے خرید لیا آپ مکہ واپس پلٹے' میسرہ ہمراہ تھا۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ دو پہر اور سخت گرمی کے وقت میسرہ دیکھتا تھا کہ آپ اونٹ پر ہوتے ہیں اور دو فرشتے آ کر آپ کو تمازتِ آفتاب سے بچانے کے لیے سایہ کر لیتے ہیں آپ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس مکہ آئے۔ انھوں نے اس مال کو جو آپ شام سے لائے تھے' بیچا تو اس سے دو چند یا قریب دو چند کے نفع ہوا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے حضرت محمد ﷺ کا نکاح:

میسرہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے راہب کا قول بیان کیا اور جو آپ پر فرشتوں کو سایہ کرتے دیکھا تھا وہ بھی کہا۔ خدیجہؓ ایک

تجربہ کار ہوشیار اور شریف بی بی تھیں۔ نیز اللہ نے ان کی قسمت میں اور بھی کرامت اور سعادت مقدر کی تھی۔ یہ سن کر انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو بلایا اور ان سے کہا اے میرے ابن عم! میں تمہاری قرابت' شرافت' نسب' امانت' حسن اخلاق اور راست بازی کی وجہ سے تمہاری گرویدہ ہوں' میں تمہارے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہوں۔ خدیجہؓ اس زمانے میں قریش میں سب سے زیادہ نجیب' شریف اور دولت مند خاتون تھیں۔ ان کی تمام قوم ان وجوہ سے ان سے شادی کرنے کی متمنی تھی۔ جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے شادی کی خواہش ظاہر کی' آپؐ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ آپ کے چچا آپ کے ہمراہ خویلد بن اسد کے پاس گئے اور اس سے شادی کا پیام دیا۔ انھوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ ﷺ سے شادی کر دی ابراہیم کے علاوہ آپ کی تمام اولاد زینبؓ' رقیہؓ' ام کلثومؓ' فاطمہؓ' قاسمؓ انہی کے نام سے آپ کنیت کرتے تھے اور طاہرؓ اور طیبؓ حضرت خدیجہؓ کے بطن مبارک سے ہوئے۔ قاسمؓ طاہر اور طیب عہد جاہلیت ہی میں مرگئے۔ البتہ آپ کی تمام صاحبزادیوں نے اسلام کا عہد پایا اور وہ مسلمان ہوئیں اور انھوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی۔

ایک غلط روایت:

ابن شہاب الزہری اور دوسرے اہل مکہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ اور ایک دوسرے قریشی کو سامانِ تجارت دے کر سوق حباشہ کو جو تہامہ میں واقع ہے بھیجا تھا اور خویلد نے ان کی شادی رسول اللہ ﷺ سے کی اور مکہ کی ایک مولدہ غیر عرب عورت نے یہ رشتہ لگایا تھا۔ مگر واقدی اس کے متعلق کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بیان بالکل غلط ہے۔ اسی طرح کا غلط واقعہ لوگ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ خود خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو شادی کا پیام دیا تھا۔ یہ ایک نہایت شریف بی بی تھیں۔ قریش کا ہر شخص ان سے شادی کرنے کا خواہش مند تھا' اور اس کے لیے انھوں نے بہت سارو پیہ بھی صرف کیا تھا۔ پھر خدیجہؓ نے اپنے باپ کو بلا کر اتنی شراب پلائی کہ وہ بالکل مدہوش ہو گیا۔ انھوں نے ایک گائے بھی ذبح کی' خوشبو لگائی اور کام کیا ہوا حلہ زیب تن کر کے رسول اللہ ﷺ کو ان کے چچاؤں کے ساتھ بلا بھیجا۔ وہ خدیجہؓ کے ہاں آئے۔ ان کے باپ نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی شادی کر دی۔ مگر جب وہ ہوش میں آیا تو کہنے لگا کہ یہ گائے کیوں ذبح ہوئی ہے۔ یہ خوشبو کیوں لگائی گئی اور یہ اعلیٰ لباس کیوں پہنا گیا ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا تم نے مجھے محمد بن عبداللہ سے بیاہ دیا ہے۔ اس نے کہا' ہرگز نہیں میں کیوں کرنے لگا تھا۔ قریش کے اکابر نے تمہارا پیام دیا مگر میں نے منظور نہیں کیا۔

واقدی کہتا ہے کہ یہ روایت ہمارے نزدیک بالکل غلط ہے' جو واقعہ ہمارے نزدیک بالکل صحیح ہے۔ وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شادی ان کے چچا عمرو بن اسد نے رسول اللہ ﷺ سے کی تھی اور ان کا باپ خویلد واقعہ فجار سے پہلے ہی مر گیا تھا۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مکان وہی تھا جو اب تک ان کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔ اسے معاویہؓ نے خرید کر مسجد بنا دیا تھا' لوگ اس میں نماز پڑھتے تھے۔ اس نے انھیں آثار پر اسے بنایا تھا جس پر اب تک قائم ہے' اس میں کوئی تغیر نہیں ہوا ہے' جو پتھر دروازے کی بائیں جانب لگا ہوا ہے یہ وہی ہے کہ جب ابولہب اور عدی بن حمیر الثقفی کے گھر سے جو ابن علقمہ کے گھر کے پیچھے تھا رسول اللہ ﷺ پر سنگ اندازی ہوتی تو آپ اس پتھر کی آڑ میں پناہ لیتے۔ یہ پتھر ایک گز ایک بالشت کا ہے۔

خانہ کعبہ:

خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کے دس سال کے بعد قریش نے کعبہ کو ڈھا کر پھر بنایا۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ کعبہ

کے انہدام کی وجہ یہ ہوئی کہ کعبہ کی صورت یہ تھی کہ کرسی کے اوپر صرف پتھر چنے ہوئے تھے۔ قریش چاہتے تھے کہ دیوار کو اور بلند کر کے اس پر چھت ڈال دیں اور اس کی تحریک یوں ہوئی کہ بعض لوگوں نے جس میں قریش اور دوسرے آدمی شامل تھے کعبہ کے خزانے کو چرا لیا تھا۔ یہ خزانہ کعبہ کے وسط میں جو کنواں تھا۔ اس میں رہا کرتا تھا کعبہ میں دو ہرن تھے جن کا قصہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ قوم نوح کی غرقابی کے بعد اللہ نے کعبہ کو پھر نمایاں کیا اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور ان کے صاحبزادے اسماعیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ کعبہ کو اس کی ابتدائی بنیاد پر بنا دیں۔ چنانچہ ان دونوں نے اسے بنایا جس پر قرآن شاہد ہے:

﴿ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾

''اور جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ ہمارے گھر کی دیواروں کو اٹھاتے تھے (تو کہتے تھے) اے ہمارے رب! تو ہماری اس خدمت کو قبول فرما' کیونکہ بے شک تو سننے والا اور جاننے والا ہے''۔

کعبہ کی تولیت:

حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سے کعبہ کا کوئی ولی نہ تھا۔ اسے اٹھا لے گیا تھا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں مبعوث فرما کر ان کو یہ سعادت دینا چاہتا تھا۔ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو یہاں آباد کرو۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد اب حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کعبہ کی تولیت انجام دیتے تھے۔ اس وقت مکہ بالکل غیر آباد چٹیل میدان تھا۔ البتہ اس کے اطراف و اکناف میں جرہم اور عمالقہ بود و باش رکھتے تھے۔ جرہم کی ایک عورت سے حضرت اسماعیلؑ نے نکاح کیا۔ اسی کی طرف عمرو بن الحارث بن مقاض نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے:

و صاهرها من اکرم الناس والداً فابنائهٔ منا و نحن الا صاهرُ

ترجمہ: ''ہمارے ہاں اس شخص نے شادی کی جو اپنے باپ کی وجہ سے معزز ترین شخص تھا۔ اس کی اولاد ہم سے ہے اور ہم اس کے سسرال والے ہیں''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام کعبہ کے متولی ہوئے۔ ان کے بعد نبت متولی ہوا' اس کی ماں جرہمیہ تھی۔ پھر نبت مر گیا اور چونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد زیادہ نہ تھی۔ اس لیے پھر جرہم نے کعبہ کی تولیت پر قبضہ کر لیا۔ اسی طرف عمرو بن الحارث بن مضاض نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے ۔

و کنا ولاة البیت من بعد نابتٍ تطوف بذاك البیت والخیر ظاهر

ترجمہ: ''نابت کے بعد ہم کعبہ کے ولی ہوئے' اب ہم اس گھر کے چاروں طرف طواف کرتے ہیں اور یہ بات سب ہی جانتے ہیں''۔

بنو جرہم کی بداعمالیاں:

جرہم سب سے اوّل مضاض کعبہ کا متولی ہوا۔ اس کے بعد اس کی اولاد میں جو سب سے بڑا ہوتا وہ متولی ہوتا۔ عرصے تک اسی خاندان میں تولیت متوارث رہی۔ پھر جرہم نے مکہ میں بدمعاشی اور فسق و فجور شروع کیا۔ بیت اللہ کی حرمت کو باطل کر دیا۔ اس مال کو جو کعبہ کو بطور نذر کے بھیجا جاتا تھا کھانے لگے۔ جو مکہ میں آتا اس پر ظلم کرتے پھر انھوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اگر ان کے کسی شخص کو کوئی دوسری جگہ زنا کے لیے نہیں ملتی تو وہ خود کعبہ میں آ کر بدکاری کرتا۔ اس سلسلہ میں بیان

کیا گیا ہے کہ اساف نے نائلہ سے کعبہ میں زنا کیا۔ اس کی پاداش میں اللہ نے دونوں کو مسخ کر کے پتھر بنا دیا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی کعبہ کی حرمت اس قدر تھی کہ نہ وہاں کوئی کسی پر ظلم کرتا تھا اور نہ بدکاری کرتا تھا۔ اگر بادشاہ بھی اس کی حرمت کو باطل کرتا تو فوراً اسی جگہ وہ ہلاک ہو جاتا۔ اسی وجہ سے کعبہ کو ناسہ کہتے تھے اور مکہ بھی اس لیے کہتے تھے کہ جو ظالم و سرکش یا بدکار وہاں ظلم یا بدکاری کرتا تھا اس کی گردن دبا دی جاتی۔

بنو جرہم کی تباہی:

جب جرہم اپنی بداعمالیوں سے باز نہ آئے اور عمرو بن عامر کی اولاد یمن سے اِدھر اُدھر پھیل گئی' ان میں سے بنو حارثہ بن عمرو تہامہ آ کر متوطن ہوئے چونکہ یہ اپنی اصل جماعت سے منقطع ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے ان کا نام خزاعہ ہوا' اور یہ بنو عمرو بن ربیعہ بن حارثہ ہیں اور اسلم' مالک' ملکان بنو افصی بن حارثہ ہیں اللہ نے جرہم پر جسم پر آبلے پڑنے اور نکسیر بہنے کا عذاب نازل کیا جس سے وہ فنا ہو گئے اور اب خزاعہ بھی ان کے بقیہ کو مکہ سے نکال دینے کے لیے جمع ہو کر تیار ہوئے۔ ان کا سردار عمرو بن ربیعہ بن حارثہ تھا۔ اس کی ماں فہیرہ بنت عامر بن الحارث بن مضاض تھی۔ فریقین خوب لڑے۔ جب عامر بن الحارث نے محسوس کیا کہ اسے شکست ہو گی وہ کعبہ کے دونوں غزالوں اور رکن کے پتھر کے پاس توبہ کرنے آیا۔ وہ کہہ رہا تھا:

لَا هُمَّ اِنَّ جُرْهُمًا عِبَادُكَ النَّاسُ طُوفٌ وَ هُمُ تلادك. بهم قَدِيْمًا عَمِرتُ بِلَادُكَ.

''اے اللہ! جرہم تیرے بندے ہیں' اور لوگ تو نوزائیدہ ہیں' اور وہ تیرے پرانے ہیں' قدیم سے انھیں نے تیرے شہر آباد کیے ہیں''۔

مگر جب اس کی توبہ قبول نہ ہوئی' اس نے وہ دونوں ہرن اور حجر الرکن زمزم میں ڈال دیے اور اوپر سے مٹی ڈال دی۔ اس لڑائی کے بعد جو جرہم بچے وہ جہینہ کی سرزمین میں چلے گئے۔ یہاں ایک بڑے زبردست سیلاب نے ان کو آ لیا اور وہ سب کو بہا لے گیا۔ اسی طرح امیہ بن الصلت نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

و جـرهـم و مـنـوا تهـا مـتـه فی الدهر فسالت بجمعهم آضم

ترجمہ: ''اور جرہم ایک زمانہ سے تہامہ میں رہے تھے ان سب کو وہ اضم بہا لے گیا''۔

جرہم کے بعد عمرو بن ربیعہ کعبہ کا متولی ہوا۔ بنو قصی کہتے ہیں کہ عمرو بن الحارث الغبشانی کعبہ کا متولی ہوا' اور اسی کا اس نے اپنے اس شعر میں اظہار کیا ہے۔

و نـحـن ولينا البيت من بعدجرهـم لـنـعـمـره مـن كـل بـاغ و ملحد

ترجمہ: ''جرہم کے بعد ہم بیت اللہ کے ولی ہوئے تا کہ اسے ہر ظالم اور بے دین سے بچا کر آباد رکھیں''۔

اسی کا قول تھا۔ آخرت کے لیے عمل کرو اور ضروریاتِ دنیا سے بے فکر رہو۔

کعبہ کے متولی بنو خزاعہ:

اس طرح اب بنو خزاعہ بیت اللہ کے متولی ہوئے۔ البتہ دوسرے قبائل مضر میں تین خدمتیں باقی رہیں۔ عرفہ سے لوگوں کو حج کرانے لے جانا۔ یہ خدمت غوث بن مر کے سپرد تھی' یہ ہی صوفہ ہے چنانچہ جب عرفہ سے اجازت ملتی تو عرب کہتے اجیزی صوفۃ۔ دوسری خدمت حاجیوں کو قربانی کے دن منیٰ لے جانے کی تھی' یہ بنو زید بن عدوان کے سپرد تھی۔ ان میں سے آخری شخص جو اس

خدمت کا متولی ہوا وہ ابو سیارہ عمیلیہ بن الاعزل بن خالد بن سعد بن الحارث بن فرایش بن زید تھا۔ تیسری خدمت نسی یعنی مقدس مہینوں کا التوا یہ قلمس کے سپرد تھا' اس کا اصل نام حذیفہ بن نعیم بن عدی تھا جو بنو مالک بن کنانہ سے تعلق رکھتا تھا اس کے بعد یہ خدمت اس کے بیٹوں کو ملی۔ آخری شخص جو اس خدمت پر فائز تھا وہ ابوشمامہ جنادہ بن عوف بن امیہ بن قلع بن حذیفہ تھا اب اسلام آیا اور اس نے نسی کی رسم کو مٹا کر مقدس مہینوں کی حرمت کو پھر بحال کر دیا۔

جب معد کی تعداد بہت زیادہ ہوئی وہ مکہ چھوڑ کر متفرق ہو گئے مگر قریش نے مکہ کو نہ چھوڑا جب عبدالمطلب نے زمزم کھدوایا تو اسے اس میں وہ دونوں ہرن ملے جن کو جرہم دفن کر گئے تھے۔ عبدالمطلب نے ان دونوں کو نکال لیا اور پھر جو کچھ اس نے کیا وہ ہم اپنی اسی کتاب میں اس کے موقع پر بیان کر چکے ہیں۔

کعبہ کے خزانے کی چوری:

ملیح بن عمرو الخزاعی کے مولی دویک کے پاس کعبہ کا خزانہ برآمد ہوا۔ قریش نے اس کا ہاتھ قطع کر دیا۔ اس سلسلہ میں حارث بن عامر بن نوفل اور ابو وہاب بن عزیز بن قیس بن سوید التمیمی جو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کا اخیافی بھائی تھا اور ابولہب بن عبدالمطلب پر چوری کا اہتمام عائد کیا گیا تھا اور قریش کے بیان کے مطابق ان تینوں نے کعبہ کے خزانہ کو وہاں سے نکال کر بنو ملیح کے مولی دویک کے پاس رکھوا دیا تھا جب قریش نے ان کو ملزم قرار دیا تو انھوں نے دویک کا نام بتا دیا۔ اس کا ہاتھ قطع کر دیا گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ انہی نے اس چوری کے مال کو اس کے پاس رکھا تھا۔ جب قریش کو اس بات کا یقینی علم ہوا کہ وہ مال دراصل حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے پاس تھا وہ اسے عرب کے کاہنوں میں سے ایک مشہور کاہنہ کے پاس لے کر گئے اس نے اپنی کہانت سے حارث کے متعلق یہ حکم لگایا کہ چونکہ اس نے کعبہ کی حرمت کو باطل کیا ہے اس لیے وہ دس سال تک مکہ میں داخل نہ ہو چنانچہ اس کے حکم کی بنا پر قریش نے حارث کو مکہ سے دس سال کے لیے خارج البلد کر دیا۔ یہ اس اثنا میں مکہ کے آس پاس سکونت پذیر رہا۔

بحر احمر نے ایک رومی تاجر کا برباد شدہ جہاز ساحل جدہ پر لگا دیا۔ قریش نے جہاز کا سامان حاصل کر کے کعبہ کی چھت کے لیے تیار کیا۔ اس کام کو مکہ کے ایک قبطی بڑھئی نے اپنی رائے کے مطابق انجام دیا۔

کعبہ کی تعمیر کا ارادہ:

جس کنوئیں میں کعبہ کے نذرانے ڈالے جاتے تھے اس میں سے روزانہ ایک سانپ نکل کر کعبہ کی دیوار پر بیٹھا کرتا تھا سب اس سے ڈرتے تھے جو اس کے قریب جاتا وہ اپنا پھن کھڑا کر کے ڈسنے کے لیے منہ کھولتا۔ ایک دن وہ اسی طرح کعبہ کی دیوار پر برآمد تھا اللہ نے ایک پرندہ بھیجا وہ اسے اپنے چنگل میں اٹھا لے گیا۔ اس پر قریش کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ جس بات کے کرنے کا ہم نے ارادہ کیا ہے اللہ اسے پسند کرتا ہے' ہمارے پاس چوبینہ بھی تیار ہے اللہ نے سانپ سے ہم کو مطمئن کر دیا ہے یہ واقعہ فجار سے پندرہ سال بعد کا واقعہ ہے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ اب جب کہ قریش نے کعبہ کو ڈھا کر نئے سرے سے بنانے کا تہیہ ہی کر لیا تو ابو وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کھڑا ہوا' اس نے کعبہ کا ایک پتھر اٹھایا مگر وہ پتھر اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور جہاں سے اٹھایا گیا تھا اسی جگہ پر چلا آیا۔ یہ دیکھ کر ابو وہب نے قریش سے کہا کہ کعبہ کی تعمیر میں صرف اپنی پاک کمائی لگانا۔ کسی کسبی کا بھاڑا' سود کا روپیہ یا ظلم کر کے حاصل کیا ہوا روپیہ نہ لگایا جائے بعض لوگوں نے اس قول کو ولید بن مغیرہ سے منسوب کیا ہے۔

عبداللہ بن صفوان بن امیہ بن خلف نے ایک مرتبہ جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ جعدہ بن ہبیرہ ہے اس پر عبداللہ بن صفوان نے کہا کہ جب قریش نے کعبہ کے ڈھا دینے کا ارادہ کیا تو اسی کے دادا ابو وہب نے کعبہ کا ایک پتھر اٹھایا مگر وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اپنی جگہ چلا گیا۔ اس وقت اس نے قریش سے کہا تھا کہ اس کعبہ کی تعمیر میں اپنی صرف حلال کمائی کا روپیہ لگانا' کسی کسبی کا بھاڑا یا ظلم سے حاصل کیا ہوا مال ہرگز نہ لگایا جائے۔ یہ ابو وہب رسول اللہ ﷺ کے والد کا ماموں تھا۔

کعبہ کا انہدام:

اب تعمیر کے لیے قریش نے کعبہ کو کئی شقوں میں تقسیم کرلیا۔ دروازہ کا حصہ بنو عبد مناف اور بنو زہرہ کے متعلق ہوا۔ رکن الاسود سے رکن الیمانی تک بنو مخزوم تیم اور دوسرے قریش کے قبائل کے جو ان میں شامل ہو گئے تھے متعلق کیا گیا۔ کعبہ کی پشت بنو جمح اور بنو سہم کے متعلق ہوئی۔ حجر کا حصہ یہ ہی حطیم ہے بنو عبدالدار بن قصی۔ بنو اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی اور بنو عدی بن کعب کے متعلق ہوا' مگر پھر سب کعبہ کو منہدم کرنے سے خائف ہوئے اور اس منصوبے سے رُک گئے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا میں اس کی ابتداء کرتا ہوں۔ اس نے پھاوڑا اٹھایا اور کعبہ پر لے کر کھڑا ہوا اور وہ کہتا تھا کہ اے بار الٰہ کچھ باک نہیں ہے ہم کعبہ کے ساتھ خیر ہی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے دونوں رکنوں کی سمت سے کچھ حصہ منہدم کر دیا۔ اس رات لوگ منتظر رہے کہ اس گستاخی کی اسے سزا ملے گی اور کہنے لگے کہ ہم دیکھتے ہیں اگر وہ مر گیا تو پھر ہم کعبہ کہ ہاتھ نہ لگائیں گے بلکہ منہدم حصہ کو بھی پھر اسی طرح بنا دیں گے اور اگر اسے کوئی تکلیف یا مرض نہ ہوا تو معلوم ہو جائے گا کہ جو کچھ ہم نے کیا ہے اللہ نے اسے پسند کیا ہے ہم کعبہ کو منہدم کر دیں گے۔ دوسری صبح کو ولید صحیح و سالم کعبہ کو ڈھانے آ گیا اور اس نے کچھ اور حصہ منہدم کیا اب اور لوگ بھی اس کے ساتھ تھے۔ گراتے گراتے اس کی بنیاد تک پہنچے اور ان سبز پتھروں تک آ گئے جو دانتوں کی شکل میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔ ایک قریشی نے جو کعبہ کے ڈھانے میں شریک تھا ان دونوں سبز پتھروں کے درمیان کدال ڈالی تا کہ وہ ان میں سے ایک کو نکالے۔ مگر پتھر کے جنبش کرتے ہی تمام مکہ متزلزل ہو گیا۔ اس وقت قریش اس بنیاد پر رک گئے۔

کعبہ کی تعمیر:

اس کے بعد تمام قبیلوں نے کعبہ کی تعمیر کے لیے پتھر جمع کیے۔ ہر قبیلہ علیحدہ علیحدہ پتھر جمع کرتا تھا پتھر جمع ہونے کے بعد انھوں نے تعمیر شروع کی' جب عمارت رکن کی جگہ تک مرتفع ہوگئی تو ہر قبیلہ نے مطالبہ کیا کہ اس کے اوپر صرف اسی کو تعمیر کا شرف حاصل ہو دوسرا نہ بنائے۔ اس مطالبہ نے نزاع کی صورت اختیار کی' تعمیر چھوڑ کر وہ علیحدہ علیحدہ جمع ہوئے' ایک نے دوسرے کو حلیف بنایا اور لڑائی کی دھمکی دی۔ بنو عبدالدار خون سے بھرا ایک کٹورا لائے اور انھوں نے بنو عدی بن کعب سے اس خون میں ہاتھ ڈال کر آخر دم تک لڑنے کے لیے معاہدہ کیا' اسی وجہ سے ان کا نام لعقۃ الدم ہوا۔ چار پانچ راتیں قریش اسی طرح کام چھوڑے رہے پھر سب نے مسجد میں جمع ہو کر مشاورت کی اور سمجھوتہ کر لیا۔

حجر اسود:

ابو امیہ بن مغیرہ اس وقت قریش کا سب سے سن رسیدہ آدمی تھا۔ اس نے قریش سے کہا کہ اس نزاع کے تصفیہ کو اس شخص کے حوالہ کر دو جو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو۔ اتفاق کی بات کہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے۔ ان کو دیکھ کر تمام

قریش نے کہا بے شک یہ امین ہیں ہم ان کے تصفیہ پر راضی ہیں یہ محمد ہیں جب آپ ان کے پاس آئے انھوں نے آپ سے واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا مجھے ایک کپڑا لا دو' کپڑا آپ کو دیا گیا' آپ نے رکن کعبہ کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اس میں رکھا پھر فرمایا کہ ہر قبیلہ اس چادر کا ایک کونہ تھام لے اور سب مل کر اسے اٹھائیں۔ انھوں نے اس فیصلہ پر عمل کیا اور جب رکن کو اٹھاتے ہوئے اس کے مقام پر لے آئے خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے وہاں رکھ دیا پھر اس کے اوپر عمارت شروع کی گئی۔ نزولِ وحی سے پیشتر ہی قریش رسول اللہ ﷺ کو امین کہتے تھے۔

قریش کے ہاتھ کعبہ کی یہ تعمیر واقعہ فجار کے پندرہ سال بعد عمل میں آئی۔ اور عام الفیل اور عام الفجار کے درمیان دس سال کا فصل ہے۔

بعثت:

نبوت ملنے کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر میں ارباب سلف کا اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ قریش کے کعبہ کو تعمیر کرنے کے پانچ سال بعد جس وقت آپؐ کی عمر چالیس سال تھی آپؐ نبوت پر فائز ہوئے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس سال تھی۔ انس بن مالکؓ سے کئی سلسلہ سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس کے لگ بھگ تھی۔ عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس سال تھی۔

یحییٰ بن جعدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہؓ سے کہا کہ سال میں صرف ایک مرتبہ قرآن مجھے دکھایا جاتا تھا مگر اس سال دو مرتبہ دکھایا گیا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ میری موت قریب ہے میرے اہل میں سب سے پہلے تم مجھے آ کر ملو گی۔ ہر نبی کے بعد جب دوسرا نبی مبعوث کیا گیا ہے اسے سابق کی نصف مدت دی گئی ہے عیسیٰ چالیس سال کے لیے مبعوث کیے گئے تھے۔ میں بیس سال کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے چالیس سال کی عمر میں آپؐ کی بعثت ہوئی اور اس کے بعد تیرہ سال آپؐ نے مکہ میں قیام کیا۔ دوسرے سلسلہ سے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت مروی ہے' دوسرے راوی کہتے ہیں کہ آپؐ کو جب نبوت ملی اس وقت آپؐ کی عمر انتالیس سال تھی۔

اس سلسلہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی آپ کی عمر انتالیس سال تھی۔ سعید ابن المسیب سے مروی ہے کہ نزولِ وحی کے وقت آپؐ کی عمر انتالیس سال تھی۔ اسی راوی سے ایک دوسرے سلسلہ سے مروی ہے کہ نزولِ وحی کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر تینتالیس سال تھی۔

نزول وحی کا دن اور مہینہ:

ابو قتادہ انصاری سے مروی ہے کہ دوشنبہ کے دن روزہ رکھنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا۔ آپؐ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جب میں پیدا ہوا اور مبعوث ہوا یا آپؐ نے فرمایا کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دوشنبہ کے دن کے روزے کے متعلق پوچھا آپؐ نے فرمایا یہ وہی دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور مجھے نبوت ملی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دوشنبہ کو پیدا ہوئے اور اسی دن ان کو نبوت ملی۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ دن کے متعلق تو ہم سب اربابِ سیر کا اتفاق ہے کہ وہ دوشنبہ تھا البتہ وہ کون سا دوشنبہ تھا اس میں اختلاف ہے۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ اٹھارہ رمضان کو رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں عبداللہ بن زید الجرمی جس پر علم ختم ہوا کہتا تھا کہ رمضان کی اٹھارھویں کو رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ چوبیس رمضان کو قرآن نازل ہوا۔ اس سلسلہ میں ابوالجلد سے مروی ہے کہ چوبیس رمضان کو قرآن آپؐ پر نازل ہوا۔ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ سترہ رمضان کو نازل ہوا۔ اس بیان کے ثبوت میں وہ اللہ کا یہ کلام پیش کرتے ہیں وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَانِ۔ اس مقابلہ سے مراد رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کی بدر میں جنگ ہے اور وہ سترہ رمضان کی صبح میں ہوئی۔

قبل اس کے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کا پیام لے کر آپؐ کے پاس آئیں آپؐ ایسے آثار اور واقعات دیکھا کرتے تھے جو صرف انھیں حضرات کو نظر آتے ہیں جن پر اللہ اپنا خاص فضل و کرم کرنے والا ہوتا ہے چنانچہ حسب بیان سابق آپؐ اپنی انا حلیمہؓ کے پاس تھے کہ دو فرشتوں نے آ کر آپ کا پیٹ چاک کیا۔ اس میں سے تمام آلائش اور کثافت نکال ڈالی۔ نیز خود رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ کوئی درخت یا پتھر جس کے پاس سے میں گزرتا ایسا نہ تھا جو مجھے سلام نہ کرتا۔

برۃؓ بنت ابی تجراۃ سے مروی ہے کہ جب اللہ نے رسولؐ اللہ کو نبوت اور کرامت سے سرفراز کرنا چاہا آپ کی یہ حالت تھی کہ قضائے حاجت کے لیے آپؐ آبادی سے اس قدر دور نکل جاتے تھے جہاں سے مکانات نظر نہ آئیں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں اور کھڈوں میں اتر جاتے وہاں جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے وہ کہتا السلام علیک یا رسولؐ اللہ! آپ آواز سن کر دائیں بائیں اور پیچھے مڑ کر دیکھتے مگر وہاں کوئی نظر نہ آتا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ دوسری قومیں آپ کی بعثت سے واقف تھیں اور ان کے علماء اس بات کو ان سے برابر کہتے چلے آئے تھے۔

زید بن عمرو کی پیشینگوئی:

عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ مجھ سے زید بن عمرو بن نفیل کہا کرتا تھا کہ میں اولاد اسماعیل میں ایک نبی کے مبعوث ہونے کا منتظر ہوں اور ان میں سے بھی عبدالمطلب کی اولاد میں۔ اپنے لیے میں نہیں سمجھتا کہ اتنا زندہ رہوں گا کہ اسے پاسکوں ایمان لاؤں اور اس کی نبوت کی شہادت دوں اور تصدیق کر سکوں' البتہ تم اگر اس وقت تک زندہ رہو اور ان کو دیکھو تو ان کو میرا اسلام کہنا تا کہ ان کے شناخت کرنے میں تم کو کوئی دشواری نہ ہو۔ میں ان کا حلیہ بتائے دیتا ہوں۔ میں نے کہا کہیے اس نے کہا وہ نہ کوتاہ قامت ہوں گے نہ دراز قامت' نہ ان کے سر کے بال بہت گھنے ہوں گے اور نہ جھترے ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی۔ مہر نبوت ان کے شانوں کے بیچ میں ہوگی۔ نام احمدؐ ہوگا۔ اسی شہر میں وہ پیدا اور مبعوث ہوں گے پھر ان کی قوم ان کو یہاں سے نکال دے گی اور ان کی تعلیم کو پسند نہ کرے گی پھر وہ یثرب کو ہجرت کر جائیں گے وہاں ان کی بات بن جائے گی۔ دیکھو تم ان کے متعلق دھوکہ میں نہ آ جانا۔ میں دین ابراہیم کی تلاش میں دنیا بھر میں پھرا ہوں۔ جس یہودی' عیسائی اور مجوسی سے میں نے دین ابراہیم کو پوچھا اس نے مجھ سے کہا کہ وہ تو تمہارے وطن میں ہے اور انھوں نے ہونے والے نبی کی وہی صفت بیان کی جو میں نے تم سے کہہ دی ہے۔ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اب صرف وہی نبی ہیں جو مبعوث ہوں گے۔

عامر بن ربیعہ اس روایت کا راوی کہتا ہے کہ جب میں اسلام لایا میں نے زید بن عمرو کا یہ قول رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا اور اس کا سلام ان کو پہنچایا آپؐ نے سلام کا جواب دیا اور اس کے لیے طلبِ رحمت کی اور فرمایا میں نے زید کو جنت میں راحت کے

ساتھ دامن کشاں دیکھا ہے۔

عرب کاہن کے ہمزاد کی پیشگوئی:

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبویؐ میں بیٹھے خطبہ دے رہے تھے ایک عرب ان کے پاس آنے کے لیے مسجد کے اندرون میں آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر کہا کہ یہ شخص یا تو شرک ترک کرنے کے بعد اب تک اس پر قائم ہے یا یہ عہد جاہلیت میں ضرور کاہن ہوگا۔ وہ عرب ان کو سلام کر کے بیٹھ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا اسلام لے آئے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! پھر پوچھا کیا عہد جاہلیت میں کاہن تھے؟ اس نے کہا سبحان اللہ! آپ نے تو مجھ سے ایسے سوالات کیے ہیں کہ شاید اپنے عہد ولایت سے آج تک آپ نے اپنی رعایا کے کسی فرد سے نہ کیے ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ میں اپنی خطا کی معافی چاہتا ہوں ہم سب زمانہ جاہلیت میں ان سوالات کی تلخی کے مقابلہ میں کہیں زیادہ برائی میں مبتلا تھے یعنی ہم بتوں کو پوجتے تھے' پیکروں کو گلے لگاتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے نعمت اسلام سے ہمیں معزز فرمایا۔ اس عرب نے کہا آپ بجا فرماتے ہیں۔ میں بے شک عہد جاہلیت میں کاہن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے ہمزاد نے جو بات سب سے تعجب انگیز تم سے کہی ہو وہ بیان کرو۔ اس نے کہا ظہورِ اسلام سے ایک ماہ یا ایک سال پہلے وہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا تھا:

الم ترالی الجن و ابلا سها و اياسها من دينها و لحوتها بالقلاص و احلاسها.

''کیا تم جن کو نہیں دیکھتے کہ ان کے ہوش وحواس جاتے رہے ہیں۔ وہ اپنے دین کی طرف سے مایوس ہو گئے ہیں اور انھوں نے اپنا بوریہ بستر باندھ لیا ہے''۔

اس پر خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے اپنا یہ واقعہ بیان کیا کہ میں عہد جاہلیت میں چند قریشیوں کے ہمراہ ایک بت کے پاس تھا کسی عرب نے ایک گئوسالہ اس کی نذر کے لیے ذبح کیا تھا۔ ہم گوشت کی تقسیم کا انتظار کر رہے تھے کہ میں نے اس گئوسالہ کے پیٹ میں سے نہایت صاف آواز میں سنا یہ ظہورِ اسلام سے ایک ماہ یا ایک سال پہلے کا واقعہ ہے کہ وہ کہہ رہا ہے:

يا آل ذريح. امر نجيح. رجد يصيح.

''اے اولا د ذریح' بات بنے گی۔ ایک شخص پکار رہا ہے اور کہہ رہا ہے۔ لا الہ الا اللہ''۔

جبیر بن مطعم کی روایت:

محمد بن جبیر بن مطعم کا باپ بیان کرتا ہے کہ عہد جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے سے ایک ماہ پہلے ہم بوآنہ میں ایک بت کے پاس تھے۔ وہاں ہم نے قربانیاں کی تھیں' ان میں سے ایک کے پیٹ میں سے یہ آواز آئی' اب وحی کی چوری ختم ہوگئی ہمیں مکہ کے نبی احمد نام کی وجہ سے جو اس مقام سے یثرب کو ہجرت کرنے والا ہے اب ستاروں سے مارا جاتا ہے۔ یہ سن کر ہم دم بخود ہوگئے اور پھر رسول اللہ ﷺ ظاہر ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنو عامر کا ایک شخص رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ آپؐ مجھے مہر نبوت دکھائیں جو آپ کے شانوں کے درمیان ہے تاکہ اگر وہ کوئی مرض ہو تو میں چونکہ عرب کا سب سے بڑا طبیب ہوں اس کا علاج کر دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم چاہتے ہو تو تم کو کوئی معجزہ دکھاؤں۔ اس نے کہا آپؐ اس ثمر دار کھجور کو اپنے پاس بلائیں آپؐ نے نخلستان میں ایک ثمر دار درخت کو دیکھ کر اسے آواز دی اور وہ چرا تا ہوا آپؐ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ سے

کہا کہ اس سے کہیے کہ یہ اپنی جگہ واپس چلا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا اور وہ چلا گیا۔ اس عامری نے بنو عامر سے کہا کہ اس سے بڑا جادوگر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ وہ اخبار جو رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا پتہ دیتی ہیں اس قدر ہیں کہ ان کا احصاء مشکل ہے اس کے لیے ہم ایک کتاب ہی علیحدہ لکھیں گے اور ہم اب نزولِ وحی اور رسالت کے واقعات کو پھر بیان کرتے ہیں۔

نزولِ وحی:

سب سے پہلے کب اور کس سن میں رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اس کے متعلق جو اخبار ہم تک پہنچی ہیں ان میں سے بعض ہم بیان کر چکے ہیں اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ ابتداءً کس طرح جبرئیل علیہ السلام اپنے رب کا پیام لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اس کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتداء رویائے صادقہ سے ہوئی جو آپ کو صبح روشن کی طرح نظر آتے تھے اس کے بعد آپؐ کے دل میں عزلت اور تنہائی کی رغبت ڈالی گئی۔ چنانچہ آپؐ غارِ حرا میں جا کر کئی کئی راتیں بغیر گھر آئے مسلسل عبادت میں بسر کرنے لگے' پھر گھر آ کر اتنی مدت کے لیے جو آپ کو حرا میں بسر کرنا ہوتی آپؐ توشہ لے جاتے۔

پہلی آیت:

یہاں تک کہ دفعتاً روح القدس آپؐ کے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ! تم اللہ کے رسول ہو حضرت فرماتے ہیں کہ میں اس وقت کھڑا ہوا تھا گھٹنے کے بل بیٹھ گیا اور پھر وہاں سے خوف سے لرزہ براندام گھر بھاگ کر آیا' خدیجہؓ کے پاس آیا۔ ان سے کہا مجھے چادر اڑھاؤ مجھے چادر اڑھاؤ۔ جب یہ ہراس جاتا رہا تو پھر روح القدس میرے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ! تم اللہ کے رسول ہو۔ اب تو خوف کی وجہ سے میری یہ حالت ہوئی کہ قریب تھا کہ پہاڑ کی کسی بلند چوٹی سے کود کر میں خودکشی کر لوں مگر جب میں نے یہ قصد کیا' انھوں نے زبردستی مجھے اس بات سے روک دیا اور کہا اے محمدؐ! میں جبریل ہوں اور تم اللہ کے رسول ہو۔ پھر کہا پڑھو' میں نے کہا مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ پھر انھوں نے مجھے پکڑ کر تین مرتبہ اس زور سے دبوچا کہ میرے جسم کی طاقت سلب ہوگئی اور پھر کہا:

﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴾ ''پڑھو اس رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا ہے''۔

میں نے پڑھ دیا۔ میں خدیجہؓ کے پاس آیا اور چونکہ مجھے اپنی جان کا خوف ہو گیا تھا میں نے ان سے اپنا واقعہ بیان کیا۔ انھوں نے کہا یہ تو نہایت خوش خبری ہے اللہ مبارک کرے۔ بخدا اللہ تم کو کبھی رسوا نہ ہونے دے گا۔ بخدا تم صلہ رحمی کرتے ہو' صادق القول ہو' امین ہو' آڑے وقت لوگوں کے کام آتے ہو' مہمان نواز ہو اور مصائب وحوادث پر صبر کرتے ہو۔

ورقہ بن نوفل کی پیش گوئی:

اس کے بعد وہ مجھے ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس لے گئیں اور اس سے کہا کہ اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا' کیا گزری؟ میں نے اپنا پورا پورا واقعہ بیان کیا۔ ورقہ نے کہا یہ وہ روح القدس ہیں جو موسیٰ بن عمران علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے۔ کاش میں اس میں شرکت کر سکتا' کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب کہ تمہاری قوم تم کو خارج البلد کرے گی۔ میں نے پوچھا کیا وہ مجھے گھر سے نکال دیں گے۔ اس نے کہا ضرور کیونکہ جس کسی پر اللہ نے وہ سعادت رسالت نازل کی جو تم پر نازل ہوئی ہے لوگ ہمیشہ اس کے دشمن ہوئے ہیں کاش اور اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو ضرور تمہاری پوری مدد کروں گا۔ پھر ''اقراء'' کے بعد سب سے پہلے قرآن کا یہ حصہ مجھ پر نازل ہوا:

﴿ نٓ❶ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ. مَا اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ وَّ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ وَّ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ فَسَتُبْصِرُ وَ يُبْصِرُوْنَ اور❷ يَاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ اور❸ وَالضُّحٰى وَ اللَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ایک دوسرے سلسلہ رواۃ سے نقل ہوئی ہے مگر اس میں حدیث کا وہ آخری حصہ کہ ''پھر مجھ پر قرآن کا یہ حصہ نازل ہوا''۔ آخر حدیث تک منقول نہیں ہوا ہے۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ جبریلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا پڑھ۔ آپؐ نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو دبوچا اور پھر کہا پڑھو آپؐ نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ دوبارہ جبرئیلؑ نے حضرت کو دبوچا اور کہا پڑھو آپؐ نے کہا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ پھر جبرئیلؑ نے آپ کو دبوچا اور کہا پڑھو آپؐ نے کہا کیا پڑھوں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِكَ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ❹ یہاں تک کہ وہ اس آیت پر پہنچ گئے: علم الانسان مالم یعلم❺ رسول اللہ ﷺ سیدھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا کہ ضرور میری موت کا وقت اب آ گیا ہے۔ انھوں نے کہا تمہارا رب ہرگز تمہارے ساتھ ایسا کرنے کا نہیں، تم نے کبھی کوئی بری بات نہیں کی ہے۔ وہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں ان کو یہ واقعہ سنایا اس نے کہا اگر تم اپنے بیان میں سچی ہو تو بلاشبہ تمہارے شوہر نبی ہیں، ان کو اپنی قوم سے تکلیف پہنچے گی۔ اگر میں نے ان کا زمانہ نبوت پایا تو میں ضرور ان پر ایمان لے آؤں گا۔ اس واقعہ کے بعد ایک طویل مدت تک حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے رب نے تم سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی: ''وَالضُّحٰى وَ اللَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى''۔

عبید بن عمیر کی روایات:

وہب بن کیسان آل زبیر کے مولیٰ راوی ہیں کہ میں عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ انھوں نے عبید بن عمیر بن قتادہ اللیثی سے کہا عبید ہم سے بیان کرو کہ ابتداءً جبرئیلؑ کس طرح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نبوت لے کر آئے۔ عبید نے میری موجودگی میں عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ اور تمام حاضرین مجلس کو سنانے کے لیے اس طرح بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال ایک ماہ غار حرا میں جا کر بسر کرتے تھے۔ قریش زمانہ جاہلیت میں اسی طرح عبادت کے لیے عزلت گزین ہوتے تھے۔ جس مہینے آپؐ غار حرا میں جا کر ریاضت کرتے تھے وہاں جو مساکین آتے آپؐ ان کو کھانا کھلاتے اور مہینہ پورا کر کے جب واپس آتے تو قبل اس

---

❶ ن قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں، تم اپنے رب کی نعمت کے بارے میں دھوکا میں نہیں ہو اور تم کو بغیر احسان مند ہوئے بڑا اجر ملے گا اور بلاشبہ تم بڑے ہی اخلاق رکھتے ہو، تو عنقریب تم بھی دیکھ لو گے، اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔

❷ اے چادر اوڑھنے والے! کھڑا ہو اور ڈرا۔

❸ قسم ہے وقت چاشت اور رات کی جب کہ وہ پوری طرح طاری ہو جائے۔

❹ اپنے اس رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا ہے پڑھو، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔

❺ جس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

کے کہ اپنے گھر آ ئیں آپ کعبہ آ کر اس کا سات مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ طواف کرتے اور پھر اپنے گھر آتے۔ اسی طرح جب آپؐ کی بعثت کے سال کا وہ رمضان کا مہینہ آیا جس میں اللہ نے آپ کو کرامت نبوت عطا کی' آپؐ حسب عادت عزلت گزینی کے لیے غارِ حرا تشریف لے گئے۔ اس موقع پر آپؐ کے متعلقین بھی ہمراہ تھے۔ جب وہ مبارک رات آئی جس میں اللہ نے اپنا پیام آپؐ کو بھیج کر آپ کی عزت افزائی کی اور اس طرح اپنے تمام بندوں پر رحم فرمایا۔ اللہ کے حکم سے جبرئیل آپؐ کے پاس آئے اس کے متعلق خود رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں سو رہا تھا کہ جبرئیل میرے پاس دیبا کا ایک پارچہ جس پر تحریر تھی لائے اور کہا پڑھو۔ میں نے کہا مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ انھوں نے مجھے اس طرح دبوچا کہ میں سمجھا میری موت آ گئی اب انھوں نے مجھے چھوڑا اور کہا پڑھو میں نے کہا کیا پڑھوں؟ اور یہ بھی میں نے ان سے جان چھڑانے کے لیے کہا تھا کہ پھر وہ مجھے نہ دبوچیں۔ انھوں نے کہا پڑھو: اِقْــرَاْ بِاسْمِكَ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ. سے اللہ کے قول: عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ. تک اتنا میں نے پڑھ دیا جبرئیلؑ اس پر ٹھہر گئے اور چلے گئے۔

خودکشی کا ارادہ:

میں خواب سے بیدار ہوا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے قلب پر نوشتہ ثبت ہو گیا ہے میں شاعر اور آسیب زدہ کو دنیا میں سب سے زیادہ برا سمجھتا تھا اور ان کو دیکھنے تک کا روادار نہ تھا۔ میں نے دل میں کہا میرا نفس ضرور شاعر یا آسیب زدہ ہے مگر میں اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ قریش میرے متعلق اس کا چرچا کریں۔ میں پہاڑ کی کسی بلند چوٹی پر چڑھ کر وہاں سے خودکشی کیے لیتا ہوں تا کہ اس رسوائی کے خیال سے اطمینان ہو۔ چنانچہ میں اس ارادے سے چلا پہاڑ کے وسط تک پہنچا تھا کہ میں نے آسمان سے یہ آواز آتے سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے' اے محمدؐ! تم اللہ کے رسول ہو اور میں جبرئیلؑ ہوں۔ میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا مجھے جبرئیلؑ انسان کی شکل میں نظر آئے' ان کے دونوں قدم آسمان کے افق تک پھیلے ہوئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے اے محمدؐ! تم اللہ کے رسول ہو اور میں جبرئیلؑ ہوں۔ میں ان کو دیکھنے کے لیے ٹھہر گیا اس منظر نے مجھے میرے ارادے سے اپنی طرف ایسا مشغول کیا کہ میں بغیر آگے بڑھے یا پیچھے ہٹے اسی جگہ ٹھہر گیا اور جبرئیلؑ سے نظر ہٹا کر آسمان کے کناروں کو دیکھنے لگا مگر جدھر میری نظر جاتی تھی وہی سامنے تھے۔ میں دیر تک بغیر آگے بڑھے اور پیچھے ہٹے اسی جگہ کھڑا رہا۔

حضرت محمد ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا:

خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے آدمی میری تلاش میں دوڑائے وہ تمام مکہ میں مجھے تلاش کر کے ان کے پاس آ گئے۔ میں اب تک اسی جگہ کھڑا ہوا تھا۔ اب کہیں جبرئیلؑ میرے سامنے سے ہٹے اور میں بھی اپنے متعلقین کے پاس پلٹ کر آیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر اس کی ران سے بالکل چمٹ کر بیٹھا۔ اس نے پوچھا ابوالقاسم کہاں تھے میں نے تو تمہاری تلاش میں اپنے آدمی بھیجے تھے اور وہ مکہ تک ہو آئے مگر تمہارا پتہ نہ لگا۔ میں نے اس سے کہا میں ضرور شاعر ہوں یا آسیب زدہ۔ خدیجہؓ نے کہا ابوالقاسم اللہ تم کو اس سے بچاتا رہے۔ میں جانتی ہوں کہ اللہ کبھی تمہارے ساتھ ایسا نہیں کرے گا وہ خوب تمہاری راست بازی' دیانت' حسن اخلاق اور صلہ رحمی سے واقف ہے۔ ہوا کیا کہو شاید تم کو کچھ نظر آیا ہے۔ میں نے کہا ہاں اور پھر اپنا مشاہدہ بیان کیا۔ خدیجہؓ نے کہا اے میرے چچیرے بھائی تم کو بشارت ہو' تم بالکل مطمئن رہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں خدیجہ کی جان ہے مجھے توقع ہے کہ تم اس امت کے نبی ہو گئے یہ کہہ کر وہ کھڑی ہوئیں انھوں نے اپنے جسم پر اپنے کپڑے درست کیے اور ورقہ بن نوفل بن اسد اپنے چچازاد بھائی کے پاس گئیں یہ

ورقہ نصرانی ہو گیا تھا اور اس نے ان کی مذہبی کتابیں پڑھی تھیں اور تورات اور انجیل کے عالموں سے ان کے مضامین سنے تھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس سے رسول اللہ ﷺ کا مشاہدہ بیان کیا۔ ورقہ نے کہا قدوس' قدوس' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' خدیجہؓ! اگر تم سچ کہہ رہی ہو تو ضرور ناموس الاکبر یعنی حضرت جبرئیل جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے تھے محمد ﷺ کے پاس آئے ہیں اور وہ اس امت کے نبی ہیں۔ تم ان سے جا کر کہہ دو کہ وہ بالکل مطمئن رہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر ورقہ کا قول بیان کیا اس سے آپ کو اس پریشانی سے جو آپ کو لاحق تھی ذرا تسکین ہوئی۔ جب رسول اللہؐ اپنا عزلت گزینی کا زمانہ پورا کر کے حرا سے مکہ پلٹے تو پہلے کعبہ آئے اور اس کا طواف کیا۔ اس طواف کی حالت میں ورقہ بن نوفل سے آپ کی ملاقات ہوگئی۔ اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! جو تم نے دیکھا یا سنا ہے مجھ سے بیان کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا مشاہدہ اس کو سنایا ورقہ نے آپؐ سے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس امت کے نبی ہو اور تمہارے پاس وہی ناموس الاکبر آیا ہے جو موسیٰ کے پاس آیا تھا' تم کو ضرور جھٹلایا جائے گا خارج البلد کیا جائے گا اور تم سے جنگ کی جائے گی۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو بخدا ان کی ایسی مدد کروں گا۔ جس سے وہ خود واقف ہیں۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا سر اپنے قریب کر کے اس کے اوپر بوسہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے مکان میں تشریف لے آئے۔ ورقہ کے قول سے آپ کے اطمینان میں زیادتی ہوئی اور جو پریشانی آپ کو تھی اس میں ذرا کمی ہوئی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اطمینان قلب کے لیے کہا کہ اے میرے چچیرے بھائی اللہ نے اپنی نبوت سے آپ کو سرفراز فرمایا ہے۔ کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ جب فرشتہ تمہارے پاس آئے تو اس کی اطلاع مجھے کر دو انھوں نے فرمایا اچھا!۔ میں نے کہا اب جب وہ آئے آپؐ مجھے ضرور خبر کریں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حسب دستور جبرئیلؑ رسول اللہؐ کے پاس آئے انھوں نے مجھ سے کہا خدیجہؓ وہ آ گئے ہیں۔ میں نے کہا اچھا تو آپؐ ذرا میری بائیں ران پر بیٹھ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے اٹھ کر میری بائیں ران پر آ بیٹھے۔ میں نے کہا اب بھی آپؐ ان کو دیکھتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا ہاں! میں نے کہا اب آپ میری داہنی ران پر آ بیٹھیں۔ رسول اللہ ﷺ بائیں ران سے اٹھ کر داہنی پر بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا اب بھی وہ آپ کو نظر آتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا ہاں میں نے کہا اب آپؐ میری گود میں آ بیٹھیں۔ رسول اللہ ﷺ میری گود میں بیٹھ گئے۔ میں نے کہا اب بھی وہ نظر آتے ہیں انھوں نے کہا ہاں! اب میں نے سر سے دوپٹہ اتار کر الگ رکھ دیا' رسول اللہ ﷺ اسی طرح میری گود میں تشریف رکھتے تھے۔ اب میں نے پوچھا کیا اب بھی وہ نظر آ رہے ہیں۔ انھوں نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا اے میرے چچیرے بھائی تم کو بشارت ہو تم بالکل مطمئن رہو بخدا یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہو سکتا۔

یہ حدیث جب عبداللہ بن الحسن سے بیان کی گئی تو اس نے کہا کہ میں نے اپنی ماں فاطمہ بنت الحسین سے اس حدیث کو خدیجہؓ سے نقل کرتے ہوئے سنا ہے مگر میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے کرتے کے دامن میں لے لیا۔ اس وقت جبرئیلؑ غائب ہو گئے۔ تب خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یہ یقینی فرشتے ہیں ہرگز شیطان نہیں۔

قرآن کا جزو اوّل:

ابن ابی کثیر کہتا ہے کہ میں نے ابوسلمہ سے پوچھا کہ سب سے پہلے قرآن کا کون سا جزو نازل ہوا ہے؟ اس نے کہا یَـٰٓأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ. میں نے کہا لوگ تو کہتے ہیں سب سے پہلے اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ نازل ہوا ہے۔ اس نے کہا میں نے جابر بن عبداللہؓ سے

پوچھا تھا کہ سب سے پہلے قرآن کا کون سا حصہ نازل ہوا ہے۔ اس نے کہا یَاأَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ میں نے کہا نہیں کہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ سب سے پہلے نازل ہوا ہے' جابرؓ نے کہا میں تم سے صرف وہی کہوں گا جو خود رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں حرا میں عزلت گزین تھا۔ مدت ختم کر کے جب میں وہاں سے اتر کر وادی میں آیا مجھے ندا آئی۔ میں نے اپنے چاروں طرف نظر کی مگر مجھے کچھ نظر نہیں آیا۔ میں نے سر کے اوپر نظر کی تو معلوم ہوا کہ وہ آسمان اور زمین کے درمیان عرش پر متمکن ہے میں اس سے ڈر گیا۔ میں نے خدیجہؓ سے جا کر کہا مجھے لحاف اڑھاؤ۔ لوگوں نے مجھے لحاف اڑھایا اور میرے سر پر پانی ڈالا۔ اس وقت مجھ پر یہ آیت یَاأَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ نازل فرمائی گئی۔

ہشام بن محمد سے مروی ہے کہ سب سے پہلے سنیچر اور اتوار کی شب میں جبرئیلؑ رسول اللہ کے پاس آئے اس کے بعد پھر دوشنبہ کے دن وہ عزوجل کا پیام لے کر آپ کی خدمت میں آئے' وضو سکھایا نماز سکھائی اور اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ پڑھایا۔ اس دوشنبہ کو جب وحی آپؐ کے پاس آئی ہے آپؐ پورے چالیس سال کے ہوئے تھے۔

شق قلب کا واقعہ:

ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ پوری طرح علم اور یقین ہونے تک پہلے پہل آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپؐ نبی ہیں۔ فرمایا ابوذرؓ میں بطحائے مکہ میں کسی جگہ تھا دو فرشتے میرے پاس آئے ایک زمین پر اتر گیا اور دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہرا رہا۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا یہ وہی ہیں۔ اس نے کہا ہاں یہ ہی ہیں۔ اس نے کہا اچھا تو ان کو ایک آدمی سے وزن کرو مجھے ایک شخص کے مقابلہ میں تولا گیا میں اس سے گراں باز نکلا پھر ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ ان کو دس آدمیوں سے تولو' مجھے دس سے تولا گیا میں ان پر بھی بھاری ہوا۔ پھر اس نے کہا سو سے تولو۔ مجھے سو سے تولا گیا۔ میں ان سے بھی جھکتا ہوا رہا۔ پھر اس نے کہا ہزار سے تولو مجھے ہزار سے تولا گیا۔ میں ان سے بھی گراں بار نکلا۔ اب وہ فرشتے ترازو کے دوسرے پلڑے پر میرے مقابلہ میں وزن بڑھاتے رہے' آخر تنگ آ کر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تم ان کو ان کی تمام امت کے مقابل میں بھی رکھ کر تولو گے تو انھیں کا وزن زیادہ ہوگا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کا پیٹ چاک کر دو۔ اس نے میرا پیٹ چاک کیا۔ دوسرے نے کہا ان کا قلب نکالو یا یہ کہا کہ قلب شق کرو۔ اس نے میرا قلب چیر کر اس میں سے محل خطرات شیطانی اور خون کے لوتھڑے کو نکال کر پھینک دیا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کے پیٹ کو اس طرح دھوڈالو جس طرح برتن دھویا جاتا ہے اور ان کے قلب کو بھی اسی طرح دھوڈالو یا یہ کہا کہ ان کے قلب کو اس طرح دھوڈالو جس طرح کپڑا دھویا جاتا ہے۔ پھر اس نے ایک چھری طلب کی جو سفید بلی کے چہرے کے مشابہ تھی' وہ میرے قلب میں داخل کی گئی۔ پھر ایک فرشتے نے دوسرے اپنے ساتھی سے کہا کہ ان کے پیٹ پر نشان کر دو۔ ان دونوں نے میرے پیٹ پر نشان ڈال دیے اور مہر کو میرے دونوں شانوں کے درمیان کر دیا۔ اس کے بعد ہی وہ میرے سامنے سے چلے گئے یہ واقعہ مجھے اس طرح یاد ہے کہ گویا اب میری نظروں کے سامنے ہے۔

التوائے وحی کا واقعہ:

زہری سے مروی ہے کہ جب ایک عرصہ تک رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل نہیں ہوئی آپ بہت ہی محزون ہوئے۔ آپؐ پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھتے تھے کہ خودکشی کر لیں۔ اس نیت سے جب کبھی آپؐ چوٹی پر پہنچتے' جبرئیلؑ نمودار ہو کر کہتے آپؐ اللہ کے نبی ہیں' اس سے آپ کو اطمینان ہو جاتا۔ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن اسی ارادے سے چلا جا رہا تھا

کہ میں نے اس فرشتے کو جوحرا میں میرے پاس آتا تھا دیکھا کہ وہ آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر متمکن ہے اسے دیکھ کر میں خوف کی وجہ سے ٹھہر گیا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آ گیا۔ میں نے کہا مجھے چادر اڑھاؤ۔ چنانچہ دلائی اڑھا دی گئی۔ تب اللہ نے یہ سورۃ نازل فرمائی یا ایُّھا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَانْذِرْ. وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ زہری کہتا ہے مگر سب سے پہلے اقراء باسم ربك الَّذِیْ خَلَقَ. مَالَمْ يَعْلَمْ تک آپؐ پر نازل ہوئی۔

جابر بن عبداللہ کی روایت:

جابر بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے التوائے وحی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن میں چلا جا رہا تھا۔ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ فرشتہ جوحرا میں میرے پاس آیا کرتا تھا آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر متمکن نظر آیا۔ میں اس سے سہم گیا اور گھر آ کر میں نے کہا مجھے لحاف اڑھاؤ۔ گھر والوں نے لحاف اڑھا دیا۔ تب اللہ عزوجل نے یہ سورہ یَآایُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَانْذِرْ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ سے اپنے قول وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ تک نازل فرمائی۔ پھر متواتر وحی آنے لگی۔

پہلی مسلمان خاتون:

پھر جب اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو اپنے رب کے اس انکار کی وجہ سے جس میں وہ عرصہ سے مبتلا چلے آتے تھے اور اپنے خالق اور رازق کی عبادت چھوڑ کر دوسرے معبودوں اور بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ اللہ کے عذاب سے ڈرانے اور متنبہ کرنے کے لیے کھڑے ہوں اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار واعلان کریں۔ اللہ نے فرمایا وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ یہاں نعمت سے مراد ابن اسحٰق کے قول کے مطابق کرامت اور فضیلت نبوت ہے فحدث کے معنی یہ ہیں کہ اس کو بیان کرو اور اس کی دعوت دو۔ اس حکم کے مطابق اب آپؐ خفیہ طور پر صرف ان گھر والوں سے جن کے متعلق آپ کو اطمینان تھا اس احسان و انعام کا جو اللہ نے آپؐ پر اور آپ کے ذریعہ اپنے بندوں پر آپ کو نبوت دے کر کیا تھا ذکر کرنے لگے۔ اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلے آپ کی بیوی خدیجہؓ نے آپ کی تصدیق کی وہ آپؐ پر ایمان لائیں اور ساتھ ہوگئیں۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس بات پر تمام ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلی مسلمہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد تھیں۔

نماز:

ابو جعفر کہتا ہے کہ اللہ کی وحدانیت کے اقرار اور بتوں تماثیل اور مماثیل سے قطعی اظہار بےتعلقی کے بعد اللہ عزوجل نے قوانین اسلام میں سب سے پہلے نماز کو فرض کیا۔

جس وقت رسول اللہ ﷺ پر نماز فرض کی گئی جبرئیلؑ آپؐ کے پاس آئے اس وقت آپؐ مکہ اعلیٰ میں تھے وہ اشارے سے آپ کو وادی کی ایک سمت میں لے گئے اس سے ایک چشمہ جاری ہوا۔ حضرت جبرئیلؑ نے وضو کیا تاکہ وہ بتا دیں کہ نماز کے لیے اس طرح طہارت کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھتے رہے۔ ان کے بعد ان کی طرح رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھائی آپؐ نے اقتدا کی جبرئیلؑ چلے گئے۔ آپؐ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ گئے اور جس طرح آپؐ نے حضرت جبرئیل کو وضو کرتے دیکھا تھا اسی طرح آپؐ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتانے کے لیے کہ نماز کے لیے طہارت اس طرح ہوتی ہے ان کے سامنے وضو کیا۔ اس کے بعد جس طرح جبرئیل نے آپ کو نماز پڑھائی تھی آپؐ نے خدیجہؓ کے ساتھ نماز پڑھی اور انھوں نے آپ کی اقتدا کی۔

معراج:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کو نبوت ملی آپؐ کے پاس دو فرشتے جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام آئے۔ آپؐ کعبہ کے گرد سویا کرتے تھے' قریش بھی کعبہ کے گرد سویا کرتے تھے' انھوں نے کہا کہ ان میں سے ہم کو کس کے متعلق حکم ہوا ہے پھر خود ہی دونوں نے کہا ہمیں ان کے سب سے زیادہ شریف کے متعلق حکم ہے۔ اب وہ چلے گئے اور پھر قبلہ کی جانب سے آئے' یہ تین تھے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سوتا ہوا پایا' انھوں نے آپؐ کو چت کر کے آپ کا پیٹ چاک کیا پھر زمزم سے پانی لا کر آپؐ کے پیٹ میں جس قدر شک' شرک' جاہلیہ یا ضلالت کا میل کچیل تھا اسے دھو ڈالا۔ اس کے بعد وہ ایک سونے کا طشت لے کر آئے جو ایمان اور حکمت سے مملوء تھا۔ آپ کے پیٹ اور اندرون کو ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا پھر وہ آپ کو اس سماء الدنیا پر لے کر چڑھ گئے۔ جبریلؑ نے دروازہ کھلوایا' اہل سماء نے پوچھا کون ہے انھوں نے کہا جبرئیلؑ۔ پھر آسمان والوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے انھوں نے کہا محمدؐ ہیں۔ اہل سماء نے پوچھا کیا وہ مبعوث ہو چکے۔ جبرئیلؑ نے کہا ہاں تب اہل سماء نے ان کو خوش آمدید کہا' اپنے ساتھ ان کے لیے بھی دعا کی۔

انبیاء کرام سے ملاقات:

جب آپؐ آسمان میں داخل ہوئے وہاں آپ کو ایک بڑے شاندار اور تنومند شخص نظر آئے آپؐ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ آپؐ کے دادا آدم ہیں۔ اس کے بعد آپ کو دوسرے آسمان پر لائے' جبرئیل نے دروازہ کھلوایا' یہاں بھی ان سے وہی سوالات کیے گئے جو پہلے آسمان پر ہو چکے تھے جبرئیل نے بھی اسی طرح کے جوابات دیے (یہ سوال و جواب تمام آسمانوں پر ہوتے چلے گئے) جب آپؐ دوسرے آسمان میں داخل ہوئے یہاں آپ کی دو صاحبوں سے ملاقات ہوئی آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ آپؐ کے ننھیالی بھائی ہیں۔ یہاں سے آپؐ تیسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں داخل ہوتے ہی ایک صاحب سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ آپؐ کے بھائی یوسفؑ ہیں جن کو اللہ نے حسن میں تمام لوگوں پر اسی طرح فضیلت دی ہے جس طرح کہ ماہ کامل کو دوسرے تاروں پر فوقیت ہے۔ اب آپؐ چوتھے آسمان پر آئے۔ یہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ ادریسؑ ہیں اور پھر جبرئیل علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت کی ورفعناہ مکاناً علیاً (اور ہم نے اس کو (ادریس کو) بلند مکان پر پہنچایا) یہاں سے آپؐ پانچویں آسمان پر تشریف لائے ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ ہارون ہیں۔ آپؐ چھٹے آسمان پر آئے یہاں ایک صاحب ملے آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ آپؐ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ:

اس کے بعد آپؐ جنت کو تشریف لے گئے وہاں ایک ایسی نہر ملی جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ اس کے دونوں طرف موتیوں کے محل تھے آپؐ نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا یہی وہ کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا ہے اور یہ محل آپ کی قیام گاہ ہے۔ جبرئیلؑ نے وہاں سے ایک مٹھی مٹی اٹھا کر آپ کو دکھائی جس میں سے خالص مشک کی خوشبو آ رہی تھی' یہاں سے وہ سدرۃ المنتہیٰ چلے یہ وہ گلاب بیری ہے جس کا بڑا پھل بڑے ڈول کے برابر ہوتا ہے اور جس کا سب

سے چھوٹا دانہ انڈے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں اللہ عزوجل آپؐ کے قریب ہو گئے اور ان میں دو کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس قدر قریب آنے کی وجہ سے سدرۃ پر رنگارنگ کے دُرِشہوار، یاقوت زبرجد اور موتیوں کی بارش ہونے لگی۔ یہاں اللہ نے اپنے رسولؐ سے باتیں کیں، تفہیم کی تعلیم دی اور پچاس نمازیں فرض کیں۔ واپسی پر جب آپؐ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انھوں نے پوچھا اللہ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا...... آپؐ نے کہا پچاس نمازیں۔ موسیٰ نے کہا اپنے رب کے پاس واپس جاؤ اور اس میں کمی کراؤ کیونکہ تمہاری امت بہت ضعیف القویٰ ہے اور کم عمر ہے اس سے اس کی بجا آوری دشوار ہو گی، خود مجھے بنی اسرائیل پہ یہ تکالیف اٹھانا پڑیں۔ آپ ان کے مشورہ کے مطابق پھر اللہ کی جناب میں حاضر ہوئے اللہ نے دس نمازیں معاف کر دیں۔ آپؐ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے۔ انھوں نے کہا پھر جاؤ اور کمی کراؤ۔ غرضیکہ اسی طرح بار بار عرض کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے بجائے پچاس پانچ نمازیں فرض رکھیں۔ اس پر بھی حضرت موسیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ پھر واپس جاؤ اور اس میں بھی کمی کراؤ۔ مگر آپؐ نے فرمایا بغیر آپ کی بات کی خلاف ورزی کیے میں تو اب نہیں جاتا، غیب سے یہی رسول اللہ ﷺ کے دل میں القا ہوا کہ وہ واپس نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری بات بدلی نہیں جاسکتی۔ میرے حکم اور فرض کو کوئی رد نہیں کرسکتا اور میری امت سے یہ نماز کی کمی عشر کی وجہ سے کی گئی ہے۔

انسؓ کہتے ہیں کہ ایسی خوشگوار خوشبو جیسی کہ رسول اللہ ﷺ کی جلد سے آتی تھی میں نے کبھی نہیں سونگھی۔ کسی دولہن کے جسم سے بھی ایسی خوشبو نہیں آتی۔ میں نے اپنی جلد کو رسول اللہ ﷺ کی جلد سے ملایا ہے اور ان کے جلد کی خوشبو سونگھی ہے۔

پہلے مسلمان مرد:

اب اس بارے میں اختلاف بیان ہے کہ خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے کون آپؐ کی نبوت کی تصدیق کر کے آپؐ پر ایمان لایا اور اس نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس کے متعلق بعض راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں علی بن ابی طالبؓ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کر کے ان پر ایمان لائے اور ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

اختلاف:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دوشنبہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ میں نے نخعی سے یہ بات کہی تو اس نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے اول اسلام لائے ہیں۔ زید بن ارقم سے دوسرے سلسلہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے علی بن ابی طالب رسول اللہؐ کے ہمراہ اسلام لائے ہیں۔ اسی راوی سے دوسری روایت یہ ہے کہ سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق روایات:

عباد اللہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے خود علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس کے رسولؐ کا بھائی ہوں اور صدیق الاکبرؓ ہوں۔ میرے بعد جو اس قسم کا ادعا کرے گا وہ جھوٹا اور مفتری ہو گا۔ میں نے دوسرے لوگوں سے سات سال قبل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

عفیف کی روایت:

عفیف سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک مرتبہ میں مکہ آیا اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان ہوا۔ جب

آفتاب طلوع ہوکر آسمان پر پھیل گیا میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا' ایک جوان شخص وہاں آیا' اس نے آسمان کو دیکھا' پھر کعبہ کی سمت بڑھ کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا' فوراً ہی ایک لڑکا اس کی داہنی سمت آ کر اسی طرح کھڑا ہوا' اس کے بعد ہی ایک عورت آ کر ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ اس جوان نے رکوع کیا۔ اس کے ساتھ لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ جوان نے سر اٹھایا' ان دونوں نے بھی سر اٹھایا' پھر وہ سجدے میں گیا' وہ دونوں بھی سجدے میں گئے۔ میں نے عباسؓ سے کہا کہ یہ تو بڑی اہم بات ہے کہ ایسا ہو رہا ہے انھوں نے کہا بے شک جانتے ہو یہ کون ہے میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا یہ محمدؐ بن عبداللہ بن المطلب میرا بھتیجا ہے۔ جانتے ہو اس کے ساتھ کون ہے؟ میں نے کہا نہیں جانتا۔ انھوں نے کہا یہ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے اور اس عورت کو جانتے ہو جو دونوں کے پیچھے کھڑی ہے میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا یہ خدیجہؓ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بیوی ہے اور اس نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمان کا رب ہے اور اس بات کا جس کو کرتے ہوئے تم ان کو دیکھ رہے ہو ان کو اسی نے حکم دیا ہے اور خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ تمام روئے زمین پر اس مسلک پر ان تینوں کے علاوہ اور بھی کوئی ہے۔

یہی راوی دوسرے سلسلہ سے بیان کرتا ہے کہ میں تجارت کرتا تھا' حج کے موسم میں مکہ آیا اور عباسؓ کے پاس آیا' ہم ان کے پاس تھے کہ ایک شخص نماز کے لیے برآمد ہوا۔ وہ کعبہ کے سامنے کھڑا ہوا' اس کے بعد ایک عورت نکلی اور اس کے ساتھ کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی' پھر ایک لڑکا آیا اور وہ بھی کھڑے ہو کر اس کے ساتھ نماز پڑھنے لگا۔ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ کیا مذہب ہے میں تو اس سے ناواقف ہوں۔ انھوں نے کہا یہ محمد بن عبداللہ ہے۔ یہ مدعی ہے کہ اللہ نے اس مذہب کے ساتھ اسے دنیا میں ارسال کیا ہے اور عنقریب کسریٰ اور قیصر کے خزانے اس پر وا ہو جائیں گے۔ یہ عورت اس کی بیوی خدیجہؓ بنت خویلد ہے جو اس پر ایمان لے آئی ہے۔ راوی نے کہا کاش میں بھی اسی دن ایمان لے آیا ہوتا تو ایمان لانے والوں میں تیسرا ہوتا۔

حضرت محمد ﷺ و علی رضی اللہ عنہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نماز:

یہی راوی دوسرے سلسلہ سے بیان کرتا ہے کہ عباسؓ بن عبدالمطلب میرے دوست تھے یہ یمن سے عطر خرید کر لاتے اور موسم حج میں اسے بیچتے۔ ہم ان کے پاس منیٰ میں تھے' ایک شخص اطمینان کے ساتھ ان کے پاس آیا' اس نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا ایک عورت آئی وہ بھی وضو کر کے اس کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی۔ پھر ایک لڑکا جو قریب البلوغ تھا آیا اور وضو کر کے اس کے پہلو میں نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ میں نے عباسؓ سے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ انھوں نے کہا یہ میرا بھتیجا محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے یہ مدعی ہے کہ اللہ نے اسے رسولؐ بنا کر بھیجا ہے اور دوسرا میرا بھتیجا علیؓ بن ابی طالب ہے۔ یہ اس کے دین میں اس کا پیرو ہو گیا ہے اور یہ عورت اس کی بیوی خدیجہؓ بنت خویلد ہے یہ بھی اس کی پیرو ہو گئی ہے۔

اس حدیث کے راوی عفیف نے اس کے بعد کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اور اسلام اس کے قلب میں راسخ ہو چکا تھا کہا کاش میں چوتھا ہوتا۔

مردوں میں سب سے پہلے علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے' ان کے ساتھ نماز پڑھی اور ان کی رسالت کی تصدیق کی۔ اس وقت ان کی عمر دس سال تھی۔ اس کے علاوہ اللہ کا ان پر یہ انعام بھی تھا کہ وہ اسلام سے پہلے بھی رسول اللہ ﷺ کے آغوش تربیت میں تھے۔

مجاہد بن جبیر کی روایت:

ابوالحجاج مجاہد بن جبیر سے روایت ہے کہ علیؓ بن ابی طالب کو اللہ نے یہ نعمت اور شرف عطا کیا کہ ایک مرتبہ قریش سخت قحط میں

مبتلا ہو گئے۔ ابو طالب کثیر عیال والے تھے' رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ سے جو بنو ہاشم میں سب سے زیادہ خوش حال تھے کہا۔ آپ کا بھائی ابو طالب کثیر العیال ہے۔ اس قحط سے لوگوں کی جو حالت ہے وہ تم پر روشن ہے' تم میرے ساتھ چلو تا کہ ہم اس کے عیال میں کمی کر دیں۔ اس کے بیٹوں میں سے ایک کو میں لیے لیتا ہوں' ایک تم لے لو' ان دو کی ذمہ داری سے وہ سبکدوش ہو جائیں گے۔ عباسؓ نے کہا اچھا۔ دونوں ابو طالب کے پاس آئے اور کہا ہم چاہتے ہیں کہ سستا سماں ہونے تک تمہارے عیال میں سے کچھ اپنے ساتھ لے جائیں۔ ابو طالب نے کہا اگر عقیل کو تم میرے پاس رہنے دو تو تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کر لیا اور عباس رضی اللہ عنہ نے جعفر کو لے لیا۔ رسول اللہ ﷺ کے نبی مبعوث ہونے تک علی رضی اللہ عنہ برابر آپؐ کے ساتھ رہے رسالت کے بعد علیؓ نے آپ کا ساتھ دیا' آپؐ کی تصدیق کی اور ایمان لے آئے۔ جعفرؓ بدستور عباسؓ کے پاس رہے' یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئے اور جعفرؓ ان سے بے نیاز ہو گئے۔

حضرت محمد ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ:

بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ ابتدا میں رسول اللہ ﷺ کا یہ دستور تھا کہ جب نماز کا وقت آتا آپؐ اپنے چچا ابو طالب دوسرے چچا اور تمام قوم سے چھپ کر مکہ کی گھاٹیوں میں چلے جاتے۔ علیؓ بن ابی آپؐ کے ساتھ ہوتے' وہاں وہ دونوں نماز پڑھتے اور شام کو پلٹ آتے۔ ایک عرصہ تک یہ دستور رہا' پھر ایک مرتبہ اتفاقیہ طور پر ابو طالب نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اے میرے بھتیجے یہ کیا مذہب ہے جس پر میں تم کو عامل دیکھ رہا ہوں؟ انھوں نے فرمایا چچا جان یہ اللہ' اس کے ملائکہ' انبیاء اور ہمارے دادا ابراہیم علیہ السلام کا مذہب ہے یا آپؐ نے فرمایا مجھے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے آپ اس بات کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کہ میں آپ کے ساتھ خیر خواہی کروں اور ہدایت کی طرف دعوت دوں اور آپؐ پر بھی میرا یہ حق ہے کہ آپ میری دعوت قبول کریں اور اس بارے میں میری اعانت کریں۔ ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجے! یہ تو مجھ سے ممکن نہیں کہ اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے مذہب اور طریقہ کو ترک کر دوں ہاں البتہ اس کا وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں تم کو کوئی گزند نہ پہنچنے دوں گا۔ اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو طالب نے اپنے بیٹے علیؓ سے کہا یہ کیا دین ہے جس پر تم عمل پیرا ہو انھوں نے کہا ابا جان میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا یا ہوں' میں نے ان کی نبوت کی تصدیق کی ہے' ان کے ساتھ اللہ کی نماز پڑھی ہے۔ اس پر ابو طالب نے کہا۔ بہر حال محمدؐ تم کو سوائے خیر کے اور بات کی دعوت نہ دیں گے' تم ان کے ساتھ رہو۔

مجاہد کی روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی عمر دس سال تھی جب وہ اسلام لائے۔ واقدی کہتا ہے کہ ہمارے دوستوں کا اس پر اتفاق ہے کہ نبوت کے ایک سال کے بعد علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور وہ بارہ سال مکہ میں ہجرت سے پہلے مقیم رہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق روایات:

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں سب سے پہلے ابو بکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے ہیں۔ ان کے اقوال ذیل میں درج ہیں:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا سب سے پہلا مسلمان کون ہے؟ انھوں نے کہا کیا تم حسان بن ثابت کے اس قول سے واقف نہیں ہو۔

اذا تذكرت شجوًا من اخى ثقةٍ فاذكر اخاك ابابكر بما فعلا

ترجمہ: ''جب تم کسی قابل اعتماد شخص کا تپاک سے ذکر کرو تو ضرور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کارناموں کی وجہ سے اسے یاد کرنا''۔

خیر البریة اتقاها واعدلها بعد النبی و اوفاها بما حملا

ترجمہ: ''نبیؐ کے بعد وہ تمام خلقت میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا' عادل اور اپنے فرائض کو کما حقہ انجام دینے والا تھا''۔

الثانی التالی المحمود متهده واوّل الناس منهم صدق الرّسلا

ترجمہ: ''وہ دوسرا پیرو تھا جس کی حاضری ہمیشہ قابل حمد ہوئی اور وہ پہلا آدمی تھا جس نے رسول ﷺ کی تصدیق کی''۔

عمرو بن عبسہ کی روایت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دو اور سلسلوں سے مروی ہے۔ عمرو بن عبسہ کہتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عکاظ میں فروکش تھے' میں ان کے پاس آیا اور میں نے پوچھا کہ اب تک آپؐ کی اس دعوت میں کس نے آپ کی اتباع کی ہے؟ آپؐ نے فرمایا دو شخصوں نے' ان میں ایک آزاد ہے اور دوسرا غلام' ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ اسی وقت میں بھی اسلام لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا اب اسلام چوگوشہ ہوگیا ہے۔

ابوذر اور ابن عبسہ دونوں اس بات کے مدعی تھے کہ ہمارے اسلام لانے سے اسلام کے چار سمت ہو گئے اور ہم سے پہلے صرف نبی ﷺ' ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ مسلمان تھے۔ یہ دونوں اس بات سے ناواقف تھے کہ ان میں کون کب اسلام لایا ہے۔

ابراہیم النخعی کی روایت:

ابراہیم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ دوسرے سلسلہ سے اسی راوی ابراہیم النخعی سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور دوسرے راوی کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے ایک جماعت اسلام لا چکی ہے۔

محمد بن سعد کہتا ہے میں نے اپنے باپ سے کہا کیا تم میں سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تھے انھوں نے کہا نہیں ان سے قبل پچاس سے زیادہ اصحاب اسلام لا چکے تھے مگر وہ اپنے اسلام میں سب سے سابق ضرور تھے۔ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے غلام زید بن حارثہ آپؐ پر ایمان لائے اور آپؐ کے پیرو ہوئے۔ اس کے متعلق زہری سے جب دریافت کیا گیا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا ہے انھوں نے کہا عورتوں میں خدیجہ رضی اللہ عنہا اور مردوں میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔

سلیمان بن یسار کی روایت:

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ سب سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے عمران بن ابی انس سے یہ ہی مروی ہے۔ عروہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ اس سلسلہ میں اسی راوی سے دوسرا بیان یہ ہے کہ پھر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے غلام اسلام لائے۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بعد وہ پہلے مرد ہیں جو اسلام لائے اور نماز پڑھی۔ ان کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ بن ابی قحافہ الصّدیق اسلام لائے۔ مسلمان ہوتے ہی انھوں نے نہ صرف اپنے اسلام کا اعلان کیا بلکہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف دعوت دینے لگے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی قوم میں مقبول اور محبوب تھے نرم مزاج تھے۔ قریش میں سب سے زیادہ ذی نسب تھے اور ان کے نسب اور اس کی برائی بھلائی سے سب سے زیادہ واقف تھے' تجارت کرتے تھے با اخلاق اور مشہور آدمی تھے۔ ان کی تمام قوم والے ان کے علم'

تجارت اور حسن صحبت کی وجہ سے ان کے پاس آیا کرتے تھے اور ان سے الفت رکھتے تھے' اسلام لانے کے بعد انھوں نے اپنی ان قوم والوں کو جن پر ان کو بھروسہ تھا اور جو ان کے پاس آ کر شریک مجلس ہوتے تھے اسلام کی دعوت دینا شروع کی چنانچہ جیسا کہ ہمیں روایت پہنچی ہے عثمان بن عفان' زبیر بن العوام' عبدالرحمٰن بن عوف' سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور جب انھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوت قبول کر لی وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور یہ باقاعدہ اسلام لے آئے اور نماز پڑھی۔ یہ آٹھ آدمی وہ ہیں جو اوّل اوّل اسلام لائے نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی اور جو پیام اللہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ لائے تھے اس پر ایمان لائے۔ اس کے بعد پھر متواتر بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے ان میں مرد اور عورت دونوں شریک تھے۔ ہوتے ہوتے اسلام کا چرچا تمام مکہ میں ہوگیا اور لوگ اس کے متعلق گفتگو کرنے لگے۔

ابن سعد کی روایت:

واقدی ابن سعد کے حوالے سے کہتا ہے کہ ہماری تمام جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل قبلہ میں سب سے پہلے خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد رسول اللہ پر ایمان لائیں' ان کے بعد ان تین صاحبوں ابوبکر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ہم ارباب سیر و تاریخ میں اختلاف رائے ہے کہ ان میں پہلے کون اسلام لایا۔

واقدی کہتا ہے کہ ان کے ساتھ خالد بن سعد بن العاص رضی اللہ عنہ اسلام لائے وہ پانچویں مسلمان ہیں اور ابوذر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ راویوں نے کہا ہے کہ یہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں۔ عمرو بن عبسہ السلمی اسلام لائے ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں' ان سب اصحاب کے متعلق بہت سی روایتیں آئی ہیں کہ کون کس مرتبہ پر اسلام لایا ہے اور ان سب کے متعلق اختلاف رائے ہے۔

ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل کہتا ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ' ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اسلام لائے اس طرح وہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں۔

ابن اسحٰق کی روایت:

ابن اسحاق نے یہ بیان کیا ہے کہ خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی ہمینہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن بیاضہ جو بنوخزاعہ سے تھی ان ابتدائی مسلمانوں کے بھی بعد جن کے نام ہم اوپر لکھ آئے ہیں' ایک بڑی جماعت کے اسلام لانے کے بعد اسلام لائے۔ اس کے بعد اللہ عزوجل نے بعثت کے تین سال بعد رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ جو پیام ہم نے ان کو دیا ہے اسے اب وہ علانیہ طور پر بیان کریں اور ہماری طرف لوگوں کو دعوت دیں چنانچہ اسی کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔ اصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُوْا عَرَضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (جو تم کو حکم دیا جاتا ہے اسے بیان کرو اور مشرکین سے منہ پھیر لو) اس اعلان دعوت کے حکم سے پہلے اور بعثت کے بعد رسول اللہ ﷺ تین سال تک اپنی دعوت و تعلیم کو چھپائے ہوئے تھے۔ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ . وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾

''اپنے قریب کے خاندان والوں کو ڈراؤ۔ اور اپنے پیرو مومنین کے لیے اپنا بازو جھکاؤ' اور اگر وہ تمہاری بات نہ مانیں تو کہہ دو میں تمہارے افعال سے بالکل بری الذمہ ہوں''۔

مشرکین سے لڑائی:

اس زمانہ میں اصحاب رسول اللہ ﷺ اپنی قوم سے چھپ کر پہاڑ کی گھاٹیوں اور کھڈوں میں جا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ چند اور صحابہؓ کے ساتھ مکہ کی ایک گھاٹی میں نماز کے لیے گئے ہوئے تھے کہ اس حالت میں مشرک نمودار ہوئے۔ انھوں نے صحابہؓ سے جھگڑا کیا اور ان کی نماز کو برا سمجھا۔ جب زبانی باتوں سے وہ باز نہ آئے تو مشرکوں نے صحابہؓ سے لڑائی چھیڑ دی اور جنگ ہونے لگی۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس دن ایک مشرک کو اونٹ کے کوڑے سے ایسی ضرب لگائی کہ اس سے وہ لہولہان ہو گیا۔ اسلام میں سب سے پہلی مرتبہ یہ خون بہایا گیا۔

اعلانِ حق:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن کوہ صفا پر چڑھ کر تمام قریش کو آواز دی' وہ آپؐ کے پاس جمع ہو گئے اور پوچھا کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس کی اطلاع کر دوں کہ صبح و شام دشمن تم پر غارت گری کرنے والا ہے' کیا تم مجھے سچا نہیں سمجھتے۔ انھوں نے کہا بے شک ہم تم کو سچا سمجھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید (تو میں تم کو سخت عذاب سے ڈراتا ہوں) اس پر ابولہب نے کہا تو ہلاک ہو گیا اسی لیے تو نے ہمیں بلایا اور جمع کیا تھا اس پر اللہ عزوجل نے یہ سورہ تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ نازل فرمائی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت و انذر عشیرتك الاقربین نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ آبادی سے نکل کر کوہ صفا پر چڑھے اور وہاں سے اپنی قوم کو پکارا کہ میرے پاس آؤ۔ لوگوں نے باہم پوچھا کہ کون پکار رہا ہے' کہا گیا محمدؐ! آپؐ نے پھر نام لے کر کہا اے فلاں کی اولاد اے عبدالمطلب کی اولاد اے عبد مناف کی اولاد میرے پاس آؤ جب سب آپؐ کے پاس جمع ہو گئے آپؐ نے فرمایا اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں زبردست رسالہ حملہ کے لیے برآمد ہونے والا ہے تم مجھے سچا سمجھو گے؟ سب نے کہا آج تک ہم اس بات سے واقف نہیں ہو سکے کہ تم نے کبھی جھوٹ بولا ہو۔ اب آپؐ نے فرمایا "فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید" ابولہب نے کہا تو ہلاک ہو اسی لیے تو نے ہمیں بلایا ہے۔ یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے جلسہ سے اُٹھ گیا اور تب یہ سورۃ نازل ہوئی۔ "تبت یدا ابی لھب و تب"۔

بنو عبدالمطلب کو دعوت اسلام:

علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب یہ آیت "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ". رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی آپؐ نے مجھے بلایا اور کہا علی رضی اللہ عنہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی کنبے والوں کو ہدایت کروں مگر میں اپنے کو اس سے عہدہ برآ ہونے میں مجبور پاتا ہوں۔ کیونکہ جب میں ان کو اپنی دعوت دوں گا وہ مجھے تکلیف پہنچائیں گے۔ اس خوف سے میں اس حکم کی بجا آوری میں خاموش تھا کہ جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور کہا کہ محمد اگر تم اللہ کے اس حکم کی بجا آوری نہ کرو گے تمہارا رب تم کو عذاب دے گا اس لیے تم آدھ سیر تین پاؤ کا کھانا تیار کرو اس پر بکری کی ران بھون کر رکھ دینا اور دودھ سے بھر کر ایک کٹورا لا دو۔ اس کے بعد تمام بنو عبدالمطلب کو میرے پاس بلا لاؤ تاکہ میں ان سے گفتگو کروں اور اللہ کے حکم کو ان تک پہنچا دوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی فرمائش پوری کر دی' اور پھر تمام بنو عبدالمطلب کو جو اس زمانے میں کم و بیش چالیس مرد تھے آپؐ کے پاس بلا لایا۔ ان میں آپؐ کے چچا ابوطالب' حمزہ' عباس اور ابولہب بھی تھے۔ سب کے جمع ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کھانے کے لانے کا جو میں نے آپؐ کے لیے تیار کیا تھا حکم دیا۔ میں نے اسے لا کر رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے گوشت کا ایک ٹکڑا اٹھا کر اسے اپنے دانتوں

سے چیرا اور پھر اسے خوان کے کناروں پر رکھ دیا اور سب سے کہا بسم اللہ کر کے کھانا شروع کیجیے۔ تمام جماعت نے شکم سیر ہو کر کھانا کھالیا' مجھے صرف ان کے ہاتھ چلتے دیکھائی دیتے تھے اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں علی کی جان ہے کہ جتنا کھانا میں نے ان کے لیے تیار کیا تھا ان میں سے ہر شخص اس تمام کو کھا جاتا۔ کھانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان سب کو دودھ پلاؤ۔ میں نے وہ کٹورا لا کر ان کو دیا۔ اسے پی کر وہ سب سیر ہو گئے۔ حالانکہ بخدا وہ صرف اتنا تھا کہ ان میں کا ہر شخص اسے پی جاتا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے چاہا کہ ان سے گفتگو کریں مگر آپؐ کے بولنے سے پہلے ابولہب نے کہا کہ ''عرصہ سے یہ تم پر جادو کرتا رہا ہے' یہ سن کر تمام جماعت اٹھ کھڑی ہوئی رسول اللہ ﷺ نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ مجھ سے کہا علیؓ! تم نے دیکھا کہ اس شخص نے مجھے آج بات کرنے کا موقع نہیں دیا اور سب لوگ چلے گئے۔ کل پھر اسی دقر کھانے کا انتظام کرو اور ان سب کو میرے پاس بلاؤ۔

بنوعبدالمطلب کو مکرر دعوت اسلام:

حسب الحکم دوسرے دن پھر میں نے اسی قدر کھانے اور دودھ کا انتظام کر کے سب کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جمع ہونے کی دعوت دی جب وہ آگئے آپؐ نے کل کی طرح مجھے کھانا لانے کا حکم دیا۔ میں کھانا لایا آپؐ نے آج بھی وہی کیا جو کل کیا تھا اس کی برکت سے سب نے شکم سیر ہو کر کھالیا۔ پھر آپؐ نے مجھ سے کہا کہ ان کو دودھ پلاؤ' میں اس کٹورے کو لے آیا اسی سے وہ سب سیر ہو گئے۔ اس سے فراغت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بنوعبدالمطلب! میں نہیں جانتا کہ کوئی عرب مجھ سے پہلے اس سے بہتر کوئی نعمت تمہارے پاس لایا ہو' اس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اس بھلائی کی دعوت دوں تم میں سے کون اس معاملہ میں میرا ابوجھ بٹانے کے لیے آمادہ ہوتا ہے تاکہ وہ میرا بھائی بنے' میرا وصی ہو اور تم میں میرا جانشین ہو۔ اس دعوت میں سب کے سب ساکت وصامت رہے کسی نے حامی نہیں لی۔ البتہ میں نے کہا حالانکہ میں اس جماعت میں سب سے کم عمر تھا سب سے زیادہ چھوٹی آنکھیں تھیں' پیٹ بڑا اور پنڈلیاں پتلی پتلی تھیں اے اللہ کے نبی میں تمہارا وزیر بنتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے میری گردن تھام کر کہا یہ میرا بھائی ہے میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ ہے تم اس کی بات کو سنو اور جو کہے اسے بجالاؤ۔ اس پر ساری جماعت ہنسنے لگی اور انھوں نے ابوطالب سے کہا سنو تم کو حکم ہوا ہے کہ تم اپنے لڑکے کی اطاعت وفرماں برداری کرو۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا امیر المومنین آپ اپنے چچازاد بھائی کے اپنے چچا کی موجودگی میں کیونکر وارث ہوئے؟ انھوں نے کہا سنو تین مرتبہ اس پر تمام حاضرین گوش برآواز ہوئے کہ کیا کہتے ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام بنوعبدالمطلب کو پلاؤ اور چھاچھ کی دعوت دی۔ آپؐ نے ان کے لیے صرف ایک مد کھانا پکوایا تھا تمام لوگوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی وہ کھانا جوں کا توں باقی بچ گیا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے بنوعبدالمطلب اللہ نے مجھے خاص طور پر تمہاری طرف اور عام طور پر تمام انسانوں کے لیے مبعوث فرمایا ہے اس معاملہ کے متعلق جو کچھ ہے وہ تمہارا مشاہدہ ہے کون اس کے لیے میرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی' دوست اور میرا وارث بنے۔ کوئی شخص کھڑا نہ ہوا' میں آپؐ کے پاس گیا حالانکہ میں سب سے کم عمر تھا۔ مجھ سے آپؐ نے کہا بیٹھو' اس بات کو آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا مگر ہر بار میں کھڑا ہو کر آپ کی طرف بڑھتا تھا۔ تیسری مرتبہ آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا۔ اس طرح میں اپنے چچازاد بھائی کا وارث ہوا اور میرے چچا نہ ہوئے۔

علانیہ تبلیغ:

حسن بن ابی الحسن سے مروی ہے کہ جب یہ آیت ''وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ'' رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی آپؐ نے

ابطح میں کھڑے ہو کر کہا اے بنو عبدالمطلب اے بنو عبد مناف اے بنو قصی'' پھر آپ نے قریش کے تمام قبائل اور خاندانوں کو فرداً فرداً نام لے کر مخاطب کر کے کہا میں تم کو اللہ کی جانب بلاتا ہوں اور اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔

عبدالرحمٰن بن القاسم اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہؐ کو حکم دیا گیا کہ جو پیام اللہ کی طرف سے ان کو ملا ہے اس کا وہ اعلان کریں' لوگوں کو اپنی تعلیم دیں اور اللہ کی طرف دعوت دیں۔ نبی ہونے کے بعد تین سال تک آپ خفیہ طور پر اپنی تعلیم دیتے تھے اس کے بعد اب آپ کو علانیہ طور پر تبلیغ کا حکم ہوا۔

ابو طالب اور وفد کفار:

اسی راوی سے دوسرے سلسلہ سے مروی ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے اپنی تعلیم کا اعلان کیا اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی' صرف اس پر ان کی قوم والے نہ آپ سے بیگانہ ہوئے اور نہ انھوں نے آپ کی کسی قسم کی تردید کی۔ مگر جب آپؐ نے ان کے خداؤں کا ذکر کر کے ان کی برائی کی وہ سب آپؐ سے متنفر ہو گئے اور مخالفت اور عداوت کے لیے آمادہ ہوئے' البتہ ان میں سے جو اسلام لا چکے تھے ان کی تعداد بہت کم تھی اور انھوں نے اپنے کو چھپا رکھا تھا' وہ اس ارادے سے علیحدہ تھے اس خطرہ کو محسوس کر کے آپؐ کے چچا ابو طالب آپؐ کے لیے سپر بن گئے اور دشمن کے نرغے سے بچانے کے لیے آپؐ کے آگے کھڑے ہو گئے' مگر آپؐ ان کی شورش سے قطعی متاثر نہ ہوئے بلکہ برابر اسی طرح اللہ کے حکم کا اعلان کرتے رہے۔ جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ باوجود ان کی مخالفت اور ترک تعلق کے ان کے معبودوں کو برا کہنا نہیں چھوڑتے اور ابو طالب ان کے سپر اور محافظ ہیں وہ ان کو قریش کے حوالے نہیں کرتے' قریش کے عمائد عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ابوالبختری بن ہشام' اسود بن عبدالمطلب' ولید بن المغیرہ' ابو جہل بن ہشام' عاص بن وائل اور حجاج کے بیٹے نبلیہ اور منبہ یا جوان میں سے خود چل کر جا سکے ابو طالب کے پاس آئے اور کہا تمہارے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کو گالیاں دیں ہمارے مذہب کی مذمت کی' ہم کو احمق بتایا اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ قرار دیا۔ تم اس کو ان باتوں سے روک دو یا اس کی حمایت نہ کرو ہمیں نبٹ لینے دو' کیونکہ عقائد میں تم بھی ہماری طرح اس کے مخالف ہو لہٰذا ہم تم کو بھی اس کی طرف سے مطمئن کر دیں گے ابو طالب نے نہایت نرم لہجے میں ان سے گفتگو کی اور بہت خوش اسلوبی سے ان کو رد کر دیا' وہ پلٹ گئے اور آپ بدستور اللہ کے حکم کی تبلیغ اور اس کی دعوت دیتے رہے۔

کفار مکہ کا دوسرا وفد:

رفتہ رفتہ رسول اللہ ﷺ اور قریش کے تعلقات بہت خراب ہو گئے انھوں نے آپؐ سے قطعی علیحدگی اختیار کی اور آپ کے دشمن ہو گئے وہ اکثر آپ کا ذکر دشمنی اور برائی سے کرنے لگے۔ آپ کی مخالفت کے لیے انھوں نے آپس میں معاہدے کیے اور ایک دوسرے کو برانگیختہ کیا۔ اس کے بعد وہ پھر دوسری مرتبہ ابو طالب کے پاس گئے اور کہا اے ابو طالب! باعتبار اپنے سن اور شرافت کے ہمارے قلوب میں تمہاری خاص وقعت و منزلت ہے۔ ہم نے تم سے درخواست کی تھی کہ تم اپنے بھتیجے کو ہماری مذمت اور منقصت سے روک دو مگر تم نے ایسا نہیں کیا اور ہم بخدا اس بات کو کبھی گوارا نہیں کریں گے کہ وہ ہمارے آباء کو گالیاں دے' ہم کو بے وقوف بتائے اور ہمارے معبودوں کی مذمت کرتا رہے یا تو تم اسے ان باتوں سے روک لو ورنہ اس معاملہ میں ہم اس کا اور تمہارا دونوں کا مقابلہ کریں گے اب ہم میں سے جو چاہے تباہ ہو۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ ایک طرف ابو طالب کو اپنی قوم کی علیحدگی اور عداوت بہت گراں ہوئی مگر دوسری طرف ان کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالہ کر دیں یا ان کی حمایت چھوڑ دیں۔

سدی سے مروی ہے کہ قریش کے کچھ لوگ جمع ہوئے' ان میں ابوجہل بن ہشام' عاص بن وائل' اسود بن عبدالمطلب' اسد بن عبدیغوث اور دوسرے مشائخ قریش تھے۔ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ ہمیں ابوطالب کے پاس لے چلو تا کہ ہم اس سے گفتگو کریں اور کچھ اپنا تصفیہ کریں تا کہ وہ اپنے بھتیجے کو ہدایت کرے کہ وہ ہمارے دیوتاؤں کو گالیاں دینا چھوڑے اور ہم اسے اور اس کے خدا کو جس کی وہ پرستش کرتا ہے اس کے حال پر چھوڑ دیں۔ ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ یہ شیخ مرجائے پھر ہم سے اس کے بھتیجے کو ضرر پہنچے اس وقت عرب ہم پر طعن کریں گے کہ چچا کی زندگی میں تو انھوں نے اسے کچھ کہا نہیں اس کے مرتے ہی اس کے بھتیجے کو دبوچ لیا۔

حضرت محمد ﷺ اور ابوطالب:

انھوں نے ایک شخص مطلب کو ابوطالب کے پاس بھیجا' اس نے اس سے ان کی ملاقات کی اجازت چاہی اور کہا کہ تمہاری قوم عمائد و اکابر تم سے ملنے آئے ہیں۔ ابوطالب نے ان کو آنے کی اجازت دی وہ اس کے پاس آئے اور کہا کہ آپ بڑے بزرگ اور سردار ہیں' آپ اپنے بھتیجے کے مقابلہ میں ہمارا انصاف کیجئے' آپ اسے منع کر دیں کہ وہ ہمارے خداؤں کو گالیاں نہ دے ہم اس کے خدا سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا اور ان سے کہا اے میرے بھتیجے یہ تمہاری قوم کے بزرگ اور عمائد ہیں' یہ تم سے یہ تصفیہ چاہتے ہیں کہ تم ان کے دیوتاؤں کو گالیاں دینا چھوڑ دو' وہ تم سے اور تمہارے خدا سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چچا جان کیا میں ان کو ایسی بات کی دعوت نہیں دے رہا ہوں جو ان کی بت پرستی سے بہتر ہے۔ ابو طالب نے پوچھا وہ کیا دعوت ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ وہ صرف ایک بات کے قائل ہو جائیں تو تمام عرب اور عجم ان کے زیر فرمان آ جائیں گے۔ ابوجہل نے کہا وہ کیا بات ہے بیان تو کرو تمہارے باپ کی قسم ہے اس کے لیے تو ہم بالکل آمادہ ہیں بلکہ اس سے دس اور بھی ماننے کے لیے تیار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہو "لا الٰہ الا اللہ" یہ سنتے ہی وہ سب بدک گئے اور کہنے لگے کہ اس کے علاوہ اور جو کچھ کہو وہ ہمیں منظور ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم آفتاب کو میرے ہاتھ پر لا کر رکھو تب بھی میں اس کے سوا اور کسی بات کا تم سے مطالبہ نہیں کروں گا۔ یہ سن کر وہ سب بہت برہم ہو کر مجلس اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اب سے ہم تجھے اور تیرے اس خدا کو جس نے تجھے اس کا حکم دیا ہے ضرور گالیاں دیں گے۔

ابوطالب کا قبول اسلام سے انکار:

رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَانْطَلَقَ الْمَلَاءُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰی اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ سے الا اخْتِلَاق تک قرآن تلاوت کیا اور چچا کو دیکھا ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے تم نے ان کے ساتھ کچھ زیادتی نہیں کی۔ اس پر آپؐ نے ان سے کہا کہ تم صرف "لا الٰہ الا اللہ" کہہ دو' میں قیامت میں اس پر تمہاری شہادت دوں گا۔ ابوطالب نے کہا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ عرب مجھ کو طعنہ دیں گے کہ موت سے گھبرا کر میں نے اس کا اقرار کیا ہے تو میں ضرور تمہاری دعوت مان لیتا مگر اب تو اپنے بزرگوں کی ملت پر جان دیتا ہوں۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ﴾

"بلاشبہ تم ہدایت نہیں دیتے جسے تم چاہتے ہو البتہ اللہ جسے چاہتا ہے راہِ راست پر لے آتا ہے"۔

حضرت محمد ﷺ کا کفارِ مکہ سے مطالبہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوطالب بیمار ہوئے قریش کی ایک جماعت جس میں ابوجہل بھی تھا ان کے پاس گئی اور کہا

کہ تمہارا بھتیجا ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتا ہے اور ایسا کرتا ہے اور یہ کہتا ہے تم اسے بلا کر منع کر دو۔ ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا' آپ ان کے ہاں تشریف لائے اندر آئے قریش کے اکابر اور ابو طالب کے درمیان ایک جگہ باقی تھی' ابو جہل کو اندیشہ ہوا کہ اگر یہ وہاں ابو طالب کے برابر بیٹھ گیا تو وہ اس کی طرف مائل اور اس پر مہربان ہو جائے گا' وہ لپک کر خود اس جگہ جا بیٹھا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کو اپنے چچا کے پاس بیٹھنے کی جگہ نہ ملی' وہ دروازے کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجے دیکھو یہ تمہاری قوم والے شکایت کرتے ہیں تم ان کے معبودوں کو گالیاں دیتے ہو اور ایسی ایسی باتیں بیان کرتے ہو۔ اس پر قریش نے بھی دل کھول کر باتیں کہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چچا جان میں چاہتا ہوں کہ یہ صرف ایک بات مان لیں تمام عرب ان کے مطیع ہو جائیں گے اور عجم جزیہ دینے پر مجبور ہوں گے۔ سب گھبرائے کہ ایسی کیا بات ہوگی جس سے ہم کو یہ بات حاصل ہو۔ انھوں نے کہا تم ایک بات منوانا چاہتے ہو ہم دس کے لیے آمادہ ہیں مگر وہ بات تو بیان کرو کیا ہے۔ ابو طالب نے بھی کہا اے میرے بھتیجے کہو وہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا ''لا الہ الا اللہ'' یہ سنتے ہی سب گھبرائے ہوئے کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہتے جاتے تھے أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ (اس نے تو بہت سے معبودوں کو ایک کر دیا یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے) اللہ کے قول ''لَمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ'' تک قرآن نازل ہوا۔ اس حدیث کے الفاظ سلسلہ کے ایک راوی ابو کریب کے آئے ہیں۔

ابن اسحٰق کی روایت:

جب قریش نے ابو طالب سے رسول اللہ ﷺ کی یہ شکایت کی' اس نے آپ کو بلایا اور کہا اے میرے بھتیجے یہ تمہاری قوم والے میرے پاس آئے ہیں اور انھوں نے تمہاری یہ شکایت کی ہے تم مجھ پر اور اپنے پر رحم کرو اور مجھے ایسی دشواری میں نہ ڈالو جس سے میں عہدہ برآ نہ ہو سکوں۔ اس بات سے رسول اللہ ﷺ کو گمان ہوا کہ ضرور ان کے دل میں میری طرف سے کوئی بات بیٹھ گئی ہے اور یہ اب میری حمایت سے دست کش ہونے والے اور مجھے دشمنوں کے سپرد کرنے والے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب میری مدد کرنے سے عاجز ہو گئے ہیں اور میرا ساتھ نہیں دے سکتے۔ آپ نے فرمایا چچا جان اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے داہنے ہاتھ میں ماہتاب کو میرے بائیں ہاتھ میں بھی اس لیے رکھ دیں کہ میں اپنی دعوت سے باز آ جاؤں تو یہ کبھی نہ ہوگا' اب چاہے اللہ مجھے کامیاب کرے یا میں اس سعی میں ہلاک ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ آبدیدہ ہوئے اور رونے لگے اور اٹھ کر جانے لگے۔ ابو طالب نے ان کو آواز دی کہ میرے بھتیجے میرے پاس آؤ۔ آپ پلٹ آئے ابو طالب نے کہا جاؤ جو تمہارا جی چاہے کہو' بخدا میں کبھی کسی وجہ سے تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔

حضرت محمد ﷺ کی حوالگی کا مطالبہ:

جب قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگئی کہ ابو طالب نہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت سے باز آئیں گے اور نہ وہ ان کو حوالے کریں گے اور وہ اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ اس معاملے میں ان سے قطعی ترک تعلق کر لیں اور دشمنی پر آمادہ رہیں۔ وہ عمارہ بن الولید بن المغیرہ کو لے کر ان کے پاس آئے اور کہا ابو طالب یہ عمارہ بن الولید ہے یہ قریش کا سب سے زیادہ تنومند وجیہہ اور خوبصورت جوان ہے اس کو تم لو اس کی عقل اور طاقت سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس کو اپنا بیٹا بنا لو ہم یہ تم کو دیتے ہیں اور تم اپنے بھتیجے کو جس نے تمہارے اور تمہارے آباء کے مذہب کی مخالفت کی ہے اور تمہارے قومی شیرازے کو منتشر کر دیا ہے اور ان کو احمق ٹھہرایا ہے ہمارے حوالے کر دو تا کہ ہم اسے قتل کر دیں' ایک آدمی کے بدلے میں آدمی موجود ہے۔

ابو طالب کا انکار:

ابو طالب نے کہا بخدا یہ برا سودا ہے جو تم مجھ سے کرنا چاہتے ہو۔ تم اپنے بیٹے کو مجھے دیتے ہو کہ میں اسے تمہاری خاطر لیے

پھروں اور اپنے بیٹے کو تمہارے سپرد کردوں تا کہ تم اسے قتل کردو۔ یہ ہرگز نہ ہوگا مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف نے کہا۔ اے ابو طالب تمہاری قوم نے تمہارے مقابلے میں انصاف کیا ہے اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ تم کو اس حالت سے جسے تم برا سمجھتے ہو اس طرح نکال لیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ تم ان کی کسی بات کو بھی نہیں ماننا چاہتے۔ ابو طالب نے اس سے کہا انھوں نے ہرگز میرے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے بلکہ تم میرا ساتھ چھوڑنے کا تصفیہ کر چکے ہو اور ان سب کو میرے اوپر چڑھا لائے ہو اب جو جی چاہے کرو۔

کفار مکہ کا اسلام کے خلاف معاہدہ:

اس پر معاملے نے جھگڑے کی شکل اختیار کی' لڑائی ٹھن گئی' گالی گفتار پر نوبت پہنچی۔ پھر قریش نے مسلمانوں کے خلاف جنھوں نے ان کے قبائل میں سے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا اور اسلام لے آئے تھے آپس میں معاہدہ کیا کہ ہر قبیلہ اپنے آدمی کو قتل کردے چنانچہ ایسا ہی عمل ہونے لگا۔ ہر قبیلے نے اپنے قبیلے کے مسلمان کو طرح طرح سے عذاب دینا اور ستانا شروع کیا تا کہ وہ اسلام سے منحرف ہو جائیں۔ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت ان کے چچا ابو طالب کے ذریعے کردی۔ جب ابو طالب نے دیکھا کہ قریش یہ حرکتیں کر رہے ہیں انھوں نے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کو جمع کر کے ان میں تقریر کی' ان کو رسول اللہ ﷺ کی مدافعت اور رفاقت کی دعوت دی چنانچہ اس دعوت کو قبول کر کے ابولہب کے علاوہ وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی مدافیت اور رفاقت کے لئے ان کے پاس آ گئے جب ابو طالب نے دیکھا کہ ان کی قوم بدل و جان رسول اللہ ﷺ کی مدافعت کے لیے آمادہ ہے اور وہ ان کے سپر بنی ہوئی ہے وہ اس سے بہت خوش ہوئے' انھوں نے ان کی تعریف کی اور ان کی رائے کو رسول اللہ ﷺ کی موافقت میں زیادہ راسخ کرنے کے لیے ان پر رسول اللہ ﷺ کی فضیلت اور آپ کا مرتبہ و فوقیت جتلانے لگے۔ عروہ نے اس سلسلہ میں عبدالملک بن مروان کو لکھا تھا۔

مسلمانوں پر سختیاں:

جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کو اس ہدایت اور نور کی طرف جسے دے کر اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا دعوت دی تو ابتداء میں وہ آپؐ سے کنارہ کش نہیں ہوئے بلکہ قریب تھا کہ آپ کی بات مان لیتے مگر جب آپؐ نے ان کے جھوٹے معبودوں کا ذکر کیا اور قریش کی ایک جماعت جو صاحب املاک تھی طائف سے مکہ آئی تب انھوں نے آپ کی بات کو برا سمجھا یا آپؐ کے سخت مخالف ہو گئے اور انھوں نے اپنے فرماں برداروں کو آپؐ کے خلاف برانگیختہ کیا۔ اس طرح اکثر آدمی آپ کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہوئے البتہ صرف تھوڑے سے وہ لوگ آپؐ کے ساتھ رہ گئے جن کو اللہ نے اسلام پر قائم رکھا۔ کچھ عرصہ اسی طرح گزرا' پھر قریش کے رؤساء نے مشورہ کر کے اس بات کا تہیہ کرلیا کہ ان کے بیٹے' بھائی یا قبیلہ والوں میں سے جو مسلمان ہو گئے ہیں ان کو کسی نہ کسی طرح سے اسلام سے برگشتہ کیا جائے۔

پہلی ہجرت:

یہ رسول اللہ ﷺ کے پیرو مسلمانوں پر بڑی تکلیف اور سخت آزمائش کا وقت تھا جو ان کے بہکانے میں آ گئے وہ مرتد ہو گئے اور جن کو اللہ نے اس فتنہ سے بچانا چاہا وہ بدستور اسلام پر قائم رہے جب مسلمانوں کے ساتھ یہ شرارت کی گئی' رسول اللہ ﷺ نے ان کو حبشہ چلے جانے کا حکم دیا۔ کیونکہ اس وقت حبشہ کا بادشاہ نجاشی نہایت عادل اور نیک فرماں روا تھا' اس کی حکومت کی تعریف کی جاتی تھی اس سے پہلے سے حبشہ قریش کی تجارت گاہ تھا۔ جب یہ تجارت کی غرض سے وہاں جاتے تو وہاں خوراک کی فراوانی اور امن پاتے اور تجارت میں فائدہ کماتے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ جانے کا حکم دیا چنانچہ جب مکہ میں مسلمانوں پر جبر

ہونے لگے اور رسول اللہ ﷺ کو خوف ہوا کہ یہ فتنوں میں مبتلا ہو جائیں گے آپ نے ان کو حبشہ بھیج دیا مگر خود آپ وہیں رہے کہیں نہ گئے۔ اس عہد میں چند سال مسلمانوں پر بہت سخت گزرے یہاں تک کہ آپؐ نے مکہ میں اسلام کا اعلان فرمایا اور قریش کے کچھ اشراف اسلام لے آئے۔

ابوجعفر کہتا ہے' اس پہلی ہجرت میں جو مسلمان ترک وطن کر کے حبشہ گئے تھے ان کی تعداد میں اختلاف ہے بعض راویوں نے کہا ہے کہ یہ گیارہ مرد تھے اور چار عورتیں تھیں۔

ہجرت حبشہ اوّل:

حارث بن الفضیل سے مروی ہے' اس پہلی ہجرت میں جن مسلمان مہاجرین نے خفیہ طور پر متفرق حالت میں ہجرت کی ان کی تعداد گیارہ مرد اور چار عورتیں تھی' ان کے سوار اور پیدل شعیبہ آئے' اللہ نے ان کی یہ مدد کی کہ عین اسی ساعت میں دو تجارتی جہاز بندرگاہ آئے۔ یہ ان کو نصف دینار کرایہ میں حبشہ لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں مسلمانوں نے یہ ہجرت کی۔ قریش نے ساحل سمندر تک ان کا تعاقب کیا مگر ان کے آنے سے پہلے یہ لوگ جہازوں میں سوار ہو چکے تھے' اس لیے وہ کسی کو نہ پا سکے۔ ان مسلمانوں نے بیان کیا ہے کہ ہم بخیریت حبشہ پہنچے۔ وہاں بادشاہ نے ہم سے بہت اچھا سلوک کیا۔ ہمیں اپنے دین کے بارے میں قطعی آزادی اور امن ملا۔ ہم نے اللہ کی عبادت کی' نہ ہم ستائے گئے اور نہ کوئی ناگوار بات سنی۔

مہاجرین حبشہ کے اسمائے گرامی:

ان مہاجرین کے نام یہ ہیں۔ عثمانؓ بن عفان' ان کے ساتھ ان کی بیوی رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں۔ ابو حذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ ان کے ساتھ ان کی بیوی سہلہؓ بنت سہیل بن عمرو بھی تھی۔ زبیرؓ بن العوام بن خویلد بن اسد۔ مصعبؓ بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف بن عبدعوف بن الحارث بن زہرہ۔ ابوسلمہؓ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کے ساتھ ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بھی تھی۔ عثمان بن مظعون الجمعی' عامر بن ربیعہ الغزی یہ قبیلہ غز بن وائل سے تھے نہ کہ اس قبیلہ غزہ سے جو بنو عدی بن کعب کے حلیف تھے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حشمہ بھی تھی۔ ابوسیرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ العامری۔ حاطب بن عمرو بن عبد شمس' سہیل بن بیضاء جو بنو الحارث بن فہر سے تھے اور عبداللہ بن مسعود بنو زہرہ کے حلیف۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ان مسلمانوں کی تعداد جو ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے ان کمسن بچوں کے علاوہ جو ان کے ساتھ گئے تھے یا جو وہاں پیدا ہوئے بیاسی تھے۔ عمار بن یاسر بھی ان میں تھے مگر ہمیں اس میں شک ہے۔

پہلی ہجرت کا سبب:

اس سلسلہ میں محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ ان کے صحابہؓ مصیبت اور تکلیف میں ہیں اور خود آپؐ اللہ کی حفاظت اور اپنے چچا ابو طالب کی حمایت کی وجہ سے امن و عافیت میں ہیں اور آپؐ ان کی اس مصیبت میں کوئی مدد نہیں کر سکتے آپؐ نے ان سے کہا کہ بہتر ہوگا کہ تم حبشہ چلے جاؤ کیونکہ وہاں کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں کرتا' وہاں حق و صداقت کا راج ہے اور جب اللہ اس تنگی اور دشواری میں جس میں تم اب مبتلا ہو کشائش عطا فرمائے چلے آنا۔ چنانچہ اس وجہ سے صحابہؓ رسولؐ اللہ فتنہ کے خوف اور اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کے لیے اللہ کے لیے حبشہ چلے گئے۔ اسلام میں یہ پہلی ہجرت ہوئی۔ خاندان بنو

امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف میں سے پہلے مسلمان جنھوں نے اس موقع پر ہجرت کی وہ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ تھے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں۔ خاندان بنی شمس سے ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھے ان کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بن عامر بن لوی کے قبیلہ سے تھی۔ بنو اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے زبیر بن العوام تھے۔ اس کے بعد راوی نے وہی نام گنوائے جن کو واقدی بیان کر چکے ہیں۔ البتہ اس نے یہ زیادہ بیان کیا اور بنی عامر بن غالب بن لوی بن فہر میں سے ابوسبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابو طالب بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے یہ ہی حبشہ آئے تھے۔ ابن اسحٰق نے ان مہاجرین کی تعداد دس بتائی ہے اور کہا ہے کہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ ہی مسلمان سب سے پہلے حبشہ گئے تھے۔ اس کے بعد جعفر بن ابی طالب روانہ ہوئے اور پھر یکے بعد دیگرے مسلمان حبشہ جانے لگے ان میں وہ بھی تھے جو اپنے اہل کو لے کر گئے تھے اور وہ بھی تھے جو تنہا گئے تھے۔ ان سب کی تعداد ان دس کو ملا کر جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے بیاسی ہوئی' ان میں وہ بھی ہیں جن کے ساتھ ان کے بیوی بچے گئے تھے یا جن کی اولاد حبشہ میں پیدا ہوئی اور جو تنہا گئے تھے۔

حضرت محمد ﷺ کی مخالفت:

یہ صحابہؓ حبشہ چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ مکہ میں مقیم رہے اور اللہ کے لیے پوشیدہ اور علانیہ طور پر دعوت دیتے رہے۔ اللہ نے ان کے چچا ابو طالب اور ان کے خاندان کے دوسرے لوگوں کے ذریعے جنھوں نے آپ کی نصرت کا اقرار کیا تھا آپ کو دشمنوں سے محفوظ رکھا قریش نے جب دیکھا کہ آپؐ پر کسی طرح قابو نہیں چلتا انھوں نے آپ کو کاہن جادوگر اور آسیب زدہ شاعر کہنا شروع کیا اور جن لوگوں کے متعلق ان کو اندیشہ تھا کہ اگر یہ ان کی گفتگو سنیں گے تو ضرور ان کے پیرو ہو جائیں گے۔ ان کو قریش نے آپؐ کے پاس جانے سے روک دیا۔ اس زمانے میں یہ سب سے زبردست حربہ تھا جو انھوں نے آپؐ کے مقابلے میں استعمال کیا۔

کفارِ مکہ کی دریدہ دہنی:

عروہ نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے پوچھا کہ قریش نے اپنی عداوت کے اظہار میں سب سے زیادہ سخت بات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا کی تھی۔ اس نے کہا میں قریش کے ساتھ موجود تھا ان کے اشراف ایک دن حجر میں جمع تھے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور کہنے لگے کہ اس شخص کے مقابلے میں جس نے ہم کو احمق بنایا' ہمارے آباء کو گالیاں دیں۔ ہمارے مذہب کو برا کہا' ہماری یک جہتی کو پراگندہ کر دیا اور ہمارے معبودوں کو برا کہا' جس قدر صبر و ضبط ہم نے کیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی اور یہ بڑا اہم معاملہ ہے جس پر اب تک ہم خاموش رہے ہیں۔ وہ یہ ہی گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ آتے ہوئے دکھائی دیے آپؐ نے رکن کو بوسہ دیا اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے اس جماعت کے پاس گزرے انھوں نے آپؐ پر طنزاً آوازے کسے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کو ان سے بہت ایذا ہوئی جس کا اثر آپؐ کے چہرے پر نمایاں تھا۔ جب آپؐ دوسری مرتبہ ان کے پاس گزرے انھوں نے پھر آپ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے' اس سے آپؐ اور رنجیدہ نظر آئے تیسری مرتبہ پھر گزرے' انھوں نے پھر آپؐ کے ساتھ وہی کیا' آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے معشر قریش اچھی طرح سن لو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے میں تمہارے لیے قتل و ذبح لے کر آیا ہوں۔ اس جملے سے ان کے ہوش باختہ ہو گئے اور بلا استثناء سب کی خوف کی وجہ سے یہ

حالت ہوئی کہ اپنی جگہ سہم گئے' معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پرندان کے سروں پر بیٹھنے والا ہے جواب تک رسول اللہ کی شان میں ان میں سے سب سے زیادہ دریدہ دہن تھا وہی اب سب سے زیادہ آپ کی خوشامد اور مداہنت کرنے لگا اور اس نے کہا ابوالقاسم آپؐ اپنے مکان میں اطمینان سے جائیں آپ تو جاہل نہیں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ گھر واپس آئے۔ دوسرے دن قریش پھر حجر میں اکٹھے ہوئے۔ میں ان کے ساتھ تھا اب پھر کل کے واقعہ کا تذکرہ نکلا۔ ایک نے دوسرے سے کہا دیکھا تم نے اس کے ساتھ کیا کیا اور اس نے تم کو کیسا ڈانٹا اس کی ایک دھمکی میں تم نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا۔ ابھی وہ یہ ہی باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ آتے ہوئے نظر آئے آپ کو دیکھتے ہی یہ سب کے سب یک جان ہو کر آپؐ پر جھپٹے اور سب طرف سے آپ کو گھیر کر کہنے لگے کہ تم ہمارے معبودوں اور مذہب کو اس طرح برا کہا کرتے ہو' آپؐ نے فرمایا ہاں میں کہتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک نے آپ کی روا کا دامن پکڑا۔ یہ دیکھتے ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپؐ کے سامنے آ کھڑے ہوئے وہ روتے جاتے تھے اور کہتے تھے: ''خدا تم کو ہلاک کر دے کیا تم اس شخص کو اس لیے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے''۔ یہ سن کر انھوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور پلٹ گئے۔ یہ شدید ترین سلوک تھا جو میں نے قریش کو رسولؐ اللہ کے ساتھ برتتے دیکھا۔

حضرت محمد ﷺ پر کفار کا ظلم وستم:

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سب سے برا سلوک جو تم نے مشرکین کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کرتے دیکھا ہو ہم سے بیان کرو۔ انھوں نے کہا ایک مرتبہ عقبہ بن ابی معیط آیا' رسول اللہ ﷺ اس وقت کعبہ کے پاس تھے اس نے آپ کی چادر کو آپ کی گردن سے لپیٹ دیا اور پھر بہت شدت سے آپ کا گلا گھوٹنے لگا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے پیچھے سے آ کر اس کے شانے کو پکڑا اور دھکا دے کر رسول اللہ ﷺ سے علیحدہ کر دیا اور پھر ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر کہا اے قوم اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ. سے اللہ کے قول اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ تک تلاوت کیا۔

ابوجہل کی بدکلامی:

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے جس کا حافظہ اچھا تھا بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صفا کے پاس بیٹھے تھے۔ ابوجہل بن ہشام وہاں آیا' اس نے آپ کو ستایا' گالیاں دیں' آپؐ کے دین کی مذمت کی اور کہا کہ تمہاری حقیقت ہی کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لفظ اس سے نہیں کہا۔ عبداللہ بن جدعان التیمی کی ایک آزاد لونڈی صفا کے اوپر اپنے مکان میں بیٹھی یہ باتیں سن رہی تھی۔ یہ کہہ کر ابوجہل رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر پلٹا اور کعبہ میں جو قریش کی چوپال تھی وہاں آ کر قریش کے پاس بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد حمزہ بن عبدالمطلب کمان کاندھے پر ڈالے ہوئے اپنے پھندے کے شکار سے واپس آ رہے تھے۔ یہ بڑے شکاری تھے اور اکثر شکار کھیلنے جایا کرتے تھے۔ ان کا دستور تھا کہ جب شکار سے واپس ہوتے تو گھر آنے سے پہلے کعبہ کا طواف کر لیتے پھر قریش کی چوپال میں آ کر ٹھہر جاتے سلام کرتے اور جو لوگ وہاں ہوتے ان سے بات چیت کرتے۔ یہ قریش میں سب سے زیادہ طاقتور آدمی تھے' جب یہ اس لونڈی کے پاس سے گزرنے لگے' اس وقت تک رسول اللہ ﷺ وہاں سے اٹھ کر گھر آ گئے تھے۔ اس نے ان سے کہا کہ اے ابوعمارہ اگر تم یہاں کچھ دیر پہلے آئے ہوتے تو ابوالحکم بن ہشام یہاں بیٹھا ہوا ملتا۔ اس نے تمہارے بھتیجے محمدؐ کے ساتھ جو گستاخی اور بیہودگی کی ہے وہ تم کو معلوم ہوتی اس نے ان کو ستایا اور گالیاں دیں اور بہت ہی برا سلوک کیا۔ پھر وہ چلا گیا اور محمدؐ نے اسے کچھ نہ کہا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

چونکہ اللہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو اپنی کرامت سے سرفراز کرنا چاہتا تھا یہ سنتے ہی ان پر سخت جوش اور غضب طاری ہو گیا۔ وہ تیز قدم بڑھاتے ہوئے کسی کے لیے راہ میں نہ ٹھہرے' حسب عادت کعبہ کے طواف کے لیے آج اس ارادے سے چلے کہ ابوجہل کو دیکھتے ہی اس کی خبر لیں گے۔ چنانچہ مسجد میں داخل ہوتے ہی انھوں نے ابوجہل کو قوم کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا۔ یہ اس کی طرف بڑھے اور اس کے سرانے پہنچ کر اپنی کمان سے اسے ایسی سخت ضرب لگائی کہ وہ لہولہان ہو گیا اور بری طرح زخمی ہوا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو ان کو گالیاں دیتا ہے' تجھے معلوم نہیں کہ میں ان کا ہم مذہب ہوں ان کے عقائد کا قائل ہوں' اگر ہمت ہے تو اب میرے سامنے کہہ کیا کہتا ہے' اتنے میں بنومخزوم کے کچھ آدمی ابوجہل کی حمایت میں حمزہ رضی اللہ عنہ پر اٹھے مگر ابوجہل نے ان سے کہا کہ ابوعمارہ سے کوئی تعرض نہ کرو بے شک میں نے اس کے بھتیجے کو نہایت سخت گالیاں دی تھیں اس لیے ان کو جوش آ گیا ہے۔ اسی واقعہ کے بعد حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔ اور ان کے اسلام لے آنے سے قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ جیتے اور حمزہ ان کی حمایت و مدافعت کریں گے اس لیے اب تک جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دق کیا کرتے تھے اس سے دست بردار ہو گئے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی علانیہ تلاوتِ قرآن:

عروہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مکہ میں بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کی' اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن صحابہ جمع تھے انھوں نے کہا کہ اب تک قریش نے کلام اللہ کو بلند آواز میں نہیں سنا ہے کون ان کو سنائے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں سناتا ہوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہم ڈرتے ہیں کہ تم کو ان کے ہاتھوں تکلیف پہنچے گی' ہم ایسا آدمی چاہتے ہیں جس کا کنبہ خاندان ہو جو ان سے اس کی حفاظت کر سکے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اس بات کی اجازت دو میری حفاظت اللہ کرے گا۔ دوسرے دن چاشت کے وقت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مقام میں آئے اس وقت قریش اپنے دیوان خانوں میں بیٹھے تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مقام کے پاس کھڑے ہوئے اور انھوں نے بلند آواز میں پڑھا بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ. اَلرَّحۡمٰنُ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ عَلَّمَهُ الۡبَيَانَ. پھر اسی سورۃ کو تلاوت کرتے ہوئے وہ قریش کی بیٹھکوں کی طرف چلے قریش غور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ لونڈی کا بچہ کیا کہہ رہا ہے۔ پھر انھوں نے کہا کہ شاید محمد ﷺ پر جو وحی آئی ہے اسے پڑھ رہا ہے پھر وہ اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے منہ پر طمانچے مارنے لگے مگر یہ اسی طرح قرآن تلاوت کرتے رہے اور جہاں تک اللہ کو تلاوت مقصود تھی وہاں تک پڑھ کر اپنے دوستوں کے پاس واپس آ گئے' ان کے چہرے پر طمانچوں کے نشان موجود تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہم کو اسی بات کا تمہارے لیے اندیشہ تھا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کبھی دشمنانِ خدا میری نظر میں اس قدر فرومایہ اور حقیر پہلے نہ تھے جتنے کہ اب ہیں۔ تم چاہو تو کل پھر میں ان کے سامنے قرآن پڑھوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا نہیں اتنا کافی ہے تم نے ان کو وہ سنا دیا جسے وہ سننا ہی نہیں چاہتے۔

کفارِ مکہ کا وفد اور نجاشی:

جب مہاجرین حبشہ نجاشی کی سلطنت میں اطمینان و سکون سے بس گئے قریش نے ان مسلمانوں کے خلاف یہ سازش کی کہ انھوں نے عمرو بن العاص عبداللہ بن ابی ربیعہ بن المغیرۃ المخزومی کو نجاشی کے پاس بھیجا اور اس کے لیے اور اس کے امراء کے لیے بہت سے تحائف ان کے ساتھ بھیجے اور ان سے کہا کہ نجاشی سے درخواست کریں کہ جو مسلمان اس کے پاس اور اس کی سلطنت میں

ہوں ان کو وہ ان کے حوالے کر دے۔ یہ دونوں اس کام کے لیے نجاشی کے پاس آئے اس سے اپنے آنے کی غرض بیان کی مگر ان کو اس میں قطعی کامیابی نہیں ہوئی اور وہ اپنا منہ لے کر واپس آ گئے۔

بنو ہاشم کے خلاف معاہدہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے' یہ ایک نہایت زبردست طاقتور اور جری آدمی تھے۔ ان سے پہلے حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اسلام لا چکے تھے ان دونوں کے مسلمان ہو جانے سے اب اصحاب رسول ؐ نے اپنے میں زیادہ قوت محسوس کی اور اسلام قبائل میں پھیلنے لگا۔ نجاشی نے بھی اپنے یہاں کے پناہ گزینوں کی حفاظت وحمایت کی' اس سے قریش بہت طیش میں آئے انھوں نے آپس میں مشاورت کر کے یہ عہد کیا اور اس کے لیے باقاعدہ عہد نامہ لکھا کہ ان میں سے اب آئندہ کوئی بنو ہاشم اور بنو المطلب سے نہ مناکحت کرے اور نہ تجارت کرے' اس کے لیے انھوں نے ایک باضابطہ تحریری معاہدہ لکھا اور اس کی بجا آوری کے لیے سب نے سخت عہد و پیمان کیے اور اس کی شرائط کی پابندی کو اپنے اوپر زیادہ شدت سے لازم کرنے کے لیے اس معاہدہ کو کعبہ کے وسط میں لٹکا دیا۔

شعب ابی طالب:

قریش کے اس بندوبست پر بنو ہاشم اور بنو المطلب ابو طالب کے پاس چلے گئے اور ان کے ساتھ ان کی گھاٹی میں جا رہے۔ بنو ہاشم میں سے ابولہب عبدالعزیٰ بن المطلب قریش کے پاس گیا اور اس نے ابو طالب کے مقابلے میں ان کی امداد کی۔ دو یا تین سال مسلمان اسی بے کسی کی حالت میں رہے یہاں تک کہ ان کو زندگی گزارنا مشکل ہو گیا۔ کھانے پینے کی تکلیف ہونے لگی کوئی چیز ان کو پہنچتی نہ تھی البتہ اگر قریش میں سے کوئی ان پر ترس کھا کر کوئی چیز بھیجنا چاہتا تو خفیہ طور پر پہنچاتا۔ اسی اثنا میں ایک دن ابوجہل کی حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد سے مڈبھیڑ ہو گئی' اس کے ہمراہ ایک غلام تھا جس پر گیہوں بار تھا یہ اسے اپنی پھوپھی خدیجہؓ بن خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو طالب کی گھاٹی میں تھیں لے جا رہا تھا۔ ابوجہل نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تم بنو ہاشم کے لیے کھانا لے جا رہے ہو' بخدا تم اسے لے کر یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتے ورنہ میں تمام مکہ میں تم کو رسوا کر دوں گا۔ اتنے میں ابو البختری بن ہشام بن الحارث بن اسد وہاں آ گیا۔ اس نے کہا کیا ہے ابوجہل نے کہا یہ دیکھو یہ بنو ہاشم کے لیے خوراک لے جا رہا ہے۔ ابو البختری کہنے لگا یہ تو اپنی پھوپھی کے لیے جو محمدؐ کے ساتھ ہے یہ خوراک لے کر جا رہا ہے' اور اس نے آدمی بھیج کر اس سے منگوائی ہے تم کیوں روکتے ہو جانے دو۔ مگر ابوجہل نے نہ مانا' اس پر ان میں سخت کلامی ہوئی۔ ابو البختری نے اونٹ کا ڈاہنا اٹھایا اور اس سے ابوجہل کو ایسی ضرب لگائی کہ وہ لہولہان اور بے دم ہو گیا۔ حمزہؓ بن عبدالمطلب کہیں پاس ہی تھے اور یہ تماشہ دیکھ رہے تھے قریش اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ اس واقعہ کی اطلاع رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کو ہو اور ان کو خوش ہونے کا موقع ملے۔

اس زمانے میں رسول اللہ ﷺ دن رات اپنی قوم کو علانیہ اور خفیہ طور پر دعوت دیتے رہے آپؐ پر متواتر وحی نازل ہوتی رہی جس میں آپ کو امر اور نہی کی جاتی تھی' آپؐ کے دشمنوں کے لیے وعید آتی تھی اور آپ کی نبوت کے ثبوت میں مخالفین کے لیے دلائل و براہین نازل ہوتے تھے۔

کفار مکہ کی حضرت محمد ﷺ کو پیشکش:

ایک مرتبہ آپ کی قوم کے اشراف جمع ہوئے اور انھوں نے آپؐ سے کہا کہ ہم تم کو اس قدر مال دیتے ہیں جس سے تمام مکہ میں دولت مند ترین شخص ہو جاؤ گے اور جس عورت سے چاہو تمہاری شادی کر دی جائے اور مکہ کی ریاست تمہارے حوالے کر دی

جائے مگر اس شرط پر کہ تم ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دو۔ اگر تم اس کے لیے آمادہ نہ ہو تو ہم تمہارے سامنے ایسی صورت پیش کرتے ہیں جس میں ہمارا تمہارا دونوں کا نفع ہے' آپؐ نے پوچھا وہ کیا؟ انھوں نے کہا' ایک سال تم ہمارے دیوتاؤں لات اور عزیٰ کی پرستش کرو اور ایک سال ہم تمہارے خدا کی پرستش کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنے رب کے حکم کا منتظر ہوں' پھر جواب دوں گا۔ اس موقع پر لوح محفوظ سے یہ پوری سورۃ نازل ہوئی:

قُلۡ یَاۤاَیُّهَا الۡکَافِرُوۡنَ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت قُلۡ اَفَغَیۡرَ اللّٰہِ تَاۡمُرُوۡنِیۡۤ اَعۡبُدُ اَیُّهَا الۡجَاهِلُوۡنَ اللہ کے قول بَلِ اللّٰہَ فَاعۡبُدۡ وَ کُنۡ مِّنَ الشّٰکِرِیۡنَ تک نازل فرمائی۔

سعید بن میتا ابوالبختری کا مولی بیان کرتا ہے کہ ولید بن المغیرہ' عاص بن وائل' اسود بن المطلب اور امیہ بن خلف رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تمہارے معبود کی پرستش کرتے ہیں اور تم ہمارے معبودوں کی پرستش کرو اور ہم تم کو ہر بات میں اپنے ساتھ شریک کر لیتے ہیں' اب اگر جو بات تم کہتے ہو وہ مفید ثابت ہوئی تو تمہاری شرکت کی وجہ سے ہم اس سے مستفید ہوں گے اور اگر وہ مسلک جس پر ہم ہیں تمہاری تعلیم سے بہتر ثابت ہوا تو ہماری شرکت کی وجہ سے تم اس سے مستفید ہو گے۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ سورۃ قُلۡ یَاۤ اَیُّهَا الۡکَافِرُوۡنَ نازل فرمائی۔

اصلاح قوم کی خواہش:

رسول اللہ ﷺ کی بڑی خواہش یہ تھی کہ وہ کسی طرح اپنی قوم کی اصلاح کریں اور کوئی ایسی صورت ہو جس سے ان میں خوشگوار تعلقات ہو جائیں' اس سلسلہ میں محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ ان کی قوم نے ان سے اعراض کیا ہے اور صرف اس حکم کی وجہ سے جو اللہ نے آپ کو دیا تھا آپ کی قوم آپؐ سے علیحدہ ہو گئی ہے آپؐ کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا حکم نازل فرماتا جس سے آپ کے اور ان کے تعلقات پھر قائم ہو جاتے آپؐ اپنی قوم سے محبت اور ان کی فلاح کے خیال سے یہ چاہتے تھے کہ ان کے معاملے میں آپؐ نے جو شدت برتی ہے اس میں نرمی کر دیں۔ یہ خیال آپؐ کے دل میں آیا اور آپؐ نے اس کی آرزو اور تمنا کی' اللہ عزوجل نے یہ سورۃ نازل فرمائی وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَ مَا غَوٰی وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی جب آپؐ اللہ کے قول اَفَرَءَیۡتُمُ اللّٰتَ وَ الۡعُزّٰی وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الۡاُخۡرٰی پر آئے تو شیطان نے آپ کی اس خواہش کی وجہ سے جو آپ چاہتے تھے کہ اپنی قوم کو خوش کریں' آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری کر دیے تِلۡكَ الغرانیق العلیٰ و ان شفاعتهن لترجیٰ۔ یہ الفاظ سن کر قریش بہت خوش ہوئے کہ محمدؐ نے تعریفی الفاظ میں ہمارے معبودوں کا ذکر کیا ہے انھوں نے خوشی میں نعرہ لگایا' مسلمان تو اپنے نبی پر ایمان کامل ہی رکھتے تھے کہ جو کچھ آپؐ ہمارے رب کی طرف سے کہتے ہیں وہ بالکل سچ ہے اور وہ آپ کو خطاء وہم اور لغزش سے معصوم سمجھتے تھے' جب اس سورۃ میں سجدہ کا مقام آیا اور سورۃ ختم ہوئی رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا اور تمام مسلمانوں نے اپنے نبی کی اتباع حکم اور وحی کی تصدیق میں آپؐ کے ساتھ سجدہ کیا اور چونکہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے اپنے معبودوں کی تعریف سنی تھی اس لیے مشرکین قریش اور دوسرے لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ اس طرح ساری مسجد میں جس قدر مومن یا کافر تھے سب سجدے میں گر پڑے۔ البتہ ولید بن المغیرۃ چونکہ نہایت بوڑھا تھا وہ سجدے میں تو نہ جا سکا مگر اس نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر ان پر سر رکھ دیا اور اس طرح اس نے بھی سجدہ کر لیا۔

مہاجرین حبشہ کی مراجعت:

اس کے بعد تمام لوگ مسجد سے چلے گئے' قریش بھی بڑے خوش وہاں سے گئے اور ایک دوسرے سے بیان کرنے لگے کہ محمدؐ

نے ہمارے معبودوں کا بڑے اچھے الفاظ میں ذکر کیا ہے اور اپنے قرآن میں یہ بات کہی ہے کہ ''یہ دراز گردن مورتیں ہیں ان کی شفاعت مقبول ہوگئی'' اس سجدے کی خبران مسلمانوں کو بھی ہوئی جو حبشہ میں ہجرت کر کے جا رہے تھے اور ان سے بھی یہ کہا گیا کہ قریش اسلام لے آئے ہیں۔ اس خبر کو سن کر ان میں سے بعض وطن آنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور کچھ وہیں رہ گئے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا آپ نے یہ کیا کیا۔ آپ نے وہ الفاظ بطور وحی لوگوں کے سامنے پڑھے جو میں اللہ کی طرف سے آپ کے پاس نہیں لایا تھا اور آپ نے وہ کہہ دیا جو آپ سے نہیں کہا گیا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ بہت سخت رنجیدہ اور ملول ہوئے اور آپ کو اللہ کا بڑا خوف ہوا کہ کیا ہوگیا مگر اللہ تعالیٰ چونکہ آپ پر نہایت مہربان تھا اس نے آپ کی تسلی و تشفی کے لیے وحی کے ذریعے آپ کو بتایا کہ آپ سے پہلے بھی جس نبی یا رسول نے خود کوئی خواہش کی ہمیشہ شیطان اس میں اسی طرح شریک ہوا ہے' جس طرح کہ آپ کے ساتھ معاملہ گزرا کہ اس نے اپنی بات آپ کی زبان سے کہلا دی مگر اللہ نے ہمیشہ شیطان کی بات منسوخ کر کے اپنی بات جمائی ہے۔ چونکہ تم بھی دوسرے انبیاء کی طرح ہو اس لیے اس کی فکر مت کرو۔ پھر اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کیں:

﴿ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰی اَلْقَی الشَّیْطَانُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِهٖ فَیَنْسَخُ اللّٰهُ مَا یُلْقِی الشَّیْطَانُ ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰهُ آیَاتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴾

''اور ہم نے تم سے پہلے کسی رسول یا نبی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ جب اس نے خود کوئی آرزو کی شیطان اس میں شریک ہوگیا' مگر شیطان کی القا کردہ بات کو مٹا دیتا ہے اور پھر اپنی ہدایات کو مضبوط کرتا ہے اور اللہ جاننے والا اور بڑا دور اندیش ہے''۔

بتوں کے خلاف آیت کا نزول:

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے خوف کو دفع کیا اور ان کو اطمینان دیا اور جو بات شیطان نے آپ کی زبان سے مشرکین کے معبودوں کے ذکر و تعریف میں کہلا دی کہ وہ دراز قامت سارسین اور ان کی شفاعت مقبول ہوگی محو کر کے لات و عزیٰ کا ذکر کر کے اپنی یہ آیات نازل فرمائیں الکم الذکر و له الانثیٰ تلك اذا قسمة ضیزیٰ ان هی الا اسماء سمیتموها انتم و آباؤ کم اپنے قول لمن یشاء و یرضی تک۔ ضیزیٰ کے معنی خمار کے ہیں آخری آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اب چونکہ تمہارے معبودوں کی سفارش اللہ کے یہاں کام دے سکتی ہے اسی طرح جب اللہ نے اس بات کو منسوخ کر دیا جو شیطان نے آپ کی زبان سے کہلا دی تھی اور قریش کو اس کی خبر ہوئی وہ کہنے لگے کہ اللہ کے یہاں ہمارے معبودوں کی جس منزلت کا محمدؐ نے پہلے ذکر کیا تھا اس پر وہ اب نادم ہوا ہے اور اسی لیے اسے بدل کر اب اس نے کچھ اور کہا ہے۔

مہاجرین حبشہ کی مکہ میں آمد:

یہ دو جملے تھے جن کو شیطان نے آپ کی زبان سے ادا کرا دیا تھا۔ یہ ہر مشرک کی زبان پر تھے۔ مگر ان کے منسوخ ہونے کے بعد مسلمانوں اور پیروانِ رسولؐ پر اب تک جو سختیاں اور مظالم وہ کرتے آئے تھے ان میں کفار نے اور شدت کر دی۔ اس اثنا میں مسلمان مہاجرین حبشہ میں سے کچھ لوگ جن کو مشرکین کے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سجدہ کرنے کی وجہ سے اہل مکہ کے اسلام لے آنے کی خبر ملی تھی مکہ آئے مگر مکہ کے قریب پہنچ کر ان کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ کے اسلام لے آنے کی خبر غلط تھی اس لیے کوئی بھی علانیہ طور پر مکہ میں داخل نہیں ہوا' البتہ کسی کی پناہ لے کر یا خفیہ طور پر وہ مکہ میں آ گئے۔ اب جو لوگ مکہ میں آئے اور مدینہ کی ہجرت تک یہاں

مقیم رہے اور پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ واقعہ بدر میں شریک ہوئے ان میں بنوعبد شمس بن عبد مناف بن قصی کے خاندان میں سے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ تھے ان کے ساتھ ان کی بیوی رقیہ بنت رسول تھیں اور ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھے' ان کے ہمراہ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل تھی' ان کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے جن میں ۳۳ مرد تھے۔

محمد بن کعب کی روایت:

محمد بن کعب القرظی اور محمد بن قیس دونوں سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن قریش کی ایک مجلس میں بیٹھے تھے اور وہاں بہت سے آدمی تھے۔ آپ نے یہ تمنا کی کہ اللہ اب کوئی بات ایسی آپ پر نازل نہ فرمائے جس سے وہ لوگ آپ سے متنفر ہو جائیں اس وقت اللہ نے یہ سورۃ نازل فرمائی والنجم اذا ھوىٰ ما ضل صاحبكم و ما غوىٰ. رسول اللہ ﷺ نے اسے قریش کے سامنے پڑھا اور جب اس مقام پر آئے افرأيتم اللات و العزىٰ و مناة الثالثة الاخرىٰ تو شیطان نے یہ دو جملے تلك الغرانيق العلىٰ و ان شفاعتهن لترجى آپ کے دل میں القاء کیے' آپ نے ان کو بھی پڑھا' پوری سورۃ ختم کر کے آخر میں آپ نے سجدہ کیا' آپ کے ساتھ تمام حاضرین سجدے میں گر پڑے۔ ولید بن المغیرہ چونکہ پیرانہ سالی کی وجہ سے سربسجود نہیں ہو سکتا تھا۔ اس نے مٹی اٹھا کر اس پر پیشانی رکھ کر سجدہ کر لیا اور قریش رسول اللہ ﷺ کے ان الفاظ سے بہت خوش ہو گئے اور کہنے لگے ہاں ہم اس بات سے واقف ہیں کہ اللہ ہی زندہ کرتا اور موت دیتا ہے' وہی پیدا کرتا ہے وہی رزق دیتا ہے مگر یہ ہمارے معبود اللہ کی جناب میں ہماری شفاعت کرتے ہیں جب تم نے بھی ان کو اپنے رب کے ساتھ شریک کر لیا تو اب ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

رات کو جبرئیل علیہ السلام آئے رسول اللہ ﷺ نے وہ سورۃ ان کو سنائی' جب آپ ان شیطانی کلموں پر پہنچے جبرئیل نے کہا میں نے یہ تو آپ کو نہیں پہنچائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں نے غلط بات اللہ سے منسوب کی۔ اللہ نے یہ آیات آپ پر نازل فرمائی و ان كا دوا ليفتنونك عن الذى او حينا اليك لتفترى علينا غيره. اللہ کے قول ثم لا تجدلك علينا نصيرا. تک رسول اللہ ﷺ اس سے بہت ہی ملول اور رنجیدہ تھے۔ پھر اللہ نے یہ نازل فرمایا: و ما ارسلنا من قبلك من رسولٍ و لا نبى اپنے قول و الله عليم حكيم. تک۔

اس سلسلے میں مہاجرین حبشہ کو جب معلوم ہوا کہ تمام اہل مکہ اسلام لے آئے ہیں وہ اپنے قبائل کو یہ کہہ کر کہ وہ ہمیں جلاوطنی سے زیادہ محبوب ہیں پلٹے مگر یہاں آ کر انھوں نے دیکھا کہ ان شیطانی کلمات کی اللہ کی جانب سے تنسیخ ہو جانے کی وجہ سے اہل مکہ پھر کافر ہو چکے ہیں۔

فسخ معاہدہ کی کوشش:

اس کے کچھ عرصے کے بعد قریش کے چند اشخاص اس معاہدے کو پارہ پارہ کرنے کے لیے جو قریش نے بنو ہاشم اور بنوعبدالمطلب سے ترک تعلقات کے متعلق آپس میں طے کیا تھا کھڑے ہوئے۔ ان میں سب سے زیادہ ہشام بن عمرو بن الحارث العامری نے جو عامر بن لوی کے خاندان سے تھا اور نضلہ بن ہاشم بن عبد مناف کا اخیافی بھائی تھا' قابل قدر خدمت انجام دی اور سعی کی یہ زہیر بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم جو عاتکہ بنت عبدالمطلب کا بیٹا تھا۔ کے پاس گیا اور اس سے کہا زہیر تمہیں یہ بات گوارا ہے کہ تم مزے سے کھاؤ پہنو نکاح کرو اور تمہارے ننھیالی رشتہ داروں کی یہ گت ہو کہ ان سے کوئی شخص نہ تجارت کر سکتا ہے اور نہ مناکحت۔ میں یہ قسم کہتا ہوں کہ اگر ابوالحکم بن ہشام کے ننھیالی رشتہ دار ہوتے اور تم اس کو ان کے متعلق اس قسم کے

سلوک کی دعوت دیتے جیسا کہ اس نے تم سے عہد لے لیا ہے تو وہ خود اپنوں کے متعلق تمہاری بات ہرگز نہ مانتا۔ زہیر نے کہا مگر ہشام یہ بتاؤ میں اکیلا کیا کرسکتا ہوں' اگر کوئی اور میرے ساتھ ہوتا تو البتہ میں اس معاہدے کے فسخ کے لیے کھڑا ہو جاتا اور اسے فسخ کرا کے چھوڑتا۔ ہشام نے کہا دوسرا آدمی ہے' زہیر نے پوچھا کون؟ اس نے کہا میں۔ زہیر نے کہا تیسرا آدمی میرے لیے بہم پہنچاؤ۔ ہشام مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کے پاس گیا اور اس سے کہا مطعم کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ بنو عبد مناف کے دو خاندان ہلاک ہو جائیں اور تم تماشہ دیکھتے رہو اور اس بات میں قریش کے ہمنوا بھی بنے رہو۔ بخدا اگر تم نے ان کو اس کا موقع بھی دے دیا تو پھر تمہاری بھی خیر نہیں۔ مطعم نے کہا مگر میں اکیلا کیا کرسکتا ہوں۔ ہشام نے کہا میں نے دوسرا بہم پہنچا لیا ہے اس نے پوچھا کون؟ ہشام نے کہا وہ بھی ہے۔ اس نے پوچھا کون؟ ہشام نے کہا زہیر بن ابی امیہ۔ مطعم نے کہا چوتھا بہم پہنچاؤ۔ ہشام ابوالبختری کے پاس گیا اور وہی گفتگو اس سے بھی کی جو مطعم سے کی تھی۔ اس نے کہا کیا کوئی اور بھی اس کام میں ہماری اعانت کرے گا۔ ہشام نے کہا ہاں۔ اس نے کہا وہ کون؟ ہشام نے کہا زہیر بن ابی امیہ' مطعم بن عدی اور خود میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ابوالبختری نے کہا پانچواں تلاش کرو ہشام زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد کے پاس گیا اور اس سے بھی اس نے وہی گفتگو کی جو وہ دوسروں سے کر چکا تھا اور کہا کہ وہ تو تمہارے عزیز قریب ہیں' ان کی حمایت تم پر حق ہے۔ زمعہ نے کہا جس کام کے لیے تم مجھ سے کہہ رہے ہو کیا کوئی اور بھی ہے جو اس میں ہماری اعانت کرے گا۔ ہشام نے کہا ہاں اور اس نے اپنے سب شرکاء کے نام لیے۔

تنسیخ معاہدہ:

اتنے آدمیوں کی شرکت کے بعد اب ان سب نے اس سے خطم الحجون پر جو مکہ اعلیٰ میں واقع ہے جمع ہو کر مشورہ کرنے کا وعدہ کیا اور یہاں یہ سب جمع ہوئے اور یہ طے کیا کہ اب اس معاہدہ کو فسخ کرنے کی عملی کارروائی کی جائے۔ زہیر نے کہا میں تم سب سے پہلے اس معاملہ میں اقدام کرتا ہوں اور اس کے متعلق قریش سے گفتگو کرتا ہوں۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کو جب قریش اپنی مجلسوں میں آ بیٹھے' زہیر بن امیہ ایک حلہ زیب تن کیے کعبہ میں آیا پہلے اس نے سات مرتبہ کعبہ کا طواف کیا پھر وہ لوگوں کے پاس گیا اور اس نے کہا اے اہل مکہ کیا یہ مناسب ہے کہ ہم تو مزے سے کھائیں شراب پئیں اور پہنیں اور بنو ہاشم یوں تباہ ہوں کہ ان سے لین دین کی اجازت نہیں۔ میں اس وقت تک اب نہیں بیٹھوں گا۔ جب تک کہ اس ظالمانہ اور تعلقات کے قطع کر دینے والے معاہدہ کو چاک نہ کیا جائے گا ابوجہل نے جو مسجد کی ایک سمت میں موجود تھا اسی وقت کہا تو جھوٹ بولتا ہے' بخدا یہ چاک نہیں کیا جائے گا۔ زمعہ بن الاسود نے کہا بخدا تو نہایت ہی کاذب ہے۔ جب یہ تحریر لکھی گئی تھی ہم نے اسی وقت اس کو پسند نہیں کیا تھا۔ ابوالبختری نے کہا بے شک زمعہ ٹھیک کہتا ہے۔ اس میں جو شرائط درج ہیں ہم اس کو پسند نہیں کرتے اور نہ اسے تسلیم کرتے ہیں۔ مطعم بن عدی نے کہا آپ دونوں سچے ہیں۔ آپ کے خلاف جو کہتا ہے وہ جھوٹا ہے ہمارا اس معاہدہ سے کوئی تعلق نہیں' ہم اس کی بجا آوری سے بری الذمہ ہیں۔ ہشام بن عمرو نے بھی یہی کہا۔ اس پر ابوجہل کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا پہلے سے کسی اور جگہ سے تصفیہ کر کے یہ لوگ آئے ہیں ایک دم یہ بات نہیں اٹھائی جاسکتی تھی۔ ابوطالب بھی مسجد کی ایک سمت میں بیٹھے تھے۔ مطعم بن عدی بڑھا کہ اس معاہدہ کو لے کر چاک کر دے مگر پاس جا کر دیکھا کہ دیمک نے اسے کھا لیا ہے صرف اس میں سے تحریر کی ابتدا اللھم باسمك باقی ہے۔ قریش جب کوئی تحریر لکھتے تو ہمیشہ اس جملہ سے ابتدا کرتے تھے۔

منصور بن عکرمہ بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی نے یہ معاہدہ اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ اس کے ہاتھ شل ہو گئے تھے۔

کچھ مسلمان مہاجر حبشہ سے مکہ چلے آئے اور بقیہ وہیں رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کو ان کے لیے نجاشی کے پاس بھیجا اس نے ان کو دو جہازوں میں سوار کرا دیا۔ عمر وان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے آپ اس وقت صلح حدیبیہ کے بعد خیبر میں تشریف رکھتے تھے یہ اب آنے والے سولہ تھے۔

حضرت محمد ﷺ کو ایذائیں:

رسول اللہ ﷺ قریش کے ساتھ مکہ میں مقیم رہے اب ان کو برابر اعلانیہ اور خفیہ طور پر اللہ کی طرف بلاتے تھے او جو جو تکالیف قریش آپ کو پہنچاتے آپ کی تکذیب کرتے اور مذاق اڑاتے آپ ان سب کو برداشت کرتے اور صبر کرتے۔ ان کی بے ہودگی یہاں تک بڑھی تھی کہ بعضوں نے بکری کی اوجھڑی آپؐ پر نماز کی حالت میں ڈال دی اور کبھی آپ کی ہانڈی میں جو آپؐ کے لیے چڑھائی گئی لا ڈالی۔ نماز کی حالت میں اس سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک بڑا پتھر کھڑا کرایا تھا۔

جب آپؐ کے گھر میں آپؐ پر پتھر پھینکے جاتے تو آپؐ اس پتھر کو ایک لکڑی کا سہارا لے کر باہر آتے اور فرماتے اے بنی عبد مناف یہ کیا طریقہ عمل ہے جو تم اپنوں کے ساتھ کرتے ہو اور پھر آپؐ اس پتھر کو راستے میں ڈال دیتے۔

عام الحزن:

ابو طالب اور خدیجہ ؓ آپ کی ہجرت سے تین سال پہلے ایک ہی سال میں انتقال کر گئے ان کے فوت ہو جانے سے آپؐ کے مصائب میں بہت اضافہ ہو گیا۔ کیونکہ ابو طالب کے انتقال کے بعد اب قریش آپ کو وہ ایذاء دینے لگے جو ان کی زندگی میں وہ نہیں دے سکتے تھے۔ یہاں تک کہ کسی نے آپؐ کے سر پر مٹی ڈال دی‘ اسی حالت میں آپؐ اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ آپ کی کوئی صاحبزادی مٹی دھلانے کھڑی ہوئیں وہ سر دھلاتی جاتی تھیں اور رو رہی تھیں‘ آپؐ ان کو تسلی دیتے تھے اور فرماتے تھے بیٹا مت روؤ اللہ تمہارے باپ کی حفاظت کرے گا۔

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک ابو طالب زندہ رہے قریش نے کوئی بات میرے ساتھ ناگوار خاطر نہیں کی۔

طائف کا سفر:

ابو طالب کے انتقال کے بعد آپؐ طائف گئے تاکہ بنو ثقیف سے مدد لیں اور وہ آپ کو آپ کی قوم والوں سے بچائیں۔ اس غرض کے لیے آپؐ تنہا ہی تشریف لے گئے تھے طائف پہنچ کر آپؐ بنو ثقیف کے چند آدمیوں سے ملنے گئے جو اس وقت ثقیف کے سادات اور اشراف تھے۔ یہ تینوں بھائی تھے‘ عبد یالیل بن عمرو بن عمیر‘ مسعود بن عمرو بن عمیر اور حبیب بن عمرو بن عمیر اور ان کے ہاں قریش کے بنو جمح کی ایک عورت تھی‘ آپؐ ان کے پاس جا کر بیٹھے اور ان کو اللہ کی دعوت دی اور آنے کی غرض بیان کی کہ تم اسلام کے لیے میری مدد کرو اور میری قوم کے مقابلہ پر جو میرے مخالف ہیں میرا ساتھ دو۔ ان میں سے ایک نے جو غلاف کعبہ بٹ رہا تھا کہا کیا آپ کو اللہ نے نبی مرسل کیا ہے؟ دوسرے نے کہا تمہارے سوا کوئی اور اللہ کو رسالت کے لیے نہ ملا۔ تیسرے نے کہا میں تم سے ایک بات بھی نہیں کرتا کیونکہ اگر واقعی جیسا کہ تم کہتے ہو رسول ہو تو تمہاری بات کی تردید کرنے میں نہایت درجہ خطرہ ہے اور اگر تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو اور اللہ پر افتراء کرتے ہو تو تم اس قابل نہیں کہ میں تم سے کلام کروں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے اٹھ آئے اور آپ ثقیف کی طرف سے مایوس ہو گئے‘ چلتے ہوئے آپؐ نے ان سے کہا تھا کہ تم نے میری بات نہیں مانی مگر کم از کم میرے یہاں آنے کو ظاہر نہ کرنا۔ آپؐ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ اس کا چرچا آپ کی قوم تک پہنچے اور وہ آپ کی اس ناکامی

پر بغلیں بجائیں اور طعنہ دیں' مگر ان بھائیوں نے اسے بھی نہ مانا بلکہ اپنے یہاں کے انفار و ارازل اور غلاموں کو آپؐ پر اکسایا۔ انھوں نے آپ کو گالیاں دیں اور آوازے لگائے' یہاں تک کہ ایک جماعت آپؐ پر چڑھ آئی اور اس نے آپ کو عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے احاطہ میں چھپنے پر مجبور کر دیا' وہ دونوں وہاں موجود تھے۔ اب ثقیف کے وہ سفہا جو آپؐ کے تعاقب میں آئے تھے آپ کا پیچھا چھوڑ کر پلٹ گئے۔ آپؐ انگور کے ایک منڈوے کی طرف چلے اور اس کے سایہ میں بیٹھ گئے' وہ دونوں بھائی آپ کو دیکھ رہے تھے اور سفہائے ثقیف نے جو بدتہذیبیاں آپؐ کے ساتھ کیں اس کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ بنوجمح کی اس عورت سے بھی جو وہاں بیاہی گئی تھی آپ کی ملاقات ہوئی تھی اور آپؐ نے اس سے کہا دیکھو تمہارے سسرال والوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

حضرت محمد ﷺ کی دعا:

جب آپ کو ذرا اطمینان ہوا آپؐ نے دعا کی: ''خداوندا! میں اپنی کمزوری اور لوگوں کے مقابلہ میں اپنی مجبوری کی تجھ سے شکایت کرتا ہوں اے ارحم الراحمین تو کمزوروں کا رب ہے' تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے' کسی اجنبی کے جو مجھ پر ظلم کرے یا تو نے میرے معاملہ کو کسی دشمن کے حوالے کر دیا ہے۔ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو ان مصائب کی میں پرواہ نہیں کرتا تیری حمایت میرے لیے بہت زیادہ وسیع ہے۔ میں تیرے اس نور کا واسطہ دے کر جس سے تمام تاریکیاں روشن ہو گئی ہیں اور جس پر دنیا اور آخرت میں کامیابی کا مدار ہے اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غصہ اور غضب مجھ پر نازل ہو۔ بے شک تجھے جب تک تو چاہے عتاب کرنے کا حق ہے اور ہر قسم کی طاقت اور قوت صرف تجھے حاصل ہے۔

عداس نصرانی غلام:

جب ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے آپ کو اس مجبوری کی حالت میں دیکھا ان کے جذبات ہمدردی اور رحم میں حرکت ہوئی' انھوں نے اپنے ایک نصرانی غلام عداس کو بلایا اور اس سے کہا کہ انگور کا ایک خوشہ لے کر اس طباق میں اسے رکھ کر اس شخص کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اسے کھالے۔ عداس حکم کی بجا آوری میں انگور لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے ان کو آپؐ کے سامنے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے طباق میں ہاتھ ڈالتے وقت بسم اللہ کہا اور پھر انگور کھانے لگے۔ عداس نے آپؐ کے چہرہ کو دیکھا اور کہا بخدا اس جملہ کو اس شہر کے باشندے نہیں بولتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا عداس تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمہارا مذہب کیا ہے؟ اس نے کہا میں نصرانی ہوں اور نینوا کا باشندہ ہوں آپؐ نے فرمایا اچھا تم اس نیک شخص یونس بن متی کے ہم وطن ہو۔ اس نے کہا آپ کیا جانیں کہ یونس بن متی کون تھا؟ آپؐ نے فرمایا وہ میرے بھائی اور نبی تھے' میں بھی نبی ہوں۔ یہ سن کر وہ جھکا اور اس نے آپؐ کے فرق مبارک اور ہاتھ پاؤں کو چوما۔ دونوں بھائیوں میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ دیکھو تمہارے غلام نے اس شخص کو تمہارے لیے بگاڑ دیا۔ جب عداس پلٹ کر ان کے پاس آیا انھوں نے اس سے کہا عداس یہ تمہاری کیا حرکت تھی کہ تم اس شخص کے سر اور ہاتھوں اور قدموں کو چومنے لگے۔ اس نے کہا اے میرے آقا! اس شخص سے بہتر روئے زمین پر کوئی اور نہیں ہے اس نے ایسی بات بتائی جو صرف نبی جانتا اور بتا سکتا ہے۔ انھوں نے کہا عداس مبادا وہ تم کو تمہارے دین سے منحرف کر دے تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔

جنوں کا قبول اسلام:

آپؐ ثقیف کی طرف سے مایوس ہو کر طائف سے مکہ آنے لگے۔ نخلہ آ کر آپ نصف شب میں نماز پڑھ رہے تھے کہ چند

جن جن کا ذکر اللہ نے کیا ہے آپ کے پاس سے گزرے' یہ یمن کے مقام نصیبین کے سات نفر جن تھے یہ ٹھہر کر آپ کی تلاوت سنتے رہے جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو وہ جن جواب ایمان لا کر آپ کی نبوت اور تعلیم کے قائل ہو چکے تھے اپنی قوم کے پاس آئے اور انھوں نے ان کو برائیوں سے روکنا اور ان کے نتائج سے ڈرانا شروع کیا۔ انھیں کے قصہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اس طرح رسول اللہ ﷺ سے بیان فرمایا ہے و اذ صرفنا الیك نفرا من الجن یستمعون القرآن اپنے قول و مجرکم من عذاب الیم تک اور دوسری جگہ فرمایا: قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن اس سورہ جن میں ان کے آخر قصہ تک ان جنوں کے نام جنھوں نے قرآن سنا یہ ہیں: حس' مس' شاصر' ناصر' اینا' الارد' انین اور احقم۔

اس کے بعد آپ مکہ آ گئے یہاں آ کر دیکھا کہ سوائے ان چند کمزور اور بے وقعت اشخاص کے جو آپ پر ایمان لے آئے تمام قوم بیش از بیش آپ کی مخالفت اور دشمنی پر آمادہ ہے۔

حضرت محمد ﷺ کی مکہ کو مراجعت:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب طائف سے آپ مکہ آنے لگے تو مکہ کے ایک شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی آپ نے اس سے کہا کیا تم میرا پیام جہاں میں بھیجوں پہنچا دو گے' اس نے کہا بہتر ہے آپ نے فرمایا تم اخنس بن شریک کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ محمد تم سے کہتے ہیں کہ تم مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دو تا کہ میں اللہ کا پیام تم کو سناؤں اس شخص نے اخنس سے آ کر آپ کا پیام کہا۔ اس نے جواب دیا کہ میں چونکہ عرب کا حلیف ہوں اس لیے ان کی مخالفت میں کسی کو اپنے پاس نہیں بلا سکتا۔ اس شخص نے نبی ﷺ سے آ کر اس کا قول بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا کیا تم پھر جا سکتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تم سہیل بن عمرو کے پاس جاؤ اور کہو کہ تم سے محمد ﷺ کہتے ہیں کیا تم ان کو اپنے پاس بلا سکتے ہو تا کہ وہ اللہ کا پیام تم کو سنائیں۔ اس شخص نے سہیل سے آ کر آپ کا پیام کہا۔ سہیل نے کہا بنو عامر بن لوی بن کعب کے خلاف کسی کو پناہ نہیں دے سکتے۔ اس شخص نے نبی ﷺ سے آ کر اس کا قول بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا پھر جا سکتے ہو۔ اس نے کہا اچھا۔ آپ نے فرمایا مطعم بن عدی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ محمد ﷺ تم سے کہتے ہیں کہ کیا تم پناہ دے سکتے ہو تا کہ وہ اپنے رب کے احکام اور پیام تم کو سنائیں۔ مطعم نے کہا ہاں میں اس کے لیے تیار ہوں وہ مکہ میں آ جائیں۔ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر اس کی اطلاع کی۔ دوسرے دن صبح کو مطعم بن عدی اور اس کے بیٹے اور بھتیجوں نے اسلحہ لگایا اور وہ مسجد میں آئے۔ ابوجہل نے اسے دیکھ کر پوچھا پیرو ہو یا پناہ دینے والے۔ اس نے کہا میں نے پناہ دی ہے۔ ابوجہل نے کہا اچھا جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی۔ اب رسول اللہ مکہ آ گئے اور مقیم ہو گئے۔ ایک دن آپ مسجد میں تشریف لائے' مشرک کعبہ کے پاس جمع تھے۔ ابوجہل نے آپ کو دیکھ کر کہا اے بنی عبد مناف یہ تمہارے نبی ہیں۔ اس پر عتبہ بن ربیعہ نے کہا مگر اس بات سے کیوں انکار کیا جائے کہ ہم میں کوئی نبی یا بادشاہ ہو۔ نبی ﷺ کو اس قول کی اطلاع دی گئی یا خود ہی آپ نے سن لیا۔ آپ قریش کے پاس آئے اور کہا اے عتبہ بن ربیعہ یہ بات تم نے اللہ اور اس کے رسول کی حمایت میں نہیں کی بلکہ غرور قومی میں کہی ہے' اور اے ابوجہل بن ہشام کچھ بہت زیادہ زمانہ نہیں گزرے گا تو ہنسے گا کم اور روئے گا بہت اور اے قریش بہت جلد مجبوراً بادل نخواستہ تم اس دعوت میں شرکت کرو گے جس سے تم اب انکار کرتے ہو۔

قبائل عرب کو دعوت اسلام:

ایام حج میں رسول اللہ قبائل عرب کے پاس جاتے ان کو اللہ کی دعوت دیتے اور کہتے کہ میں نبی مرسل ہوں تم میری تصدیق

کرو اور مدد کرو اور پھر تم کو خود معلوم ہو جائے گا کہ اللہ نے مجھے کیوں مبعوث فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں عبید اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ میں نے ربیعہ بن عباد کو اپنے والد سے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا۔ ربیعہ نے کہا میں نوجوان تھا اپنے باپ کے ہمراہ منیٰ میں موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ قبائل عرب کی فرودگاہوں میں آ کر کھڑے ہوتے اور کہتے اے بنی فلاں میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف آیا ہوں' تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم صرف اللہ کی پرستش کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو' اس کے علاوہ جن دیوتاؤں کی تم پرستش کرتے ہو ان سے بالکل قطع تعلق کر لو۔ مجھ پر ایمان لاؤ' میری تصدیق کرو' میری حمایت کرو پھر میں اللہ کے اس پیام کو جو اس نے مجھے دے کر مبعوث کیا ہے تم کو بتاؤں گا۔ آپؐ کے پیچھے ایک اور شخص خوش رو زلفوں والا تھا جس نے ایک عدنی حلہ پہن رکھا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنی تقریر اور دعوت ختم کرتے تو فوراً یہ شخص آپ کی مخالفت میں کہتا۔ اے بنی فلاں یہ شخص تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ تم لات اور عزیٰ کو چھوڑ دو اور بنو مالک بن اقیش سے جو تمہارے حلیف ہیں قطع تعلق کر کے اس کی دعوت کو جو سراسر بدعت اور ضلالت ہے قبول کرو۔ تم ہرگز اس کی بات نہ مانو اور نہ اسے سنو۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ کون ہے جو اس شخص کے ساتھ ساتھ اس کی تردید کرتا پھر رہا ہے۔ انھوں نے کہا یہ اسی کا چچا عبدالعزیٰ ابولہب بن عبدالمطلب ہے۔

بنو کندہ کو دعوت اسلام:

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کندہ کے پاس ان کی قیام گاہوں میں گئے اس وقت ان کا سردار ملیح بھی ان میں تھا آپؐ نے اسے اللہ عزوجل کی طرف بلایا اور خود کو ان پر پیش کیا مگر انھوں نے آپ کی بات نہ مانی اور انکار کر دیا۔

بنو کلب میں تبلیغ دین:

عبداللہ بن الحصین سے مروی ہے کہ آپؐ بنو کلب کے قیام گاہ گئے اور وہاں ان کے ایک خاندان بنو عبداللہ کے پاس آئے۔ ان کو اللہ عزوجل کی طرف دعوت دی اپنے کو پیش کیا اور یہ بھی کہا اے بنو عبداللہ اللہ نے تمہارے جد کو بہت اچھا نام عطا فرمایا ہے مگر انھوں نے بھی آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

بنو حنیفہ کو اسلام کی پیشکش:

عبداللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ آپؐ بنو حنیفہ کے پاس ان کی قیامگاہ آئے اور ان کو اللہ کی طرف بلایا اور اپنے کو پیش کیا مگر انھوں نے سب سے زیادہ درشت الفاظ میں آپ کو جھڑک دیا اور آپ کی دعوت رد کر دی۔

بنو عامر میں تبلیغ اسلام:

محمد بن مسلم بن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ آپؐ بنو عامر بن صعصعہ کے پاس گئے اور ان کو اللہ کی طرف بلایا اور اپنے کو پیش کیا۔ ان کے ایک شخص بحیرہ بن فہراس نے کہا اگر میں قریش کے اس جوانمرد کو ساتھ لے لوں تو سارے عرب کو ہضم کر لوں گا۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اچھا اگر ہم تمہاری دعوت میں تمہارے ساتھ ہو جائیں اور اللہ تمہارے مخالفین پر تم کو غالب کر دے تو کیا تمہارے بعد اس دعوت کے مالک ہم بن سکیں گے۔ آپؐ نے فرمایا یہ معاملہ اللہ کے قبضہ میں ہے وہ جسے چاہے دے۔ اس نے کہا تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ تمہاری حمایت میں ہم اپنے سینوں کو عربوں کا نشانہ بنائیں اور جب تم کو غلبہ حاصل ہو تو یہ اقتدار ہمارے علاوہ دوسروں کو مل جائے۔ اس شکل میں ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ تمہارے شریک ہوں اور اب انھوں نے بھی آپ کی دعوت رد کر دی۔

عامر شیخ کی تصدیق نبوت:

حج سے فارغ ہو کر جب لوگ واپس ہوئے بنو عامر اپنے ایک شیخ کے پاس پلٹ کر آئے۔ یہ اس قدر سن رسیدہ تھا کہ ان کے ہمراہ حج میں شریک نہ ہو سکتا تھا۔ اس لیے جب یہ لوگ حج سے واپس ہوتے تو اس کے پاس جاتے اور اس سال جو واقعہ پیش آتا اس سے بیان کرتے۔ چنانچہ حسب عادت جب وہ اس سے ملنے گئے تو اس نے پوچھا کہ اس سال کا کوئی واقعہ سناؤ۔ انھوں نے کہا کہ قریش کا ایک شخص جو عبدالمطلب کی اولاد میں ہے ہمارے پاس آیا اس نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور ہم سے خواہش کی کہ ہم اس کی حمایت کریں اس کا ساتھ دیں اور اسے اپنے علاقہ میں لے آئیں۔ شیخ نے بحیرہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور پھر کہا اے بنو عامر کیا کوئی صورت اب بھی ایسی ممکن ہے کہ تمہارے اس انکار اور تردید کی تلافی ہو سکے اور پھر اس بات میں شریک ہو سکو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کسی اسماعیلی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا مگر وہ ہمیشہ حق ہوا ہے تم کو کیا ہوا تھا کہ تم نے اس کی تردید کر دی۔

سوید بن صامت:

رسول اللہ ﷺ کی یہی حالت تھی کہ جب حج میں قبائل عرب آتے تو آپؐ اللہ اور اسلام کی ان کو دعوت دیتے اور اپنے آپ کو ان کی حمایت کے لیے پیش کرتے اور جو ہدایت اور رحمت آپؐ اللہ کی جانب سے لائے تھے وہ بیان کرتے۔ جب کبھی آپؐ نے سنا کہ کوئی معزز اور مشہور عرب سردار مکہ آیا ہے آپؐ خود اس کے پاس آئے اسے اللہ کی دعوت پہنچائی اور اپنے کو پیش کر دیا۔ اسی زمانے میں سوید بن صامت بنو عمرو بن عوف کا قریبی عزیز حج یا عمرہ کے لیے مکہ آیا سوید کی قوم والے اسے اس کی شجاعت شاعری' نجابت اور شرافت کی وجہ سے کامل کہتے تھے۔ جب آپ کو اس کی آمد کا علم ہوا آپؐ خود اس کے پاس گئے اور اسے اللہ اور اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا شاید آپؐ کے پاس کوئی ایسی کتاب ہے جیسی میرے پاس ہے۔ آپؐ نے پوچھا' وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس لقمان کا مجلّہ یعنی حکمۃ لقمان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا مجھے سناؤ۔ اس نے سنایا۔ آپؐ نے فرمایا بے شک یہ بہت عمدہ کلام ہے مگر میرے پاس وہ قرآن ہے جسے اللہ نے نور اور ہدایت کے لیے نازل فرمایا ہے وہ اس سے افضل ہے پھر آپؐ نے اسے قرآن پڑھ کر سنایا اور اسلام کی دعوت دی۔ اس نے انکار نہیں کیا بلکہ کہا بے شک یہ خوب کلام ہے' وہ چلا گیا اور مدینہ گیا اور چند ہی روز کے بعد خزرج نے اسے قتل کر دیا۔ اسی لیے اس کی قوم کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ مسلمان مرا ہے۔ وہ بعاث سے پہلے قتل کیا گیا۔

ایاس بن معاذ:

ابو الحیسر انس بن رافع بنو عبدالاشہل کے چند اور جوانوں کے ہمراہ جن میں ایاس بن معاذ بھی تھا۔ اپنی قوم خزرج کے خلاف قریش سے معاہدہ کرنے کے لیے مکہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ آپؐ ان کے پاس آئے اور وہاں تشریف فرما ہو کر ان سے کہا جس غرض سے تم آئے ہو اگر اس سے بہتر بات میں بتاؤں تم قبول کرو گے۔ انھوں نے پوچھا وہ کیا؟ آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں' اللہ نے مجھے اپنے بندوں کے پاس بھیجا ہے تاکہ میں ان کو اللہ کی طرف بلاؤں اور وہ صرف اسی کی پرستش کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کریں۔ اللہ نے مجھ پر ایک کتاب نازل فرمائی ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے اسلام کے ارکان ان کو بتائے اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ایاس بن معاذ نے جس کا بالکل شباب تھا کہا اے دوستو! بے شک یہ بات اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم یہاں آئے ہو۔

ایاس کی وفات:

ابو الحیسر انس بن رافع نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر ایاس بن معاذ کے منہ پر ماریں اور کہا تم ہم سے علیحدہ ہو جاؤ ہم اس کے علاوہ دوسرے کام کے لیے آئے ہیں' ایاس چپ ہو گیا' رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے اٹھ آئے' یہ جماعت مدینہ واپس چلی گئی۔ اس کے بعد اوس اور خزرج کے درمیان جنگ بعاث ہوئی۔ اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد ایاس ہلاک ہو گیا وہ لوگ جو موت کے وقت اس کے پاس موجود تھے بیان کرتے ہیں کہ وہ برابر اسے تہلیل وتکبیر اور اللہ کی حمد وتسبیح کرتے ہوئے سنا کرتے اسی طرح وہ جاں بحق والتسلیم ہو گیا۔ ان لوگوں کو اس کے مسلمان مرنے میں کوئی شبہ نہ تھا اس نے مکہ میں رسول اللہ ﷺ سے جو باتیں سنی تھیں ان کی وجہ سے وہ اسلام کا قائل ہو چکا تھا۔

بنو خزرج کی دعوت اسلام:

جب اللہ عزوجل نے ارادہ کر ہی لیا کہ وہ اپنے دین کو غالب کرے اپنے نبی کو معزز بنائے اور جو وعدہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا اسے ایفاء کر دے تو اب اس حج کا موقع آیا جس میں رسول اللہ ﷺ کی ملاقات انصار سے ہوئی۔ اس سال بھی حسب دستور آپؐ قبائل عرب سے ملے اور اپنے کو ان کے سامنے پیش کرتے رہے۔ اسی حالت میں عقبہ کے قریب خزرج کی ایک جماعت سے جس کے ساتھ اللہ کو بھلائی مقصود تھی آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے ان سے پوچھا تم کون ہو انھوں نے کہا ہم خزرج کی ایک جماعت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم یہودیوں کے موالی ہو۔ انھوں نے کہا ہاں آپؐ نے فرمایا ذرا بیٹھتے نہیں کہ تم سے کچھ باتیں کروں۔ انھوں نے کہا بہتر ہے ہم بیٹھ جاتے ہیں چنانچہ وہ آپؐ کے پاس بیٹھ گئے۔ آپؐ نے ان کو اللہ کی دعوت دی اسلام پیش کیا اور قرآن سنایا۔

بنو خزرج کا قبول اسلام:

اللہ نے ان کو پہلے ہی سے اسلام کے لیے اس طرح آمادہ کر رکھا تھا کہ یہودی جو ان کے علاقوں میں آباد تھے چونکہ وہ اہل کتاب اور عالم تھے اور یہ لوگ مشرک بت پرست تھے اور یہودیوں نے ان کے علاقوں پر قبضہ کر رکھا تھا جب کبھی ان میں کوئی تنازع ہوتا تو یہودی ان سے کہتے ٹھہر جاؤ بہت جلد ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے اس کا زمانہ بالکل قریب آ گیا ہے ہم اس کے ساتھ ہو کر تمہارا اس طرح قلع قمع کریں گے جس طرح عاد اور ارم ملیا میٹ ہوئے۔ اس لیے جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے باتیں کیں اور ان کو اللہ کی دعوت دی ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا جانتے ہو بخدا ضرور یہ ہی وہ نبی ہیں جن کے مبعوث ہونے سے یہودی تم کو ڈراتے تھے۔ اب یہ نہ ہو کہ وہ تم سے پہلے ان کے پاس پہنچ جائیں اور ان کی دعوت کو قبول کر کے ان کی تصدیق کریں اور اسلام لے آئیں۔ اس خیال سے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہم نے اپنی قوم کو چھوڑا اور واقعہ یہ ہے کہ باہمی عداوت ورقابت کی وجہ سے ہم میں کوئی قومیت ہی نہیں ہے ممکن ہے کہ اللہ آپ کی وجہ سے پھر ان کی بات بنا دے' ہم ان کے پاس جاتے ہیں ان کو آپ کی دعوت پہنچاتے ہیں اور یہ دین جو ہم نے قبول کر لیا ہے پیش کرتے ہیں۔ اگر اللہ نے ان سب کو اس بات پر متحد کر دیا تو آپؐ سے زیادہ ہماری نظر میں پھر کوئی اور معزز نہ ہو گا۔

بنو خزرج کے مسلمانوں کے اسمائے گرامی:

اس گفتگو کے بعد یہ لوگ ایمان لا کر آپؐ کی نبوت کی تصدیق کر کے اپنے اپنے وطن چلے گئے' یہ قبیلہ خزرج کے چھ شخص تھے

ان میں اس قبیلہ کے خاندان بنی النجار میں سے (یہ ہی تیم اللہ ہیں)۔ بنی مالک بن النجار بن ثعلبہ بن عمرو الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی اولاد میں سے اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھا (یہ ہی ابوامامہ ہے)' اور عوف بن الحارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار تھا (اور یہ ہی ابن عفراء ہے)۔ اور بنو زریق بن عامر بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن الجشم بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر میں سے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھا' اور بنوسلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساروتہ بن تزید بن جشم بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر اور پھر بنوسواد میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ تھا اور بنوحرام بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام تھا' اور بنوعبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے جابر بن عبداللہ بن رباب بن النعمان بن سنان بن عبید تھا۔

بیعت عقبہ:

مدینہ واپس آ کر انھوں نے اپنی قوم سے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی جوان میں بہت مقبول ہوئی۔ انصار کا کوئی گھر ایسا نہ رہا جہاں رسولؐ کا ذکر نہ ہوتا ہو۔ دوسرے سال حج میں انصار کے بارہ آدمی مکہ آئے اور انھوں نے عقبہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ یہ پہلا عقبہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر التوائے جنگ کی شرط پر بیعت کی۔ یہ اس وجہ سے کہ اب تک مسلمانوں پر جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ یہ بارہ اشخاص تھے۔

مسلم انصار کے اسمائے گرامی:

بنوالنجار میں سے اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار اور یہ ہی ابوامامہ ہے۔ عوف اور معاذ یہ دونوں حارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار کے بیٹے جو عفراء کے بیٹے بھی مشہور ہیں۔ بنوزریق بن عامر میں سے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ ذکوان بن عبدقیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق۔ بنوعوف بن الخزرج اور پھر ان کے خاندان بنوغنم بن عوف میں سے انھیں کو قوافل کہتے ہیں۔ عبادہ بن الصامت بن قیس بن اصرم بن قہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن الخزرج۔ ابوعبدالرحمٰن یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن قہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن الخزرج۔ ابوعبدالرحمان یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ۔ یہ بلی کے خاندان بنوغصینہ سے تھا جو خزرج کے حلیف تھے۔ سالم بن عوف بن الخزرج میں سے عباس بن عبادہ بن نصلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف۔ بنوسلمہ کے خاندان بنوحرام میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ بنوسواد میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کے علاوہ اس بیعت کے موقع پر اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کے خاندان بنوعبدالاشہل سے ابوالہیثم بن تیہان جس کا نام مالک ہے موجود تھا یہ خزرج کا حلیف تھا اور بنوعمرو بن عوف میں سے عویم بن ساعدہ بن صلعجہ ان کا حلیف موجود تھا۔

بیعت کی شرائط:

عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ میں عقبہ اولیٰ میں موجود تھا ہم بارہ آدمی تھے ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی یہ اس لیے کہ اب تک جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ بیعت اس اقرار پر کی گئی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو بھی ذرا سا شریک نہ کریں گے چوری نہ کریں گے' زنا نہ کریں گے' اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے' اور اپنے دل سے گھڑ کر کوئی بہتان اور غلط بات کسی کے لیے نہیں کہیں گے اور کسی

نیک بات میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس عہد کو پورا کرو گے تو تم کو جنت ملے گی اور اگر اس میں سے کسی بات کی خلاف ورزی کرو گے اور اس کی پاداش میں دنیا ہی میں تم سے مواخذہ ہو گیا تو وہ سزا تمہارے گناہ کا کفارہ ہو جائے گی اور اگر قیامت تک اس خطا پر پردہ پوشی کی گئی۔ تو پھر تمہارا معاملہ اللہ کے حوالے ہے وہ چاہے معاف کر دے گا۔ یہ روایت انھیں راوی سے اور دوسرے سلسلہ رواۃ سے بھی مروی ہوئی ہے۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ:

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب انصار کی یہ جماعت آپ ؐ سے رخصت ہوئی آپ ؐ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی کو ان کے ہمراہ کر دیا اور ہدایت کی کہ وہ ان کو قرآن پڑھ کر سنایا کریں۔ اسلام کی دعوت دیں اور اس کے مسائل سمجھائیں۔ اسی وجہ سے مدینہ میں مصعب مقری کے لقب سے مشہور تھے اور یہ ابوامامہ اسعد بن زرارہ بن عدس کے پاس فروکش ہوئے تھے۔

اسید بن حضیر:

اس سلسلہ میں مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ ایک مرتبہ مصعب بن عمیر کو بنوعبدالاشہل اور بنوظفر کے گھروں کو لے گیا۔ سعد بن معاذ بن النعمان بن امری القیس اسعد بن زرارہ کی خالہ کا بیٹا تھا' اسعد' مصعب کو لے کر بنوظفر کے ایک احاطہ میں جو ان کے کنوئیں (برعرق) پر بنا ہوا تھا لے کر آیا۔ وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے جو لوگ اسلام لے آئے تھے وہ ان کے پاس آ بیٹھے۔ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اس وقت اپنی قوم بنوعبدالاشہل کے سردار تھے اور اپنے ہم قوموں کی طرح مشرک تھے جب ان کو مصعب کے آنے کی اطلاع ہوئی سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر سے کہا یہاں کیا کر رہے ہو یہ دو شخص آئے ہیں تا کہ ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنائیں ان کے پاس جاؤ اور ان کو منع کر دو کہ وہ ہماری بستی میں نہ آئیں تم کو معلوم ہے کہ اسعد بن زرارہ میرا عزیز قریب ہے اگر اس کا بیچ نہ ہوتا تو مجھے یہ بات کہنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ میں خود ہی اس کا انتظام کر دیتا۔ مگر میں مجبور ہوں۔ وہ میرا خالہ زاد بھائی ہے اس لیے میں خود اس کے خلاف قدم نہیں بڑھا سکتا۔

اسید بن حضیر کا قبول اسلام:

اسید بن حضیر نے اپنا بھالا لیا اور وہ ان دونوں کے پاس آیا اسے آتا دیکھ کر اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے مصعب رضی اللہ عنہ سے کہا دیکھو یہ اپنی قوم کا سردار ہے تمہارے پاس آ رہا ہے اس کے مسلمان بنانے کی پوری کوشش کرنا۔ مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بیٹھے تو میں اس سے کلام کروں' وہ ان کو کھڑا ہوا گالیاں دیتا رہا اور اس نے کہا تم یہاں کیوں آئے ہو' تم ہمارے کمزور لوگوں کو احمق بنانا چاہتے ہو۔ یہاں سے چلے جاؤ ہاں اگر تم کو خود اپنے متعلق کوئی ضرورت لائی ہے تو بیان کرو۔ مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ذرا بیٹھ جائیں تو کہوں اگر آپ کو میری بات بھلی معلوم ہو تو قبول کیجئے گا' پسند نہ آئے نہ مانیے گا۔ اسید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بات معقول ہے۔ اب اس نے اپنا بھالا زمین میں گاڑ دیا اور ان دونوں کے قریب آ بیٹھا۔ مصعب رضی اللہ عنہ نے اسے اسلام کی دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں سے مروی ہے کہ اب بخدا ہم نے قبل اس کے کہ وہ کچھ کہے اس کے چہرے کی چمک اور طبیعت کی نرمی سے اسلام کے آثار نمایاں دیکھے پھر اس نے کہا یہ تو نہایت ہی عمدہ بات ہے۔ اچھا آپ یہ بتائیے کہ جب کوئی اس دین میں داخل ہونا چاہے تو کیا کرے؟ انھوں نے کہا تم غسل کرو' اپنے کپڑے پاک کرو اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھو اور پھر دو رکعت نماز۔ اسید رضی اللہ عنہ اٹھا' نہایا

کپڑے پاک کیے کلمہ شہادت پڑھا اور پھر بڑھ کر دو رکعت نماز پڑھی' فارغ ہو کر اس نے ان سے کہا کہ میرے ساتھ یہاں ایک اور شخص ہے اگر وہ اس دین میں تمہارے ساتھ ہو جائے تو پھر اس کی قوم والوں میں سے کوئی اس سے پیچھے نہیں رہ سکتا اور میں ابھی اس کو تمہارے پاس بھیجے دیتا ہوں۔

سعد بن معاذ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ:

یہ کہہ کر اس نے اپنا بھالا سنبھالا اور سعد اور اس کی قوم کے پاس جو اپنی چوپال میں بیٹھے ہوئے تھے آیا۔ جب سعد بن معاذ نے اسے آتے ہوئے دیکھا اپنی قوم سے کہا کہ بخدا اسید کے چہرے کی اب وہ کیفیت ہی نہیں ہے جو یہاں سے جاتے ہوئے اس کی تھی' وہ بالکل بدلا ہوا نظر آ رہا ہے چنانچہ جب وہ چوپال کے نزدیک آ کر کھڑا ہوا سعد نے اس سے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا میں نے ان دونوں سے باتیں کیں مجھے تو وہ قابل اندیشہ نظر نہیں آتے۔ میں نے ان کو ممانعت کی انھوں نے اقرار کیا کہ ہم تمہارے کہنے کے مطابق ہی عمل پیرا ہوں گے مگر مجھ سے کہا گیا ہے کہ بنو حارثہ اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے کے لیے چل نکلے ہیں اور چونکہ اسعد تمہارا خالہ زاد بھائی ہے' اسے قتل کر کے وہ تمہاری رسوائی کرنا چاہتے ہیں۔ اور تحقیر مقصود ہے۔

یہ سنتے ہی سعد آگ بگولا ہو کر تیزی سے اس پریشان کن اطلاع کی وجہ سے ان کی طرف لپکا اور اس نے اسید کے ہاتھ سے بھالا چھین لیا اور کہا خدا کی قسم ہے تم نکمے ہو تم کچھ نہ کر سکے' وہ ان دونوں کی طرف چلا اور جب اس نے ان دونوں کو اطمینان سے بیٹھا ہوا پایا تو وہ تاڑ گیا کہ اسید نے اس حیلہ سے ان کے پاس بھیجا ہے تا کہ یہ ان کی باتیں سنے۔ سعد کھڑا ہوا' ان کو گالیاں دیتا رہا۔ پھر اس نے اسعد بن زرارہ سے کہا اے ابو امامہ اگر تم میرے عزیز قریب نہ ہوتے تو تم کو کبھی اس بات کی جرأت نہ ہوتی کہ ایسی بات ہماری بستی میں پیش کرتے جو ہم ناپسند کرتے ہیں۔

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

اسے آتا دیکھ کر اسعد نے مصعب سے کہا تھا کہ دیکھو یہ تمام لوگوں کا جو یہاں جمع ہیں سردار ہے اگر اس نے تمہاری اقتداء کی تو پھر کوئی بھی تمہاری مخالفت نہ کرے گا مصعب رضی اللہ عنہ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا ذرا تشریف رکھیے اور سنیے اگر گوارا ہو قبول کیجئے اور اگر ناگوار ہو تو ہم کوئی بات آئندہ ایسی نہ کریں گے جو آپ کو ناپسند ہو۔ سعد نے کہا یہ معقول بات ہے اس نے اپنا بھالا گاڑا اور پاس بیٹھ گیا۔ مصعب نے اسلام کو پیش کیا اور قرآن سنایا۔ یہ دونوں کہتے ہیں کہ بخدا قبل اس کے کہ وہ خود اس کے متعلق کچھ کہے ہم نے اس کے چہرے کی چمک اور تواضع سے اسلام کے آثار ہویدا دیکھے۔ پھر خود اس نے کہا کہ جب کوئی اس دین میں داخل ہوتا ہے تو وہ کیا طریقہ اختیار کرتا ہے انھوں نے کہا غسل کرو اپنے دونوں کپڑوں کو پاک کرو' کلمہ شہادت زبان سے کہو اور دو رکعت نماز پڑھو۔ سعد اٹھا' نہایا' اس نے اپنے دونوں کپڑے پاک کیے' کلمہ شہادت پڑھا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنا بھالا لیا اور اپنی قوم کی بیٹھک کی طرف پلٹا۔ اس کے ساتھ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بھی تھا' اسے اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر اس کی قوم والوں نے کہا ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ سعد کا اب وہ بشرئی نہیں ہے جو وہ یہاں سے لے کر گیا تھا اس کی صورت ہی پہلی سی نہیں رہی ضرور تبدیلی ہوئی ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے پاس آ کر ان سے کہا اے بنو عبدالاشہل میری بات تمہارے نزدیک کیسی ہے۔ انھوں نے کہا آپ ہمارے سردار ہیں' اپنی رائے میں ہم سب سے افضل ہیں اور ہم سب میں مسعود و مبارک ہیں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا جب تم مجھے ایسا سمجھتے ہو تو اب تاوقتیکہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہ لاؤ گے میں تمہارے کسی مرد یا عورت سے کلام نہیں کروں گا۔

بنو عبد الاشہل کا قبول اسلام:

اس کی بات کا یہ اثر تھا کہ شام نہ ہونے پائی اور تمام بنو عبد الاشہل زن و مرد اسلام لے آئے' اسعد اور مصعب رضی اللہ عنہما وہاں سے پلٹ کر اسعد رضی اللہ عنہ کے گھر آ گئے۔ مصعب رضی اللہ عنہ برابر اس کے یہاں مقیم رہ کر اشاعت اسلام کرتے رہے یہاں تک کہ انصار کا کوئی گھر ایسا نہ بچا جہاں مرد و عورت مسلمان نہ ہو گئے ہوں۔ البتہ بنو امیہ بن زید۔ خطمہ' وائل اور واقف کے گھر اس سے مستثنیٰ تھے یہ ہی گھرانے اوس اللہ اوس بن حارثہ ہیں۔ ان کے اسلام نہ لانے کا سبب یہ تھا کہ ابو قیس بن الاسلمت صیفی ان کا مشہور شاعر اور قائد تھا۔ یہ اس کی ہر بات مانتے اور تسلیم کرتے تھے۔ اس نے ان سب کو اسلام سے روک دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے ہجرت کر کے مدینہ آنے اور بدر' احد اور خندق کی لڑائیوں تک ان کی یہ ہی حالت رہی۔

پھر مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مکہ چلے آئے اور انصاری مسلمان اپنے دوسرے مشرک ہم قوموں کے ساتھ حج کرنے مکہ آئے اور جب اللہ نے ان کی عزت افزائی' اپنے نبی کی نصرت اور اسلام اور مسلمانوں کا اعزاز اور شرک اور مشرکین کی تذلیل کرنا چاہی تو ان لوگوں نے وسط ایام تشریق میں عقبہ میں آپ سے ملنے کا وعدہ کیا۔

براء بن معرور:

کعب بن مالک سے جو عقبہ میں شریک اور موجود تھے اور جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اس وقت بیعت کی ہے مروی ہے کہ ہم اپنی قوم کے حاجیوں کے ہمراہ مکہ چلے آئے اس سے پہلے ہم نماز اور مذہب اسلام سے پوری طرح واقف ہو چکے تھے۔ براء بن معرور ہمارے سردار اور بزرگ ہمارے ساتھ تھے۔ جب ہم اس حج کے ارادے سے مدینہ سے روانہ ہوئے تو براء نے ہم سے کہا لوگو! میرے دل میں ایک بات آئی ہے مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ تم بھی اسے مانو گے اور اس پر عمل کرو گے یا نہیں۔ ہم نے پوچھا کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا یہ بات میرے ذہن میں آئی ہے کہ میں اس عمارت یعنی کعبہ کی طرف نماز میں اپنی پشت نہ کیا کروں بلکہ اس کی سمت منہ کر کے نماز پڑھوں۔ ہم نے کہا مگر ہمیں تو نبی ﷺ سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ ﷺ شام کی طرف مواجہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور ہم ان کی مخالفت کرنا نہیں چاہتے۔ براء رضی اللہ عنہ نے کہا مگر اب تو میں کعبہ ہی کی سمت نماز پڑھوں گا ہم نے کہا مگر ہم آپ کا ساتھ نہیں دے سکتے' جب نماز کا وقت آتا ہم شام کی طرف نماز پڑھتے اور براء رضی اللہ عنہ کعبہ کی سمت پڑھتے۔ ہم مکہ آئے ہم براء رضی اللہ عنہ کی اس بات کو معیوب سمجھتے تھے کہ کیوں انھوں نے اپنی رائے پر اصرار کیا۔ مکہ آ کر انھوں نے مجھ سے کہا اے میرے برادر زادے تم مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے چلو تاکہ میں دریافت کروں کہ اثنائے سفر میں جو کچھ میں نے کیا وہ درست ہے یا نہیں۔ بخدا میرے دل میں تم لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے اس بات کے متعلق ایک کھٹک پیدا ہو گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ صاف ہو جائے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کو دریافت کرتے ہوئے چلے۔ ہم آپ کو پہچانتے نہ تھے اور اب تک آپ کو ہم نے نہیں دیکھا تھا۔

قبلہ کے بارے میں ارشادِ نبوی ﷺ:

ایک مکہ والے سے ملاقات ہوئی ہم نے اس سے رسول اللہ ﷺ کو دریافت کیا اس نے پوچھا کیا تم دونوں ان کو پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں' اس نے کہا کیا عباس کو پہچانتے ہو' ہم نے کہا ہاں' اور ہم عباس کو اس لیے پہچانتے تھے کہ وہ ہمیشہ تجارت کے

لیے ہمارے یہاں آیا کرتے تھے۔ اس نے کہا جب تم مسجد میں داخل ہو گے تو جو شخص عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا ہے وہی رسولؐ ہیں۔ ہم مسجد میں آئے عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے پاس رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے۔ ہم سلام کر کے ان کے پاس بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا' ابوالفضل آپ ان کو جانتے ہیں' انھوں نے کہا ہاں یہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ اپنی قوم کا سردار ہے اور یہ دوسرا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ہے میں رسول اللہ ﷺ کے اس قول کو نہیں بھولوں گا کہ آپؐ نے فرمایا شاعر! عباسؓ نے کہا جی ہاں وہی اب' براءؓ نے عرض کیا اے نبی اللہ اسی سفر میں اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت کی اور یہ بات میری سمجھ میں آئی کہ میں اس عمارت کی طرف اپنی پشت نہ کروں اس لیے میں نے اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ میرے دوستوں اور رفیقوں نے اس بات میں میری مخالفت کی۔ اس وجہ سے اس کے متعلق میرے دل میں خدشہ پیدا ہوا۔ اب آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ایک قبلہ پر قائم تھے تم کو اسی پر صبر کرنا چاہیے تھا۔ آپؐ کے ارشاد سے براء رضی اللہ عنہ پھر رسول اللہ ﷺ کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے اور انھوں نے ہمارے ہمراہ شام کی طرف نماز پڑھی۔ اگر چہ ان کے گھر والے اس بات کے مدعی ہیں کہ براء رضی اللہ عنہ نے مرتے دم تک کعبہ کی طرف ہو کر نماز پڑھی۔ مگر یہ بات واقعہ کے خلاف ہے ہم اس بات کو ان سے زیادہ جانتے ہیں اب ہم حج کے لیے چلے اور وسط ایام تشریق میں ہم نے عقبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا وعدہ کیا۔

عبداللہ بن عمرو ابو جابر:

حج سے فارغ ہو کر جب وہ رات آ گئی جس میں ہم نے آپؐ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا چونکہ ہمارے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن حرام ابو جابر بھی تھا ہم نے اسے اس بات سے آگاہ کر دیا' اب تک ہم اپنی اس بات کو اپنے ساتھی ہم قوم مشرکین سے چھپاتے تھے۔ ہم نے اس سے گفتگو کی اور کہا ابو جابر تم ہمارے سرداروں میں ہو اور ہمارے اشراف ہو اور اس وجہ سے ہم چاہتے ہیں کہ تم کو شرک کی ضلالت سے بچائیں۔ جس میں تم مبتلا ہو تا کہ کل قیامت میں دوزخ کے کندے نہ بنو۔ پھر ہم نے اسے اسلام کی دعوت دی اور بتایا کہ آج عقبہ میں ہمارا رسول اللہ ﷺ سے ملنے کا وعدہ ہے۔ ابو جابر اسلام لے آئے اور ہمارے ساتھ عقبہ گئے۔ یہ نقیب تھے' وہ رات ہم نے اپنی قوم کے ساتھ اپنی قیام گاہ میں بسر کی۔ جب ایک ثلث رات گزر گئی ہم حسب قرارداد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے اپنی فرودگاہوں سے خفیہ طور پر دبے قدم نہایت خاموشی کے ساتھ ایک ایک کر کے نکلے اور گھاٹی کے پاس والے درے میں جمع ہوئے۔ ہم ستر آدمی تھے ان میں دو عورتیں انھیں کی بیویاں تھیں ایک نسیبہ بنت کعب ام عمارہ یہ بنو مازن بن النجار کی بیویوں میں تھی۔ دوسری اسماء بنت عمرو بن عدی بنو سلمہ کی بیویوں میں سے تھی یہ ہی ام منیع ہے۔ ہم سب درے میں جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگے۔ آپ تشریف لائے۔ آپؐ کے ساتھ آپؐ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب تھے۔ اگر چہ یہ اب تک اپنی قوم کے دین پر قائم تھے مگر وہ چاہتے تھے کہ اپنے بھتیجے کے کام میں مصروف ہوں اور ان کے لیے پوری طرح اطمینان و اعتماد حاصل کر لیں۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا خزرج سے خطاب:

سب سے پہلے عباسؓ نے گفتگو شروع کی اور کہا اے گروہ خزرج عرب انصار کے اس قبیلہ کو چاہے خزرج ہوں یا اوس ایک ہی نام خزرج سے موسوم کرتے تھے۔ محمدؐ ہمارے ہیں تم بھی واقف ہو۔ ہم نے ان کو اپنے ان قوم والوں سے جو میرے مسلک پر ہیں

بچایا ہے‘ اپنی قوم کی وجہ سے ان کی خاص عزت و وقعت ہے وہ اپنے وطن میں امن و حفاظت کے ساتھ ہیں مگر اب وہ اس بات پر بالکل تل گئے ہیں کہ تمہارے یہاں جارہیں اور وہیں سکونت اختیار کرلیں اگر تم سمجھتے ہو کہ جس غرض سے تم نے ان کو دعوت دی ہے اسے پورا کرو گے اور ان کے مخالفین سے ان کی حفاظت کرو گے تو بے شک تم اس بار کو اٹھالو ورنہ اگر تم سمجھتے ہو کہ تمہارے یہاں چلے جانے کے بعد تم ان کا ساتھ چھوڑ دو گے اور ان کی حمایت سے دست کش ہو جاؤ گے تو بہتر یہ ہے کہ اسی وقت ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ کیونکہ یہاں بھی اپنی قوم کی وجہ سے وہ معزز ہیں اور اپنے وطن میں بحفاظت واطمینان رہ رہے ہیں۔

بنوخزرج کی یقین دہانی:

جو کچھ تم نے کہا ہم نے اسے سنا اب آپ رسول اللہ ﷺ فرمائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں بخدا آپؐ جو چاہیں اپنے لیے عہد و پیمان لے سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے گفتگو شروع کی پھر قرآن پڑھ کر سنایا اللہ کی دعوت دی اور اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی پھر فرمایا میں اس شرط پر تم سے بیعت لیتا ہوں کہ تم میری اس طرح حفاظت کرو گے جس طرح تم اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔ اس پر براء نے آپؐ کا ہاتھ پکڑا اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بجا طور پر نبی مبعوث فرمایا ہے ہم آپ کی اس طرح حفاظت کریں گے جس طرح کہ ہم اپنی ازاروں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس شرط پر ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ بخدا ہم اہل حرب اور اہل جماعت ہیں اور یہ فخر ہم کو وراثتاً اپنے بزرگوں سے ملتا رہا ہے۔

بارہ نقیب:

براء ابھی گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ان کی بات کاٹ کر ابوالہیثم بن تیہان بنو عبدالاشہل کے حلیف نے کہا اے رسول اللہ ﷺ ہمارے اور یہودیوں کے درمیان جو رشتہ اور تعلق ہے ہم اسے قطع کر دینے کے لیے آمادہ ہیں اگر ہم نے ایسا کر دیا اور اللہ نے آپ کو غلبہ عطاء فرمایا تو کیا آپ ہمیں چھوڑ کر پھر اپنی قوم کے پاس چلے آئیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا پھر کہا خون‘ خون۔ بربادی بربادی‘ میں تم سے اور تم مجھ سے ہو جس سے تم لڑو گے میں لڑوں گا‘ جس سے تم صلح کرو گے میں صلح کروں گا۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم اپنے میں سے بارہ نقیب مجھے دو کہ میں ان کو ان کی قوم کی نگرانی اور سیاست کے لیے مقرر کروں چنانچہ انھوں نے بارہ نقیب جس میں نو خزرج اور تین اوس کے تھے انتخاب کر دیے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان نقیبوں سے فرمایا تم اپنی قوم کے وعدوں کے اسی طرح کفیل ہو جس طرح حواری عیسیٰ کے کفیل تھے اور اپنی قوم کا میں کفیل ہوں۔ انھوں نے کہا اچھی بات ہے ہم اسے قبول کرتے ہیں۔

بیعت عقبۂ ثانیہ:

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب یہ سب جماعت رسول اللہ ﷺ کی بیعت کے لیے آمادہ ہوئی عباس بن عبادہ بن نضلۃ الانصاری رضی اللہ عنہ نے جو بنو سالم بن عوف کا رشتہ دار تھا سب کو مخاطب کر کے کہا تم ان ذمہ داریوں کو اچھی طرح سمجھ گئے ہو جو ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی وجہ سے تم پر عائد ہوں گی‘ انھوں نے کہا ہاں سمجھ گئے۔ اس نے کہا اس بیعت کے یہ معنی ہیں کہ تم کو تمام دنیا سے لڑنا پڑے گا۔ سب تمہارے دشمن ہو جائیں گے تو اگر ان کی حمایت میں کسی مصیبت کی وجہ سے تمہاری تمام دولت برباد ہو جائے اور تمہارے تمام اشراف مارے جائیں اور پھر تم ان کا ساتھ چھوڑ دو تو اس وقت ایسا کرنے سے یہ بہتر ہے کہ اب ہی انکار کر دو کیونکہ اقرار کے بعد عدم ایفاء کی صورت میں دین و دنیا کی رسوائی ہے اور اگر تم ان تمام مصائب کے پیش آنے کے

بعد بھی ایفائے عہد کے لیے آمادہ ہو تو بے شک ان کو اپنے ساتھ لو‘ اس میں دین و دنیا دونوں کی بھلائی ہے۔ اس پر سب حاضرین نے کہا ہم مال و جان کی مصیبت کو برداشت کر کے آپ کو لیتے ہیں رسول اللہ ﷺ آپ فرمائیں اگر ہم نے آپ کے ساتھ وفا کی ہمیں اس کا کیا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جنت۔ سب نے کہا ہاتھ پھیلائیے۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا اور سب نے آپ کی بیعت کی۔

راوی کا خیال ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے یہ تقریر صرف اس لیے کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت اور مدافعت کا عہد زیادہ پختگی سے ان کے ذمے عائد ہو‘ مگر عبداللہ بن ابی بکر کا خیال ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے یہ تقریر اس لیے کی تھی کہ اس رات کو وہ لوگ آپ کی بیعت نہ کریں وہ چاہتے تھے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول بھی اس عہد میں شریک ہو تو اس جماعت کی بات زیادہ قوی ہو جائے گی مگر اللہ ہی ان کی نیت سے زیادہ واقف ہے کہ کیا تھی۔ بنو النجار مدعی ہیں کہ سب سے پہلے ابوامامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کے لیے ہاتھ رکھا اور بنو عبدالاشہل کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ابوالہیثم بن تیہان نے بیعت کی۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت:

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے اس موقع پر براءؓ بن معرور نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ رکھا اور بیعت کی‘ اس کے بعد تمام جماعت نے متواتر بیعت کی‘ جب ہم بیعت کر چکے تو میں نے ایسی بلند اور صاف آواز میں جو میں نے کبھی نہ سنی تھی گھاٹی کی چوٹی پر سے شیطان کو یہ کہتے سنا اے اہل جبل تم کو اس شخص کے ساتھ معاہدہ کرنے اور تبدیل مذہب سے کیا فائدہ ہوگا۔ ہوشیار ہو جاؤ قریش نے تم سے لڑنے کے لیے تصفیہ کر لیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دشمن خدا کیا بک رہا ہے‘ یہ اس گھاٹی کا بھوت ہے‘ یہ شیطان ہے‘ اے خدا کے دشمن سن لے میں بہت جلد اس کام سے فارغ ہو کر تیری خبر لیتا ہوں۔ پھر آپؐ نے انصار سے کہا اب تم اپنی قیام گاہوں کو جاؤ‘ اس موقع پر عباس بن عبادہ بن نضلہ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو واقعی نبی مبعوث فرمایا ہے حکم ہو تو ہم کل صبح ان لوگوں پر جو منیٰ میں ہیں تلواروں سے حملہ کیے دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہمیں اس کا ابھی حکم نہیں دیا گیا ہے اس وقت تو تم اپنی قیام گاہوں کو چلے جاؤ۔

حارث بن مغیرہ اور ابو جابر:

ہم اپنی خواب گاہوں کو واپس آ کر سو گئے صبح کو قریش کے بیشتر اصحاب ہمارے پاس آئے اور انھوں نے کہا اے گروہ خزرج ہمیں خبر ملی ہے کہ تم ہمارے اس شخص کے پاس گئے تھے اور تم اسے ہمارے خلافِ مرضی یہاں سے لے جانا چاہتے ہو اور تم نے ہم سے لڑنے کے لیے اس کی بیعت کی ہے حالانکہ بخدا تمام قبائل عرب میں اس بات کے لیے کہ وہ ہم میں اور ان میں جنگ کرا دے تم سے زیادہ کوئی ہمارے نزدیک مبغوض نہیں‘ اس پر ہماری قوم کے جو مشرک ہمارے ساتھ آئے تھے چونک پڑے اور انھوں نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا ہے اور ہم اس سے بالکل بے خبر ہیں اور ان کی بات ٹھیک بھی تھی کیونکہ واقعی ان کو کچھ معلوم نہ تھا۔ خود ہم میں سے ایک نے دوسرے کو دیکھنا شروع کیا‘ اتنے میں قریش اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان میں حارث بن ہشام بن المغیرۃ المخزومی بھی تھا وہ نئے جوتے پہنے ہوئے تھا میں نے اپنی قوم کی کہی ہوئی بات میں شرکت کے لیے یہ بات کہی کہ اے ابو جابر تم بھی ہمارے سردار ہو کیا تم اس قریشی کے ایسے جوتے نہیں خرید سکتے۔ حارث نے یہ بات سن پائی اس نے وہ جوتے پاؤں سے نکال کر میری

طرف پھینکے اور کہا کہ بخدا اب تم کو یہ پہننا پڑیں گے۔ ابو جابر نے مجھ سے کہا ذرا خاموش رہو تم نے اسے ناراض کر دیا۔ اس کے جوتے واپس دے دو۔ میں نے کہا ہرگز نہیں یہ تو ہمارے لیے اچھی فال ہے اگر یہ پوری ہوئی تو دیکھنا کہ قتل کے بعد میں اس کے لباس اور اسلحہ کو اتاروں گا۔

عقبہ کے متعلق یہ مذکورہ بالا بیان کعب بن مالک کا ہے۔ ابو جعفر کہتے ہیں اور ابن اسحاق کے علاوہ دوسروں نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ انصاری ذوالحجہ میں بیعت کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے ان کے جانے کے بعد اس سال کے ذوالحجہ کا بقیہ زمانہ محرم اور صفر رسول اللہ ﷺ مکہ میں رہے۔ ربیع الاوّل میں آپؐ ہجرت کر کے مدینہ روانہ ہوئے اور دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاوّل کو آپؐ مدینہ پہنچے۔

باب ۳

ہجرت

ہجرت مدینہ کی اجازت:

عروہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی ہجرت مدینہ سے پہلے جب مہاجرین حبشہ میں سے کچھ لوگ مکہ آ گئے اور یہاں بھی مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا اور مدینہ میں بہت سے انصار اسلام لے آئے اور وہاں اسلام اچھی طرح پھیل گیا اور مدینہ والے مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنے لگے' قریش نے آپس میں یہ طے کیا کہ ان کو ستائیں اور حملہ کریں چنانچہ انھوں نے انصار کو پکڑ لیا اور دق کرنے لگے۔ اس سے انصار کو بڑی تکلیف اور اذیت ہوئی۔ یہ آخری مصیبت تھی جو مسلمانوں کو اٹھانا پڑی۔ دو وقت بڑی مصیبت کے آئے ایک وقت جب کہ انھوں نے حبشہ سے واپس آ کر اہل مدینہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آتا دیکھا اور اس وجہ سے ان کو ستایا گیا اسی کے بعد مدینہ کے ستر نقیب جو وہاں کے مسلمانوں کے سردار تھے حج کے زمانہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے عقبہ میں آپ کی بیعت کی اور اس شرط پر کہ ہم اور آپ ایک ہیں اگر آپ یا آپ کے صحابہؓ میں سے جو ہمارے یہاں چلا آئے گا ہم اس کی اپنی جانوں کی طرح حفاظت اور مدافعت کریں گے انھوں نے آپؐ سے عہد و پیمان کیے۔ اس وقت پھر قریش نے مسلمانوں پر سختیاں شروع کیں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو مدینہ جانے کا حکم دے دیا یہ دوسرا فتنہ ہے جس میں آپؐ نے اپنے صحابہ کو مدینہ بھیجا اور خود آپؐ بھی مکہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ اسی کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ﴾

''تم ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سب اللہ کے مطیع ہو جائیں''۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ قریش عبداللہ بن ابی سلول کے پاس گئے اور اس سے وہی کہا جسے کعب بن مالک نے بیان کیا ہے۔ اس نے قریش سے کہا یہ تو بڑی بات ہے میں نہیں سمجھتا کہ بغیر میرے میری قوم نے ایسا کیا ہو مجھے اس کی کچھ خبر نہیں' اس جواب پر قریش واپس چلے گئے' سب لوگ منیٰ سے اپنی اپنی راہ ہو گئے مگر قریش نے اس خبر کی ٹوہ لگائی تو ان کو معلوم ہوا کہ وہ بالکل سچ تھی' اب وہ خزرج کے تعاقب میں چلے' انھوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور منذر بن عمرو بنو ساعدہ بن کعب بن الخزرج کے عزیز قریب کو حاجر میں جا لیا' منذر ان کی گرفت سے نکل گیا مگر سعد کو انھوں نے پکڑ لیا اور اسی کے کجاوے کے تسموں سے اس کی مشکیں باندھ کر مارتے ہوئے اور سر کے بالوں سے جو بڑے بڑے تھے گھسیٹتے ہوئے مکہ لائے۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی رہائی:

سعد سے مروی ہے کہ میں ان کے ہاتھوں میں جکڑا ہوا تھا کہ قریش کے چند آدمی وہاں آئے' ان میں ایک نہایت حسین' وجیہ گورے رنگ کا مقبول صورت شخص بھی تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اگر اس ساری جماعت میں کوئی بھی بھلا آدمی ہو سکتا ہے تو یہ ہو

سکتا ہے۔ مگر میرے قریب آ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے نہایت سخت تھپڑ مجھے مارا۔ میں نے دل میں کہا جب اس کا یہ حال ہے تو دوسروں سے تو کیا بھلائی کی امید کی جا سکتی ہے۔ مجھے پکڑے ہوئے وہ گھسیٹتے لیے جا رہے تھے کہ ان میں ایک شخص نے موقع سے میرے قریب آ کر کہا کیا کسی قریشی سے رسم اور دوستی نہیں ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں' میں اپنے وطن میں جبیر بن مطعم بن عدی بن عبد مناف کے کارندوں کو جو تجارت کے لیے وہاں آتے پناہ دیتا تھا اور کسی کو ان پر زیادتی نہیں کرنے دیتا تھا اور حارث بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف سے بھی میرا ایسا ہی سلوک تھا۔ اس شخص نے کہا پھر کیا ہے تم ان دونوں کا نام بلند آواز سے لو اور اپنے ان مراسم کا اظہار کرو۔ میں نے اس کی تجویز پر عمل کیا' وہ شخص ان دونوں کی تلاش میں چلا گیا اور وہ اسے کعبہ کے پاس مسجد حرام میں مل گئے۔ اس نے ان سے کہا کہ ایک خزرجی کو ابطح میں پیٹا جا رہا ہے اور وہ تمہاری دہائی دے رہا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارے اس سے خاص مراسم ہیں۔ انھوں نے پوچھا وہ کون ہے اس شخص نے کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ۔ وہ دونوں کہنے لگے بے شک وہ سچا ہے وہ اپنے وطن میں ہمارے تجارتی کارندوں کو پناہ دیتا تھا اور ان کو ظلم سے بچاتا تھا۔ وہ دونوں ابطح آئے اور انھوں نے سعد کو قریش کے ہاتھوں سے چھڑا لیا اور سعدؓ اپنی راہ چل دیے۔ جس شخص نے ان کے تھپڑ مارے تھے وہ بنو عامر بن لوی کا عزیز سہیل بن عمرو تھا۔

انصار کا اظہارِ اسلام:

مدینہ آ کر انصار نے علانیہ طور پر اسلام کا اظہار کر دیا' ان کی قوم میں اب تک کچھ بوڑھے مشرک چلے آتے تھے ان میں عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ بھی تھا مگر اس کا بیٹا معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے دوسرے جوانوں کے ساتھ عقبہ میں شریک اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر چکا تھا۔ عقبہ میں دو بیعتیں ہوئیں' پہلی بیعت التوائے جنگ کے ساتھ تھی جیسا کہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہو چکا ہے دوسری بیعت کالے گوروں سے جنگ کی شرط پر ہوئی کیونکہ اب اللہ نے کفار سے جہاد کی اجازت دے دی تھی جیسا کہ عروہ بن الزبیر کی روایت سے ظاہر ہے۔

عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے جو نقیبوں میں تھے مروی ہے کہ دوسری مرتبہ ہم نے جنگ کی شرط پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی' یہ عبادہ ان بارہ آدمیوں میں تھے جنہوں نے عقبہ اولیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

مسلمانوں کی ہجرت مدینہ:

جب اللہ عزوجل نے اپنے رسول ﷺ کو لڑائی کی اجازت ان آیات سے دی و قاتلوا هم حتى لا تكون فتنة و يكون الدين كله لله اور کفار نے حسب بیان سابق آپ کی بیعت کر لی' آپؐ نے ان مسلمان صحابہ کو جو آپؐ کے ساتھ مکہ میں تھے اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ ہجرت کر کے اپنے انصار بھائیوں کے پاس مدینہ چلے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ نے ان کو تمہارا بھائی بنایا ہے اور مدینہ تمہارے لیے مامن ہے' اس اجازت کے بعد مسلمان رفتہ رفتہ مدینہ جانے لگے۔ مگر خود رسول اللہ ﷺ مکہ میں رہے اور انتظار کرنے لگے کہ جب ان کے رب کے پاس سے ان کو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانے کی اجازت ملے تو خود بھی جائیں۔ صحابہؓ میں سے قبیلہ قریش کے خاندان بنو مخزوم میں سے سب سے پہلے ابو سلمہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم نے مدینہ ہجرت کی' یہ اصحاب عقبہ کی بیعت سے ایک سال قبل مدینہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے یہ حبشہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ آئے جب قریش نے ان کو ستایا اور ان کو انصار کے اسلام لے آنے کی خبر ہوئی ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے ان کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے عامر بن ربیعہ جو بنو عدی بن کعب کے حلیف تھے اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابن حشمہ بن غانم بن عبد اللہ بن

عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب کے ساتھ مدینہ آئے پھر عبداللہ بن جحش بن رباب اور ابواحمد بن جحش مدینہ آئے' آخر الذکر نابینا تھے' مگر اس کے باوجود مکہ کے اعلیٰ اور اسفل میں بغیر رہبر کے پھرا کرتے تھے۔ ان کے بعد پھر تو رفتہ رفتہ مسلسل اصحاب رسول اللہ ﷺ مدینہ جانے لگے مگر خود آپ مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کے چلے جانے کے بعد بھی اللہ کی اجازت کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔ علیؓ بن ابی طالب اور ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ اور جو مہاجرین میں سے مکہ میں رہ گئے تھے ان کو قریش نے یا تو گرفتار کر کے قید کر دیا تھا یا ان کو سخت مصیبت میں مبتلا کیا تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بار بار رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کی اجازت مانگی مگر آپ نے فرمایا جلدی نہ کرو شاید اللہ تمہارا کوئی اور ساتھی بھی کر دے اس بات سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ شاید خود رسول اللہ ﷺ ہی ساتھی ہوں۔

کفار کی مجلس مشاورت:

قریش نے جب دیکھا کہ ان کے ملک کے علاوہ دوسرے ملک میں رسول اللہ ﷺ کے بہت سے پیرو اور ساتھی پیدا ہو گئے ہیں اور مہاجرین ان کے پاس چلے جا رہے ہیں۔ ان کو محسوس ہوا کہ مسلمانوں کو اچھی پناہ گاہ مل گئی ہے جہاں ان کا قابو نہیں چل سکتا۔ اب ان کو خود رسول اللہ ﷺ کا مکہ سے چلے جانے کا خوف دامن گیر ہوا اور یہ بات بھی ان کو معلوم ہوگئی کہ آپ نے مدینہ جا کر قریش سے لڑائی کا تہیہ کر لیا ہے۔ قریش اس صورتِ حال پر غور کرنے کے لیے اپنی مجلس میں جو قصی بن کلاب کا گھر تھا اور جہاں مشورہ کیے بغیر وہ کوئی معاملہ طے نہیں کرتے تھے جمع ہوئے تا کہ رسول اللہ ﷺ کے معاملہ پر باہم مشورہ کریں اس کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب قریش نے رسول اللہ ﷺ کے معاملہ پر اپنی قومی مجلس میں جمع ہو کر مشورہ اور تصفیہ کرنے کا فیصلہ کر لیا' وہ مقررہ دن میں جو جمعہ تھا صبح کو وہاں جمع ہوئے۔ ابلیس ایک بڑے بزرگ شیخ کی شکل میں سر پر ایک پرانا کپڑا ڈالے سامنے آیا اور مجلس کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ قریش نے اسے دروازہ پر کھڑا دیکھ کر پوچھا تم کون ہو' اس نے کہا میں نجد کا ایک شیخ ہوں' جس کام کے لیے تم جمع ہوئے ہو مجھے اس کی اطلاع ہوئی تو آ گیا ہوں کہ تمہاری گفتگو سنوں شاید میں بھی کوئی عمدہ مشورہ اور نصیحت کی صلاح دے سکوں۔ قریش نے کہا بہتر ہے آئیے۔ وہ بھی ان کے ساتھ مجلس میں آیا وہاں قریش کے تمام اشراف بلا استثنا جمع تھے' ان کے ہر قبیلہ کے عمائد موجود تھے۔

حضرت محمد ﷺ کے خلاف منصوبے:

بنو عبد شمس میں سے ربیعہ کے بیٹے شیبہ اور عتبہ تھے اور ابوسفیان بن حرب تھا۔ بنو نوفل بن عبد مناف میں سے طعیمہ بن عدی' جبیر بن مطعم اور حارث بن عامر بن نوفل تھے۔ بنو عبد الدار بن قصی میں سے النضر بن حارث بن کلدہ تھا۔ بنو اسد بن عبد العزیٰ میں سے ابوالبختری بن ہشام' زمعہ بن الاسود بن المطلب اور حکیم بن حزام تھے۔ بنو مخزوم میں سے ابوجہل بن ہشام۔ بنو سہم میں سے حجاج کے بیٹے نبیہ اور منبہ۔ بنو جمح میں سے امیہ بن خلف تھا۔ ان کے علاوہ اور بہت سے بے شمار قریش اور دوسرے لوگ جمع تھے۔ اب گفتگو شروع ہوئی' کسی نے کہا اس شخص کی حالت سے تم سب واقف ہو ہمیں اس بات کا بھی خطرہ ہو گیا ہے کہ کہیں یہ اچانک ہمارے اغیار کو لے کر جو اس کے پیرو ہیں ہم پر حملہ نہ کر دے۔ لہٰذا اب کیا ہونا چاہیے اس کا تصفیہ کیجیے۔ اس پر مشورہ ہونے لگا۔ کسی نے کہا اسے بیڑیاں پہنا کر قید کر دو اور اوپر سے دروازہ کو تیغا کر دو اور اسی حالت میں اس کے لیے موت کا انتظار کرو۔ آخر اس جیسے دوسرے شعراء زہیر اور نابغہ وغیرہ کو موت آئی اسے بھی آئے گی۔ شیخ نجدی نے کہا بخدا میری رائے یہ نہیں' اگر اس طرح تم اسے قید کر دو گے

اس کی اطلاع ضرور اس کے دوستوں اور پیرووں کو ہو جائے گی' وہ تم پر حملہ کر کے اسے چھڑا لیں گے اور پھر اس طرح تم پر امنڈ آئیں گے کہ تمہارے یہ تمام منصوبے خاک میں مل جائیں گے' یہ رائے مناسب نہیں کوئی اور بات سوچو۔ اب پھر مشاورت ہونے لگی۔ ایک نے کہا ہم اسے یہاں سے نکال کر خارج البلد کیے دیتے ہیں جب وہ یہاں سے چلا جائے تو پھر ہمیں اس کی پرواہ نہیں کہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ ہمیں اس کی اذیت سے فراغت اور اس کی طرف سے اطمینان ہو جائے گا اور ہمارے بات پھر حسب سابق بن آئے گی شیخ نجدی نے کہا بخدا یہ ہرگز تمہارے لیے مفید مشورہ نہیں۔ کیا تم اس کی شیریں گفتاری سحر بیانی اور قلوب کو موہ لینے کی قوت تسخیر سے واقف نہیں ہوا گر تم نے اس رائے پر عمل کیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ عرب کے کسی بڑے قبیلہ کے پاس جائے گا اور اپنی سحر بیانی اور شیریں کلامی سے ان کو مسخر کرے گا۔ وہ تمہارے مقابلہ پر اس کے ساتھ ہو جائیں گے' پھر ان کو ساتھ لے کر تم پر چڑھ آئے گا تم کو پامال کر دے گا تمہاری حکومت چھین لے گا اور پھر جو چاہے گا تم سے سلوک کرے گا۔ اس معاملہ پر پھر مشورہ کرو اور کوئی دوسری تجویز سوچو۔

ابوجہل کی تجویز:

ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ ایک بات ایسی میری سمجھ میں آئی ہے جس پر اب تک تم میں سے کسی کا خیال نہیں گیا۔ حاضرین مجلس نے کہا ابوالحکم بیان کرو کیا بات ہے اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ تم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک نہایت دلیر نجیب اور شریف جوانمرد کا انتخاب کر لو پھر ان جواں مردوں میں سے ہر ایک کو ہم ایک شمشیر براں دیں' یہ جماعت اس کے پاس جائے اور سب مل کر ایک وار میں اس کا کام تمام کر دیں۔ اس طرح ہم کو ہمیشہ کے لیے اس کی طرف سے چین نصیب ہو جائے گا اور چونکہ ایک جماعت بیک وقت اسے قتل کرے گی اس لیے اس کا قصاص تمام قبائل کے ذمے ہوگا کسی ایک کے ذمہ نہ رہے گا اور بنو عبد مناف میں پھر یہ قدرت نہ ہوگی کہ اس کے لیے سب قبیلوں سے لڑیں لامحالہ دیت قبول کرنے پر مجبور ہوں گے۔ ہم خوشی سے اس کا خوں بہا سب کی طرف سے ادا کر دیں گے۔ شیخ نجدی نے کہا بے شک یہ شخص صائب الرائے ہے اس کی رائے قابل عمل ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات تمہارے لیے مفید نہیں۔ اس تصفیہ پر مجلس برخواست اور منتشر ہو گئی۔

حضرت محمد ﷺ کی روانگی:

حضرت جبرئیلؑ نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر کہا کہ آپ آج رات اپنے اس بستر پر جس پر آپ معمولاً استراحت فرماتے ہیں نہ سوئیں۔ چنانچہ حسب قرارداد عشاء کے بعد کفار آپؐ کے دروازہ پر جمع ہوئے اور تاک میں لگے کہ جب آپؐ سو جائیں وہ حملہ کر کے آپ کو ختم کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ کفار آ گئے ہیں انھوں نے علیؓ ابن ابی طالب سے کہا تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری سبز حضرمی اُونی چادر اوڑھ لو اور سو جاؤ تم کو ان کی طرف سے کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ رسول اللہ ﷺ جب سوتے تھے تو ہمیشہ اسی چادر کو اوڑھتے تھے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس قصہ میں اس مقام پر بعض راویوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب سے یہ بھی کہا کہ اگر ابن ابی قحافہ تمہارے پاس آئے تو اس سے کہہ دینا کہ میں جبل ثور جاتا ہوں تم میرے پاس آ جاؤ تم مجھے کھانا بھی بھیجنا' کرایہ کا ایک رہنما بھیجنا جو مجھے مدینہ کے راستے لے جائے اور ایک اونٹنی بھی میرے لیے خرید لینا۔ یہ ہدایات دے کر رسول اللہ ﷺ چلے گئے جو لوگ آپؐ کے انتظار میں چھپے بیٹھے تھے ان کی آنکھیں پٹ کر دی گئی تھیں۔ ان کو کچھ نظر نہ آیا اور آپؐ ان کے سامنے سے نکل گئے۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ اس غرض سے جو لوگ جمع ہوئے تھے ان میں ابوجہل بن ہشام بھی تھا یہ سب رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر جمع تھے' ابوجہل نے اس وقت ان سے کہا کہ محمد (ﷺ) مدعی ہے کہ اگر تم اس کی بات مان کر اس کے پیرو ہو جاؤ تو عرب وعجم کے مالک ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر زندہ کیے جاؤ گے' اور تم کو اُردن کے ایسے باغ دیے جائیں گے اور اگر تم میری بات نہ مانو گے تو ذبح کر دیے جاؤ گے اور مرنے کے بعد زندہ کیے جاؤ گے اور پھر تم کو آگ میں جلایا جائے گا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ برآمد ہوئے آپ ﷺ نے ایک مٹھی مٹی اٹھائی اور پھر کہا ہاں میں یہ کہتا ہوں اور جو آگ میں جلائے جائیں گے ان میں سے ایک تو ہے۔

کفار کی ناکامی:

اللہ نے ان کو اندھا کر دیا آپؐ ان کو نظر نہیں آئے' آپؐ اس مٹی کو ان کے سروں پر ڈالتے اور یہ آیات تلاوت فرماتے جاتے تھے یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ. ''یٰسین''۔ قسم ہے قرآن کی جو حکمت سے معمور ہے بلاشبہ تم مرسل ہو اور سیدھے راستے پر ہو' اللہ کے قول وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ. ''اور ہم نے ان کے سامنے اور عقب سے ایک دیوار حائل کر دی اور پھر ان کو بند کر دیا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ پاتے تھے'' جب آپؐ ان آیتوں کی تلاوت سے فارغ ہوئے ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا کہ آپؐ نے اس کے سر پر مٹی نہ ڈال دی ہو' پھر آپؐ جہاں جانا چاہتے تھے چلے گئے کسی دوسرے ایسے شخص نے جو ان لوگوں کے ساتھ نہ تھا آ کر ان سے کہا کہ تم یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو انھوں نے کہا محمد (ﷺ) کا۔ اس نے کہا اللہ نے تمہارے منصوبے خاک میں ملا دیے محمدؐ تمہارے سامنے سے چلے گئے اور انھوں نے تم میں ہر شخص کے سر پر مٹی ڈال دی ہے۔ وہ اپنی راہ پر چلے گئے تمہیں کچھ خبر ہے کہ تمہارے سروں پر کیا ہے؟ ہر ایک نے ہاتھ لگا کر سر دیکھا اس پر مٹی ملی۔ اب انھوں نے تانک جھانک شروع کی اندر دیکھا کہ علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی چادر تانے بستر پر سو رہے ہیں' کہنے لگے کہ ضرور یہ محمدؐ ہے جو اپنی چادر اوڑھے سو رہا ہے صبح تک وہیں کھڑے انتظار کرتے رہے صبح کو علی رضی اللہ عنہ بستر پر سے اٹھے' اب ان کو معلوم ہوا کہ جو بات ان سے کہی گئی تھی وہ سچ تھی۔

ہجرت سے متعلق آیاتِ قرآنی کا نزول:

اس دن جو قرآن نازل ہوا ان میں یہ تھا وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَ یَمْکُرُوْنَ وَ یَمْکُرُ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ. ''اور جب کفار نے تمہارے ساتھ یہ چال کی کہ وہ تم کو روک لیں یا قتل کر دیں یا خارج البلد کر دیں' وہ چال چلتے ہیں اور اللہ بھی چال کرتا ہے اور اللہ بہتر چال چلنے والا ہے'' اور اللہ کا یہ قول نازل ہوا ام یقولون شاعر نتربص به ریب المنون قل تربصوا فانی معکم من المتربصین. ''کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے جس کی موت کا ہمیں انتظار ہے کہہ دو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں''۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ' علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے نبی ﷺ کو دریافت کیا' علی رضی اللہ عنہ نے کہا وہ غارِ ثور چلے گئے ہیں تم چاہو تو وہاں ان کے پاس چلے جاؤ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلے اور اثناء راہ ہی میں آپؐ کے ساتھ آ ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے رات کی تاریکی میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی چاپ سنی آپؐ نے سمجھا کہ کوئی مشرک آ رہا ہے اس خیال سے آپؐ قدم بڑھا کر بڑی سرعت سے چلنے لگے جس سے آپؐ کے جوتے کا اگلا حصہ پھٹ گیا اور ایک

پتھر کی ٹھوکر سے پاؤں کا انگوٹھا زخمی ہوا جس سے بہت زیادہ خون بہنے لگا اور اب آپؐ نے رفتار میں اور تیزی کر دی' ابوبکرؓ کے دل میں خیال آیا کہ اس طرح میرے تعاقب سے آپ کو تکلیف ہوگی' انھوں نے بلند آواز سے کلام کیا رسول اللہ ﷺ نے ان کو پہچان لیا اور کھڑے ہو گئے جب وہ آپؐ کے پاس آ گئے تو پھر دونوں چلے۔ رسول اللہ ﷺ کا تمام پاؤں خون سے بھر گیا تھا اسی طرح صبح ہوتے ہوتے آپؐ غارِ ثور پہنچے اور اس کے اندر چلے گئے۔

کفار مکہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ:

دوسری طرف صبح کے وقت وہ مشرک جو آپ کی تاک میں تھے آپؐ کے گھر میں گھسے علی رضی اللہ عنہ بستر پر سے اٹھ کھڑے ہوئے' قریب جا کر انھوں نے پہچانا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ انھوں نے پوچھا کہ تمہارے صاحب کہاں ہیں علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں جانتا کیا میں ان کا پاسبان تھا کہ نگرانی کرتا تم نے ان سے کہا تھا کہ یہاں سے چلے جاؤ وہ چلے گئے۔ مشرکین نے ان کو خوب ڈانٹا مارا اور مسجد لے جا کر تھوڑی دیر قید رکھا اور پھر چھوڑ دیا۔ اللہ نے اپنے رسول کو ان کی سازش سے بچا لیا اور اسی بیان میں یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿ و اذ یمکربک الذی کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون و یمکر اللہ و اللہ خیر الماکرین ﴾

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رفاقت:

اب اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو ہجرت کی اجازت دے دی۔ عروہؓ سے مروی ہے کہ جب صحابہؓ مدینہ روانہ ہوئے قبل اس کے کہ خود رسول اللہ ﷺ جائیں اور قبل اس کے کہ وہ آیت نازل ہو جس میں مسلمانوں کو قتال کا حکم دیا گیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے مدینہ جانے کی اجازت مانگی' اس سے پہلے جب آپؐ کے صحابہؓ مدینہ جا رہے تھے آپؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جانے کی اجازت نہیں دی تھی اور اس وقت بھی ان کو روک دیا اور فرمایا میرا انتظار کرو ممکن ہے کہ مجھے بھی یہاں سے چلے جانے کی اجازت ہو جائے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینہ کے لیے دو اونٹنیاں خرید لی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ میرا انتظار کرو کیونکہ مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے بھی جانے کی اجازت دے دے گا۔ انھوں نے ان اونٹنیوں کو اپنے پاس ہی رہنے دیا اور خود رسول اللہ ﷺ کی معیت اور رفاقت کے انتظار میں ان کو خوب چرا کر موٹا کر لیا مگر جب روانگی کے انتظار میں بہت دیر لگ گئی' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے کہا کیا آپ کو امید ہے کہ آپ کو اجازت مل جائے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں! اس بات کو بھی بہت دن گزر گئے اس کے متعلق عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن ظہر کے وقت ہم اپنے گھر میں تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سوائے ان کی دو بیٹیوں میرے اور اسماء کے کوئی اور نہ تھا کہ ٹھیک دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے آپ روزانہ بلاناغہ صبح یا شام ہمارے گھر آیا کرتے تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس وقت آتا دیکھ کر کہا اے نبی اللہ ضرور کوئی بات ہے جس کے لیے آپؐ نے اس وقت زحمت گوارا فرمائی ہے' اندر آ کر آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ جو یہاں ہو اسے ہٹا دو۔ ابوبکرؓ نے کہا یہاں کوئی مخبر نہیں ہے یہ دونوں میری بیٹیاں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے مجھے مدینہ جانے کی اجازت دے دی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تو مجھے رفاقت کا شرف عطا ہو۔ آپؐ نے فرمایا ہاں تم میرے ساتھ چلنا۔ ابوبکرؓ نے کہا آپؐ میری اونٹنیوں میں سے ایک لے لیجیے یہ دونوں وہی اونٹنیاں تھیں جن کو وہ اسی غرض کے لیے چرا کر تیار کر رہے تھے تاکہ جب رسول اللہ ﷺ کو جانے کی اجازت ہو انھیں پر سوار ہوں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک آپ کو دی اور کہا رسول اللہ ﷺ اسے قبول فرمائیے اور اسی پر آپ سفر کریں' آپؐ نے فرمایا اچھا ہم نے اسے قیمتاً لے لیا۔

عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ:

عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ازد کا ایک غلام زادہ تھا یہ ابوالحارث بن الطفیل ۔طفیل بن عبداللہ سخرہ کا جو عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا اخیافی بھائی تھا۔ پروردہ تھا عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گیا یہ اب تک غلام تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا یہ نہایت مخلص مسلمان تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ سے چل نکلے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بکریوں کا ایک گلہ تھا جسے عامر چرایا کرتا تھا اور شام کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر لے آتا تھا۔ اب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے گلہ کے ساتھ جبل ثور بھیج دیا۔ عامر ان کی بکریوں کو شام کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس غارِ ثور میں لے جاتا تھا۔ یہ وہی غار ہے جس کا نام اللہ نے قرآن میں لے لیا۔

غارِ ثور میں قیام:

اس کے بعد ان دونوں حضرات نے بنو عبد بن عدی کے قبیلہ بنو سہم کے خاندان عاص بن وائل کے ایک شخص کو جو قریش کا حلیف اور اب تک مشرک تھا مگر جسے انھوں نے راستے سے واقفیت کی وجہ سے اس کام کے لیے اجرت پر مقرر کر لیا تھا اپنی سواریوں پر روانہ کر دیا جن راتوں میں یہ دونوں حضرات غارِ ثور میں مقیم رہے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما رات کے وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مکہ کی تمام خبریں ان سے بیان کرتے اور پھر صبح کو مکہ میں آ جاتے عامر روزانہ سر شام بکریوں کا گلہ ان دونوں حضرات کے پاس لے جاتا وہ اس کا دودھ دوھ لیتے اور عامر تڑکے گلہ کو لے کر وہاں سے نکل کھڑا ہوتا اور صبح ہوتے دوسرے لوگوں کے گلوں میں آ ملتا۔ اس کی ترکیب سے کسی کو اس کے متعلق شبہ ہی پیدا نہ ہوا۔

مدینہ کو روانگی:

جب سب ان کی جانب سے خاموش ہو رہے اور ان حضرات کو اس کی اطلاع ہوئی ان کا اونٹ والا اونٹ لے کر ان کے پاس آیا اور اب یہ یہاں سے مدینہ روانہ ہوئے' عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے راستے میں خدمت گزاری اور مدد کے لیے اپنے ساتھ لے لیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کو اپنے ساتھ اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھاتے تھے اس طرح دونوں کے ساتھ اس سفر میں سوائے اس عامر بن فہیرہ اور بنو عدی کے اس راہنما کے اور کوئی نہ تھا۔ یہ مکہ کے زیریں سے ان کو نکال لے گیا۔ پھر وہ ان کو عسفان کے اسفل میں ساحل سمندر کے مقابل لے آیا یہاں سے بڑھ کر قدید گزر جانے کے بعد اب وہ پھر ان صاحبوں کو عام راستے کے قریب لے آیا پھر خرار ہوتا ہوا مرہ کے درے پر سے گزرا یہاں سے اس نے عمق اور روحاء کے راستوں کے درمیان والہ مدلجہ والا راستہ اختیار کیا اس کے بعد اس نے عرج کا راستہ پکڑا اور کوبہ کی داہنے جانب غابر نام چشمہ پر سے گزر کر بطن رئم کے سامنے سے ہوتا ہوا دوپہر سے قبل مدینہ میں بنو عمرو بن عوف کے مکانات کو آ گیا۔ صرف دو روز رسول اللہ ﷺ نے ان کے یہاں قیام کیا مگر خود یہ لوگ مدعی ہیں کہ آپؐ نے اس سے زیادہ ان کے پاس قیام فرمایا ہے۔ اس کے بعد پھر اس نے آپ کی سواری کی مہار ہاتھ میں لی اور خود اس کے آگے ہوا' اونٹ اس کے پیچھے ہو لیا۔ اسی طرح اب وہ بنو النجار کے محلّہ میں آیا یہاں ان کو رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کا ایک اصطبل جو ان کے گھروں کے درمیان تھا بتایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپؐ بلا ناغہ روزانہ صبح یا شام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ جس روز اللہ نے آپؐ کو ہجرت کی اجازت دی۔ آپؐ اس روز ٹھیک دوپہر میں ایسے وقت ہمارے یہاں آئے کہ جس وقت

آپ کبھی تشریف نہیں لایا کرتے تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھتے ہی کہا ضرور کوئی خاص بات پیش آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت آئے ہیں۔ جب آپؐ اندر گئے ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے بستر سے اٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اس وقت میرے اور میری بہن اسماء کے علاوہ اور کوئی ہمارے گھر میں نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جو لوگ یہاں ہیں ان کو یہاں سے اٹھا دو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' اے اللہ کے نبیؐ! یہ "تو میری بیٹیاں ہیں" آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یہ فرمایئے کیا بات ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ نے مجھے سفر اور ہجرت کی اجازت دے دی ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا تو مجھے صحبت کا شرف مرحمت ہو۔ آپؐ نے فرمایا ہاں تم میرے ساتھ چلنا۔ اب تک میں اس بات سے واقف نہ تھی کہ کوئی شخص خوشی سے بھی رویا کرتا ہے مگر آج میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرطِ مسرت سے روتے ہوئے دیکھا۔ پھر انھوں نے کہا اے اللہ کے نبیؐ! یہ میرے دونوں سواری کے اونٹ ہیں ان کو میں نے اسی کام کے لیے پہلے سے مہیا کر لیا تھا' پھر انھوں نے عبداللہ بن ارقد کو جو بنوالدیل بن بکر سے تعلق رکھتا تھا اور جس کی ماں بنوسہم بن عمرو کی تھی اور اب تک وہ مشرک تھا۔ راہبری کے لیے اُجرت پر مقرر کر لیا اور وہ دونوں اونٹ اس کے سپرد کر دیے وہ وقت معہود تک اس کے پاس رہے جہاں تک مجھے معلوم ہے رسول اللہ ﷺ کی اس روانگی سے سوائے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب' ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آلِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور کوئی واقف نہ تھا۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی روانگی سے مطلع کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ تم میرے بعد مکہ میں ٹھہرو اور لوگوں کی جو جو امانتیں میرے پاس ہیں وہ ان کو دے دو۔ مکہ میں کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کے پاس کوئی قابل حفاظت شے ہو اور اس نے اسے رسول اللہ ﷺ کی امانت اور دیانت کی وجہ سے امانتاً ان کے پاس نہ رکھوا دیا ہو۔

گرفتاری پر انعام کا اعلان:

جب آپؐ نے روانگی کا پورا ارادہ کر لیا آپؐ ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یہاں سے دونوں ایک روشندان میں سے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کی پشت پر تھا نکل کر جبل ثور کے غار کی طرف چلے جو مکہ کے زیریں حصہ میں واقع ہے اور اس میں چلے آئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو ہدایت کر آئے تھے کہ سارے دن وہ مکہ میں ان کے متعلق لوگوں کی چہ میگوئیاں سنے اور رات میں ان کے پاس آ کر اس روز کی اطلاع ان سے بیان کر دے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اپنے مولیٰ کو حکم دیا تھا کہ دن بھر وہ ان کی بھیڑوں کو چرائے اور رات کو ان کے پاس غار میں لے آیا کرے' ان کے علاوہ اسماء بھی ان کے لائق کھانا پکا کر ہر شام ان کے پاس لے جاتی تھی۔ تین دن رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ غار میں رہے۔ جب قریش نے آپ کو مکہ میں نہ پایا تو سب پریشان ہوئے اور انھوں نے سو اونٹ اس شخص کے لیے انعام مقرر کیا جو آپ کو پھر ان کے پاس لے آئے۔

عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما:

عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما قریش کے ساتھ موجود ہی رہتے تھے اور وہ جو مشورہ اور صلاح رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق کرتے اسے سنتے اور شام کو جبل ثور جا کر ان کو اس کی اطلاع کر دیتے۔ عامر بن فہیرہ' ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مولیٰ سارے دن اہل مکہ کے گلوں کے ساتھ اپنا گلہ چراتا اور رات کو اسے ان دونوں حضرات کے پاس لے جاتا یہ ان کو دوہتے اور ان میں سے ذبح کر لیتے۔ علی الصباح جب عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما غار سے مکہ پلٹتے تو عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اپنا گلہ لے کر ساتھ ہو لیتا تا کہ ان کی نقل وحرکت پر کسی کو شبہ نہ ہونے پائے۔ جب تین دن گزر گئے اور اہل مکہ نے آپ کا چرچا چھوڑ دیا' آپ کا اونٹ والا دونوں اونٹ لے کر خدمت میں حاضر ہوا۔

ذات النطاقین کا لقب:

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا توشہ دان لے کر آئیں مگر اسے رسی سے باندھنا بھول گئیں جب یہ دونوں حضرات چل کھڑے ہوئے تو یہ توشہ دان باندھنے گئیں مگر اس میں کوئی ڈور نہ تھی جس سے باندھتیں' انھوں نے وہیں اپنا بند کھولا اور اسے بل دے کر اس سے توشہ دان باندھ دیا اس واقعہ کی وجہ سے ان کو ذات النطاقین کہتے ہیں۔

اونٹ کی خریداری:

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دونوں اونٹ آپؐ کے قریب کیے تو ان میں جو اعلیٰ تھا وہ آپ کی سواری کے لیے بڑھایا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں آپؐ اس پر سوار ہوں۔ آپؐ نے فرمایا میں ایسے اونٹ پر نہیں بیٹھتا جو میرا نہیں ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں یہ آپ کی نذر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نہیں لیتا مگر یہ بتاؤ تم نے کس قیمت پر اسے خریدا ہے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا اس قیمت پر میں نے اسے خرید لیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آپ کو دیا' اب وہ دونوں حضرات سوار ہو کر چل دیے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے مولیٰ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھالیا تا کہ وہ ان کی راستے میں خدمت کرے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور ابوجہل:

اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد قریش کے کچھ لوگ جن میں ابوجہل بن ہشام بھی تھا ہمارے یہاں آئے اور دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ میں اندر سے نکل کر ان کے پاس آئی' انھوں نے پوچھا تمہارا باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں ہے میں نے کہا خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ میرے باپ کہاں ہیں۔ اس پر ابوجہل نے جو بہت ہی خبیث اور درشت خو تھا میرے گال پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ میرے کان کی بالی گر پڑی۔ اس کے بعد وہ سب چلے گئے' تین دن تک ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں گئے ہیں پھر اسفل مکہ سے ایک جن عرب کی لے میں چند شعر گاتا ہوا سنائی دیا۔ لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے اس کی آواز سنتے تھے مگر اسے نہ دیکھتے تھے۔ اسی طرح وہ ان اشعار کو گاتا ہوا مکہ اعلیٰ سے گزر گیا۔

جزی الله رب الناس خیر جزائه　　　رفیقین قالا خیمتی ام معبد

ترجمہ: ''اللہ ان دونوں ساتھیوں کو بہترین جزاء دے جنہوں نے کہا کہ ام معبد کے خیموں کو چلو''۔

هـم نزلها بالهدای و اقتدوا به　　　فافلح من امسیٰ رفیق مُحمّدٌ

ترجمہ: ''وہ دونوں ہدایت لے کر وہاں اتر پڑے اور جا رہے اور جس شخص نے محمد کی رفاقت اختیار کی تھی وہ کامیاب ہو گیا''۔

لیهن بنی کعب مکان فتاتهم　　　و مقعدها للمؤمنین بمرصد

ترجمہ: ''بنو کعب کو مبارک ہو کہ ان کے جواں مرد مومنین کی حفاظت کے لیے گھات میں بیٹھے''۔

ان اشعار سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے گئے ہیں۔ اس سفر میں یہ چار صاحب تھے۔ رسول اللہ ﷺ 'ابوبکر رضی اللہ عنہ' عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ارقد ان کا رہبر۔

ابوعبس بن محمد کی روایت:

عبدالحمید بن ابی عبس بن محمد بن جبیر اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ رات کو قریش نے جبل ابوقبیس پر کسی کو یہ شعر پڑھتے سنا۔

فان یسلم السعدان یصبح محمد　　　بمکة لایخشی خلاف المخالف

ترجمہ: ''اگر دونوں سعد مسلمان ہو گئے تو پھر محمدؐ مکہ میں بلاخوف مخالف آ جائیں گے''۔

صبح کو ابوسفیان نے پوچھا سعدوں سے کون سعد مراد ہیں سعد بکر' سعد تمیم یا سعد ہذیم' دوسری شب میں پھر انھوں نے اسی پہاڑ سے یہ اشعار سنے۔

ایاسعد سعد الاوس کن انت ناصرا و یا سعد سعد الخزرجین العطارف

ترجمہ: ''اے قبیلہ دوس کے سعد تو اور بہادر خزرجوں کے سعد تو ان کا مددگار بن''۔

اجیبا الی داعی الھدی و تمنیا علی اللّٰہ فی الفردوس منیة عارف

ترجمہ: ''تم دونوں داعی ہدایت کو لبیک کہو اور ایک عارف کی طرح فردوس میں اللہ کے دیدار کی اُمید رکھو''۔

فان ثواب اللہ للطالب الھدیٰ جنانٌ من الفردوس ذات رفارف

ترجمہ: ''اور بے شک طالب ہدایت کے لیے اللہ کی طرف سے باغ فردوس ہے جس میں رف رف ہیں''۔

صبح کو ابوسفیان نے کہا ان سعدوں سے مراد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن ٹھیک دوپہر کے وقت کہ زوال شروع ہونے والا تھا آپ کا راہبر آپ کو قبا میں بنوعمرو بن عوف کے پاس لے کر پہنچ گیا۔

حضرت محمد ﷺ کی قبیلہ میں آمد:

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے کہ جب ہم نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے روانہ ہو گئے ہیں ہم آپ کے قدوم کے منتظر تھے صبح کی نماز پڑھ کر بہت دن چڑھے تک ہم آپؐ کے استقبال کے لیے باہر جاتے تھے اور جب تک زوال شروع نہیں ہو جاتا وہاں سے ہٹتے نہ تھے' چونکہ یہ زمانہ نہایت شدید گرمی کا تھا اس وجہ سے جب ہمیں سایہ نہ ملتا تو مجبوراً گھروں کے اندر چلے آتے' جس روز آپؐ مدینہ آئے ہیں ہم حسب عادت آپؐ کے انتظار میں آبادی سے باہر بیٹھے تھے' مگر جب کہیں سایہ نہ رہا تو اپنے گھروں میں چلے آئے تھے۔ ہمارے آتے ہی رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے سب سے پہلے ایک یہودی نے جو روزانہ ہمیں آپؐ کے انتظار میں جاتا دیکھا کرتا تھا آپ کو دیکھا اس نے فوراً نہایت بلند آواز سے کہا اے بنی قیلہ لو یہ تمہارے نبی آ گئے۔ ہم فوراً آپ کی خدمت میں آئے' آپؐ ایک کھجور کے سایہ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپؐ کے ساتھ آپؐ کے ہم عمر ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم میں زیادہ تر ایسے اصحاب تھے جنہوں نے اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہی نہ تھا' لوگوں کا اژدہام ہو گیا' پہلے ان میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میں تمیز ہی نہ کر سکے البتہ جب آپؐ پر سے درخت کا سایہ جاتا رہا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اپنی چادر آپؐ پر تان دی۔ اب ہم نے آپ کو شناخت کر لیا۔

قبا میں قیام:

بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنوعمرو بن عوف کے عزیز کلثوم بن ہدم کے پاس جو ان کے خاندان بنوعبید سے تھے فروکش ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپؐ سعد بن خیثمہ کے پاس فروکش ہوئے' جو لوگ آپؐ کے کلثوم کے پاس ٹھہرنے کے مدعی ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپؐ لوگوں سے ملنے کے لیے سعد بن خیثمہ کے مکان میں جلوہ فرما ہوئے تھے اور یہ اس لیے کہ چونکہ یہ کنوارے تھے ان کی بیوی نہ تھی اور اسی لیے مہاجرین صحابہؓ میں جو لوگ غیر متاہل تھے وہ سب انھیں کے یہاں ٹھہرتے تھے اسی وجہ سے ان کے گھر کو لوگ مجردوں کا گھر کہنے لگے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ ان میں کون سا بیان درست ہے ہم نے دونوں سنے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدینہ کو روانگی:

ابوبکر رضی اللہ عنہ خبیب بن اُساف بنوالحارث بن الخزرج کے عزیز کے پاس مقام سخ میں فروکش ہوئے۔ایک صاحب نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ بنوالحارث بن الخزرج کے عزیز خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے یہاں فروکش ہوئے۔علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تین شبانہ روز مکہ میں ٹھہرے رہے۔اور جب انھوں نے لوگوں کی تمام امانتیں وہ جو رسول اللہ ﷺ کے پاس رکھوائی گئی تھیں ان کے مالکوں کو واپس کر دیں وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے اور آپؐ ہی کے ساتھ کلثوم بن ہدم کے یہاں ٹھہرے خود علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات یا دو رات قبا میں ایک مسلمان عورت کے یہاں جس کا شوہر نہ تھا مقیم ہوا تھا۔میں نے دیکھا کہ ایک شخص آدھی رات میں آکر اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے وہ عورت باہر جاتی ہے اور وہ شخص اس عورت کو کوئی چیز جو وہ ساتھ لاتا ہے دے دیتا ہے میرے دل میں اس کی طرف سے شبہ ہوا۔میں نے اس سے پوچھا اے اللہ کی بندی یہ کون شخص ہے جو روز رات کو آکر تمہارا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور تم باہر جاتی ہو اور وہ کچھ تم کو دے دیتا ہے' میں واقف نہیں ہوں کہ وہ کون ہے' تم مسلمان ہو اور تمہارا شوہر ہے یا نہیں۔اس نے کہا یہ سہل بن حنیف بن واہب ہے' اسے معلوم ہے کہ میرا کوئی ہے نہیں' یہ رات میں اپنی قوم کے بتوں کے پاس جاتا ہے ان کو توڑ کر مجھے لا دیتا ہے تا کہ ایندھن کی طرح ان کو جلاؤں۔جب سہل بن حنیف کا عراق میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس انتقال ہو گیا تو وہ اس کی اس بات کو تذکرۃً بیان کرتے تھے۔

قبا میں پہلی مسجد کی تعمیر:

رسول اللہ ﷺ قبا میں بنوعمرو بن عوف کے یہاں دوشنبہ' منگل' بدھ اور جمعرات کو مقیم رہے یہاں آپؐ نے ان کی مسجد کی بنیاد رکھی۔جمعہ کے دن اللہ کے حکم سے آپؐ ان کے یہاں سے چل دیے۔خود یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے زیادہ ان کے یہاں قیام کیا ہے۔اللہ بہتر جانتا ہے بعض صاحبوں نے یہ بھی کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سترہ دن قبا میں قیام فرمایا۔

بعثت کے بعد زمانہ قیام مکہ:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ علمائے سلف کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ نبی ہونے کے بعد آپؐ نے کتنے زمانے تک مکہ میں قیام فرمایا۔بعض نے اس مدت کو دس سال بیان کیا ہے جو اس کے مدعی ہیں ان کے پاس یہ احادیث ہیں:

قیام کے دس سال کے متعلق روایتیں:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس سال تھی کہ آپ کو نبوت ملی اور پھر آپؐ دس سال مکہ میں قیام فرما رہے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ دس سال تک مکہ میں رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوتا رہا۔سعید بن المسیب سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر تینتالیس سال تھی جب آپؐ پر قرآن نازل ہونے لگا اور پھر دس سال آپؐ نے مکہ میں اقامت فرمائی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ تینتالیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہونے لگا اور پھر آپؐ نے مکہ میں دس سال اقامت فرمائی۔عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ بعثت کے دس سال کے بعد آپؐ نے ہجرت فرمائی۔

تیرہ سال قیام کے متعلق روایتیں:

ان کے علاوہ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ نبوت کے بعد آپؐ نے تیرہ سال مکہ میں قیام فرمایا ہے۔اس کے متعلق بھی ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ تیرہ سال تک مکہ میں آپؐ پر وحی آتی رہی۔ دوسرے سلسلے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس سال تھی جب آپؐ مبعوث ہوئے اور پھر تیرہ سال آپؐ نے مکہ میں قیام فرمایا۔ تیسری حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرہ سال مکہ میں اقامت فرمائی۔ چوتھی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس سال تھی کہ آپؐ نبی مبعوث ہوئے اور پھر تیرہ سال آپؐ نے مکہ میں اقامت فرمائی۔ اس اثناء میں برابر وحی آتی رہی' اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ہوا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس سال تھی۔ آپؐ نبی مبعوث ہوئے اور پھر تیرہ سال آپؐ نے مکہ میں اقامت فرمائی' ان کے قول کی تائید ابوقیس جرمہ بن ابی انس بن عدی بن النجار کے عزیز کے اس قصیدے سے بھی ہوتی ہے جو اس نے ان کے متعلق کہا ہے کہ اللہ نے اسلام اور نبی ﷺ کو ان کے یہاں فروکش کرنے سے ان کی عزت افزائی کی' اس قصیدے میں اس نے بتایا ہے کہ نبی مبعوث ہونے کے بعد آپؐ نے تیرہ سال قریش کے یہاں قیام فرمایا ہے۔

پندرہ سال قیام کے متعلق روایتیں:

بعض کہتے ہیں کہ آپؐ نے مکہ میں پندرہ سال قیام فرمایا ہے اس سلسلہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپؐ نے مکہ میں پندرہ سال قیام فرمایا ہے اور اس پر انھوں نے ابوقیس جرمہ بن ابی انس کا یہ شعر شہادت میں پیش کیا ہے ۔

ثویٰ فی قریشٍ خمس عشرة حجةً تذکر لو یلقی صدیقاً مواتیاً

ترجمہ: ''انھوں نے پندرہ سال قریش میں اقامت فرمائی اور کہتے رہے کہ کاش کوئی ان کا ہم خیال دوست مل جاتا''۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ شعبی سے مروی ہے کہ وحی آنے سے تین سال قبل ہی اسرافیلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیے گئے۔ شعبی سے دوسرے سلسلہ رواۃ سے مروی ہے کہ تین سال تک اسرافیلؑ رسول اللہ ﷺ کو نبوت کی اطلاع دیتے رہے' آپ کو ان کی آہٹ سنائی دیتی تھی مگر وہ خود نظر نہ آتے تھے۔ اس کے بعد جبریل علیہ السلام آنے لگے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم اور عاصم بن عمر بن قتادہ مسجد میں حدیث بیان کر رہے تھے ایک عراقی نے ان سے یہ واقعہ بیان کیا' ان دونوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ نہ ہم نے یہ بات سنی ہے اور نہ ہمارے علم میں آئی ہے ہم یہی جانتے ہیں کہ نبوت ملنے سے وفات تک حضرت جبریل علیہ السلام ہی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آتے رہے۔

عامر کی روایت:

عامر سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کو نبوت ملی' تین سال تک اسرافیلؑ آپؐ کے پاس آتے رہے وہ آپ کو کلمہ اور کچھ اور تعلیم دیتے رہے' اب تک قرآن آپ کی زبان پر نازل نہیں ہوا تھا' تین سال کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نبوت کا پیام لے کر آپؐ کے پاس آئے اور دس سال تک مکہ میں اور دس سال تک مدینہ میں قرآن آپؐ پر نازل ہوتا رہا۔

ابوجعفر کی روایت:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ شاید جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نزول وحی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دس سال تک مکہ میں قیام کیا ہے۔ انھوں نے اس مدت کو اس وقت سے شمار کیا جب کہ جبرئیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے وحی لے کر آپؐ کے پاس آئے اور آپؐ نے اللہ کی توحید کی اعلانیہ دعوت دی' اور جو لوگ کہتے ہیں' کہ آپؐ نے تیرہ سال مکہ میں قیام کیا انھوں نے اس مدت کو ابتدائے نبوت سے شمار کیا ہے

جب کہ تین سال تک اسرافیلؑ آپؐ کے ساتھ رہے مگر اس زمانے میں آپ کو دعوت کا حکم نہ ہوا تھا۔ مذکورہ بالا دونوں بیانوں کے علاوہ قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے کہ آٹھ سال مکہ میں آپؐ پر قرآن نازل ہوا اور دس سال ہجرت کے بعد۔ حسن کہا کرتے تھے کہ دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں آپؐ پر قرآن نازل ہوا۔

سنہ ہجری کی ابتداء:

مدینہ آ کر رسول اللہ ﷺ نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ مدینہ آ کر آپؐ نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا۔ آپؐ ربیع الاوّل میں مدینہ آئے تھے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ پہلے تاریخ آپؐ کے قدوم سے ایک ماہ دو ماہ ختم سال تک جاری ہوئی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے عمر بن الخطاب نے تاریخ کا حکم دیا ہے' اس کے متعلق جو اخبار آئے ہیں وہ یہ ہیں۔

سنہ ھ کے متعلق مختلف آراء:

شعبی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ آپ کے جو مراسلے ہمارے پاس آتے ہیں ان میں تاریخ نہیں ہوتی۔ عمرؓ نے لوگوں کو مشورہ کے لیے جمع کیا بعض نے کہا رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے تاریخ شروع ہو' بعض نے کہا آپ کی ہجرت سے خود عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ آپ کی ہجرت سے ابتداء بہتر ہوگی' کیونکہ آپ کی ہجرت نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔

میمون بن مہران کی روایت:

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک چک پیش کیا گیا جو شعبان میں واجب الادا تھا۔ آپ نے پوچھا کون سا شعبان جواب ہے یا آئندہ آنے والا۔ پھر آپ نے صحابہؓ سے کہا کہ کوئی وقت ایسا مقرر کرو جس سے لوگ دن اور مہینے جان لیں اس پر بعض نے کہا کہ ہمیں رومی سنہ اختیار کر لینا چاہیے مگر لوگوں نے کہا کہ وہ تو ذوالقرنین سے شروع کرتے ہیں اور یہ بہت طویل ہوگا' بعض نے فارسی سنہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ اس پر کہا گیا کہ ان کا دستور یہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ تخت نشین ہوتا ہے اس سے قبل کا زمانہ ترک کر دیا جاتا ہے۔ تب سب کی رائے یہ ہوئی کہ دیکھا جائے رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں کتنی مدت قیام فرمایا ہے۔ معلوم ہوا دس سال چنانچہ اب رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے سنہ تاریخ اختیار کر لیا گیا۔

محمد بن سیرین کی روایت:

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تاریخ مقرر کیجیے۔ انھوں نے کہا کیا کروں؟ اس نے کہا اہل عجم اپنی تحریر میں لکھا کرتے ہیں کہ فلاں ماہ فلاں سنہ۔ آپ نے کہا یہ اچھا طریقہ ہے تم بھی تاریخ لکھا کرو۔ لوگوں نے پوچھا کس سنہ سے شروع کریں۔ بعض نے کہا آپ کی بعثت سے' بعض نے کہا آپ کی وفات سے' مگر پھر سب کا اس پر اجماع ہوا کہ ہجرت سے ابتداء ہو۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ کن مہینوں سے ابتدا کی جائے۔ بعض نے کہا رمضان سے' دوسروں نے کہا محرم مناسب ہے' کیونکہ اس ماہ میں لوگ حج سے فارغ ہو کر واپس آتے ہیں اور ماہ حرام بھی ہے۔ چنانچہ سب کا اسی پر اتفاق ہوا کہ محرم سے ابتداء کی جائے۔

سہل بن ساعد کی روایت:

سہل بن ساعد سے مروی ہے کہ لوگوں نے زمانہ کا شمار اور حساب نہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے شروع کیا اور نہ آپؐ کی وفات سے بلکہ آپ کے مدینہ تشریف لانے کے وقت سے ابتداء کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس سال رسول اللہ ﷺ مدینہ

تشریف لائے تاریخ مقرر کی گئی' اسی سال عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے' ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ میرے سلسلہ سے بھی یہی مروی ہے۔ عثمان بن محصن سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ والفجر ولیال عشر کی تفسیر میں کہتے تھے کہ فجر سے مراد ماہِ محرم ہے کیونکہ یہ مہینہ سال کا فجر ہے۔ عبید بن حمیر سے مروی ہے کہ محرم خاص اللہ عزوجل کا مہینہ ہے یہ سال کا سرا ہے اسی ماہ میں بیت اللہ پر غلاف چڑھایا جاتا ہے' اس سے تاریخ کی ابتداء ہوتی ہے اس میں چاندی مسکوک کی جاتی ہے۔ اسی مہینے میں وہ دن ہے جس میں ایک قوم نے اللہ کی جناب میں توبہ کی تھی اور اللہ عزوجل نے ان کی توبہ کو شرفِ قبولیت بخشا۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ سب سے پہلے خطوں پر یعلی ابن امیہ نے جو یمن میں تھے تاریخ لکھی رسول اللہ ﷺ ربیع الاوّل میں مدینہ آئے تھے' مگر لوگوں نے شروع سنہ سے تاریخ لکھی۔

عرب میں سنہ تاریخ کی ابتداء:

زہری اور شعبی سے مروی ہے کہ خانہ کعبہ کی بناء سے قبل بنو اسماعیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے واقعہ سے تاریخ کا حساب کرتے تھے۔ پھر جب اسماعیل علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو بنایا تو اسماعیل علیہ السلام تعمیر کعبہ سے تاریخ کا حساب کرنے لگے' البتہ جب یہ لوگ اِدھر اُدھر منتشر ہونے لگے تو جو قبیلہ تہامہ سے باہر ہو جاتا تھا وہ اپنی اس علیحدگی سے تاریخ کا حساب کرتا تھا اور بنو اسماعیل میں سے جو لوگ تہامہ میں رہ جاتے تھے وہ سعد' ہند اور جہینہ بنو زید کے تہامہ سے خروج کے دن سے تاریخ کا حساب لگاتے۔ یہ طریقہ کعب بن لوی کی موت تک جاری رہا اس کے بعد پھر بنی اسماعیل نے واقعہ فیل تک کعب کی موت سے تاریخ مقرر کی' واقعہ فیل کے بعد اس سے تاریخ کا شمار ہونے لگا۔ یہ طریقہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک جاری رہا' پھر انھوں نے ۱۷ھ یا ۱۸ ہجری میں واقعہ ہجرت سے تاریخ مقرر کی۔

سعید بن المسیب بیان کرتے تھے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سب کو جمع کر کے پوچھا کس دن سے تاریخ لکھی جائے؟ علیؓ نے کہا جس روز رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی اور سرزمین شرک کو خیرباد کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کو قبول کر لیا۔

تاریخ کی ابتداء کرنے کا طریقہ:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ بنو اسماعیل کی تاریخ نویسی کے متعلق جو بیان اوپر گزرا ہے یہ صحت سے کچھ دور نہیں ہے کیونکہ ان میں یہ دستور نہ تھا کہ سب کے سب کسی مشہور واقعہ سے تاریخ لکھتے ہوں بلکہ ان میں سے بعض لوگ کسی قحط یا خشک سالی سے جو ان کے ملک کے کسی سمت یا گوشہ میں رونما ہو جاتی تاریخ کی ابتداء کرنے لگتے یا کوئی عامل جو ان پر متعین ہوتا یا اور کوئی خاص واقعہ جو پیش آتا اور اس کی شہرت ہو جاتی اس سے تاریخ کا حساب شروع کر دیتے اس بات پر ان کے شعراء کے اقوال شاہد ہیں اگر کوئی خاص واقعہ تاریخ کے لیے ان میں عام طور پر مقبول ہو جاتا تو یہ اختلافات کیوں ہوتے۔ ربیع بن ضبع الفزاری کہتا ہے۔

ھانذا آمل الخلود وقد ادرک عقلی و مولدی حجرا

ترجمہ: ''کیا اب میں بقائے دوام کی توقع رکھوں جب کہ میری عقل خرف ہو چکی ہے اور میں حجر کے زمانے میں پیدا ہوا ہوں''۔

ابا امری القیس ھل سمعت به ھیھات ھیھات طال ذا عمرا

ترجمہ: ''یہ امرئ القیس کا باپ تھا تم نے اس کا نام سنا ہے اب دیکھو کہ میری عمر کتنی طویل ہوئی''۔

اس شاعر نے اپنی عمر کا حساب امرئ القیس کے باپ حجر سے لگایا ہے۔ اس طرح نابغہ بنی جعدہ کہتا ہے۔

فمن یك سائلاً عنی فانی من الشبان ازمان الخنان

ترجمہ: ''جو میری عمر دریافت کرے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ میں عام مرض گھیا کے زمانے کے جوانوں میں سے ہوں''۔

اس شعر میں نابغہ نے اپنی عمر کا حساب اس مرض سے لگایا ہے جو ان میں عام طور پر پھیلا ہوا تھا۔ ایک اور شاعر کہتا ہے۔

و ما هي الا في ازارٍ و علقمةٍ مغارا بن همام علیٰ حيی خثعما

ترجمہ: ''جب ابن ہمام نے قبیلہ خثعم پر غارت گری کی ہے اس وقت وہ بالیاں اور ازار پہننے لگی تھیں''۔

ان سب شعراء نے جن کے اشعار نقل کیے گئے ہیں اپنے ان شعروں میں اپنے قریب زمانہ کے کسی خاص اور مشہور واقعہ سے تاریخ بیان کی ہے اور ان سب نے ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ واقعات کو اپنی تاریخ کے لیے اختیار کیا ہے۔ اگر ان میں کوئی خاص اور مشہور تاریخ کا حساب ہوتا جس طرح کہ اب مسلمانوں میں یا دوسرے اور تمام اقوام میں رائج ہے تو ان میں یہ اختلافات نہ ہوتے مگر بات وہی ہے جو ہم نے بیان کر دی۔ البتہ عربوں میں صرف قریش ایسے تھے جو ہجرت نبویؐ سے پہلے واقعہ فیل سے تاریخ شمار کرتے تھے اور یہ وہی سنہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے ہیں۔ واقعہ فیل اور واقعہ فجار کے درمیان بیس سال گزرے اور فجار اور بنائے کعبہ کے درمیان پندرہ سال اور بنائے کعبہ اور بعثت کے درمیان پانچ سال گزرے تھے۔

چالیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کو نبوت ملی' پہلے تین سال قبل اس کے کہ آپ کو دعوت اور اپنے دین کے اظہار کا حکم دیا جاتا' اسرافیلؑ آپؐ کے پاس آتے رہتے' تین سال کے بعد جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے نبوت کا پیام آپ کو دیا اور حکم دیا کہ آپؐ اللہ کی طرف لوگوں کو علانیہ طور پر دعوت دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعلیم ظاہر کی اور دس سال تک مکہ میں رہ کر لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے اس کے بعد نبوت کے چودھویں برس ربیع الاوّل میں آپؐ ہجرت کر کے مدینہ گئے۔ آپؐ دوشنبہ کے دن مکہ سے روانہ ہوئے تھے اور دوشنبہ ہی کے دن ۱۲ ربیع الاوّل کو مدینہ تشریف لائے۔

دوشنبہ کی اہمیت:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دوشنبہ کے دن نبی ﷺ پیدا ہوئے۔ دوشنبہ کے دن آپ کو نبوت ملی' دوشنبہ کے دن آپؐ نے پتھر اٹھایا' دوشنبہ کے دن ہجرت کے لیے مکہ سے چلے' دوشنبہ ہی کے دن آپ کی وفات ہوئی۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن مدینہ تشریف لائے۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ تاریخ کے متعلق مسلمانوں کے طرز عمل کو ہم بیان کر آئے ہیں۔ اب اگر ان کی تاریخ کی ابتداء ہجرت سے ہوئی تو انھوں نے گویا رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے دو ماہ بارہ دن قبل یعنی محرم سے جو سال کا پہلا مہینہ ہے تاریخ کی ابتداء کی ہے کیونکہ مذکورہ بالا بیان کے مطابق آپؐ ربیع الاوّل کی ۱۲ کو مدینہ آئے ہیں۔ اس روز سے نہیں بلکہ سال کے شروع سے تاریخ مقرر کی گئی۔

باب ۴

حضرت محمد ﷺ کی مدنی زندگی ا ھ

پہلا جمعہ:

ہم نبی ﷺ کے مدینہ آنے کے وقت کو اور یہ کہ وہ کہاں اور کس کے پاس مقیم رہے اور پھر وہاں سے کیونکر دوسری جگہ چلے آئے بیان کر چکے ہیں‘ اب ہم اس سال سے جو ہجرت کا پہلا سال ہے بقیہ واقعات بیان کرتے ہیں‘ اس میں سب سے اہم واقعہ یہ ہوا کہ آپؐ نے اپنے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمعہ میں جمع کیا‘ اسی دن آپؐ قبا سے مدینہ آنے کے لیے روانہ ہوئے۔ آپؐ بنو سالم بن عوف کے پاس ان کی ایک وادی کے بطن میں پہنچے کہ نماز جمعہ کا وقت آ گیا۔ اس مقام پر اس روز ایک مسجد بنائی گئی اور یہ اسلام میں پہلا جمعہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ادا کیا۔ آپؐ نے اس جمعہ میں خطبہ بھی دیا اور یہی پہلا خطبہ ہے جو آپؐ نے مدینہ میں دیا ہے۔

مدینہ میں آنحضرت ﷺ کا پہلا خطبہ:

وہ خطبہ یہ ہے: ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں‘ میں اس کی حمد کرتا ہوں‘ اس سے مدد مانگتا ہوں‘ اس سے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں‘ اس پر ایمان رکھتا ہوں‘ اس کا انکار نہیں کرتا بلکہ جو اس کا منکر ہے اس سے اپنی عداوت کا اعلان کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں‘ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے جسے اس نے ہدایت‘ روشنی اور مواعظت دے کر بندوں کی طرف اس لیے مبعوث فرمایا کہ بہت روز سے انبیاء کا آنا رک گیا تھا اور جہالت اور گمراہی کا دور دورہ ہو گیا تھا اور اس لیے کہ اب زمانہ ختم ہو رہا ہے آخرت کی گھڑی آ گئی ہے‘ اور وقت قریب آ پہنچا ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ کامیاب ہوا‘ اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ راہِ راست سے بھٹک گیا‘ وہ حد سے متجاوز ہو گیا اور بہت دور غلط راستے پر چلا گیا۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو یہ بہترین مشورہ ہے جو ایک مسلم دوسرے مسلم کو دے سکتا ہے کہ وہ اسے آخرت کے لیے عمل نیک پر برانگیختہ کرے اور اللہ کے خوف کو ہر وقت پیش نظر رکھنے کا حکم دے۔ بس تم اللہ سے ڈرتے رہو‘ جب کہ اس نے اپنے سے ڈرایا ہے اس سے بہتر نہ کوئی نصیحت ہے اور نہ مشورہ‘ اللہ سے ڈرنے کے معنی یہ ہیں کہ تم صدق نیت سے آخرت کے لیے اللہ کے خوف کو پیش نظر رکھ کر نیک اعمال کرو اور جو شخص ظاہر و باطن میں حسن نیت کے ساتھ اللہ کی خوشنودی کے لیے عمل کرے گا‘ اللہ اسے دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی یاد رکھے گا یہاں تک کہ قیامت برپا ہو جب کہ اس کے خلاف عمل کرنے والا چاہے گا کہ کاش اس کے اور اس کے برے عمل کے درمیان مسافت بعیدہ حائل ہوتی‘ اللہ تم کو اپنے سے ڈراتا ہے اور وہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے قسم ہے اس ذات کی جس کا قول صادق ہے جو اپنے وعدہ کو پورا کرتا ہے اور خلاف وعدہ نہیں کرتا وہ فرماتا ہے ما یبدل القول لدیّ و ما انا بظلام للعبید. ''ہمارے پاس وعدہ خلافی نہیں ہوتی اور ہم ہرگز بندوں پر ظلم نہیں کرتے'' ظاہر و باطن اپنے دنیاوی اور دینی معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ جو اس سے ڈرتا رہے گا وہ اس کی برائیوں کے اثر بد سے اس شخص کو محفوظ رکھے گا اور اسے بڑا اجر دے گا۔ جو اللہ سے ڈرتا رہا اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔ اللہ کا خوف اس کی دشمنی‘ عقوبت اور ناراضگی سے بچاتا ہے اللہ کے خوف سے چہرے نورانی ہو جاتے ہیں۔ رب راضی ہوتا ہے اور مرتبہ بلند ہوتا ہے‘ اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو اور اللہ کے خوف کے مقابلہ میں حد سے تجاوز نہ کرو‘ اللہ نے اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور

تمہارے لیے اپنا راستہ بتا دیا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ کون سچے تھے اور کون جھوٹے لہٰذا جیسا احسان اللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہے ویسا ہی تقویٰ تم اختیار کرو۔ اس کے دشمنوں سے دشمنی کرو۔ اس کی راہ میں نیک نیتی سے جہاد کرو اس نے تم کو اختیار کیا ہے اور تم کو مسلمان کیا ہے تا کہ اس حجت نبوت کے بعد اب جو برباد ہو برباد ہو اور جو زندہ ہے زندہ رہے' تمام قوت صرف اللہ کو حاصل ہے۔ اکثر اللہ کو یاد کرتے رہو' آخرت کے لیے عمل کرو' جو شخص اللہ سے اپنی بات بنا لے گا اللہ پھر سب میں اس کی بات بنا دے گا اور یہ اس لیے کہ اللہ کا فیصلہ لوگوں پر نافذ ہے ان کی کوئی بات اس پر نہیں چلتی اور وہ تمام لوگوں کا مالک ہے لوگ اس کے قطعی مالک نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام قوتیں صرف اللہ بزرگ کو حاصل ہیں''۔

ناقۂ رسول ﷺ:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔ آپؐ نے اس کی مہار چھوڑ دی جس انصاری کے گھر سے وہ گزرتی لوگ آپ کو اپنے یہاں فروکش ہونے کی دعوت دیتے اور عرض کرتے کہ آپؐ ہمارے پاس فروکش ہوں ہماری تعداد بھی زیادہ ہے اور ہر طرح کی آسائش اور سامان راحت مہیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے اس کی مہار چھوڑ دو' یہ اونٹنی اللہ کی طرف سے مامور ہے' اسی طرح ہوتے ہوتے وہ اونٹنی اس مقام پر آئی جہاں اب مسجد نبوی ہے اور مسجد کا جہاں اب دروازہ ہے وہاں بیٹھ گئی اور اس وقت وہ جگہ اونٹوں کا اصطبل تھا جو بنوالنجار کے دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی جو عمرو بن عباد بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کے بیٹے اور معاذ بن عفراء کی تولیت میں زیر پرورش تھے' ملکیت تھی۔ اونٹنی بیٹھ گئی مگر رسول اللہ ﷺ اب بھی اس پر سے نہ اترے' پھر وہ کھڑی ہوئی اور تھوڑی دور چل کر اس وقت اس کی مہار بالکل چھوٹی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے نہیں موڑا بلکہ وہ خود ہی مڑ کر پھر اسی جگہ جہاں پہلے آ کر بیٹھی تھی واپس آئی اور بیٹھ گئی اور اس نے اپنے دونوں پچھلے پاؤں بھی جما دیئے' تب رسول اللہ ﷺ اترے۔ ابوایوب نے آپ کی کاٹھی اٹھائی اور اسے اپنے گھر میں رکھا۔ تمام انصار نے آپؐ سے اپنے یہاں قیام کی استدعا کی۔ مگر آپؐ نے کہا کہ آدمی وہیں جہاں اس کا کجاوہ اس طرح اب آپؐ ابوایوب خالد بن زید بن کلیب کے پاس بنوغنم بن النجار میں فروکش ہو گئے۔

مسجد نبویؐ:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ اونٹوں کا باڑہ کس کا ہے معاذ بن عفراء نے آپؐ سے کہا کہ یہ دو یتیموں کا ہے جو میرے زیر تربیت ہیں میں ان کو راضی کر لوں گا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ مسجد بنائی جائے اور آپؐ اپنی مسجد اور مکانات کے بننے تک ابوایوبؓ کے پاس مہمان رہے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسجد کی زمین کو آپؐ نے خرید لیا اور پھر مسجد بنائی' مگر ہمارے نزدیک صحیح بات یہ ہے جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسجد نبوی کی زمین بنوالنجار کی تھی اس میں کھجور کے درخت کھیتی اور کچھ قبریں زمانہ جاہلیت کی تھیں' رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ قیمت لے کر یہ جگہ مجھے دے دی جائے۔ انھوں نے کہا سوائے اللہ کی خوشنودی کے ہم اس کی کوئی قیمت نہیں چاہتے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ کھجور قطع کر دی جائیں۔ چنانچہ کھجور کاٹ دی گئیں' کھیتی برباد کی گئی اور قبروں کو اکھاڑ دیا گیا۔ مسجد کی تعمیر سے قبل رسول اللہ ﷺ بھیڑوں کے باڑوں میں یا جہاں نماز کا وقت آ جائے وہیں نماز پڑھ لیتے تھے۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ اب مسجد کی تعمیر کا کام خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے ذمہ لیا اور آپؐ کے تمام صحابہؓ مہاجرین اور انصار نے اپنے ذمے لیا۔

اسعد بن زرارہ کی وفات:

اسی سال مسجد قباء بنائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آنے کے بعد مسلمانوں میں سب سے پہلے کلثوم بن امہدم آپؐ کے مکان کے مالک کا انتقال ہوا۔ آپؐ کے مدینہ آنے کے بعد تھوڑے دن بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اسی سال ابوامامہ اسعد بن زرارہ نے وفات پائی۔ ابھی رسول اللہ ﷺ مسجد کی تعمیر سے جسے آپ نے کھجور کی شاخوں اور کوکر موتھے کے پتوں سے پاٹا تھا فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ابوامامہ کا انتقال ہو گیا۔ ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوامامہ کی موت بہت ہی بے موقع ہوئی۔ یہود اور عرب کے منافق کہتے ہیں کہ اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو ان کا آدمی نہ مرتا۔ حالانکہ اللہ کے یہاں نہ اپنے لیے اور نہ اپنے کسی کے لیے میری کچھ نہیں چلتی۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسعد بن زرارہ کو کانٹوں سے جلا ڈالا۔

بنو النجار کے نقیب:

عاصم بن عمرو بن قتادہ الانصاری سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ کے مرنے کے بعد بنو النجار رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' یہ ابوامامہ ان کا نقیب تھا اور عرض پرداز ہوئے کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس شخص کی مرتبت ہم میں کیا تھی۔ آپؐ ہم میں سے کسی کو اس کی جگہ مقرر فرما دیں تا کہ جو خدمات وہ انجام دیتا تھا یہ ہمارے لیے انجام دینے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میرے نھیالی رشتہ دار ہو میں تم میں سے ہوں اور اب میں تمہارا نقیب بن جاتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ آپ ان میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے اسی لیے بنو النجار اس بات کو بھی اپنے اور قبیلوں کے سامنے فخریہ بیان کرتے تھے کہ خود رسول اللہ ﷺ ان کے نقیب بنے۔ اس سال ابواحیحہ نے طائف میں اپنی جائداد میں انتقال کیا اور ولید بن المغیرہ اور عاص بن وائل السہمی نے مکہ میں انتقال کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ:

اس سال بعض راویوں کے بیان کے مطابق مدینہ آنے کے اٹھارہ ماہ بعد ذوالقعدہ میں رسول اللہ ﷺ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شب باش ہوئے بعض راویوں نے کہا ہے کہ مدینہ آنے کے سترہ ماہ بعد ماہ شوال میں رسول اللہ ﷺ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شب باش ہوئے۔ ہجرت سے تین سال قبل مکہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ کا نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہو گیا تھا' اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی' سات سال بھی بیان کی گئی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل:

عبداللہ بن صفوان اور ایک اور صاحب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ عائشہؓ نے پوچھا کیا تم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سنی ہے؟ اس نے کہا ہاں ام المومنین! عبداللہ بن صفوان نے پوچھا وہ کیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ نے مجھے نو خصوصیات ایسی عطا فرمائی ہیں جو کسی اور عورت کو نصیب نہیں ہوئیں' البتہ اللہ نے حضرت مریم بنت عمران کو جو مرتبہ عطا فرمایا وہ علیحدہ رہا اور یہ بات کچھ میں اپنی ہمسروں پر اظہار فخر کے لیے نہیں کہتی۔ عبداللہ بن صفوان نے پوچھا وہ کیا خصوصیات ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا فرشتہ میری صورت میں اترا' میری عمر سات برس کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا میری عمر نو برس کی تھی کہ مجھے آپ کی خدمت میں بھیج دیا گیا' صرف میں باکرہ تھی جس سے رسول اللہ ﷺ نے شادی کی' سوائے آپؐ کے اور کوئی میرا خاوند نہیں

ہوا۔ جب آپؐ اور میں ایک لحاف میں لیٹے ہوتے تھے اسی حالت میں آپؐ پر وحی آیا کرتی تھی' مجھے آپؐ سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ میری برأت میں قرآن کی آیت نازل ہوئی حالانکہ موقع ایسا آ گیا تھا کہ امت تباہ ہو جاتی۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا میرے سوا آپ کی کسی اور بیوی کو یہ شرف حاصل نہ ہو سکا' آپ کی روح میرے گھر میں قبض کی گئی جب کہ وہاں سوائے فرشتے اور میرے کوئی اور آپؐ کے پاس نہ تھا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ نے شوال میں نکاح کیا تھا اور جب کبھی بھی آپؐ پہلی مرتبہ ان کے ساتھ شب باش ہوئے وہ شوال ہی کا مہینہ تھا۔ اس کے متعلق حسب ذیل روایتیں آئی ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شوال میں مجھ سے نکاح کیا۔ شوال ہی میں وہ مجھ سے ہمبستر ہوئے اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو زیادہ پسند کرتی تھیں کہ ان کے یہاں کی عورتوں کی شادی شوال میں ہوا کرے۔

دوسرے سلسلہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شوال میں مجھ سے نکاح کیا اور شوال ہی میں آپؐ میرے ساتھ شب باش ہوئے اور کسی آپ کی بیوی کو مجھ سے زیادہ آپؐ سے تمتع کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو پسند کرتی تھیں کہ ان کے یہاں کی بیبیوں کی شادی شوال میں ہو۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ بیان کیا گیا ہے کہ ماہِ شوال میں بدھ کے دن رسول اللہ ﷺ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سُنح میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں شب باش ہوئے۔

اس سال نبی ﷺ نے اپنی صاحبزادیوں اور بیوی سودہؓ بنت زمعۂ زید بن حارثہ اور ابورافع کو مکہ سے بلا بھیجا اور ابورافع ان کو مکہ سے سواریوں پر مدینہ لے آئے۔

عبداللہ بن اریقط نے مکہ جا کر جب عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ان کے باپ کا پتہ اور مقام بتا دیا وہ اپنے باپ کے بیوی بچوں کو لے کر ان کے پاس آنے کے لیے مکہ سے چلے۔ طلحہ بن عبیداللہ بھی ساتھ ہوئے اس قافلہ میں ام رومان' عائشہؓ اور عبداللہ بن ابی بکر کی ماں بھی ساتھ تھیں۔ یہ مدینہ پہنچ گئے۔

دو رکعت کا اضافہ:

اس سال حالت اقامت کی نماز میں دو رکعتیں اضافہ کی گئیں۔ اس سے قبل اقامت اور سفر کی ایک ہی نماز دو رکعت تھی' یہ تبدیلی رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آنے کے ایک ماہ بعد ربیع الآخر کی بارہ تاریخ کو نافذ کی گئی۔ واقدی کہتا ہے کہ اس واقعہ کے متعلق اہل حجاز میں سے کسی کو مذکورہ بالا بیان سے اختلاف نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت:

بعض راویوں کے بیان کے مطابق اس سال اور واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آنے کے دوسرے سال ماہ شوال میں عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے۔ واقدی سے مروی ہے کہ ہجرت کے بیس ماہ بعد مدینے میں عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ چونکہ ہجرت کے بعد دارالہجرت میں یہ سب سے پہلے بچے تھے جو پیدا ہوئے تھے ان کی ولادت کی خوشی میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اس غیر معمولی اظہارِ مسرت کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں سے کہا گیا تھا کہ یہودی کہتے ہیں کہ ہم نے مسلمانوں پر سحر کر دیا ہے ان کے یہاں اولاد ہی نہ ہوگی' اسی لیے ان کی ولادت کی خوشی میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے تکبیر کہی۔ یہ بھی بیان کیا گیا

ہے کہ اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہا جب ہجرت کر کے مدینہ آئیں اسی وقت ان کو عبداللہ کا حمل تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نعمان بن بشیر اسی سال پیدا ہوئے نبی ﷺ کی ہجرت کے بعد یہ پہلے بچے تھے جو انصار میں پیدا ہوئے مگر واقدی نے اس سے بھی انکار کیا ہے۔

نعمان بن بشیر کی پیدائش:

سہل بن ابی حثمہ اپنے دادا سے روایت کرتا ہے کہ انصار میں سب سے پہلے جو بچہ پیدا ہوا وہ نعمان بن بشیر تھے۔ یہ ہجرت کے چودہ ماہ بعد پیدا ہوئے۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر آٹھ سال یا کچھ زیادہ تھی۔ یہ واقعہ بدر سے تین یا چار ماہ قبل پیدا ہوئے تھے۔

ابوالاسود سے مروی ہے کہ کسی نے نعمان بن بشیر کا ذکر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سامنے کیا انھوں نے کہا وہ مجھ سے چھ ماہ بڑے ہیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے بیسویں ماہ اور نعمان بن بشیر چودھویں مہینے ربیع الآخر میں پیدا ہوئے۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مختار بن ابی عبید الثقفی اور زیاد بن سمیہ بھی اسی سال پیدا ہوئے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مہم:

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال کے ماہ رمضان میں ہجرت کے سترھویں مہینے رسول اللہ ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب کو سفید نشان دیا اور تیس آدمیوں کے ساتھ قریش کے تجارتی قافلوں کو روکنے بھیجا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ کی مڈبھیڑ ابوجہل سے ہوئی جس کے ساتھ تین سو آدمی تھے مگر مجدی بن عمرو الجہنی فریقین کے بیچ میں حائل ہو گیا اور اس طرح دونوں فریق بغیر لڑے الگ الگ ہو گئے حمزہ رضی اللہ عنہ کا علمبردار ابومرشد تھا۔

حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کی مہم:

نیز اسی سال ہجرت کے اٹھارھویں مہینے رسول اللہ ﷺ نے عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبدمناف کو سفید علم دے کر بطن رابغ بھیجا۔ مسطح بن اثاثہ ان کے علمبردار تھے اور ساٹھ مہاجرین ان کے ساتھ تھے' ان میں کوئی انصاری نہ تھا۔ یہ ثنیۃ المرہ جو جحفہ کی طرف میں واقع ہے پہنچے احیاء نامی ایک چشمہ آب پر ان کا مشرکین سے مقابلہ ہوا مگر طرفین سے صرف تیراندازی ہوئی تلوار کی نوبت نہ آئی۔ مشرکین کے دستہ فوج کی امارت میں اختلاف ہے بعضوں نے ابوسفیان بن حرب کو امیر بتایا ہے دوسروں نے مکرز بن حفص کا نام لیا ہے' واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ابوسفیان بن حرب اس فوج کا امیر تھا اور اس کی تعداد دو سو تھی۔

خرار کی مہم:

اس سال ذوالقعدہ میں رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص کو ایک سفید نشان دے کر خرار بھیجا۔ مقداد بن عمرو ان کے علمبردار تھے۔ اس کے متعلق خود سعد سے مروی ہے کہ میں بیس یا اکیس آدمیوں کے ساتھ پیدل خرار روانہ ہوا۔ دن کو ہم چھپے رہتے تھے اور رات کو چلتے تھے' پانچویں صبح کو صبح کے وقت ہم وہاں پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہدایت فرما دی تھی کہ میں وہاں سے آگے بڑھوں مگر دشمن کا تجارتی قافلہ مجھ سے ایک دن پہلے وہاں سے گزر چکا تھا ان کی تعداد ساٹھ تھی اور میرے ساتھ سب کے سب مہاجرین تھے۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ تمام سرایا جن کو ہم واقدی کی روایت سے بیان کر آئے ہیں یہ سب تاریخ کے وقت سے دوسرے سال کے ہیں۔

غزوہ ابواء:

محمد بن اسحق نے بیان کیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اس ربیع الاوّل کا بقیہ حصہ ماہ ربیع الآخر جمادی الاولیٰ' جمادی الآخر' رجب' شعبان' رمضان' شوال' ذوالقعدہ اور ذوالحجہ اور محرم آپؐ نے مدینہ ہی میں قیام فرمایا' اس سال کا حج مشرکین ہی کے اہتمام میں ہوا۔ مدینہ آنے کے بارھویں مہینے صفر میں آپؐ جہاد کے لیے نکلے' قریش اور بنوضمرہ بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کی نیت سے ودان آئے یہ ہی غزوہ ابواء ہے۔ بنوضمرہ کے رئیس مخشی بن عمرو نے جو خود اسی قبیلہ کا تھا آپؐ سے مصالحت کر لی' آپؐ بغیر کسی نقصان کے مدینہ واپس آ گئے بقیہ ماہ صفر اور ربیع الاوّل کا ابتدائی حصہ آپؐ نے مدینہ میں بسر کیا اسی قیام کے اثنا میں آپؐ نے عبیدہ بن الحارث بن المطلب کو ساٹھ یا اسی شتر سوار مہاجرین کے ساتھ جن میں کوئی انصاری نہ تھا جہاد کے لیے روانہ کیا' یہ جماعت حجاز کے ایک چشمہ آب احیاء نامی پر جو ثنیۃ المرہ کے زیریں میں واقع ہے پہنچی' یہاں قریش کی ایک بہت بڑی جماعت سے ان کا مقابلہ ہوا' جنگ تو نہ ہوئی البتہ سعد بن ابی وقاص نے تیر پھینکا' یہ پہلا تیر تھا جو اسلام میں پھینکا گیا اس کے بعد دونوں فریق مقابلہ سے پسپا ہوئے مسلمانوں کے لیے عقبیٰ بچانے والی جماعت بھی تھی۔ مقداد بن عمرو ابوانی بنوزہرہ کے حلیف اور عتبہ بن غزوان بن جابر بنونوفل بن عبد مناف کے حلیف مشرکین کا ساتھ چھوڑ کر مسلمانوں کے پاس بھاگ آئے' یہ دونوں پہلے مسلمان تھے اور مشرکین کے ساتھ لڑنے محض اسی غرض سے آئے تھے کہ اس طرح مسلمانوں سے آملیں گے۔ عکرمہ بن ابی جہل اس قوم کا امیر تھا۔

اسلام کا پہلا علمبردار:

جہاں تک مجھے معلوم ہے اسلام میں سب سے پہلا علم جو کسی مسلمان کو رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے وہ یہی عبیدہ کا علم ہے مگر بعض علماء کا خیال ہے کہ غزوہ ابواء سے واپسی میں مدینہ پہنچنے سے قبل ہی رسول اللہ ﷺ نے عبیدہ کو بھیجا۔ اسی قیام کے زمانے میں آپؐ نے حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو عیص کی سمت سے مہاجرین کے تیس شتر سواروں کے ساتھ سیف البحر جو جھنیہ کے علاقہ میں واقع ہے روانہ فرمایا۔ اس جماعت میں بھی مہاجرین کے علاوہ کوئی انصاری نہ تھا۔ اس ساحل پر ابوجہل بن ہشام مکہ کے تین سو شتر سواروں کے ساتھ ان کے مقابلہ پر آیا مگر مجدی بن عمرو الجہنی نے جس کی فریقین سے مصالحت تھی بیچ بچاؤ کرا دیا اور بغیر لڑائی کے فریقین اپنی اپنی راہ چل دیے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا علم پہلا علم ہے جو رسول اللہ ﷺ نے کسی مسلمان کو دیا ہے اور چونکہ ان کی اور عبیدہ بن الحارث کی مہم بیک وقت بھیجی گئی ہیں۔ اس لیے یہ بات مشتبہ ہو گئی ہے کہ کسے پہلے علم سرفراز ہوا۔ مگر ہم نے علماء سے یہی بات سنی ہے کہ سب سے پہلے عہد اسلام میں عبیدہ بن الحارث کو علم دیا گیا۔

غزوہ عشیرہ:

اس کے بعد ربیع الآخر میں خود رسول اللہ ﷺ قریش کے ارادے سے جہاد کے لیے روانہ ہوئے اور کوہ رضویٰ کی سمت سے بواط آئے اور پھر بغیر کسی مقابلہ اور لڑائی کے مدینہ واپس تشریف لے آئے اور ربیع الآخر کا بقیہ حصہ اور جمادی الاوّل کا کچھ حصہ آپؐ نے مدینہ میں بسر کیا اس کے بعد پھر آپؐ قریش کے مقابلہ کے لیے جہاد پر روانہ ہوئے' اس مرتبہ آپؐ بنودینار بن النجار کی سرنگ سے گزر کر فیفا الخیار پر سے ہوتے ہوئے ابن ازہر کی چٹان ذات الساق نام میں ایک درخت کے نیچے فروکش ہوئے یہاں آپؐ نے نماز پڑھی اسی لیے وہاں آپ کی مسجد موجود ہے یہاں آپ کے لیے کھانا پکایا گیا۔ آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہؓ نے اسے تناول فرمایا' وہاں جس جگہ چولہے تھے وہ مقام بھی اب تک معلوم ہے اور وہاں کے عشیرب نامی ایک چشمہ سے آپؐ کے پینے کے لیے پانی لایا گیا

پھر آپ وہاں سے چل کھڑے ہوئے آپؐ نے خلائق کو اپنی بائیں جانب چھوڑا اور مشعبہ عبداللہ نامی گھاٹی کا راستہ اختیار کیا یہ گھاٹی اب تک اسی نام سے مشہور ہے' اس کے بعد پھر آپؐ بائیں جانب ہو لیے اور وادی یلیل میں سے اتر کر اس کے اور وادی الضبوعہ کے سنگم پر فروکش ہوئے وہاں ایک کنواں تھا اس کا پانی آپؐ نے نوش فرمایا یہاں سے آپؐ نے فرش ملل کا راستہ لیا اور صخیرات الیمام آ کر پھر آپؐ عام راستہ پر آئے' یہ راستہ آپ کو بطن ینبوع کے مقام عشیرہ لے آیا آپؐ نے جمادی الاولیٰ کا بقیہ حصہ اور کچھ راتیں جمادی الاخری کی یہاں قیام فرمایا اور اسی مقام پر آپؐ نے بنو مدلج اور ان کے حلیف بنو خمرہ سے مصالحت کر لی اور پھر بغیر کسی لڑائی کے آپؐ مدینہ پلٹ آئے۔ اسی غزوہ میں آپؐ نے علی رضی اللہ عنہ سے جو کچھ کہا کہا۔

کرز بن جابر کا حملہ:

اس غزوۂ عشیر سے واپس آ کر آپ کو مدینہ میں دس راتیں بھی گزرنے نہ پائی تھیں کہ کرز بن جابر الفہری نے مدینہ کے گلوں پر غارت گری کی آپؐ اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور سفوان نامی ایک وادی میں جو بدر کی سمت میں واقع ہے آئے مگر کرز آپؐ کی گرفت سے نکل گیا اور آپؐ اسے نہ پا سکے۔ یہ بدر کا پہلا غزوہ ہے' آپؐ پھر مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ جمادی الاخری کا بقیہ حصہ ماہِ رجب اور شعبان آپؐ نے وہیں قیام فرمایا۔ غزوۂ سعد بن ابی وقاص سے لے کر اب تک آپ آٹھ جماعتوں کو جہاد کے لیے بھیج چکے تھے۔

ابوقیس بن الاسلت:

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال یعنی ہجرت کے پہلے سال ابوقیس بن الاسلت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپؐ نے اسے اسلام کی دعوت دی' اس نے کہا یہ تو بہت عمدہ مذہب ہے جس کی آپؐ نے دعوت دی ہے۔ میں جا کر اس پر غور کرتا ہوں اور پھر آؤں گا۔ اس کے بعد عبداللہ بن ابی اس کے پاس گیا اور اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم خزرج کے مقابلہ سے پہلوتہی کرتے ہو اور اسی وجہ سے اسلام لانا چاہتے ہو۔ ابوقیس نے کہا' اگر تمہارا یہ خیال ہے تو میں ایک سال تک مسلمان نہیں ہوتا۔ یہ اس سال کے ذوالقعدہ ہی میں مر گیا۔

باب ۵

جنگِ بدر ۲ھ

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی قائم مقامی:

تمام ارباب سیر کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس سال ربیع الاوّل میں خود رسول اللہ ﷺ غزوہ ابواء پر تشریف لے گئے اسے غزوۂ ودان بھی کہا جاتا ہے۔ ان دونوں مقامات کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے اور ودان ابواء کے بالکل سامنے واقع ہے مدینہ سے چلتے وقت رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بن ولیم کو مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ اس جہاد میں حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب آپؐ کے علمبردار تھے اور یہ علم سفید تھا۔ واقدی کہتے ہیں کہ پندرہ شب آپؐ نے وہاں قیام فرمایا اور پھر مدینہ تشریف لے آئے۔

تجارتی قافلوں کی روک تھام:

واقدی کے قول کے مطابق اس کے بعد پھر رسول اللہ ﷺ دو سو صحابہؓ کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہوئے تا کہ قریش کے تجارتی قافلوں کو روکیں آپ ربیع الاوّل میں بواط پہنچ گئے۔ ان قافلوں میں امیہ بن خلف اور قریش کے سو آدمی اور تھے اور دو ہزار پانچ سو اونٹ تھے، آپؐ واپس آ گئے کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اس غزوہ میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آپؐ کے علم بردار تھے اور اس موقع پر آپؐ نے مدینہ میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد اسی ماہ میں آپ کرز بن جابر الفہری کے تعاقب میں مہاجرین کے ساتھ تشریف لے گئے۔ یہ مدینہ کے ریوڑوں کو جو جمائیں چرا کرتے تھے لوٹ لے گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کا تعاقب کیا۔ آپؐ بدر پہنچے مگر اسے نہ پا سکے۔ اس غزوہ میں علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب آپؐ کے علمبردار تھے اور آپؐ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا تھا نیز اسی سال جب قریش کے تجارتی قافلے شام جانے لگے آپؐ ان کو روکنے کے لیے مہاجرین کے ساتھ برآمد ہوئے اس مہم کو غزوۂ ذات العشیرہ کہتے ہیں۔ آپؐ منبع تک گئے۔ اس موقع پر آپؐ نے ابوسلمہ بن عبدالاسد کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا اور حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آپؐ کے علمبردار تھے۔

ابوتراب کا لقب:

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس غزوۂ ذات العشیرہ میں علی رضی اللہ عنہ اور میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رفیق تھے۔ ہم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا وہاں ہم نے بنومدلج کے کچھ آدمیوں کو اپنے ایک نخلستان میں زراعتی کام کرتے دیکھا۔ میں نے علیؓ سے کہا کہ آؤ ذرا چل کر دیکھیں کہ یہ کیونکر کاشت کرتے ہیں۔ ہم وہاں آئے تھوڑی دیر ہم دیکھتے رہے ہمیں نیند آنے لگی۔ ہم کھجور کے ایک درخت کے سایہ میں جا کر نرم مٹی پر سو گئے۔ ہم پڑے سو رہے تھے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے وہاں آ کر ہمیں بیدار کیا زمین پر سونے کی وجہ سے ہم خاک آلود ہو گئے تھے۔ آپؐ نے علی رضی اللہ عنہ کو ان کا پاؤں پکڑ کر ہلایا اور فرمایا اے ابوتراب اٹھو قسم ہے اس کی جو تمہاری زلفوں سے مٹی جھٹک رہا ہے تم کو میں بتاتا ہوں کہ قوم ثمود کا اجمر جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں، سب سے زیادہ شقی انسان تھا اور پھر آپ نے ان کی داڑھی پکڑی۔

ابوتراب لقب کی دوسری روایت:

دوسری طریق سے بھی یہی حدیث عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے نقل ہوتی ہے مگر اس واقعہ کے مطابق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ یہ بھی مذکور ہے کہ ایک مرتبہ سہل بن سعدؓ سے کسی نے کہا کہ مدینہ کے چند امراء چاہتے ہیں کہ تم علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ کے منبر پر گالیاں دو۔ اس نے کہا میں ان کو کیا کہوں؟ اس شخص نے کہا تم ان کو ابوتراب کہو۔ سہل بن سعد نے کہا یہ تو خود رسول اللہ ﷺ نے ان کو لقب دیا تھا اس نے پوچھا اے ابوالعباس کیونکر' اس نے کہا ایک مرتبہ علی رضی اللہ عنہ ' فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وہاں سے برآمد ہو کر مسجد کے زیر سایہ لیٹ گئے۔ ان کے بعد رسول اللہ ﷺ فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا تمہارے ابن عم کہاں ہیں' انھوں نے کہا وہ دیکھئے مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ مسجد میں ان کے پاس آئے دیکھا کہ چادر پیٹھ سے اتر گئی ہے اور مٹی لگ گئی ہے آپؐ خود ان کی پیٹھ سے مٹی جھٹکنے لگے اور فرمانے لگے اے ابوتراب بیٹھ جاؤ اس طرح یہ لقب خود رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیا تھا اور خود علی رضی اللہ عنہ اس لقب کو سب ناموں سے زیادہ پسند کرتے تھے۔ اس سال ماہ صفر کی چند راتیں باقی تھیں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شادی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی مہم:

جمادی الاخریٰ میں رسول اللہ ﷺ کرز بن جابر الفہری کے تعاقب سے مدینہ واپس آئے اور جب آپؐ نے عبداللہ بن جحش کو مہاجرین کے آٹھ خاندان کے ساتھ جن میں کوئی انصاری نہ تھا حجاز روانہ فرمایا واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش کو مہاجرین کے بارہ اشخاص کے ہمراہ اس مہم پر بھیجا تھا۔ بہرحال سابق بیان کے مطابق آپؐ نے روانگی کے وقت ایک خط لکھ کر ان کو دیا اور ہدایت کر دی کہ جب تک دو دن کا سفر نہ طے ہو جائے تم اسے نہ پڑھنا پھر پڑھ کر جو حکم دیا گیا ہو اس کی بجا آوری کرنا اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اس کے لیے مجبور نہ کرنا۔

چنانچہ دو دن سفر کرنے کے بعد عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھا۔ اس میں مرقوم تھا کہ اس خط کے دیکھنے کے بعد تم سیدھے مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ جا کر ٹھہرو۔ وہاں سے قریش کی نگرانی رکھو اور ان کی خبریں ہمیں پہنچاؤ۔ عبداللہ نے خط دے کر کہا میں بسرو چشم اس ارشاد کی بجا آوری کروں گا اور پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسا حکم دیا ہے مگر اس بارے میں تم پر جبر کرنے سے منع فرمایا ہے' لہٰذا جسے دل سے شہادت کا شوق ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جو نہ چاہتا ہو واپس ہو جائے' میں بہرحال اس حکم کی بجا آوری کروں گا مگر کسی نے ان کا ساتھ نہ چھوڑا' وہ اپنی سمت چلے' دوسرے تمام ان کے ساتھی بھی ساتھ ہوئے' انہوں نے حجاز کی راہ لی۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا حملہ:

جب یہ بالائے فرع ایک کان پر آئے سعدؓ بن ابی وقاص اور عتبہؓ بن غزوان کا ایک اونٹ جس کے پیچھے یہ آ رہے تھے راہ سے بھٹک گیا۔ یہ اس کی تلاش میں عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے چھوٹ گئے' وہ اپنے اور ساتھیوں کے ساتھ چلتے چلتے نخلہ پہنچے۔ قریش کا ایک تجارتی قافلہ جس میں منقیٰ' چمڑے اور دوسرا تجارتی سامان تھا۔ ان کے پاس سے گزرا۔ اس قافلہ میں عمرو بن الحضرمی' عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ المخزومی اس کا بھائی نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ اور حکم بن کیسان ہشام بن المغیرہ کا مولیٰ تھے۔ یہ قافلہ مسلمانوں کے قریب ہی اترا تھا۔ ان کو دیکھ کر وہ ڈرے' مگر عکاشہ بن محصن جن کا سر منڈا ہوا تھا پہاڑ سے ان کے سامنے برآمد ہوا۔ اسے دیکھ کر قافلہ والے مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ عمرہ کرنے والے ہیں ان سے کچھ خطرہ نہیں۔ دوسری طرف مسلمانوں نے اس قافلہ کے

بارے میں مشاورت کی کہ کیا کیا جائے ۔ یہ رجب کا آخری دن تھا۔ سب نے کہا اگر ہم نے ان کو آج رات چھوڑ دیا تو کل یہ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور پھر تم ان کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے ۔ دوسری طرف یہ مشکل ہے کہ اگر ہم نے ان کو قتل کر دیا تو ہم نے ماہِ حرام کی حرمت توڑ دی۔ اسی تردد میں تھے اور ان پر پیش قدمی کرتے ہوئے خائف تھے' مگر یہ لوگ دلیر ہو گئے اور سب نے تہیہ کر لیا کہ جس پر قابو چلے اسے قتل کر ڈالو اور ان کے مال و متاع کو لوٹ لو۔

عمرو بن الحضرمی کا قتل:

واقدی بن عبداللہ التمیمی نے عمرو بن الحضرمی کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا اور قتل کر دیا۔ نیز انھوں نے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو گرفتار کر لیا۔ البتہ نوفل بن عبداللہ بھاگ گیا اور ان کے ہاتھ نہ آ سکا۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اس قافلہ اور دونوں قیدیوں کو لے کر مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے ۔ اس سلسلہ میں عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کسی نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ انھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ اس مالِ غنیمت میں سے خمس رسول اللہ ﷺ کا ہے' اس وقت تک اللہ نے غنیمت میں خمس فرض نہیں کیا تھا۔ چنانچہ انھوں نے خمس کو رسول اللہ ﷺ کے لیے علیحدہ کر لیا اور باقی غنیمت تقسیم کر دی۔ جب یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے آپ ؐ نے فرمایا کہ میں نے تو تم کو ماہِ حرام میں قتال کا حکم نہیں دیا تھا۔ آپ ؐ نے قافلہ اور قیدیوں کو وہیں روک دیا اور اس میں سے کسی حصہ کو بھی قبول نہیں فرمایا۔ آپ ؐ کے اس ارشاد سے ان لوگوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور وہ سمجھے کہ مارے گئے' دوسرے مسلمانوں نے بھی ان کو اس حرکت پر ملامت کی اور کہا کہ تم وہ کر گزرے جس کا تم کو حکم نہ تھا تم ماہِ حرام میں لڑے حالانکہ تم کو اس کی اجازت نہیں دی گئی تھی ۔ دوسری طرف قریش کہنے لگے کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں نے ماہِ حرام کی حرمت توڑ دی اس میں خون ریزی کی' مال لوٹا اور قیدی پکڑ لیے ۔ مکہ کے مسلمانوں نے اس الزام کی تردید میں کہا کہ یہ جو کچھ ہوا وہ شعبان میں ہوا ہے۔ نیز یہودیوں نے اس واقعہ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے شگون بد قرار دینے کے لیے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقد بن عبداللہ نے قتل کیا۔ عمرو نے لڑائی معمور کی' حضرمی اس میں حاضر تھا اور واقدی نے اسے مشتعل کر دیا' مگر اللہ نے ان کے دعوی کو خود ان پر پلٹ دیا۔ اور وہی تباہ ہو گئے ۔

اسیرانِ جنگ کی رہائی:

جب اس واقعہ کے متعلق زیادہ چہ میگوئیاں ہونے لگیں اللہ عزوجل نے یہ آیات رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائیں یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ پوری آیت ''لوگ تم سے ماہ حرام میں قتال کی بابت دریافت کرتے ہیں'' جب اللہ نے اس معاملہ کے متعلق یہ وحی نازل فرما دی اور اس طرح وہ خوف جو مسلمانوں کو اس سے لاحق ہو گیا تھا جاتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے قافلہ اور دونوں قیدیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ قریش نے ایک وفد کے ذریعہ آپ ؐ سے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو فدیہ دے کر رہائی کی درخواست کی۔ آپ ؐ نے ان سے فرمایا کہ جب تک ہمارے آدمی سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہما بخیریت یہاں نہ آ جائیں ہم فدیہ قبول نہیں کرتے ۔ کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں تم نے ان کو قتل نہ کر دیا ہو۔ اگر ایسا ہوا تو پھر ان کے عوض میں ہم تمہارے آدمیوں کو قتل کریں گے ۔ مگر پھر وہ دونوں آ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فدیہ لے کر ان دونوں قیدیوں کو رہا کر دیا۔ ان میں سے حکم بن کیسان رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے اور بڑے اچھے مسلمان بنے ۔ رسول اللہ ﷺ ہی کے پاس رہ گئے اور بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے ۔

مہم نخلہ کے متعلق دوسری روایت:

سدی سے جب یسئلونك عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير و صد عن سبيل الله. کی تفسیر پوچھی گئی تو انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سات آدمیوں کی ایک مہم عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ کی۔ اس میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ' ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ' سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' عتبہ بن غزوان اسلمی بن نوفل رضی اللہ عنہ کے حلیف سہیل بن بیضا رضی اللہ عنہ' عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور واقد بن عبداللہ الیربوعی رضی اللہ عنہ' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حلیف شامل تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک خط لکھ کر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو دیا اور ہدایت کر دی کہ صرف بطن میں پہنچ کر اسے پڑھنا۔ جب عبداللہ اس مقام کو آئے انھوں نے خط کھولا اس میں مرقوم تھا کہ تم بطن نخلہ جا کر ٹھہرو۔ عبداللہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جو مرنا چاہے وہ ساتھ چلے اور بعد کے لیے وصیت کر دے' میں خود تو بہر حال رسول اللہ ﷺ کے حکم کی بجا آوری کروں گا جاتا ہوں اور وصیت کیے دیتا ہوں' عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اپنی راہ ہوئے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ اپنی گم کردہ راہ سواری کی تلاش میں چھوٹ گئے اور یہ دونوں اس کی تلاش کرتے ہوئے بحران آئے۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ چلتے چلتے بطن نخلہ پہنچے۔ یہاں ان کو حکم بن کیسان' عبداللہ بن المغیرہ' مغیرہ بن عثمان اور عمرو بن الحضرمی نظر پڑے' جنگ ہوئی۔ مسلمانوں نے حکم بن کیسان اور عبداللہ بن المغیرہ کو قید کر لیا۔ مغیرہ بھاگ گیا اور عمرو بن الحضرمی' واقد بن عبداللہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہ پہلی غنیمت تھی جو صحابہ رضی اللہ عنہم' رسول اللہ ﷺ کو ملی۔ جب وہ ان دونوں قیدیوں اور مالِ غنیمت کو لے کر مدینہ آئے۔ اہل مکہ نے چاہا کہ فدیہ دے کر ان کو رہا کرالیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ہم اپنے آدمیوں کا انتظار کرتے ہیں چنانچہ جب سعد اور ان کے ساتھی بخیریت واپس آ گئے رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کا فدیہ قبول فرما لیا مشرکین نے رسول اللہ ﷺ پر یہ الزام لگایا کہ محمد ﷺ ایک طرف اللہ کی اطاعت کے دعوے دار ہیں مگر پہلے انھوں نے ماہِ حرام کی حرمت کو توڑا اور ماہِ رجب میں ہمارے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ مسلمانوں نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم نے جمادی میں قتل کیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ واقعہ جمادی کی آخری رات اور رجب کی پہلی رات میں پیش آیا اور رجب شروع ہوتے ہی مسلمانوں نے اپنی تلواریں نیام میں کر لیں۔ اسی موقع پر اللہ نے یہ آیات نازل فرمائی ہیں اور ان میں اہل مکہ کو ملزم قرار دیا ہے۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پہلے رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم کے لیے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تھا مگر پھر خاص وجہ سے ان کو چھوڑ کر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ اس کے متعلق حسب ذیل روایات منقول ہیں:

مہم نخلہ کے متعلق جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت:

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جمعیت پر ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہو کر جانے لگے تو آپ کی جدائی کے خیال سے رو پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بجائے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا اور ایک خط لکھ کر اس ہدایت کے ساتھ ان کے حوالے کیا کہ جب تک وہ فلاں مقام پر نہ پہنچ جائیں اسے نہ پڑھیں اور اپنے کسی ساتھی کو ساتھ دینے پر مجبور نہ کریں۔ جب انھوں نے خط پڑھا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور پھر کہا میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی بجا آوری دل و جان سے کرتا ہوں۔ انھوں نے اس حکم کی اطلاع اپنے ہمراہیوں کو کی اور خط پڑھ کر سنایا۔ دو صاحب پلٹ گئے بقیہ عبداللہ کے ساتھ چلے۔ ابن الحضرمی سے ان کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا مگر ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ دن رجب کا ہے یا جمادی کا' اس پر مشرکین نے مسلمانوں پر الزام لگایا کہ تم نے ماہ حرام میں یہ حرکت کی۔

انھوں نے نبی ﷺ سے آ کر سارا واقعہ بیان کیا' اس موقع پر اللہ نے یہ آیات یسئلونك عن الشهر الحرام قتال فيه اپنے قول و الفتنة اكبر من القتل تک نازل فرمائی۔ یہاں فتنہ سے مراد شرک ہے۔ ایک صاحب نے جن کے متعلق میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اس مہم میں شریک تھے کہا کہ اگر یہ فعل خیر ہوا ہے تو میں اس کے اجر کا مستحق ہوں اور اگر برا ہوا تو میں اس کی برائی سے واقف ہوں۔

قبلہ کی تبدیلی:

ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کے قبلہ کو شام کی سمت سے کعبہ کی طرف بدل دیا۔ وقت کی تبدیلی میں علمائے سلف کا اختلاف ہے مگر جمہور کا خیال یہ ہے کہ ہجرت کے اٹھارہویں ماہ نصف شعبان میں یہ تبدیلی عمل میں آئی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم' رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے مسلمان بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے تھے۔ جب نبی ﷺ کو ہجرت کر کے مدینہ آئے ہوئے اٹھارہ ماہ گزر رہے آپؐ نماز میں حکم کے انتظار میں آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تھے۔ آپؐ بھی بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے۔ اب کعبہ بیت المقدس کی بجائے قبلہ مقرر کیا گیا۔ خود نبی ﷺ چاہتے تھے کہ کعبہ کی سمت نماز پڑھیں۔ اس وقت اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی قد نرىٰ تقلب وجهك في السماء. آخر آیہ تک ''بے شک ہم نے دیکھا کہ تم آسمان کی طرف منہ اٹھائے منتظر ہو''۔

ابن اسحٰق کی روایت:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ مدینہ آنے کے اٹھارہ ماہ بعد شعبان میں قبلہ بدل دیا گیا۔ واقدی سے بھی یہی مذکور ہے' وہ کہتے ہیں کہ سہ شنبہ کو ظہر کے وقت نصف شعبان میں یہ تبدیلی عمل میں لائی گئی۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ دوسرے اربابِ سیر کہتے ہیں کہ ہجرت کے سولہ ماہ بعد قبلہ تبدیل ہوا۔ اس کے متعلق قتادہ سے مروی ہے کہ ہجرت سے قبل رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے زمانے میں تمام مسلمان بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے تھے۔ ہجرت کے بعد سولہ ماہ رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی سمت نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپؐ نے کعبہ بیت الحرام کی سمت نماز پڑھی۔

ابن زید کی روایت:

ابن زید سے مروی ہے کہ سولہ ماہ رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی سمت نماز پڑھی۔ پھر آپ کو معلوم ہوا کہ یہودی کہتے ہیں کہ محمد اور ان کے ساتھیوں کو اپنے قبلہ کا بھی علم نہ تھا ہم نے بتایا۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بری معلوم ہوئی' آپؐ نے آسمان کی طرف منہ اُٹھایا اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی قد نرىٰ تقلب وجهك في السماء.

روزے کا حکم:

اس سال ماہِ رمضان کے روزے فرض کیے گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کے ماہِ شعبان میں یہ روزے فرض ہوئے۔ مدینہ آ کر رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو یوم عاشورہ میں روزہ رکھتے دیکھا۔ ان سے اس کی وجہ پوچھی انھوں نے کہا کہ اس دن اللہ نے آلِ فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو فرعون سے نجات دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم ان سے زیادہ موسیٰ کے حق دار ہیں۔ آپؐ نے روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس روز روزہ کا حکم دیا۔ جب اللہ نے رمضان کے روزے فرض کیے تو پھر آپؐ نے عاشورہ کے روزے کا نہ حکم دیا اور نہ اس سے منع فرمایا۔

فطرے کا حکم:

اس سال مسلمانوں کو زکوٰۃ فطرہ کا حکم ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ نے فطرے سے ایک دن یا دو دن قبل مسلمانوں کو خطاب کیا اور فطرے کا حکم دیا۔ اس سال آپؐ نماز عید کے لیے شہر سے باہر عید گاہ تشریف لے گئے اور آپؐ نے سب کو نماز پڑھائی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ آپؐ نماز عید کے لیے عید گاہ تشریف لے گئے' اسی سال لوگ آپؐ کے لیے بھالا لے گئے اور آپؐ نے اس کی سمت کھڑے ہو کر نماز پڑھی' یہ بھالا زبیر بن العوام کا تھا جو نجاشی نے ان کو دیا تھا۔ اس کے بعد تمام عیدوں میں یہ آپؐ کے لیے عید گاہ لے جایا جاتا تھا۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ اب بھی مدینہ میں مؤذنوں کے پاس ہے۔

۱۹ رمضان کے متعلق روایات:

اس سال کے ماہِ رمضان میں کفار قریش اور رسول اللہ ﷺ میں بدر کی مشہور لڑائی ہوئی' دن کے متعلق اختلاف ہے کہ کس روز لڑائی ہوئی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ۱۹ رمضان کو یہ واقعہ ہوا۔

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ۱۹ رمضان کو لیلۃ القدر کی تلاش کرو' کیونکہ یہی بدر کی رات ہے۔ عبداللہ سے مروی ہے کہ لیلۃ القدر کو ۱۹ رمضان میں تلاش کرو کیونکہ اسی کی صبح کو جنگ بدر ہوئی ہے۔

زید کے متعلق مروی ہے کہ وہ رمضان کی انیسویں اور بیسویں شب کو جس طرح ساری رات جاگتے تھے اس طرح کسی اور شب میں بیدار نہ رہتے' اس جاگنے کا اثر ان کے چہرے پر نمایاں ہوتا لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی' انھوں نے کہا کہ اللہ عزوجل نے اس کی صبح میں حق و باطل کے درمیان تفریق کی ہے۔

۱۷ رمضان کے متعلق روایتیں:

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی جمعہ کے دن سترھویں رمضان کی صبح کو ہوئی۔ اس کے متعلق دوسرے سلسلہ سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ لیلۃ القدر کو سترھویں رات میں تلاش کرو اور یہ آیت پڑھی: یوم التقی الجمعان اور یہ بدر کی صبح ہے' پھر کہا یا ۱۹ کو یا ۲۱ کو تلاش کرو۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ جنگِ بدر رمضان کی ۱۹ کو ہوئی۔ واقدی کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات محمد بن صالح سے کہی وہ کہنے لگے کہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم ایسا کہتے ہو میرا خیال ہے کہ کسی شخص کو بھی اس بات میں شک نہیں ہے کہ جنگِ بدر ۱۷ رمضان جمعہ کی صبح کو ہوئی اور میں نے عاصم بن عمر بن قتادہ اور یزید بن رمضان کو بھی یہ کہتے سنا ہے۔ ان اشخاص کے نام لینے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ اس بات کو تو گھر میں بیٹھنے والی عورتیں تک جانتی ہیں۔ میں نے یہ بات عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے بیان کی انھوں نے زید بن ثابت سے یہ واقعہ نقل کیا کہ وہ رمضان کی سترھویں شب کو رات بھر جاگتے تھے جن کا اثر ان کے چہرے پر نمایاں ہوتا اور کہا کرتے تھے کہ اس شب کی صبح میں اللہ نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔ اسلام کو غلبہ دیا' اس شب میں قرآن نازل فرمایا اور کفار کے سرغنوں کو ذلیل کر دیا۔ واقعہ بدر جمعہ کے دن ہوا ہے۔ حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ لیلۃ الفرقان یوم التقیٰ الجمعان رمضان کی سترہ ہے۔

عروہ بن الزبیر کے بیان کی مطابق اس لڑائی اور نیز ان تمام دوسری لڑائیوں کا باعث جو مشرکین قریش اور رسول اللہ ﷺ میں ہوئیں واقد بن عبداللہ التمیمی کا عمرو بن الحضرمی کو قتل کر دینا ہوا۔

قریش کا تجارتی قافلہ:

عروہؓ نے اس کے متعلق حسب ذیل بیان عبدالملک کو لکھ کر بھیجا تھا: امابعد! تم نے مجھ سے ابوسفیان کی نقل وحرکت اور کارروائی کو دریافت کیا ہے کہ وہ کیونکر ہے' اس کا اصل واقعہ یہ ہے کہ ابوسفیان بن حرب قریش کے تقریباً ستر ہ شتر سواروں کے ساتھ جو سب تجارت کے لیے شام گئے ہوئے تھے شام سے واپس آ رہا تھا اس کے ساتھ ان کا تمام روپیہ اور سامانِ تجارت تھا جب یہ حجاز واپس آنے لگے تو اس کی خبر رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کو ملی' اس سے پہلے سے ان میں لڑائی جاری تھی جس سے کئی آدمی مقتول ہو چکے تھے ابن الحضرمی بھی کئی آدمیوں کے ساتھ نخلہ میں قتل ہو چکا تھا اور قریش کے چند اشخاص قید بھی کر لیے گئے تھے ان میں بعض مغیرہ کے بیٹے تھے۔ نیز ان میں ان کا مولیٰ ابن کیسان تھا جسے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور واقد بنو عدی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حلیف نے چند صحابۂ رسول ﷺ کے ساتھ جن کو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی معیت میں اس مہم پر بھیجا تھا قتل اور اسیر کیا تھا اسی واقعہ کی بناء پر رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان جنگ چھڑی اور نخلہ کا یہ پہلا واقعہ تھا جس میں طرفین اس کے ساتھیوں کے شام جانے سے قبل پیش آیا تھا۔ پھر جب اس کے بعد وہ اور اس کے ساتھی قریش کے شتر سوار شام سے حجاز آنے لگے انھوں نے ساحل کا راستہ اختیار کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب ان کی اطلاع ہوئی انھوں نے اپنے صحابہؓ کو جنگ کی دعوت دی اور بتایا کہ ان کے ساتھ کثرت سے دولت ہے اور ان کی تعداد بھی تھوڑی ہے' اب مسلمانوں کی ایک جماعت ابوسفیان اور اس کے قافلہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے جس کے متعلق ان کو خیال تھا کہ بغیر کسی بڑی لڑائی کے وہ ان کے قبضہ میں آ جائے گا مدینہ سے چلے۔ اس کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: و تو دون ان غیر ذات الشوکة تکون لکم. ''اور تم چاہتے تھے کہ کمزور تم کو مل جائے''۔

مسلمانوں کے حملہ کا خوف:

جب ابوسفیان کو معلوم ہوا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ اس کا راستہ روکنا چاہتے ہیں اس نے اس کی اطلاع کسی کے ذریعہ قریش کو کی اور درخواست کی کہ تم اپنے اسباب تجارت کو بچاؤ' قریش کو اس کی اطلاع ہوئی' ابوسفیان کے قافلہ میں سب کے سب کعب بن لوی کے خاندانوں کے آدمی تھے۔ اس خبر کے ملتے ہی مکہ والے دوڑے' یہ سب بنو کعب بن لوی کی جماعت تھی جو بچاؤ کے لیے گئی تھی اس میں بنو عامر کے بنو مالک بن رحل کے سوا اور کوئی نہ تھا' جب تک نبی ﷺ بدر نہ آ گئے نہ ان کو اور نہ ان کے صحابہ کو قریش کی اس جمعیت کی کوئی اطلاع ملی تھی اس قافلہ نے ساحل کا وہ راستہ اختیار کیا تھا جو شام جاتا تھا۔ ابوسفیان نے اس خوف سے کہ بدر پر دشمن گھات میں ہو گا اس سمت سے بچ کر صرف ساحل کی راہ پکڑ لی۔

بنوالحجاج کے حبشی غلام کی گرفتاری:

نبی ﷺ مدینہ سے چل کر بدر کے قریب آ کر شب باش ہوئے آپ نے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو صحابہ کی ایک چھوٹی سی جمعیت کے ساتھ بدر کے ایک چشمہ آب پر بھیجا' مسلمانوں کو قطعی اس بات کا علم نہ تھا کہ قریش ان کے مقابلہ کے لیے آ گئے ہیں۔ نبی ﷺ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے وہ نماز ہی میں تھے کہ قریش کے بعض سقے بدر کے اسی چشمہ پر پانی لینے آئے ان میں بنوالحجاج کا ایک حبشی غلام بھی تھا' اسے مسلمانوں کی اس جماعت نے جسے رسول اللہ ﷺ نے زبیرؓ کی قیادت میں چشمہ پر بھیجا تھا گرفتار کر لیا۔ اس غلام کے اور ساتھی بھاگ کر قریش کے پاس چلے گئے' مسلمان اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے جو اپنی خواب گاہ میں تشریف رکھتے تھے۔ انھوں نے اس سے ابوسفیان اور اس کی جماعت کی خبر پوچھی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ غلام ضرور اسی کے ہمراہیوں میں ہے مگر اس

نے بیان کیا کہ قریش کی ایسی جماعت جس میں فلاں فلاں قبیلے اور سردار ہیں مقابلے پر آئی ہے اور یہ بات وہ صحیح بیان کر رہا تھا مگر چونکہ مسلمانوں کو یہ اطلاع بہت ہی ناگوار تھی وہ اسے باور ہی نہ کرتے تھے کیونکہ اس وقت ان کا مطمح نظر صرف ابوسفیان' اس کا تجارتی قافلہ اور جماعت تھی۔ اس سوال و جواب کے اثناء میں نبی ﷺ نماز میں مصروف تھے رکوع و سجود کر رہے تھے اور جو کچھ اس غلام کے ساتھ ہو رہا تھا اسے دیکھ اور سن رہے تھے۔ اب جب وہ غلام مسلمانوں سے کہتا کہ قریش آ گئے ہیں وہ اس کی تکذیب کرتے اور مارتے اور کہتے کہ تو ہم سے ابوسفیان اور اس کی جماعت کو چھپا رہا ہے' اس پر اب غلام نے یہ کہا کہ جب مسلمان اسے مارنے کی دھمکی دیتے اور ابوسفیان اور اس کی جماعت کا پتہ پوچھتے تو اگر چہ اسے ان کا قطعی علم نہ تھا وہ تو قریش کے سقوں میں تھا وہ مجبوراً ان کا اقرار کر لیتا حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ وہ قافلہ ان سے بہت اسفل میں پہنچ چکا تھا۔ جس کے متعلق خود اللہ عزوجل کلام پاک میں فرماتا ہے اذ انتم بالعدوة الدنیا و هم بالعدوة القصوىٰ والركب اسفل منكم اپنے قول امراً كان مفعولا تک ''جب کہ تم قریب کے کنارے پر تھے اور وہ دور کے کنارے پر اور قافلہ تم سے بہت نیچے تھا'' جب وہ غلام کہتا کہ یہ قریش تمہارے مقابلہ کے لیے آئے ہیں مسلمان اسے مارنے لگتے اور اگر وہ کہتا کہ یہ ابوسفیان ہے تو وہ اسے چھوڑ دیتے۔

کفار کی تعداد:

اس حرکت کو دیکھ کر نبی ﷺ سے رہا نہ گیا وہ نماز ختم کر کے پلٹے اور چونکہ آپؐ اس غلام کی خبر سن چکے تھے۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب وہ سچ بولتا ہے تم اسے مارتے ہو اور جھوٹ بولتا ہے چھوڑ دیتے ہو۔ صحابہ ﷡ نے عرض کیا کہ یہ ہم سے کہہ رہا ہے کہ قریش آ گئے ہیں آپؐ نے فرمایا بالکل صحیح کہتا ہے' بے شک قریش اپنے قافلہ کو بچانے کے لیے آ گئے ہیں آپؐ نے غلام کو بلا کر اس سے واقعہ دریافت کیا' اس نے کہا کہ قریش ہیں ابوسفیان کی مجھے خبر نہیں۔ آپؐ نے پوچھا ان کی تعداد کیا ہے اس نے کہا صحیح تعداد تو میں نہیں جانتا البتہ وہ کثیر تعداد میں ہیں۔ راویوں کے بیان کے مطابق اس پر آپؐ نے دریافت کیا اچھا یہ بتاؤ کہ کل اوّل کس نے ان کو کھانا دیا اس غلام نے کسی کا نام لیا۔ آپؐ نے پوچھا کتنے اونٹ اس نے دعوت کے لیے ذبح کیے تھے۔ اس نے کہا نو۔ آپؐ نے پوچھا پھر کل دوسرے وقت کس نے ان کی ضیافت کی' اس نے نام بتایا' آپؐ نے پوچھا اس نے کتنے اونٹ ذبح کیے' غلام نے کہا دس اس پر راویوں کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دشمن کی تعداد نو سو سے ایک ہزار ہے اور واقعہ بھی یہی تھا کہ اس رحلہ میں قریش کی تعداد نو سو پچاس تھی۔

چشمۂ بدر پر مسلمانوں کا قبضہ:

نبی ﷺ اپنے مقام سے اٹھ کر اس چشمے پر آ کر فروکش ہوئے' آپؐ نے پکھالیں پانی سے بھر لیں اور اس چشمے کے اوپر اپنے صحابہ کی صف بندی کی رسول اللہ ﷺ نے بدر آ کر فرما دیا تھا کہ یہاں دشمن مارے جائیں گے' قریش نے آ کر دیکھا کہ ان سے قبل نبی ﷺ اس چشمے پر پہنچ کر باقاعدہ فروکش ہیں جب قریش سامنے آ گئے رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی جناب میں عرض کی: ''یہ قریش اپنے تمام ساز و سامان اور غرور کے ساتھ تجھ سے لڑنے اور تیرے رسول ﷺ کی تکذیب کرنے آئے ہیں۔ اے خداوندا! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو اپنا وعدہ پورا کر''۔ جب وہ بالکل سامنے آ گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے منہ پر مٹی پھینک ماری اللہ نے ان کو مار بھگایا۔ نبی ﷺ کا مقابلہ ہونے سے پہلے ایک شتر سوار نے ابوسفیان اور اس کی جماعت کی طرف سے آ کر قریش سے کہہ دیا تھا کہ تم پلٹ جاؤ۔ وہ لوگ جنہوں نے قریش کو یہ حکم دیا تھا جحفہ میں تھے مگر قریش نے اس مشورہ کو نہ مانا اور کہا کہ ہم جب تک بدر پہنچ

کر وہاں تین راتیں قیام نہ کرلیں گے واپس نہیں جائیں گے اور ہم دیکھتے ہیں کہ کون ہم پر حملہ کرتا ہے ہم کسی عرب میں یہ طاقت نہیں دیکھتے کہ وہ ہم سے اور ہماری اس کثیر جماعت سے مقابلہ کر سکے۔ انہیں کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے الذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئآء الناس. ''جو اپنی بستیوں سے فوری جوش اور لوگوں کو محض دکھانے کے لیے نکل آئے تھے'' چنانچہ ان کا اور رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ ہوا۔ اللہ نے اپنے رسول کو فتح دی اور کفار کے سرغنوں کو ذلیل اور رسوا کر دیا اور مسلمانوں کے سینوں کو ان کے قتل سے ٹھنڈا کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت:

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم مدینہ آئے اس کے پھلوں سے ہماری طبیعتیں خراب ہو گئیں اور گرمی اور حبس کی تکلیف ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ بدر کی خبر معلوم کرتے رہتے تھے' جب ہمیں اطلاع ملی کہ مشرکین بڑھ آئے ہیں آپ بدر کو چلے یہ ایک کنواں تھا مگر ہم مشرکین سے پہلے وہاں گئے وہاں ہمیں دو آدمی ملے' ان میں ایک قریشی اور دوسرا عقبہ بن ابی معیط کا غلام تھا' قریشی بھاگ گیا البتہ عقبہ کے غلام کو ہم نے پکڑ لیا ہم نے اس سے دشمن کی تعداد دریافت کی اس نے کہا کہ بخدا ان کی بہت بڑی تعداد ہے اور ان کی قوت و شوکت بہت زیادہ ہے اس پر مسلمانوں نے اسے مارا اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپ نے اس سے دشمن کی تعداد پوچھی' اس نے کہا کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ پر شوکت و طاقت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر چند اس سے پوچھا ان کی صحیح تعداد دریافت کی مگر اس نے نہ بتائی پھر آپ نے اس سے پوچھا اچھا یہ بتاؤ کہ وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ اس نے کہا روزانہ دس۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دشمن کی تعداد ایک ہزار ہے رات کو ترشح ہونے لگا ہم بارش سے بچنے کے لیے درختوں کے سایہ اور ڈھالوں کے نیچے ہو گئے۔

حضرت محمد ﷺ کی دعاء:

ساری رات رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی جناب میں دعا کرتے ہوئے بسر کی' آپ نے فرمایا اے خداوندا! اگر یہ میری جماعت ہلاک ہو گئی تو دنیا میں پھر تیرا کوئی پرستار نہ رہے گا صبح کو آپ نے ہم سب کو نماز کے لیے بلایا ہم سب درختوں اور ڈھالوں کے سایہ سے اٹھ کر خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ہمیں نماز پڑھائی اور لڑائی میں ثابت قدم رہنے کی ترغیب و تحریص کی پھر فرمایا دیکھو قریش کی فوج پہاڑ کے اس ضلع میں ہے۔ جب دشمن قریب آ گیا اور ہم اس کے مقابل صف بستہ ہو گئے ان کا ایک آدمی سرخ اونٹ پر سوار دشمن کی جماعت میں ادھر سے ادھر جانے لگا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی طلبی:

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا علی رضی اللہ عنہ، حمزہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا دو' وہ مشرکین سے دوسروں کے مقابلہ میں قریب تھے' آپ نے فرمایا یہ شتر سوار کون اور کیا کہہ رہا ہے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر دشمنوں میں کوئی شخص خیر کی بات کہتا ہو گا تو شاید سرخ اونٹ والا ہو۔ حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ یہ عتبہ بن ربیعہ ہے اور وہ اپنے ساتھیوں کو لڑائی سے روک رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ ہمارے حریف مرنے پر تلے ہوئے ہیں تم ان تک نہ پہنچ سکو گے اے میری قوم! تمہارے لیے خیر اسی میں ہے کہ میری خاطر تم آج لڑائی سے باز رہو اور تم کہہ سکتے ہو کہ عتبہ بن ربیعہ نے بزدلی دکھائی حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ میں تم میں سب سے زیادہ بزدل نہیں ہوں۔ ابوجہل نے اس کی تقریر سن پائی اور اس سے کہا کہ بخدا اگر تمہارے سوا کسی دوسرے نے یہ بات کہی ہوتی تو میں اسے دانت سے چبا جاتا' دشمن کا رعب تمہارے دل و جگر پر چھا گیا ہے۔ عتبہ نے کہا اے لڑائی میں سرین دکھانے والے آج تجھے معلوم ہو جائے گا

کہ کون سب سے زیادہ بزدل ہے۔ اب عتبہ بن ربیعہ' اس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اس کا بیٹا ولید نہایت جوش حمیت میں مبارزت طلب کرتے ہوئے معرکہ میں برآمد ہوئے' ان کے مقابلے کے لیے انصار کے چھ دلاور مسلمانوں کی سمت سے نکلے۔ عتبہ نے کہا ہم ان سے مقابلہ نہیں چاہتے ہمارے مقابلہ پر ہمارے بنوعم عبدالمطلب آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ اٹھو' حمزہ رضی اللہ عنہ اٹھو' عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ اٹھو' اللہ نے عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کرا دیا۔ ہماری جماعت میں سے عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ مجروح ہوئے ہم نے دشمن کے ستر آدمی قتل کیے اور ستر اسیر کر لیے۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی گرفتاری:

ایک پستہ قامت انصاری عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو اسیر کر کے لایا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ اس شخص نے مجھے اسیر نہیں کیا ہے بلکہ مجھے ایسے شخص نے اسیر کیا ہے جو کشادہ پیشانی تھا جس کا چہرہ نہایت ہی خوبصورت تھا اور وہ ابلق گھوڑے پر سوار تھا اب مجھے وہ اس تمام جماعت میں کہیں نظر نہیں آیا' انصاری نے کہا جناب والا میں نے ان کو اسیر کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے اس کام میں اللہ نے ایک شریف فرشتہ سے تمہاری اعانت کی ہے' اس جنگ میں بنوعبدالمطلب میں عباس رضی اللہ عنہ' عقیل رضی اللہ عنہ اور نوفل بن حارث اسیر کیے گئے۔

دوسری روایت میں علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگِ بدر میں جب سب جمع ہو گئے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اپنا بچاؤ کیا۔ اس روز نہ آپؐ سے زیادہ کسی سے شجاعت وجرأت ظاہر ہوئی اور نہ ہم میں سے کوئی آپؐ سے زیادہ دشمن کے قریب رہا۔

رسول اللہ ﷺ کی شب بیداری:

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگِ بدر میں ہم میں سوائے مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کے اور کوئی سوار نہ تھا۔ سوائے رسول اللہ ﷺ کے سب پڑے سو رہے تھے۔ البتہ آپؐ ساری رات درخت کے قریب کھڑے ہوئے صبح تک نماز و دعا میں مصروف رہے۔

محمد بن اسحاق کی روایت:

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ ابوسفیان قریش کے ایک بڑے تجارتی قافلے کے ساتھ جس میں ان کا بہت سا روپیہ اور تجارتی سامان ہے شام سے حجاز آ رہا ہے اس میں تیس یا چالیس قریش کے شتر سوار تھے جن میں مخرمہ بن نوفل بن اصیب بن عبدمناف بن زہرہ اور عمرو بن العاص بن وائل بن ہشام بن سعید بن سہم تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جنگ بدر کے متعلق جو مختلف طریقہ سے بیانات منقول ہوئے ہیں ان کا ماحصل یہ ہے' جب رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ابوسفیان شام سے آ رہا ہے آپؐ نے مسلمانوں کو اس کے روکنے کی دعوت دی اور فرمایا کہ قریش کا یہ پر اموال قافلہ آ رہا ہے اس کو بڑھ کر روک لو شاید اللہ یہ غنیمت تم کو مرحمت کر دے بہت سے آدمی اس مہم کے لیے آمادہ ہو گئے کچھ فوراً چل کھڑے ہوئے اور کچھ رہ گئے نہ گئے' جو نہ جا سکے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو یہ خیال نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ خود جنگ میں شریک ہوں گے۔ حجاز کے قریب آ کر ابوسفیان نے خبروں کی ٹوہ لگائی' لوگوں کے مال ومتاع کی حفاظت کے خیال سے جو قافلے اسے راہ میں ملتے وہ ان سے دریافت کرتا کہ کوئی دشمن تو تم کو نظر نہیں آیا۔ آخر کار ایک اونٹ والے سے اسے خبر ملی کہ محمدؐ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسے اور اس کے قافلہ کو روکنے کے لیے چلتا کیا ہے۔ اس خبر کو سن کر وہ متنبہ ہو گیا اور اس نے فوراً ضمضم بن عمرو الغفاری کو کچھ دے کر مکہ

دوڑایا اور ہدایت کی کہ قریش کے پاس جاؤ اور ان کو فوراً اپنے اموال کی مدافعت کے لیے روانہ کرو اور کہہ دو کہ محمدؐ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہمیں روکنے کے لیے نکلے ہیں۔ ضمضم بن عمرو الغفاری تیزی کے ساتھ مکہ روانہ ہوا۔

عاتکہ بن عبدالمطلب کا خواب:

عروہؓ سے مروی ہے کہ اسی زمانے میں ضمضم کے مکہ آنے سے تین رات قبل عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ایک خواب دیکھا جس سے وہ بہت متوحش ہوئی جسے اس نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو سنایا ان سے کہا کہ میں نے آج رات ایک ایسا خواب دیکھا ہے جس نے مجھے وحشت میں ڈال دیا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ خواب کے مطابق تمہاری قوم پر بڑی مصیبت آنے والی ہے جو میں بیان کروں اسے تم کسی اور سے نہ کہنا۔ عباسؓ نے پوچھا کیا خواب دیکھا ہے اس نے کہا میں نے دیکھا کہ ایک شتر سوار آیا ہے اور اس نے ابطح میں ٹھہر کر نہایت بلند آواز سے پکار کر کہا اے آل غدر تین دن کے اندر اپنے مقتلوں کو دوڑو' پھر میں نے دیکھا کہ بہت سے آدمی اس کے پاس اکٹھا ہوئے وہ مسجد کے اندر آیا یہ تمام لوگ اس کے ساتھ آئے جب کہ لوگ اس کے گرد جمع تھے اس کا اونٹ اسے کعبہ کی چھت پر لے گیا اور وہاں اس نے پھر نہایت بلند آواز میں کہا لوگو تین دن کے اندر اپنے مقتلوں کو چلے جاؤ اس کے بعد اس کا اونٹ اسے جبل ابوقبیس کی چوٹی پر لے گیا اور وہاں سے پھر اس نے وہی آواز لگائی' پھر اس نے ایک بہت بڑا پتھر اٹھا کر اسے پہاڑ سے لڑھکا دیا جو پہاڑ کے نیچے آتے آتے ریزہ ریزہ ہو گیا اور مکہ کا کوئی گھر ایسا نہ بچا جہاں اس کے سنگریزے نہ گئے ہوں۔ عباسؓ نے کہا اس خواب کو تم اپنے تک رکھو ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا۔

حضرت عباسؓ اور ابوجہل:

عباسؓ اس کے پاس سے باہر آئے' ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے جو ان کا دوست تھا ملاقات ہوئی۔ عباس رضی اللہ عنہ نے وہ خواب اس سے بیان کیا اور درخواست کی کہ کسی سے بیان نہ کرنا' مگر ولید نے اپنے باپ عتبہ سے بیان کر دیا اس طرح یہ خبر مشہور ہو گئی یہاں تک کہ تمام قریش میں اس کا چرچا ہو گیا۔ عباسؓ کہتے ہیں کہ دوسرے دن صبح کو میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا ابوجہل بن ہشام قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور وہ عاتکہ کے خواب کا چرچا کر رہے تھے ابوجہل کی نظر مجھ پر پڑی' اس نے کہا اے ابوالفضل طواف سے فارغ ہو کر یہاں آنا۔ چنانچہ میں طواف کر کے ان کے پاس گیا اور بیٹھ گیا۔ ابوجہل نے کہا اے بنوعبدالمطلب یہ نبیہ تم میں کب ظاہر ہوئی۔ میں نے کہا کیا بات ہے؟ اس نے کہا عاتکہ کا خواب' میں نے کہا نہیں اس نے نہیں دیکھا۔ ابوجہل کہنے لگا اے بنوعبدالمطلب تم نے اس پر اکتفا نہیں کی کہ تمہارے مرد نبی ہوں اس لیے اب تمہاری عورتیں بھی نبوت کی مدعی ہوئی ہیں۔ عاتکہ نے اپنے خواب میں دعویٰ کیا ہے کہ تین دن کے اندر تم چلے جاؤ خیر ہم تین دن تک انتظار کرتے ہیں' اگر اس کی بات صحیح ہوئی تو بہتر ہے ورنہ اگر ایسا اس اثناء میں نہ ہوا تو ہم ایک باقاعدہ تحریر میں یہ بات لکھ دیں گے کہ تمام عرب میں تمہارے گھر سے جھوٹا اور کوئی خاندان نہ ہوگا۔ میں نے اس پر اس سے زیادہ بحث و کلام نہیں کیا۔ البتہ میں نے برابر اس بات سے انکار کیا کہ اس نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ اس کے بعد ہم سب متفرق ہو گئے۔

مستورات بن عبدالمطلب کا احتجاج:

شام کو بنوعبدالمطلب کی تمام عورتیں بلا استثناء میرے پاس آئیں اور انہوں نے کہا تم نے نہ صرف اپنے خاندان کے مردوں کے متعلق اس خبیث فاسق کی زیادہ گوئی کو برداشت کیا بلکہ اس کی جرأت یہاں تک بڑھی کہ اس نے ہماری عورتوں پر زبان درازی

کی اور تم خاموش سنتے رہے اور تم نے اس کی کوئی تردید نہیں کی۔ میں نے کہا نہیں میں نے تردید کی مگر اس سے زیادہ الجھا نہیں اب بخدا کہتا ہوں کہ اس سے ٹوک کر پوچھوں گا۔ اگر اس نے پھر کوئی ناملائم بات کہی تو اس کا دندان شکن جواب دوں گا۔

ضمضم بن عمرو کی فریاد:

عاتکہ کے خواب کے تیسرے دن میں پھر کعبہ گیا' میں بہت ہی جوش اور غصہ میں بھرا ہوا تھا اور احساس کرتا تھا کہ مجھ سے اس معاملہ پر چوک ہوگئی اس کی پابجائی ضرور ہے میں مسجد میں آیا میں نے ابوجہل کو دیکھا میں اس کی طرف بڑھا کہ اس سے پھر وہ بات پوچھوں اگر وہ پھر کہے تو اس کی خبر لوں' یہ دبلا پتلا ترش رو' تیز زبان اور تیز نظر آدمی تھا' اتنے میں وہ دوڑتا ہوا مسجد کے دروازے کی طرف لپکا میں نے اپنے دل میں کہا اسے کیا ہوا' اس پر اللہ کی لعنت ہو کیا اس ڈر سے بھاگا ہے کہ میں اس کی خبر لینے آیا ہوں مگر بات یہ تھی کہ اس نے ضمضم بن عمرو الغفاری کی آواز سن لی تھی اور میں نے اسے نہیں سنا تھا ضمضم بطن وادی میں اپنے اونٹ پر اس حال میں کھڑا ہوا کہ اس نے اپنے اونٹ کی ناک اور کان قطع کر دیے تھے اپنے کجاوہ کا رخ بدل رکھا تھا اور اپنی قمیص پھاڑ ڈالی تھی چلا رہا تھا کہ اے معشر قریش ابوسفیان کے ساتھ جو تمہارا مال و متاع ہے وہ لٹ جائے گا محمدؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ اسے روکنے پر آمادہ ہوئے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ تم اسے بچا سکو گے دوڑو دوڑو۔

اہل مکہ کی جنگ کے لیے تیاری:

اس قصہ کی وجہ سے ابوجہل مجھے بھول گیا اور میرے دل سے اس کا خیال جاتا رہا' لوگ نہایت سرعت کے ساتھ مقابلہ پر جانے کے لیے تیار ہو گئے اور کہنے لگے کہ کیا محمدؐ اور ان کے رفیق سمجھتے ہیں کہ وہ یہ قافلہ بھی اس آسانی سے لوٹ لیں گے جس طرح انہوں نے ابن الحضرمی کی جماعت کو لوٹ لیا ہے' ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کیا ہوتا ہے اب تمام مکہ کی حالت یہ تھی کہ ہر شخص یا خود ہی اس مہم پر جا رہا تھا یا دوسرے کو بھیج رہا تھا تمام قریش مقابلہ کے لیے نکل کھڑے ہوئے ان کے اشراف میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا البتہ ابولہب بن عبدالمطلب مکہ میں رہ گیا اور اس نے عاص بن ہشام بن المغیرہ کو جس پر اس کے چار ہزار درہم قرض تھے اور وہ ان کی ادائیگی سے معذور ہو گیا تھا اس رقم کے عوض میں اپنے بجائے اس مہم پر روانہ کیا۔ عاص چلا گیا اور ابولہب رہ گیا۔

امیہ بن خلف:

عبداللہ بن ابی نجیح سے مروی ہے کہ امیہ بن خلف اس مہم میں جانا نہ چاہتا تھا۔ یہ ایک بڑا معزز شیخ اور جسیم آدمی تھا۔ یہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ عقبہ بن ابی معیط ایک آتشدان لیے ہوئے جس میں آگ اور جلانے کے مصالحے تھے اس کے پاس آیا اور آتشدان کو اس کے سامنے رکھ کر کہنے لگا اے ابوعلی تم بیٹھے آگ جلاتے رہو کیونکہ تم عورت ہو۔ امیہ نے کہا اللہ تیرا اور اس آتشدان کا برا کرے' اب وہ بھی جنگ کی تیاری کر کے سب کے ساتھ چلا۔ جب قریش روانگی کے لیے بالکل تیار ہو گئے اور اب چلنے والے تھے کہ ان کو خیال آیا کہ ان کے اور بنوابوبکر ابن عبدمناۃ بن کنانہ کے تعلقات خراب ہیں اور لڑائی قائم ہے اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ ہمارے عقب سے آ کر ہم پر حملہ کر دیں۔

بنوکنانہ کے حملے کا خوف:

عروہؓ بن الزبیر سے مروی ہے کہ جب قریش لڑائی کے لیے جانے لگے ان کو اپنے اور بنوبکر کے معاندانہ تعلقات یاد آئے اور قریب تھا کہ یہ خیال ان کو روانگی سے روک لیتا مگر ابلیس سراقہ بن جعشم المدلجی کی شکل میں جو بنوکنانہ کا ایک رئیس تھا ان کے سامنے

نمودار ہوا اور اس نے کہا کہ میں اس کا ذمہ لیتا ہوں کہ بنو کنانہ ہرگز تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں گے۔ اس اطمینان پر فوراً قریش چل کھڑے ہوئے۔

اصحابِ بدرؓ کی تعداد:

ابو جعفر کہتے ہیں کہ ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے ذریعہ سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۳ رمضان کو تین سو دس سے کچھ زیادہ صحابہؓ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے' اس بات میں اختلاف ہے کہ تین سو دس سے کتنے زیادہ تھے۔ بعضوں نے کہا ہے تین سو تیرہ تھے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت:

براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگِ بدر میں اسی قدر آدمی تھے جتنے طالوت کے ساتھ تھے جنہوں نے دریا کو عبور کیا تھا یعنی تین سو تیرہ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جنگِ بدر میں ستتر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصاری تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے علمبردار علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے اور انصار کا علم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ اصحابِ بدر کی تعداد تین سو چودہ تھی' یہ وہ لوگ تھے جو خود جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ بعض نے تین سو اٹھارہ اور بعض نے تین سو سترہ بیان کی ہے مگر عامہ سلف کا بیان یہ ہے کہ ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ اس کے متعلق براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم اس بات کو ایک دوسرے سے بیان کرتے تھے کہ اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم کی تعداد طالوت کے ان اصحاب سے مساوی تھی جنہوں نے ان کے ہمراہ دریا کو عبور کیا تھا اور جو مومن تھے صرف انہیں نے ان کا ساتھ دیا تھا ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ اس بیان کی تائید میں کئی روایتیں براء رضی اللہ عنہ سے اسی مضمون کی منقول ہیں قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے واقعہ بدر کے دن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا تھا کہ تمہاری تعداد اس موقع پر اسی قدر ہے جتنی جالوت کے مقابلہ میں طالوت کے صحابہ کی تھی اور صحابہ کی تعداد بدر کے واقعہ میں تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ سدی سے مروی ہے کہ طالوت نے تین سو دس سے کچھ زیادہ ہمراہیوں کے ساتھ دریا عبور کیا تھا اور یہی تعداد اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم کی تھی۔ قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ واقعہ بدر میں تین سو دس سے کچھ زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ رمضان کی کچھ راتیں گزری تھیں بدر کو روانہ ہوئے آپؐ نے قیس بن ابی صعصعہ کو جو بنو مازن بن النجار سے تعلق رکھتے تھے اپنے ساقہ پر مقرر فرمایا صفراء قریب آ کر آپؐ نے بسبس بن عمرو الجہنی بن ساعدہ کے حلیف اور عدی بن ابی الزغباء الجہنی بنو النجار کے حلیف کو ابو سفیان بن حرب اور اس کے قافلہ کی اطلاعات بہم پہنچانے کے لیے بدر بھیجا' ان دونوں کو آپؐ نے پہلے روانہ فرما دیا اور پھر خود تشریف لے چلے صفراء کے مقابل آ کر جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک گاؤں ہے آپؐ نے ان پہاڑوں کے نام دریافت کیے آپؐ سے کہا گیا کہ ایک کا نام مسلح ہے اور دوسرے کا نام مخزی ہے آپؐ نے پوچھا یہاں کون لوگ آباد ہیں لوگوں نے کہا بنو النار اور بنو خراق بنو عفاء کے دو خاندان رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ان ناموں سے کراہیت آئی آپؐ نے ان پہاڑوں اور باشندوں کے نام سے شگون بدلیا اور ان کے درمیان سے گزرنا مناسب نہ سمجھا' آپؐ نے ان کا راستہ ترک کر دیا اور صفراء کو بائیں جانب چھوڑ کر اس کی داہنی سمت سے ذفران نامی ایک وادی کی راہ اختیار کی' اس سے گزر کر ابھی اس کا کچھ حصہ باقی تھا کہ وہیں ایک جگہ آپؐ نے نزول فرما دیا۔

آنحضرت محمد ﷺ کا صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ:

آپ کو اطلاع ملی کہ قریش اپنے قافلہ کی مدافعت کے لیے آ رہے ہیں آپؐ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حمایت اور جان نثاری کا وعدہ کیا' پھر عمر بن الخطابؓ نے اسی قسم کی تقریر کی' اس کے بعد مقداد بن عمرو کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ جو حکم اللہ نے آپ کو دیا ہے اس پر عمل کریں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں ہم آپؐ سے وہ نہیں کہتے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا تھا کہ تم اور تمہارے رب جاؤ اور لڑو اور ہم تو یہاں بیٹھتے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ہم اور آپ کا رب ساتھ چلے اور ہم دونوں کے ساتھ ہو کر لڑیں گے' قسم ہے اس ذات کی جس نے واقعی آپ کو نبی مبعوث فرمایا ہے اگر آپؐ ہمیں برک الغماد یعنی حبشہ کے بڑے شہر کو لے چلیں تو جتنی مزاحمتیں راہ میں پیش آئیں گے ہم ان کو ہٹا دیں گے یہاں تک کہ آپؐ اس مقام پر پہنچ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان خیالات پر ان کی تعریف کی اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

انصار کا جوش جہاد:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے مقداد کا ایسا واقعہ دیکھا کہ اگر وہ میرے ساتھ گزرتا تو میں اسے تمام دنیا کی چیزوں کے مقابلہ میں زیادہ محبوب وعزیز رکھتا' یہ بڑے جری آدمی تھے' رسول اللہ ﷺ کی یہ کیفیت تھی کہ جب آپ کو غصہ آتا تو دونوں رخسار سرخ ہو جاتے' مقداد ایسے ہی موقع پر خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا رسول اللہ ﷺ آپ کو بشارت ہو بخدا ہم آپ کو وہ جواب نہیں دیتے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ کو دیا تھا کہ تم اور تمہارے رب جاؤ اور دونوں لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ قسم ہے اس ذات کی جس نے برحق آپ کو نبی مبعوث فرمایا ہے ہم آپؐ کے آگے پیچھے داہنے اور بائیں اپنی جانیں لڑا دیں گے یہاں تک کہ اللہ آپ کو فتح عطا فرمائے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ:

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق بدر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ سب مجھے مشورہ دیں' مقصد یہ تھا کہ انصار کی نیت معلوم کی جائے کیونکہ سب سے زیادہ وہی اس موقع پر آپ کے ساتھ تھے۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ جب انصار نے عقبہ میں رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی کہا تھا کہ جب تک آپؐ ہمارے یہاں نہ آ جائیں ہم آپ کی حمایت کے ذمے سے بری ہیں البتہ جب آپؐ ہمارے یہاں آ جائیں گے اس وقت ہم اس طرح آپ کی حفاظت اور حمایت کریں گے جس طرح ہم خود اپنے بیوی بچوں کی کرتے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ کو یہ اندیشہ تھا کہ شاید انصار مدینہ میں دشمن کی یورش کے علاوہ اور حالات میں آپ کی نصرت کو ضروری نہ خیال کرتے ہوں اور سمجھتے ہوں کہ آپؐ کے ساتھ ہو کر کسی بیرونی دشمن کے مقابلہ میں اپنے گھر بار چھوڑ کر جانا ان کے لیے فرض نہیں ہے' اس لیے جب رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ جناب والا کا منشاء ہماری رائے کا علم ہے آپؐ نے فرمایا ہاں' انہوں نے کہا ہم آپؐ پر ایمان لائے ہم نے آپ کی تصدیق کی اور ہم نے آپ کی اطاعت اور فرماں برداری کے لیے آپؐ سے پختہ عہد و پیمان کیے۔ اس لیے اب جو آپ کا ارادہ ہو اس پر عمل فرمائیے' قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں لے کر اس سمندر کے سامنے جائیں گے اور اس میں گھس پڑیں گے ہم بھی آپؐ کے ساتھ اس میں گھس پڑیں گے اور ہمارا ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا' ہم اس سے ہرگز نہیں گھبراتے کہ کل آپؐ ہمارا ہمارے دشمن سے مقابلہ کرائیں ہم لڑائی میں ثابت قدم رہتے ہیں اور مقابلہ میں پوری طرح داد مردانگی دیتے ہیں شاید اللہ تعالیٰ ہماری وجہ سے آپ کو

ایسی مسرت عطا کر دے جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اللہ کا نام لے کر آپؐ ہمیں لے کر بڑھیں۔

مسلمانوں کی روانگی بدر:

سعدؓ کے اس قول سے رسول اللہ ﷺ خوش ہوئے اور آپ کا حوصلہ بڑھ گیا' آپؐ نے فرمایا اللہ کی برکت کے ساتھ چلو اور تم کو بشارت ہو کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ کفار کے ان دو گروہوں میں سے ایک ضرور ہمارے ہاتھ لگ جائے گا اور گویا میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ دشمن بے دریغ قتل ہو گا۔ آپؐ ذفران سے روانہ ہوئے۔ آپؐ نے اصافر نامی گھاٹیوں کی راہ اختیار کی پھر وہاں سے ایک دیہ نامی قصبہ کی طرف اترے' آپ نے حنان کو جو ریت کے پہاڑ کے برابر ٹیلہ تھا اپنی داہنی جانب چھوڑا پھر بدر کے قریب آپؐ نے منزل کی۔

عرب کے ایک شیخ سے ملاقات:

آپؐ اور ایک صحابی سوار ہو کر باہر گئے اور عرب کے ایک شیخ کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ قریش' محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کی تم کو جو اطلاع ہو کہو' اس نے کہا جب تک تم دونوں یہ نہ بتاؤ کہ کون ہو میں تم کو کچھ نہیں بتاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم ہمیں بتا دو گے تب ہم تم کو بتائیں گے' اس نے کہا اس پر آمادہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ محمدؐ اور ان کے ساتھی فلاں دن مدینہ سے نکلے اگر میری یہ اطلاع صحیح ہے تو آج وہ فلاں مقام پر ہوں گے۔ واقعہ بھی یہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ اسی مقام پر آ چکے تھے جس کا پتہ اس نے دیا تھا۔ نیز اس نے کہا اور مجھے اطلاع ملی تھی کہ قریش فلاں دن مکہ سے چلے تھے اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو آج وہ فلاں مقام میں ہوں گے اور یہ بھی واقع تھا کہ اس دن وہ اسی مقام پر تھے جو اس نے بتایا۔ ان خبروں کو بیان کرنے کے بعد اب اس نے پوچھا تم دونوں کون ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم چشمۂ آب سے آئے ہیں۔ یہ کہہ کر آپؐ پلٹ گئے' وہ شیخ کہتا رہا کہ یہاں کے چشمہ پر رہنے والوں میں سے یہ نہیں' عراق کے دوآبے کے رہنے والے ہوں گے۔

دو غلام سقوں کی گرفتاری:

رسول اللہ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس واپس آ گئے۔ شام کو آپؐ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ دشمن کی خبروں کی دریافت کے لیے بدر کے چشمہ پر بھیجا' یہاں ان کو قریش کے سقے ملے' انھوں نے ان کو پکڑ لیا' ان میں اسلم بنو الحجاج کا غلام اور عریض ابو یسار بنو العاص بن سعید کا غلام تھا تو یہ ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے' آپؐ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے' صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے پوچھا تم کون ہو انھوں نے کہا ہم قریش کے بہشتی ہیں انھوں نے ہم کو پانی لینے بھیجا تھا صحابہ کو ان کی اطلاع بھلی نہ معلوم ہوئی' وہ چاہتے تھے کہ اپنا تعلق ابو سفیان سے ظاہر کریں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کو چھوڑ دیا۔ اس اثناء میں رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا دو سجدے کیے اور سلام پھیرا اور فرمایا کہ جب وہ تم سے سچی بات کہتے ہیں تم ان کو مارتے ہو اور جھوٹ بولتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں' بے شک وہ سچے ہیں بخدا وہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں' اچھا تم مجھ سے کہو کہ قریش کہاں ہیں انھوں نے کہا اس ریت کے ٹیلے کے عقب میں جو آپ کو وادی کے اس کنارے نظر آ رہے ہیں اس ٹیلہ کا نام عقنقل تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ان کی تعداد کیا ہے' انھوں نے کہا یہ ہم نہیں جانتے آپؐ نے پوچھا کتنے اونٹ روزانہ وہ ذبح کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا ایک دن نو اور ایک دن دس۔ رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے دشمن کی تعداد نو سو اور ہزار کے درمیان ہے۔ پھر آپؐ نے ان سے دریافت کیا کہ قریش کے کون کون اشراف ساتھ ہیں۔ انھوں نے کہا عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ'

ابوالبختری بن ہشام حکیم بن حزام نوفل بن خویلد حارث بن عامر بن نوفل طعیمہ بن عدی بن نوفل نضر بن الحارث بن کلدۃ زمعہ بن الاسود ابوجہل بن ہشام امیہ بن خلف نبیہ بن الحجاج سہیل بن عمرو اور عمرو بن عبدود یہ سن کر آپ نے صحابہ ؓ سے فرمایا کہ دیکھو مکہ نے اپنے جگر پارے تمہارے سامنے لا ڈالے ہیں۔

دو مسلمان مخبر:

راوی کہتے ہیں کہ بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء آگے بڑھ کر بدر پر ٹھہرے انھوں نے اپنے اونٹوں کو پانی کے قریب ایک ٹیلہ کے پاس بٹھا دیا اور خود پانی کی پکھال بھرنے لگے مجدی بن عمرالجہنی پانی پر موجود تھا عدی اور بسبس نے دو شہری جوان لڑکیوں کی باتیں کرنے کی آواز سنی وہ دونوں ایک دوسرے سے چمٹی ہوئی تھیں اور جو نیچے تھی اپنی ساتھی سے کہہ رہی تھی کہ قافلہ کل یا پرسوں یہاں آ جائے گا تو ان کی خاطر یہ کام کر اور پھر میں تیرا حق ادا کروں گی اس پر مجدی نے کہا تو سچ کہتی ہے اور پھر اس نے ان دونوں کو علیحدہ کر دیا۔ اس بات کو عدی اور بسبس نے سن پایا یہ اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور جو بات سنی تھی وہ آپ سے بیان کر دی۔

ابوسفیان کی روانگی مکہ:

ابوسفیان قافلہ کے لوٹے جانے کے خوف سے اس کے آگے تنہا بدر آ کر پانی پر ٹھہرا اور مجدی بن عمرو سے پوچھا کسی دشمن کی آہٹ تو نہیں ملی اس نے کہا میں نے کسی ایسے شخص کو تو نہیں دیکھا جو مجھے مشتبہ نظر آیا ہو البتہ دو شتر سوار اس ٹیلہ کے قریب آ کر اترے تھے انہوں نے ایک پکھال میں پانی بھرا اور چلے گئے۔ ابوسفیان اس جگہ آیا جہاں اس کے اونٹ بیٹھے تھے اس نے ان کی مینگنیاں اٹھائیں ان کو ہاتھ سے توڑ کر دیکھا اس میں کھجور کی گٹھلی نکلی۔ ابوسفیان کہنے لگا بخدا یہ مدینہ کا چارہ ہے وہ سرعت کے ساتھ اپنے ساتھیوں کے پاس پلٹ گیا اور فوراً اس نے اپنے قافلہ کی راہ بدل دی بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر ساحل کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور اب اس نے اپنی رفتار میں بہت تیزی کر دی۔

جہیم بن الصلت کا خواب:

قریش بڑھتے ہوئے جحفہ پہنچے یہاں جہیم بن الصلت بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف نے ایک خواب دیکھا اور بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا حالانکہ اس وقت بیداری اور خواب کی بین بین حالت مجھ پر طاری تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک اسپ سوار آیا ہے اس کے ساتھ اس کا ایک اونٹ ہے اور اس نے ٹھہر کر کہا عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ ابوالحکم بن ہشام امیہ بن خلف اور فلاں فلاں اشخاص قتل کر دیے گئے۔ اس نے قریش کے ان تمام اشراف کے نام لیے جو اس جنگ میں قتل ہوئے تھے۔ نیز میں نے دیکھا کہ اس نے اپنے اونٹ کے سینے کو تلوار سے مجروح کیا اور پھر اسے فرودگاہ میں ہانک دیا جس سے اس کا کوئی خیمہ ایسا نہ بچ سکا کہ اس کا خون نہ گرا ہو جب ابوجہل کو اس خواب کی اطلاع ملی کہنے لگا لیجیے بنو عبدالمطلب میں ایک دوسرے نبی پیدا ہوئے جب کل مقابلہ ہوگا تو معلوم ہو جائے گا کہ کون مارا جاتا ہے۔

ابوجہل کا بدر میں قیام پر اصرار:

دوسری طرف ابوسفیان نے جب اپنے قافلہ کو خطرے سے بچا لیا اس نے قریش کو کہلا بھیجا کہ تم اپنے تجارتی قافلہ اعزا اور اموال کی مدافعت کے لیے اٹھے تھے اللہ نے ان کو بچا لیا ہے اب پلٹ جاؤ مگر ابوجہل نے یہ مشورہ نہ مانا اور وہ کہنے لگے کہ جب تک

ہم بدر پر قیام نہ کر لیں گے ہرگز واپس نہ جائیں گے۔ عرب تیرتھ گاہوں میں ایک یہ بدر بھی تیرتھ گاہ تھا' یہاں سالانہ ہاٹ بھرتا تھا۔ ابوجہل نے یہ بھی کہا کہ ہم تین دن اس مقام پر قیام کریں گے' جانور ذبح کریں گے' دعوتیں کریں گے' شراب پئیں گے' رنڈیوں کے ناچ گانے سنیں گے' جب عربوں کو ہمارے اس جشن کی خبر ہوگی وہ ہمیشہ کے لیے ہم سے مرعوب ہو جائیں گے' لہٰذا آگے بڑھو' اس پر اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب الثقفی بنوزہرہ کے حلیف نے کہ ابھی یہ سب جحفہ میں تھے بنوزہرہ سے کہا اللہ نے تمہارے مال کو بچا لیا اور تمہارے عزیز مخرمہ بن نوفل کو دشمن کی گرفت سے نجات دے دی تم انہیں دونوں کی مدافعت کے لیے اٹھے تھے' یہ دونوں کام خود پورے ہو گئے' اب تم کو آگے جانے کی ضرورت نہیں ابوجہل جو کچھ کہتا ہے اس پر اعتبار نہ کرو یہ فضول بات ہے' اپنے گھر واپس چلو اور نامردی کا ذمہ دار چاہو مجھے قرار دے لینا۔ اس مشورہ پر تمام بنوزہرہ چونکہ اس کے فرماں بردار تھے واپس ہو گئے ان کا ایک آدمی بھی بدر نہیں آیا۔ ان کے علاوہ بنوعدی بن کعب کا بھی ایک آدمی وہاں سے آگے نہ بڑھا باقی قریش کے اور جس قدر خاندان آئے تھے وہ سب کے سب بدر چلے گئے' بنوزہرہ اخنس بن شریق کے ہمراہ پلٹ گئے' ان دونوں قبیلوں میں سے ایک شخص بھی بدر نہیں آیا اس کے بعد قریش کی جماعت بدر چلی۔

طالب بن ابی طالب:

طالب بن ابی طالب بھی قریش کے ساتھ تھا' اس کا کسی قریشی سے مکالمہ ہو گیا۔ قریش نے کہا بخدا ہم خوب جانتے ہیں کہ تم بنوہاشم اگرچہ ہمارے ساتھ لڑنے آئے ہو مگر دل سے تم محمدؐ کے ساتھ ہو اس وجہ سے طالب بھی دوسروں کے ہمراہ مکہ واپس چلا گیا۔ اس کے متعلق ابن الکلبی کہتے ہیں کہ طالب بن ابی طالب جبراً مشرکین کے ساتھ بدر گیا تھا' مگر نہ قیدیوں میں اس کا پتہ چلا اور نہ مقتولین میں ملا' اور اپنے گھر بھی واپس نہیں پلٹا یہ شاعر بھی تھا۔

چاہ بدر:

قریش بدر آئے اور وادی کے دوسرے کنارے عقنقل ٹیلہ کے پیچھے فروکش ہوئے بطن وادی یلیل ہے۔ یہ بدر اور عقنقل ٹیلہ کے درمیان جس کے پیچھے قریش فروکش ہوئے تھے واقع ہے اور بدر کے کنوئیں بطن یلیل سے مدینہ کی سمت والے کنارے کے قریب تھے۔ اللہ نے پانی برسایا یہ وادی بہت نرم اور دھنسنے والی تھی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی فرودگاہ میں صرف اتنی بارش ہوئی کہ خاک دب گئی' زمین سخت ہو گئی جوان کے چلنے میں مزاحم نہیں ہوئی' اس کے برخلاف قریش کی فرودگاہ میں اس قدر شدید مینہ برسا کہ کیچڑ کی وجہ سے وہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ پر اسی وقت اپنے مقام سے نہ نکل سکے جب کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مقام سے چلے چنانچہ رسول اللہ ﷺ دشمن سے پہلے پانی پر پہنچ جانے کے لیے جھپٹے اور اپنے سے قریب تر کنوئیں کے پاس آ کر ٹھہر گئے۔

حباب بن المنذر کی رائے:

حباب بن المنذر بن الجموح نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اگر اس مقام پر آپؐ اللہ کے حکم سے فروکش ہوئے ہیں تو اس کے متعلق ہمیں چون و چرا کی گنجائش نہیں ہم اس سے نہ آگے بڑھنا چاہتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں' البتہ اگر یہ محض آپ کی رائے ہے اور آپؐ نے جنگ میں فائدہ اٹھانے کے خیال سے یہ چال چلی ہے تو اور بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں یہ میری اپنی صوابدید اور جنگی چال ہے۔ حباب نے کہا اگر ایسا ہے تو یہ جگہ آپؐ کے پڑاؤ کے لیے ہرگز مناسب نہیں ہے آپؐ سب کو لے کر یہاں سے اٹھ کھڑے ہوں اور اس کنوئیں پر جو دشمن کے قریب تر واقع ہے جا کر منزل کریں اور پھر اس کے پیچھے جتنے کنوئیں ہیں ان سب کو

بے کار کر دیں اور اس ایک کنوئیں پر البتہ آپؐ ایک حوض بنائیں اسے پانی سے بھرلیں اس کے بعد ہم دشمن سے مصروف پیکار ہوتے ہیں ہمیں پینے کے لیے پانی میسر رہے گا اور دشمن پانی سے محروم ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا تمہاری رائے صائب ہے۔ چنانچہ آپؐ اپنے تمام صحابہ کو لے کر اس مقام سے اٹھ کھڑے ہوئے اور چل کر اس کنوئیں پر آئے جو قریش کے قریب تر واقع تھا وہاں اپنا پڑاؤ کیا اور آپؐ کے حکم سے بقیہ تمام کنوئیں اندھے کر دیے گئے' آپؐ نے اپنے کنوئیں پر ایک حوض بنایا اسے پانی سے بھر دیا گیا اور پھر صحابہؓ نے اس میں برتن ڈال دیے۔

عریشۂ رسول:

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم آپؐ کے لیے کھجور کی شاخوں کی ایک جھونپڑی بنائے دیتے ہیں تاکہ آپؐ اس میں قیام فرمائیں۔ نیز آپ کی سواریوں کو آپؐ کے پاس ہی کھڑا رکھتے ہیں' پھر ہم دشمن سے لڑتے ہیں اگر اللہ نے ہم کو دشمن پر غلبہ اور فتح عطاء کی فہوالمراد اور اگر کوئی دوسری صورت پیش آئی تو اس وقت جناب والا اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر ہمارے ان قوم والوں کے پاس جو یہاں آپؐ کے ساتھ نہیں آئے اور مدینہ میں رہ گئے جا سکتے ہیں اور وہ بھی آپؐ کے ایسے ہی جاں نثار ہیں جیسے کہ ہم ہیں ہم ان سے کسی طرح بڑھ کر نہیں' اگر ان کو اس بات کا یقین ہوتا کہ آپ شرکت فرمائیں گے تو وہ کبھی آپ کی معیت سے پیچھے نہ رہتے' اس لیے اللہ ان کے ذریعہ آپ کی حفاظت کرے گا اور آپؐ کے ساتھ اخلاص برتیں گے اور آپؐ کے ہمراہ اپنی جانیں لڑا دیں گے' اس تقریر کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف کی اور ان کو دعائے خیر دی۔ پھر آپؐ کے لیے ایک جھونپڑی بنا دی گئی' آپؐ نے اس میں اقامت اختیار کی۔

دوسری طرف صبح کو قریش اپنے مقام سے بڑھے' جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو عقنقل اس تودہ ریگ کی طرف جس سے وہ وادی میں آئے تھے بڑھتا دیکھا آپؐ نے اللہ سے التجاء کی کہ اے خداوندا! یہ قریش غرور ونخوت کے ساتھ تجھ سے لڑنے اور تیرے رسول کو جھٹلانے آ گئے ہیں تو نے جو مجھ سے نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اسے پورا کر اور آج ہی ان کا خاتمہ کر دے۔

رسول اللہ ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ کو اپنے سرخ اونٹ پر سوار دشمن میں پھرتا ہوا دیکھا فرمانے لگے کہ دشمن کی تمام جماعت میں اگر کہیں بھلائی نظر آتی ہے تو اس سرخ شتر سوار میں معلوم ہوتی ہے اگر انہوں نے اس کی نصیحت مان لی تو وہ ہلاکت سے بچ جائیں گے۔

خفاف بن ایماء کی قریش کو پیش کش:

جب قریش خفاف بن ایماء بن رحضۃ الغفاری کے پاس سے گزرے تو اس نے یا اس کے باپ ایماء بن رحضۃ نے اپنے بیٹے کے ہاتھ کچھ اونٹ کھانے کے لیے ان کو بھیجے تھے اور کہلا بھیجا کہ اگر چاہو تو اسلحہ اور سپاہ سے بھی مدد کروں مگر قریش نے اس کے بیٹے کے ذریعے کہلا بھیجا کہ جہاں تک عزیزانہ تعلقات کا حق تھا وہ تم نے پورا کر دیا اگر ہمارا مقابلہ انسانوں سے ہے تو ہم کسی طرح ان کے مقابلہ میں کمزور نہیں ہیں اور اگر محمد ﷺ کے ادعاء کے مطابق ہم خدا سے لڑنے جا رہے ہیں تو اللہ کے مقابلہ میں کسی کی بھی کچھ نہیں چل سکتی۔

حکیم بن حزام:

جب سب لوگ ٹھہر گئے قریش کے چند آدمی جن میں حکیم بن حزام بھی اپنے گھوڑے پر سوار تھا بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے ساختہ حوض پر آئے آپؐ نے فرمایا ان کی مزاحمت نہ کرو آنے دو۔ جس شخص نے بھی اس حوض کا پانی پیا وہ مارا گیا البتہ صرف حکیم بن

حزام قتل سے بچ گیا اور اپنے وجیہ گھوڑے کی وجہ سے بھاگ گیا اس کے بعد یہ اسلام لے آیا اور مخلص مسلمان ہوا' پھر جب کبھی وہ کسی بات پر قسم کھاتا اور اس میں قوت پیدا کرنا چاہتا تو کہتا قسم ہے اس کی جس نے مجھے جنگ بدر میں بچا لیا۔

عمیر بن وہب کی مسلمانوں کے متعلق رائے:

جب قریش اطمینان سے فروکش ہو گئے انہوں نے عمیر بن وہب الجمحی سے کہا کہ تم جا کر محمدؐ کے ہمراہیوں کی تعداد معلوم کرو اور ہمیں آ کر بتاؤ اس نے اپنے گھوڑے پر رسول اللہ ﷺ کی فرودگاہ کے گرد چکر لگایا اور پھر قریش سے آ کر کہا کہ یہ تو کم وبیش تین سو ہیں مگر ذرا ٹھہرو میں یہ بھی دیکھ آتا ہوں کہ کسی اور جگہ دشمن کی گھات یا کمک تو موجود نہیں ہے اس ارادے سے اب اس نے وادی میں گھوڑا چھوڑا' بہت دور نکل گیا مگر اسے کچھ دکھائی نہ دیا' اس نے قریش کو آ کر اطلاع دی کہ میں نے کوئی اور جماعت نہیں دیکھی مگر یہ یاد رکھو کہ یہ لوگ دلی جاں نثار ہیں جن پر موت سوار ہے۔ یہ یثرب کے آب کش اونٹ ہیں لا علاج موت ان پر سوار ہے' صرف ان کی تلواریں ان کا مامن اور ملجا ہیں' بخدا میں نہیں سمجھتا کہ جب تک تم میں سے ایک قتل نہ ہو جائے ان کا کوئی شخص قتل کیا جا سکے گا اور اس طرح اگر انہوں نے اسی قدر آدمی تمہارے قتل کر ڈالے جتنے ان کے قتل ہوں تو اس ذلت کے بعد زندگی میں کیا لطف باقی رہے گا۔ غور کر لو۔

حکیم بن حزام:

اس بات کو سن کر حکیم بن حزام' عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا اور کہا اے ابوالولید تم آج قریش کے سب سے بڑے سردار ہو سب تمہاری بات مانتے ہیں کیا تم ایسے مشورہ پر عمل کرنے کے لیے آمادہ ہو جس سے تم کو ہمیشہ کی نیک نامی حاصل ہو۔ اس نے پوچھا کیا: حکیم نے کہا تم سب کو لے کر واپس ہو جاؤ اور اپنے حلیف عمرو بن الحضرمی کا خون برداشت کر لو۔ عتبہ نے کہا میں اسے منظور کرتا ہوں تم ہی اس کی راہ نکالو میں اس کے لیے آمادہ ہوں کہ چونکہ وہ میرا حلیف تھا اس کا قصاص لینا میرا ذمہ ہے اور میں اس کا وارث ہوں لہٰذا میں اس کے قصاص سے درگزر کرتا ہوں تم ابن الحنظلیہ (یعنی ابوجہل بن ہشام) کے پاس جاؤ اور اسے سمجھاؤ کہ اس کے علاوہ اور کسی سے مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ وہ ہماری قوم کی بات بگاڑے گا۔

حکیم بن حزام اور ابوجہل:

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم مروان بن الحکم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' اس کے حاجب نے آ کر کہا کہ ابو خالد حکیم بن حزام ملاقات کے لیے حاضر ہے' مروان نے کہا آنے دو' حکیم بن حزام دربار میں آیا' مروان نے اسے خوش آمدید کہا اور قریب بلایا۔ پھر مروان اس کی خاطر صدر مجلس ہٹ گیا اور گاؤ تکیہ دونوں میں حائل ہو گیا' مروان نے اس کی طرف توجہ کی اور کہا کہ بدر کا واقعہ سنائیے' اس نے کہا مکہ سے چل کر جب ہم جحفہ پہنچے قریش کا ایک پورا قبیلہ ہمارا ساتھ چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ اس قبیلہ کے مشرکین میں سے ایک بھی جنگ بدر میں شریک نہ ہوا' پھر ہم وہاں سے بڑھ کر وادی کے اس کنارے فروکش ہوئے جس کا اللہ نے ذکر فرمایا ہے میں عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے ابوالولید کیا تم اس بات کو پسند نہ کرو گے کہ آج کی نیک نامی کا سہرا عمر بھر کے لیے تمہارے سر ہو' اس نے کہا میں اس کے لیے تیار ہوں وہ کیا بات ہے میں نے کہا تم صرف ابن الحضرمی کے خون کا بدلہ محمدؐ سے لینا چاہتے ہو' وہ تمہارا حلیف تھا' تم اس کی دیت سے درگزر کرو اور یہاں سے سب کو لے کر پلٹ جاؤ۔ عتبہ نے کہا میں اس کے لیے تیار ہوں مگر تم ہی اس کی کوئی راہ نکالو۔ ابن الحنظلیہ یعنی ابوجہل کے پاس جاؤ اور کہو تمہارے لیے یہی مناسب ہے کہ تم اپنی ساری

جماعت کو آج اپنے ابن عم کے مقابلہ سے ہٹالو۔ میں ابوجہل کے پاس آیا میں نے دیکھا کہ وہ مجمع میں گھرا ہوا ہے اور ابن الحضرمی اس کے سرہانے کھڑا ہوا کہہ رہا ہے کہ میں نے اپنا رشتہ عبدالشمس سے فسخ کر دیا اور اب بنومخزوم سے اپنا تعلق قائم کیا ہے۔ میں نے ابوجہل سے کہا کہ عتبہ بن ربیعہ نے تم سے کہا ہے کہ مناسب یہ ہے کہ آج تم اپنے ساتھیوں کو لے کر اپنے ابن عم کے مقابلہ سے ہٹ جاؤ۔ ابوجہل نے کہا اسے تمہارے سوا کوئی اور قاصد اس پیام رسانی کے لیے نہیں مل سکا۔ میں نے کہا جی ہاں اور میں بھی اس کے سوا اور کسی کا قاصد نہیں بن سکتا تھا۔ میں اس کے پاس نکل کر دوڑتا ہوا عتبہ کے پاس چلا آیا تا کہ کوئی خبر مجھ سے پہلے اس کو نہ پہنچ جائے۔ عتبہ ایماء بن رحضۃ الغفاری کے جس نے مشرکین کو کھانے کے لیے دس جانور ہدیہ بھیجے تھے سہارے کھڑا ہوا تھا' اتنے میں ابوجہل جس کے چہرے پر بدی نمایاں تھی وہاں آیا۔ اس نے عتبہ سے کہا تیری ہوا نکل گئی ہے۔ عتبہ نے کہا بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا۔ ابوجہل نے اپنی تلوار نیام سے کھینچی اور عتبہ کے گھوڑے کی کمر پر ضرب لگائی' ایماء بن رحضۃ نے کہا یہ بہت برا شگون ہوا بس اسی وقت جنگ شروع ہوگئی۔

عتبہ کی جنگ کے خلاف تقریر:

ابن اسحٰق کے سلسلہ بیان کے مطابق عتبہ بن ربیعہ نے کھڑے ہو کر اپنی قوم میں تقریر کی اور کہا اے گروہ قریش محمدؐ اور ان کے ساتھیوں سے لڑ کر تم کو کیا مل جائے گا اگر تم نے ان کو مار بھی لیا تو ہمیشہ تمہارا ایک شخص دوسرے کو اس لیے بہ نظر کراہیت دیکھے گا کہ اس نے اپنے کسی بھتیجے' بھانجے یا عزیز قریب کو قتل کیا ہو گا تم واپس چلو اور محمدؐ اور تمام عرب کو نبٹنے کے لیے چھوڑ دو' اگر انہوں نے اسے مار لیا تو فہوالمراد اور اگر اس کے خلاف ہوا تو اس کا فائدہ تم کو بھی ہو گا۔ اس لیے اب تم خود اس کے مقابلہ پر کچھ نہ کرو۔ حکیم کہتا ہے کہ میں ابوجہل کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی زرہ خرجی سے نکال کر پھیلا رکھی ہے اور وہ جنگ کے لیے آمادہ ہو رہا ہے۔ میں نے کہا اے ابوالحکم عتبہ نے مجھے اس پیام کے ساتھ تمہارے پاس بھیجا ہے میں نے وہ پیام بیان کر دیا۔ ابوجہل کہنے لگا محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی اس کی ہوا نکل گئی ہے بخدا جب تک اللہ ہمارے اور محمدؐ اور اس کے حمائتیوں کے درمیان قطعی فیصلہ نہ کر دے گا ہم یہاں سے ٹلنے والے نہیں اور عتبہ نے جو کچھ کہلا بھیجا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس کو یقین ہے کہ محمدؐ اور اس کے ساتھی بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر دیے جائیں گے۔ چونکہ ان کے ساتھ اس کا بیٹا بھی ہے اس لیے وہ تم کو ان کے مقابلہ پر خوف زدہ کر رہا ہے۔

ابوجہل کا عتبہ کو طعنہ:

ابوجہل نے عامر بن الحضرمی کو بلا بھیجا اور اس سے کہا یہ دیکھو تمہارا حلیف سب کو واپس لے جانا چاہتا ہے حالانکہ تمہارے بھائی کے انتقام لینے کا موقع تمہارے سامنے ہے تم کھڑے ہو اور اپنے حق کی حفاظت اور بھائی کے قتل کو یاد دلاؤ۔ عامر بن الحضرمی اٹھا اور صف سے نکل کر اس نے اے میرا عمر! اے میرا عمر! کا واویلا کیا جنگ چھڑ گئی' بات بگڑ گئی سب کے سب انتقامی جنگ کے لیے آمادہ ہو گئے اور عتبہ بن ربیعہ نے لوگوں کو جو مشورہ دیا تھا اس کو رد کر دیا گیا' جب عتبہ بن ربیعہ کو ابوجہل کا یہ قول کہ اس کی ہوا نکل گئی ہے معلوم ہوا اس نے کہا جنگ میں اس چوتڑ دکھانے والے کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ کس کی ہوا نکلی ہے میری یا اس کی۔ اس نے پہننے کے لیے خود مانگا چونکہ اس کا سر بہت بڑا تھا تمام فوج میں کوئی خود ایسا نہ نکل سکا جو اس کے سر پر آتا اس نے خود کی بجائے اپنی چادر سر پر لپیٹ لی۔

اسود بن عبدالاسد کا قتل:

اسود بن عبدالاسد المخزومی جو ایک تندخو آدمی تھا فوج سے برآمد ہوا اور کہنے لگا کہ میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ ان کے

حوض کا پانی پیوں گا اور اسے منہدم کر دوں گا یا اپنی جان دے دوں گا۔ اس کے مقابلہ کے لیے حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بڑھے مقابلہ ہوتے ہی حمزہ رضی اللہ عنہ نے تلوار کے وار سے نصف ساق سے اس کا پاؤں قطع کر دیا' وہ اپنے منہ کے بل گر پڑا' خون سے لتھڑا ہوا اس کا پاؤں اس کے ساتھیوں کی طرف تھا۔ پھر وہ گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا حوض کی طرف بڑھا اور اپنے زعم میں اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے حوض میں گھس پڑا' حمزہ اس سے لپٹے رہے اور اب انہوں نے تلوار سے اسے حوض کے اندر قتل کر دیا۔

عتبہ' شیبہ اور ولید کا خاتمہ:

اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ جن کے بیچ میں وہ تھا میدانِ کارزار میں آیا اور اپنی صف سے برآمد ہو کر اس نے مبارزت طلبی کی' اس کے مقابلہ پر انصار کے تین جواں مرد جن میں حارث کے بیٹے عوف اور معوذ جن کی ماں عفراء تھی اور ایک اور شخص عبداللہ بن رواحہ نکلے۔ قریش نے ان سے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا ہم انصاری ہیں' قریش نے کہا ہمیں تمہاری ضرورت نہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے آواز دی کہ اے محمدؐ! ہمارے مقابلہ پر ہمارے برابر کے ہم قوم لوگوں کو بھیجو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حمزہؓ بن عبدالمطلب تم جاؤ۔ اے عبیدہؓ بن الحارث تم جاؤ۔ اے علیؓ بن ابی طالب تم جاؤ۔ جب یہ تینوں حضرات مقابلہ پر نکلے قریش نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے فرداً فرداً اپنا نام بتایا' قریش نے کہا ہاں بے شک تم ہمارے برابر والے ہو۔ عبیدہ بن الحارث کا جو عمر میں سب سے بڑے تھے۔ عتبہ بن ربیعہ سے مقابلہ ہوا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ شیبہ بن ربیعہ سے اور علی رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ولید بن عتبہ سے ہوا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے تو سامنا ہوتے ہی اپنے حریفوں کو فوراً قتل کر دیا۔ البتہ عبیدہ اور عتبہ نے ایک ساتھ ایک دوسرے پر تلوار کا وار کیا۔ جس سے دونوں اپنی اپنی جگہ ناکارہ اور بے دم ہو گئے' مگر اتنے میں حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مقابلوں سے پلٹ کر ایک ساتھ عتبہ پر تلواریں ماریں اور قتل کر دیا اور اپنے ساتھی عبیدہ کو اپنی فوج میں اٹھا لائے' ان کا پاؤں قطع ہو گیا تھا اور نلی کا گودا بہہ رہا تھا۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کیا میں شہید نہیں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا بے شک تم شہید ہو۔ عبیدہ نے کہا اگر ابو طالب زندہ ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ ان کے اس شعر کا صحیح مصداق میں ہوں۔

و نسلم حتی نصرع حولہ　　　و نذھل عن ابنائنا و الحلائل

ترجمہ: ''تاوقتیکہ ہم اس کی حمایت میں قتل نہ ہو جائیں اور اپنے اہل و عیال کو بھول نہ جائیں ہم کبھی اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے''۔

مسلمانوں کو پیش قدمی کی ممانعت:

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب انصار کے ان تین صاحبوں نے اپنا پتہ بتایا' عتبہ بن ربیعہ نے کہا ہاں تم ہمارے برابر والے اور شریف ہو مگر ہم صرف اپنی قوم والوں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد فریقین نے ایک دوسرے پر یورش کر دی اور مل جل گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہہ دیا تھا کہ جب تک میں حکم نہ دوں تم حملہ نہ کرنا اور اگر دشمن پیش قدمی کر کے حملہ آور ہو تو پہلے تیروں سے اسے روکنا' رسول اللہ ﷺ اس روز اپنی جھونپڑی میں تشریف فرما تھے آپؐ کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت محمد ﷺ اور حضرت سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ:

کئی صاحبوں سے مروی ہے کہ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی صفیں برابر کیں' آپؐ کے ہاتھ میں ایک بیر کی چھڑی تھی جس

سے آپؐ صحابہ کو برابر کر رہے تھے' آپؐ سواد بن غزیہؓ' بنو عدی النجار کے حلیف کے پاس آئے وہ صف سے آگے بڑھے ہوئے تھے آپؐ نے ان کے پیٹ میں چھڑی چبھو دی اور فرمایا اے سواد بن غزیہ برابر رہو' انہوں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ آپؐ نے مجھے تکلیف پہنچائی اللہ نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے آپؐ اس کا معاوضہ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فوراً اپنا پیٹ کھول دیا اور کہا لو اپنا بدلہ لے لو' سواد آپ سے لپٹ گئے اور انہوں نے آپؐ کے پیٹ کو چوم لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا سواد تم نے ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگے رسول اللہ ﷺ آپ دیکھ رہے ہیں کہ جنگ ہو رہی ہے ممکن ہے کہ میں مارا جاؤں' میں چاہتا تھا کہ آخری مرتبہ آپؐ سے مل لوں اور میری جلد آپ کی جلد سے مس ہو جائے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو دعائے خیر دی۔ پھر آپؐ تمام صفوں کو برابر کر کے اپنی جھونپڑی میں تشریف لے گئے سوائے ابوبکرؓ کے اور کوئی نہ تھا' رسول اللہ ﷺ نے دعاء شروع کی اور اللہ کو نصرت کا وہ وعدہ یاد دلانے لگے جو اس نے آپؐ سے کیا تھا اور یہ بھی کہا کہ خداوندا! اگر یہ جماعت یعنی مسلمانوں کی ہلاک ہوگئی تو پھر آج کے بعد دنیا میں کوئی تیرا پرستار نہ رہے گا۔ ابوبکرؓ کہنے لگے اے رسول اللہ ﷺ اب آپؐ زیادہ اللہ کو یاد دہانی نہ کیجیے وہ خود ہی ضرور اپنے وعدے کو پورا کرے گا۔

آیاتِ قرآنی کا نزول:

عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے مشرکین اور ان کی تعداد پر نظر ڈالی پھر اپنے صحابہ کی تعداد پر جو تین سو سے کچھ زیادہ تھے۔ آپؐ نے قبلہ رو ہو کر جناب باری میں دعاء شروع کی آپؐ نے عرض کیا اے بار الٰہ تو نے جو وعدہ مجھ سے کیا ہے اسے پورا کر اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو تیری عبادت موقوف ہو جائے گی' آپؐ برابر دعاء میں مصروف رہے آپ کی چادر گر پڑی۔ ابوبکرؓ نے اٹھا کر پھر اسے آپؐ پر رکھ دیا اور پھر آپؐ کے پیچھے سے بالکل قریب ہو کر عرض کیا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپؐ پر نثار آپؐ نے دعا کا حق ادا کر دیا اب آپؐ زیادہ نہ کہیں بہت جلد اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ اس موقع پر یہ قرآن نازل ہوا:

﴿ اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکة مردفین ﴾

''جب کہ تم نے اپنے رب سے فریاد کر کے مدد مانگی اس نے تمہاری درخواست کو منظور کیا کہ میں ایک ہزار ملائکہ کو جن کے ساتھ کوتل گھوڑے ہوں گے تمہاری مدد پر بھیجتا ہوں''۔

ابن عباسؓ کی روایت:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ اپنے قبہ میں بیٹھے ہوئے اللہ سے یہ دعاء کر رہے تھے کہ خداوندا! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو اپنے عہد اور وعدہ کو پورا کر اگر تیری مرضی یہی ہو کہ آج کے بعد کوئی تیرا نام لینے والا نہ رہے تو خیر۔ ابوبکرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے اللہ کے نبی بس کیجیے آپؐ نے اللہ کے سامنے الحاح اور زاری کا حق ادا کر دیا۔ ابوبکرؓ نے زرہ پہن رکھی تھی' رسول اللہ ﷺ یہ پڑھتے ہوئے اپنے قبہ سے برآمد ہوئے:

سیھزم الجمع و یولون الدبر بل الساعة موعدھم و الساعة ادھیٰ و امرّ۔

ترجمہ: ''بہت جلد یہ جماعت شکست پائے گی اور پیٹھ پھیر دے گی' مگر اصل میں تو قیامت میں ان سے مواخذہ ہوگا اور قیامت بہت ہی مصیبت لانے والی اور کڑوی ہے''۔

اللہ کی مدد کا مژدہ:

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق اس جھونپڑی میں تھوڑی دیر کے لیے رسول اللہ ﷺ کی آنکھ جھپک گئی آپؐ بیدار ہوئے اور آپؐ نے کہا ''ابو بکرؓ لو اللہ کی مدد آ گئی ہے' یہ دیکھو جبریلؑ سامنے سے گھوڑا پکڑے اسے کھینچے لیے آ رہے ہیں'' اب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے غلام مہجع رضی اللہ عنہ کو دشمن کا ایک تیر آ کر لگا وہ شہید ہو گئے' مسلمانوں میں یہ پہلے شخص ہیں جو شہید ہوئے۔ اس کے بعد عدی بن النجار کے حارثہ بن سراقہ کو جب کہ وہ حوض سے پانی پی رہے تھے ایک تیر آ کر لگا اور وہ شہید ہوئے پھر رسول اللہ ﷺ بر آمد ہو کر لوگوں کے پاس آئے' آپؐ نے ان کو جنگ میں شجاعت اور صبر کی تلقین کی اور فرمایا کہ آج جو مال غنیمت ہم میں سے کسی کو حاصل ہو وہ اسی کو دیا جاتا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے آج جو شخص کفار سے لڑے گا اور پھر وہ صبر و استقامت اور استقدام کے ساتھ داد مردانگی دیتا ہوا قتل ہو گا اللہ اس کو ضرور جنت میں داخل کرے گا۔ آپ کی اس بشارت کو سن کر عمیر بن الحمام بنو سلمہ رضی اللہ عنہ کے عزیز نے جو ہاتھ میں کھجور لیے ہوئے کھا رہے تھے کہا خوب خوب میرے جنت میں جانے کے لیے ضرور اس بات کی ضرورت ہے کہ میں ان کفار کے ہاتھ سے مارا جاؤں یہ ابھی ہوا' انہوں نے کھجوریں پھینک دیں اور تلوار لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے' لڑے اور شہید ہوئے۔

عوف بن الحارث:

عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق پھر عوف بن الحارث بن الحضر اء نے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ رب کو اپنے عبد کی کیا بات ہنساتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا بغیر زرہ کے اگر وہ اپنا ہاتھ دشمن میں جھونک دے۔ عوف نے اسی وقت اپنی زرہ اتار پھینکی تلوار سنبھالی دشمن سے لڑے اور شہید ہو گئے۔

حضرت سعد کا عریشۂ رسول پر پہرہ:

روایت ہے کہ جب حریف مقابل آئے اور ایک دوسرے کے قریب آ گئے ابوجہل نے دعاء مانگی کہ اے خداوندا! یہ ہم میں سب سے زیادہ قطع رحم کرنے والا ہے اس نے بالکل نئی بات ہم سے کہی ہے آج تو اسے ختم کر دے۔ مگر نتیجہ نے بتا دیا کہ گویا اس نے اپنے لیے بددعاء کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھائیں ان کو لے کر آپؐ قریش کے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا: شاھت الوجوہ. (چہرے رسوا اور ذلیل ہوئے) پھر کنکریوں پر دم کر کے قریش کی طرف پھینکا اور صحابہؓ سے فرمایا اب حملہ کرو۔ حملہ کرتے ہی قریش نے شکست کھائی۔ اللہ نے قریش کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کر دیا اور ان میں سے بہت سے قید کر لیے گئے۔ جب مسلمان ان کو پکڑنے میں مصروف ہوئے' آپؐ اپنی جھونپڑی میں تشریف فرما تھے اور سعد بن معاذ تلوار حمائل کیے انصار کی ایک جماعت کے ساتھ اس اندیشہ سے کہ کہیں دشمن آپؐ پر یورش نہ کر دے۔ حفاظت کے لیے جھونپڑی کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ لوگوں کے اس فعل سے سعد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ناگواری کے آثار نمایاں ہیں۔ آپؐ نے ان سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ سعدؓ تم کو لوگوں کا یہ فعل ناگوار ہے۔ انہوں نے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخدا یہ پہلی لڑائی ہوئی ہے جس میں اللہ نے مشرکین کو تباہ کر دیا۔ بجائے اس کے کہ ان کو زندہ رکھا جائے میں اس کا زیادہ دلدادہ ہوں کہ یہ دل کھول کر قتل کیے جاتے۔

حضرت ابو حذیفہ بن عقبہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس روز آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ میں اس بات سے واقف ہوں کہ بنو ہاشم اور دوسرے

لوگوں میں سے بھی بعض لوگ بادل نخواستہ ہمارے مقابلہ پر کھینچ لائے گئے ہیں وہ ہم سے لڑنا نہیں چاہتے تھے لہٰذا اگر بنو ہاشم کا کوئی شخص تمہارے ہاتھ آئے اسے قتل نہ کرنا۔ نیز ابوالبختری بن ہشام بن الحارث بن اسد کو بھی نہ مارنا اور اگر عباس بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے چچا ہاتھ آئیں ان کو بھی قتل نہ کرنا کیوں کہ وہ بادلِ نخواستہ اس جنگ میں شریک کیے گئے ہیں اس پر ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا یہ کیا تفریق ہے ہم تو اپنے باپ' بیٹے' بھائی اور خاندان والوں کو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں' بخدا اگر میں نے اسے پالیا تو میں تلوار سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کے اس قول کی اطلاع ہوئی۔ آپؐ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابو حفصؓ! ابو حذیفہ کا قول سنا وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا کے قتل کے درپے ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اجازت ہو میں ابھی اس کا کام تمام کر دیتا ہوں بخدا یہ منافق ہے۔ عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ پہلا دن تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کنیت سے یاد کیا۔

ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ پھر کہا کرتے تھے کہ اس روز جو جملہ میں نے کہا اس سے میں ہمیشہ خائف تھا کہ نہ معلوم اس کا کیا وبال مجھ پر ہو اور خیال کرتا تھا کہ صرف اللہ کی راہ میں شہادت ہی اس کا کفارہ ہو سکتی ہے' چنانچہ یہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔

ابوالبختری کے قتل نہ کرنے کا حکم:

ابوالبختری کے قتل سے رسول اللہ ﷺ نے اس لیے منع فرمایا تھا کہ اس نے آپؐ کے قیام مکہ کے زمانے میں کبھی آپؐ سے کوئی بدسلوکی نہیں کی' کبھی ایذاء نہیں دی اور کوئی ایسی بات نہیں کی جو رسول اللہ ﷺ کو ناگوار خاطر ہوئی ہو اس کے علاوہ یہ بھی منجملہ ان لوگوں کے تھا جنہوں نے قریش کے اس معاہدہ کو جو انہوں نے عدم تعاون اور ترک تعلقات کا بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے خلاف لکھ کر کعبہ میں آویزاں کیا تھا' فسخ کر دیا۔ بنو عدی کے مجذر بن زیاد البلوی انصار کے حلیف کی اس سے مڈبھیڑ ہوئی' مجذر بن زیاد نے ابوالبختری سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے قتل سے منع کیا ہے اس کا رفیق جنادہ بن ملیحہ بنت زہیر بن الحارث بن اسد بھی اس کے ساتھ جو مکہ سے اس کے ہمراہ چلا تھا قتادہ بن لیث سے تعلق رکھتا تھا۔

ابوالبختری کا قتل:

ابوالبختری کا اصل نام عاص بن ہشام بن الحارث بن اسد تھا اس رفاقت کے حق سے عہدہ برائی کے خیال سے اس نے مجذر سے کہا اور میرے ساتھی کے متعلق کیا حکم ہے اس نے کہا بخدا ہم اسے نہیں چھوڑنے کے رسول اللہ ﷺ نے صرف تمہارے لیے حکم دیا ہے کہ قتل نہ کیے جاؤ۔ ابوالبختری کہنے لگا اگر یہ ہے تو میں اور وہ دونوں ساتھ جان دیں گے میں نہیں چاہتا کہ اہل مکہ کی قریش عورتیں میرے متعلق بعد میں کہیں کہ میں نے اپنی جان بچانے کے خیال سے اپنے رفیق کو قربان کر دیا۔ اس موقع پر جب مجذر نے اسے ہتھیار رکھ دینے کا مطالبہ کیا اور اس نے بغیر لڑے اپنی حوالگی سے انکار کیا اس نے یہ رجزیہ شعر پڑھا:

لن یسلم ابن حرة کیله　　　حتی یموت اویری دوفه

ترجمہ: ''ایک شریف زادہ کبھی اپنے موکل کو دشمن کے حوالے نہیں کرتا اب چاہے وہ مر جائے یا کامیاب ہو''۔

اس کے بعد دونوں لڑ پڑے مجذر بن زیادہ نے اسے قتل کر دیا۔ قتل کر کے مجذر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے میں نے اپنی کوشش صرف کر دی کہ میں اسے قید کر کے جناب کی خدمت میں زندہ لے آؤں' مگر اس نے لڑائی کے سوا میری بات نہ مانی۔ میں مجبوراً اس سے لڑا اور میں نے اسے قتل کر دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور امیہ بن خلف:

عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ مکہ میں امیہ بن خلف میرا دوست تھا' میرا نام عبدعمرو تھا مکہ ہی میں جب میں اسلام لایا میرا نام عبدالرحمٰن رکھا گیا۔ اس کے بعد وہیں جب کبھی وہ مجھ سے مل جاتا تو کہتا اے عبدعمرو کیا تم نے اپنے باپ کا رکھا ہوا نام ترک کر دیا ہے' میں کہتا ہاں۔ اس پر وہ کہتا مگر میں رحمٰن کو نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے' مناسب یہ ہے کہ کوئی اور نام تجویز کر دو اس سے میں تم کو مخاطب کیا کروں' اپنے سابق نام پر تم مجھے جواب نہیں دیتے اور جس بات سے میں ناواقف ہوں اس کے نام کے ساتھ میں تم کو پکارتا نہیں کیونکہ جب وہ مجھے عبدعمرو کہہ کر پکارتا میں اسے جواب نہیں دیتا تھا' میں نے کہا اے ابوعلی اس کے متعلق تم جو چاہو مقرر کر دو' اس نے کہا اچھا تمہارا نام عبدالالہ بہتر ہوگا' میں نے کہا اچھا چنانچہ اس کے بعد جب میں اور وہ ملتے وہ مجھے عبدالالہ کے نام سے پکارتا۔ میں اسے جواب دیتا اور اس سے متفرق باتیں کرنے لگتا یہاں تک کہ بدر کی لڑائی ہوئی میں اس کے پاس سے گزرا وہ اپنے بیٹے علی بن امیہ کا ہاتھ تھامے کھڑا ہوا تھا میرے ساتھ کئی زرہیں تھیں جو میں نے مقتولین کے جسم سے اتار لی تھیں میں ان کو لیے جا رہا تھا' اس نے مجھے دیکھ کر آواز دی اے عبدعمرو! میں نے کوئی جواب نہیں دیا تب اس نے کہا اے عبدالالہ میں نے کہا ہاں کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کیا میں تمہارے لیے ان زرہوں سے جن کو تم لیے جا رہے ہو زیادہ سودمند نہیں ہوں۔ میں نے کہا بے شک ہو تو آ جاؤ۔ میں نے زرہیں پھینک دیں اور اس کا اور اس کے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑ لیا کہنے لگا۔ ایسا دن میرے دیکھنے میں نہیں آیا تمہارے پاس دودھ تو نہیں ہے میں ان دونوں کو ساتھ لے کر چل دیا۔ میں باپ بیٹوں کے بیچ میں ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے چلا جا رہا تھا امیہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم میں وہ کون ہے جس کے سینے پر شترمرغ کا پر بطور نشان آویزاں تھا۔ میں نے کہا وہ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب ہے۔ اس نے کہا ہماری یہ درگت اسی نے بنائی ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا امیہ کے قتل پر اصرار:

میں ان کو لیے جا رہا تھا کہ بلال نے اسے میرے ہمراہ دیکھ لیا یہ امیہ مکہ میں بلال کو طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا تا کہ وہ اسلام ترک کر دیں' وہ ان کو مکہ میں صاف چٹان پر جب وہ دھوپ سے خوب تپ جاتی لے جاتا اس پر ان کو چت لٹا تا سینے پر ایک بڑا پتھر رکھ دیتا پھر کہتا کہ جب تک تو محمد ﷺ کے دین کو ترک نہ کرے گا تجھے یہ سزا ملتی رہے گی' مگر باوجود اس عذاب کے بلالؓ یہی کہتے ''وہ ایک ہے' وہ ایک ہے'' اسی لیے اب جب ان کی نظر اس پر پڑی وہ کہنے لگے کہ امیہ بن خلف کفر کا سرگروہ ہے میں ہلاک ہو جاؤں اگر تو بچ جائے میں نے ان سے کہا کہ یہ میرا قیدی ہے تم اس کے ساتھ یہ کرنا چاہتے ہو۔ بلالؓ نے پھر کہا میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ جائیں میں نے کہا اے حبشی زادے کچھ سنا بلالؓ نے کہا میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ جائیں۔

امیہ بن خلف کا قتل:

پھر انہوں نے نہایت چلا کر کہا اے اللہ کے انصار لو یہ کفار کا سرغنہ امیہ بن خلف موجود ہے میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ گیا۔ ان کی اس آواز پر بہت سے لوگوں نے ہم کو ہر طرف سے آ گھیرا اور قید سا کر لیا میں اسے بچانے لگا' ایک شخص نے اس کے بیٹے پر تلوار ماری وہ گر پڑا۔ اس وقت امیہ نے اس زور سے چیخ ماری کہ میں نے کبھی نہیں سنی۔ میں نے کہا بھاگ جاؤ مگر بھاگ نہیں سکتے میں تم کو کسی طرح بچا نہیں سکتا۔ اتنے میں حملہ آوروں نے تلوار کی ایک ضرب سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد عبدالرحمٰن بن عوف کہا کرتے تھے اللہ بلالؓ پر رحم کرے میری زرہیں بھی جاتی رہیں اور میرے قیدی کو انہوں نے زبردستی مجھ سے چھڑا لیا۔

جنگ بدر میں ملائکہ کی شرکت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھ سے بنوغفار کے ایک شخص نے یہ واقعہ بیان کیا کہ جس روز بدر کی لڑائی ہو رہی تھی میں اور میرا ایک چچیرا بھائی دونوں وہاں آئے اور ایک ایسے پہاڑ پر چڑھ کر جہاں سے میدان کارزار نظر آتا تھا چھپ کر بیٹھ گئے اور دیکھتے رہے کہ کس کو شکست ہوتی ہے تاکہ پھر دوسرے لوٹنے والوں کے ساتھ مل کر ہم بھی غنیمت میں حصہ بٹائیں ہم دونوں اس وقت تک مشرک تھے۔ ہم اسی پہاڑ پر تھے کہ ایک بادل ہمارے قریب آیا۔ ہم نے اس میں گھوڑوں کی آہٹ پائی اور کسی کو کہتے سنا خیر دم آگے بڑھو۔ اس آواز سے میرے چچازاد بھائی پر یہ گزری کہ اس کے قلب کا پردہ پھٹ گیا اور وہ وہیں مر گیا' میں بھی قریب المرگ ہو گیا تھا مگر پھر بچ رہا۔

ابوداؤد المازنی سے جو بدر میں شریک تھے مروی ہے کہ بدر میں میرے ساتھ یہ گزری کہ جس مشرک کا تعاقب کر کے میں نے اس پر وار کرنا چاہا اس سے قبل ہی اس کا سرتن سے جدا ہو کر دور جا گرتا اور میں نے محسوس کیا کہ کسی اور نے اسے قتل کیا۔

ابوامامہ بن سہل بن حنیف اپنے باپ سہل سے روایت ہے کہ بدر میں ہماری یہ حالت تھی کہ ہم میں سے اگر کسی نے تلوار سے مشرک کی طرف اشارہ کر دیا تو اسی وقت قبل اس کے کہ تلوار اس تک پہنچنے پائے اس کا سرتن سے جدا ہو کر الگ گر پڑتا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بدر کے دن ملائکہ کی شان یہ تھی کہ انہوں نے سفید عمامے باندھ رکھے تھے جن کے شملے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور جنگ حنین میں انہوں نے سرخ عمامے باندھ رکھے تھے مگر بدر کے سوا اور کہیں ملائکہ نے خود لڑائی میں حصہ نہیں لیا۔ دوسرے مواقع پر وہ صرف مدد اور کمک کے طور پر موجود رہے مگر انہوں نے تلوار نہیں چلائی۔

ابوجہل کی لاش کی تلاش:

معاذ بن عمرو بن الجموح متعلقہ بنوسلمہ بیان کرتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ دشمن سے فارغ ہو گئے آپ نے حکم دیا کہ ابوجہل کو مقتولین میں تلاش کیا جائے اور آپ نے یہ بھی دعا مانگی کہ خداوندا ایسا نہ ہو کہ وہ تیری گرفت سے نکل جائے۔

ابوجہل کا قتل:

سب سے پہلے معاذ بن عمرو بن الجموح ابوجہل کے پاس پہنچے تھے اس کے متعلق انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے کفار اور ابوجہل کو ایک جھاڑی کی سی جگہ میں باتیں کرتے سنا دوسرے لوگ کہہ رہے تھے کہ ابوالحکم تک کسی کی رسائی نہ ہو سکے گی' میں نے اس سے یہ بات سنتے ہی ارادہ کر لیا کہ ضرور اس پر حملہ کروں میں فوراً اس پر جھپٹ پڑا اور موقع پاتے ہی میں نے اس پر حملہ کیا اور تلوار کی ایک ضرب سے نصف ساق سے اس کا پاؤں قطع کر دیا اور وہ اس طرح اڑ گیا جس طرح کہ گٹھلی میں سے گری دے مارنے کے ساتھ نکل کر علیحدہ گر جاتی ہے۔ اس کے بیٹے عکرمہ نے میرے شانے پر وار کیا اور میرا ہاتھ اڑا دیا صرف جلد کے سہارے وہ میرے پہلو میں اٹکا رہا مگر اس زخم کی وجہ سے میں ابوجہل سے زیادہ نہ لڑ سکا۔ تمام دن میں لڑتا رہا میرا بے کار ہاتھ میرے پیچھے جھولتا رہا جب اس کی تکلیف زیادہ ہونے لگی میں نے اس پر پاؤں رکھ کر جسم سے چیر کر علیحدہ پھینک دیا۔ اس واقعہ کے بعد معاذ رضی اللہ عنہ زندہ رہے اور عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔

ابوجہل کا غرور:

جب ابوجہل زخمی پڑا ہوا تھا معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ اس کے پاس سے گزرے انہوں نے ایک وار میں اس کا کام تمام کر دیا اور مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے مگر برائے نام ابھی اس میں جان باقی تھی معوذ رضی اللہ عنہ لڑے اور شہید ہو گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مقتولین

میں ابوجہل کی تلاش کا حکم دیا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا تھا کہ ابوجہل کو تلاش کرو اگر تم اسے مقتولین میں تلاش نہ کرسکو تو اس کے گھٹنے کے نشان زخم کو دیکھنا۔ ایک مرتبہ میں اور وہ جب کہ دونوں لڑکے تھے عبداللہ بن جدعان کی دعوت میں گئے تھے میں اس سے ذرا دبلا تھا میں نے اسے دھکا دے دیا وہ گھٹنے کے بل گرا اور اس کے کسی گھٹنے میں ایسی خراش لگی کہ اس کا نشان پھر ہمیشہ رہ گیا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ اس نشان دہی کی وجہ سے میں نے اسے شناخت کرلیا وہ بالکل لب دم تھا' میں نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا اس نے مکہ میں مجھے تھپڑ اور لاتوں سے خوب مارا تھا میں نے کہا اے دشمن خدا اللہ نے اب تو تجھے ذلیل کر دیا۔ اس نے کہا اس میں ذلت کیا ہوئی میں تو اس شخص کا بدلہ لینے آیا تھا جسے تم نے قتل کر دیا تھا' اچھا بتاؤ فتح کس کی ہوئی۔ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو۔ اس سلسلہ میں ابن مسعودؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ ابوجہل نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ اے بھیڑوں کے چرانے والے تو بہت اونچی جگہ چڑھا ہے' پھر میں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آیا اور میں نے عرض کیا یا رسول خدا یہ دشمن خدا ابوجہل کا سر ہے' آپؐ نے فرمایا کیا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں یہ اسی کا سر ہے؟ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ یہی قسم کھایا کرتے تھے۔ میں نے کہا جی ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ اب میں نے اس کے سر کو آپؐ کے سامنے ڈال دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی تعریف کی۔

حضرت محمد کا مقتولین سے خطاب:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ مقتولین کو کنوئیں میں ڈال دیا جائے' وہ ڈال دیے گئے۔ البتہ امیہ بن خلف کو اس کے کرتے میں لپیٹ کر جب لے جانے کے لیے اٹھانے لگے اس کی لاش اس میں سے نکل پڑی مگر پھر اسے اسی میں رکھا گیا اور اسے مٹی اور پتھروں سے زمین میں چھپا دیا گیا۔ جب مقتولین کو کنوئیں میں ڈال دیا گیا رسول اللہ ﷺ وہاں آئے اور آپؐ نے فرمایا اے کنوئیں والو! کیا تم نے اس وعدے کو جو اللہ نے تم سے کیا تھا ٹھیک پایا' بے شک مجھ سے جو وعدہ اللہ نے کیا تھا وہ ٹھیک ہوا۔ صحابہؓ نے آپؐ سے پوچھا آپؐ مردوں سے کلام کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ان کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ جو بات میں نے ان سے کہی تھی وہ سچ ہے۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مردوں نے آپ کی بات سنی حالانکہ میں نے یہ نہیں کہا کہ انھوں نے سن لی بلکہ رسول اللہ ﷺ نے صرف یہ فرمایا تھا کہ ان کو معلوم ہو گیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہؓ نے وسط شب میں رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا: ''اے کنویں والو! اے عتبہ بن ربیعہ' اے شیبہ بن ربیعہ' اے امیہ بن خلف' اے ابوجہل بن ہشام اسی طرح آپؐ نے ان تمام مقتولین کے نام لیے جو اس کنویں میں ڈالے گئے تھے اور پھر فرمایا جو وعدہ تمہارے رب نے تم سے کیا تھا اسے تم نے ٹھیک پایا' بے شک جو وعدہ میرے رب نے مجھ سے کیا تھا اسے میں نے سچا پالیا۔ صحابہؓ نے آپؐ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپؐ ایسے مردوں کو پکارتے ہیں جو گل سڑ گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا جو کچھ میں کہتا ہوں اسے تم ان سے کچھ زیادہ نہیں سنتے البتہ ان میں جواب دینے کی استطاعت نہیں ہے۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے کہ جس روز رسول اللہ ﷺ نے یہ گفتگو کی آپؐ نے فرمایا اے کنویں والو! تم نبی کے اہل خاندان ہو کر اپنے نبی کے حق میں بدترین خاندان تھے تم نے میری تکذیب کی حالانکہ دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی' تم نے مجھے گھر سے نکالا' دوسروں نے مجھے پناہ دی' تم نے مجھ سے جنگ کی' دوسروں نے میری مدد کی۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا جو وعدہ تمہارے رب نے تم سے کیا تھا' اسے تم نے سچ پایا' میں نے تو اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا۔

ابوحذیفہ کا ملال:

جب رسول اللہ ﷺ نے مقتولین کو کنویں میں ڈال دینے کا حکم دیا لوگ ان کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے کنویں کو لے چلے' رسول اللہ ﷺ کی نظر ابوحذیفہ بن عتبہ کے چہرے پر پڑی' وہ بہت ہی غمگین اور متغیر نظر آئے' آپؐ نے ان سے پوچھا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے باپ کی اس حالت سے تم متاثر ہو۔ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم اے اللہ کے نبی! یہ بات نہیں ہے کہ میں اپنے باپ کے کفر اور قتل سے ناواقف ہوں بلکہ چونکہ میں جانتا ہوں کہ میرا باپ صاحب رائے دانش مند' حلیم اور سخی آدمی تھا مجھے یہ توقع تھی کہ یہ خوبیاں اس کو اسلام کی طرف رہبری کریں گی مگر جب میں نے دیکھا کہ یہ مارا گیا اور اس توقع کے بعد وہ کفر کی حالت میں مر گیا اس بات نے مجھے محزوں کر دیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعریف کی اور دعائے خیر کی۔

مال غنیمت جمع کرنے کا حکم:

اس کے بعد آپؐ نے حکم دیا کہ دشمن کی فرودگاہ میں جو کچھ ملے اسے جمع کر لیا جائے' اسے جمع کیا گیا۔ اس کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف ہوا جنہوں نے جمع کیا تھا وہ مدعی ہوئے کہ خود ہی سب لے لیں کیونکہ پہلے ہی رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت کے متعلق فرما دیا تھا کہ جو جسے دستیاب ہو وہ اس کا ہے مگر اس پر ان لوگوں نے جو دشمن سے لڑ رہے تھے اور اسے تلاش کر کے قید کر رہے تھے کہا کہ اگر ہم نہ ہوتے تو یہ مال تمہارے قبضہ میں آ ہی نہیں سکتا تھا۔ ہم نے دشمن کو اپنے سے مصروف پیکار کر کے تم کو یہ موقع دیا ہے کہ تم نے غنیمت حاصل کی۔ پھر ان لوگوں نے جو دشمن کی یورش کے خوف سے اس اثناء میں رسول اللہ ﷺ کی نگہبانی کرتے رہے تھے کہا کہ اس مال کا ہمارے مقابلہ میں تم میں سے کوئی زیادہ مستحق نہیں ہے جب اللہ نے ہم کو فتح دی اور انہوں نے ہماری طرف پشت پھیر دی یہ بات ہمارے بالکل قبضہ میں تھی کہ چونکہ کوئی اس کا بچانے والا نہ رہا تھا ہم آسانی سے اس سب پر قبضہ کر لیتے مگر اس اندیشہ سے کہ کہیں دشمن رسول اللہ ﷺ پر نہ پلٹ پڑے' ہم آپؐ کی حفاظت کے لیے آپؐ کے پاس ٹھہرے رہے اس لیے تم میں کوئی ہم سے زیادہ اس مال کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

سورۂ انفال کی تفسیر:

ابوامامۃ الباہلی سے مروی ہے کہ میں نے عبادہ بن الصامت سے ''انفال'' کی تفسیر پوچھی' انہوں نے کہا کہ یہ آیت ہم اصحاب بدر کے متعلق نازل ہوئی۔ جب غنیمت کے متعلق ہم میں سخت اختلاف ہو گیا اور نوبت بداخلاقی تک پہنچ گئی اللہ نے اسے ہم سے چھین کر رسول اللہ ﷺ کو دے دیا' رسول اللہ ﷺ نے اسے تمام مسلمانوں میں علی السویہ تقسیم کر دیا اور اس میں اللہ کا تقویٰ' اس کے رسول کی فرماں برداری اور آپس کے تعلقات کی اصلاح تھی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تدفین:

فتح کے بعد آپؐ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو اس فتح کی بشارت دینے کے لیے اہل العالیہ کے پاس اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اہل السافلہ کے پاس روانہ کیا۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم کو اس فتح کی خبر اس وقت ملی جب کہ ہم رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کو دفن کر رہے تھے یہ عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے نکاح میں تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھی عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے لیے پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے میں ان کے پاس گیا' وہ عیدگاہ میں کھڑے ہوئے تھے۔ بہت سے آدمی ان کے پاس جمع ہو گئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے کہ عتبہ بن ربیعہ مارا گیا۔ شیبہ بن ربیعہ' ابوجہل بن ہشام' زمعہ بن الاسود' ابوالبختری بن ہشام' امیہ بن خلف اور حجاج

کے بیٹے بیٹھ اور بنھ مارے گئے۔ میں نے پوچھا کیا یہ خبر بالکل صحیح ہے انہوں نے کہا بخدا اے میرے بچے یہ بالکل صحیح ہے۔

مسلمانوں کی مراجعت مدینہ:

رسول اللہ ﷺ مدینہ مراجعت فرما ہوئے' آپؐ نے اس مال غنیمت کو جو مشرکین سے حاصل ہوا تھا اپنے ساتھ بار کرا لیا اور اس کی نگرانی عبداللہ بن کعب بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن مازن بن النجار کے تفویض کر دی۔ رسول اللہ ﷺ اپنی فرودگاہ سے روانہ ہوئے جب آپؐ صفراء کی گھاٹی کو عبور کر آئے آپؐ سیر نامی اس سرخ ریت کے ٹیلہ پر جو گھاٹی اور نازیہ کے درمیان پھیلا ہوا تھا فروکش ہوئے اور یہاں آپؐ نے اس مال غنیمت کو جو اللہ نے مشرکین کا مسلمانوں کو عطاء کیا تھا علی السویہ سب پر تقسیم کیا اور وہاں کے ایک چشمہ آب ارواق سے آپؐ کے لیے پانی لایا گیا۔ پھر آپؐ یہاں سے چلے اور جب روحاء پہنچے مسلمان آپؐ کے استقبال کو آئے اور انہوں نے اس فتح پر آپ کو اور مسلمانوں کو مبارک باد دی۔ سلمہ بن سلامہ بن وقش نے کہا کہ مبارک بادی کی بات ہی کیا ہے دشمن کا حال یہ تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ قربانی کے جانور ہیں جن کو کھال کھینچ کر لٹکا دیا گیا ہے ہم نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا اے میرے بھتیجے بے شک کفار کی یہی حالت تھی۔

مقتولین و اسیران بدر کی تعداد:

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشرکین کے قیدی بھی تھے ان کی تعداد چوالیس تھی' اسی قدر مارے گئے تھے ان قیدیوں میں عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن الحارث بن کلدۃ بھی تھے۔ نضر کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے صفراء میں قتل کر دیا۔ یہاں سے چل کر جب رسول اللہ ﷺ عرق الظبیہ آئے آپؐ کے حکم سے عقبہ کو عاصم بن ثابت بن الاقلح الانصاری متعلقہ قبیلہ بنوعمرو بن عوف نے قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا اس نے چلا کر کہا اے محمدؐ! میرے بچوں کا کون کفیل ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا دوزخ۔

حضرت ابو ہند انصاریؓ:

عرق الظبیہ میں آپؐ کے قدوم کے بعد ابو ہند فروۃ بن عمرو البیاضیؓ کے مولیٰ چمڑے کی بوتل میں کھجور' دودھ اور مسکہ کی کھیر لے کر حاضر خدمت ہوئے' یہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے مگر پھر اور تمام ان غزوات میں جس میں خود رسول اللہ ﷺ نے شرکت فرمائی شریک رہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے حجام تھے۔ آپؐ نے خوش ہو کر مسلمانوں سے فرمایا ابو ہند انصارؓ میں ہیں تم ان کو اپنی بیٹیاں دو اور ان کی بیٹیاں لو' صحابہؓ نے اس ارشاد کی بجا آوری کی۔ یہاں سے چل کر رسول اللہ ﷺ قیدیوں سے ایک دن قبل مدینہ آ گئے۔

حضرت سودہؓ بنت زمعہ اور ابو یزید سہیل:

جس روز قیدی مدینہ آئے اس روز سودہؓ بنت زمعہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی آل عفراء کے یہاں ان کے عوف اور معوذ عفراء کے بیٹوں پر ماتم میں شرکت کے لیے گئی ہوئی تھیں یہ بات پردہ کے حکم سے پہلے کی ہے۔ سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابھی میں وہیں تھی کہ کسی نے ہم سے آ کر کہا کہ قیدی آ گئے ہیں۔ میں اپنے گھر آئی رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف رکھتے تھے۔ میں نے ابو یزید سہیل بن عمرو کو حجرے کے ایک کونے میں اس حالت میں دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ رسی سے اس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ ان کی اس حالت کو دیکھ کر مجھ سے بخدا ضبط نہ ہو سکا اور میں نے کہا اے ابو یزید تم نے کیوں اپنے کو حوالے کیا کیوں نہ عزت کی موت مر گئے میں یہ بات فوری جوش میں کہنے کو تو کہہ گئی رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا سودہؓ اللہ اور اس کے رسولؐ کے برخلاف یہ بات کہتی ہو' میں نے کہا اے رسولؐ اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے مجھ سے ابو یزید کی اس حالت کو دیکھ کر کہ

اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار واقعی یہ جملے میری زبان سے نکل گئے۔

اسیران بدر کی تقسیم:

مدینہ آ کر رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کو صحابہ میں تقسیم کر دیا اور فرمایا کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ ابوعزیز بن عمیر بن ہاشم بھی جو مصعب بن عمیر کا حقیقی بھائی تھا قیدیوں میں تھا ابوعزیز سے مروی ہے کہ میرے بھائی صاحب میرے پاس سے گزرے ایک انصاری مجھے قید کر رہا تھا انہوں نے کہا اسے ضرور پکڑ لو اس کی ماں دولت مند ہے وہ فدیہ دے کر اسے تم سے رہا کرائے گی جب ہم قیدیوں کو بدر سے مدینہ لایا گیا میں انصاریوں میں رکھا گیا۔ وہ میرا اس قدر خیال کرتے تھے کہ جب صبح و شام کھانے کے لیے بیٹھتے روٹی مجھے کھلا دیتے اور خود کھجور پر اکتفاء کرتے ان میں سے جس کے پاس روٹی کا کوئی ٹکڑا پہنچتا وہ اسے مجھے دے دیتا مجھے شرم آتی کہ میں اکیلا روٹی کھالوں میں اسے رد کر دیتا مگر وہ اسے بغیر ہاتھ لگائے پھر مجھے دے دیتے۔

مکہ میں شکست کی خبر:

محمد بن اسحاق کے بیان کے مطابق حیسمان بن عبداللہ بن ایاس بن ضبیعہ بن مازن بن کعب بن عمرو الخزاعی نے مکہ آ کر قریش کی تباہی اور شکست کی اطلاع اہل مکہ کو دی۔ واقدی کہتے ہیں کہ اس کا نام حیسمان بن حابس الخزاعی ہے۔ اہل مکہ نے پوچھا کیا ہے اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ' ابوالحکم ہشام اور حجاج کے بیٹے بنبہ اور منبہ مارے گئے' جب اس نے قریش کے اشراف کے نام گنائے صفوان بن امیہ نے جو حجر میں بیٹھا ہوا تھا لوگوں سے کہا اگر اس میں کچھ عقل ہے تو ذرا دریافت کرو کہ صفوان کا کیا ہوا۔ لوگوں نے خبر دینے والے سے پوچھا اور صفوان بن امیہ کا کیا ہوا اس نے کہا میں نے اس کے باپ اور بھائی کو قتل ہوتے خود دیکھا ہے۔

رافع کی روایت:

رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ رافع سے مروی ہے کہ میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور ہمارا پورا گھر اسلام لے آیا تھا ام الفضل مسلمان ہوگئی تھیں میں اسلام لے آیا تھا' عباس چونکہ اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور اس کی مخالفت سے بچتے تھے اسی لیے وہ اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے' ان کا بہت سا روپیہ لوگوں میں پھیلا ہوا تھا۔ دشمن خدا ابولہب خود بدر میں نہیں شریک ہوا' اس نے عاص بن ہشام بن المغیرہ کو اپنی جگہ بھیج دیا تھا۔ اسی طرح دوسرے اور لوگوں نے یہی کیا تھا کہ اگر وہ خود نہ جا سکے تو انہوں نے اپنا نائب بھیج دیا جب ہمیں معلوم ہوا کہ بدر میں قریش تباہ ہو گئے اللہ نے ان کو ذلیل و خوار کر دیا اس خبر سے ہم نے اپنے میں قوت و طاقت محسوس کی۔ میں بہت ہی کمزور آدمی تھا۔ میں زمزم کے حجرے میں بیٹھا ہوا پیالے بنایا کرتا تھا میں حسب معمول وہاں بیٹھا ہوا اپنا کام کر رہا تھا ام الفضل میرے پاس بیٹھی تھیں اس خبر سے ہم کو بڑی مسرت ہوئی تھی' اتنے میں بدکردار ابولہب اپنے پیر گھسیٹتا ہوا آیا اور خیمہ کی رسی پر بیٹھ گیا اور اس کی پیٹھ میری پیٹھ کی طرف تھی۔ پھر ابھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ لوگوں نے کہا یہ ابوسفیان بن الحارث آ گیا۔ تو ابولہب نے کہا: اے میرے بھتیجے میرے پاس آؤ کیونکہ تمہارے پاس خبریں ہیں۔ تو وہ ان کے پاس بیٹھے اور لوگ ان کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر انہوں نے پوچھا اے میرے بھتیجے! مجھے بتاؤ! لوگوں کا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا کچھ خبر نہیں۔ بخدا یہی ہوا کہ ہم ان سے ملے ان پر اپنی گردنیں پیش کر دیں۔ وہ ہمیں قتل اور قید کرتے رہے جیسے چاہیں۔ اور خدا کی قسم میں لوگوں کو ملامت نہیں کرتا کیونکہ ہم آسمان و زمین کے درمیان چت کبرے گھوڑوں پر سفید نوجوانوں سے لڑے نہ کسی چیز کو باقی چھوڑتے اور نہ کوئی ان کے پاس کھڑا رہ سکا۔ ابورافع کہتے ہیں میں نے اپنے ہاتھ سے خیمہ کی رسی اٹھائی اور کہا یہ فرشتے ہوں گے۔ ابولہب نے ہاتھ اٹھایا

اور میرے منہ پر زوردار تماچا رسید کیا میں اس پر لپکا اس نے مجھے اٹھا کے زمین پر دے مارا پھر مجھ پر چڑھ کر مارنے لگا۔ حالانکہ میں کمزور شخص تھا۔ پھر ام الفضل خیمہ کے کسی ستون کے پیچھے کھڑی ہوگئی پھر میں نے اسے پکڑ کر ایسی چوٹ لگائی جس نے اس کے سر میں گہرا گھاؤ کر دیا۔ تو ام الفضل نے کہا! تو اسے کمزور سمجھتا ہے جبکہ اس کا آقا نہیں ہے۔ پھر وہ ذلت سے بھاگتا ہوا کھڑا ہوا۔ پھر وہ سات دن زندہ نہ رہ سکا کہ اللہ نے عدسہ نامی گھاس میں پھینکا جس نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے دونوں بیٹوں نے اسے بے دفن کے دو تین راتیں رکھا یہاں تک کہ گل سڑ گیا اور قریش عدسہ سے طاعون کی طرح بچتے تھے۔ پھر کسی قریشی نے ان سے کہا تم پہ ہلاکت ہو کیا تم اس بات سے شرم نہیں کرتے کہ تمہارے والد اپنے گھر میں گل سڑ رہے ہیں تم انہیں دفن نہیں کرتے تو انہوں نے کہا ہم اس چھوڑے سے ڈرتے ہیں۔ اس نے کہا تم چلو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ پھر انہوں نے اس پر دور ہی سے پانی بہا دیا ان کو چھوئے بغیر پھر انہیں اٹھایا اور مکہ کے بلند مقام میں کسی دیوار کے پاس دفن کر دیا اور اس پر پتھر ڈال کر چھپا دیا۔ عبداللہؓ بن عباس سے مروی ہے کہ قیدی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے حضورؐ اول رات جاگتے رہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہوا آپؐ سوئے نہیں آپؐ نے فرمایا میں نے عباسؓ کی بیڑیوں میں تکلیف کو سنا ہے تو صحابہؓ عباسؓ کے پاس گئے اور انہیں کھول دیا پھر حضورؐ سو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس نے عباس کو قید کیا تھا وہ ابو یسر کعب بن عمرو بنو سلمہ کا بھائی تھا۔ اور ابوالیسر کمزور جسم تھا جبکہ عباس بھاری جسم تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ابوالیسر رضی اللہ عنہ تم نے عباس کو کیسے پکڑا؟ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ بخدا ایک اور شخص نے جسے نہ میں نے پہلے دیکھا تھا اور نہ اب دیکھتا ہوں اس کے گرفتار کرنے میں مجھے مدد دی رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے۔ ایک بزرگ فرشتے نے اس کام میں تمہاری اعانت کی ہے۔

عباد سے مروی ہے کہ بدر کے بعد قریش نے اپنے مقتولوں کا ماتم برپا کیا پھر کہنے لگے یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر اس کی خبر محمدؐ اور ان کے اصحاب کو ہوگی وہ اس سے اور خوش ہوں گے نیز تاوقتیکہ کچھ عرصہ نہ گزرے ہمیں ابھی اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے فدیہ بھی نہ بھیجنا چاہیے تاکہ محمد اور ان کے اصحابؓ اس کی امید نہ لگا سکیں۔

اس لڑائی میں اسود بن عبد یغوث کے تین بیٹے زمعہ بن الاسود عقیل بن الاسود اور حارث بن الاسود مارے گئے تھے۔ وہ چاہتا تھا کہ دل کھول کر اپنے بیٹوں پر روئے اسی حالت میں اس نے رات کے وقت کسی رونے والے کی آواز سنی اس کی بصارت جاتی رہی تھی اس نے اپنے غلام سے کہا کہ دیکھ کر آ کیا رونے کی اجازت ہوگئی اور قریش اپنے مقتولوں پر رونے لگے میں چاہتا ہوں کہ اپنے بیٹے ابو حکیمہ یعنی زمعہ پر خوب روؤں کیونکہ اس کے غم سے میرا سینہ کھول رہا ہے۔ غلام نے واپس آ کر کہا یہ تو ایک عورت کی آواز ہے جو اپنے گمشدہ اونٹ پر رو رہی ہے اس پر اس نے چند شعر کہے ان میں اپنے بیٹوں کا دردناک مرثیہ کہا اور اس طرح اپنے دل کا غبار نکال لیا۔

ابووداعہ کا زرفدیہ:

قیدیوں میں ابووداعہ بن خبیرۃ السہمی بھی تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا بیٹا نہایت ہوشیار اور مالدار تاجر ہے مجھے یقین ہے کہ وہ اس کا زرفدیہ لے کر آئے گا۔

جب قریش نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم ابھی اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر رہا کرانے میں جلدی مت کرو تاکہ محمدؐ اور ان کے اصحاب تم کو حاجت مند نہ سمجھ لیں۔ المطلب بن وداعہ نے جو رسول اللہ ﷺ کے سابقہ قول میں پیش نظر تھا کہا ہاں ٹھیک ہے بے شک

تم کو اپنے قیدیوں کا فدیہ دینے میں عجلت نہ کرنا چاہیے مگر خود بغیر اطلاع دیے چپکے سے رات کے وقت مکہ سے کھسک گیا مدینہ آیا اور چار ہزار درہم دے کر اس نے اپنے باپ کو رہا کرا لیا اور اسے لے کر چل دیا۔ اس کے بعد قریش نے قیدیوں کی رہائی کے لیے وفد بھیجا۔ لکرز ابن حفص بن الاخیف' سہیل بن عمرو کے فدیہ کے لیے آیا اسے مالک بن الدخسم متعلقہ بنو سالم بن عوف نے گرفتار کیا تھا۔ سہیل بن عمرو کا نیچے کا ہونٹ نہ تھا۔

سہیل بن عمرو:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ سہیل بن عمرو کے سامنے کے دو دانت تڑوا دیں تا کہ اس کی زبان نہ چل سکے اور یہ پھر آئندہ کسی جگہ آپ کی مخالفت میں تقریر نہ کر سکے۔ آپؐ نے فرمایا میں ایسا نہیں کرتا' کیونکہ اگر میں اس کے دانت تڑوا دوں اللہ تعالیٰ مجھے یہی سزا دے گا اگر چہ میں نبیؐ ہوں۔ اس سلسلہ روایت میں یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ آپؐ نے عمرؓ سے فرمایا ممکن ہے کہ آئندہ ایسی تقریریں کرنے لگے جس پر تم کو کوئی اعتراض نہ ہو۔

جب مکرز نے سہیل کے بارے میں مسلمانوں سے گفتگو کر کے ان کو راضی کر لیا انہوں نے کہا زر فدیہ لاؤ اس نے کہا تم اسے تو رہا کر دو اس کے زر فدیہ کے بھیجنے تک مجھے اس کی جگہ قید رکھو۔ مسلمانوں نے اس کی یہ درخواست مان لی۔

عباس بن عبدالمطلب کا زر فدیہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب عباس مدینہ پہنچ گئے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا چونکہ تم دولت مند ہو تم اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب' نوفل بن الحارث اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو بن مجدم متعلقہ بنو الحارث بن فہر کا زر فدیہ ادا کرو۔ عباس نے کہا اے رسول اللہ میں مسلمان تھا مجھے تو میری قوم نے بالجبر اس مہم میں شریک کر لیا ہے آپؐ نے فرمایا تمہارے اسلام سے اللہ زیادہ واقف ہوگا اگر تمہارا بیان سچا ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس کی جزائے خیر دے گا۔ مگر بظاہر تو تم ہم پر چڑھ کر آئے تھے۔ لہٰذا اپنا فدیہ دے دو۔ اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ عباسؓ سے بیس اوقیہ سونا لے چکے تھے۔ عباسؓ نے کہا آپؐ اس سونے کو زر فدیہ سمجھ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے کیا تعلق وہ تو اللہ نے ہم کو بطور غنیمت دیا ہے۔ عباسؓ نے کہا میرے پاس روپیہ نہیں ہے آپؐ نے فرمایا مکہ سے چلتے وقت تم نے جو مال ام الفضل بنت الحارث کے پاس رکھوایا تھا اور اس وقت کوئی تیسرا آدمی تمہارے پاس نہ تھا اور تم نے اسے وصیت کی تھی کہ اگر اس مہم میں کام آ جاؤں تو اس میں سے فضل کو اتنا دے دینا۔ عبداللہ کو اتنا اور عبیداللہ کو اتنا اور قثم کو اتنا وہ مال کیا ہوا۔ عباسؓ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث کیا ہے اس بات سے سوائے میرے اور میری بیوی کے اور کوئی واقف نہیں تھا۔ میں جانتا ہوں کہ آپؐ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔ عباسؓ نے اپنا' اپنے بھتیجوں اور حلیف کا فدیہ ادا کر دیا۔

سعد بن النعمان کی گرفتاری ورہائی:

عمرو بن ابی سفیان بن حرب جو عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی کے بطن سے تھا وہ بھی بدر کے اور قیدیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے یہاں قید تھا۔ ابو سفیان سے لوگوں نے کہا کہ عمرو کو فدیہ دے کر چھڑا لو اس نے کہا کیا وہ میری دولت اور جان دونوں کو لینا چاہتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے حنظلہ کو قتل کر دیا اور اب میں عمر کا فدیہ دوں اسے ان کے ہاتھوں میں رہنے دو جو چاہیں وہ اس کے ساتھ کریں۔ یہ ابھی رسول اللہ ﷺ کے پاس قید تھا۔ اسی اثناء میں سعد بن النعمان رضی اللہ عنہ بن آکال' بنو عمرو بن عوف کے خاندان

بنو معاویہ کے رکن عمرہ کرنے مکہ گئے اس کے ساتھ اس کی کثیر دودھ دینے والی اونٹنی بھی تھی۔ یہ ایک بڑے معزز مسلمان شیخ تھے بہت سی بھیڑ بکریاں بھی ساتھ تھیں یہ نقیع میں تھے وہاں سے عمرہ کرنے مکہ چلے ان کو ہرگز اس سلوک کا اندیشہ ہی نہ تھا جو بعد میں قریش نے ان کے ساتھ کیا۔ چونکہ قریش نے معاہدہ کیا تھا کہ وہ کسی حاجی یا عمرہ ادا کرنے والے سے کوئی تعرض نہ کریں گے اس لیے ان کو اس بات کا گمان بھی تھا کہ ان کو مکہ میں روک لیا جائے گا مگر ابوسفیان بن حرب نے ان پر چھاپہ مارا اور اپنے بیٹے عمرو بن ابی سفیان کے عوض میں ان کو مکہ میں قید کر لیا اور پھر یہ شعر کہے ۔

اھط ابن اکالٍ اجیبوا دعائیہ تفاقد تم لا تسلموا السید الکھلا

فان بنی عمرو لیامٌ اذلّۃٌ لئن لم یفکوا عن امیرھم الکیلا

ترجمہ: ''اے ابن اکال کے خاندان والو! اس کی آواز پر لبیک کہو جسے تم گم کر چکے ہو اور اس بوڑھے سردار کو بے یار و مددگار نہ چھوڑو' اور اگر بنو عمرو نے اپنے قیدی کو آزاد نہ کرایا تو بے شک وہ پھر کمینے اور ذلیل ثابت ہوں گے''۔

اس اطلاع پر بنو عمرو بن عوف رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور سعد بن اکال کا واقعہ کہا اور درخواست کی کہ آپؐ عمرو بن ابی سفیان کو ہمیں دے دیں تاکہ اس کے عوض میں وہ اپنے شیخ کو رہا کرائیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی درخواست مان لی' انہوں نے عمرو بن ابی سفیان کو ابوسفیان کے پاس بھیج دیا اور اس نے سعد کو چھوڑ دیا۔

ابوالعاص بن الربیع:

بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ ﷺ کا داماد آپ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کا شوہر ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس بھی تھا یہ بھی مکہ کے ان گنے چنے لوگوں میں تھا جو بڑے مال دار دیانت دار اور معتبر تاجر تھے۔ یہ ہالہ بنت خویلد کا بیٹا تھا۔ خدیجہؓ اس کی خالہ تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپؐ اس سے زینب کی شادی کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کی کسی بات کو رد نہیں کرتے تھے اور ابھی تک آپؐ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی اس لیے آپؐ نے اپنی صاحبزادی سے اس کی شادی کر دی۔ خدیجہؓ اسے اپنے بیٹے کے برابر سمجھتی تھیں۔ جب اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ کو نبوت عطا فرمائی خدیجہؓ اور آپ کی تمام صاحبزادیاں آپؐ پر ایمان لائیں انہوں نے آپ کی رسالت کے برحق ہونے کی شہادت دی اور اسلام لے آئیں۔ مگر ابوالعاص مشرک رہا۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے اپنی ان دو صاحبزادیوں رقیہ یا ام کلثوم رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے کر دیا تھا جب آپؐ نے اللہ کے حکم سے قریش کو سب سے پہلے اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے آپؐ سے ترک تعلق کیا اور دشمنی اختیار کی انہوں نے منجملہ اور باتوں کے آپس میں یہ بھی کہا کہ تم نے تو پہلے ہی محمد کو بے فکر کر دیا ہے ان کی لڑکیوں کو پھر ان کو واپس دے دیا جائے تاکہ وہ ان کی فکر میں مشغول ہو جائیں۔ اس تجویز کے مطابق ابوالعاص بن الربیع کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو اور قریش کی جس عورت کو پسند کرو ہم اس سے تمہاری شادی کیے دیتے ہیں اس نے کہا میں ہرگز اس کے لیے تیار نہیں ہوں کہ اپنی اس بیوی کو چھوڑ کر قریش کی کسی اور عورت اس کے بجائے اپنے گھر لاؤں۔ جہاں تک معلوم ہوا ہے رسول اللہ ﷺ اس کی دامادی کی تعریف کیا کرتے تھے۔

ابوالعاص کی گرفتاری:

یہاں سے مایوس ہو کر قریش اس بدکردار اور بدکار کے بیٹے عتبہ بن ابی لہب کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تم محمد کی بیٹی کو

طلاق دے دو اور قریش کی جس عورت کو پسند کرو ہم اس سے تمہاری شادی کیے دیتے ہیں اس نے کہا اگر ابان بن سعید بن العاص یا سعید بن العاص کی بیٹی سے میری شادی کر دو تو میں اپنی موجودہ بیوی کو طلاق دینے کے لیے آمادہ ہوں قریش نے سعید بن العاص کی بیٹی سے اس کی شادی کر دی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کو طلاق دے دی۔ صرف نکاح ہوا تھا اور دشمن خدا کو ان کے پاس رہنے کا اب تک موقع نہیں ملا تھا اللہ نے ان کو عزت و آبرو کے ساتھ اس کے تعلق سے بچا لیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ان کی شادی کر دی مکہ میں چونکہ آپ کو پوری آزادی اور اقتدار حاصل نہ تھا اس لیے آپ نہ کسی چیز کو حلال قرار دیتے تھے اور نہ حرام' چونکہ زینبؓ کے اسلام لانے کی وجہ سے اگر چہ اسلام نے ان کے اور ان کے شوہر کے درمیان تفریق کر دی تھی۔ مگر عملاً رسول اللہ ﷺ ان میں تفریق نہ کرا سکے اس لیے باوجود اسلام لے آنے کے وہ اب بھی اپنے مشرک شوہر کے پاس رہیں ہجرت کے بعد قریش بدر آئے ان میں ابو العاص بن الربیع بھی تھا یہ قید ہوا اور مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہار:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے کارروائی شروع کی۔ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے شوہر کے فدیہ کے لیے کچھ مال بھیجا اس میں وہ ہار بھی تھا جو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ابو العاص سے ان کی شادی کرتے وقت جہیز میں ان کو دیا تھا۔ اس ہار کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ بہت متاثر ہوئے اور آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا اگر مناسب سمجھو تو زینب رضی اللہ عنہا کی خاطر اس کے اسیر شوہر کو رہا کر دو اور اس کے ہار کو اسے واپس دے دو۔ سب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم بخوشی اس کے لیے تیار ہیں۔ چنانچہ ابو العاص کو چھوڑ دیا گیا اور زینب کا ہار ان کو واپس دے دیا گیا۔ مگر اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ابو العاص سے یہ شرط کر لی یا خود اس نے رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا کہ وہ زینب کو آپؐ کے پاس بھیج دے گا یا خود اس کی رہائی کی یہ شرط تھی کہ وہ ایسا کرے گا مگر بظاہر اس بات کو نہ اس نے کہا اور نہ خود رسول اللہ ﷺ نے اس وقت اس کا اظہار کیا مگر ہوا یہی کہ رہا ہو کر جب ابو العاص مکہ روانہ ہوا آپؐ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے انصاری کو حکم دیا کہ تم دونوں بطن یاجج جا کر ٹھہرو جب زینبؓ تمہارے پاس سے گزرے تم اس کے ساتھ ہو جانا اور اسی طرح اسے میرے پاس پہنچانا۔ چنانچہ ارشاد نبوی کے مطابق یہ دونوں اپنے مقام کو چلے گئے یہ واقعہ بدر کے بعد ایک ماہ یا قریب ایک ماہ کا ہے۔ ابو العاص نے مکہ آ کر زینبؓ سے کہا کہ تم اپنے باپ کے پاس چلی جاؤ' وہ سفر کی تیاری کرنے لگیں۔

ہند بنت عتبہ کی پیشکش:

زینبؓ سے مروی ہے کہ میں مکہ میں اپنے باپ کے پاس جانے کی تیاری میں مصروف تھی ہند بنت عتبہ میرے پاس آئی اور اس نے کہا اے محمد کی بیٹی مجھے خبر ملی ہے کہ تم اپنے باپ کے پاس جا رہی ہو میں نے کہا نہیں میرا ارادہ تو نہیں ہے اس نے کہا اے میری چچا زاد بہن تم اس بات کو مجھ سے نہ چھپاؤ اگر تم کو اس سفر میں کسی سامان یا اتنے روپیہ کی جس میں تم اپنے باپ کے پاس پہنچ جاؤ ضرورت ہو تو بلا پس و پیش مجھ سے کہہ دو میں تمہاری حاجت برآری کروں گی' مجھ سے تکلف اور شرم نہ کرو۔ عورتوں کے آپس میں تعلقات دوسرے ہیں اور مردوں کے اور ہیں۔ مجھے اس کے قول پر یقین تھا کہ اگر میں کوئی خواہش کروں تو یہ ضرور پورا کرے گی مگر پھر بھی مجھے اس سے ڈر لگا اور میں نے کہہ دیا کہ میرا ایسا ارادہ نہیں ہے اور اپنے سفر کی تیاری کرنے لگی۔

حضرت زینت رضی اللہ عنہا کی روانگی مدینہ:

غرض کہ جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی سفر کی تیاری مکمل کر چکیں ان کے دیور کنانہ بن الربیع نے اونٹ آگے کیا وہ اس پر سوار ہو گئیں کنانہ نے اپنی کمان اور ترکش لیا اور دن کے وقت ان کے اونٹ کی مہار آگے سے پکڑے ہوئے جب کہ وہ اپنے ہودے میں بیٹھی تھیں مدینہ چلا' تمام قریش میں اس کی خبر پھیل گئی وہ فوراً ان کے تعاقب میں چلے اور ذی طویٰ میں ان کو آ لیا۔ سب سے پہلے مہبار بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ اور نافع بن عبدالقیس الفہری ان کے پاس پہنچے وہ اپنے ہودے میں تھیں۔ ہبار نے اپنے نیزے سے ان کو مارنے کی دھمکی دی (راویوں کے بیان کے مطابق وہ اس وقت حاملہ تھیں جب مکہ واپس لائی گئیں ان کا حمل ساقط ہو گیا) ان کا دیور گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا' اس نے تیر نکالے اور کہا کہ میرے قریب نہ آنا ورنہ بخدا میں اس کے جسم میں تیر پرودوں گا۔ اس کی اس دھمکی سے کوئی اس کے پاس نہ آیا سب الگ رہے' پھر ابوسفیان اجلہ قریش کے ہمراہ اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ ذرا اپنے تیر الگ رکھو اور بات تو کرنے دو اس نے کہا اچھا آؤ۔ ابوسفیان اس کے قریب جا پہنچا اور اس نے کہا کہ یہ تو تم نے کوئی دانائی کی بات نہیں کی کہ تم اس عورت کو تمام لوگوں کے سروں سے علانیہ لے جا رہے ہو تم تو ہماری مصیبت اور نکبت سے واقف ہو اور جانتے ہو کہ محمد کی وجہ سے ہماری یہ درگت بنی ہے جب تم اس طرح ہمارے سروں پر اس کی بیٹی کو روز روشن میں علانیہ لے جاؤ گے تو تمام لوگ یہی کہیں گے کہ اس مصیبت اور نکبت کی وجہ سے جو ہمیں بدر میں ہوئی ہے اب ہم اس ذلت و خواری کو پہنچ گئے ہیں کہ اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ تم کو روک دیں اور ہم اب اس قدر کمزور اور پست حوصلہ ہو گئے ہیں کہ یہ نوبت آ گئی ہے بخدا ہم اسے اس کے باپ کے پاس جانے سے نہیں روکتے اور نہ اس کی دوڑ کسی یورش پر محمول کی جائے ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ تم اس وقت تو ان کو لوٹا لے چلو' پھر جب لوگ اس بات کو بھول جائیں اور یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ ہم اس کو واپس لے آئے اس وقت تم چپکے سے نکل جانا اور اسے اس کے باپ کے پاس پہنچا دینا۔ کنانہ نے یہ بات مان لی اور جب اس کا چرچا مٹ گیا وہ رات کے وقت ان کو لے کر چل دیا اور ان کو لا کر زید بن حارثہ اور ان کے رفیق کے سپرد کر دیا۔ یہ دونوں زینب کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔

ابوالعاص کا قبول اسلام:

اب ابوالعاص مکہ میں رہنے لگا اور زینبؓ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس رہنے لگیں۔ کیونکہ اسلام نے دونوں کے درمیان تفریق کر دی تھی فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے ابوالعاص تجارت کے لیے شام گیا' چونکہ اس کی دیانت مسلّم تھی۔ اس لیے اس سفر میں علاوہ خود اس کے مال کے قریش کے اور لوگوں نے بھی تجارت کے لیے اپنا مال اس کے ساتھ کیا تھا۔ تجارت سے فارغ ہو کر جب وہ حجاز واپس آنے لگا رسول اللہ ﷺ کی ایک مہماتی فوج نے اسے آ گھیرا اور اس کے تمام مال کو لوٹ لیا البتہ خود وہ بھاگ گیا اور ان کے ہاتھ نہ آیا۔ جب وہ مہم مال غنیمت لے کر مدینہ آ گئی ابوالعاص رات کے وقت مدینہ آیا اور زینب رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے پاس آیا اس نے زینبؓ سے پناہ مانگی انہوں نے پناہ دے دی اور وعدہ کیا کہ وہ اس کے مال کو واپس کرا دیں گی۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے برآمد ہوئے' آپؐ نے تکبیر کہی۔ آپؐ کے ساتھ صحابہؓ نے بھی تکبیر کہی۔ زینبؓ نے عورتوں کی صف سے چلا کر کہا اے صاحبو! میں نے ابوالعاص کو پناہ دی ہے۔ نماز کا سلام پھیر کر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے کہا صاحبو! تم نے سنا جو میں نے سنا' انہوں نے کہا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اس وقت سے پہلے مجھے اس واقعہ کا قطعی علم نہ تھا کہ ان کے ایک ادنیٰ فرد نے تمام مسلمانوں کی طرف سے پناہ دی ہے۔

آپؐ نماز سے فارغ ہو کر اپنی صاحبزادی کے پاس آئے اور فرمایا اے میری بچی تم اس کی اچھی طرح مہمان داری کرو مگر اپنے پاس نہ آنے دینا کیونکہ اب تم اس کے لیے حلال نہیں ہو۔ اس کے بعد آپؐ نے اس مہم کے شرکاء کو جس نے ابوالعاص کا مال اپنے قبضہ میں کیا تھا بلا بھیجا اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ شخص ہم میں سے ہے تم نے اس کا مال لوٹ لیا ہے اگر احسان کرنا چاہو تو اس کا مال واپس دے دو اور یہ بات ہمیں بھی پسند ہے اور اگر نہیں دینا چاہتے تو کوئی جبر نہیں' وہ اللہ نے تم کو دیا ہے تم ہی اس کے اصلی حقدار ہو' ان سب نے کہا اے رسول اللہ ہم بخوشی واپس کرتے ہیں۔ انہوں نے اس کا تمام مال اسے واپس دے دیا معمولی سے معمولی چیز جیسے رسی' مشکیزہ' برتن یہاں تک کہ پالان کی لکڑی بھی لا دی۔ اس طرح سے اس کا تمام مال مل گیا۔ وہ اسے مکہ لے آیا اور قریش میں سے جس نے اسے اپنا مال تجارت کے لیے دیا تھا وہ اس نے ایک ایک حبہ اسے لا کر پہنچا دیا۔ اس کے بعد اس نے پوچھا اے جماعت قریش تم میں سے اب کوئی ایسا شخص رہ گیا ہے جس کا مال میرے پاس ہو اور وہ اسے اب تک وصول نہ ہوا ہو۔ انہوں نے کہا نہیں کوئی ایسا نہیں ہے سب کو ان کا مال پہنچ گیا ہے اللہ تم کو اس کی جزائے خیر دے۔ ہم نے تم کو نہایت معتبر اور شریف پایا۔ ابوالعاص نے کہا اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله میں جب رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا اسی وقت ایمان لے آتا مگر میں ڈرا کہ تم لوگ یہ بدگمانی کرو گے کہ اس طرح میں نے تمہارے مال کھانے کی ترکیب کی ہے۔ جب اللہ نے اسے تم کو پہنچا دیا اور میں بار امانت سے فارغ ہوا اسلام لے آیا۔ اب یہ مکہ سے چل کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گئے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کے آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کو پہلے نکاح کے تحت ابوالعاص کے حوالے کر دیا اس کے بعد چھ سال تک ان کا کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا۔

عمیر اور صفوان میں معاہدہ:

عروہؓ بن الزبیر سے مروی ہے کہ واقعہ بدر کی شکست اور ذلت کے تھوڑے ہی دن بعد ایک دن عمیر بن وہب الجمحی' صفوان بن امیہ کے ساتھ حجر میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ عمیر بن وہب قریش کے شیاطین میں تھا جب رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ مکہ میں تھے۔ یہ آپ کو اور ان کو بہت ستاتا اور ایذاء پہنچاتا تھا۔ اس کا بیٹا وہب بن عمیر بھی بدر میں اسیر ہوا' اس نے کنویں والوں اور ان کے اس بری طرح مارے جانے کا ذکر کیا۔ صفوان نے کہا کہ ان کے بعد اب زندگی کا کچھ لطف نہیں' عمیر نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو' بالکل سچ کہتے ہو بخدا اگر میرے اوپر اس قدر قرضہ کا بار نہ ہوتا کہ جس کی ادائیگی کی کوئی سبیل میرے پاس نہیں ہے اور اپنے ان بال بچوں کی فکر مجھے دامن گیر نہ ہوتی کہ میرے بعد ان کا کیا حشر ہوگا تو میں ابھی محمدؐ کے پاس جاتا اور اسے قتل کر کے آتا اور اس تک رسائی کا میرے پاس یہ بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا اس کے پاس قید ہے۔ صفوان بن امیہ نے اس کے اس جوش کو غنیمت سمجھا اور کہا کہ تمہارا قرضہ میرے ذمہ میں اسے ادا کر دوں گا تمہارے عیال کو میں اپنے عیال کے ساتھ اسی طرح ان کی پرورش کروں گا جس طرح اپنوں کی کرتا ہوں۔ اس سے بھی تم اطمینان رکھو جو چیز مجھے میسر آئے گی وہ ان کو میسر ہوگی۔ عمیر نے کہا اچھا تو اس بات کو ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا کہ میرے تمہارے درمیان یہ قرارداد ہوئی ہے۔ صفوان نے کہا بہتر ہے۔

عمیر کی روانگی مدینہ:

عمیر نے اپنی تلوار تیز کروائی اسے زہر میں بجھایا گیا اور پھر مکہ سے مدینہ آیا اس وقت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ سب بدر کے واقعات بیان کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اللہ نے اس فتح سے مسلمانوں کی کیسی

عزت افزائی اور ان کی دشمن کی ذلت وخواری کی' اسی وقت ان کی نظر عمیر بن وہب پر پڑی جس نے اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازے پر بٹھایا تھا اور وہ تلوار لیے ہوئے تھا۔ عمرؓ نے کہا دیکھو یہ کتا اللہ کا دشمن عمیر بن الوہب ہے۔ یہ ضرور کسی برائی اور شرارت کی نیت سے یہاں آیا ہے' اسی نے بدر کے دن ہمارے درمیان جنگ کرائی اور اپنی قوم کے لیے ہماری تعداد معلوم کرنا چاہی۔ عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا اے اللہ کے نبی یہ دشمن خدا عمیر بن الوہب تلوار لیے ہوئے آیا ہے آپؐ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ عمرؓ باہر آئے اور انہوں نے عمیر کی تلوار کے پرتلہ کو لے کر اس کی گردن میں لپیٹ دیا اور اپنے ساتھی ہمراہیوں سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر وہیں بیٹھ جاؤ اور اس خبیث کا خیال رکھو کہ کہیں آپؐ پر حملہ نہ کرے کیونکہ میں اس کی طرف سے مطمئن نہیں ہوں۔

عمیر کا قبول اسلام:

اس کے بعد عمرؓ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ کی نظر جب اس پر پڑی عمرؓ اس کے پرتلہ کو تھامے ہوئے تھے آپؐ نے فرمایا عمرؓ اسے چھوڑ دو اور عمیر قریب آؤ' یہ آپؐ کے قریب پہنچا اور اس نے جاہلیت کا سلام صبح بخیر آپ کو کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے سلام سے بہتر اللہ نے ہمیں ایک سلام بتایا ہے اور وہ جنت والوں کا سلام ہے۔ اس نے کہا جی وہ ابھی حال ہی میں آپ کو بتایا گیا ہے آپؐ نے پوچھا کیوں آئے ہو۔ اس نے کہا اس قیدی کی خاطر جو آپؐ کے ہاتھ میں اسیر ہے آپؐ اسے رہا کر کے مجھ پر احسان کریں۔ آپؐ نے پوچھا اس تلوار کا کیا مقصد ہے' اس نے کہا اللہ ان کا برا کرے ان سے ہمیں کیا مل گیا آپؐ نے فرمایا سچ کہو تمہارے آنے کا مقصد کیا ہے اس نے کہا صرف اسی غرض سے آیا ہوں آپ نے فرمایا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ تم اور صفوان بن امیہ حجر میں بیٹھے ہوئے قریش کے ان لوگوں کا جو بدر میں مارے گئے اور کنویں میں ڈال دیے گئے ذکر کر رہے تھے اور پھر تم نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور مجھے اپنے عیال کی فکر نہ ہوتی تو میں جاتا اور محمد کو قتل کر کے آتا۔ اس پر صفوان نے تمہارے قرضہ کی ادائیگی اور تمہارے اہل وعیال کی پرورش اس شرط پر اپنے ذمے لی کہ تم اس کی خاطر مجھے قتل کر دو حالانکہ تم اس بات سے شاید ناواقف ہو کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان حائل ہے تم کسی طرح اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

عمیر نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں آپؐ ہم سے جو خبریں آسمان کی بیان کرتے اور نازل شدہ وحی کو ہم سے بیان کرتے ہم اس کی تکذیب کرتے تھے مگر یہ بات ایسی ہے کہ جو میرے اور صفوان کے علاوہ کسی اور کو معلوم نہ تھی بخدا اب میں جانتا ہوں کہ یہ بات اللہ نے آپ کو بتائی ہے۔ لہٰذا سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے اسلام کی ہدایت کی۔ اور جو مجھے اس نوبت پر لے آیا۔ اس کے بعد اس نے باقاعدہ کلمہ شہادت پڑھا رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اپنے اس بھائی کو دین کی تعلیم دو اسے قرآن پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو اس کی خاطر رہا کر دو۔

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی مراجعت مکہ:

صحابہ نے اس ارشاد کی بجا آوری کی' عمیرؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ میں اللہ کے نور کو بجھانے میں اپنی پوری کوشش صرف کرتا رہا ہوں میں نے مسلمانوں کو بہت تکلیفیں پہنچائی ہیں' اب میں چاہتا ہوں کہ آپؐ مجھے اجازت دیں کہ میں مکہ جاؤں اور وہاں لوگوں کو اللہ اور اسلام کی دعوت دوں شاید اللہ ان کو راہ راست پر لے آئے اور اگر وہ اسے نہ مانیں تو میں چاہتا ہوں کہ اب ان کو اسی طرح ستاؤں جس طرح میں پہلے مسلمانوں کو ستایا کرتا تھا آپؐ نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی وہ مکہ آ گئے۔

عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کے مدینہ روانہ ہو جانے کے بعد صفوان قریش سے کہا کرتا تھا تم کو بشارت ہو کہ عنقریب چند روز میں ایسی

خوشخبری ملنے والی ہے کہ تم بدر کے واقعہ کو بھول جاؤ گے جو شتر سوار مدینہ سے آتا یہ اس سے عمیر کو دریافت کرتا یہاں تک کہ ایک شخص نے اس سے بیان کیا کہ وہ تو مسلمان ہو گئے یہ سن کر صفوان نے کہا اب میں کبھی اس سے بات نہیں کروں گا اور نہ کسی قسم کا نفع پہنچاؤں گا۔

عمیر مکہ آ کر قیام پذیر ہوئے اور اب اسلام کی دعوت دینے لگے اور جو ان کی مخالفت کرتا اسے بہت سخت سزا دیتے' ان کے ہاتھ پر بہت سے لوگ اسلام لے آئے۔

بدر کے واقعہ کے ختم ہو جانے پر اللہ عزوجل نے اس کے بیان میں قرآن مجید کی پوری سورۂ انفال نازل فرمائی۔

اسیرانِ بدر کے متعلق صحابہ کی رائے:

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ بدر کے دن فریقین کا مقابلہ ہوا' اللہ نے مشرکین کو شکست دی ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر اسیر کر لیے گئے۔ پھر اس روز رسول اللہ ﷺ نے ابوبکرؓ، علیؓ اور مجھ سے مشورہ کیا ابوبکرؓ نے کہا اے اللہ کے نبی یہ آپؐ کے یک جدی خاندان والے اور عزیز ہیں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپؐ ان سے فدیہ لے لیں تاکہ زرِ فدیہ سے ہماری قوت بڑھے اور پھر شاید اللہ ایسا بھی کرے کہ ان کو اسلام لے آنے کی توفیق دے دے اور پھر اس طرح یہ ہمارے قوتِ بازو بن جائیں۔ اس کے بعد آپؐ نے مجھ سے کہا ابن الخطاب تمہاری رائے کیا ہے۔ میں نے کہا جناب والا بخدا میری ہرگز وہ رائے نہیں ہے جو ابوبکرؓ کی رائے ہے' میری رائے یہ ہے کہ آپؐ فلاں شخص کو میرے سپرد کر دیں میں اس کی گردن مارے دیتا ہوں۔ حمزہؓ کے بھائی ان کے سپرد ہوں تاکہ وہ اسے قتل کر دیں۔ عقیل کو علیؓ کے حوالے کیجیے وہ اس کا کام تمام کریں تاکہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے قلوب میں کفار کی محبت کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہی ان کے بڑے سردار' سرخیل اور پیشوا ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کا مشورہ مانا اور میری بات نہ مانی اور فدیہ قبول کیا۔

زرِ فدیہ قبول کرنے پر پشیمانی:

دوسرے دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول مجھے تو بتائیے کہ آپ دونوں کیوں رو رہے ہیں اگر کوئی رونے کی بات ہے میں بھی رونے لگوں گا اور اگر کوئی ایسی بات نہ ہوگی تو بھی آپ دونوں صاحبوں کے گریہ کی خاطر خود بھی روؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا فدیہ قبول کرنے کی وجہ سے مجھے بتایا گیا ہے کہ تم سب پر بہت ہی قریب عذاب نازل ہوگا اور وہ اس قدر قریب ہے جیسے کہ یہ درخت۔ آپؐ نے اشارے سے ایک درخت کو بتایا جو بالکل قریب تھا' اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں: ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض. اپنے قول فیما اخذ تم عذاب عظیم. اس کے بعد اللہ نے مالِ غنیمت کو مسلمانوں کے لیے حلال کیا ہے چنانچہ دوسرے ہی سال احد میں ان کو اپنے کیے کی سزا مل گئی۔ ستر صحابہ شہید اور ستر اسیر ہوئے۔ دشمن نے آپ کی جھونپڑی کو توڑ پھوڑ ڈالا اور آپؐ کے سر کے خود کو ریزہ ریزہ کر دیا کہ آپؐ کے چہرے پر خون بہنے لگا۔ نبی ﷺ کے صحابہؓ میدان سے فرار ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت: او لما اصابتکم مصیبة قد اصبتم مثلیها قلتم انّی هذا. اپنے قول ان الله علی کل شیء قدیر تک نازل فرمائی نیز یہ دوسری آیت: اذ تصعدون و لا تلوون علی احد و الرسول یدعوکم فی اخراکم اپنے قول من بعد الغمّ امنة تک نازل فرمائی۔

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ کی رائے:

عبداللہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن جب قیدی آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ آپؐ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ ان کے

ساتھ کیا کیا جائے؟ ابوبکرؓ نے کہا یہ آپؐ کے ہم قوم اور اہل خاندان ہیں آپؐ ان کی جان بخشی فرمائیں اور مہلت دیں شاید ان پر اللہ مہربان ہو جائے اور یہ اسلام لے آئیں۔ عمرؓ نے کہا اے رسول اللہ ﷺ انہوں نے آپ کو جھٹلایا ہے اور آپ کو اپنے گھر سے نکالا ہے آپ ان سب کو قتل کر دیں۔ عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا آپؐ ان کے لیے ایک ایسی وادی تلاش کریں جہاں ایندھن وافر ہو پھر ان سب کو اس میں ڈال کر آگ لگا دیں۔ اس پر عباسؓ نے کہا تم نے تو بالکل ہی خاتمہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے آپؐ نے کسی کو جواب نہیں دیا اندر چلے گئے لوگ کہنے لگے کہ آپ ابوبکر کی رائے پر عمل کریں گے۔ دوسروں نے کہا عمر کی رائے پر عمل کریں گے۔ بعض نے کہا عبداللہ بن رواحہؓ کے مشورہ کو قبول کریں گے۔ آپؐ پھر برآمد ہو کر صحابہؓ کے پاس آئے اور فرمایا اس معاملہ میں اللہ عزوجل نے بعض لوگوں کے دل اس قدر نرم کر دیے ہیں جیسے دودھ اور بعض کے دل اس قدر سخت کر دیے ہیں جیسے پتھر۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہاری مثال ابراہیم علیہ السلام کی ہے جنہوں نے کہا: من تبعني فانه مني و من عصاني فانك غفور رحيم ''جس نے میرا ساتھ دیا وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری بات نہ مانی تو تو معاف کر دینے والا مہربان ہے'' اور تمہاری مثال عیسیٰ علیہ السلام کی ہے جس نے کہا ان تعذبهم فانهم عبادك و ان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم ''اگر تو ان کو سزا دے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو بے شک تو غالب اور دانا ہے'' اور اے عمر تمہاری مثال نوح علیہ السلام کی ہے جنہوں نے کہا: رب لا تذر على الارض من الكافرين ديارا. ''اے میرے رب! تو روئے زمین پر کسی کافر کی بستی کو باقی نہ رکھ'' اور تمہاری مثال موسیٰ علیہ السلام کی ہے جنہوں نے کہا: ربنا اطمس على اموالهم و اشدد على قلوبهم فلا يومنوا حتى يروا العذاب الاليم. ''اے میرے پروردگار! تو ان کی املاک کو بالکل برباد کر دے' ان کے قلوب جکڑ دے یہ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھیں گے ایمان نہیں لائیں گے''۔

حضرت محمد ﷺ کا فیصلہ:

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا آج کل تم غریب ہو بغیر فدیہ کے کسی کو رہا نہ کیا جائے اور جو فدیہ نہ دے سکے اسے قتل کر دیا جائے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا سوائے سہیل بن بیضاء کے کیونکہ میں نے خود اسے اسلام کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ کے اس سکوت سے میں اس قدر خوف زدہ ہوا کہ میں سمجھتا تھا کہ آسمان سے مجھ پر پتھر گرنے والے ہیں البتہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرما دیا سوائے سہیل بن بیضاء کے' مجھے اطمینان ہوا۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات ما كان لنبي ان يكون له اسرىٰ حتى يثخن في الارض تینوں آیات کے آخر تک نازل فرمائیں ''کسی نبی کے لیے یہ جائز نہیں کہ جب تک وہ زمین میں خون نہ بہادے قیدیوں پر قبضہ کرے''۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے کہ اگر ہم پر آسمانی عذاب نازل ہوتو ہم میں سے سوائے سعدؓ بن معاذ کے اور کوئی اس سے محفوظ نہ رہے کیونکہ سعدؓ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں لوگوں کو زندہ گرفتار کرنے سے ان کو دل کھول کر قتل کرنے کو پسند کرتا ہوں۔

شہیدوں کی تعداد:

ابوجعفر کے بیان کے مطابق واقعۂ بدر میں تراسی مہاجر تھے جن کا اجر اور حصہ رسول اللہ ﷺ نے مقرر کیا۔ اسی طرح قبیلہ اوس کے اکسٹھ آدمی تھے جن کو حصہ ملا اور اجر ملا' اور خزرج کے ایک سو ستر آدمی تھے۔ مسلمانوں میں سے کل چودہ آدمی شہید ہوئے ان

میں چھ مہاجر اور آٹھ انصاری تھے۔ واقدی کے بیان کے مطابق مشرکین کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ ان میں سو شہسوار تھے۔

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

واقدی کے بیان کے مطابق اس روز رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو کمسن سمجھ کر جنگ سے واپس کر دیا تھا۔ ان میں عبداللہ بن عمرؓ، رافع بن خاریج، براء بن عازب، زید بن ثابت، اسید بن ظہیر اور عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے مگر واپس کرنے کے بعد پھر آپؐ نے عمیر کو جنگ میں شرکت کی اجازت دے دی اور وہ اس روز شہید ہو گئے۔

بدر جانے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نوفل کو شام کے راستے پر بھیج دیا تھا کہ وہ تجارتی قافلہ کی خبریں حاصل کریں۔ یہ پھر مدینہ پلٹے اور جنگِ بدر کے دن مدینہ پہنچے۔ جب رسول اللہ ﷺ بدر سے مدینہ واپس آنے لگے ان دونوں نے تریان میں آپ کا استقبال کیا۔

جنگ بدر میں شریک نہ ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم:

واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ تین سو پانچ صحابہؓ کے ہمراہ مدینہ سے نکلے تھے ان میں چوہتر مہاجرین اور باقی تمام انصاری تھے۔ ان کے علاوہ آپؐ نے اور آٹھ آدمیوں کے حصے اور اجر اس لڑائی میں لگائے ان میں تین مہاجر تھے ان میں ایک عثمانؓ بن عفان تھے جو آپ کی صاحبزادی کی علالت کی وجہ سے جس سے ان کا انتقال ہو گیا مدینہ رہ گئے تھے۔ دوسرے دو طلحہؓ بن عبیداللہ اور سعید بن زید تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے قریش کے تجارتی قافلہ کی خبریں معلوم کرنے کے لیے شام کے راستے پر بھیجا تھا اور پانچ انصاری تھے۔ ابوالسبابہ بشیر بن عبدالمنذ رجن کو آپؐ مدینہ پر اپنا نائب مقرر کر آئے تھے عاصم بن عدی بن العجلان جن کو آپؐ نے اہل العالیہ پر اپنا نائب بنایا تھا۔ حارث بن حاطب جن کو آپؐ نے روحاء سے بنوعمرو بن عوف کی طرف ان کے متعلق کسی بات کی اطلاع ہونے پر بھیج دیا تھا۔ حارث بن الصمہ جو روحاء میں علالت کی وجہ سے ناکارہ ہو گئے۔ یہ بنو مالک بن النجار سے تھے اور خوارث بن جسیر یہ بھی ناکارہ ہو گئے تھے اور یہ بنوعمرو بن عوف سے تھے۔ اس مہم میں آپؐ کے ساتھ ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے۔ ایک گھوڑا مقداد بن عمرو اور دوسرا مرثد بن ابی مرثد کا تھا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ مشرکین کے پیچھے تلوار نکالے ہوئے یہ آیت پڑھتے ہوئے دیکھے گئے۔ سيهزم الجمع و يولون الدبر. بہت جلد یہ جماعت شکست کھائے گی اور وہ پیٹھ موڑ دیں گے' اسی جنگ میں آپ کو بنتھ بن الحجاج کی تلوار ذوالفقار غنیمت میں ملی۔ نیز ابوجہل کا مہری اونٹ جس سے وہ نسل کشی اور جنگ کا کام لیتا تھا غنیمت میں ملا۔

یہودیوں کا حسد:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ بدر سے واپس آ کر آپؐ مدینہ میں قیام پذیر ہوئے جب ہجرت کر کے آپؐ مدینہ آئے تھے آپؐ نے یہودیوں سے اس شرط پر کہ وہ آپؐ کے برخلاف کسی کی اعانت نہیں کریں گے اور اگر کوئی دشمن آپؐ پر چڑھائی کرے گا تو وہ آپ کی نصرت کریں گے' معاہدہ صلح کیا تھا مگر جب آپؐ نے بدر میں قریش کے اس قدر مشرکین کو قتل کیا یہودیوں نے اپنے حسد اور رنج کا اظہار کیا اور کہنے لگے کہ محمد کو اچھے لڑنے والوں سے سابقہ نہیں ہوا۔ اگر ہم سے مقابلہ ہوتا تو ان کو معلوم ہوتا۔ نیز انہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔

باب ۶

یہود مدینہ

1

غزوۂ بنو قینقاع:

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی قینقاع کو ان کے بازار میں جمع کر کے کہا اے یہود! اللہ عزوجل سے ڈرو کہ کہیں وہ تم کو بھی ایسی سزا نہ دے جیسی کہ اس نے قریش کو دی ہے تم اسلام لاؤ۔ تم جانتے ہو کہ میں نبیؐ مرسل ہوں جس کا ذکر خود تمہاری کتابوں میں اور اس میثاق میں ہے جو اللہ نے تم سے لیا تھا۔ یہود نے کہا اے محمد! تم ہم کو بھی اپنی قوم جیسا سمجھتے ہو تم ایسے لوگوں کے مقابلہ میں جو لڑائی سے بالکل واقف نہ تھے کہ تم نے موقع پا کر ان کو زیر کرلیا' اپنی کامیابی سے دھوکہ میں نہ پڑو۔ بخدا اگر تم ہم سے لڑے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم مرد اہل نبرد ہیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مذکور ہے کہ بنی قینقاع پہلے یہود ہیں جنہوں نے اس معاہدہ کی جو ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان طے پایا تھا خلاف ورزی کی اور ان کی آپؐ سے بدر اور اُحد کے درمیان جنگ ہوئی۔

بنو قینقاع کا محاصرہ:

زہری کہتے ہیں کہ یہ غزوہ شوال ۲ھ میں ہوا۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ آیت وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً فَانْبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰی سَوَاءٍ: ''اگر تم کو کسی قوم کی خیانت کا اندیشہ ہو تو تم بھی ان کے ساتھ وہی کرو'' رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے بنی قینقاع سے اس بات کا اندیشہ ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ اس آیت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ ان کی طرف چلے۔ عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ آپؐ نے پندرہ شب ان کا محاصرہ رکھا۔ اس اثنا میں ان کا کوئی آدمی مقابلہ پر برآمد نہیں ہوا۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر ہتھیار رکھ دیے اور اپنے کو ان کے حوالے کر دیا۔ ان سب کی مشکیں باندھ لی گئیں آپؐ ان سب کو قتل کر دینا چاہتے تھے مگر عبداللہ بن ابی نے آپؐ سے ان کی سفارش کی۔

عبداللہ بن ابی کی سفارش:

عاصم بن عمرو بن قتادہ کے پہلے سلسلہ بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کرلیا یہاں تک کہ انہوں نے اپنے کو آپؐ کے فیصلہ پر حوالے کر دیا۔ عبداللہ بن ابی سلول نے جب وہ آپؐ کے قبضہ میں آ گئے آپؐ سے کہا کہ اے محمد آپ ان موالیوں پر احسان کریں یہ لوگ خزرج کے حلیف تھے' جب دیر تک رسول اللہ ﷺ نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا تو اس نے کہا اے محمد آپؐ میرے موالیوں پر احسان کریں۔ اس پر آپؐ نے منہ پھیر لیا۔ اس نے آپ کا گریبان پکڑ لیا۔ آپؐ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور اس کی اس حرکت پر آپ کو اس قدر غصہ آ گیا کہ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور دوبارہ آپؐ نے فرمایا کہ میرا گریبان چھوڑ دے۔ مگر اس نے کہا بخدا میں اسے ہرگز اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ آپؐ میرے موالیوں پر احسان نہ کر دیں گے اور ان کی جان بخشی نہ فرما دیں گے۔ ان میں چار سو غیر مسلح اور تین سو زرہ پوش ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ حبشیوں اور ایرانیوں سے مجھے بچایا ہے آپؐ ان کو ایک وقت میں کاٹے ڈالتے ہیں' مجھے اندیشہ ہے کہ خود آپؐ پر مصائب نہ آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا میں نے ان کو تمہاری

خاطر چھوڑا۔

بنوقینقاع کی جلاوطنی:

اسی بیان کے سلسلہ میں یہ بات بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا ان کو چھوڑ دو۔ ان پر اور اس پر جو ان کے ساتھ ہے اللہ کی لعنت ہو۔ پھر آپؐ نے ان کو جلاوطن کر دیا اور ان کی املاک کو بطور غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ زمیندار نہ تھے صرف کاشت کار تھے۔ آپ کو ان کے پاس سے اسلحہ اور آلاتِ کشاورزی کی ایک بڑی مقدار ہاتھ لگی۔ عبادہ بن الصامتؓ اس کام پر مقرر کیے گئے کہ وہ ان کو بال بچوں سمیت مدینہ سے خارج البلد کر آئیں۔ چنانچہ یہ ان کو لے کر نکلے اور ذباب پہنچے اور وہ کہتے جاتے تھے کہ انتہائی شرافت ابھی اور دور ہے اور دور ہے۔ اس غزوہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمنذر کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

مال غنیمت کا پہلا خمس:

ابوجعفر نے کہا ہے کہ اسی غزوہ میں اسلام میں پہلا خمس نکالا گیا۔ اس موقع پر آپؐ نے اپنا خاص حصہ لیا۔ خمس لیا اور عام حصہ لیا بقیہ چار حصوں کو صحابہؓ میں تقسیم کر دیا۔ یہ پہلا خمس ہے جو رسول اللہ ﷺ نے لیا ہے۔ اس غزوہ میں آپ کا علم سفید حمزہؓ بن عبدالمطلب کے پاس تھا اور کوئی اور نشان نہ تھے۔ آپؐ مدینہ واپس آئے عید قربان آ گئی آپؐ نے اور خوش حال صحابہ کرامؓ نے ذوالحج کی دسویں تاریخ کو قربانی کی' آپؐ صحابہؓ کے ساتھ عید گاہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ نے عید کی پہلی نماز پڑھائی۔ عید کی یہ پہلی نماز ہے جو آپؐ نے مدینہ میں صحابہ کو پڑھائی اور وہیں عید گاہ میں آپؐ نے اپنے ہاتھ سے دو بکریاں یا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ایک بکری ذبح کی۔

پہلی قربانی:

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ غزوہ بنوقینقاع سے واپس آ کر ہم نے ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح میں قربانی کی۔ یہ پہلی قربانی تھی جو مسلمانوں کے سامنے ہوئی۔ ہم نے بنوسلمہ میں قربانی کی تھی میں نے قربانیوں کو شمار کیا۔ اس مقام پر سترہ قربانیاں اس روز شمار کی گئیں۔

ابن اسحٰق نے رسول اللہ ﷺ کے اس غزوہ کا کوئی خاص وقت نہیں بتایا ہے صرف یہ کہا ہے کہ یہ غزوۃ السویق اور اس مہم کے درمیان میں ہوا جس میں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے قریش سے لڑنے کے ارادے سے روانہ ہوئے اور آپؐ بنوسلیم اور بحران جو حجاز میں ایک کان ہے قرع کی سمت پہنچے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ بدر کے پہلے غزوہ اور بنوقینقاع کے غزوہ کے درمیان تین غزوات ہوئے اور مہمیں بھیجی گئی تھیں ۹ صفر ہجری کو رسول اللہ ﷺ نے بدر سے واپس آ کر ان سے جہاد فرمایا آپؐ بدر سے بدھ کے دن جب کہ ماہ رمضان کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں مدینہ واپس آئے بقیہ رمضان آپؐ نے وہیں بسر کیا پھر جب آپ کو معلوم ہوا کہ بنوسلیم اور غطفان فساد کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ آپؐ ان سے لڑنے کے لیے قرقرۃ الکدر تشریف لے گئے۔ آپؐ غرۂ شوال ۳ھ جمعہ کے دن آفتاب بلند ہو جانے کے بعد اس غزوہ کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے۔

ابن اسحٰق کی روایت:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ بدر سے فارغ ہوکر آپ آخر رمضان یا شروع شوال میں مدینہ آ گئے' صرف سات راتیں آپؐ نے مدینہ میں بسر کیں پھر آپؐ خود بنوسلیم سے لڑنے چلے۔ آپ ان کے ایک چشمۂ آب کدر نامی پر آئے یہاں آپؐ نے تین شب قیام کیا اور بغیر کسی لڑائی بھڑائی کے مدینہ واپس آ گئے۔ بقیہ شوال اور ذوالقعدہ آپؐ نے مدینہ میں اطمینان سے بسر کیے اسی اثناء میں آپؐ نے قریش کے بیشتر قیدیوں کو زرفدیہ لے کر رہا کر دیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ غزوۂ کدر کے لیے آپ محرم ۳ھ میں تشریف لے گئے تھے۔ اس موقع پر علی بن ابی طالبؓ آپؐ کے علمبردار تھے اور آپؐ نے ابن ام مکتوم المعیصی کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

یہ بھی مروی ہے کہ نبی ﷺ غزوہ کدر سے مدینہ آئے اور اپنے ساتھ مویشی ہنکاتے لائے اس غزوہ میں کوئی مقابلہ اور مجادلہ نہیں ہوا۔ آپؐ ۱۰ شوال کو مدینہ واپس آئے' ۱۱ شوال کو آپؐ نے غالب بن عبداللہ اللیثی کو ایک مہماتی فوج کے ساتھ بنوسلیم اور غطفان کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اس جماعت نے ان کے بہت سے آدمی قتل کیے اور ان کے اونٹ پکڑ لائے' یہ لوگ مال غنیمت کے ساتھ سنیچر کے دن جب کہ شوال کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی تھیں۔ مدینہ آ گئے اس غزوہ میں تین مسلمان شہید ہوئے۔ ذوالحجہ تک رسول اللہ ﷺ مدینہ میں قیام فرما رہے پھر آپؐ اتوار کے دن جب کہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں سات راتیں رہ گئی تھیں غزوۃ السویق کے لیے روانہ ہوئے۔

غزوۃ السویق:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوۃ الکدر سے مدینہ واپس آ کر آپؐ نے ۲ھ کا بقیہ شوال اور ذوالقعدہ مدینہ میں بسر فرمایا اور ذوالحجہ میں آپؐ غزوۃ السویق کے لیے ابوسفیان کے مقابلہ پر مدینہ سے چلے۔ اس سال مشرکین کے زیر اہتمام حج ہوا۔

ابوسفیان کی نذر:

عبداللہ بن کعب بن مالک سے جو انصار کے سب سے بڑے عالم تھے مروی ہے کہ جب ابوسفیان مکہ واپس آیا اور قریش کی شکست خوردہ جماعت بدر سے مکہ پہنچی اس نے نذر مانی کہ جب تک میں محمدؐ سے نہ لڑوں گا کبھی غسل جنابت تک نہیں کروں گا۔ وہ اپنی اس قسم کو پورا کرنے قریش کے دو سو شتر سواروں کے ساتھ مدینہ کی طرف بڑھا اس نے نجد یہ راہ اختیار کی وہ قنات کی چڑھائی پر کوہ تیب پر جو مدینہ سے ایک منزل یا اس کے قریب مسافت پر واقع ہے آ کر فروکش ہوا اور پھر رات میں وہاں سے چل کر رات ہی میں بنونضیر کے یہاں آیا' حیی بن اخطب کے گھر جا کر دستک دی مگر اس نے دروازہ نہ کھولا' اور ڈرا کہ معلوم نہیں کہ یہ کون ہو' وہاں سے پلٹ کر وہ سلام بن مشکم کے گھر گیا جو اس عہد میں بنوالنضیر کا رئیس اور ان کا خزانچی تھا۔ ابوسفیان نے اس سے ملنے کی اجازت مانگی اس نے اسے پاس بلایا' کھانا کھلایا' شراب پلائی' ابوسفیان نے اس سے اپنے آنے کا مقصد بطور راز کے بیان کیا اور پھر آخر شب میں وہاں سے پلٹ کر اپنے آدمیوں کے پاس آیا۔

ابوسفیان کا حملہ اور فرار:

اب اس نے قریش کے چند آدمی مدینہ کی سمت روانہ کیے یہ اس کی ایک سمت میں جسے عریض کہتے ہیں آئے اور وہاں کے کھجور کے پودوں میں آگ لگا دی نیز ایک انصاری اور ایک ان کا حلیف جو اپنی کاشت میں موجود تھے وہ ان کے ہاتھ چڑھ گئے

انہوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور پھر پلٹ گئے اب تمام لوگ ان سے چوکنے ہو گئے اور ان کی خبر پھیل گئی۔ رسول اللہ ﷺ خود ان کے تعاقب اور تلاش میں مدینہ سے چل کر قرقرۃ الکدر تک آئے مگر چونکہ ابوسفیان اور اس کی جماعت آپ کی دسترس سے نکل چکی تھی۔ آپؐ وہاں سے پلٹ آئے' وہ بھاگتے وقت اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے اپنے زادراہ میں سے بہت سا حصہ کھیتوں میں پھینک گئے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو لے کر پلٹ تو انہوں نے آپؐ سے کہا کیا آپ اسے بھی ہمارے لیے غزوہ بنانا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا: ہاں!

ابوسفیان کے اشعار:

جب ابوسفیان مکہ سے مدینہ پر چڑھائی کر رہا تھا اس نے یہ چند شعر قریش کو جنگ پر برانگیختہ کرنے کے لیے کہے تھے:

کـرو اعـلـیٰ یثـرب و جمعهم — فـان مـا جـمـعـوا لـكـم نـفـل

ترجمہ: ''یثرب اور مسلمانوں کی جماعت پر پیش قدمی کرو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ انہوں نے جمع کیا ہے وہ تم کو مل جائے''

ان یك یـوم الـقـلـيـب كـان لـهـم — فـان مـا بـعـده لـكـم دول

ترجمہ: ''اگر بدر میں ان کو کامیابی ہوئی تو اب آئندہ تم کو کامیابی ہوگی''۔

آلیـت ان لا اقـرب الـنسـاء ولا — یـمـس راسـی و خلدی الغسل

ترجمہ: ''میں نے قسم کھائی ہے کہ نہ میں عورتوں کے پاس جاؤں گا اور نہ اب نہاؤں گا''۔

حتـی بـتـیـر و قـبـائـل الاوس — و الـخـزرج ان الـفـواد مشـتـعـل

ترجمہ: ''جب تک کہ تم قبائل اوس اور خزرج کو فنا نہ کر دو گے اور میرا دل آتش انتقام سے شعلہ زن ہے''۔

حضرت کعب بن مالک کے اشعار:

اس کے جواب میں کعب بن مالکؓ نے یہ شعر کہے:

تـلـهـف ام الـمـسـجـيّن عـلـى — جيش ابـن حـرب الحـرة الفشل

اذ يـطـر حـرف الـرجـال مـن شيلم — الـطـيـر تـرقـى الـقـنـة الـجـبـل

جـاو والـجـمـع لـو قـيـس مبر که — مـا كـان الا لـمـفـحـص الدول

عـار مـن الـنـعـرو والـثـروا و مـن — ابـطـال اهـل البـطـحـاء و الاسئل

ترجمہ: ''موت ابن حرب کے لشکر پر سنگلاخ میدان میں نوحہ کر رہی ہے جب کہ مرد وہاں مقتول پڑے تھے اور ان کو سونگھ کر مردار خور پرندے پہاڑ کی چوٹی پر جا کر بیٹھ رہے تھے اگر چہ وہ اتنی بڑی جماعت کے ساتھ آئے تھے کہ ان کا پڑاؤ انسانوں اور جانوروں کی کثرت سے ایسا منقش ہو گیا تھا جیسے کہ وہاں رسیاں بٹی گئی ہوں مگر یہ جماعت اللہ کی نصرت اور مدد سے محروم تھی اور اس میں بطحاء اور اسل کے دلاور بھی تھے''۔

واقدی کہتے ہیں کہ غزوۃ السویق ذوالقعدہ ۳ ہجری میں ہوا اور رسول اللہ ﷺ دو سو مہاجرین اور انصار کے ساتھ اس مہم پر گئے تھے۔ اس کے بعد واقدی نے ابوسفیان کا وہی واقعہ بیان کیا ہے جو ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے البتہ انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ

خود ابوسفیان اپنے ایک اجیر ساتھی معبد بن عمرؓ کے ساتھ عریض آیا اور اس نے ان دونوں مسلمانوں کو قتل کر کے وہاں جو کچھ گھر تھے ان کو اور خشک گھاس کو جلا دیا اور اس نے خیال کیا کہ اس کی قسم پوری ہوگئی' اس کی اطلاع فوراً رسول اللہ ﷺ کو ہوئی آپ فوراً صحابہ کو لے کر اس کے تعاقب میں دوڑے مگر وہ آپ کی دسترس سے نکل گیا اور ہاتھ نہ آسکا۔ چونکہ اپنا بوجھ کم کرنے کے لیے ابوسفیان اور اس کی جماعت آٹے کے تھیلے پھینکتی جاتی تھی اور یہی ان کا اصل زادِ راہ تھا' اس وجہ سے اس غزوہ کا نام غزوۃ السویق ہوا۔

اس موقع پر واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمنذر کو مدینہ پر اپنا نائب بنایا تھا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش:

اس سال یعنی ۳ ہجری کے ماہ ذوالحج میں عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا' رسول اللہ ﷺ نے ان کو بقیع میں دفن کیا اور ان کے سرہانے علامت کے لیے ایک پتھر نصب کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب پیدا ہوئے مگر واقدی نے اس کے متعلق جو روایت ابوجعفر سے نقل کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے بائیسویں ماہ علی رضی اللہ عنہ کی فاطمہؓ سے شادی ہوئی ہے۔ اس لیے ابوجعفر الطبری کہتے ہیں کہ اگر یہ بیان درست ہے تو پہلا بیان غلط ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال رسول اللہ ﷺ نے خون بہا لکھے اور یہ تحریر آپؐ کی تلوار میں لگی ہوئی تھی۔

باب ۷

جنگ اُحد ۳ھ

غزوہ ذوامر:

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوۃ السویق سے واپس آ کر آپؐ نے بقیہ ذوالحجہ اور محرم کا پورا ماہ یا تقریباً پورا ماہ مدینہ میں بسر کیا پھر آپؐ نے غطفان کے مقابلہ میں نجد پر چڑھائی کی اس کو غزوہ ذی امر کہتے ہیں۔ صفر کا پورا ماہ یا اس کے قریب آپؐ نے نجد میں قیام کیا پھر آپؐ مدینہ واپس آ گئے مگر کوئی مقابلہ یا مجادلہ نہیں ہوا۔ پھر ربیع الاوّل کامل یا کچھ ہی کم آپؐ نے مدینہ میں بسر فرمایا' پھر آپ قریش اور بنوسلیم کے مقابلہ کے ارادے سے روانہ ہوئے اور قرع کی سمت سے بحران آئے جو حجاز میں ایک کان ہے ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ آپؐ نے اس مقام میں قیام کیا کوئی لڑائی یا آویزش نہیں ہوئے' پھر آپؐ مدینہ آ گئے۔

کعب بن الاشرف:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس سال آپؐ نے کعب بن الاشرف کے مقابلہ پر ایک مہم بھیجی۔ واقدی کے بیان کے مطابق یہ مہم اسی سال کے ربیع الاوّل میں بھیجی گئی اس کا واقعہ یہ ہے کہ بدر کے بعد جب آپؐ نے زید بن حارثہؓ اور عبداللہ بن رواحہ کو بشارت فتح دینے کے لیے مدینہ کے بالائی سطح کے باشندوں کے پاس بھیجا اور انہوں نے بدر کا سارا واقعہ بیان کیا کہ فلاں فلاں مشرک قتل کیے گئے۔ کعب بن الاشرف کو جو قبیلہ طے کے خاندان بنونبہان سے تھا اور جس کی ماں بنوالنضیر سے تھی جب اس واقعہ کی خبر پہنچی اس نے لوگوں سے کہا کیا تم اس بیان کو سچ سمجھتے ہو جیسا کہ یہ دونوں بیان کر رہے ہیں کہ محمدؐ نے فلاں فلاں اشخاص کو جو عرب کے اشراف اور رؤسا تھے قتل کر دیا ہے اگر واقعی ایسا ہی ہوا ہے تو اب زندگی سے موت بہتر ہے چنانچہ جب اس دشمن خدا کو اس خبر کا یقین آ گیا وہ اپنی جگہ سے چل کر مکہ آیا اور مطلب بن ابی وداعہ بن ضمیرۃ السہمی کے پاس مہمان ٹھہرا' عاتکہ بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبدشمس اس کی بیوی تھی اس نے اسے بڑی عزت اور اکرام سے اپنے ہاں ٹھہرایا' اس نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف لوگوں کو جوش دلانا شروع کیا وہ اشعار سناتا تھا اور مقتولین بدر پر نوحہ کرتا تھا' پھر یہ مدینہ آ گیا اور یہاں اس نے ام الفضل بنت الحارث پر عاشقانہ شعر لکھے' اس کے بعد اس نے کسی اور مسلمان عورت کی تعریف میں عاشقانہ شعر کہے جس سے مسلمانوں کو سخت تکلیف ہوئی اس پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے کہا کون ہے جو اس کا خاتمہ کر دے۔ بنی عبدالاشہل کے محمد بن مسلمہ نے کہا اے رسول اللہ ﷺ میں اس کا کفیل ہوتا ہوں' میں اسے قتل کر دوں گا' آپؐ نے فرمایا اچھا اگر ہو سکے تو اسے قتل کر دینا۔

ابونائلہ کی پیش کش:

محمد بن مسلمہ اپنے گھر آئے تین دن تک انہوں نے سوائے سدرمق کے نہ کھایا نہ پیا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کی گئی' آپؐ نے ان کو بلا کر اس کی وجہ دریافت کی' انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ میں نے ایسی بات کہہ دی کہ میں نہیں سمجھتا کہ اسے پورا کر سکوں گا یا نہیں آپؐ نے فرمایا تم کو اس کی کوشش تو کرنا چاہیے انہوں نے کہا کہ اب مجھے عرض کرنا ہی پڑا آپؐ نے فرمایا خوشی سے کہو کیا بات ہے تم کو اس کی اجازت ہے' اب اس کے قتل پر محمد بن مسلمہ سلکان بن سلامہ بن وقش متعلقہ بنوعبدالاشہل' اور اسی خاندان کے حارث بن اوس بن معاذ اور بنی حارثہ کے ابوعبس بن جبر تیار ہوئے۔ اس جماعت نے خود جانے سے پہلے ابونائلہ سلکان بن

سلامہ کو ابن الاشرف کے پاس بھیجا' انہوں نے تھوڑی دیر اس سے باتیں کیں۔ ابونائلہ شعر بھی کہتے تھے دونوں نے ایک دوسرے کو اپنے شعر سنائے پھر ابونائلہ نے اس سے کہا میں تمہارے پاس ایک ضرورت لے کر آیا ہوں اگر کسی سے بیان نہ کرو تو کہوں۔ اس نے کہا میں کسی سے نہ کہوں گا ابونائلہ نے کہا اس شخص کا آنا ہمارے لیے مصیبت ثابت ہوا ہے تمام عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور دشمنی پر آمادہ ہیں تمام راہیں ہمارے لیے مسدود کر دی گئی ہیں۔ جس سے ہمارے اہل وعیال سخت مصیبت اور تنگی میں ہیں اور اب ہم سب بھوکوں مر رہے ہیں۔ کعب نے کہا میں ابن الاشرف ہوں اے ابن سلامہ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس کا حشر یہ ہونے والا ہے جو میں کہتا ہوں۔ سلکان نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم ہمارے ہاتھ سامان خوراک فروخت کر دو اور میں تمہارے پاس رہن ہونے کے لیے آمادہ ہوں مگر اس معاملہ میں تم ہمارے ساتھ احسان بھی کرو۔ ابن الاشرف نے کہا تم اپنے بیٹے بطور رہن مجھے دے دو سلکان نے کہا تم مجھے ذلیل ورسوا کرنا چاہتے ہو۔ میرے ساتھ میرے اور دوست بھی اسی غرض سے آئے ہیں میرا ارادہ تھا کہ ان کو بھی اپنے ساتھ تمہارے پاس لے آؤں اور تم ان کے ہاتھ سامان خوراک فروخت کرو اور تمام جماعت میں سے صرف میں تمہارے پاس رہن رہ جاؤں جو اس معاملہ کی ضمانت کے لیے کافی ہے نیز انہوں نے اس خیال سے کہ وہ ان کے اسلحہ سے مشتبہ نہ ہو جائے اس وقت یہ بھی کہہ دیا کہ یہ جماعت وفادار ہے۔

اس گفتگو کے بعد سلکان نے اپنے دوستوں سے آ کر ماجرا بیان کیا اور کہا کہ اسلحہ لگا لو اور چلو پہلے وہ مسلح ہو کر ان کے پاس جمع ہوئے پھر سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔

کعب بن الاشرف کا قتل:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس جماعت کی مشایعت کے لیے بقیع الغرقد تک تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ نے ان کو رخصت کیا اور کہا کہ اللہ کا نام لے کر جاؤ اور فرمایا اے اللہ تو ان کی اعانت کر۔ ان کو رخصت کر کے رسول اللہ ﷺ چاندنی رات میں اپنے مکان تشریف لے آئے' وہ جماعت بڑھ کر اس کے قلعہ پہنچی ابونائلہ نے اسے آواز دی' چونکہ اس کی ابھی نئی شادی ہوئی تھی وہ اپنا لحاف اوڑھے بستر سے اٹھا' اس کی بیوی نے لحاف کا کنارہ پکڑ لیا اور کہا تم برسر پیکار ہو اور ایسے شخص کو قلعہ سے اترنا نہ چاہیے' اس نے کہا کہ یہ ابونائلہ ہے اگر وہ مجھے سوتا ہوا پاتا تو کبھی نہ جگاتا اس کی عورت نے کہا کہ مجھے اس کی آواز میں شر معلوم ہوتا ہے۔ کعب نے کہا کہ اگر جواں مرد کو نیزہ زنی کے لیے بھی پکارا جائے تو اسے اترنا پڑتا ہے۔ چنانچہ وہ نیچے آیا۔ تھوڑی دیر تک یہ ان سے باتیں کرتا رہا اور وہ اس سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے پھر انہوں نے کہا ابن الاشرف اگر ہرج نہ سمجھو تو شعیب العجوز تک ہمارے ساتھ چلو وہاں بیٹھ کر ہم سب آج بقیہ رات باتوں میں گزاریں اس نے کہا میں تیار ہوں۔ وہ سب قلعہ سے نکل کر تھوڑی دیر چلتے رہے پھر ابونائلہ نے اپنے ہاتھ سے اس کے سر کے پٹھے چھوئے پھر اس کے ہاتھ کو دبایا اور کہا کہ آج سے پہلے ایسی سہانی اور پرمہک رات دیکھنے میں نہیں آئی۔ تھوڑی دیر اور چلنے کے بعد ابونائلہ نے پھر وہی حرکت اس کے ساتھ کی۔ اس کو اطمینان ہو گیا' پھر تھوڑی دیر چلنے کے بعد انہوں نے وہی کیا اور اس کی کاکلیں پکڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب دشمن خدا کا کام تمام کر دو۔ کئی تلواریں ایک دم اس پر پڑیں مگر اس کا کچھ نہ بگڑا۔ محمد بن مسلمہؓ نے بیان کیا ہے کہ جب ہم نے دیکھا کہ ہماری تلواریں اس پر کارگر نہیں ہوتیں تو مجھے یاد آیا کہ میری تلوار میں فولاد کا گولا بھی لگا ہوا ہے۔ میں نے اسے اس کے توڑے میں رکھ کر اس سے اس پر حملہ کیا اور اس کے پیڑو کو نشانہ بنایا وہ گر پڑا' اس گڑبڑ میں ہمارے کسی کے ہاتھ سے حارث بن اوس بن معاذ کے سر

میں یا پاؤں میں تلوار کا زخم آیا اب ہم وہاں سے چلے اور بنو اُمیہ بن زید سے ہوتے ہوئے پھر بنی قریظہ اور بعاث سے گزرتے ہوئے عریض کے چٹیل میدان میں آئے۔ حارث بن اوس کو خون بہہ جانے کی وجہ سے آنے میں دیر ہوئی۔ ہم نے وہاں تھوڑی دیر ان کا انتظار کیا' وہ ہمارے نشان قدم پر چلتے ہوئے ہمارے پاس آ گئے ہم ان کو اٹھا کر آخر شب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے آپؐ اس وقت کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے' ہم نے سلام کیا' آپؐ ہمارے پاس نکل کر آئے ہم نے آپ کو دشمن خدا کے قتل کی اطلاع دی آپؐ نے حارث کے زخم پر دم کر دیا۔ ہم اپنے گھر چلے آئے۔ صبح ہوئی تمام یہودی اس واقعہ سے خوفزدہ ہو گئے' کوئی ایسا نہ تھا جسے اب اپنی جان کا اندیشہ نہ ہو۔

محیصہ بن مسعود کا قبول اسلام:

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جس یہودی پر قابو پاؤ قتل کر دو۔ محیصہ بن مسعود نے یہودی سوداگر ابن سنینہ کو اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا۔ حویصہ بن مسعود محیصہ سے عمر میں بڑا تھا اور اب تک اسلام نہیں لایا تھا' ابن سنینہ کے قتل کے بعد یہ محیصہ کو مارنے لگا اور کہنے لگا اے دشمن خدا تو نے اسے قتل کر دیا۔ حالانکہ تو نے اس کی بہت سی چربی کھائی ہے۔ محیصہؓ نے کہا بخدا جس نے مجھے اس کے قتل کا حکم دیا ہے اگر وہ مجھے تمہارے قتل کا حکم دیں تو میں ابھی تمہاری گردن ماردوں حویصہ کے اسلام لانے کی وجہ یہی بات ہوئی کہ اس نے اپنے بھائی سے پوچھا کیا واقعی اگر محمد ﷺ تم کو میرے قتل کا حکم دیں تو تم مجھ کو قتل کر دو گے انہوں نے کہا بے شک اگر وہ مجھے تمہارے قتل کا حکم دیں تو میں تمہاری گردن ماردوں گا حویصہ نے کہا بخدا جس دین نے تم میں یہ انقلاب کر دیا ہے وہ بڑا عجیب ہوگا' اور پھر وہ اسلام لے آیا۔

حضرت ام کلثومؓ کا نکاح:

واقدی کے بیان کے مطابق یہ لوگ ابن الاشرف کا سر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے تھے۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ربیع الاوّل میں ام کلثومؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا نکاح عثمان بن عفانؓ سے ہوا اور جمادی الاخری میں رخصتی عمل میں آئی۔ نیز اس سال کے ربیع الاوّل میں آپؐ غزوہ انمار کو جسے ذوامر کہتے ہیں تشریف لے گئے اس کے متعلق ابن اسحٰق کے بیان کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس سال سائب بن یزید بن اخت النمر پیدا ہوئے۔

غزوہ القردۃ:

واقدی کہتے ہیں کہ اس سال کے جمادی الاخری میں غزوۃ القردۃ ہوا۔ اس کے امیر زیدؓ بن حارثہ تھے یہ پہلی مہم ہے جس میں زیدؓ امیر بنائے گئے۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ اس مہم نے جو رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کی قیادت میں بھیجی۔ قریش کے ایک تجارتی قافلہ کو جس میں ابوسفیان تھا نجد کے ایک چشمہ قردۃ پر جالیا اور لوٹ لیا۔ واقعۂ بدر کے بعد قریش نے شام کا عام راستہ ڈر کر ترک کر دیا تھا' اس لیے اس مرتبہ انہوں نے عراق کا راستہ اختیار کیا۔ ان کے تاجر جن میں ابوسفیان بن حرب بھی چاندی کی کثیر مقدار کے ساتھ جو ان کی بہت بڑی تجارت تھی اس راہ سے شام چلے۔ انہوں نے بکر بن وائل کے فرات بن حیان کو راہبری کے لیے اجرت پر ساتھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے زیدؓ بن حارثہ کو بھیجا انہوں نے اس چشمہ پر اس قافلہ کو آلیا اور اس کی تمام متاع پر قبضہ کر لیا البتہ جو لوگ ساتھ تھے وہ ہاتھ نہ آئے۔ زید اس مال کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔

فرات بن حیان کا قبول اسلام:

واقدی کہتے ہیں کہ قریش کہنے لگے کہ محمدؐ نے ہماری تجارت بند کر دی ہے وہ ہمارے راستے پر بیٹھے ہوئے ہیں ابوسفیان اور صفوان بن امیہ نے کہا کہ اگر ہم مکہ میں اسی طرح پڑے رہیں تو اپنی ساری پونجی ختم کر دیں گے۔ اس پر زمعہ بن الاسود نے کہا میں تم کو ایسا آدمی بتاتا ہوں کہ وہ تم کو نجد کی ایسی راہ سے لے جائے گا کہ اگر اندھا بھی اس پر گامزن ہو تو وہ راستہ نہ بھٹکے۔ صفوان نے پوچھا وہ کون ہے چونکہ آج کل سردی کا موسم ہے ہمیں پانی کی ضرورت زیادہ نہیں ہے زمعہ نے کہا فرات بن حیان۔ ابوسفیان اور صفوان نے اسے بلا کر نوکر رکھا یہ سردی کے موسم میں انہیں ذات عرق کی راہ سے غمرہ لایا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس قافلہ اور اس کی کثیر دولت اور اس چاندی کے سامان کی اطلاع ہوئی جسے صفوان بن امیہ نے تجارت کے لیے ساتھ کیا تھا۔ زید بن حارثہ اس پر قبضہ کرنے چلے اور انہوں نے اسے راستے میں روک کر اس پر قبضہ کر لیا البتہ اعیان قوم بھاگ کر بچ گئے۔ اس غنیمت کا خمس بیس ہزار ہوا تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے لے لیا باقی چار حصے شرکائے مہم پر تقسیم کر دیے۔

فرات بن حیان العجلی گرفتار کر کے آپؐ کے پاس لایا گیا۔ صحابہؓ نے اس سے کہا اگر تو اسلام لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ تجھے قتل نہ کریں گے۔ چنانچہ جب خود آپؐ نے اس کو دعوت دی وہ مسلمان ہو گیا۔ آپؐ نے اسے چھوڑ دیا۔

ابورافع یہودی:

اس سال ابورافع یہودی قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے برخلاف کعب بن الاشرف کی مدد کرتا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس سال کے نصف جمادی الاخری میں عبداللہ بن عتیک کو اس کے قتل کے لیے روانہ فرمایا۔ براء سے مروی ہے کہ آپؐ نے ابورافع کے لیے جو حجاز کے علاقہ میں رہتا تھا۔ چند انصاری بھیجے ان پر عبداللہ بن عقبہ یا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا یہ رسول اللہ ﷺ کو ایذاء پہنچاتا تھا اور آپؐ کے خلاف شرارت کرتا رہتا تھا۔ یہ حجاز میں اپنے ایک قلعہ میں رہا کرتا تھا۔ جب یہ جماعت اس کے قلعہ کے قریب پہنچی اس وقت آفتاب غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے ریوڑ چرا کر گھر لے آئے تھے۔ عبداللہ بن عقبہؓ یا عبداللہ عتیکؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم چپ چاپ اپنی جگہ بیٹھے رہو میں جاتا ہوں اور دربان کو پھسلاتا ہوں شاید میں قلعہ میں چلا جاؤں۔ دروازے کے قریب آ کر انہوں نے قضائے حاجت کے طور پر اپنی چادر اوڑھ لی اور تمام لوگ قلعہ میں داخل ہو چکے تھے۔ دربان نے آواز دی عبداللہ اگر اندر آنا چاہتے ہو آ جاؤ میں دروازہ بند کرتا ہوں۔ میں اندر چلا گیا۔ اور گدھوں کے اصطبل کے نیچے چھپ کر بیٹھ گیا۔ جب سب لوگ اندر آ گئے دربان نے دروازہ بند کر کے کنجیاں ایک کھونٹی پر لٹکا دیں۔ میں نے جا کر وہ کنجیاں لیں اور دروازہ کھول دیا۔

ابورافع کا قتل:

رات کو لوگ ابورافع کے کوٹھے پر آ کر قصے کہانیاں بیان کرتے تھے جب وہ لوگ اٹھ گئے میں چڑھ کر اس کے پاس جانے لگا۔ جس دروازے کو کھولتا اسے اندر سے بند کرتا جاتا کیونکہ میں نے کہا کہ اگر لوگوں کو میرا پتہ بھی چل گیا تو بھی جب تک میں اسے قتل نہ کر لوں گا وہ مجھ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ میں اس کے قریب آ گیا وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ ایک تاریک کمرے میں موجود تھا مگر اندھیرے کی وجہ سے مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں ہے اس لیے میں نے نام لے کر اسے آواز دی۔ اس نے پوچھا کون ہے۔ میں نے اس کی آواز پر تلوار ماری چونکہ میں دہشت زدہ تھا اس لیے میرے وار کا کچھ اثر نہیں ہوا وہ چلایا میں اس کے کمرے سے نکل آیا

مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر اندر گیا اور میں نے پوچھا ابورافع تم کیوں چلائے۔ اس نے کہا ابھی کسی شخص نے مجھ پر تلوار کا وار کیا ہے' اب پھر میں نے اس پر کئی وار کیے میں نے اسے زخمی تو کر دیا مگر جان سے نہ مار سکا۔ میں نے اپنی تلوار کی نوک اس کے شکم میں بھونک دی اور اسے اس کی پیٹھ کے پار کر دیا۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔ میں واپس ہوا اور ایک ایک دروازے کو کھولتا ہوا آخری زینے پر آیا میں نے اپنا قدم اس پر اس طرح رکھا کہ گویا میں مسطح زمین پر پاؤں رکھ رہا ہوں میں چاندنی رات میں زینے سے گرا میری پنڈلی ٹوٹی میں نے اسے اپنے عمامے سے باندھا اور اٹھ کر بڑے دروازے پر آ کر بیٹھ گیا اور دل میں تہیہ کیا کہ جب تک مجھے اس کے قتل کا یقین نہ آ جائے گا ساری رات بیٹھا رہوں گا۔ جب علی الصباح مرغ نے بانگ دی فصیل پر کھڑے ہو کر ایک شخص نے ابورافع کی موت کا اعلان کیا۔ یہ سن کر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا میں نے کہا اللہ نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے اب بھاگ چلو۔ میں نبی ﷺ کے پاس آیا ان کو سارا واقعہ سنایا۔ آپؐ نے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے پھیلا دیا۔ آپؐ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اس سے مجھے محسوس ہوا کہ گویا کبھی کوئی شکایت ہی نہ تھی۔

واقدی کے بیان کے مطابق آپؐ نے یہ مہم ۴ھ ذی الحجہ میں ابورافع سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے لیے روانہ فرمائی جو لوگ اس غرض سے بھیجے گئے تھے انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ ابوقتادہؓ، عبداللہ بن عتیکؓ، مسعود بن سنانؓ، اسود بن خزاعیؓ اور عبداللہ بن انیسؓ تھے۔

اس واقعہ کے متعلق ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ سلام بن ابی الحقیق ابورافع ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے برخلاف جمعیتیں بھیجی تھیں جنگ احد سے قبل قبیلہ اوس نے کعب بن الاشرف کو رسول اللہ ﷺ کی دشمنی اور ان کے خلاف ترغیب و تحریص کی وجہ سے قتل کر دیا تھا۔ اب خزرج نے سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے لیے جو خیبر میں مقیم تھا آپؐ سے اجازت مانگی اور آپؐ نے ان کو اس کی اجازت دے دی۔

انصار کی جاں نثاری:

عبداللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کی جو کارسازی فرمائی ان میں سے یہ بات بھی تھی کہ انصار کے یہ دونوں قبیلے اوس اور خزرج نراونٹوں کی طرح آپؐ کی خدمت گزاری میں ایک دوسرے سے مسابقت کے لیے ہر وقت آمادہ رہتے تھے اگر اوس رسول اللہ ﷺ کی خاطر کوئی خدمت انجام دیتے تو فوراً خزرج کہتے کہ ہم اسے گوارا نہیں کر سکتے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی جناب میں ہم پر بازی لے جائیں' اور اسی لیے جب تک وہ خود ویسی ہی خدمت انجام نہ دے لیتے چین سے نہ بیٹھتے۔ یہی حال اِن کے مقابلہ میں قبیلہ اوس کا تھا۔ چنانچہ جب اوس نے کعب بن الاشرف کو اس کی رسول اللہ ﷺ سے عداوت کی وجہ سے قتل کر دیا خزرج نے کہا کہ ہم کبھی اس فضل کا سہرا صرف انہیں کے سر نہ رہنے دیں گے۔ اس خیال سے انہوں نے پوچھنا شروع کیا کہ اور کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کا ایسا ہی دشمن ہے جیسا کہ کعب بن الاشرف تھا۔ لوگوں نے ابن ابی الحقیق کا جو خیبر میں تھا نام لیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت مانگی۔ آپؐ نے اجازت دے دی۔ جب خزرج نے خاندان بنوسلمہ کے آٹھ آدمی عبداللہ بن عتیک' سنان' عبداللہ بن انیس' ابوقتادہ الحارث بن ربعی اور خزاعی بن الاسود رضی اللہ عنہم ان کے وہ حلیف جو اسلام لے آئے تھے اس کے قتل کے لیے چلے۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عتیک کو ان کا امیر مقرر فرمایا اور ہدایت کی کہ کسی بچہ یا عورت کو قتل نہ کرنا۔

قتل ابورافع کی دوسری روایت:

یہ جماعت مدینہ سے چل کر خیبر آئی اور رات کے وقت ابن ابی الحقیق کے گھر گئی' اس کے محل میں جتنے حجرے تھے ان سب کے دروازے یہ اپنے پیچھے بند کرتے چلے گئے۔ وہ اپنے ایک کوٹھے پر تھا وہاں جانے کے لیے رومی زینہ لگا ہوا تھا ہوا تھا یہ اس پر چڑھ کر اس کی خواب گاہ کے دروازے پر پہنچے اور اندر آنے کی اجازت مانگی' اس کی بیوی نکل کر آئی۔ اس نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا ہم عرب ہیں سامان خوراک خریدنے آئے ہیں۔ اس نے کہا صاحب موجود ہیں چلو۔

یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ اندر جا کر ہم نے اس کے حجرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا اس طرح ہم' وہ اور اس کی بیوی سب بند ہو گئے۔ ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ اگر اس سے مقابلہ ہوا تو یہ عورت ہمارے اور اس کے درمیان حائل ہو جائے گی' وہ چلائی اور اس نے ہمارے گھس آنے کا شور مچا دیا ہم ابن ابی الحقیق پر تلواریں لے کر لپکے' وہ اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا بخدا رات کی تاریکی میں صرف اس کے گورے رنگ نے جو معلوم ہوتا تھا کہ مصری چمک دار ململ پڑی ہوئی ہے ہمیں اس کا پتہ دیا۔ جب اس کی بیوی نے ہمارے آنے کا شور مچایا ہم میں سے ایک صاحب نے اس پر تلوار اٹھائی مگر ان کو رسول اللہ ﷺ کی ممانعت یاد آ گئی۔ انہوں نے ہاتھ روک لیا ورنہ اسی شب اس کا بھی خاتمہ کر دیتے۔ کئی تلواریں اس پر ماریں۔ عبداللہ بن انیس نے اس کے پیٹ میں اپنی تلوار بھونک کر اس پر اپنا تمام بوجھ ڈال دیا جس سے وہ آر پار ہو گئی۔ ابورافع کہہ رہا تھا: مجھے مار ڈالا' مجھے مار ڈالا۔

اس کا کام ختم کر کے ہم وہاں سے نکلے' چونکہ عبداللہ بن عتیک کی بصارت کمزور تھی وہ زینے سے پھسل گئے جس سے ان کے پاؤں میں سخت چوٹ آئی۔ ہم ان کو وہاں سے اٹھا کر ایک چشمہ کے دہانے پر جو وہیں تھا لائے اور وہیں ان کو بٹھا دیا۔ خیبر والوں نے فوراً سارے قلعہ میں آگ روشن کی اور ہر سمت ہماری تلاش میں دوڑے۔ جب ہم ہاتھ نہ آئے وہ پلٹ کر اپنے صاحب کے پاس آ گئے اور اسے کفن پہنا دیا۔ یہ آخر وقت تک ان کے قضیے فیصل کرتا رہا۔ ہم نے آپس میں کہا کہ اب یہ کیسے معلوم ہو کہ دشمن خدا مر گیا ہے' ہم میں سے ایک صاحب نے کہا میں جا کر خبر لاتا ہوں' چنانچہ وہ جا کر دوسرے یہودیوں میں گڈمڈ ہو گئے۔ ان صاحب نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابورافع کو جا کر دیکھا کہ بہت سے یہودی وہاں جمع ہیں' اس کی عورت چراغ سے اس کی صورت دیکھ رہی ہے اور دوسرے یہودیوں سے کہہ رہی ہے کہ بخدا میں نے ابن عتیک کی آواز کو شناخت کیا ہے۔ اس پر میں نے اسے جھٹلایا اور کہا کہ بھلا ابن عتیک یہاں کہاں۔ اس کے بعد پھر اس نے چراغ سے ابورافع کی صورت دیکھی اور کہا کہ الٰہ یہود کی قسم ان کا دم نکل گیا۔ اس جملہ کو سن کر جو لذت مجھے حاصل ہوئی وہ کبھی نہیں ہوئی تھی۔

یہ صاحب پھر ہمارے پاس آ گئے اور انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا ہم اپنے ساتھی کو لاد کر چلے' رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' ہم نے آپ کو دشمن خدا کے قتل کی اطلاع دی۔ اس کے قتل کے متعلق ہم میں اختلاف ہو گیا ہم میں سے ہر صاحب اس کے مدعی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی تلواریں میرے پاس لاؤ۔ ہم لے گئے آپؐ نے ان کو دیکھ کر عبداللہ بن انیس کی تلوار کے لیے کہا کہ اس سے وہ مارا گیا ہے کیونکہ مجھے اس میں ہڈیوں کا اثر نظر آ رہا ہے۔

حسانؓ بن ثابت کے اشعار:

کعب بن الاشرف اور سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے متعلق حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہے:

للّٰـــــه درعـــصـــابة قيتهـــم ‏ ‏ ‏ يـا ابن الحقيق وانت يا ابن الاشرف

ترجمہ: ''وہ کیا اچھی جماعت تھی جس سے اے ابن الحقیق اور اے ابن الاشرف تمہارا مقابلہ ہوا''۔

یسرون بالبیض الخفاف الیکم بطراً کاسد فی عرین مغرف

ترجمہ: ''وہ تیز تلواریں لے کر تمہاری طرف اس طرح جوش میں بڑھے جیسے کہ شیر اپنی گوی میں جاتا ہے''۔

حتی اتواکم فی محل بلادکم نسقوکم حتفا ببیض وزف

ترجمہ: ''انہوں نے تمہارے گھر میں گھس کر تم کو شمشیر براں سے موت کے گھاٹ اتارا''۔

مستبصرین لنصر دین نبیھم مستضعفین لکل امر محجف

ترجمہ: ''یہ جو کچھ انہوں نے کیا اپنے نبیؐ کے دین کی حمایت میں کیا ہے اور اس کے لیے انہوں نے دشوار ترین کام کو معمولی سمجھا''۔

عبداللہ بن انیس کا بیان:

عبداللہ بن انیسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن ابی الحقیق کے قتل کے لیے جو جماعت بھیجی اس میں عبداللہ بن عتیک خود میں۔ ابوقتادہ‘ ایک ان کا حلیف اور ایک انصاری تھے‘ ہم سب رات کو خیبر آئے۔ ہم نے شہر کے دروازوں کو جا کر باہر سے بند کیا اور ان کی کنجیاں اپنے قبضہ میں لے لیں اور ان کو ایک گڑھے میں ڈال دیا۔ پھر اس کوٹھے پر گئے جہاں ابن ابی الحقیق تھا‘ میں اور عبداللہ بن عتیک کوٹھے پر چڑھے ہمارے اور ساتھی مکان کے احاطہ میں بیٹھ گئے عبداللہ بن عتیکؓ نے اس کے پاس جانے کی اجازت چاہی۔ اس کی بیوی نے کہا کہ یہ عبداللہ بن عتیک کی آواز ہے۔ ابن الحقیق نے کہا کیا کہتی ہو وہ تو یثرب میں ہے اس وقت یہاں کہاں دروازہ کھول دو‘ ایسے وقت میں کسی شریف کے در سے سائل کو رد نہیں کیا کرتے۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ میں اور عبداللہ بن عتیکؓ اندر آئے اور انہوں نے اس کی بیوی کے متعلق مجھ سے کہا کہ اسے ختم کر دو۔ میں تلوار اٹھائے اس کو مارنے چلا۔ مگر مجھے یاد آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت فرما دی ہے۔ اس خیال سے میں رُک گیا۔ عبداللہ بن عتیک ابن ابی الحقیق کے پاس آئے عبداللہ بن عتیک نے بیان کیا کہ اندھیرے کمرے میں میری نظر اس کے نہایت ہی گورے رنگ پر گئی جب اس نے مجھے تلوار لیے ہوئے دیکھا اس نے تکیہ اٹھایا اور اس سے وہ اپنا بچاؤ کرنے لگا۔ میں اس پر وار کرنے چلا مگر موقع نہ ملا اس لیے میں نے تلوار اس کے جسم میں بھونک دی اور زخمی کر دیا۔ پھر میں نے عبداللہ بن انیسؓ سے آ کر کہا کہ تم جا کر اس کا کام تمام کر دو انہوں نے اس کے پاس جا کر اس کا خاتمہ کر دیا۔

عبداللہ بن انیسؓ کہتے ہیں کہ قتل کر کے میں عبداللہ بن عتیکؓ کے پاس آیا اور ہم دونوں وہاں سے نکلے اس کی بیوی نے شور مچایا مار ڈالا۔ مار ڈالا‘ عبداللہ بن عتیک زینے میں گر پڑے اور چلائے میرا پاؤں ٹوٹ گیا‘ میرا پاؤں ٹوٹ گیا۔ میں ان کو اٹھا لایا اور نیچے زمین پر لا کر بٹھایا‘ پھر میں نے ان سے کہا کہ تمہارا پاؤں اچھا ہے چوٹ نہیں آئی ہے ہم دونوں چلے اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور پھر سب وہاں سے چل دیے۔ مجھے یاد آیا کہ میں اپنی کمان زینے میں چھوڑ آیا ہوں میں اسے لینے پلٹا‘ وہاں جا کر دیکھا کہ تمام خیبر امنڈ آیا ہے اور ہر ایک کی زبان پر یہی ہے کہ کس نے ابن ابی الحقیق کو مارا‘ کس نے ابن ابی الحقیق کو مارا۔ میں نے بھی یہی کہا کہ جسے میں نے دیکھا یا اس نے مجھے دیکھا اس سے میں نے یہی کہنا شروع کیا کہ کس نے ابن ابی الحقیق کو مارا اب میں زینے پر چڑھا بہت سے لوگ اس پر چڑھ رہے تھے اور اتر رہے تھے‘ اسی ہنگامے میں جا کر میں نے اپنی کمان اٹھائی اور پھر وہاں سے نکل کر اپنے

دوستوں کے پاس پہنچ گیا دن کو ہم کہیں چھپ جاتے اور رات کو راہ چلتے' دن کے وقت جب ہم کہیں چھپ کر بیٹھتے اپنے میں سے ایک کو نگہبان مقرر کرتے تاکہ اگر وہ کسی کو تعاقب میں آتا دیکھے تو اشارے سے ہمیں بتا دے' اسی طرح چلتے چلتے ہم بیضاء آئے' یہاں میں نگہبان ہوا مگر موسیٰ نے کہا کہ میں نگہبان بنتا ہوں اور عباس نے کہا میں نگہبان تھا۔ عبداللہ بن انیسؓ کہتے ہیں یہاں میں نے اپنے ساتھیوں کو خطرے کی اطلاع اشارے سے کی' وہ بھاگے میں ان کے پیچھے چلا مدینہ کے قریب آ کر میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ انہوں نے پوچھا کیا بات تھی کہ تم نے دشمن کی آہٹ پائی تھی۔ میں نے کہا یہ بات نہیں ہوئی بلکہ میں نے محسوس کیا کہ تم تھک کر چور ہو گئے ہو میں نے تم میں چستی پیدا کرنے کے لیے ایسا اشارہ کر دیا تھا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے حفصہؓ بنت عمرؓ سے شعبان میں نکاح کیا اس سے قبل عہد جاہلیت میں خنیس بن خدافۃ السہمی سے ان کا نکاح ہوا تھا وہ مر گیا اور یہ بیوہ ہو گئی تھیں۔ اس سال سنیچر کے دن ۷/شوال ۳ ہجری میں جنگ اُحد ہوئی۔

جنگِ اُحد:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ واقعۂ بدر اور اس میں قریش کے اشراف اور روساء کا قتل جنگ اُحد کا باعث بنا۔

جنگ کی تیاری:

جنگ بدر کے بعد جب قریش کی ہزیمت یافتہ جماعت مکہ آئی اور ابوسفیان بن حرب اپنے قافلہ کے ساتھ مکہ پہنچا۔ عبداللہ بن ابی ربیعہ' عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ قریش کے ان دوسرے لوگوں کے ساتھ جن کے باپ اور بیٹے اس جنگ میں مارے گئے تھے ابوسفیان بن حرب کے پاس آئے اور انہوں نے اس سے اور ان قریشیوں سے جن کا مال تجارت اس قافلے میں ابوسفیان کے ساتھ تھا کہا کہ اے گروہ قریش محمدؐ نے تم سے اپنا کینہ نکالا اور اس نے تمہارے منتخب اشخاص کو قتل کر دیا تم اس مال سے ہماری مدد کرو شاید ہم اس سے اپنی مصیبت کا بدلہ لے لیں۔

ابوعزہ کا تہامہ کا دورہ:

ابوسفیان اور دوسرے مالکان قافلہ نے یہ بات مان لی اور اب پھر تمام قریش اپنے متعلقہ جیوش اور مطیع قبائل کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ ان سب نے رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لیے دوسروں کو ورغلایا۔ ابوعزہ عمر بن عبداللہ الجمحی بدر میں قید ہو کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوا تھا چونکہ یہ محتاج تھا اور اس کی کئی لڑکیاں تھیں۔ اس نے آپؐ سے درخواست کی میں مفلس ہوں' عیال دار ہوں محتاج ہوں' آپؐ خود میری حالت سے واقف ہیں آپؐ مجھ پر احسان کریں اور جان بخشی فرمائیں اللہ کی رحمت آپؐ پر ہو' آپؐ نے اسے معاف کر دیا۔ اب اس موقع پر صفوان بن امیہ نے اس سے کہا کہ تم جواں مرد اور شاعر ہو اپنی زبان سے ہماری مدد کرو اور ہمارے ساتھ چلو۔ اس نے کہا کہ چونکہ محمدؐ نے مجھ پر احسان کیا ہے میں ان کے برخلاف کسی کی مدد نہیں کرنا چاہتا۔ صفوان نے کہا نہیں تم ضرور ہماری مدد کرو میں اللہ کے سامنے تم سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر تم واپس آئے تو میں تم کو مالا مال کر دوں گا اور اگر مارے گئے تو تمہاری بیٹیوں کی بالکل اپنی بیٹیوں کی طرح پرورش کروں گا۔ اس لالچ پر ابوعزہ نے تمام تہامہ کا دورہ کیا اور بنی کنانہ کو جنگ کی دعوت دینے لگا اسی طرح مسافع بن عبد مناف بن وہب بن حذافہ بن جمح بنی مالک بن کنانہ کے پاس جا کر ان کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ پر ابھارنے اور آمادہ کرنے لگا۔ جبیر بن مطعم نے اپنے حبشی غلام وحشی کو جو

حبشیوں کی طرح بھالا اندازی میں ایسا باکمال تھا کہ شاذ و نادر ہی کبھی اس کا نشانہ خطا کرتا تھا بلایا اور کہا کہ تم بھی سب کے ساتھ جاؤ اگر تم نے محمدؐ کے چچا کو میرے چچا طعیمہ کے عوض میں قتل کر دیا تو تم آزاد ہو۔

قریش پوری طرح تیار ہو کر کامل ساز و سامان کے ساتھ حبوش' بنو کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ جنگ کے لیے چلے انہوں نے اپنی عورتوں کو بھی اس خیال سے کہ ان کی موجودگی میں وہ زیادہ حمیت اور غیرت سے لڑیں گے اور نہیں بھاگیں گے اپنے ساتھ لے لیا۔ ابوسفیان بن حرب امیر جماعت نے ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کو عکرمہ بن ابی جہل بن ہشام بن المغیرہ نے ام الحکیم بنت الحارث بن ہشام بن المغیرہ کو حارث بن ہشام بن المغیرہ نے فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ کو' صفوان بن امیہ بن خلف نے برزہ کو یا کرہ بنت مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفیہ' عبداللہ بن صفوان کی ماں کو اور عمرو بن العاص بن وائل نے ریطہ بنت مینو بن الحجاج عبداللہ بن عمرو بن العاص کی ماں کو' طلحہ بن ابی طلحہ اور ابوطلحہ عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار نے سلافہ بنت سعد بن شہیہ کو جو طلحہ کے بیٹوں مسافع' جلاس اور کلاب کی ماں تھی ساتھ لیا۔ یہ سب اور ان کا باپ اس جنگ میں مارے گئے۔ خناس بنت مالک بن الفرب جو بنو مالک بن حل کی عورت تھی۔ اپنے بیٹے ابی عزیز بن عمیر کے ساتھ اس جنگ کے لیے نکلی یہ مصعبؓ بن عمیر کی ماں ہے۔ عمرو بنت علقمہ بنو الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ والی بھی لڑائی میں گئی۔

ہند بنت عتبہ اور وحشی غلام:

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کا یہ حال تھا کہ جب وہ وحشی کے پاس سے گزرتی یا وہ اس کے پاس سے گزرتا کہتی اے ابو وسمہ یہ وحشی کی کنیت تھی۔ تو میرا دل ٹھنڈا کر اور اپنا دل بھی ٹھنڈا کر' قریش مکہ سے بڑھ کر وادی قناۃ کے مدینہ سے متصلہ کنارے پر بطن جنحہ کے پہاڑ میں مقام عنین پر آ کر فروکش ہوئے۔

حضرت محمد ﷺ کا خواب:

رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو جب معلوم ہوا کہ قریش فلاں مقام تک بڑھ آئے ہیں۔ آپؐ نے مسلمانوں سے کہا کہ ''میں نے خواب میں گائے دیکھی ہے اس کی تعبیر اچھی ہے میں نے اپنی تلوار کی دھار میں دندانے پڑے ہوئے دیکھے میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں چھپا لیا ہے اس سے میں نے تعبیر لی ہے کہ یہ زرہ مدینہ ہے مناسب یہ ہے کہ تم مدینہ ہی میں ٹھہرے رہو اور قریش کو جہاں وہ آ کر اترے ہیں پڑا رہنے دو اگر وہ وہاں زیادہ قیام کریں گے تو وہ بہت بری جگہ قیام کریں گے اور اگر وہ ہم پر چڑھ کر مدینہ آئیں گے تو ہم ان سے لڑیں گے''۔

مسلمانوں کا بیرون مدینہ مدافعت پر اصرار:

قریش جبل اُحد میں بدھ کے دن آ کر اترے تھے یہ اس دن' جمعرات' اور جمعہ وہیں ٹھہرے رہے نماز جمعہ پڑھ کر رسول اللہ ﷺ ان کے مقابلہ پر بڑھے۔ صبح آپؐ نے احد کی گھاٹی میں کی اور سنیچر کے دن نصف شوال میں جنگ احد ہوئی۔ عبداللہ بن ابی بن ابی سلول کی رائے اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی کہ مدینہ سے باہر نہ جانا چاہیے مگر کئی مسلمانوں نے جن کو اللہ نے اس جنگ میں شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا اور ان کے علاوہ ان لوگوں نے جو بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ ہمیں لے کر ہمارے دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں ورنہ وہ سمجھیں گے کہ ہم ان کے مقابلہ پر نکلے اور کمزور ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی بن ابی سلول نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپؐ مدینہ ہی میں قیام فرمائیں ہرگز خود یہاں سے ان کے مقابلہ پر نہ جائیں کیونکہ ہمیشہ یہ ہوا

ہے کہ جب کبھی مدینہ سے نکل کر ہم نے کسی دشمن کا مقابلہ کیا ہمیں ضرر پہنچا اور جب کبھی کسی دشمن نے یہاں ہم پر پیش قدمی کی ہمیشہ اسے زک ہوئی۔ آپؐ ان کو جہاں وہ ہیں وہیں رہنے دیں وہ مقابلہ بہت برا ہے ان کو سخت تکلیف ہوگی' اگر وہ مدینہ آئیں گے تو یہاں ایک طرف مرد سامنے سے ان کا مقابلہ کریں گے اور عورتیں اور بچے اوپر سے ان پر سنگ باری کریں گے اور وہ یہاں سے ذلیل بے نیل مرام پسپا ہو جائیں گے۔ مگر جو لوگ دل سے دشمن سے لڑنے کے آرزومند تھے وہ برابر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پڑے رہے کہ آپؐ خود چلیں۔ آخر کار نماز جمعہ سے فارغ ہو کر آپؐ نے زرہ زیب تن فرمائی۔ اسی روز بنی النجار کے مالک بن عمرو انصاری کا انتقال ہوا تھا آپؐ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر آپؐ سب کے سامنے برآمد ہوئے۔ لوگ اب اپنے اصرار پر نادم تھے اور کہتے تھے کہ آپ کو اس بات کے لیے مجبور کیا حالانکہ یہ بات ہمارے لیے زیبا نہ تھی۔

حضرت نعمان بن مالکؓ:

اس سلسلہ میں سدی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ قریش اپنے اتباع کے ساتھ احد پر آ کر فروکش ہوئے ہیں۔ آپؐ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ میں اب کیا کروں۔ انہوں نے کہا کہ آپؐ ہمیں ان کتوں کے مقابلہ پر لے چلیں۔ انصار نے کہا جناب والا خود ہمارے علاقہ میں جب کسی نے ہم پر یورش کی اسے کبھی ہم پر غلبہ نہیں ہوا اور اب جب کہ خود آپؐ بھی ہم میں موجود ہیں تو بدرجہ اولیٰ کسی کو ہمارے یہاں ہمارے مقابلہ پر کامیابی نہیں ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف اب کے پہلی مرتبہ عبداللہ بن ابی بن سلول کو بلا کر مشورہ لیا اس نے کہا اے رسول اللہ ﷺ آپؐ ہم کو ان کتوں کے مقابلہ پر لے کر نکلیے۔ خود رسول اللہ ﷺ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ قریش مدینہ آ کر آپؐ سے لڑیں تاکہ شہر کے گلی کوچوں میں لڑائی ہو۔ اتنے میں نعمان بن مالک الانصاری آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپؐ مجھے جنت سے کیوں محروم کرتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو واقعی نبی مبعوث کیا ہے میں ضرور جنت میں جاؤں گا۔ آپؐ نے پوچھا کیسے؟ انہوں نے کہا اس لیے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے آپؐ اس کے رسول ہیں اور میں جنگ سے ہرگز نہیں بھاگوں گا۔ آپؐ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ چنانچہ یہ اس روز لڑائی میں شہید ہو گئے۔

مسلمانوں کی پشیمانی:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی زرہ منگا کر اسے زیب بدن کیا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ مسلح ہو گئے وہ اپنے اصرار پر نادم ہوئے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ پر تو خود وحی آتی ہے اس لیے ہم نے بہت برا کیا کہ ان کے خلاف مرضی ان کو مشورہ دیا۔ اس خیال سے وہ سب آپؐ کے پاس معذرت کے لیے آئے اور کہا کہ جو آپ کی رائے ہو اس پر عمل فرمائیے ہمارے مشورہ کا لحاظ نہ کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا مگر کسی نبی کے لیے یہ زیبا نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو بغیر لڑے ہوئے اسے اتار دے۔

عبداللہ بن ابی کی واپسی:

آپؐ ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ احد تشریف لے گئے آپؐ نے ان سے کہا کہ اگر تم ثابت قدم رہو گے فتحیاب ہو گے۔ جب آپؐ مدینہ سے نکل گئے عبداللہ بن ابی بن سلول تین سو آدمیوں کے ساتھ آپ کا ساتھ چھوڑ کر واپس آ گیا۔ ابو جابر السلمی ان کو پھر بلا کر لانے ان کے تعاقب میں گئے عبداللہ کی جماعت نے اسے پکڑ لیا اور کہا ہم کیوں لڑیں ہماری بات مانو تو ہمارے ساتھ واپس چلے چلو اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ فرمایا ہے اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا . (جب تمہاری دو جماعتوں نے ہمت ہار کر جنگ سے کنارہ کشی کا ارادہ کیا) ان سے مراد بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہیں۔ یہ دونوں قبیلے عبداللہ بن ابی کے ساتھ واپس جانا چاہتے تھے مگر

اللہ نے ان کو بچالیا اور وہ بقیہ سات سو میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اُحد میں ٹھہرے رہے۔

ابن اسحق کے سابقہ بیان کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ زرہ پہن کر صحابہؓ کے پاس آئے انہوں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کی خلاف مرضی آپؐ پر جبر کیا حالانکہ یہ بات ہمارے لیے زیبا نہ تھی۔ اللہ کی رحمت آپ پر ہو اگر آپ پسند فرمائیں تو نہ جائیں یہیں تشریف رکھیں آپؐ نے فرمایا کسی نبی کے لیے یہ سزاوار نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے اسے بغیر لڑے اتارے۔ آپؐ ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینہ سے برآمد ہوئے جب آپؐ شوط آئے جو احد اور مدینہ کے درمیان واقع ہے عبداللہ بن ابی بن سلول ایک تہائی جماعت کے ساتھ آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلتا بنا اس نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اوروں کی بات مانی میری نہ مانی بخدا اے لوگو! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم یہاں کیوں جانیں لڑائیں چنانچہ وہ اپنے ہم قوم منافقوں اور بد باطنوں کے ساتھ واپس ہو گیا۔ بنوسلمہ کے عبداللہ بن عمرو بن حرام ان کے پیچھے گئے اور کہنے لگے۔ اے میری قوم میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اس دشمن کے مقابلہ میں تم اپنے نبیؐ اور اپنی قوم کا ساتھ نہ چھوڑو' وہ کہنے لگے کہ اگر ہمیں اس بات کا یقین ہوتا کہ تم واقعی دشمن سے لڑو گے تو ہم تمہارا ساتھ نہ چھوڑتے مگر ہم جانتے ہیں کہ تم لڑو گے نہیں۔ جب انہوں نے ان کی بات نہ مانی اور واپس جانے پر اصرار کیا اس نے مایوس ہو کر کہا کہ اے دشمنان خدا اللہ تم کو ہلاک کرے تمہارے مقابلہ میں اللہ میرے لیے کافی ہے۔

مسلمانوں اور کفار کی تعداد:

واقدی نے بیان کیا ہے کہ مقام شیخین سے عبداللہ بن ابی تین سو آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر پلٹ گیا۔ اب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات سو مسلمان رہ گئے مشرکین تین ہزار تھے ان میں دو سو سوار اور پندرہ عورتوں کے محمل تھے' ان میں سات سو زرہ پوش تھے ان کے مقابلہ میں صرف سو مسلمان زرہ پوش تھے اور ان کے ساتھ صرف دو گھوڑے' ایک رسول اللہ ﷺ کا اور ایک ابو بردہ بن نیار الحارثی کا تھا۔

مسلمانوں کی شیخین سے روانگی:

سر شام طلوع شفق کے ساتھ رسول اللہ ﷺ شیخین سے روانہ ہوئے یہ مقام دو حجرے تھے جہاں دو اندھے یہودی مرد اور عورت کھڑے ہو کر لوگوں سے سلف کے واقعات بیان کرتے تھے اسی وجہ سے اس کا نام شیخین ہو گیا۔ یہ جگہ مدینہ کے اطراف میں ہے۔ مغرب کے بعد آپؐ نے یہاں اپنی جماعت کا فوجی معائنہ کیا ان میں سے بعض کو جنگ میں شرکت کی اجازت دی اور بعض کو واپس کر دیا ان میں زید بن ثابتؓ' ابن عمرؓ' اسید بن ظہیر' براء بن عازب اور عرابہ بن اوس تھے۔ نیز آپؐ نے ابوسعید الخدری کو واپس کر دیا اور سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج کو جانے کی اجازت دی۔ پہلے تو آپؐ نے رافع کو بھی کمسن سمجھ کر واپس کرنا چاہا تھا مگر رافع اپنا قد بلند دکھانے کے لیے پیوند زدہ جوتوں میں اپنی انگلیوں پر کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کا معائنہ کیا ان کو چلنے کی اجازت دے دی۔

سمرہؓ اور رافع کی کشتی:

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ سمرہ بن جندب کی ماں اب مری بن سیان بن ثعلبہ ابوسعید الخدری کے چچا کے زیر نکاح تھی اس طرح سمرہ' مری کے ربیب تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ احد کے لیے تشریف لے گئے اور آپؐ نے اپنے ساتھیوں کا معائنہ کر کے ان میں سے کم عمر لوگوں کو واپس کر دیا۔ ان میں آپؐ نے سمرہ کو واپس کیا اور رافع بن خدیج کو لڑائی میں شرکت کی اجازت دی۔ سمرہؓ نے اپنے مربی مری بن سنان سے کہا کہ باوا جان رسول اللہ ﷺ نے رافع بن خدیج کو اجازت دی اور مجھے واپس کر دیا حالانکہ میں اسے

کشتی میں ٹپک دیتا ہوں۔ مری نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ کمسن کہہ کر آپؐ نے میرے بیٹے کو واپس کر دیا اور رافع بن خدیج کو اجازت دی ہے حالانکہ میرا بیٹا اسے ٹپک دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کی کشتی کرائی سمرہؓ نے رافع کو گرا دیا۔ آپ نے ان کو اجازت دے دی اور وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ اُحد میں شریک ہوئے۔ ابوحشمۃ الحارثی اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کے راہنما تھے۔

مربع بن قیظی منافق: 12

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ کر بنوحارثہ کی پتھریلی زمین میں آئے۔ گھوڑے نے اپنی دم ماری وہ تلوار کے کتے کو لگی جس سے تلوار نیام سے باہر نکل گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے جو فال لینے کے دلدادہ تھے فرمایا آج تلوار والے کو بھی معافی نہیں اپنی تلوار سنبھالو میں سمجھتا ہوں کہ آج تلواریں نکل کر رہیں گے۔ پھر آپؐ نے صحابہؓ سے کہا کہ کون ہے جو ہمیں دشمن کے پاس ریت کے ٹیلوں میں سے ہو کر اس طرح پہنچا دے کہ ہم ان کے سامنے برآمد نہ ہوں۔ بنوحارثہ بن حارث کے ابوحشمہ نے کہا اے رسول اللہ ﷺ میں لے چلتا ہوں' آپؐ نے اسے آگے کیا وہ رسول اللہ ﷺ کو بنوحارثہ کے پتھریلے میدان میں سے لے کر ان کے کھیتوں میں لے آیا اور انہیں میں وہ مربع بن قیظی کے کھیت میں لایا یہ ایک منافق تھا جسے کم نظر آتا تھا وہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی آہٹ سن کر ان کے چہروں پر مٹی پھینکنے لگا اور کہنے لگا کہ اگر تم اللہ کے رسول ہو تو میں تمہارے لیے اس بات کو جائز نہیں قرار دیتا کہ تم میرے احاطہ میں گھسو۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک مٹھی بھر مٹی اٹھا کر کہا: اے محمدؐ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ مٹی صرف تمہارے منہ پر پڑے گی تو میں اسے تمہارے منہ پر مار دوں' اس کی اس گستاخی پر مسلمان اس کو قتل کرنے لپکے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کو روک دیا اور فرمایا کہ جس طرح یہ آنکھ کا اندھا ہے اسی طرح اس کا دل بھی اندھا ہے مگر اس ممانعت سے پہلے ہی بنو الاشہل کے سعد بن زید نے لپک کر اپنی کمان اس کے سر پر ماری جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی سمت چلے گئے اور احد سے اس راستے پر آئے جو پہاڑ کی سمت والے وادی کے کنارے تھا۔ اس طرح آپؐ نے اپنی پشت اور چھاؤنی کو پہاڑ کی طرف کیا اور فرمایا کہ جب تک ہم لڑائی کا حکم نہ دیں کوئی نہ لڑے۔

حضرت عبداللہ بن جبیر کی قیادت میں تیراندازوں کا دستہ:

قریش نے اپنی سواری کے جانور اور دوسرے مویشیوں کو چرنے کے لیے صمغہ کے مسلمانوں کے کھیتوں میں چھوڑ دیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تاحکم لڑائی کی ممانعت کر دی ایک مسلمان نے کہا کہ بنوقیلہ کے تمام کھیت چرا لیے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جنگ کی تیاری شروع کی۔ آپؐ کے ساتھ صرف سات سو مسلمان تھے قریش نے بھی جنگ کے لیے صف بندی کی ان کی تعداد تین ہزار تھی ان کے ساتھ دو سو سوار تھے جن کو انہوں نے اصل جماعت سے ہٹا کر خالد بن ولید کی قیادت میں اپنے میمنہ پر متعین کیا تھا۔ عکرمہ بن ابی جہل ان کے میسرہ پر تھا' رسول اللہ ﷺ نے اپنے قدر اندازوں پر بنوعمرو بن عوف کے عبداللہ بن جبیر کو جو اس روز اپنے سفید کپڑوں کی وجہ سے نمایاں تھے مقرر فرمایا ان کی تعداد پچاس تھی' اور فرمایا کہ چاہے لڑائی کا رنگ ہمارے موافق ہو یا مخالف تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور ہمارے عقب سے یورش نہ کرنے دینا۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ دو زرہیں پہن کر معرکہ میں برآمد ہوئے تھے۔

حضرت محمد ﷺ کا عبداللہ بن جبیر کو حکم:

براءؓ سے مروی ہے کہ جنگ احد میں جب رسول اللہ ﷺ کا مشرکوں سے مقابلہ ہوا' آپؐ نے عبداللہ بن جبیر کی امارت میں چند آدمیوں کو قدر اندازوں کے سامنے بٹھا دیا اور فرمایا کہ تم اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا چاہے تم ہم کو دشمن پر کامیاب ہوتا ہوا دیکھو یا ان

کو ہم پر غلبہ پاتا ہوا دیکھو تب بھی ہماری مدد کے لیے بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ مگر جب مقابلہ ہوا مشرکین بھاگے یہاں تک کہ ان کی عورتوں نے فرار کے لیے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹایا کہ ان کے پازیب دکھائی دینے لگے' ان لوگوں نے شور مچایا غنیمت غنیمت عبداللہ بن جبیرؓ نے ان کو ڈانٹا کہ ٹھہرو! کیا تم کو رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد نہیں رہا' مگر انہوں نے کچھ نہ سنی اور لوٹنے کے لیے چلے گئے۔ اللہ نے اس پاداش میں خود ان کے منہ لڑائی سے موڑ دیئے اور ستر مسلمان کام آئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابن سفیان ۳ رشوال کو احد آ کر فروکش ہوا رسول اللہ ﷺ جنگ کے لیے برآمد ہوئے۔ آپؐ نے مسلمانوں کو اس کے لیے دعوت دی وہ جمع ہو گئے آپؐ نے زبیر کو رسالہ کا امیر مقرر کیا اس روز ان کے ساتھ مقداد بن الاسود الکندی بھی تھے آپؐ نے اپنا علم قریش کے مصعب بن عمیر کو دیا حمزہ بن عبدالمطلب کو آپؐ نے اپنے آگے بھیج دیا تھا یہ حسر آئے' مشرکین کی سمت سے خالد بن ولید جس کے ہمراہ عکرمہ بن ابی جہل تھا لڑنے کے لیے سامنے آئے آپؐ نے زبیر کو بھیجا اور کہا کہ خالد بن ولید کے سامنے جا کر میرے حکم تک ٹھہرے رہو اور دوسرے سواروں کو آپؐ نے دوسری سمت جا کر تا حکم ٹھہرانے کا حکم دیا۔ ابوسفیان لات اور عزیٰ کو ساتھ لیے ہوئے میدان میں آیا آپؐ نے زبیر کو حملہ کا حکم بھیجا۔ انہوں نے خالد بن الولید پر حملہ کیا اللہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو شکست دی اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ولقد صدقکم اللہ وعدہ اپنے قول من بعد ما اراکم ماتحبون تک تلاوت فرمایا اور یہ بھی کہا کہ اللہ عز وجل نے مومنوں سے اپنی نصرت کا وعدہ کیا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ آدمی اپنے عقب میں بھیج کر ان کو ہدایت کی تھی کہ وہ وہیں ٹھہریں کسی حال میں وہاں سے حرکت نہ کریں۔ اگر ہمارا کوئی آدمی بھاگ کر جاتا ہوا سے روک کر پلٹا دیں اور کسی دشمن کو عقب سے یورش نہ کرنے دیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ نے کفار کو مار بھگایا جو لوگ آپؐ کے عقب میں حفاظت کے لیے متعین کیے گئے تھے انہوں نے مشرکین کی عورتوں کو پہاڑ پر چڑھتا اور دوسرے مال غنیمت کو پڑا ہوا دیکھا انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو اور قبل اس کے کہ دوسرے آ کر اس پر قبضہ کریں تم اسے اپنے قبضہ میں کرو۔ اس پر دوسرے لوگوں نے کہا کہ ہم تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنی جگہ ٹھہرے رہتے ہیں۔ اسی موقع کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے منکم من یرید الدنیا (تم میں بعض دنیا کے طالب ہیں) اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو غنیمت کے ارادے سے اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے۔ و منکم من یرید الآخرہ. (اور تم میں بعض آخرت کے طلب گار تھے) اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے میں اپنی جگہ جمے رہتے ہیں ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ اس روز کے واقعہ سے پہلے مجھے اس بات کا خیال بھی نہیں آیا تھا کہ صحابہؓ رسول اللہ ﷺ میں سے کوئی بھی دنیا اور متاع دنیا کا طالب ہوگا۔

حضرت علیؓ اور طلحہؓ بن عثمان کا مقابلہ:

سدی سے مروی ہے کہ احد میں رسول اللہ ﷺ مشرکین کے مقابلہ پر برآمد ہوئے۔ آپ کے حکم سے قدر انداز پہاڑ کی جڑ میں مشرکین کے رسالہ کے مواجھ میں کھڑے ہوئے آپؐ نے ان کو ہدایت کی کہ تم اپنی جگہ سے کسی وقت نہ ہٹنا چاہے تم ہم کو ان پر فتحیاب ہوتا ہوا دیکھو کیونکہ جب تک تم اپنی جگہ کھڑے رہو گے ہم غالب رہیں گے۔ آپؐ نے خوات بن جبیر کے بھائی عبداللہ بن جبیر کو ان قدر اندازوں کا سردار مقرر فرمایا تھا' اب طلحہ بن عثمان مشرکوں کے علمبردار نے میدان میں نکل کر کہا اے محمدؐ کے ساتھیو! تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ ہم کو تمہاری تلواروں کے ذریعہ بہت جلد دوزخ میں لے جائے گا اور تم کو ہماری تلواروں کے ذریعے فوراً جنت میں

داخل کر دے گا۔ لہٰذا کوئی مرد میدان ہے جسے اللہ میری تلوار سے فوراً جنت میں لے جائے یا اس کی تلوار سے مجھے دوزخ دکھائے۔ علیؓ بن ابی طالب کھڑے ہوئے اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس وقت تک تجھ کو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ اپنی تلوار سے تجھے جہنم واصل نہ کر دوں یا تیری تلوار سے خود جنت میں نہ جاؤں' علیؓ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا پاؤں قطع کر دیا وہ اس طرح گرا کہ اس کی شرمگاہ کھل گئی کہنے لگا اے میرے بھائی میں تم کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے نہ مارو' علیؓ نے اسے چھوڑ دیا رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی' صحابہؓ نے علیؓ سے پوچھا کہ تم نے کیوں اس کا کام تمام نہ کر دیا' کہنے لگے کہ میرے چچیرے بھائی کی جب شرمگاہ عریاں ہوگئی اس نے مجھے اللہ اور قرابت کا واسطہ دیا مجھے شرم آ گئی۔ پھر زبیرؓ بن العوام اور مقداد بن الاسود نے مشرکین پر حملہ کیا اور ان کو مار بھگایا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ نے حملہ کیا اور ابوسفیان کو بھگا دیا۔

تیراندازوں پر خالد بن ولید کا حملہ:

خالد بن الولید مشرکین کے افسر رسالہ نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر حملہ کر دیا۔ قدر اندازوں نے تیروں سے ان کی خبر لی جس سے خالد رک گیا' مگر اس کے بعد جب قدر اندازوں نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کو مشرکین کے پڑاؤ کے عین وسط میں مال غنیمت کی لوٹ میں مشغول دیکھا وہ بھی لوٹنے دوڑے مگر ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور یہیں ٹھہرتے ہیں مگر ان کا بیشتر حصہ لوٹنے کے لیے اصل فوج میں جاملا تھا۔ خالد نے جب دیکھا کہ اب بہت کم قدر انداز رہ گئے ہیں اس نے پھر حملہ کر کے قدر اندازوں کو قتل کر دیا اور ان سے فارغ ہو کر نبی ﷺ کے صحابہؓ پر حملہ کیا۔ مشرکین نے جب دیکھا کہ ان کا رسالہ جنگ میں مصروف ہے انہوں نے جنگ کے لیے ایک دوسرے کو للکارا' اب سب نے مل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور ان کو شکست دی اور بے دریغ قتل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کی تلوار اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ:

زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ احد کے دن رسول اللہ ﷺ ایک تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے اسے بغور دیکھ رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کون ہے جو اس کو لے کر اس کا حق ادا کر دے۔ میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا مستحق ہوں۔ آپؐ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا اور پھر فرمایا کون اس تلوار کو اس کے حق کے لیے لیتا ہے۔ میں نے پھر کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا مستحق ہوں' آپؐ نے پھر منہ پھیر لیا۔ پھر کہا کہ کون اس تلوار کا مستحق ہے۔ اس مرتبہ ابودجانہ سماک بن خرشہ نے آگے بڑھ کر کہا میں اس کا حق ادا کروں گا اور وہ کیا ہے آپؐ نے فرمایا اس تلوار کا حق یہ ہے کہ اس سے کسی مسلم کو قتل نہ کیا جائے اور کوئی کافر بھاگ کر بچنے نہ پائے۔ پھر آپؐ نے وہ تلوار ان کو دے دی۔ ابودجانہ جب لڑنے نکلتے تو سر پر علامت کے لیے ایک کپڑا باندھ لیتے۔ میں نے دل میں کہا دیکھوں آج یہ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جس پر انہوں نے تلوار اٹھائی اسے پاش پاش کر دیا۔ بڑھتے ہوئے وہ دامن کوہ میں مشرکین کی عورتوں کے پاس پہنچے ان کے پاس دف تھے اور ایک عورت گا رہی تھی:

نحن بنات طارق ان تقبلوا لغانق و نبسط التمارق او تدبروا الفارق

فراق غیر وامق

ترجمہ: ''ہم خاندانی بیبیاں ہیں' آگے بڑھو گے گلے ملیں گی اور فرش بچھائیں گی' اگر منہ موڑو گے الگ ہو جائیں گی اور اس کی ہمیں کچھ پروا نہ ہوگی''

ابودجانہؓ نے اسے مارنے کے لیے تلوار اٹھائی مگر پھر رک گئے اور چھوڑ دیا۔ میں نے ان سے کہا تمہاری تمام کارگزاری میں نے دیکھی مگر اس کی وجہ کیا ہوئی کہ عورت پر تلوار اٹھا کر پھر تم نے اسے چھوڑ دیا۔ ابودجانہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار کو اس سے برتر سمجھا کہ اس سے عورت کو قتل کروں۔

حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی متکبرانہ چال:

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو اس تلوار کو لے اور اس کا حق ادا کرے۔ کئی صاحب لینے اٹھے مگر آپؐ نے ان کو وہ تلوار نہ دی' بنوساعدہ کے ابودجانہؓ سماک بن خرشہ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ ﷺ اس کا حق کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تم اسے دشمن پر اس وقت تک چلاؤ کہ یہ مڑ جائے۔ ابودجانہؓ نے کہا میں اس حق کو پورا کرنے کے لیے اسے لیتا ہوں' آپؐ نے تلوار ان کو دے دی۔ ابودجانہؓ ایک بڑے شجاع آدمی تھے لڑائی میں اکڑتے تھے جب وہ سرخ رومال اپنے سر پر باندھتے تو لوگ سمجھ جاتے کہ آج یہ لڑیں گے چنانچہ اس تلوار کو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے لے کر انہوں نے اپنا سرخ رومال سر سے باندھا اور پھر دونوں صفوں کے بیچ میں اکڑتے ہوئے چلنے لگے۔

بنوسلمہ کے ایک انصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابودجانہ کو اس طرح اکڑتے چلتے ہوئے دیکھ کر فرمایا یوں تو اس چال سے اللہ عزوجل ناراض ہوجاتا ہے مگر اس موقع پر نہیں۔

ابوسفیان کا پیام:

ابوسفیان نے اوس اور خزرج کے پاس اپنے ایک پیامبر کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ تم ہمارے اور ہمارے عزیز کے بیچ میں سے علیحدہ ہوجاؤ۔ ہمیں اس سے نبٹ لینے دو ہم تمہارے مقابلہ سے پلٹ جائیں گے کیونکہ ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے مگر انہوں نے اس کے اس پیام کو حقارت سے رد کردیا۔

ابوعامر فاسق اور انصار:

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ بنوضبیعہ کا ابوعامر عمرو بن صیفی بن مالک بن النعمان بن امہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر مکہ چلا گیا تھا اس کے ساتھ اوس کے پچاس نوعمر لڑکے جن میں عثمان بن حنیف بھی تھے۔ بعض راویوں نے ان کی تعداد پندرہ کہی ہے یہ قریش سے کہا کرتا تھا کہ اگر محمدؐ سے مقابلہ ہوا تو اوس کا کوئی شخص میری مخالفت نہیں کرے گا۔ جب مقابلہ شروع ہوا سب سے پہلے یہی ابوعامر حبیوش اور اہل مکہ کے غلاموں کے ساتھ اوس سے لڑنے برآمد ہوا اور اس نے آواز دی کہ اے قبیلہ اوس میں عامر ہوں۔ انہوں نے جواب دیا' اے فاسق اللہ تیری صورت نہ دکھائے' اسے جاہلیت میں راہب کہتے تھے۔ اب رسول اللہ ﷺ نے اس کا لقب فاسق کردیا تھا۔ جب اوس نے اپنے قبیلہ کا یہ غیر متوقع جواب سنا کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے بعد میری قوم بالکل بگڑ گئی پھر اس نے ان سے شدید جنگ کی اور ان پر پتھر پھینکے۔ ابوسفیان نے اپنے بنوعبدالدار کے نشان داروں کو جنگ پر ثابت قدم رکھنے کے لیے ان سے کہا تھا کہ تم جنگ بدر میں ہمارے علمبردار تھے۔ اس موقع پر جو تباہی ہمیں نصیب ہوئی اس سے تم واقف ہو' ہر فوج پر اس کے علمبرداروں کی سمت سے یورش کی جاتی ہے اگر وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے تو ساری قوم کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں یا تو تم ہمارے لیے اس علمبرداری کا پورا حق ادا کرو ورنہ اسے چھوڑ کر علیحدہ ہوجاؤ ہم سنبھال لیں گے۔ انہوں نے کہا نہیں ہم پوری طرح اپنا حق ادا کریں گے اور دادِ مردانگی دیں گے ہم اور ان نشانوں کو چھوڑ دیں یہ کبھی نہ ہوگا۔ جب کل دشمن سے مقابلہ ہوگا تم خود دیکھ لو گے

کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ابوسفیان کا یہی مقصد تھا کہ طعنہ دے کر ان کو غیرت دلائی جائے وہ پورا ہو گیا۔

قریشی عورتوں کا رجز:

جب حریفوں کا مقابلہ ہوا اور ایک دوسرے کے قریب آ گئے ہند بنت عتبہ اپنی ساتھیوں کے ساتھ مردوں کے عقب میں کھڑی ہوگئی وہ دف بجانے لگیں اور ان کے حوصلے بڑھانے لگیں' اس موقع پر ہندہ یہ شعر گا رہی تھی:

ان تقبلوا الغالق و نفرش التمارق او تدبروا نفارق فراق غیر وامق

ترجمہ: ''اگر آگے بڑھو گے ہم گلے لگائیں گی اور گدے بچھائیں گی اگر منہ موڑ و گے بغیر کسی خیال کے قطع تعلق کر دیں گی''۔

نیز اس نے کہا:

ویھاً بنی عبدالدار ویھاً حماۃ الادبار ضرباً بکل تبار

ترجمہ: ''اے بنوعبدالدار'اے پشت بچانے والو'شمشیر براں سے مارو''۔

اب عام جنگ شروع ہوگئی اور بہت گرما گرم جنگ ہوئی۔ابودجانہؓ نے دشمن پر قاتلانہ حملہ کیا' وہ حمزہؓ بن المطلب اور علیؓ بن ابی طالب کچھ مسلمانوں کے ساتھ دشمنوں میں گھس پڑے اللہ عزوجل نے اپنی نصرت نازل کی اور جو وعدہ کیا تھا اسے ایفاء کیا' انہوں نے تلواروں پر مشرکین کو رکھ لیا اور سامنے سے مار ہٹایا اور بلاشبہ ان کو شکست ہوگئی۔

حضرت محمد ﷺ کے متعلق افواہ:

زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے ہند بنت عتبہ کے خادموں اور اس کے ساتھیوں کو تیزی سے میدان سے بھاگتے ہوئے دیکھا ان کے پکڑ لینے میں کوئی شے مانع نہ تھی' اتنے میں جب کہ ہم نے دشمن کو مقابلہ سے مار بھگایا ہمارے تیرانداز لوٹنے کے لیے دشمن کی فرودگاہ چلے آئے اور انہوں نے دشمن کے رسالہ کے لیے ہمارے عقب کو غیر محفوظ چھوڑ دیا' چنانچہ دشمن کے رسالہ نے پیچھے سے ہمیں آ لیا' اسی وقت کسی نے چلا کر کہا کہ محمدؐ مارے گئے اس کے سنتے ہی ہمارے حوصلے پست ہو گئے اور دشمن کے حوصلے ہم پر اور بڑھ گئے حالانکہ ہم دشمن کے علمبرداروں کو ختم کر چکے تھے اور ان میں سے اب کسی کو اپنے جھنڈے کے پاس آنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔

کفار کا علم:

بعض علماء سے مروی ہے کہ مشرکین کا نشان گرا ہوا پڑا تھا اسے عمرہ بنت علقمۃ الحارثہ نے قریش کے لیے اٹھا کر بلند کر دیا۔ مسلمانوں نے اسے چاروں طرف سے آ گھیرا یہ نشان بنوابی طلحہ کے حبشی غلام صواب کے ہاتھ میں تھا ان کا یہ آخری شخص تھا جس نے نشان اٹھایا' وہ لڑا اس کے دونوں ہاتھ قطع کر دیے گئے تب اس نے اپنے سینے سے اسے چھپایا اور سینے اور گردن کے ذریعہ اسے تھاما اسی حال میں وہ مارا گیا وہ کہہ رہا تھا اے بارالہ کیا میں نے کوئی کوتاہی کی۔جب فریقین میں اس معرکہ کے متعلق فخریہ اور طنزیہ اشعار بازی ہوئی حسان بن ثابتؓ نے اس صواب ان کے علمبردار کے ہاتھ قطع کرنے کے واقعہ کو اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

ابورافع سے مروی ہے کہ جب علیؓ بن ابی طالب نے مشرکین کے علمبرداروں کو تہ تیغ کر دیا رسول اللہ ﷺ کی نظر مشرکوں کی ایک اور جماعت پر پڑی۔آپؐ نے علیؓ سے کہا کہ اس پر حملہ کرو۔انہوں نے حملہ کر کے اس جماعت کو منتشر کر دیا اور بنوعامر بن لوی کے شیبہ بن مالک کو قتل کر دیا' حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یہ ہے ہمدردی۔آپؐ نے فرمایا بے شک علیؓ مجھ سے

ہیں اور میں ان سے ہوں جبرئیلؑ نے کہا اور میں آپؐ دونوں کا تیسرا ہوں۔ نیز صحابہ ؓ نے یہ آواز بھی سنی: لا سیف الا ذوالفقار و لا فتی الا علی. (تلوار صرف ذوالفقار ہے اور جواں مرد صرف علیؓ ہے)

مسلمانوں پر عقب سے حملہ:

ابوجعفر نے کہا ہے کہ جب مسلمانوں کو ان کے عقب سے آ لیا گیا وہ بھاگے۔ مشرکین نے ان کو بے دریغ قتل کیا۔ اس مصیبت کی وجہ سے مسلمانوں کے تین حصے ہو گئے تھے' ایک مارا گیا' ایک زخمی ہوا' اور ایک حصہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ خود رسول اللہ ﷺ جنگ کی وجہ سے اس قدر تھک گئے تھے کہ ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کریں' خود آپؐ کے سامنے کے چوکے میں سے نیچے کے دانت ٹوٹ گئے۔ آپ کا منہ شق ہو گیا۔ رخسار اور بالوں کی جڑ کے پاس سے پیشانی زخمی ہوئی۔ ابن قمیہ نے آپؐ کے سر کے بائیں حصہ پر تلوار ماری۔ آپ کو عتبہ بن ابی وقاص نے زخمی کیا تھا۔

انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جس روز آپؐ کے سامنے کے دانت ٹوٹے اور آپؐ کے چہرے پر زخم لگا' خون آپؐ کے منہ سے بہہ رہا تھا۔ آپؐ اسے پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس قوم نے اپنے نبی کا چہرہ اس کے خون سے رنگین کیا ہو وہ کیوں کر فلاح پا سکتی ہے مگر اس حال میں بھی آپؐ ان کو اللہ عزوجل کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ اللہ عزوجل نے اس موقع پر یہ پوری آیت نازل فرمائی: لیس لک من الامر شیء. ''اس معاملہ میں تمہارا کوئی دخل نہیں''۔

رسول اللہ ﷺ پر مسلمانوں کی جاں نثاری:

ابوجعفر نے کہا ہے کہ جب دشمن نے آپؐ پر یورش کی آپؐ نے فرمایا کون ہے جو ہمارے لیے اپنی جان بیچ ڈالے۔ اس کے متعلق محمود بن عمر بن یزید بن السکن سے مروی ہے کہ زیاد بن السکن پانچ انصاریوں کے ساتھ یا دوسرے راویوں کے بیان کے مطابق عمارہ بن زیاد بن السکن اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کی مدافعت کے لیے ان سے آ کر لڑنے لگے ایک کے بعد ایک قتل ہوتے چلے گئے آخری آدمی زیاد یا عمارہ بن السکن تھے وہ لڑتے رہے آخر کار زخموں سے چکنا چور ہو کر بے کار ہو گئے۔ اتنے میں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس پلٹ آئی اور اس نے دشمن کو آپؐ کے سامنے سے دھکیل دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زیاد کو میرے قریب لاؤ۔ لوگ ان کو قریب لے آئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قدم پر اپنا سر رکھ دیا اور اسی حالت میں کہ ان کا گال آپ کے قدم پر رکھا ہوا تھا انہوں نے جان دے دی ابودجانہ اپنے جسم کو دشمن کی جانب کر کے رسول اللہ ﷺ کو بچانے کے لیے بمنزلہ ڈھال بن گئے' تیر آ کر ان کی پیٹھ میں لگ رہے تھے' مگر وہ آپؐ پر جھکے ہوئے آپ کو دشمن سے بچا رہے تھے' یہاں تک کہ بے شمار تیر ان کے آ کے لگے۔ سعد بن ابی وقاص رسول اللہ ﷺ کو اپنی آڑ میں لے کر دشمن پر تیر چلانے لگے۔ خود سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے تیر اٹھا کر دیتے جاتے تھے اور فرماتے تھے تم پر میرے ماں باپ نثار تیر چلاؤ' شدہ شدہ آپؐ نے ایسا تیر مجھے دیا کہ اس میں انی نہ تھی مگر آپؐ نے یہی فرمایا: اسے بھی چلاؤ۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ اس روز خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی کمان سے تیر چلایا مگر اس کی تانت ٹوٹ گئی' اسے قتادہ بن النعمان نے اٹھا لیا۔ یہ ان کے پاس تھی' اس روز ان کی ایک آنکھ اس طرح جاتی رہی کہ وہ ان کے گال پر آ پڑی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے پھر اس کے حلقہ میں رکھ دیا تو اب وہ دوسری آنکھ کے مقابلہ کہیں زیادہ عمدہ اور طاقت ور ہو گئی۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

ابوجعفر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے مصعب بن عمیرؓ آپؐ کے علمبردار لڑے اور مارے گئے' ان کو قمیہ

اللیثی نے شہید کیا تھا وہ سمجھتا تھا کہ یہی رسول اللہ ﷺ ہیں چنانچہ اسی وقت قریش کے پاس پلٹ کر چلا گیا اور اس نے کہا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

مصعبؓ کی شہادت کے بعد آپؐ نے اپنا علم علیؓ بن ابی طالب کو دے دیا حمزہؓ بن عبدالمطلب دشمن سے لڑے انہوں نے الطاۃ بن عبد شرحبیس بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی کو اس روز جو قریش کے علمبر داروں میں تھا قتل کر دیا۔ پھر ابو نیار سباع بن عبدالعزیٰ الغبشانی ان کے پاس سے گزرا' حمزہؓ بن عبدالمطلب نے اس سے کہا اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے میری طرف آ و۔ اس کی ماں ام انمار شریق بن عمرو بن وہب الثقفی کی باندی تھی اور مکہ میں یہ ختنہ کیا کرتی تھی دونوں کا مقابلہ ہوا' حمزہؓ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

جبیر بن مطعم کا غلام وحشی کہتا ہے کہ اب تک حمزہ کی صورت میری نظروں میں ہے ان کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی تلوار سے لوگوں کے پرزے پرزے کر رہے تھے اور خاکی رنگ کے نر اونٹ کی طرح جو چیز سامنے آتی اسے وہ گرا دیتے اتنے میں سباع بن عبدالعزیٰ مجھ سے پہلے ان کے سامنے بڑھ گیا حمزہؓ نے اس سے کہا اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے سامنے آ' سباع نے ان پر تلوار ماری مگر وہ سر سے خطا گئی میں نے اپنا بھالا نشانہ زنی کے لیے ہاتھ میں لے کر اسے ہلایا اور جب میں بالکل قریب ہو گیا اور مطمئن ہو گیا میں نے اسے ان پر پھینک دیا۔ وہ ان کے پیڑو پر لگا' اور دونوں ٹانگوں کے بیچ میں سے نکل گیا وہ میری طرف بڑھے پھر زمین پر گر پڑے میں نے تھوڑی دیر انتظار کیا کہ دیکھوں ان کا کیا ہوتا ہے جب وہ مر گئے میں نے جا کر ان کے جسم سے اپنا بھالا نکال لیا میں لڑائی سے ہٹ کر فرودگاہ میں چلا گیا۔ کیونکہ سوائے ان کے اور کوئی میرا مقصد نہ تھا۔

عاصم بن ثابت:

بنو عمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن اُبی الافلح نے مسافح بن طلحہ اور اس کے بھائی کلاب بن طلحہ دونوں کو قتل کر دیا مسافح کو جب تیر آ کر لگا وہ اپنی ماں سلافہ کے پاس آیا اور اس کی گود میں اس نے اپنا سر رکھا' سلافہ نے پوچھا اے میرے بیٹے کس نے تجھے مارا ہے اس نے کہا میں نے اس شخص کو جب اس نے میرے تیر مارا یہ کہتے سنا اسے سنبھال میں ابن الافلح ہوں سلافہ نے کہا وہ افلحی ہے' پھر اس نے یہ نذر مانی کہ اگر عاصم کا سر اسے مل گیا وہ اس کے کاسۂ سر میں شراب پیے گی۔ خود عاصم نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ اب وہ کبھی کسی مشرک کو ہاتھ نہ لگائیں گے اور نہ خود کو ہاتھ لگانے دیں گے۔

انس بن النضر کی جاں نثاری:

قاسم بن عبدالرحمٰن بن رافع سے مروی ہے کہ انس بن مالکؓ کے چچا انس بن النضر عمر بن الخطاب اور طلحہ بن عبیداللہ کے پاس آئے جو چند مہاجرین کے ساتھ ہاتھ چھوڑے بیٹھے تھے۔ انس نے کہا کیوں اس طرح بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا محمد رسول اللہ ﷺ مارے گئے انسؓ نے کہا تو پھر ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے' اٹھو اور اسی دین پر جس پر خود رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا ہے اپنی جانیں دے دو۔ یہ کہہ کر خود وہ تو دشمن کے سامنے آئے لڑے اور مارے گئے۔ انہیں کے نام پر انس بن مالک کا نام انس رکھا گیا۔
انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ اس روز انس بن النضر پر ہم نے تلوار اور نیزے کے ستر زخم پائے صرف ان کی بہن ان کی خوبصورت

انگلیوں کی وجہ سے ان کو شناخت کر سکیں۔

ابی ابن خلف کا رسول اللہ ﷺ پر حملہ:

ابن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ شکست اور رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی خبر مشہور ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بنو سلمہ کے کعب بن مالک نے آپ کو شناخت کیا۔ خود ان سے مروی ہے کہ میں نے آپ کی آنکھوں کو جو خود کے نیچے چمک رہی تھیں پہچانا' پھر انتہائی بلند آواز سے میں نے اعلان کیا کہ اے مسلمانو! بشارت ہو رسول اللہ ﷺ یہ موجود ہیں' اس پر آپؐ نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ جب مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا کہ آپؐ موجود ہیں وہ آپؐ کے پاس آ گئے' آپؐ درے کی طرف چلے' آپ کے ہمراہ علیؓ بن ابی طالب' ابوبکرؓ بن ابی قحافہ، عمرؓ بن الخطاب' طلحہ بن عبیداللہؓ، زبیرؓ بن العوام اور حارثؓ بن الصمہ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ تھے۔ جب آپؐ درے میں جا کر بیٹھ گئے ابی بن خلف یہ کہتا ہوا کہ محمد کہاں ہیں میں ہلاک ہو جاؤں اگر وہ زندہ بچ جائیں' آپؐ کے پاس پہنچ گیا۔ صحابہؓ نے آپؐ سے کہا آپؐ فرمائیں تو ہم سے کوئی آپ کی حفاظت کے لیے آپ کو اپنی آڑ میں لے لے۔ مگر آپؐ نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں اسے آنے دو' جب وہ قریب آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حارثؓ بن الصمہ کا بھالا اٹھایا۔

ابن ابی خلف کا خاتمہ:

راوی کہتا ہے کہ اس موقع پر بعض لوگوں سے یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بھالا اٹھایا ایک بجلی سی کوند گئی اور ہم اس طرح جھرجھرائے جس طرح کہ اونٹ جب جھرجھری لیتا ہے تو اس کے روئیں جھڑ جاتے ہیں پھر آپؐ نے اس کے سامنے جا کر اس کی گردن میں نیزہ مارا جس سے وہ کئی مرتبہ اپنے گھوڑے پر چکر کھا گیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ اس واقعہ سے پہلے یہ رسول اللہ ﷺ سے ملتا تو کہا کرتا کہ اے محمدؐ میں اپنے گھوڑے عود کو روزانہ دلے ہوئے جو کھلا رہا ہوں تاکہ اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا۔ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ فرماتے بلکہ ان شاء اللہ میں ہی تجھے قتل کروں گا۔

زخم کھا کر یہ قریش کے پاس پلٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی گردن میں معمولی سی خراش کر دی تھی اس سے خون جاری ہو گیا اس نے کہا بخدا محمدؐ نے مجھے مار ڈالا۔ قریش کہنے لگے خوف سے تیرا دم نکل گیا ہے حالانکہ بخدا تجھے مہلک زخم نہیں لگا ہے۔ اس نے کہا کہ جب وہ مکہ میں تھے انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا' اس لیے اگر وہ مجھ پر تھوک ہی دیتے تو مجھے ہلاک کر دیتے قریش اسے واپس مکہ لے جا رہے تھے کہ اس دشمن خدا کا سرف میں کام تمام ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ کا پانی پینے سے انکار:

جب رسول اللہ ﷺ درے کے منہ پر آ گئے علیؓ بن ابی طالب وہاں سے نکلے انہوں نے اپنی چرمی ڈھال کو چونا پینے کے ڈنگ میں جو پانی بھرا ہوا تھا اس سے بھرا اور اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تاکہ آپؐ اسے پئیں مگر آپ کو اس میں بدبو معلوم ہوئی اس لیے آپؐ نے ناپسند کیا اور نہ پیا البتہ خون اپنے منہ پر سے دھو ڈالا اور سر پر بھی پانی بہایا۔ اس موقع پر آپ کہہ رہے تھے اس شخص پر جس نے اپنے نبیؐ کے چہرے کو خون آلود کیا ہے اللہ کا سخت غضب نازل ہو گا۔

رسول اللہ ﷺ کا خون آلود چہرہ:

سعدؓ بن وقاص کہا کرتے تھے کہ کسی شخص کے قتل کرنے کا میں اس قدر دلدادہ نہ تھا جتنا کہ عتبہ بن ابی وقاص کے قتل کا تھا' میں

یہ بھی جانتا تھا کہ وہ بہت بدخواہ اور اپنی قوم میں متبغوض ہے مگر رسول اللہ ﷺ کے اس قول نے کہ جس نے اللہ کے رسولؐ کے چہرے کو خون آلود کیا اللہ کا اس پر سخت غضب نازل ہوگا مجھے اس کے قتل کے خیال سے مطمئن کر دیا۔

ابن قمیہ:

سدی سے مروی ہے کہ بنوالحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ کے ابن قمیۃ الحارثی نے رسول اللہ ﷺ کے قریب آ کر آپؐ پر پتھر پھینکا جس سے آپ کی ناک اور چوکا ٹوٹ گیا۔ آپ کا چہرہ خون آلود ہوگیا اس کے صدمے سے آپ حرکت نہ کر سکے۔ آپؐ کے صحابہ آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے بعض مدینہ چلے آئے اور بعض پہاڑ پر چڑھ کر ایک چٹان پر جا بیٹھے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو آواز دینے لگے کہ اے اللہ کے بندو! میرے پاس آؤ' میرے پاس آؤ' تمیں صحابہ آپؐ کے پاس اکٹھے ہو گئے وہ سب آپؐ کے آگے آگے چلنے لگے مگر طلحہؓ اور سہیلؓ بن حنیف کے علاوہ کوئی آپؐ کے قریب نہ ٹھہرا' طلحہؓ نے عقب سے آ کر آپ کو بچایا ایک تیر ان کے ہاتھ میں آ کر لگا جس سے ان کا ہاتھ خشک ہوگیا۔ ابی بن خلف الجمحی آپؐ کے سامنے آیا اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ ضرور رسول اللہ ﷺ کو قتل کرے گا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا بلکہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ اس نے آگے بڑھ کر آپ کو للکارا اے کذاب کہاں بھاگ کر جاتا ہے اور اس نے آپؐ پر حملہ کیا' رسول اللہ ﷺ نے اس کی زرہ کے گریبان میں نیزہ مارا جس سے وہ معمولی سا زخمی ہوگیا مگر اسی کے صدمے سے زمین پر گر پڑا اور بیل کی طرح سے خراٹے لینے لگا' اس کے ساتھیوں نے اسے اٹھالیا اور تسکین دی کہ تم کو کوئی ایسا زخم نہیں آیا جس سے تم گھبرا جاؤ۔ کہنے لگا کیا محمدؐ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ بخدا اگر تمام ربیعہ اور مضر بھی آ جاتے تو وہ ضرور ان سب کو قتل کر دیتے۔ وہ اس کے بعد ایک یا چند ہی روز زندہ رہ کر اسی زخم سے ہلاک ہوگیا۔ تمام مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ قتل کر دیے گئے۔ اس پر چٹان والوں نے کہا کاش! کوئی شخص ایسا ہوتا جو ہماری طرف سے عبداللہ بن ابی سے جا کر کہتا کہ وہ ہمارے لیے ابوسفیان سے امان لے لے' اے دوستو! محمدؐ مارے گئے اب اپنے اپنے گھروں کو قبل اس کے کہ دشمن تم پر حملہ کرے سب کو تہ تیغ کر ڈالے' واپس چلو' انس بن النضر نے کہا' اے میرے دوستو! اگر محمدؐ مارے گئے تو کیا ہوا محمد کا رب تو زندہ ہے وہ تو نہیں مارا گیا۔ لہٰذا جس دین کی حمایت میں وہ مارے گئے اسی کی حمایت میں تم لڑو۔ خداوندا جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس سے میں تیری جناب میں معافی چاہتا ہوں اور اس سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے تلوار سنبھالی' دشمن پر حملہ کیا جاں نثاری سے لڑے اور شہید ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس صحابہ کا اجتماع:

رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو بلانے چلے' چلتے چلتے آپؐ چٹان والوں کے پاس پہنچے' ان کو آتا دیکھ کر ان میں سے ایک نے تیر کمان میں لگایا اور اس سے رسول اللہ ﷺ کو نشانہ بنانا چاہا' آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو زندہ پایا وہ بہت خوش ہوئے' اور خود آپ بھی یہ دیکھ کر کہ اب بھی آپؐ کے صحابہؓ میں ایسے لوگ ہیں جو آپ کی حفاظت کرنے کے لیے آمادہ ہیں خوش ہوئے۔ بہت سے صحابہؓ یکجا ہو گئے اور ان میں خود رسول اللہ ﷺ بھی موجود تھے ان کا رنج و غم جاتا رہا اب وہ فتح کو یاد کرنے لگے اور موقع کے ہاتھ سے نکل جانے اور اپنے مقتول رفیقوں پر افسوس کرنے لگے۔ اسی موقع پر ان لوگوں کے لیے جنہوں نے کہا تھا کہ چونکہ رسول اللہ ﷺ مارے گئے لہٰذا اپنے گھروں کو چلو۔ اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کیں:

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ

يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾

''اور نہیں ہیں محمد مگر اللہ کے رسول ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو کوئی الٹے پاؤں پلٹ جائے گا وہ ہرگز اللہ کو کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا اور بہت جلد اللہ فرماں برداروں کو جزائے خیر دے گا''۔

ابوسفیان کی پیش قدمی و پسپائی:

ابوسفیان اس جماعت کی طرف آیا۔ جب وہ پہاڑ پر چڑھ آیا اور صحابہؓ نے اسے دیکھا وہ اپنی خوشی کو بھول گئے اور اس کی پیش قدمی سے متاثر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے وہ ہم پر کبھی غلبہ نہ پائیں گے۔ اے اللہ! اگر یہ میری جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر کوئی تیرا پرستار نہ رہے گا' پھر آپؐ نے صحابہ کو مدافعت کا حکم دیا' انہوں نے دشمن پر پتھر پھینکے اور ان کو پہاڑ سے نیچے گرا دیا۔

ابوسفیان اور حضرت عمرؓ میں گفتگو:

ابوسفیان نے اس روز کہا تھا آج ہبل کا بول بالا ہوا' حنظلہ' حنظلہ کے عوض میں قتل ہوا' آج بدر کا بدلہ ہوا مشرکین نے اس روز حنظلہ بن الراہب کو شہید کیا تھا ان کو غسل جنابت کی ضرورت تھی اس لیے ملائکہ نے ان کو غسل دیا۔ حنظلہ بن ابی سفیان جنگ بدر میں مارا گیا تھا۔ ابوسفیان نے کہا عزیٰ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی عزیٰ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ سے کہا' کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔ ابوسفیان نے پوچھا کیا محمد تم میں موجود ہیں بے شک تمہارے مقتولین کے اعضاء کو قطع و برید کیا گیا ہے' مگر میں نے نہ اس کی اجازت دی تھی اور نہ اس سے روکا اس بات سے نہ میں خوش ہوا اور نہ ناراض' اللہ عزوجل نے ابوسفیان کے اس طرح پہاڑ پر چڑھ کر برآمد ہونے کا ان آیات میں ذکر کیا ہے: فاثابکم غماً بغم لکیلا تحزنوا علی مافاتکم و لا اصابکم یہاں غم اول فتح اور غنیمت کا ہاتھ سے نکل جانا اور غم ثانی دشمن کا اس طرح پہاڑ پر چڑھ آنا تا کہ مسلمان جو غنیمت ہاتھ سے نکل گئی اور اپنے ساتھیوں کے قتل پر ملول نہ ہوں اور یہ اس وقت ہوا جب کہ وہ ان باتوں کو یاد کر رہے تھے۔ ابوسفیان نے وہاں برآمد ہو کر ان کی طرف متوجہ کر لیا۔

حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ:

سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ چند صحابہؓ کے ہمراہ درے میں بیٹھے تھے' قریش کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھ آئی۔ آپؐ نے فرمایا خداوندا ایسا نہ ہونے پائے کہ وہ یہاں چڑھ آئیں۔ عمر بن الخطابؓ نے مہاجرین کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ ان حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور ان کو پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔ رسول اللہ ﷺ پہاڑ کی ایک بڑی چٹان پر چڑھنے کے لیے اٹھے مگر ایک تو آپؐ تھکے ہوئے تھے دوسرے دوہری زرہیں پہن رکھی تھیں اس لیے آپؐ اپنی جگہ سے نہ اٹھ سکے۔ طلحہؓ بن عبید اللہ آپؐ کے لیے بیٹھ گئے تب آپ اٹھ کر ان پر سوار ہو گئے۔ زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے اس روز رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا کہ اللہ کے رسول کے ساتھ اس خدمت گزاری کی وجہ سے طلحہؓ نے اپنا حق واجب کر لیا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس روز جو صحابہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگے تھے ان میں سے بعض تو کوہ اعوض کے ادھر مقام منقی جا پہنچے۔ عثمان بن عفان' عقبہ بن عثمان اور سعد بن عثمان' دو انصاری یہ احد سے بھاگ کر کوہ جلعب جو مدینہ کے اطراف میں کوہ اعوض کے متصل واقع ہے چلے آئے یہ لوگ تین دن ٹھہر کر پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس پلٹ گئے۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تم کس ضرورت سے وہاں چلے گئے تھے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی شہادت و غسل ملائکہ:

حنظلہ رضی اللہ عنہ بن ابی عامر کا جن کو ملائکہ نے غسل دیا اور ابوسفیان کا مقابلہ ہوا جب انہوں نے ابوسفیان پر قابو پالیا فوراً ہی شداد بن الاسود ابن شعوب کی نظر ان پر پڑی اور اس نے دیکھ لیا کہ اب حنظلہؓ ابوسفیان پر قابو پا چکے ہیں اس نے تلوار سے ان کا کام تمام کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ تمہارے دوست حنظلہ رضی اللہ عنہ کو ملائکہ غسل دے رہے ہیں۔ ان کے گھر والوں سے پوچھو کہ کیا بات ہے۔ ان کی بیوی سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے کہا بے شک دشمن کی یورش کی خبر سن کر وہ بغیر غسل جنابت گھر سے چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسی لیے ملائکہ نے ان کو غسل دیا ہے۔

شداد بن الاسود:

شداد بن الاسود نے حنظلہؓ کے قتل اور ابوسفیان بن حرب نے جنگ میں اپنی ثابت قدمی اور حنظلہؓ کے مقابلہ میں شداد کی معاونت کے بیان میں شعر کہے۔ حسان بن ثابت نے اس کے جواب میں شعر کہے۔ شداد نے خود بھی ابوسفیان کو دشمن کے نرغے سے بچانے پر اپنا احسان اپنے شعروں میں جتایا۔

شہدائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مثلہ:

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ جنگ ختم ہونے کے بعد ہندہ بنت عتبہ اپنی ساتھیوں کے ساتھ شہید صحابہؓ رسولؐ اللہ کے اعضائے جسم کو قطع و برید کرنے نکلی۔ انہوں نے مقتولین کے کان ناک کاٹے یہاں تک کہ ہند نے ان کے کٹے ہوئے ناک اور کانوں کے بازو بند اور ہنسلی بنائی اور خود اپنا بازو بند' ہنسلی اور کان کی بالیاں اس نے جبیر بن مطعم کے غلام وحشی کو دے ڈالیں۔ اس نے حمزہ کا کلیجہ چیر کر نکالا اور چباڈالا مگر وہ پچا نہیں اس نے پھر اگل دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بلند چوٹی پر چڑھ کر نہایت بلند آواز میں اپنے وہ اشعار پڑھے جو اس نے اپنی جماعت کی فتح اور اصحابؓ رسولؐ کے قتل کی خوشی میں کہے تھے۔ یہ بات عمرؓ بن الخطاب سے بیان کی گئی انہوں نے حسانؓ سے کہا اے ابن الفریعہ کاش تم ہندہ کے قول کو سنتے۔ وہ چٹان پر کھڑی ہوئی ہمارے مقابلہ پر رجز پڑھ رہی ہے اور حمزہؓ کے ساتھ جو کچھ اس نے کیا ہے اسے بیان کر رہی ہے۔ حسانؓ نے کہا میں اس پہاڑ کی چوٹی اطم پر کھڑا ہوا تھا کہ میں نے بھالے کو گرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے دل میں کہا تھا کہ یہ عرب کا ہتھیار نہیں ہے اور وہ بھالا حمزہؓ پر تیر کی طرح جا رہا تھا اس کے علاوہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ ہندہ کے کچھ شعر مجھے سناؤ تو پھر میں اس کی خبر لوں۔ عمرؓ نے اس کے کچھ شعر حسان کو سنائے انہوں نے ہندہ کی ہجو کہی۔

ابوسفیان کی لن ترانی:

براءؓ سے مروی ہے کہ ابوسفیان پہاڑ پر چڑھ کر ہمارے قریب آیا اس نے دو مرتبہ پوچھا کیا تم میں محمدؐ ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی اسے جواب نہ دو پھر تیسری مرتبہ پوچھا کیا تم میں ابن ابی قحافہ ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے۔ پھر اس نے تین مرتبہ عمرؓ بن الخطاب کو پوچھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی اسے جواب نہ دے اس خاموشی پر ابوسفیان نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ یہ سب ضرور مارے گئے زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اب عمرؓ بن الخطاب سے نہ رہا گیا انہوں نے کہا اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے اللہ نے ان سب کو محفوظ رکھا ہے جو تیری ذلت کا باعث ہوں گے۔ ابوسفیان کہنے لگا ہبل کی جے' ہبل کی جے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا جواب دو۔ صحابہؓ نے پوچھا کیا جواب دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہو اللہ بہت بزرگ و برتر ہے۔ ابوسفیان کہنے لگا عزیٰ ہمارا ہے تمہارا کوئی عزیٰ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا جواب دو۔ صحابہؓ نے پوچھا کیا جواب دیں؟

آپؐ نے فرمایا کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی والی و مالک نہیں۔ ابوسفیان نے کہا آج ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا اور لڑائی بڑا ڈھول ہے کبھی بھرتا ہے اور کبھی خالی ہوتا ہے تم اپنے مقتولین میں مقطوع الاعضاء لاشیں پاؤ گے مگر میں نے نہ اس کا حکم دیا تھا اور نہ اس فعل کو بری نظر سے دیکھا۔

حضرت حمزہؓ کی لاش کی بے حرمتی:

ابن اسحٰق اپنے بیان میں کہتے ہیں کہ جب عمرؓ نے ابوسفیان کو جواب دیا تو اس نے ان سے کہا کہ ذرا یہاں آؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ جاؤ دیکھو وہ کیا کہتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے ابوسفیان نے ان سے کہا اے عمرؓ! میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم سچ بتاؤ کہ کیا واقعی ہم نے محمد کو قتل کر دیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا ہرگز نہیں وہ اس وقت بھی تمہاری گفتگو سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تم کو میں ابن قمیہ سے زیادہ صادق القول سمجھتا ہوں اور اس کے دعوے کے مقابلہ میں کہ اس نے محمد کو قتل کر دیا ہے تمہارے بیان کو زیادہ صحیح سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد اس نے بلند آواز میں کہا تمہارے مقتولین میں مقطوع الاعضاء لوگ ہیں مگر میں نے نہ اس کی اجازت دی تھی اور نہ ممانعت کی تھی اسی لیے اس فعل کو نہ میں نے اچھا سمجھا اور نہ برا۔ حالانکہ بنوالحارث بن عبدمناۃ کے جلیس بن زبان نے جو اس روز جیوش کا افسر تھا خود ابوسفیان بن حرب کو حمزہ رضی اللہ عنہ کے جبڑے میں نیزے کی انی بھونک کر یہ کہتے سنا' لے اس کا مزہ چکھ اور پھر اس نے کہا اے بنوکنانہ دیکھتے ہو یہ قریش کا سردار اپنے عزیز قریب کے ساتھ وہ سلوک کر رہا ہے جو ذبح کردہ جانور کے گوشت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا خاموش رہو' اس بات کو اب کسی سے بیان نہ کرنا یہ مجھ سے لغزش ہوگئی۔

ابوسفیان کے تعاقب کا حکم:

ابوسفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ پر سے پلٹ کر جانے لگا۔ اس نے بلند آواز میں مسلمانوں سے کہا کہ اب آئندہ سال پھر بدر میں تم سے مقابلہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کسی صحابیؓ سے کہا کہہ دو کہ ہاں ضرور۔ پھر آپؐ نے علیؓ بن ابی طالب کو حکم دیا کہ تم مشرکین کے پیچھے جا کر دیکھو کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور آئندہ کیا کرنا چاہتے ہیں اگر انہوں نے گھوڑوں کو کوتل ساتھ لیا ہو اور خود وہ اونٹوں پر سوار ہوں تو سمجھ لینا کہ اب وہ مکہ پلٹ رہے ہیں اور اگر اس کے برعکس وہ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹوں کو خالی ساتھ لے جا رہے ہوں تو سمجھنا کہ ان کا ارادہ مدینہ کا ہے اس وقت قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ مدینہ کا رخ کریں گے تو میں ضرور فوراً مدینہ پہنچ کر وہاں ان سے لڑوں گا۔

علیؓ کہتے ہیں حسب الحکم میں ان کے پیچھے چلا کہ دیکھوں وہ اب کیا کرتے ہیں۔ جب میں نے دیکھا کہ انہوں نے گھوڑوں کو کوتل کر دیا ہے اور اونٹوں پر سوار ہو گئے ہیں میں نے سمجھ لیا کہ یہ اب مکہ جا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہدایت کی تھی کہ جو کچھ تم دیکھو جب تک میرے پاس نہ آ جاؤ ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا۔ مگر جب میں نے ان کو مکہ جاتے دیکھ لیا تو میں اس خبر کو رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے باوجود اس خوشی کی وجہ سے کہ میں نے ان کو بجائے مدینہ جانے کے مکہ جاتا ہوا دیکھا تھا چھپا نہ سکا اور میں چلاتا ہوا آپ کی طرف آیا۔

حضرت سعدؓ بن الربیع کی شہادت:

اب لوگ اپنے مقتولین کی دیکھ بھال کے لیے فارغ ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو مجھے دیکھ کر بتائے کہ سعدؓ بن

الربیع نے جنگ میں کیا کیا (یہ سعدؓ بنوالحارث بن خزرج سے تھے) آیا وہ زندہ ہیں یا مر گئے؟ ایک انصاری نے کہا رسول اللہ ﷺ میں دیکھ کر آتا ہوں' وہ میدان کارزار میں گئے ان کو تلاش کیا دیکھا کہ سخت مجروح ہیں اور صرف سانس باقی ہے۔ یہ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے سعدؓ سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ میں تم کو دیکھ آؤں زندہ ہو یا ختم ہو گئے۔ سعدؓ نے کہا میرا کام تمام ہو چکا ہے تم رسول اللہ ﷺ سے میرا اسلام کہو اور عرض کرو کہ سعد بن الربیع آپؐ سے عرض پرداز ہے کہ اللہ آپ کو بہترین جزا دے جو اس نے کسی نبی کو اپنی امت کی خدمت کے عوض میں دی ہو۔ تم اپنی قوم کو میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ سعد بن الربیع نے کہا ہے کہ اگر تمہاری موجودگی میں دشمن کسی طرح بھی رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا تو اللہ کے سامنے تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا کیونکہ تمہارے پاس دیکھنے کے لیے آنکھیں ہیں۔ ان کے مرنے تک میں وہیں کھڑا رہا پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر ان کا واقعہ بیان کیا۔ آپؐ حمزہؓ بن عبدالمطلب کو تلاش کرنے چلے۔ آپؐ نے ان کو وادی کے شکم میں مقتول پایا ان کا پیٹ چاک کر کے ان کا کلیجہ نکال لیا گیا تھا۔ ان کے جسم کو قطع کر دیا گیا تھا اور ناک کان کاٹ ڈالے گئے تھے۔

محمد بن جعفر کی روایت:

محمد بن جعفر بن الزبیر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں مقتول دیکھا آپؐ نے فرمایا اگر صفیہ کو رنج نہ ہو یا میرے بعد یہ بات سنت نہ ہو جائے تو میں ان کو بغیر دفن کیے اسی طرح یہاں چھوڑ دوں تا کہ درندے اور پرندے ان سے شکم پری کر لیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ بھی مجھے قریش پر فتح عطاء کی تو میں ان کے تیس مقتولوں کو ٹکڑے ٹکڑے کروں گا۔ مسلمانوں نے جب دیکھا کہ آپ کو آپؐ کے چچا کے ساتھ جو برتاؤ کیا گیا اس پر اس قدر رنج اور غصہ ہے' انہوں نے عرض کیا کہ اگر ہمیں ابدالآباد تک کسی دن ان مشرکین پر فتح حاصل ہوئی تو ہم ان کے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے کہ آج تک کسی عرب نے کسی کے ساتھ نہ کیا ہو۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اسی ارشاد اور پھر صحابہؓ کے اس قول کے متعلق اللہ عزوجل نے قرآن میں: و ان عاقبتم فعاعقبوا بمثل ما عوقبتم به و لئن صبرتم لهو خير للصابرين . آخر سورہ تک نازل فرمایا: ''اور اگر تم بدلہ لو تو ایسا کرو جیسا تمہارے ساتھ کیا گیا۔ اور البتہ اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے''۔ اس وحی کی بناء پر رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کو معاف کر دیا یا خود صبر کر لیا اور مقتول کے جسم کو قطع و برید کرنے کی ممانعت کر دی۔

حضرت صفیہ کا صبر و ایثار:

ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ صفیہؓ بنت عبدالمطلب اپنے حقیقی بھائی حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھنے آئیں' رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیٹے زبیر بن العوام سے کہا کہ تم ان کے پاس جاؤ اور لوٹا دو تا کہ جو کچھ ان کے بھائی کے ساتھ ہوا ہے وہ اسے دیکھنے نہ پائیں۔ زبیرؓ ان کے پاس گئے اور کہا اماں جان رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ واپس چلی جائیں۔ انہوں نے پوچھا کیوں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے بھائی کے اعضاء کو قطع کیا گیا ہے اللہ کی راہ میں یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے محض اس وجہ سے اگر مجھے ممانعت کی گئی ہے تو میں اس سے خوش نہیں ہوئی۔ انشاء اللہ میں صبر و تحمل سے کام لوں گی۔ زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر ان کا قول بیان کیا' آپؐ نے کہا اچھا ان کو جانے دو' وہ حمزہؓ کے پاس آئیں ان کو خوب دیکھا ان پر رحمت کی دعا کی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور ان کے لیے طلب مغفرت کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے وہ دفن کر دیے گئے۔

حضرت عبداللہؓ بن جحش کا مثلہ:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن جحش کی اولاد میں سے بعض کا یہ دعویٰ ہے کہ عبداللہؓ بن جحش کے ساتھ بھی مشرکین نے وہی سلوک کیا جو حمزہؓ کے ساتھ کیا تھا البتہ ان کا کلیجہ نہیں نکالا۔ یہ امیمہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور حمزہؓ ان کے ماموں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بھی حمزہؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا۔ مگر ہم نے یہ بات ان کے خاندان کے علاوہ اور کہیں نہیں سنی۔

حضرت حیسل بن جابرؓ اور حضرت ثابتؓ بن دقش کی شہادت:

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ احد روانہ ہو گئے حیسل بن جابر الیمان' ابوحذیفہ بن الیمان اور ثابتؓ بن دقش بن رعوراء عورتوں اور بچوں کے ساتھ ایک گڑھی میں بٹھا دیے گئے تھے۔ یہ دونوں نہایت سن رسیدہ بوڑھے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا اب کاہے کا انتظار ہے ہماری عمر بہت ہی کم رہ گئی ہے ہم صبح و شام کے یوں ہی مہمان ہیں کیوں نہ تلواریں سنبھال کر رسول اللہ ﷺ سے جا ملیں' شاید آپ کی معیت میں اللہ ہمیں شہادت سے متفخر کر دے۔ دونوں نے تلواریں اٹھائیں اور اپنے مقام سے چل کر اور لوگوں میں آ کر شامل ہو گئے مگر کسی کو ان کے آنے کا علم نہ ہوا۔ ثابت بن دقش کو مشرکین نے شہید کر دیا۔ حیسل بن جابر بن الیمان پر خود مسلمانوں کی ایک دم کئی تلواریں پڑیں جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔ مسلمان ان کو پہچانتے نہ تھے' حذیفہ نے کہا یہ میرے باپ ہیں۔ ان کے قاتل مسلمانوں نے کہا کہ بخدا ہم ان کو نہیں جانتے تھے اور واقعہ یہی تھا کہ وہ ان کو جانتے نہ تھے حذیفہؓ نے کہا اللہ تم کو معاف کر دے گا اور وہ سب سے بڑھ کر مہربان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے چاہا کہ ان کی دیت دیں' مگر حذیفہؓ نے اپنے باپ کے خوں بہا کو مسلمانوں پر تصدق کر دیا۔ جس سے ان کی شرافت اور نیکی رسول اللہ ﷺ کی نظر میں اور بڑھ گئی۔

حاجب بن امیہ منافق:

ابن اسحٰق عاصم بن عمر بن قتادہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں حاطب بن امیہ بن رافع ایک شخص تھا اور یزید بن حاطب اس کا بیٹا تھا جنگ احد میں وہ زخمی ہوا حالت نزع میں اسے لوگ اس کے گھر لائے۔ تمام گھر والے جمع ہو گئے۔ تمام مسلمان مرد اور عورتیں کہنے لگیں اے ابن حاطب تم کو جنت کی بشارت ہو اس پر اس کے باپ حاطب نے جس کی تمام عمر زمانۂ جاہلیت میں بسر ہو چکی تھی اس وقت اپنا نفاق ظاہر کیا اور کہنے لگا کس چیز کی بشارت دیتے ہو۔ کیا جنگلی روسہ کی جنت کی بشارت دیتے ہو۔ بخدا تم نے اس لڑکے کو دھوکے میں ڈالا اور مجھے اس کی موت کا صدمہ دیا۔

قزمان کی خودکشی:

ہم میں ایک باہر والا بھی تھا۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کس مقام کا باشندہ ہے قزمان اس کا نام تھا' جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر آتا تو آپ فرماتے کہ وہ دوزخی ہے۔ جنگ احد میں وہ نہایت ہی شجاعت اور بسالت سے لڑا۔ اس نے آٹھ یا نو مشرکوں کو تہ تیغ کر دیا یہ ایک زبردست اور بہادر آدمی تھا۔ جب زخموں نے اسے بےکار کر دیا لوگ اسے بنوظفر کے مکان میں اٹھا لائے۔ بعض مسلمان اس سے کہنے لگے قزمان آج تو تم نے خوب ہی دادِ مردانگی دی تم کو بشارت ہو اس نے کہا کس بات کی بشارت بخدا میں تو اپنی قومی روایات شجاعت کو برقرار رکھنے کے لیے اس طرح لڑا' اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں جنگ ہی میں شرکت نہ کرتا۔ جب اس کے زخموں کی تکلیف زیادہ بڑھی اس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور اس سے اس نے اپنی نبضیں قطع کر دیں ان سے بدن کا تمام خون بہہ گیا اور وہ مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب اس کی اطلاع دی گئی آپؐ نے فرمایا میں اعلان کرتا ہوں کہ میں

واقعی اللہ کا رسول ہوں۔

مخریق یہودی:

جنگ احد میں مخریق یہودی مارا گیا۔ یہ بنوثعلبہ میں الغطیون سے تھا۔ جنگ احد کے دن اس نے یہودیوں سے کہا کہ محمد کی نصرت ہم پر فرض ہے۔ یہودی کہنے لگے مگر آج سنیچر ہے۔ اس نے کہا میں سنیچر کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ اس نے تلوار سنبھالی دوسری ضروریات جنگ ساتھ لیں اور کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو میرا تمام مال محمد کو دے دیا جائے وہ جس طرح چاہیں اسے کام میں لائیں۔ ان انتظامات سے فارغ ہو کر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپؐ کے ساتھ قریش سے لڑا اور مارا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جہاں تک معلوم ہوا ہے فرمایا کہ مخریق یہود میں سب سے بہتر ہے۔

شہداء کی احد میں تدفین:

مسلمانوں نے اپنے بعض مقتولین کو مدینہ لا کر دفن کر دیا مگر پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی ممانعت کر دی اور کہا جہاں وہ گرے ہیں وہیں ان کو دفن کر دو۔

عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن عمرو کی تدفین:

بنوسلمہ کے بعض شیوخ سے مروی ہے کہ اس روز جب آپؐ نے شہداء کے دفن کا حکم دیا فرمایا کہ عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو تلاش کرو وہ اس دنیا میں ایک دوسرے کے مخلص دوست تھے اس لیے دونوں کو ایک ہی قبر میں رکھو۔ عرصہ کے بعد جب معاویہ نے قاۃ کو کھودا ان دونوں کی لاشیں برآمد کی گئیں' ان میں لچک باقی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کل دفن کیے گئے ہیں۔

حمنہ بنت جحش:

آپ احد سے مدینہ واپس ہوئے حمنہ بنت جحش آپؐ کے پاس آئیں' ان سے کہا گیا تھا کہ تمہارے بھائی عبداللہ بن جحشؓ مارے گئے۔ انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد ان سے ان کے ماموں حمزہؓ بن عبدالمطلب کے قتل کی اطلاع دی گئی۔ اس پر بھی انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد ان کے خاوند مصعب بن عمیرؓ کے قتل کی اطلاع دی گئی سنتے ہی وہ چیخ اٹھیں اور رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کے قلب میں شوہر کی خاص جگہ ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنے بھائی اور ماموں پر ضبط کیا مگر شوہر کی موت پر چیخ اٹھیں۔

رسول اللہ ﷺ بنوعبدالاشہل اور ظفر انصاریوں کے ایک گھر سے گزرے آپ نے وہاں نوحہ و بکاء کا شور سنا جو وہ اپنے مقتولین پر کر رہے تھے' خود آپ کی آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا گئیں اور گریہ طاری ہو گیا پھر فرمایا لیکن حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں ہے۔ جب سعدؓ بن معاذ اور اسیدؓ بن حضیر بنوعبدالاشہل کے خاندانی گھر آئے انہوں نے ان کی عورتوں سے کہا کہ تم چادریں اوڑھ کر جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کے چچا پر نوحہ کرو۔

محمد بن سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنودینار کی ایک عورت کے پاس آئے جس کا شوہر' بھائی اور باپ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ احد میں مارے گئے تھے جب اس کو ان سب کی شہادت کی اطلاع دی گئی اس نے پوچھا یہ بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا اے ام فلاں وہ بالکل اچھے اور خیریت سے ہیں۔ اس نے کہا مجھے بتاؤ تا کہ میں بچشم خود ان کو دیکھ لوں۔ لوگوں نے اشارے سے آپ کو بتایا۔ اس نے آپ کو دیکھ کر کہا آپؐ کی موجودگی میں ہر مصیبت بے حقیقت ہے۔

حضرت سہلؓ اور حضرت ابودجانہؓ کی تعریف:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خود اپنے گھر تشریف لائے۔ آپؐ نے اپنی تلوار اپنی صاحبزادی فاطمہ ؓ کو دی اور فرمایا بیٹی اس پر خون ہے اسے دھوڈالو۔ علیؓ نے بھی اپنی تلوار فاطمہؓ کو دی اور کہا کہ اس کا خون دھوڈالو آج اس نے مجھے خوب کام دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے آج جنگ میں پورا حق ادا کیا ہے تو تمہارے ساتھ سہل بن حنیف اور ابودجانہ سماک بن خرشہ نے بھی اپنا حق ادا کیا ہے۔

حضرت علیؓ کے اشعار:

یہ بھی مروی ہے کہ جب حضرت علیؓ نے اپنی تلوار فاطمہؓ کو دی انہوں نے یہ شعر پڑھے:

افاطم هاك السيف غيرذميم　　فلست برعديد و لا بمليم

ترجمہ: ''اے فاطمہؓ یہ تلوار لو جس سے مجھے کوئی شکایت نہیں ہے اور نہ میں بزدل اور نکما ہوں۔

لعمری لقد قاتلت فی حب احمدؐ　　وطاعة رب بالعباد رحيمٌ

ترجمہ: قسم ہے میری جان کی میں احمد ﷺ کی محبت اور اپنے رب کی اطاعت میں جو اپنے بندوں پر رحیم ہے لڑا۔

وسيفی بكفی كالشهاب اهزه　　اجذبه من عاتق وضميم

ترجمہ: اس حال میں کہ تلوار میرے ہاتھ میں روشن ستارے کی طرح تھی جسے میں پھرا رہا تھا اور اس سے میں کندھوں اور پسلیوں کو قطع کر رہا تھا۔

فما ذلت حتی فضی ربی جموعهم　　وحتی شفينا نفس كل حليم

ترجمہ: میں اسی طرح شمشیرزنی کرتا رہا یہاں تک کہ میرے رب نے ان کی جماعت کو پراگندہ کر دیا اور ہم نے ہر حلیم شخص کے دل کو دشمن کے قتل سے ٹھنڈا کر دیا''۔

شمشیر رسولؐ کا احترام:

ابودجانہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے تلوار لی اور نہایت بہادری کے ساتھ دشمن سے لڑے۔ وہ خود کہتے تھے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بڑی شدت سے لوگوں کو جنگ کی ترغیب وتحریص دے رہا ہے اور ان کو جوش اور حمیت دلا رہا ہے میں اس کی طرف چلا اور جب میں نے اس پر تلوار اٹھائی تو وہ رو پڑی۔ میں نے دیکھا کہ وہ عورت ہے۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار کو اس سے بالاتر سمجھا کہ اس سے میں کسی عورت پر وار کروں۔ اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا۔

جابرؓ بن عبداللہ کی معذرت:

رسول اللہ ﷺ سنیچر کے دن مدینہ واپس آئے۔ اسی دن احد کی لڑائی ہوئی تھی۔ عکرمہ سے مروی ہے کہ نصف شوال سنیچر کے دن احد کی لڑائی ہوئی۔ دوسرے دن ۱۶ ارشوال کو رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے بذریعہ اعلان تمام لوگوں کو دشمن کے تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ نیز یہ کہا مگر کوئی ایسا شخص جو کل ہمارے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہوا وہ آج بھی ساتھ نہ ہو۔ جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں گفتگو کی اور عرض کیا کہ میری سات بہنیں ہیں' میرے باپ نے مجھے ان کے پاس چھوڑ دیا تھا اور کہا تھا کہ اے بیٹے میرے اور تم دونوں کے لیے یہ زیبا نہیں کہ ہم ان سب عورتوں کو بلا حفاظت چھوڑ دیں کیوں کہ یہاں ان کے

ساتھ کوئی مرد نہیں ہے' اور میں تم کو اپنے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کے لیے ترجیح نہیں دے سکتا' لہٰذا تم اپنی بہنوں کے پاس رہو' اس لیے مجھے مجبوراً ان کے پاس ٹھہر جانا پڑا۔ اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کو ساتھ چلنے کی اجازت دے دی رسول اللہ ﷺ اس وقت دشمن کے تعاقب میں اسے مرعوب کرنے کے لیے برآمد ہوئے تھے آپ کا مقصد یہ تھا کہ اسے معلوم ہو جائے کہ ہم اس کے تعاقب میں آ رہے ہیں اور ہم میں اس کی قوت موجود ہے۔ اور جو نقصان جنگ میں ہم کو ہوا ہے اس نے ہم کو دشمن کے مقابلہ سے عاجز اور نکما نہیں کر دیا۔

مسلمانوں کی مراجعت مدینہ:

عائشہؓ بنت عثمان کے مولیٰ ابوالسائب سے مروی ہے کہ بنوعبدالاشہل کے ایک شخص نے جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ احد میں شریک ہوا تھا۔ بیان کیا کہ میں اور میرا ایک بھائی دونوں رسول اللہ ﷺ کے جنگ احد میں شریک تھے۔ ہم دونوں زخمی ہو کر میدان کارزار سے آپؐ کے پاس آ گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے دشمن کے تعاقب میں چلنے کا اعلانِ عام کیا۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ تو اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ ہم سے کوئی غزوہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ترک ہو جائے مگر بخدا ہمارے پاس سواری بھی نہیں ہے اور ہم دونوں سخت زخمی بھی ہیں مگر باوجود اس کے ہم ساتھ چلے۔ میں اپنے بھائی کے مقابلہ میں کم زخمی تھا اس لیے جب چلتے چلتے وہ رہ جاتا میں اس کو کچھ دور اٹھا کر لے جاتا اور کچھ دور وہ خود اپنے پاؤں چلتا۔ اسی طرح چلتے ہوئے ہم دونوں بھی اس مقام تک جا پہنچے جہاں اور مسلمان پہنچے تھے۔ رسول اللہ ﷺ احد سے چل کر حمراء الاسد تک آئے جو مدینہ سے آٹھ میل ہے۔ یہاں آپؐ نے تین دن دوشنبہ' سہ شنبہ اور چہارشنبہ قیام فرمایا پھر آپؐ مدینہ چلے آئے۔

معبدالخزاعی:

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ اسی مقام پر قیام کے اثناء میں معبدالخزاعی آپؐ کے پاس آیا۔ اس وقت تک بنوخزاعہ میں مسلمان اور مشرک دونوں تھے۔ مگر یہ رسول اللہ ﷺ کے خاص ہمراز تھے۔ ان کا آپؐ سے معاہدہ تھا اور حلیف تھے۔ اس لیے اپنی کسی بات کو وہ آپؐ سے پوشیدہ نہیں رکھتے تھے۔ یہ معبد اب تک مشرک تھا اس نے آپؐ سے کہا کہ بخدا جو شکست آپ کو ہوئی اور جس قدر آپؐ کے ساتھی مارے گئے اس سے ہمیں رنج ہے اور یہ بات ہم پر شاق ہے ہم دل سے چاہتے تھے کہ اللہ آپ کو ان پر غلبہ دیتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے حمراء الاسد سے چلا گیا اور روحاء میں ابوسفیان بن حرب سے ملا۔ قریش رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کی طرف پلٹ آنے کے لیے تیار تھے ان کا خیال تھا کہ اگر چہ ہم نے مسلمانوں کے دلاور سرداروں اور اشراف کو قتل کر دیا مگر قبل اس کے کہ ہم ان کا سرے سے استیصال کریں وہ مقابلہ سے پسپا ہو گئے۔ لہٰذا ہم اب ان بقایا پر دوبارہ حملہ کرتے ہیں اور ان کا بالکل خاتمہ کرتے ہیں۔

معبدالخزاعی اور ابوسفیان:

ابوسفیان نے معبد کو دیکھا پوچھا کیا خبر ہے۔ اس نے کہا محمدؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ ایسی زبردست جمعیت کے ساتھ جو میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی تمہارے تعاقب میں آ رہے ہیں وہ تم پر دانت پیس رہے ہیں۔ جو لوگ تمہاری لڑائی میں ان کے ساتھ شریک جنگ نہ ہو سکے تھے' اب وہ سب ان کے پاس آ گئے ہیں۔ ان کو اپنے کیے کی سخت ندامت ہے اور تمہارے خلاف ان میں اتنے شدید عداوت اور انتقام کے جذبات موجزن ہیں کہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ ابوسفیان نے کہا کیا کہہ رہے ہو۔ اس نے کہا میں سمجھتا

ہوں کہ تم یہاں سے کوچ بھی نہ کرنے پاؤ گے کہ تم کو خود گھوڑوں کی پیشانیاں نظر آ جائیں گی۔ ابوسفیان نے کہا مگر ہم تو قطعی اس بات کا تہیہ کر چکے ہیں کہ ان پر دوبارہ حملہ کر کے ان کے بقیہ کا بالکل قلع قمع کر ڈالیں۔ معبد نے کہا مگر میں اب بھی تم کو اس ارادے سے روکتا ہوں جو کچھ میں نے خود دیکھا ہے اس سے میں اس قدر متاثر ہوا کہ میں نے چند شعر بھی کہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ وہ کیا شعر کہے ہیں۔ معبد نے اپنے اشعار سنائے جس میں رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کی شجاعت اور بسالت کو بیان کیا گیا تھا۔ ان اشعار کو سن کر ابوسفیان اور اس کی جماعت نے اپنا رخ پھیر دیا۔

ابوسفیان کا پیغام:

اثنائے راہ میں عبدالقیس کا ایک قافلہ پاس سے گزرا ابوسفیان نے پوچھا کہاں کا قصد ہے۔ انہوں نے کہا مدینہ جا رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا میں تم کو ایک پیغام دیتا ہوں وہ تم محمد کو پہنچا دینا اور اس کے صلہ میں آئندہ جب تم عکاظ کے بازار میں آؤ گے میں تمہارا ان اونٹوں کو چھوہاروں سے لدوا دوں گا۔ انہوں نے کہا اچھا۔ ابوسفیان نے کہا جب تم محمدؐ کے پاس پہنچو تو کہہ دینا کہ ہم تمہارے بقیہ کا استیصال کرنے کے لیے تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے مقابلہ پر آنے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔ جب یہ قافلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ جو اب تک حمراء الاسد میں مقیم تھے۔ انہوں نے آپؐ سے ابوسفیان کا قول بیان کیا۔ آپ نے اور صحابہؓ نے سن کر کہا ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر وکیل ہے۔

معاویہ بن المغیرہ اور ابوغزہ:

ابوجعفر نے کہا ہے کہ تیسرے دن کے بعد آپؐ مدینہ واپس چلے گئے۔ بعض مورخوں نے بیان کیا ہے کہ جب اس مرتبہ آپؐ حمراء الاسد جا رہے تھے اثناءِ راہ میں معاویہ بن المغیرہ بن ابی عاص اور ابوغزہ الجمحی آپؐ کے ہاتھ لگ گئے حمراء الاسد جاتے ہوئے آپؐ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اس ۳ ہجری کے نصف رمضان میں حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب پیدا ہوئے اور اسی سال فاطمہؓ کو حسینؓ کا حمل ٹھہرا۔ بیان کیا گیا ہے کہ حسنؓ کی ولادت اور حسینؓ کے استقرار حمل میں پچاس راتوں کا وقفہ ہوا نیز اس سال ماہِ شوال میں جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر کا استقرار حمل ہوا۔

باب ۸

بنونضیر کی جلاوطنی ۴ھ

عضل اور قارہ کی بدعہدی:

۴ھ میں غزوۃ الرجیع کا واقعہ ہوا۔ عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ اُحد کے بعد عضل اور قارہ کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انہوں نے عرض کیا کہ ہم میں اسلام اور دین داری ہے۔ آپ صحابہؓ میں سے کچھ لوگوں کو ہمارے یہاں بھیج دیجیے تا کہ وہ ہمیں اصول دین سمجھائیں۔ قرآن پڑھائیں اور قوانین شرع بتائیں آپؐ نے اپنے چھ صحابہ مرثد بن ابی مرثد الغنوی' حمزہؓ بن عبدالمطلب کے حلیف خالد بن البکیر بنوعدی بن کعب کے حلیف' بنوعمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح' بنوجحجبی ابن کلفہ بن عمرو بن عوف کے خبیبؓ بن عدی۔ بنو بیاضد بن عامر کے زیدؓ بن الدثنۃ اور خاندان بلی کے عبداللہ بن طارق کو جو بنوظفر کے حلیف تھے اس کام کے لیے ان کے ساتھ بھیجا۔ مرثد بن ابی مرثد کو اس جماعت کا امیر مقرر فرمایا' یہ جماعت اس وفد کے ساتھ چلی' جب یہ رجیع آئے جو بنوہذیل کا حجاز میں ہدۃ کے اتار پر ایک چشمہ ہے ان لوگوں نے مسلمانوں کے ساتھ بدعہدی کی اور ہذیل کو للکارا کہ ان کو سنبھالو! مسلمان ابھی اپنی سواریوں ہی میں تھے کہ بہت سے لوگوں نے جو تلواروں سے مسلح تھے ہر طرف سے ان کو گھیرا۔ مسلمانوں نے بھی ان سے مقابلہ کے لیے تلواریں سنبھالیں مگر حملہ آوروں نے ان سے کہا کہ بخدا ہم تم کو مارنا نہیں چاہتے بلکہ اہل مکہ کے ہاتھ تم کو بیچ کر کچھ کمانا چاہتے ہیں اور اس کے لیے ہم خدا کے سامنے تم سے عہد و پیمان کرتے ہیں کہ اس کے سوا اور کچھ نہ کریں گے۔

تین صحابہ کی شہادت:

مرثدؓ بن ابی مرثد، خالدؓ بن البکیر اور عاصمؓ بن ثابت بن الاقلح نے تو کہہ دیا کہ ہم کسی مشرک کا عہد و پیمان کبھی قبول نہیں کریں گے' وہ دشمنوں سے لڑے اور مشرکین نے ان تینوں کو شہید کر دیا۔ زیدؓ بن الاثنۃ' خبیبؓ بن عدی اور عبداللہ بن طارق البتہ نرم پڑ گئے انہوں نے زندگی کو ترجیح دی اس لیے انہوں نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے ان کو قید کر دیا اور پھر ان کو بیچنے کے لیے مکہ چلے۔ جب ظہران پہنچے عبداللہ بن طارق نے اس ڈوری سے جس سے ان کے ہاتھ بندھے تھے اپنا ہاتھ نکال لیا اور پھر اپنی تلوار نکالی مگر حریف ان سے دور جا ہٹا اور انہوں نے پتھروں سے ان کا کام تمام کر دیا۔ خبیبؓ بن عدی اور زیدؓ بن الاثنۃ کو لے کر وہ مکہ آئے اور دونوں کو فروخت کر دیا۔ خبیبؓ کو حجیر بن ابی اہاب التمیمی بنونوفل کے حلیف نے عقبہ بن الحارث بن عامر بن نوفل کے لیے خرید لیا یہ حجیر' حارث بن عامر کا اخیافی بھائی تھا۔ خبیب کو اس نے اس لیے خریدا تھا کہ عقبہ اسے اپنے باپ کے عوض میں قتل کر ڈالے۔ زیدؓ بن الاثنۃ کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ امیہ بن خلف کے بدلے میں قتل کرنے کے لیے خرید لیا۔

حضرت عاصمؓ کی لاش کی حفاظت:

عاصمؓ بن ثابت کے قتل ہو جانے کے بعد ہذیل کا ارادہ تھا کہ ان کے سر کو سلافہ بنت سعد بن شہید کے ہاتھ فروخت کر دے کیونکہ جب اس کا بیٹا احد میں مارا گیا اس نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر کبھی عاصم کا سر اس کو مل گیا تو وہ اس کے کاسۂ سر میں شراب پئے گی مگر شہد کی مکھیوں نے ہذیل کو اس ارادہ سے روکا اور وہ ان کے اور عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش کے درمیان میں حائل ہوگئیں۔ ہذیل نے کہا

اچھا اس وقت اسے یوں ہی شام تک چھوڑ دو جب یہ چلی جائیں گی ہم پھر آ کر اس کے سر کو کاٹ لیں گے مگر خدا کی قدرت یہ ہوئی کہ اس وادی میں ایسا سیلاب آیا کہ وہ عاصم کی لاش کو بہا لے گیا۔ چونکہ عاصمؓ مشرکین کو نجس محض سمجھتے تھے۔ اس لیے انہوں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ نہ میں کبھی کسی مشرک کو مس کروں گا اور نہ خود اپنے کو مس ہونے دوں گا۔ اسی لیے جب عمرؓ بن خطاب کو معلوم ہوا کہ شہد کی مکھیوں نے عاصم کی لاش کی اس طرح حفاظت کی اور ان کے سر کو نہ لے جانے دیا کہنے لگے کیا خدا کی قدرت ہے کہ اس نے اپنے مومن بندے کی اس طرح حفاظت کی۔ عاصمؓ نے اپنی زندگی میں نیت کی تھی کہ وہ کبھی نہ خود کسی مشرک کو مس کریں گے اور نہ اپنے کو مس ہونے دیں گے اللہ نے اس عہد کو برقرار رکھنے کے لیے جس طرح تاعین حیات ان کو مشرکوں سے بچایا اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس نے ان کو نجس ہونے سے بچایا۔

حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کی گرفتاری:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ مذکورۂ بالا واقعہ ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان پر مبنی ہے ان کے علاوہ اس مہم کے متعلق ابو ہریرہؓ سے یہ منقول ہوا ہے کہ اس کام پر رسول اللہ ﷺ نے دس آدمیوں کو عاصمؓ بن ثابت کی امارت میں روانہ کیا یہ مدینہ سے چل کر جب ہداۃ آئے ہذیل کے خاندان بنولحیان کو ان کی اطلاع ہوئی' انہوں نے سو تیر اندازوں کو ان کی طرف بھیجا۔ یہ حملہ آور جب اس مقام پر آئے جہاں ٹھہر کر مسلمانوں نے کھجور کھائے تھے۔ کھجور کی گٹھلیاں دیکھ کر انہوں نے کہا کہ یہ مدینہ کے کھجوروں کی ہیں۔ اب یہ مسلمانوں کے آثار پر ان کے تعاقب میں چلے۔ عاصمؓ اور ان کے ہمراہیوں کو ان کی آہٹ ملی وہ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے۔ انہوں نے آ کر ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور پھر ان سے مطالبہ کیا کہ تم اپنے کو ہمارے حوالے کر دو اور ہم حفاظت کا وعدہ کرتے ہیں۔ عاصم نے کہا کہ میں ہرگز کسی کافر کے عہد پر اعتماد کر کے اپنے کو اس کے حوالے نہیں کروں گا۔ اے خداوندا! تو اپنے نبی کو ہمارے حال کی خبر کر دے۔ البتہ ابن الاثنتہ البیاضی خبیبؓ اور ایک دوسرے صاحب نے اپنے کو کفار کے حوالے کر دیا' انہوں نے اپنی کمانوں کی تانتیں کھول کر ان سے مسلمانوں کو جکڑ بند کر لیا۔ اس طرح عمل سے تین میں سے ایک مسلمان زخمی ہو گئے۔ انہوں نے کہا یہ تمہاری بدعہدی کی ابتداء ہے' میں تمہارے ساتھ نہیں جاتا۔ کفار نے ان کو مار مار کر ہلاک کر دیا۔ خبیبؓ اور ابن الاثنتہ کو وہ مکہ لائے۔

حضرت خبیبؓ کا کردار:

خبیبؓ نے چونکہ احد میں حارث کو قتل کیا تھا اس لیے انہوں نے ان کو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کی اولاد کے حوالے کر دیا۔ یہ حارث کی بیٹیوں کے پاس مقیم تھے کہ انہوں نے ان میں سے کسی لڑکی سے عاریۃً استرا مانگ لیا اور اسے لڑائی کے لیے تیز کرنے لگے۔ اس عورت کا ایک چھوٹا بچہ تھا جو پاؤں پاؤں چل رہا تھا' خبیبؓ نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا۔ اس عورت نے جب اپنے بچہ کو ان کے پاس دیکھا اور دیکھا کہ استرا ان کے ہاتھ میں ہے وہ خوف زدہ ہو کر چلائی۔ خبیبؓ نے کہا کہ کیا تم کو اس بات کا خوف ہے کہ میں اس بچہ کو قتل کر دوں گا۔ ہرگز یہ خیال نہ کرنا بدعہدی ہمارا شعار نہیں۔

عرصہ کے بعد اس عورت نے بیان کیا کہ میں نے خبیبؓ سے بہتر اسیر نہیں پایا حالانکہ اس وقت مکہ میں کسی پھل کا موسم نہ تھا میں نے ان کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ دیکھا جسے وہ کھا رہے تھے اور بے شک وہ اللہ کا بھیجا ہوا رزق تھا۔

قریش کے ایک خاندان نے اپنے آدمی بھیجے کہ وہ عاصمؓ کا کچھ گوشت کاٹ لائیں کیونکہ انہوں نے اس خاندان کے کئی آدمی احد میں مارے تھے' مگر اللہ نے شہد کی مکھیاں ان کی حفاظت کے لیے بھیج دیں انہوں نے ان کے جسم کی حفاظت کی اور جو لوگ اسے قطع

کرنے آئے تھے ان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہو سکی وہ بے نیل ومرام واپس چلے گئے۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت:

جب خبیب کو حرم سے باہر قتل کرنے لے چلے انہوں نے کہا ذرا مجھے مہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ کفار نے ان کو اجازت دی۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس واقعہ کی وجہ سے بعد میں یہ طریقہ ہی رائج ہو گیا۔ جس کسی کو مجبور کر کے قتل کیا جاتا وہ دو رکعت نماز پڑھتا' نماز کے بعد خبیبؓ کہنے لگے کہ اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ کفار کہیں گے کہ یہ قتل سے مضطرب ہے تو میں نماز میں اور زیادتی کرتا۔ میں اللہ کے لیے قتل کیا جا رہا ہوں مجھے اس کی کچھ پروا نہیں کہ کس جانب لٹایا جاؤں پھر انہوں نے یہ شعر پڑھا:

و ذلك فی ذات لا له و ان يشاء يبارك علی اوصال شلو ممزّع

ترجمہ: ''یہ اللہ کے لیے ہے اور اگر وہ چاہے تو وہ میرے کمزور اعضائے جسم پر اپنی برکت نازل فرمائے'

اللهم احصهم عدداً و خذهم بدداً

ترجمہ: اے بارالہ تو ان سب کو بلا استثناء ہلاک وتباہ کر دے اور پارہ پارہ کر دے''۔

اس کے بعد ابوسروعہ بن الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف ان کو حرم سے باہر لے گیا اور اس نے تلوار سے ان کو شہید کر ڈالا۔

عمرو بن امیہ سے مروی ہے کہ مجھے تنہا رسول اللہ ﷺ نے بطور جاسوس قریش کے یہاں بھیجا۔ میں خبیب کی ٹکٹکی کے پاس آیا مجھے پاسبانوں کا بھی خوف تھا' مگر میں نے اس پر چڑھ کر خبیب کو کھول دیا ان کی لاش زمین پر گر پڑی میں فوراً ہی اتر آیا' مگر جب میں نے دیکھا تو وہاں اس کا کوئی نشان تک بھی موجود نہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ زمین کھا گئی۔ چنانچہ آج تک ان کی لاش کا پتہ نہیں ہے۔

حضرت زید بن الاثنہ کی شہادت:

ابوجعفرؒ نے بیان کیا ہے کہ زید بن الاثنہ کو صفوان بن اُمیہ نے اپنے غلام تسطاس کے ساتھ تنعیم روانہ کیا اور قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر نکالا۔ بہت سے قریش تماشہ کے لیے ان کے پاس جمع ہو گئے' ان میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا۔ جب زید کو قتل کرنے کے لیے آگے کیا گیا ابوسفیان نے ان سے کہا میں خدا کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کیا تم اس کو پسند کرو گے کہ اس وقت یہاں بجائے تمہارے محمدؐ ہوتے اور ہم ان کی گردن مارتے اور تم اپنے گھر بیوی بچوں میں ہوتے۔ زیدؓ نے کہا خدا کی قسم ہے کہ میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا کہ جہاں اب وہ ہیں وہاں بھی ان کو کوئی گزند پہنچے اور میں اپنے گھر بیٹھا رہوں۔ اس جواب کو سن کر ابوسفیان کہنے لگا' میں نے آج تک لوگوں میں باہم دیگر ایسی محبت نہیں دیکھی جو محمدؐ کے رفیقوں کو ان کے ساتھ ہے اس کے بعد تسطاس نے ان کو شہید کر دیا۔

حضرت عمروؓ بن اُمیہ الضمری:

رسول اللہ ﷺ نے ان کو ابوسفیان کے قتل کے لیے بھیجا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب ان صحابہ کی شہادت کی خبر جن کو رسول اللہ ﷺ نے اہل الرجیع کے مقام عضل اور قارہ کو بھیجا تھا آپ کو ملی۔ آپؐ نے عمرو بن امیہ الضمری کو ایک اور انصاری کے ساتھ ابوسفیان کے قتل کرنے کے لیے مکہ بھیجا۔ خود عمرو بن امیہ الضمری سے مروی ہے کہ خبیبؓ اور ان کے رفیقوں کے قتل کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے ساتھ ایک انصاری کو مکہ بھیجا اور کہا کہ تم ابوسفیان کو جا کر قتل کر دو۔ میں اور میرے ساتھی اس کام کے لیے چلے میرے ساتھ میرا ایک اونٹ تھا میرے رفیق کے پاس کوئی اونٹ نہ تھا' اس کے علاوہ ان کے پاؤں میں کچھ تکلیف تھی اس لیے

میں ان کو اپنے اونٹ پر بٹھا لیتا تھا۔ ہم بطن یاجج آئے ہم نے درے کے صحن میں اپنے اونٹ کو باندھ دیا اور خود پیدل درے کے اندر گئے۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا تم مجھے ابوسفیان کے گھر لے چلو میں اس کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھنا اگر وہاں کوئی مقابلہ ہو یا تم کو کوئی خطرہ نظر آئے تم فوراً اپنے اونٹ کے پاس چلے آنا سوار ہونا مدینہ جانا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے سارا واقعہ بیان کر دینا اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دینا۔ میں اس علاقہ سے اچھی طرح واقف ہوں یہیں میری عمر کا بہترین زمانہ گزرا ہے‘ اب ہم مکہ میں آ گئے‘ میرے پاس ایک نہایت تیز چھری تھی‘ جسے میں نے اس لیے پہلے سے تیار رکھا تھا کہ اگر کسی سے کشتی ہوئی تو اس سے اپنے حریف کو قتل کر دوں گا میرے رفیق نے مجھ سے کہا کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ پہلے ہم سات مرتبہ کعبہ کا طواف کریں اور وہاں دو رکعت نماز پڑھ لیں۔ میں نے کہا میں اہل مکہ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں ان کا دستور ہے کہ تاریکی ہوتے ہی وہ اپنے صحنوں میں فرش بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور میں اس بات کو بخوبی جانتا ہوں۔ یہی باتیں کرتے ہوئے ہم خانہ کعبہ آئے سات مرتبہ ہم نے اس کا طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر وہاں سے نکل کر ہم ان کی ایک مجلس سے گزرے‘ ان کے ایک شخص نے مجھے شناخت کر لیا اور پھر اس نے چلا کر کہا کہ یہ عمرو بن امیہ ہے۔ اب ہر طرف سے اہل مکہ ہماری طرف جھپٹے اور کہنے لگے کہ بخدا عمرو کوئی نیک خیال لے کر یہاں نہیں آیا ہے قسم ہے اس کی جس کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے یہ ضرور کسی بری نیت سے آیا ہے (یہ عمرو زمانہ جاہلیت میں شیطان اور قاتل تھے) اب وہ سب مجھے اور میرے رفیق کو پکڑنے اٹھے میں نے ان سے کہا تم تو بھاگ جاؤ مجھے اسی کا ڈر تھا جس شخص کو ہم قتل کرنے آئے تھے اس پر قابو پانے کا کوئی موقع نہیں تم اپنی جان بچا کر بھاگ جاؤ۔ ہم دونوں تیز دوڑتے ہوئے بھاگے‘ پہاڑ پر چڑھ کر ایک غار میں گھس گئے۔ رات ہم نے وہیں بسر کی۔ جب ہم ان کے ہاتھ نہ آ سکے وہ واپس چلے گئے۔

ابن مالک کا قتل:

میں نے غار میں داخل ہو کر اپنے آگے پتھروں کی پردہ کی ایک دیوار بنالی اور اپنے ساتھی سے کہا ذرا توقف کرو ان کو ہماری تلاش سے دست بردار ہو جانے دو وہ آج ساری رات اور کل سارا دن شام تک ہماری تلاش کریں گے۔ میں غار میں تھا عثمان بن مالک بن عبیداللہ التیمی اپنے گھوڑے کو کاوا دیتا ہوا سامنے آتا نظر آیا۔ اسی طرح بڑھتے ہوئے وہ ہمارے سامنے غار کے منہ پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ بخدا یہ ابن مالک ہے اگر اس نے ہمیں دیکھ لیا ضرور اہل مکہ کو ہماری خبر کر دے گا۔ میں نے غار سے نکل کر اس کی چھاتی کے نیچے خنجر بھونک دیا اس نے ایسی چیخ ماری کہ مکہ والوں نے اسے سنا اور وہ اسی آواز کی سمت لپکے میں پھر غار کے اندر چلا آیا اور میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ خاموش اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ اہل مکہ اس کی آواز کی سمت تیز دوڑتے ہوئے اس کے پاس آئے ابھی اس میں جان باقی تھی۔ انہوں نے پوچھا کہو تم کو کس نے مارا۔ اس نے کہا عمرو بن امیہ نے‘ اتنا کہتے ہی اس کی جان نکل گئی اور وہ ہمارا پتہ ان کو نہ بتا سکا۔ مکہ والے کہنے لگے ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ عمرو ضرور کسی شرارت کے لیے آیا ہے بجائے اس کے کہ وہ ہمیں تلاش کرتے وہ اپنے آدمی کو اٹھا کر لے گئے۔

حضرت خبیبؓ کی لاش حاصل کرنے کی کوشش:

ہم دو دن غار میں پڑے رہے جب ہماری تلاش ختم ہوئی ہم تنعیم آئے وہاں ہمیں خبیبؓ کی سولی نظر آئی۔ مجھ سے میرے رفیق نے کہا بہتر ہو کہ تم خبیب کو سولی پر سے اتار دو۔ میں نے پوچھا وہ کہاں ہے انہوں نے کہا یہ کیا موجود ہے۔ میں نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو اور مجھ سے علیحدہ چلے جاؤ سولی کے گرد پہرہ متعین تھا میں نے اپنے دوست انصاری سے کہا اگر تم کو خطرہ نظر آئے فوراً اپنے

اونٹ کی راہ لینا اس پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا اور یہ واقعہ بیان کر دینا۔ یہ کہہ کر میں نہایت تیزی سے سولی کی طرف لپکا اور میں نے ان کی لاش کو اس پر سے کھول کر اپنی پشت پر لادا میں صرف چالیس قدم گیا ہوں گا کہ پہرہ داروں نے مجھے دیکھ لیا اور شور مچا دیا میں نے خبیب کی لاش پھینک دی۔ اس کے زمین پر گرنے کی آواز اب تک مجھے یاد ہے۔ وہ میرے پیچھے دوڑے میں نے صفراء کی راہ اختیار کی وہ تھک کر پلٹ گئے۔ میرے رفیق اونٹ کے پاس آئے اس پر سوار ہو کر نبی ﷺ کے پاس پہنچے اور ان سے ہمارا ماجرا بیان کیا۔

بنوالدیل کے چرواہے کا قتل:

میں پا پیادہ مدینہ کی سمت روانہ ہوا۔ غلیل صحنان پہنچا ایک غار میں گھسا۔ میرے پاس کمان اور تیر تھے میں غار میں چھپا بیٹھا تھا بنوالدیل بن بکر کا ایک دراز قامت کانا آدمی بکریاں چراتا ہوا میرے پاس آیا اور پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا میں بھی بنو بکر سے ہوں۔ اس نے کہا میں بھی اسی قبیلہ اور اس کے خاندان بنوالدیل سے ہوں۔ وہ میرے پاس ہی غار میں لیٹ گیا اور بانسری اٹھا کر گانے لگا:

و لست بمسلم مادمت حیا و لست ادین دین المسلمینا

ترجمہ: ''جب تک زندگی ہے میں کبھی مسلمان نہیں ہوں گا اور نہ اب مسلمان ہوں''۔

میں نے دل میں کہا بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اعرابی سو گیا اور خراٹے لینے لگا۔ میں نے اس قدر بے دردی اور بے رحمی سے اسے قتل کر دیا کہ اس سے قبل کبھی کسی کو میں نے اس طرح نہیں مارا تھا۔ میں نے یہ کیا کہ اس کی بینا آنکھ میں اپنی کمان کی نوک بھونک دی اور پھر اس پر اپنے تمام جسم کا بوجھ اس طرح ڈال دیا کہ کمان اس کی گدی سے پار ہو گئے اس کا کام تمام کر کے اب میں درندے کی طرح وہاں سے اٹھا اور عقاب کی سرعت کے ساتھ میں نے اپنی راہ لی اور بچ آیا۔ اس بستی میں آیا جس کا اس شخص نے ذکر کیا تھا پھر رکوبہ ہوتا ہوا نقیع پہنچا۔

قریش کے جاسوس کی گرفتاری:

یہاں مجھے مکہ کے دو آدمی ملے جن کو قریش نے رسول اللہ ﷺ کے حالات معلوم کرنے کے لیے بطور جاسوس کے بھیجا تھا۔ میں نے ان کو شناخت کر لیا اور ان سے کہا کہ قید ہو جاؤ وہ کہنے لگے کیا ہم تمہارے ہاتھ میں قید ہوں گے میں نے ایک کو تیر سے ہلاک کر دیا اور دوسرے سے کہا قید ہو جاؤ' اس نے سر تسلیم خم کر دیا میں نے اس کی مشکیں باندھ لیں اور اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔

حضرت عمروؓ بن امیہ کی واپسی:

جب میں مدینہ پہنچا میں چند انصاری بزرگوں کے سامنے سے گزرا۔ انہوں نے کہا یہ دیکھو عمرو بن امیہ آ گئے۔ چند لڑکوں نے یہ بات سنی وہ مجھ سے پہلے ہی دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور میرے آنے کی آپ کو خبر کی۔ میں نے اپنے اسیر کا انگوٹھا اپنی کمان کی تانت سے باندھ رکھا تھا۔ مجھے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ اس طرح ہنسے کہ آپؐ کے دانت کھل گئے۔ پھر آپؐ نے مجھ سے روداد پوچھی۔ میں نے سارا واقعہ سنایا آپؐ نے میری تعریف کی اور میرے لیے دعائے خیر کی۔

حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کا نکاح:

اس سال رمضان میں رسول اللہ ﷺ نے بنو ہلال کی زینبؓ بنت خزیمہ ام المساکین سے نکاح کیا اور اسی ماہ میں ان سے مباشرت فرمائی۔ ایک تولہ سونا اور دس تولہ چاندی آپؐ نے ان کو مہر دیا تھا۔ اس سے قبل یہ طفیل بن الحارث کی بیوی تھیں۔ اس نے ان کو

طلاق دے دی تھی۔

چالیس مبلغین صحابہؓ:

اسی ۴ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم روانہ فرمائی۔ بیئر معونہ میں یہ قتل کر دی گئی۔ اس کے بھیجنے کی وجہ یہ ہوئی کہ احد سے واپس آ کر آپؐ نے بقیہ ماہ شوال' ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم مدینہ میں بسر کیے۔ اس سال مشرکین ہی کے انتظام میں حج ہوا احد کے پورے چار ماہ بعد صفر میں ابو براء عامر بن مالک بن جعفر نیزوں سے کھیلنے والا بنو عامر بن صعصعہ کا رئیس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ آیا اور کچھ تحائف بھی وہ آپؐ کے لیے ساتھ لایا مگر آپؐ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا ابو براء میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ اگر چاہتے ہو کہ تمہارے تحفے قبول کروں اسلام لے آؤ۔ پھر آپ نے اسلام کے اصول وارکان اس کو بتائے اور بتایا کہ اسلام میں اس کے لیے یہ یہ فوائد ہیں۔ اللہ نے مومنوں سے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اور اسے قرآن پڑھ کر سنایا' وہ نہ اسلام لایا اور نہ اس نے تردید کی بلکہ کہا اے محمدؐ جس دین کی تم دعوت دے رہے ہو بے شک یہ اچھا ہے تم اپنے صحابہؓ میں سے بعض کو اہل نجد کے پاس بھیجو تا کہ یہ ان کو اس دین کی دعوت دیں' مجھے توقع ہے کہ وہ اسے قبول کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ اہل نجد ان کو ستائیں گے۔ ابو براء نے کہا میں ان کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں آپؐ ان کو ضرور بھیجئے کہ وہ لوگوں کو آپؐ کے دین کی دعوت دیں۔ اس اطمینان پر رسول اللہ ﷺ نے بنو ساعدۃ المعنق کے منذرؓ بن عمرو کو اپنے صحابہؓ میں سے چالیس بہترین مسلمانوں کے ساتھ تبلیغ کے لیے نجد بھیجا۔ ان میں حارثؓ بن الصمہ' بنو عدی بن النجار کے حرامؓ بن ملحان' عروہ بن اسماء بن الصلت السلمی' نافع بن بدیل بن ورقاء الخزاعی اور عامرؓ بن فہیرہ' ابوبکر کے مولیٰ اکثر مشہور مسلمانوں کے ساتھ تھے۔

بیئر معونہ کا واقعہ:

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منذر بن عمرو کو ستر شتر سواروں کے ساتھ بھیجا تھا۔ یہ مدینہ سے چل کر بیر معونہ آئے جو بنو عامر کے علاقہ اور بنو سلیم کے پتھریلے علاقہ کے درمیان دونوں کے قریب ہی بلکہ بنو سلیم کے پتھریلے علاقہ سے قریب تر واقع ہے آئے وہاں فروکش ہو کر مسلمانوں نے حرامؓ بن ملحان کو رسول اللہ ﷺ کے خط کے ساتھ عامر بن الطفیل کے پاس بھیجا۔ جب یہ اس کے پاس پہنچے اس نے خط کے دیکھنے سے قبل ان کو قتل کر دیا اور پھر تمام بنو عامر کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کیا' مگر انہوں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ چونکہ ابو براء نے ان کو پناہ دی ہے اور حفاظت کا باقاعدہ عہد کیا ہے۔ ہم ہرگز اس کے عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے۔ ان سے مایوس ہو کر اس نے بنو سلیم کے قبائل عصیۃ' رعل اور ذکوان سے مسلمانوں کے خلاف مدد مانگی وہ اس پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے مسلمانوں کی فرودگاہ پر یورش کر کے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان کو دیکھ کر مسلمانوں نے تلواریں سنبھالیں لڑے اور سوائے بنو دینار بن النجار کے کعب بن زید کے تمام مسلمان قتل کر دیے گئے کعب کو کفار نے البتہ مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا ان میں صرف سانس باقی تھی۔ پھر یہ مقتولین میں سے اٹھا لیے گئے اور بچ گئے۔ اس کے بعد خندق کی لڑائی میں یہ شہید ہوئے۔

عمرو بن امیہ کی گرفتاری و رہائی:

عمروؓ بن امیہ الضمری اور ان کے رفیق انصاری جو بنو عمرو بن عوف سے تھے اس وقت اس قبیلہ کے حدود میں موجود تھے مگر ان کو اپنے مسلمان بھائیوں کی اس مصیبت کا علم نہ تھا انہوں نے دیکھا کہ پرندے مسلمانوں کے قتل گاہ پر چکر لگا رہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر

انہوں نے خیال کیا کہ ضرور ان پرندوں کے اڑنے کا کوئی سبب ہے' وہ دونوں اس سمت چلے تا کہ معلوم کریں کہ کیا بات ہے۔ اس مقام پر آنکھوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو خاک وخون میں غلطاں پایا اور وہ رسالہ جس نے ان کو تباہ کیا تھا وہ بھی وہاں موجود تھا انصاری نے عمرو بن امیہ سے کہا کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس چلیں اور ان سے تمام واقعہ بیان کریں۔ انصاری نے کہا مگر میں تو ایسے مقام سے اب اپنی جان سلامت لے کر جانا نہیں چاہتا جہاں منذر بن عمرو قتل کیے گئے ہیں۔ نہیں چاہتا کہ لوگ مجھ سے ان کے قتل کے واقعہ کو دریافت کریں۔ یہ دشمن سے لڑے اور مارے گئے عمرو بن امیہ کو کفار نے قید کرلیا۔ مگر جب انہوں نے کہا کہ میں بنو مضر سے ہوں عامر بن الطفیل نے ان کو چھوڑ دیا البتہ ان کی پیشانی کے بال قطع کر دیے اور چونکہ اس کی ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی اس کے ایفاء میں عامر نے ان کو آزاد کر دیا۔

بنو عامر کے دو افراد کا قتل:

عمرو بن امیہ وہاں سے چل کر جب قناۃ کی چڑھائی پر مقام قرقرۃ آئے' دوسری سمت سے بنو عامر کے دو شخص ان کے پاس آ کر اسی درخت کے نیچے سایہ میں جہاں یہ ٹھہرے تھے ان کے ساتھ ہی اتر پڑے' ان دونوں کے پاس رسول اللہ ﷺ کا پروانہ راہداری اور پیمان حفاظت تھا۔ عمرو بن امیہ کو اس کی خبر نہ تھی انہوں نے ان سے جب وہ ٹھہرے پوچھ لیا تھا کہ تم کون ہو' انہوں نے بتایا کہ ہم بنو عامر ہیں۔ یہ سن کر عمرو بن امیہ خاموش رہے اور جب وہ سو گئے انہوں نے ایک دم ان پر حملہ کر کے دونوں کو ہلاک کر دیا اور اپنے دل میں سمجھے کہ میں نے بنو عامر سے صحابہؓ رسول اللہ ﷺ کا بدلہ لیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور اپنی سرگزشت بیان کی۔ آپؐ نے فرمایا تم نے دو ایسے شخصوں کو قتل کر دیا کہ مجھے ان کی دیت دینا پڑے گی پھر آپؐ نے مسلمانوں کی مصیبت پر فرمایا کہ یہ سب کچھ ابو براء کی وجہ سے ہوا۔ میں پہلے ہی خائف تھا اور ان کو بھیجنا نہیں چاہتا تھا۔ ابو براء کو اس کی اطلاع ہوئی۔ اسے یہ بات سخت شاق گزری کہ بنو عامر نے اس کے وعدۂ حفاظت کی خلاف ورزی کی اور اس کے اور اس کے وعدۂ حفاظت کی وجہ سے صحابہؓ رسول کو یہ مصیبت پیش آئی۔ ان شہید صحابہؓ میں عامر بن فہیرہؓ بھی تھے۔

عروہ سے مروی ہے کہ عامر بن الطفیل نے پوچھا کہ یہ مسلمانوں کا کون شخص تھا کہ جب وہ قتل کیا گیا میں نے دیکھا کہ اسے آسمان اور زمین کے مابین اٹھا لیا گیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ عامر بن فہیرہؓ تھا۔

جبار بن سلمٰی بن مالک بن جعفر کی اولاد میں سے ایک صاحب نے بیان کیا ہے کہ جبار بنو عامر کے ہمراہ اس روز اس واقعہ میں موجود تھے اس کے بعد یہ اسلام لے آئے۔ خود ان سے مروی ہے کہ میرے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ میں نے اس واقعہ میں ایک مسلمان کے اس کے شانوں کے درمیان نیزہ مارا' میں نے دیکھا کہ میرے نیزے کا پھل جسم کو توڑ کر ان کے سینے سے نکل گیا جس وقت میں نے ان کے نیزہ مارا میں نے ان کو یہ کہتے سنا ''بخدا میں کامیاب ہوا'' میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان کو کیا کامیابی ہوئی میں نے تو ان کو قتل کر دیا ہے۔ بعد میں جب مجھے ان کے اس جملہ کا مفہوم پوچھنے سے معلوم ہوا کہ اس سے ان کی مراد مرتبۂ شہادت تھا۔ میں نے کہا بے شک وہ فائز ہوئے۔

عامر بن الطفیل پر قاتلانہ حملہ:

حسان بن ثابت اور کعب بن مالک نے ابو براء کے خاندان کو عامر بن الطفیل کے برخلاف اس عہد شکنی کے انتقام کے لیے اپنے اشعار کے ذریعہ برانگیختہ کیا۔ جب ربیعہ بن عامر ابو البراء کو ان کے اشعار پہنچے۔ اس نے عامر بن الطفیل پر نیزہ سے قاتلانہ

حملہ کیا مگر نیزہ مڑ گیا اور عامر قتل نہ ہوا مگر گھوڑے سے گر پڑا۔ عامر نے کہا ابوالبراء کی کارگزاری یہ ہے اگر میں مر گیا تو میں نے اپنی جان اپنے چچا کے لیے دی ہے ان کا انتقام نہ لیا جائے' اور اگر میں زندہ رہا تو اس معاملہ میں جو توہین میری ہوئی ہے اس کے متعلق جو سمجھوں گا کروں گا۔

ابن ملحان الانصاری:

اہل بیئر معونہ کے پاس رسول اللہ ﷺ نے جو صحابہ بھیجے تھے ان کے متعلق انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ وہ چالیس تھے یا ستر۔ عامر بن الطفیل الجعفری اس چشمے پر فروکش تھا۔ یہ صحابہؓ مدینہ سے چل کر اس چشمہ کے اوپر ایک غار میں آئے اور جب بیٹھ گئے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کون رسول اللہ ﷺ کا یہ پیام ان چشمہ والوں کو پہنچائے۔ ابن ملحان الانصاری نے کہا میں اس کام کو کرتا ہوں۔ یہ اپنے مقام سے چل کر ان کے ایک پشم کے ڈیرے کے پاس آئے اور خیموں کے سامنے گات باندھ کر بیٹھ گئے۔ پھر کہا اے بیئر معونہ والو! مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ اللہ ایک ہے محمد اس کے رسول اور بندے ہیں' تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ یہ سنتے ہی عامر خیمے کے اندر سے نیزہ لیے ہوئے برآمد ہوا اور اس نے اس کے پہلو میں اسے بھونک کر پار کر دیا۔ ابن ملحان الانصاری نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم ہے میں نے مراد پائی۔ ان کے بعد مشرکین ان کے نشانات قدم پر چلتے چلتے ان کے دوسرے ساتھیوں کے پاس جو غار میں ٹھہرے ہوئے تھے آئے اور یہاں عامر نے ان سب کو قتل کر دیا۔

شہداء کے متعلق آیات قرآنی:

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ ان کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا تھا بلغوا عنا انا قد لقينا ربنا فرضي عنا و رضينا عنه. ''ہماری طرف سے ہماری قوم کو اطلاع کر دو کہ ہم اپنے رب سے آملے وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اس سے راضی ہوئے'' ایک زمانہ دراز تک ہم اس کی تلاوت کرتے رہے اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہوگئی اور اس کے بجائے اللہ عزوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا و لا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون فرحين. ''جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے' خوش ہیں'' انسؓ بن مالک سے دوسرے سلسلہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ستر انصاریوں کو عامر بن الطفیل الکلابی کے پاس بھیجا اس جماعت کے امیر نے اپنے رفیقوں سے کہا تم یہیں ٹھہرو میں ذرا جا کر کفار کی خبر لاتا ہوں وہ ان کے پاس آئے اور کہا اگر امان دو تو رسول اللہ ﷺ کا پیام تم کو سناؤں۔ انہوں نے کہا ہاں تم کو امان ہے۔ وہ پیام سنا رہے تھے کہ ان میں سے کسی شخص نے ان کے جسم پر نیزہ بھونک دیا۔ اس پر انہوں نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی میں کامیاب ہو گیا یہ کہتے ہی ان کا کام تمام ہو گیا۔ عامر نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ شخص اکیلا نہیں ہے اس کے ساتھ اور بھی ہیں۔ کفار ان کے نشانات قدم پر چلے' مسلمانوں پر آئے اور ان سب کو قتل کر دیا۔ ان میں سے سوائے ایک کے کوئی نہ بچا۔ انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ عرصہ تک وہ منسوخ آیت ان کے متعلق پڑھتے رہے۔ اس ۴ھ میں رسول اللہ ﷺ نے بنو النضیر کو ان کے علاقہ سے جلاوطن کر دیا۔

بنو النضیر کی جلا وطنی

بنو عامر کا خون بہا:

اس کا سبب یہ ہوا کہ عمرو بن امیہ الضمری نے مدینہ واپس ہوتے ہوئے ان دو شخصوں کو قتل کر دیا جن کو رسول اللہ ﷺ نے وعدۂ حفاظت اور امان دیا تھا۔ عامر بن الطفیل نے رسول اللہ ﷺ کو لکھا کہ باوجود عہد و پیمان کے آپؐ کے آدمی نے ہمارے دو آدمی مار ڈالے۔ ان کی دیت ادا کرو۔ رسول اللہ ﷺ قبا آئے اور وہاں سے بنو النضیر کی طرف مڑ گئے تاکہ اس کی دیت کی ادائیگی میں ان سے مدد لیں۔ آپؐ کے ساتھ بہت سے مہاجر اور انصار تھے ان میں ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ اور اسیدؓ بن نضیر بھی تھے۔

بنونضیر کی بدعہدی:

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ چونکہ عمرو بن امیہ نے باوجود رسول اللہ ﷺ کے عہد حفاظت کے بنو عامر کے دو شخصوں کو قتل کر دیا تھا۔ آپؐ ان کی دیت کی ادائیگی میں مدد لینے کے لیے بنو النضیر کے پاس آئے۔ بنو النضیر اور بنو عامر ایک دوسرے کے دوست اور حلیف تھے پہلے تو جب رسول اللہ ﷺ نے بنو النضیر سے اپنے آنے کی غرض بیان کی انہوں نے کہا ہاں ابو القاسم جو تم نے ہم سے کہا ہے ہم اس کے لیے پوری طرح آمادہ ہیں مگر پھر وہ چپکے چپکے ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے اور انہوں نے کہا آج سے بہتر موقع اس شخص کے ہلاک کر دینے کا پھر کبھی نہ ملے گا (رسول اللہ ﷺ اس وقت ان کے گھروں کی ایک دیوار کے پاس بیٹھے تھے) لہٰذا کوئی شخص مکان کی چھت پر چڑھ کر وہاں سے ایک بڑے پتھر کو ان پر پھینک دے اور ان کو قتل کر کے ہمیں ان کی طرف سے ہمیشہ کے لیے راحت دے۔ ان کے ایک شخص عمرو بن حجاش بن کعب نے اس کام کے لیے خود سے اپنے کو پیش کیا اور کہا میں اس کے لیے تیار ہوں چنانچہ وہ آپؐ پر پتھر پھینکنے کے لیے ان کے مکان پر چڑھا۔ رسول اللہ ﷺ خالی الذہن اپنے صحابہ کے ساتھ جن میں ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ بھی تھے دیوار کے نیچے بیٹھے تھے کہ آسمان سے آپ کو آپؐ کے دشمنوں کے اس منصوبے کی خبر ملی۔ آپؐ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا میں آتا ہوں تم یہیں ٹھہرو مگر آپؐ سیدھے مدینہ واپس ہو گئے۔ جب آپؐ کے آنے میں دیر ہوئی صحابہ آپ کی تلاش میں چلے اثنائے راہ میں مدینہ سے آتا ہوا ایک شخص ان کو ملا انہوں نے اس سے رسول اللہ ﷺ کو پوچھا اس نے کہا میں نے آپ کو مدینہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ صحابہؓ مدینہ میں آپؐ کے پاس آ گئے آپؐ نے ان کو بتایا کہ یہودی میرے ساتھ یہ بدعہدی کرنے والے تھے۔ پھر آپؐ نے ان کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور سب کو لے کر ان کے مقابلہ پر آئے اور محاصرہ کر لیا۔ یہودی آپؐ کے مقابلہ میں کئی قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے تمام نخلستان کاٹ کر جلا دیے جائیں یہودیوں نے قلعوں سے پکار کر کہا اے محمدؐ! تم تو اس بربادی سے منع کرتے تھے اور جو ایسا کرتا تھا اسے برا کہتے تھے اب کیا ہوا کہ تم خود ہمارے نخلستانوں کو قطع کروا کر ان کو جلا رہے ہو۔

رسول اللہ ﷺ کے خلاف سازش:

اس سلسلہ میں واقدی کا بیان یہ ہے کہ بنو النضیر نے جب باہم مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر ایک بہت بڑا پتھر اوپر سے پھینک دیا جائے۔ سلام بن مشکم نے ان کو اس سے منع کیا اور کہا اگر ایسا کرو گے جنگ ہو جائے گی اور جو تم کرنا چاہتے ہو وہ

اس سے واقف ہیں مگر یہودیوں نے اس کی نصیحت نہ مانی عمرو بن حجاش رسول اللہ ﷺ پر پتھر لڑھکانے چھت پر چڑھا مگر اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع آسمان سے ملی' آپ قضائے حاجت کے بہانے اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔صحابہؓ نے دیر تک آپ کا انتظار کیا مگر آپؐ نہ آئے یہودی کہنے لگے کہ ابوالقاسم کیوں رُک گئے۔آپؐ کے صحابہؓ دیر تک انتظار کرنے کے بعد مدینہ واپس ہوئے۔کنانہ بن صوریا نے یہودیوں سے کہا کہ تمہارے ارادے کی خبر ان کو ضرور ہوگئی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم بھی مدینہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے۔آپؐ اس وقت مسجد میں بیٹھے تھے صحابہؓ نے آپؐ سے کہا کہ ہم آپ کا انتظار کرتے رہے اور آپؐ چلے آئے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہودیوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ عزوجل نے مجھے ان کے منصوبے کی اطلاع کر دی محمد بن مسلمہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے ان سے کہا کہ تم یہودیوں سے جا کر کہہ دو کہ چونکہ تم نے میرے ساتھ بے وفائی کرنا چاہی تھی اس لیے اب تم میرے علاقوں سے نکل جاؤ اور میرے قریب نہ رہو۔

بنونضیر کو ترک وطن کا حکم:

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہودیوں سے جا کر کہہ دیا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے کہ یہاں سے ترک سکونت کر کے چلے جاؤ یہودی کہنے لگے اے محمد بن مسلمہ ہمیں اس کی امید نہ تھی کہ بنو اوس کا کوئی شخص یہ حکم ہمارے لیے لائے گا۔انہوں نے کہا قلوب بدل گئے ہیں اور اسلام نے تمام سابقہ معاہدوں کو فسخ کر دیا ہے یہودیوں نے کہا بہر حال ہم اسے برداشت کرتے ہیں اور حکم کی بجا آوری کریں گے۔عبداللہ بن ابی نے یہودیوں سے کہلا بھیجا کہ تم اپنے دیار سے نہ جانا ابھی وہیں رہو خود میرے ساتھ دو ہزار عرب اور میرے قوم والے ہیں۔یہ جمعیت تمہارے ساتھ ہے ان کے علاوہ بنو قریظہ بھی تمہاری امداد کریں گے۔کعب بن اسد کو جس نے بنو قریظہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ سے دوستی کا معاہدہ کیا تھا جب اس بیان کی اطلاع ملی اس نے کہا جب تک میں زندہ ہوں بنو قریظہ میں سے کوئی شخص معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔پھر سلام بن مشکم نے حیی بن اخطب سے کہا کہ محمدؐ نے جو حکم دیا ہے اس کو مان لو اس طرح ہماری قوم اور ہمارا مال محفوظ رہے گا ورنہ اس سے زیادہ تکلیف دہ حالت برداشت کرنا پڑے گی۔حیی نے پوچھا وہ کیا؟ سلام نے کہا اگر اس حکم کو نہ مانو گے ہمارا تمام مال ضبط کر لیا جائے گا بیوی بچے لونڈی غلام بنائے جائیں گے اور جنگجو آبادی قتل کر دی جائے گی۔مگر حیی نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کو نہ مانا۔اس نے جدی بن اخطب کو رسول اللہ ﷺ کے پاس اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ ہم تو اپنے وطن سے نہیں نکلتے اب جو تم سے ہو سکے کر لو۔

اس پیام کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی آپؐ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی اور فرمایا کہ یہودیوں نے لڑائی منظور کی ہے۔

بنونضیر کا محاصرہ:

جدی مدد کے لیے ابن ابی کے پاس آیا۔جدی سے مروی ہے کہ میں اس کے پاس پہنچا وہ اپنے چند دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور اس وقت رسول اللہ ﷺ کا نقیب لوگوں کو مسلح ہونے کا حکم دے رہا تھا۔اسی وقت اس کا بیٹا عبداللہ بن ابی میرے سامنے اپنے باپ کے پاس آیا اور اس نے ہتھیار سنبھالے اور دوڑتا ہوا گھر سے چلا گیا۔یہ رنگ دیکھ کر میں عبداللہ بن ابی کی امداد سے مایوس ہو گیا میں نے حیی سے آ کر سارا واقعہ بیان کیا۔اس نے کہا کہ یہ محمد کی گہری چال ہے اب رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر پر پیش قدمی کر کے ان کا محاصرہ کر لیا پندرہ روز کے محاصرہ کے بعد انہوں نے اس شرط پر صلح کر لی کہ ان کو قتل نہ کیا جائے البتہ ان کا تمام مال اور اسلحہ لے

لیے جائیں۔

بنونضیر کی جلاوطنی:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کا پندرہ دن تک محاصرہ کر لیا اور اس زمانے میں ان کو بالکل بے بس اور مجبور کر دیا آخر کار انہوں نے آپؐ کے مطالبہ کو منظور کیا اور اس شرط پر صلح کی کہ ان کو قتل نہ کیا جائے گا' مگر ان کے وطن اور زمینوں سے ان کو بے دخل کر دیا جائے گا اور ان کو شام کے بیابانوں میں جلاوطن کر دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہر تین شخصوں پر ایک اونٹ اور ایک مشک پانی کی دی۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قبیلہ سے جنگ کی اور جلاوطنی کی شرط پر ان سے صلح کی۔ لہٰذا آپؐ نے ان کو شام کی طرف جلاوطن کر دیا اور اجازت دے دی کہ اسلحہ کے علاوہ جتنا بار اونٹ لاد سکیں وہ لے جائیں۔

بنونضیر کی خیبر کو روانگی:

ابن اسحٰق کے سابقہ سلسلہ بیان کے مطابق بنوعوف بن الخزرج میں عبداللہ بن ابی بن سلول' ودیعہ' مالک بن ابی نوفل' سوید اور داعس ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے بنونضیر سے کہلا بھیجا تھا کہ تم اپنی جگہ ثابت قدم رہو اور مقابلہ کرو ہم کبھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑیں گے اگر تم سے کوئی لڑے گا ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور اگر تم جلاوطن کیے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے لہٰذا ابھی تم انتظار کرو مگر انہوں نے اس مشورہ پر عمل نہیں کیا۔ اللہ نے ان کے دلوں پر ایسا رعب بٹھا دیا کہ خود انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپؐ ہمیں قتل نہ کریں جلاوطن کر دیں اس شرط پر کہ اسلحہ کے علاوہ جس قدر سامان اونٹ اٹھا سکیں وہ ہم ساتھ لے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ درخواست منظور کی۔ انہوں نے اپنا تمام وہ سامان جو اونٹوں پر لادا جا سکا ساتھ لے لیا چنانچہ یہ لوگ اپنے گھروں کے دروازے تک چوکھٹ کے ساتھ نکال کر اونٹوں پر بار کر کے لے گئے۔ یہ خیبر گئے اور پھر وہاں سے شام چلے گئے۔ ان کے شرفاء میں جو خیبر آئے وہ سلام بن ابی الحقیق' کنانہ بن الربیع بن ابی حقیق اور حیی بن اخطب تھے جب یہ وہیں رہ پڑے اہل خیبر نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔

ابن اُم مکتوم کی نیابت:

عبداللہ بن ابی بکرؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ بنونضیر اپنے بیوی بچوں اور اسباب و سامان کو لاد کر لے گئے' ان کے ساتھ دف ستار اور ڈومنیاں تھیں جو ان کے پیچھے گا بجا رہی تھیں اس روز ان میں ام عمرو عروہ بن الورد العبسی کی داشتہ بھی تھی جسے انہوں نے اس سے خرید لیا تھا یہ بنوغفار کی ایک عورت تھی جو اس زمانے میں حسن و ادا اور ناز و نخوت میں یکتائے روزگار تھی' اپنی تمام املاک کو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا وہ اس طرح خاص آپ کی ملکیت میں آ گئیں تا کہ جس طرح آپ چاہیں اسے خرچ کریں چنانچہ آپ نے انصار کو چھوڑ کر اسے صرف پہلے مہاجرین میں تقسیم کر دیا۔ انصار میں سے سہلؓ بن حنیف اور ابو دجانہؓ سماک بن خرشہ نے اپنی غربت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ہمیں بھی کچھ عطاء فرمائیے آپؐ نے ان کو بھی اس میں سے دیا۔ بنونضیر میں سے صرف دو شخص یامین بن عمیر بن کعب' عمرو بن جحاش کے چچیرے بھائی اور ابوسعد بن وہب اس شرط پر اسلام لے آئے کہ ان کی املاک انہیں کے پاس رہیں گی' چنانچہ یہ اس پر قابض رہے اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اور اس غزوہ میں علیؓ بن ابی طالب آپؐ کے علمبردار تھے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت:

اس سال عبداللہ بن عثمانؓ بن عفان نے جمادی الاولیٰ میں چھ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی خود عثمان بن عفان ان کی قبر میں اترے اس سال ماہ شوال کے بالکل ابتداء میں حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب پیدا ہوئے۔

غزوہ ذات الرقاع:

اس باب میں اختلاف ہے کہ بنونضیر کے اس غزوہ کے بعد رسول اللہ ﷺ دوسرے کسی غزوہ کے لیے تشریف لے گئے۔ ابن اسحٰق کی روایت یہ ہے کہ اس غزوہ کے بعد آپؐ نے ربیع الاوّل اور ربیع الآخر اور ماہ جمادی کا کچھ زمانہ مدینہ میں بسر فرمایا' پھر غطفان کے قبائل بنومحارب اور بنوثعلبہ سے لڑنے کے لیے نجد گئے وہاں مقام نخل میں فروکش ہوئے۔ یہی غزوہ ''ذات الرقاع'' ہے۔ وہاں غطفان کی ایک بہت بڑی جمعیت سے آپ کا مقابلہ ہوا مگر کوئی لڑائی نہیں ہوئی اور طرفین ایک دوسرے سے مرعوب ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑے رہے اسی موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صلاۃ الخوف پڑھی اور پھر آپؐ مسلمانوں کو لے کر مدینہ چلے آئے۔

حضرت عثمان کی نیابت:

مگر واقدی کا بیان ہے کہ یہ غزوہ ذات الرقاع محرم ۵ ہجری میں پیش آیا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس پہاڑ کی وجہ سے یہ غزوہ معنون ہوا وہ سیاہ بھی ہے' سفید بھی ہے اور سرخ بھی ہے اسی وجہ سے اس کا یہ نام ہوا۔ اس غزوہ میں آپؐ نے عثمان بن عفان کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

آیت صلاۃ الخوف کا نزول:

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد چلے ذات الرقاع کے پاس ایک نخلستان میں پہنچے۔ غطفان کی ایک بڑی جمعیت سے ہمارا مقابلہ ہوا۔ لڑائی نہیں ہوئی' مگر مسلمان دشمن سے مرعوب ہو گئے اور اس موقع پر صلاۃ الخوف کا حکم نازل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کے دو حصے کیے' ایک دشمن کے بالکل بالمقابل جا کھڑا ہوا اور دوسرا نماز کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا آپؐ نے تکبیر کہی سب نے تکبیر کہی' آپؐ نے اپنے مقتدیوں کے ساتھ رکوع کیا اور سجدہ کیا اور جب دوبارہ کھڑے ہوئے تو وہ الٹے پاؤں چل کر اپنے دوسرے ساتھیوں کے مقام پر آ کر دشمن کے موجہہ میں کھڑے ہو گئے اور اب یہ پہلی جماعت نماز کے لیے پلٹی۔ پہلے انہوں نے خود ایک رکعت پڑھی پھر کھڑے ہوئے اور اب رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی' رکوع کیا اور سجدہ کیا اور اس کے بعد جو لوگ اب دشمن کے سامنے کھڑے تھے وہ پلٹ کر آئے اور انہوں نے اپنی دوسری رکعت ادا کی مگر جلسہ میں سب ایک ہو گئے اور سلام کے وقت سب پر رسول اللہ ﷺ نے سلام بھیجا۔

اس نماز کی شکل میں بہت اختلاف ہے ہم طوالت کے خوف سے یہاں اسے بیان نہیں کرتے انشاء اللہ اپنی دوسری کتاب بسیط القول فی احکام شرائع الاسلام کے باب میں صلاۃ الخوف بیان کریں گے۔

نماز میں قصر کا حکم:

جابر بن عبداللہ سے پوچھا گیا کہ نماز میں قصر کا حکم کس روز نازل ہوا۔ انہوں نے کہا قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا ہم اس کو روکنے گئے۔ ہم مقام نخل میں فروکش تھے کہ دشمن کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آواز دی اے محمد! آپؐ نے فرمایا ہاں کہو' اس نے کہا کیا تم محمد مجھ سے نہیں ڈرتے۔ آپؐ نے فرمایا بالکل نہیں۔ اس نے کہا کون میرے مقابلہ

میں تمہاری حفاظت کر سکتا ہے آپ نے فرمایا اللہ۔ پھر اس نے تلوار نکالی اور اس سے آپ کو ڈرایا اور قتل کی دھمکی دی' پھر آپ نے کوچ کا اعلان کرا دیا اور سب نے ہتھیار سنبھالے۔ اتنے میں نماز کا وقت آ گیا مؤذن نے اذان دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے ایک گروہ کو پہلے نماز پڑھائی' اس اثناء میں دوسرے مسلمان ان نمازیوں کی حفاظت کرتے رہے جو آپ کے قریب تھے آپ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی' پھر یہ لوگ پچھلے پیروں پلٹ کر اپنے ساتھیوں کی بجائے دشمن کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور اب وہ نماز کے لیے آئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی اور اس اثناء میں جو پہلے نماز پڑھ چکے تھے وہ ان کی حفاظت کرتے رہے پھر آپ نے سلام پھیرا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے چار رکعت نماز پڑھی اور دوسرے صحابہؓ نے دو دو رکعت پڑھیں اس روز اللہ عزوجل نے نماز میں قصر کا حکم نازل فرمایا اور مسلمانوں کو نماز میں ہتھیار لگانے کا حکم دیا گیا۔

ابن الحارث کا ارادۂ قتل:

جابر بن عبداللہ الانصاریؓ سے مروی ہے کہ بنو محارب کے ایک شخص فلاں بن الحارث نے اپنی قوم غطفان اور محارب سے کہا کہو تو میں تمہاری خاطر محمد کو قتل کر دوں' انہوں نے کہا ضرور کرو' مگر یہ کیسے ہوگا؟ اس نے کہا میں دھوکے سے اچانک ان کو قتل کر دوں گا۔ اس ارادے سے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی تلوار گود میں رکھی تھی۔ اس نے کہا محمدؐ میں تمہاری یہ تلوار دیکھنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا دیکھ لو' اس نے تلوار اپنے ہاتھ میں لے کر اسے نیام سے باہر نکالا' اب وہ اسے پھرانے لگا اور اس سے آپ پر وار کرنے لگا مگر اللہ عزوجل نے اس کے ہاتھ کو نکما کر دیا پھر اس نے کہا محمدؐ تم مجھ سے ڈرتے نہیں۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں اور میں تجھ سے کیوں ڈروں۔ اس نے کہا میرے ہاتھ میں تلوار ہے پھر بھی تم مجھ سے نہیں ڈرتے آپ نے فرمایا اللہ تیرے مقابلے میں میری حفاظت کرے گا۔ اب اس نے تلوار کو نیام میں رکھ دیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کو واپس دے دیا۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا یا ایها الذین آمنوا اذکروا نعمة اللّٰه علیکم اذهمّ قوم ان یبسطوا الیکم ایدیهم فکف ایدیهم عنکم. (اے ایمان والو اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب ایک جماعت نے تم پر دست درازی کرنا چاہی اللہ نے ان کے ہاتھ تم سے روک لیے)۔

جابر بن عبداللہ کی روایت:

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم مقام نخل کے غزوۂ ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ایک مشرک عورت کسی مسلمان کے قبضہ میں آ گئی اس وقت اس کا شوہر موجود نہ تھا جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آنے لگے تب اس کے شوہر کو اس واقعے کی اطلاع ملی۔ اس نے قسم کھائی کہ جب تک میں محمدؐ کے ساتھیوں میں سے کسی کو قتل نہ کروں گا باز نہ رہوں گا۔ اس نیت سے وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ان کے نقش قدم پر چلا۔ آپ کسی منزل میں فروکش ہوئے آپ نے فرمایا آج رات کو ہماری نگہبانی کون کرے گا۔ مہاجرین میں سے ایک صاحب اور انصار میں سے ایک صاحب نے اس کام کے لیے اپنے کو پیش کیا اور کہا کہ ہم نگہبانی کریں گے آپ نے فرمایا اچھا تم اس راستے کے ناکے پر کھڑے رہنا کیونکہ آپ اور صحابہؓ اسی راستے پر وادی کے شکم میں فروکش ہوئے تھے۔ جب وہ دونوں صاحب اس کام کے لیے فرودگاہ سے نکل گئے انصاری نے مہاجر سے کہا اول یا آخر رات کا کون سا حصہ چاہتے ہو کہ میں اس میں نگہبانی کروں۔ مہاجر نے کہا اول شب تم پہرہ دو اس قرارداد پر مہاجر پڑ کر سو رہے اور انصاری نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اس وقت اس عورت کا خاوند یہاں پہنچا اور ان کی شکل نظر آتے ہی تاڑ گیا کہ یہ مسلمانوں کے نگہبان ہیں اس نے ان پر تیر چلایا وہ ان

کے آ کر لگا انہوں نے اسے اپنے جسم سے نکال کر زمین پر ڈال دیا اور خود اسی طرح کھڑے نماز پڑھتے رہے اس شخص نے ان کے دوسرا تیر مارا وہ بھی ان کو آ کر لگا۔ انہوں نے اسے بھی اپنے جسم سے کھینچ کر زمین پر ڈال دیا پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا اس کے بعد اپنے دوسرے رفیق کو جگایا اور کہا ہوشیار ہو بیٹھو مجھ پر حملہ کیا گیا ہے۔ مہاجر جاگ کر ہوشیار ہو بیٹھے جب اس شخص نے ان دونوں کو دیکھا وہ سمجھ گیا کہ یہ مجھ سے چوکنے ہو گئے جب مہاجر نے انصاری کو دیکھا کہ ان کے جسم سے خون جاری ہے انہوں نے کہا سبحان اللہ آپ نے غضب کیا جب پہلا تیر آپؐ کے لگا تھا آپؐ نے مجھے کیوں نہ جگایا۔ انصاری نے کہا میں کلام اللہ کی ایک سورت تلاوت کر رہا تھا مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ اسے پورا کیے بغیر چھوڑ دوں' مگر جب متواتر مجھے تیر لگنے لگے میں نے رکوع کیا پھر تم کو اطلاع دی اور یہ بھی اس لیے کہ میں نے سوچا کہ اس سورۃ کو ختم کرنے یا ادھوری چھوڑنے سے پہلے یہ مجھے ختم کردے گا اور اس طرح جس مقام کی نگرانی کا رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے وہ غیر محفوظ رہ جائے گا' مجھے تم سے کہنا پڑا۔

جیش السویق:

اس وعدے کے مطابق جو ابوسفیان سے ہوا تھا یہ نبی ﷺ کا بدر کا دوسرا غزوہ ہے ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوہ ذات الرقاع سے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ نے جمادی الاولیٰ کا بقیہ زمانہ' جمادی الاخری اور رجب مدینہ میں بسر فرمائے۔ شعبان میں آپؐ اس قرارداد کے مطابق جو ابوسفیان سے جنگ احد میں ہوئی تھی بدر کو روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر ابوسفیان کے انتظار میں آپؐ نے آٹھ راتیں قیام فرمایا۔ ابوسفیان اہل مکہ کے ساتھ مرالظہران کے نواح میں مجنہ آ کر ٹھہرا۔ بعض صاحبوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس نے عسفان طے کیا اس کے بعد اس نے مراجعت مناسب سمجھی اور قریش سے کہا جب بارش اچھی ہوئی ہو وہ سال تمہارے لیے جنگ کے لیے بہتر ہے تاکہ جانور نباتات کو چر سکیں اور ان کا دودھ تم پی سکو۔ چونکہ اس سال خشک سالی ہے میں پلٹ جاتا ہوں تم بھی پلٹ چلو۔ چنانچہ وہ واپس ہوا اور سب لوگ بھی واپس چلے گئے اہل مکہ اس فوج کو جیش السویق کہنے لگے۔ کیونکہ یہ ستو پیتے ہوئے گئے تھے۔

مخشی بن عمرو الضمری:

رسول اللہ ﷺ حسب قرارداد ابوسفیان کے انتظار میں بدر میں ٹھہرے رہے۔ مخشی بن عمرو الضمری جس نے غزوہ ودان میں بنوضمرہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ سے مصالحت کی تھی آپؐ کے پاس اس قیام کے اثناء میں آیا اس نے پوچھا کیا آپؐ قریش کے مقابلے کے لیے اس وادی میں ٹھہرے ہوئے ہیں آپؐ نے فرمایا ہاں ہم ان کے انتظار میں مقیم ہیں۔ مگر چاہو تو ہم اس معاہدے کو جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہے فسخ کر دیں اور پھر تم سے نبٹ لیں' یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے فیصلہ کردے۔ اس نے کہا اے محمدؐ! بخدا میرا منشا یہ نہیں ہے اور نہ میں اسے چاہتا ہوں' اسی قیام میں معبد بن ابی معبد الخزاعی اپنی ناقہ پر سوار آپؐ کے پاس سے گزرا۔

نعیم بن مسعود الاشجعی کی ریشہ دوانی:

واقدی کہتے ہیں کہ اس قرارداد کے جو احد میں ابوسفیان سے ہوئی تھی ایک سال کے بعد ذوالقعدہ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو جہاد میں چلنے کی دعوت دی۔ نعیم بن مسعود الاشجعی عمرہ کی نیت سے مکہ آیا اور قریش سے ملا۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ اس نے کہا یثرب سے قریش نے پوچھا کیا تم نے محمد کو جنگ کی تیاری کرتے دیکھا ہے اس نے کہا ہاں وہ تم سے لڑنے کے لیے بالکل تیار ہو چکے تھے اس وقت یہ صاحب اسلام نہیں لائے تھے۔ ابوسفیان نے اس سے کہا کہ اس مرتبہ خشک سالی ہے ہمارے

لیے وہی سال مفید ہوسکتا ہے جس میں کافی بارش ہوئی ہوتا کہ چارہ اور دودھ میسر آ سکے اور جنگ کا مقررہ وقت قریب آ گیا ہے تم مدینہ جا کر ان کو کسی حیلہ سے ہمارے مقابلے پر آنے سے روکو اور کہو کہ قریش کے ساتھ اس قدر زبردست جمعیت ہے کہ تم کسی طرح ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہم چاہتے یہ ہیں کہ وعدہ خلافی ان کی طرف سے ہو ہماری طرف سے نہ ہونے پائے۔ اس خدمت کے صلہ میں ہم تمہارے دس حصے لگائے لیتے ہیں اور سہیل بن عمرو کو اس کا ضامن بنا دیتے ہیں سہیل بھی وہاں آ گیا۔ نعیم نے اس سے پوچھا اے ابو یزید تم اس رقم کی ضمانت کرتے ہو تا کہ میں محمدؐ کے پاس جا کر ان کو مقابلہ پر آنے سے روک دوں اس نے کہا ہاں میں ضامن ہوں۔ نعیم مکہ سے مدینہ آیا۔ اس نے مسلمانوں کو جہاد کی تیاری میں مصروف پایا۔ اب اس نے خفیہ طریقہ پر مسلمانوں سے کہنا شروع کیا کہ میں تو اس وقت کے مقابلے کو کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا۔ دیکھو کیا احد میں خود محمدؐ مجروح نہیں ہوئے اور ان کے ساتھی قتل نہیں کیے گئے۔ اس کے بہکانے سے مسلمان جہاد میں جانے سے رُک گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے ہمراہ کوئی نہ جائے گا میں خود تنہا جاؤں گا پھر تو اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی عقلوں کو سیدھا کر دیا اور وہ تجارت کا سامان لے کر جہاد کے لیے چلے اللہ نے یہ برکت دی کہ ایک درہم کے عوض انہوں نے دو کمائے اور دشمن سے بھی مقابلہ نہیں ہوا یہ بدر کی دوسری مہم ہے جو ابوسفیان کی قرارداد کے مطابق یہاں آئی۔ اس جگہ عہد جاہلیت میں ہر سال آٹھ روز تک بازار لگتا تھا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

حضرت اُم سلمہ بنت ابی امیہ کا نکاح:

واقدی کے بیان کے مطابق اس ماہ شوال میں رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ بنت ابی امیہ سے نکاح کیا اور آپؐ ان کے پاس رہے اس سال آپؐ نے زید بن ثابت کو حکم دیا کہ تم توراۃ پڑھ لو کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ میری کتاب میں تحریف کر دیں گے۔ اس سال مشرکین کے انتظام میں حج ہوا۔

باب ۹:

غزوۂ خندق ۵ھ

حضرت زینبؓ بنت جحش اور رسول اللہ ﷺ:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے زینبؓ بنت جحش سے شادی کی۔ محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ آپؐ ایک دن زیدؓ بن حارثہ کے گھر آئے' ان کو زید بن محمد کہا جاتا تھا آپؐ ان کی تلاش میں ان کے گھر آئے' وہ اس وقت موجود نہ تھے ان کی بیوی زینب بنت جحش ہلکا سا لباس پہنے آپؐ کے سامنے آئیں۔ آپؐ نے دیکھ کر منہ پھیر لیا اور زینب نے آپؐ سے کہا کہ وہ تو اس وقت یہاں نہیں ہیں میرے ماں باپ آپ پر نثار آپؐ اندر تشریف لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے گھر میں جانے سے انکار کر دیا۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ جب زینبؓ سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ باہر دروازے پر کھڑے ہوئے ہیں انہوں نے عجلت میں کپڑے پہنے اور پوری طرح نہیں پہنے تھے کہ خود ایک دم رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ گئیں۔ ان کی صورت آپؐ کے دل میں کھب گئی آپؐ کچھ منہ سے کہتے ہوئے وہاں سے پلٹے اور کوئی الفاظ تو سمجھ میں نہیں آئے۔ البتہ یہ آپؐ نے ذرا بلند آواز میں فرمایا سبحان اللہ العظیم' سبحان اللہ مصرف القلوب. (پاک ہے اللہ بزرگ' پاک ہے اللہ دلوں کا پھیرنے والا)۔

حضرت زینب کو طلاق:

زید جب اپنے گھر آئے ان کی بیوی نے ان کو اطلاع دی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تھے انہوں نے کہا تم نے اندر کیوں نہ بلایا۔ ان کی بیوی نے کہا میں نے یہ بات عرض کی تھی مگر آپؐ نے نہ مانا۔ زیدؓ نے پوچھا تم نے آپ کو کچھ کہتے ہوئے سنا انہوں نے کہا ہاں! جب آپؐ واپس جانے لگے تو آپؐ نے سبحان اللہ العظیم سبحان اللہ مصرف القلوب کہا تھا۔ یہ سن کر زیدؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ غریب خانہ پر تشریف لائے تھے' میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں' آپؐ گھر کے اندر کیوں نہ گئے۔ اے اللہ کے رسولؐ شاید زینب کی صورت آپ کو بھلی معلوم ہوئی۔ میں اسے طلاق دیے دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رکھو' مگر اس روز کے بعد سے زید اپنی بیوی پر قادر نہ ہو سکے اور وہ خود رسول اللہ ﷺ سے یہ بات کہہ جاتے۔ مگر آپؐ یہی فرماتے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو' آخر کار زیدؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دے ہی دی' ان سے قطعی علیحدگی اختیار کر لی اور اب وہ دوسری شادی کے قابل ہو گئیں۔

حضرت زینبؓ کا نکاح:

ایک دن رسول اللہ ﷺ عائشہؓ سے باتیں کر رہے تھے آپؐ پر غشی طاری ہوئی اور جب ہوش آیا آپ مسکرا رہے تھے اور فرما رہے تھے کوئی ہے جو زینب کو جا کر بشارت دے اللہ نے ان کے ساتھ میری شادی کر دی ہے اور رسولؐ اللہ نے یہ آیات تلاوت کیں:

و اذ تقول للذی انعم اللہ علیه و انعمت علیه امسك علیك زوجك. (پورا قصہ) ''اور جب کہ تم اس سے کہتے تھے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا ہے کہ تم اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو۔''

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپؐ کے اس ارشاد سے میرے دل میں دور و نزدیک کے خیالات آنے لگے کیونکہ زینبؓ کے حسن و جمال کی شہرت ہم تک پہنچ چکی تھی' دوسری جو سب سے بڑی بات اس معاملہ میں ہوئی وہ یہ تھی کہ چونکہ خود اللہ نے ان کی شادی رسول

اللہ ﷺ سے فرمائی ہے اس لیے وہ ہم پر فخر کریں گی۔ بہر حال سلمٰی آپ کی خادمہ ان کے پاس گئیں اور ان کو اس سے آگاہ کیا زینبؓ نے سلمٰی کو اس بشارت کے صلہ میں ایک چندن ہار دیا۔

حضرت زینبؓ کے متعلق زید کی روایت:

ابن زیدؓ سے مروی ہے کہ خود نبی ﷺ نے زیدؓ بن حارثہ کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن زینبؓ بنت جحش سے کی تھی۔ ایک دن آپ زیدؓ سے ملنے کے لیے ان کے گھر گئے۔ دروازے پر اونی پردہ پڑا تھا۔ ہوا سے وہ پردہ اٹھ گیا۔ زینبؓ جو اپنے کمرہ میں برہنہ سر بیٹھی تھیں اسی حالت میں آپؐ کے سامنے ہو گئیں۔ اس سے ان کی صورت رسول اللہ ﷺ کے دل میں جاگزین ہو گئی۔ اس کے بعد آخر تک وہ قدرت کی طرف سے گویا مجبور کر دی گئیں۔ زیدؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دوں آپؐ نے پوچھا کیوں کیا ان کی طرف سے بدگمان ہو؟ زیدؓ نے کہا جی نہیں یہ بات نہیں ہے۔ میں نے سوائے خیر کے اور کوئی بات ان کے متعلق نہ دیکھی اور نہ سنی۔ آپ نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رکھو اور اللہ سے ڈرو۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل فرماتا ہے: و اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ امسك علیك زوجك واتق اللّٰہ و تخفی فی نفسك ما اللّٰہ مبدیہ. (یعنی تم اپنے دل میں اس بات کے آرزومند ہو کر جب زیدؓ ان کو طلاق دے دیں تو میں اس کے ساتھ شادی کر لوں)

غزوۂ دومۃ الجندل:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ربیع الاوّل میں آپؐ غزوۂ دومۃ الجندل کے لیے تشریف لے گئے۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ آپ کو اطلاع ملی کہ اس مقام پر ایک جماعت کثیر جمع ہوئی ہے اور وہ اس کے نواح میں پھیلے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے مقابلے کے لیے برآمد ہوئے اور دومۃ الجندل پہنچے مگر کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اس موقع پر آپؐ نے سباعؓ بن عرفطہ الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

عیینہ بن حصن سے معاہدہ:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس سال رسول اللہ ﷺ نے عیینہ بن حصن سے اس شرط پر مصالحت کی کہ وہ تغلمین اور اس کے نواح میں اپنے ریوڑ چرائے۔

ابراہیم بن جعفر اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس انتظام کی ضرورت یوں پڑی کہ عیینہ کے دیہات میں خشک سالی ہو گئی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس اجازت پر دوستی کا معاہدہ کیا کہ وہ تغلمین میں مراض تک اپنے جانور چرائے گا اور یہ علاقہ ایک مقامی بارش کی وجہ سے سرسبز ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس درخواست کو قبول کر کے مصالحت کر لی۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال سعدؓ بن عبادہ کی ماں نے انتقال کیا۔ سعد اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دومۃ الجندل گئے ہوئے تھے۔

یہودیوں کی شرارت:

اس سال شوال میں یہ غزوہ ہوا۔ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق اس کا باعث رسول اللہ ﷺ کا بنونضیر کو ان کے قریوں سے جلا وطن کر دینا ہوا۔ ہمارے علمائے اکابر سے مروی ہے کہ اس غزوہ کا اصل واقعہ یہ ہوا کہ چند یہودیوں نے جن میں سلام بن ابی حقیق

النضری، حیی بن اخطب النضری، کنانہ بن الربیع بن ابی حقیق النضری، ہوزہ بن قیس الوائلی اور ابوعمار الوائلی وغیرہ اور بنونضیر اور بنووائل کے اور لوگ بھی شامل تھے۔ متفرق قبائل کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ پر ابھارا، یہ قریش کے پاس مکہ آئے اور ان کو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی دعوت دی اور کہا کہ ہم ان کے مقابلہ پر آخر تک تمہارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں تاکہ ہم ان کا استیصال ہی کر دیں۔ قریش نے ان سے کہا کہ تم پہلی کتاب والے ہو اور مذہب کا علم رکھتے ہو پہلے اس کا تصفیہ کرو کہ مذہب کے متعلق ہمارا اور محمد کا جو اختلاف ہے اس میں کون حق پر ہے ہمارا دین اچھا ہے یا ان کا۔ یہودیوں نے کہا تمہارا دین ان کے دین سے بہتر ہے اور تم ہی اس کے زیادہ مستحق ہو۔ انہیں کے لیے عزوجل نے یہ کلام نازل فرمایا ہے اَلَمْ تَرَاِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ و الطاغوت و يقولون للذين كفروا هؤلاء اهدى من الذين آمنوا سبيلا. (کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب الٰہی کا کچھ حصہ ملا ہے مگر وہ کاہنوں اور جادوگروں پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ کفار سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ پر ایمان رکھنے والوں سے زیادہ سیدھے راستے پر ہیں) اپنے قول و كفى بجهنم سعيرا. تک (اور جہنم کا شعلہ کافی ہے)

یہود کا قبیلۂ غطفان سے معاہدہ:

یہودیوں کے اس قول سے قریش بہت خوش ہوئے اور انہوں نے جو ان کو رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی دعوت دی اس سے وہ اور زیادہ جوش میں آئے چنانچہ سب نے اس کا مصمم ارادہ کر لیا اور اس کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا۔ یہودی وہاں سے چل کر قیس عیلان کے قبیلہ غطفان کے پاس آئے اور ان کو بھی رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی دعوت دی اور کہا کہ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔ نیز قریش بھی اس منصوبے میں بالکل ہمارے ساتھ ہو گئے ہیں اور وہ جنگ کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں یہ سن کر غطفان نے ان کی دعوت قبول کی اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے۔

قریش کا مختلف قبائل سے معاہدہ:

قریش ابوسفیان کی قیادت میں مکہ سے روانہ ہوئے اور غطفان عینیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کی قیادت میں جس کے ساتھ بنوفزارہ تھے نکلے۔ حارث بن عوف بن ابی حارثہ المری بنومرہ کے ساتھ اور مسعود بن رخیلہ بن نویرہ بن طریف بن سحمہ بن عبداللہ بن ہلال بن خلادہ بن اشجع بن ریث بن غطفان اپنی قوم اشجع کو لے کر چلا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب ان تمام کارروائیوں کی اطلاع ہوئی اور ان کی اصلی غرض و غایت معلوم ہوئی آپؐ نے مدینہ کے سامنے خندق تیار کی۔

حضرت سلیمانؓ فارسی کا مشورہ:

محمد بن عمر کے قول کے مطابق سلمانؓ نے آپ کو خندق بنانے کا مشورہ دیا تھا اور یہی پہلی جنگ ہے جس میں وہ آزاد کی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے انہوں نے آپؐ سے کہا کہ ہم ایران میں تھے وہاں جب کبھی گھر جاتے تو اپنے گرد خندق بنا لیتے تھے۔

خندق کی کھدائی:

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق مسلمانوں کو ثواب کی ترغیب دینے کے لیے خود رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودنے میں شرکت کی، دوسرے مسلمانوں نے اس میں کام کیا اور سب نے نہایت محنت اور جانفشانی سے اس میں کام کیا، البتہ منافقین نے مسلمانوں اور رسول اللہ ﷺ کا اس کام میں ساتھ نہیں دیا۔ کچھ تو نا قابلیت کا بہانہ کر کے شریک ہی نہیں ہوئے اور کچھ ایسے تھے کہ بغیر

آپؐ کے علم اور اجازت کے اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے۔ مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ ان میں سے اگر کسی کو نہایت ضروری کام پیش آ جاتا تو وہ آپؐ سے اجازت لے کر اس ضرورت کو پورا کرنے چلا جاتا آپؐ اسے اجازت مرحمت کرتے اور پھر ضرورت کو پورا کر کے وہ اپنے کام پر واپس آ جاتا تاکہ نیک کام میں شرکت کرے۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ کلام نازل فرمایا ہے انما المؤمنون الذین آمنوا بالله و رسوله و اذا كانوا معه على امر جامع لم يذهبوا حتى يستاذنوه اپنے قول واستغفر لهم الله ان الله غفور رحيم. تک ''وہ مومن جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں وہ جب اس کے ساتھ کسی مشترکہ کام میں لگتے ہیں تاوقتیکہ اس سے اجازت نہ لے لیں نہیں جاتے تم ان کے لیے اللہ سے طلب مغفرت کرو بے شک اللہ سب سے بڑا معاف کرنے والا اور مہربان ہے'' یہ کلام انہیں مسلمانوں کی شان میں نازل ہوا ہے جو اس کو کار خیر سمجھ کر نہایت خوشی اور مستعدی سے اس میں عملاً شریک تھے تاکہ اس میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر کے مستحق اجر ہوں اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان منافقین کے لیے جو رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر کام سے کھسک جاتے تھے فرماتا ہے لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا اپنے قول قد يعلم ما انتم عليه تک (تم ہرگز رسول کے بلاوے کو ایسا نہ سمجھو جیسا کہ تم میں سے کوئی کسی کو بلائے' بے شک وہ جانتا ہے جو تمہارا اصلی منشاء ہے' یعنی وہ جانتا ہے کہ تم میں صداقت کتنی ہے اور کذب کتنا ہے۔

مسلمان خندق بناتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسے خوب مستحکم بنالیا۔ اس کام میں انہوں نے جعیل نامی ایک مسلمان کی رجز کہی رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عمر رکھا تب انہوں نے یہ شعر کہا:

سماه من بعد جعيل عمرا و كان للبائس يوما ظهرا

ترجمہ: ''محمد ﷺ نے جعیل کے بعد اس کا نام عمر رکھا وہ کبھی اپاہجوں کو پیٹھ پر لادا کرتا تھا۔ جب وہ عمرو کے پاس آتے رسول اللہ ﷺ فرماتے عمر اور جب وہ ظہر کہتے (پیٹھ) آپؐ فرماتے ظہر یعنی مددگار''۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی قیادت:

کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف المزنی اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے جنگ احزاب میں رسول اللہ ﷺ نے خندق کا نشان اجم الشیخین سے بنو حارثہ کی طرف ندار تک ڈالا۔ ہر چالیس گز خندق کے لیے دس آدمی مقرر کیے۔ سلمان فارسیؓ چونکہ بہت قوی آدمی تھے اس لیے مہاجرین نے کہا ان کو ہمیں دیا جائے انصار نے کہا ہمیں دیا جائے مہاجرین نے کہا یہ مہاجر ہیں' انصار نے کہا یہ انصار ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سلمانؓ ہمارے اہل بیت ہیں۔ عمروؓ بن عوف کہتے ہیں کہ میں سلمان حذیفہ بن الیمان' نعمانؓ بن مقرن المزنی اور چھ اور انصاری چالیس گز کے ایک حصے میں کام کرتے تھے ہم نے ذوباب کے زیریں میں خندق کھودی جس سے پانی نکل آیا پھر اللہ عزوجل نے خندق کے اندر ایک چکنا سفید بڑا پتھر ظاہر کر دیا اس سے ہمارے وزار ٹوٹ گئے اور ہم اس کے اکھاڑنے سے تنگ ہو گئے۔ ہم نے کہا سلمانؓ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس اوپر جاؤ اور ان کو اس کی اطلاع کرو تاکہ یا تو وہ ہمیں اس پتھر سے ذرا ہٹ جانے کی اجازت دیں کیونکہ اس سے بہت ہی کم فرق پڑے گا اور یا وہ اس کو نکالنے کا حکم دیں تو ہم ویسا کریں گے ہم اسے پسند نہیں کرتے کہ آپؐ کے خط سے سرمو تجاوز کریں۔

پتھر توڑنے کا واقعہ:

سلمانؓ خندق کے اندر سے چڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپؐ اس وقت ترکی خیمہ میں بیٹھے تھے۔ سلمانؓ نے کہا یا

رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں خندق میں ایک بہت بڑا سفید سخت اور چکنا پتھر نکل آیا ہے اس سے ہمارے اوزار ٹوٹ گئے ہم اس کے کھودنے سے تنگ آ گئے ہیں اس پر کچھ اثر ہی نہیں ہوتا اب جیسا ارشاد عالی ہو ہم آپ کے خط سے سر مو تجاوز کرنا پسند نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ سلمانؓ کے ساتھ خندق میں اترے۔ آپ کے آتے ہی ہم بقیہ نو آدمی خندق کے اوپر آ گئے رسول اللہ ﷺ نے سلمانؓ کے ہاتھ سے کدال لی اور اس سے اس پتھر پر ایک ضرب ماری جس سے وہ ٹوٹ گیا اور اس میں سے بجلی کی ایسی چمک نکلی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا۔ وہ روشنی اس قدر تیز تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اندھیری کوٹھڑی میں روشن چراغ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر فتح کہی پھر مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی۔ دوسری مرتبہ آپؐ نے اس پر ضرب ماری جس سے اس میں اور شگاف پڑ گیا اور ایسی بجلی کی سی روشنی ہوئی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اندھری کوٹھڑی میں چراغ روشن ہے آپؐ نے تکبیر فتح کہی تمام مسلمانوں نے تکبیر کہی اب تیسری مرتبہ آپؐ نے دست مبارک سے اس پر ضرب ماری اور اس مرتبہ اسے بالکل توڑ ڈالا تو پھر اس میں سے حسب سابق بجلی کی چمک ہوئی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تاریک کوٹھڑی میں چراغ روشن ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر فتح کہی پھر سلمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر خندق کے اوپر چڑھ آئے۔

حضرت محمد ﷺ کی بشارت:

سلمانؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں نے آج ایسی بات دیکھی جو اس سے پہلے کبھی نظر سے نہیں گزری۔ آپؐ نے ہماری طرف مخاطب ہو کر پوچھا کیا تم نے بھی وہ بات دیکھی ہے جو سلمان کہہ رہے ہیں ہم سب نے کہا ہمارے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں بے شک ہم نے دیکھا کہ جب آپؐ پتھر پر ضرب لگاتے تھے اس سے موج کی طرح بجلی نکلتی تھی۔ آپؐ نے تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی' اس کے سوا تو کچھ اور ہم نے نہیں دیکھا آپؐ نے فرمایا تم سچ کہہ رہے ہو' بے شک جب میں نے پہلی ضرب ماری اور اس سے وہ بجلی کوندی جسے تم نے دیکھا ہے' اس کی ضو میں حیرہ کے قصر اور کسریٰ کے شہر کتوں کے دانتوں کی طرح مسلسل مجھے نظر آئے۔ جبرائیل نے مجھے اطلاع دی کہ میری امت ان پر فتح یاب ہوگی۔ پھر میں نے دوسری ضرب ماری اور پھر وہ روشنی ہوئی جو تم دیکھ چکے ہو۔ اس مرتبہ اس کی ضو میں مجھے روم کے سرخ قصر کتوں کے دانتوں کی طرح نظر آئے۔ جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ ان پر بھی میری امت فتح یاب ہوگی' پھر میں نے تیسری ضرب ماری اس سے پھر روشنی ہوئی جسے تم دیکھ چکے ہو اس کی ضو میں صنعاء کے قصر کتوں کے دانتوں کی طرح میں نے دیکھے۔ جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ ان پر بھی میری امت فتح یاب ہوگی۔ پھر آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا تم کو بشارت ہو ہمیں خدائی نصرت ضرور حاصل ہوگی اس سے تمام مسلمانوں نے بشارت لی اور انہوں نے کہا تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جو سچا اور پکا وعدہ کرنے والا ہے اس نے ہمارے محصور ہونے کے بعد ہم سے نصرت کا وعدہ کیا ہے اب کفار کے لشکر نمودار ہوئے مسلمان کہنے لگے کہ یہی ہے وہ بات جس کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ سچا ثابت ہوا۔ اس واقعہ سے ان کے ایمان اور اسلام میں اور اضافہ ہو گیا۔

منافقین کے متعلق آیت قرآنی:

اس کے برعکس منافق کہنے لگے تم کو اس بات پر کوئی تعجب نہیں ہوتا کہ وہ تم سے خرافات کہتے ہیں غلط امیدیں دلاتے ہیں اور جھوٹے وعدے کرتے ہیں۔ ایک طرف وہ تم سے کہتے ہیں کہ وہ یثرب میں بیٹھے ہوئے حیرہ کے قصر اور کسریٰ کے شہر دیکھ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان سب کو تم فتح کرو گے اور یہاں دوسری طرف تمہاری یہ حالت ہے کہ خندق کھود رہے ہو اتنی بھی طاقت تم میں نہیں

کہ کھلے میدان میں دشمن کا مقابلہ کر سکو۔ اس موقع پر اللہ نے یہ کلام نازل فرمایا: و اذیقول المنافقون و الذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ و رسولہ الا غرورا. ''اور جب منافق اور بدگمان کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدہ ہم سے کیا تھا وہ غلط ثابت ہوا''۔

صحیح طور پر ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ اور عثمانؓ کے عہد خلافت میں اور ان کے بعد یہ تمام ممالک ایران اور روم مسلمانوں نے فتح کر لیے تو وہ کہا کرتے تھے اے مسلمانو جہاں تک چاہو فتح کرتے چلے جاؤ' قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے اب تک جتنے شہر تم نے فتح کیے ہیں یا آئندہ قیامت تک فتح کرو گے ان کی فتح سے پہلے محمد ﷺ کو ان کو کنجیاں دستِ قدرت سے عطا ہو چکی ہیں۔

فریقین کی تعداد:

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ اہل خندق تین ہزار تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ خندق کی تیاری سے فارغ ہو چکے قریش مدینہ کے سامنے آئے اور جرف اور غار کے درمیان رومہ کے پاس جہاں تمام پہاڑی وادیاں مل جاتی ہیں فروکش ہوئے ان کی تعداد دس ہزار تھی جس میں ان کے حبوش اور کنانہ اور تہامہ کے دوسرے توابع ساتھ تھے۔ پھر غطفان اپنے نجدی پیروؤں کے ساتھ مدینہ آئے اور اُحد کے پہلو میں ذنب نقمی میں فروکش ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ پر برآمد ہوئے آپؐ نے کوہ سلع کو اپنی پشت پر چھوڑا' وہاں آپؐ نے پڑاؤ کیا اور خندق کو اپنے اور دشمن کے مابین رکھا بچوں اور عورتوں کے متعلق آپؐ نے حکم دیا کہ ان کو قلعوں میں حفاظت کے لیے بھیج دیا جائے چنانچہ وہ سب وہاں منتقل کر دیے گئے۔

حیی بن اخطب اور کعب بن اسد:

دشمن خدا حیی بن اخطب' کعب بن اسد القرظی کے پاس جس نے بنو قریظہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ سے معاہدۂ دوستی کیا تھا' آیا جب اس کے آنے کی اطلاع کعب کو ہوئی اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ حیی نے اندر آنے کی اجازت مانگی' کعب نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا حیی نے کہا کعب مجھے اندر آنے دو۔ اس نے کہا تم منحوس اور بد بخت ہو۔ میں نے محمدؐ سے معاہدۂ دوستی کیا ہے میں اس کی خلاف ورزی نہیں کرنا چاہتا اور انہوں نے اس معاہدہ کی صداقت اور دیانت سے پابندی کی ہے۔ حیی نے کہا ذرا دروازہ تو کھولو تا کہ میں تم سے کچھ باتیں کروں۔ کعب نے کہا میں اس کے لیے تیار نہیں۔ حیی نے کہا تم صرف اس لیے دروازہ نہیں کھولتے کہ میں تمہارے ساتھ بیٹھ کر دلیا کھا لوں گا۔ اس جملہ سے اسے غیرت آ گئی' اس نے دروازہ کھول دیا۔ حیی نے اس سے کہا اے کعب میں تمہارے پاس ایسی دعوت لایا ہوں جس میں تم کو نیک نامی دائمی حاصل ہو گی میں فوج کا ایک بحر ذخار تمہارے لیے لایا ہوں' میں قریش کو ان کے تمام امراء اور روساء کے ساتھ لایا ہوں۔ اور ان کو میں نے رومہ وادیوں کے سنگم پر فروکش کر دیا ہے۔ اسی طرح میں غطفان کو ان کے تمام روساء کے ساتھ لایا ہوں اور ان کو میں نے احد کے پاس ذنب نقمی میں اتارا ہے۔ ان تمام لوگوں نے مجھ سے عہد واثق کیا ہے کہ جب تک وہ محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کا قطعی قلع قمع نہ کر دیں گے مقابلہ سے نہ ہٹیں گے۔

بنو قریظہ کی عہد شکنی:

کعب نے کہا بخدا تمہاری یہ تجویز میرے لیے تو عمر بھر کی ذلت و رسوائی ہے۔ تم تو ایسی گھٹا لے کر آئے ہو جس کا پانی برس کر ختم ہو گیا ہے اب صرف خالی گرج اور چمک رہ گئی ہے۔ تم محمدؐ کے بارے میں مجھ سے کچھ مت کہو اور میرے جو دوستانہ تعلقات ان

سے قائم ہیں اسی پر مجھے قائم رہنے دو کیونکہ انہوں نے اب تک معاہدۂ دوستی کی پوری طرح پابندی کی ہے اور مجھے کوئی شکایت کا موقع نہیں دیا۔ مگر حیی برابر اس کی خوشامد و چاپلوسی کرتا رہا' اسے نیک نامی اور مادی فوائد کا لالچ دیتا رہا آخر کار وہ اس کی باتوں میں آ گیا اور اس سے کعب نے اللہ کو شاہد بنا کر یہ پختہ عہد و پیمان کیا کہ اگر قریش اور غطفان محمدؐ کے مقابلہ میں ناکام ہو کر واپس گئے تو میں تمہارے ساتھ قلعہ میں جا رہوں گا اور آخر دم تک تمہارا ساتھ دوں گا۔ اس طرح کعب بن اسد نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور جو معاہدہ اس کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہوا تھا اس سے بری الذمہ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اس کی اطلاع ہوئی آپؐ نے سعدؓ بن معاذ بن النعمان بن امرئ القیس متعلقہ بنو عبد الاشہل جو اس وقت قبیلہ اوس کے رئیس تھے اور سعد بن عبادہ بن وسیم متعلقہ بنو سعدہ بن کعب بن الخزرج کو جو اس وقت خزرج کے رئیس تھے اور ان کے ساتھ عبد اللہ بن رواحہ بنو حارث بن الخزرج کے بھائی اور عمرو بن عوف کے خوات بن جبیر کو اس خبر کی تصدیق کے لیے بھیجا اور ہدایت کی کہ اگر جو اطلاع ملی ہے وہ سچ ثابت ہو تو تم لوگ چپکے سے یہ بات مجھ سے کہہ دینا علانیہ نہ کہنا کہ مبادا اس سے اپنے لوگوں کے حوصلے پست ہو جائیں اور اگر کعب بدستور اپنے سابقہ معاہدۂ دوستی پر قائم ہوں تو بے شک اس کا تمام فرودگاہ میں اعلان کر دینا۔

بنو قریظہ کی خباثت:

یہ جماعت تصدیق کے لیے کعب کے یہاں گئی۔ یہاں انہوں نے دیکھا کہ جو اطلاع ان کی نقض عہد اور مخالفت کی مسلمانوں کو ملی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ خباثت اور شرارت پر آمادہ ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے الفاظ استعمال کیے اور صاف کہہ دیا کہ ہم میں اور محمدؐ میں کوئی عہد و پیمان نہیں ہے۔ سعدؓ بن عبادہ چونکہ ذرا تیز مزاج آدمی تھے انہوں نے کفار کو گالیاں دیں۔ سعد بن معاذ نے ان سے کہا کہ گالیاں دینا چھوڑ دو۔ اب جو صورت حال پیدا ہوئی اس پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

منافقین کی پردہ دری:

دونوں سعد اپنے ہمراہیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور سلام کر کے ایک ضرب المثل میں یہ بات بتا دی کہ بے شک انہوں نے معاہدۂ دوستی کو توڑ دیا ہے اور وہ آمادۂ پیکار ہیں اور وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہی نیت رکھتے ہیں جو اصحاب رجیع نے خبیبؓ بن عدی کے ساتھ کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور فرمایا اے مسلمانو! بشارت ہو اس وقت مسلمانوں کی مصیبت بہت زیادہ ہو گئی اور وہ بہت خوفزدہ ہوئے دشمن نے ان کو ہر طرف سے نشیب و فراز سے آ لیا یہاں تک کہ مومنین کے دلوں میں ہر قسم کے برے خیالات آنے لگے۔ بعض منافقوں کا اس موقع پر نفاق بھی کھل گیا۔ بنو عمرو بن عوف کا معتب بن قشیر کہنے لگا کہ محمدؐ ہم سے وعدے کرتے تھے کہ ہم کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کو اپنے تصرف میں لائیں گے' یہ تو کچھ ہوا نہیں۔ اس کے برخلاف اب یہ نوبت آ گئی ہے کہ ہم قضائے حاجت کو باہر نہیں جا سکتے۔ بنو حارثہ بن الحارث کے اوس بن قیظی نے کہا یا رسول اللہ ہمارے گھر دشمن کی زد میں ہیں۔ یہ بات اس نے اپنی قوم کی ایک جماعت کی جانب سے کہی تھی آپؐ ہمیں اجازت دیں کہ اپنے گھروں کو چلے جائیں کیونکہ وہ شہر مدینہ کے بیرون میں واقع ہیں۔

روسائے غطفان سے مصالحت کی کوشش:

رسول اللہ ﷺ اور ان کے مقابلہ پر مشرکین ایک ماہ کے قریب قریب ایک دوسرے کے مقابلہ پر ٹھہرے رہے مگر تیر بازی اور محاصرہ کے علاوہ دست بدست لڑائی نہیں ہوئی۔ جب مسلمانوں کو محاصرہ کی تکلیف بہت زیادہ ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے

عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف بن ابی حارثہ المری کو جو دونوں غطفان کے رئیس تھے پیام بھیجا کہ اگر تم ہمارے مقابلے سے اپنی تمام جمعیت کے ساتھ واپس ہو جاؤ تو میں مدینہ کی فصل کا ایک ثلث تم کو دینے کے لیے آمادہ ہوں۔ چنانچہ ان شرائط پر صلح کی گفتگو ہونے لگی اور اس کے لیے عہد نامہ بھی لکھ لیا گیا تھا مگر اب تک اس پر شہادت کی نوبت نہ آئی تھی اور نہ پوری طرح صلح کا کچھ ارادہ ہی تھا' صرف ان کو رضامند کرنے کی کارروائی ہونے پائی تھی جسے ان دونوں نے منظور کر لیا تھا۔ گفتگوئے صلح کے طے ہو جانے کے بعد جب رسول اللہ ﷺ نے باقاعدہ صلح کا ارادہ کر لیا آپؐ نے سعدؓ بن معاذ اور سعدؓ بن عبادہ کو بلا کر اس کا ذکر کیا اور مشورہ چاہا۔ انہوں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ اگر اس میں آپ کی خوشی ہے تو بھی ہم تیار ہیں اور اگر اس کے لیے کوئی حکم اللہ کا صادر ہوا ہے تو اس کی بجا آوری کیے بغیر تو چارہ ہی نہیں۔ اگر اس کے علاوہ آپؐ نے اس میں کوئی ہماری بھلائی سوچی ہے تو وہ اور بات ہے آپؐ نے فرمایا میری ذاتی خواہش کو اس میں مطلقاً دخل نہیں ہے' یہ جو کچھ سوچا گیا ہے تم لوگوں کی بھلائی کے لیے سوچا گیا ہے اور یہ بھی محض اس لیے ہے کہ میں نے دیکھا کہ تمام عرب یک جان ہو کر تمہارے استیصال کے لیے تلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہر طرف سے تم کو آ گھیرا ہے تو میں نے یہ مناسب سمجھا کہ ان دونوں کو ان سے توڑ کر تھوڑی دیر کے لیے ان کی طاقت کو کمزور کر دیا جائے۔

سعد بن معاذ کی مخالفت:

سعدؓ بن معاذ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہم اور سب کے سب اس سے قبل اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرتے تھے۔ بتوں کی پرستش کرتے تھے اور نہ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور نہ اسے جانتے تھے اور یہ لوگ ہمیشہ سے اس بات کی تاک میں لگے رہتے تھے کہ وہ ہمارے کھجور مفت کھالیں یا ہم ان کو بیچ ڈالیں اب جب کہ اللہ نے اسلام سے ہم کو معزز بنا دیا اس کی طرف ہمیں ہدایت کی اور آپ کی ذات ستودہ صفات سے ہم کو طاقتور اور غالب کر دیا ہے تو اب ہم ان کو اپنے مال کیسے دے دیں۔ ہم کو ان شرائط کی قطعی ضرورت نہیں ہم اس کے جواب میں تلوار پیش کرتے ہیں تاکہ ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا تم جانو اور یہ معاہدہ لے لو۔ سعدؓ نے وہ خط لے کر اس کی تحریر مٹا دی اور پھر کہا وہ یہ چاہتے تھے کہ ہم پر حکومت اور سختی کریں۔

عمرو بن عبدود:

رسول اللہ ﷺ اور مسلمان اسی طرح خندق میں مقیم رہے دشمن نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ البتہ قریش کے چند دلاور شہسوار جن میں بنو عامر بن لوی کا عمرو بن عبدود بن ابی قیس' عکرمہ بن ابی جہل المخزومی' ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی' نوفل بن عبداللہ اور بنو محارب بن فہر کا ضرار بن الخطاب بن مرداس تھے۔ لڑائی کے لیے زرہ بکتر پہن کر اپنے گھوڑوں پر میدان جنگ میں برآمد ہوئے۔ یہ بنو کنانہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ تم کو آج معلوم ہو جائے گا کہ کون جواں مرد ہے۔ یہ خندق کی طرف بڑھے اور قریب پہنچ کر ٹھہر گئے۔ خندق کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اس میں ضرور کوئی بھید اور چال ہے' عرب تو اس قسم کی چالیں نہیں چلا کرتے' پھر انہوں نے خندق کا ایک تنگ مقام دیکھ کر اپنے گھوڑے اس پر سے کدا دیے اور خندق کے ادھر سنجہ میں خندق اور سلع کے درمیان جولانی کرنے لگے۔

حضرت علیؓ اور عمرو بن عبدود کا مقابلہ:

علیؓ بن ابی طالب چند مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ پر نکلے اور انہوں نے خندق کا وہ حصہ جہاں سے یہ کود کر آئے تھے اپنے قبضہ

میں کر کے ان کی واپسی کا راستہ مسدود کر دیا۔ اب پھر قریش کے شہسوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس جماعت کی طرف لپکے۔

عمرو بن عبدود بدر میں لڑا تھا اور سخت زخمی ہو گیا تھا' اس لیے وہ احد کی لڑائی میں شریک نہیں ہوا مگر آج خندق کی لڑائی میں اپنے کو دکھانے کے لیے وہ سر پر پٹی باندھ کر میدان میں آیا جب وہ اور اس کا رسالہ ٹھہر گیا علیؓ نے اس سے کہا اے عمرو تم ہمیشہ اللہ کے سامنے یہ کہا کرتے تھے کہ اگر قریش کا کوئی شخص میرے سامنے دو باتیں پیش کرے گا۔ میں ان میں سے ایک ضرور مانوں گا۔ اس نے کہا ہاں میرا یہی عہد ہے۔ علیؓ بن ابی طالب نے اس سے کہا اچھا اب میں تم کو اللہ عزوجل اس کے رسولؐ اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اس نے کہا میں نہیں مانتا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا تو پھر میں تم سے کہتا ہوں کہ گھوڑے سے نیچے آؤ۔ اس نے کہا اے میرے بھتیجے یہ کیوں' بخدا میں نہیں چاہتا کہ تم کو قتل کروں۔ علیؓ نے کہا مگر بخدا میں تو چاہتا ہوں کہ تم کو ضرور قتل کروں۔ اس جملہ کو سن کر اس کو جوش آ گیا۔ وہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا۔ پھر اس نے اس کو ذبح کر دیا۔ یا اس کے منہ پر تلوار ماری اور اب علیؓ کے مقابلہ پر بڑھا' ایک نے دوسرے پر پینترے بدل بدل کر وار کیے۔ آخر کار علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد ہی اس کا رسالہ شکست کھا کر فرار ہوا۔ اسی حالت فرار میں پھر انہوں نے اپنے گھوڑے خندق پر سے کدائے۔ عمرو کے ساتھ دو شخص اور منبہ بن عثمان بن عبید بن السباق بن عبدالدار جس کے تیر لگا اور مکہ آ کر مرا اور دوسرا بنو مخزوم کا نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ مارا گیا واپسی میں یہ خندق میں گر پڑا۔ وہاں مسلمانوں نے اس پر سنگ باری شروع کی' اس نے ان سے کہا اس ذلت کے ساتھ کیوں مارتے ہو تلوار سے کام تمام کر دو علی رضی اللہ عنہ نے خندق میں اتر کر اسے قتل کر دیا۔ مسلمانوں نے اس کی لاش پر قبضہ کر لیا اور رسول اللہ ﷺ سے اس کی فروخت کی اجازت مانگی آپؐ نے فرمایا ہمیں نہ اس کی لاش کی ضرورت ہے اور نہ اس کی قیمت کی اب جو چاہو اس کے ساتھ کرو۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کا جوش جہاد:

ابو لیلیٰ عبداللہ بن سہل بن عبدالرحمن بن سہل الانصاری سے مروی ہے کہ اس جنگ میں ام المومنین عائشہؓ بنو حارثہ کے قلعہ میں مقیم تھیں۔ یہ قلعہ مدینہ کے تمام قلعوں میں سب سے زیادہ محفوظ تھا اور سعد بن معاذ کی والدہ آپؓ کے ہمراہ قلعہ میں تھیں خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت تک ہم پر پردہ فرض نہیں کیا گیا تھا۔ سعدؓ آئے ایک کوتاہ زرہ ان کے جسم پر تھی جس سے ان کا پورا ہاتھ نکلا ہوا تھا ان کے ہاتھ میں ان کا بھالا تھا جسے وہ زمین پر مارتے تھے اور کہہ رہے تھے:

لبث قليلاً يشهد الهيجا حمل　　　لاباس بالموت اذ المعان الاجل

ترجمہ: ''ذرا ٹھہر ابھی لڑائی میں حملہ کرتا ہوا شرکت کرتا ہوں اگر وقت آ گیا ہے موت کا کیا ڈر''۔

ان کی ماں نے کہا بیٹے تم کو پہلے ہی تاخیر ہو گئی ہے تم فوراً مسلمانوں سے جا ملو۔ میں نے ان کی ماں سے کہا اے ام سعدؓ میں چاہتی تھی کہ سعد رضی اللہ عنہ کی زرہ پوری ہوتی۔ ان کی ماں نے کہا مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کے کھلے ہوئے حصہ جسم پر کوئی تیر نہ لگے اور یہی ہوا کہ ایک تیر ان کی نبض کی رگ میں پیوست ہوا۔ اس کے متعلق عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ بنو عامر بن لوئی کے حبان بن قیس بن العرقہ نے یہ تیر چلایا تھا جب تیر سعدؓ کے لگا حبان نے کہا یہ لے میں ابن العرقہ ہوں۔ سعدؓ نے کہا اللہ دوزخ میں تیرا منہ پسینے پسینے کر دے۔ اے خداوندا اگر قریش سے ابھی جنگ باقی ہے تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھ میں ان سے زیادہ کسی اور سے لڑنے کا مشتاق نہیں ہوں' کیونکہ انہوں نے تیرے رسول کو ستایا' ان کو جھٹلایا اور ان کو خارج البلد کر دیا' اور اب اگر ہمارے اور ان کے

درمیان تو نے جنگ ختم کر دی ہے تو اسے میرے لیے شہادت قرار دے۔ جب تک میری آنکھیں بنو قریظہ کی تباہی کو دیکھ کر ٹھنڈی نہ ہوں تو مجھے موت نہ دینا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ خندق کی لڑائی میں میں لوگوں کے پیچھے پیچھے چلی جا رہی تھی کہ میں نے اپنے عقب میں آہٹ محسوس کی مڑ کر دیکھا تو سعدؓ نظر آئے میں زمین پر بیٹھ گئی ان کے ساتھ اس وقت ان کے بھتیجے حارث بن اوس تھے جو بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شرکت کر چکے تھے۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کا رجز:

محمد بن عمرو کہتے ہیں ان کے ہاتھ میں ڈھال تھی اور وہ فولادی زرہ پہنے ہوئے تھے جس سے ان کے ہاتھ باہر نکلے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سعدؓ سب سے زیادہ زبردست اور دراز قامت تھے۔ ان کی اس چھوٹی سی زرہ کو دیکھ کر مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ان کے اس طرف تیر نہ لگ جائے وہ رجز پڑھتے ہوئے میرے پاس آئے:

لبث قليلاً يدرك الهيجا حمل ما احسن الموت اذا حان الاجل

ترجمہ: ''تھوڑا انتظار کرا بھی جنگ میں شرکت کی اور جب کسی کا وقت آ جائے تو وہ موت بہت ہی بہتر ہے''۔

جب وہ مجھ سے آگے چلے گئے میں ایک باغ میں گھس گئی جہاں چند مسلمان بیٹھے تھے۔ ان میں عمرؓ بن الخطاب بھی تھے اور ان میں ایک اور ایسا شخص تھا جس نے کامل خود پہن رکھا تھا اس میں سے صرف آنکھیں نظر آتی تھیں عمر نے مجھ سے کہا کہ تم بڑی دلیر ہو یہاں کیوں آئیں ممکن ہے کہ بھاگنا پڑے یا کسی اور مصیبت میں پڑ جاؤ۔ اب وہ اس طرح ملامت کرنے میں میرے پیچھے پڑ گئے کہ میں چاہتی تھی کہ زمین شق ہو جائے اور میں اس میں دھنس جاؤں۔ اتنے میں خود والے نے اپنا چہرہ ظاہر کیا وہ طلحہؓ تھے انہوں نے عمرؓ سے کہا کہ بہت کچھ کہہ چکے فرار اور پسپائی اب صرف خدا ہی کی طرف تو ہے ابن العرقہ نام ایک شخص نے سعدؓ کے تیر مارا اور کہا سنبھال میں ابن العرقہ ہوں۔ سعدؓ نے کہا اللہ جہنم میں تیرا منہ پسینے میں شرابور کر دے۔ وہ تیر ان کی نبض پر آ کر لگا جس سے وہ کٹ گئی۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کی زخمی حالت:

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے جس کی نبض کٹ جائے وہ زندہ نہیں بچتا اس سے جسم کا تمام خون بہہ جاتا ہے اور آدمی سفید ہو کر مر جاتا ہے سعدؓ نے کہا اے اللہ! جب تک میری آنکھیں بنو قریظہ کی تباہی کو دیکھ کر ٹھنڈی نہ ہو لیں تو مجھے موت نہ دے۔ یہ لوگ عہد جاہلیت میں سعد کے موالی اور حلیف تھے۔

عبیداللہ بن کعب بن مالک سے یہ مروی ہے کہ ابو اسامہ الجسمی بنو مخزوم کے حلیف نے سعدؓ کے تیر مارا تھا مگر اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون سا بیان صحیح ہے۔

حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب کی دلیری:

عباد بن عبداللہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ اس جنگ میں صفیہؓ بنت عبدالمطلب' حسان بن ثابت کے قلعہ فارع میں رکھی گئی تھیں۔ صفیہؓ سے مروی ہے کہ حسانؓ بھی اس قلعہ میں عورتوں اور بچوں کے ساتھ تھے ایک یہودی آیا اور قلعہ کے گرد گھومنے لگا اس سے پہلے ہی بنو قریظہ نے فسخ عہد کر کے لڑائی شروع کر دی تھی اب اس وقت کوئی ایسا نہ تھا کہ ہم کو اس سے بچاتا کیونکہ خود رسول

اللہ ﷺ اور تمام مسلمان دشمن کے مقابلہ پر کھڑے تھے اس لیے ہم پر اگر کوئی حملہ کر دیتا تو ان میں سے کوئی بھی ہماری مدد کے لیے نہیں آ سکتا تھا۔ میں نے حسان سے کہا دیکھتے ہو یہ یہودی قلعہ کا چکر کاٹ رہا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ ہماری کوئی غیر محفوظ اور کھلی ہوئی جگہ کو دیکھ رہا ہے تا کہ اپنے ساتھی دوسرے یہودیوں کو جا کر خبر کرے۔ رسول اللہ ﷺ دشمن سے مصروفیت کی وجہ سے ہماری خبر نہیں لے سکتے' تم نیچے جا کر اسے قتل کر دو۔ حسانؓ نے کہا اے عبدالمطلب کی بیٹی اللہ تم کو معاف کرے میں اس کام کا نہیں ہوں۔ جب میں نے خود گرز لیا اور قلعہ سے اتر کر اس کے پاس گئی اور گرز سے مار مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ اسے قتل کر کے میں پھر قلعہ میں آ گئی اور میں نے حسانؓ سے کہا مرد آدمی جا کر اس کا لباس اور اسلحہ تو اتار لاؤ۔ وہ مرد تھا اس وجہ سے میں نے اس کا لباس نہیں اتارا۔ حسانؓ نے کہا اے عبدالمطلب کی بیٹی مجھے اس کے سامان کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت نعیمؓ بن مسعود کا قبول اسلام:

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح دشمن کے مقابلہ پر جمے ہوئے تھے اور انہوں نے ہر طرف سے آپ کو گھیر رکھا تھا وہ چیرہ دست تھے اور آپؐ سخت خوف اور تکلیف کی حالت میں تھے۔ نعیم بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان آپؐ کے پاس آئے اور کہا میں اسلام لے آیا ہوں مگر میری قوم اس سے واقف نہیں ہے آپؐ جو چاہیں مجھے حکم دیں میں اس پر عمل کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم ہم میں اکیلے ہو اگر ہو سکے تم ہمارے ساتھ سے علیحدہ ہو جاؤ اور لڑائی چال سے سر ہوتی ہے۔ کوئی تدبیر نکالو۔

حضرت نعیمؓ بن مسعود کی حکمت عملی:

نعیم بن مسعود آپؐ کے پاس سے چلے گئے اور بنو قریظہ کے پاس پہنچے۔ یہ لوگ عہد جاہلیت میں ان کے خاص ندیم تھے نعیم نے ان سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا دوست ہوں اور میرے تم سے خاص تعلقات ہیں انہوں نے کہا بے شک تم سچ کہتے ہو ہم کو تم پر شبہ نہیں ہے نعیم نے کہا قریش اور غطفان محمدؐ سے لڑنے آئے ہیں تم نے محمدؐ کے خلاف ان کی مدد کی ہے مگر ان کا حال اور ہے اور تمہارا اور یہ علاقہ تمہارا ہے یہیں تمہاری املاک بیوی بچے ہیں تم اس علاقہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے مقام کو منتقل نہیں ہو سکتے۔ اس کے مقابلہ میں قریش اور غطفان کی املاک' بیوی' بچے اور وطن دوسری جگہ ہے اس لیے ان کی حالت تمہاری سی نہیں ہے۔ اگر ان کو کامیابی ہوئی اور موقع مل گیا اور غنیمت ملی وہ اس سے مستفید ہوں گے اور اگر اس کے علاوہ کوئی ناکامی کی صورت پیش آئی وہ فوراً اپنے وطن چلے جائیں گے اور تم کو تمہارے علاقہ میں محمدؐ سے نبٹنے کے لیے چھوڑ جائیں گے اس وقت تنہا تم ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے' مارے جاؤ گے۔ اس لیے میری یہ رائے ہے کہ جب تک تم قریش اور غطفان سے ان کے اشراف کو ضمانت میں یرغمال نہ لے لو تا کہ پھر تم کو ان کی جانب سے اطمینان ہو جائے کہ وہ تمہارے ساتھ محمدؐ سے آخر تک لڑیں گے تم ان کے ساتھ ہو کر نہ لڑو۔ بنو قریظہ نے کہا تمہاری رائے بالکل درست اور مخلصانہ ہے۔

حضرت نعیمؓ ابن مسعود اور قریش:

بنو قریظہ سے مل کر نعیم قریش کے پاس آئے اور اس نے ابوسفیان اور اس کے ہمراہی دوسرے قریش سے کہا تم جانتے ہو کہ میں تمہارا خاص دوست ہوں' محمدؐ سے بالکل علیحدہ ہوں' مجھے ایک ایسی اطلاع ملی ہے کہ میں نے اپنا فرض سمجھا کہ اس کی تم کو اطلاع کر

دوں۔اس میں سراسر تمہاری خیر خواہی مضمر ہے لہٰذا اسے تم کسی پر ظاہر نہ کرنا قریش نے کہا ہم کسی سے نہ کہیں گے۔نعیم نے کہا تو آگاہ ہو جاؤ کہ یہودی اپنے اور محمدؐ کے باہمی تعلقات کے انقطاع پر نادم ہیں انہوں نے محمدؐ سے کہلا کر بھیجا ہے کہ ہم اپنے فعل پر نادم ہیں تو کیا تم اس بات سے خوش ہو جاؤ گے کہ ہم ان دونوں قبیلے قریش اور غطفان کے اعیان و اکابر کو اپنے قبضہ میں کر کے تمہارے حوالے کر دیں تا کہ تم ان کو قتل کر دو،اور پھر ان قبیلوں کے جو لوگ بچ رہیں گے ان کے مقابلہ کے لیے ہم بالکل تمہارا ساتھ دیں گے۔اس کے جواب میں محمدؐ نے کہلا کر بھیجا ہے کہ ہاں اس کارروائی سے ہم راضی ہیں لہٰذا اب اگر یہودی تم سے بطور یرغمال آدمی طلب کریں تم ایک آدمی بھی ان کے حوالے نہ کرنا۔

حضرت نعیمؓ بن مسعود اور غطفان:

قریش سے مل کر اب نعیمؓ غطفان کے پاس آئے اور ان سے کہا اے جماعت غطفان تم ہی میری اصل اور خاندان ہو اور میں تم کو دنیا میں سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ تم کو مجھ پر کوئی شبہ نہیں ہے انہوں نے کہا ہاں سچ ہے ہم تم پر پورا اعتماد کرتے ہیں۔نعیم نے کہا تو پھر اقرار کرو کہ جو میں کہوں گا اسے کسی پر ظاہر نہ کرو گے۔انہوں نے کہا مناسب ہے ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔اس کے بعد اس نے ان سے وہی تقریر کی جو قریش سے کی تھی اور وہی ہدایت کر دی جو قریش کو کی تھی۔

بنو قریظہ کا قریش سے مطالبہ یرغمال:

شوال ۵ھ ہجری سنیچر کی رات کو خدا کی مشیت کے مطابق ابوسفیان اور غطفان کے رؤسا نے عکرمہ بن ابی جہل کو چند اور قریش اور غطفانیوں کے ساتھ بنو قریظہ کے پاس بھیجا اور کہلا کر بھیجا کہ جس جگہ ہم فروکش ہیں یہ طویل قیام کے لئے کسی طرح مناسب مقام نہیں ہے۔ہمارے گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے۔اب ہم زیادہ نہیں ٹھہر سکتے۔لہٰذا کل صبح تم لڑائی کے لئے تیار ہو کر باہر آؤ تا کہ ہم محمد ﷺ پر خود حملہ کر کے ان سے آخری فیصلہ کر لیں۔بنو قریظہ نے جواب دیا کہ یہ تو سنیچر کا دن ہے اس میں ہم کوئی کام نہیں کیا کرتے۔چنانچہ تم کو معلوم ہے کہ ہم میں سے ایک نے اس دن کی حرمت کی خلاف ورزی کی اور اسے کیسی سزا ملی۔علاوہ بریں جب تک تم بطور ضمانت اپنے یرغمال ہمارے حوالے نہ کرو گے ہم محمد ﷺ سے نہیں لڑتے ہم کو اس بات کا خوف ہے کہ اگر جنگ نے تم کو بری طرح دبوچا اور تم شدت سے مارے جانے لگے تم فوراً اپنے دیار کو چمپت ہو جاؤ گے اور ہمیں اپنے اس علاقہ میں اس شخص کے مقابلہ کے لئے تنہا چھوڑ دو گے اور اس صورت میں ہم میں یہ طاقت نہیں کہ ہم تنہا محمد ﷺ سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

قریش اور بنو قریظہ میں نفاق:

جب قریش اور غطفان کے پیامبر بنو قریظہ کا یہ پیام ان کے پاس لے آئے وہ کہنے لگے کہ بخدا نعیمؓ بن مسعود نے ہم سے جو کچھ کہا تھا وہ بالکل حق ہے۔انہوں نے بنو قریظہ کو کہلا بھیجا کہ ہم اپنا ایک آدمی بھی تمہارے حوالے نہیں کرتے اگر تم واقعی لڑنا چاہتے ہو تو آ جاؤ اور لڑو۔جب قریش اور غطفان کا یہ پیام بنو قریظہ کو پہنچا انہوں نے کہا کہ نعیم بن مسعود نے جو کچھ بیان کیا تھا وہ بالکل ٹھیک ہے معلوم ہوتا ہے کہ اتحادیوں کا ارادہ یہ ہے کہ لڑیں اور اگر موقع ہمدست ہو جائے اس سے متمتع ہوں اور اگر ناکامی کی صورت درپیش ہو تو اپنے وطن کی راہ لیں اور ہم کو تنہا اپنے علاقے میں اس شخص کے مقابلہ پر چھوڑ جائیں چنانچہ اس اندیشہ سے بنو قریظہ نے پھر قریش غطفان کو کہلا کر بھیجا کہ بخدا ہم تو اس وقت تک تمہارے ساتھ ہو کر نہیں لڑتے جب تک کہ تم اپنے یرغمال ہمارے حوالے نہ کر دو۔

انہوں نے ان کے دینے سے صاف اور قطعی انکار کر دیا۔ اس طرح اللہ نے ان میں پھوٹ ڈال دی۔ اس کے علاوہ شدید سردی کی راتوں میں اللہ تعالیٰ نے اس قدر تیز و تند مسلسل کئی رات آندھی چلائی کہ اس سے ان کی دیگیں الٹ گئیں اور خیمے اور جھونپڑیاں گر پڑیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے دشمن میں پھوٹ ڈال دی ہے آپؐ نے رات کے وقت حذیفہ بن الیمان کو بلایا اور کہا کہ تم جا کر اس خبر کی تصدیق کرو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن الیمان:

اس واقعہ کے متعلق محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ کوفہ کے ایک شخص نے حذیفہ بن الیمان سے پوچھا اے ابوعبداللہ تم نے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور ان کی صحبت میں رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں! اس نے کہا تم کس طرح رسول اللہ ﷺ سے پیش آتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم ان کی اطاعت میں پوری کوشش کرتے تھے۔ اس شخص نے کہا بخدا اگر ہم نے آپ ﷺ کا عہد پایا ہوتا تو ہم آپ ﷺ کو زمین پر نہ چلنے دیتے۔ اپنی گردنوں پر بٹھاتے۔ حذیفہ نے کہا اے میرے بھتیجے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق میں موجود تھا آپؐ نے کچھ رات گئے نماز پڑھی اور پھر ہماری طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا کوئی ایسا ہے جو دشمن کی فرودگاہ میں جا کر اس خبر کی تصدیق کر کے آئے جو ہمیں معلوم ہوئی ہے اور رسول اللہ ﷺ یہ عہد کرتے ہیں کہ جب وہ اللہ کے یہاں جائے گا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ کوئی شخص بھی اس کے لئے کھڑا نہ ہوا۔ آپ ﷺ نے پھر کچھ رات گئے تک نماز پڑھی اور اس کے بعد پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر وہی قول دہرایا مگر اس مرتبہ بھی ہم میں سے کوئی اس کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ پھر آپ ﷺ نماز پڑھنے لگے اور بعد فراغت ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کون ہے جو دشمن کے یہاں جا کر اس کی خبر کی تصدیق کر کے آجائے' رسول اللہ ﷺ اس کے لئے یہ شرط کرتے ہیں کہ جب وہ مرے گا تو میں اللہ سے درخواست کروں گا کہ وہ جنت میں میرا رفیق بنایا جائے۔ اس ارشاد پر بھی چونکہ لوگ بہت خوفزدہ اور بھوکے تھے اور سردی بھی نہایت شدید تھی کسی نے حامی نہ لی۔ جب کوئی بھی اس کام کے لئے کھڑا نہیں ہوا' رسول اللہ ﷺ نے مجھے آواز دی اب تو مجھے کھڑے ہوئے بغیر چارہ نہ تھا کیونکہ آپ ﷺ نے خود مجھے آواز دی تھی۔ میں پاس گیا۔ فرمایا حذیفہ! تم دشمن کے یہاں جاؤ اور دیکھ کر آؤ کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ جب تک میرے پاس نہ آجاؤ کسی سے کوئی بات بیان نہ کرنا۔

کفار کی واپسی:

میں حسب ارشاد دشمن کی چھاؤنی میں آیا اس وقت ہوا اور اللہ کی فوجوں نے دشمن کا ناک میں دم کر رکھا تھا نہ کوئی دیگچی چولہے پر ٹھہرتی نہ آگ جلتی تھی اور نہ کوئی مکان اپنی جگہ برقرار تھا۔ ابوسفیان بن حرب نے کھڑے ہو کر کہا اے قریش ہر شخص کو چاہئے کہ وہ دیکھے کہ کون اس کے ساتھ بیٹھا ہے۔ یہ سنتے ہی میں نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا جو میرے پہلو میں بیٹھا تھا میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اب ابوسفیان نے تقریر شروع کی اور کہا کہ اے گروہ قریش بخدا تم ایسی جگہ فروکش نہیں ہو جو قیام کے لئے مناسب ہوتی۔ ہمارے مویشی اور اونٹ بھوکے مر گئے۔ بنوقریظہ نے ہم سے وعدہ خلافی کی بلکہ اس سے ہمیں تکلیف پہنچی۔ اس ہوا سے جو مصیبت ہم پر ہے وہ ظاہر ہے۔ بخدا ہماری دیگیں چولہوں پر نہیں ٹھہرتیں' نہ آگ ایک جگہ جلتی ہے اور نہ کوئی بناء ہمیں پناہ دیتی ہے تم بھی واپس چلو اور میں تو اب چلا۔ چنانچہ وہ اپنے اونٹ کے پاس آیا جو بندھا ہوا تھا۔ ابوسفیان نے اس پر بیٹھ کر

اسے چابک مارا وہ اپنے تین پیروں پر پہلے اٹھا اور پھر رسی کھلتے ہی پوری طرح کھڑا ہو گیا۔ بخدا اس وقت مجھے ایسا موقع حاصل تھا کہ اگر رسول اللہ ﷺ سے میں نے اپنے مقصد سے اخفاء کا وعدہ نہ کیا ہوتا اور میرا ارادہ ہوتا تو میں اسی وقت ابوسفیان کو قتل کر دیتا۔ وہاں سے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس آیا۔ آپؐ اس وقت اپنی کسی بیوی کا منقش لبادہ اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے مجھے دیکھتے ہی آپؐ نے اپنے پیروں کے بیچ میں کر لیا اور میرے اوپر لبادے کا کونا ڈال دیا۔ پھر آپؐ نے رکوع کیا اور جب سجدہ کیا تو میں نیچے سے نکل گیا۔ پھر آپؐ نے سلام پھیرا۔ میں نے پورا واقعہ آپؐ سے بیان کیا اور جب غطفان کو معلوم ہوا کہ قریش اس طرح میدان سے چلے گئے' وہ بھی فوراً تیزی کے ساتھ اپنے اپنے وطن واپس ہو گئے۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی نبی ﷺ اور تمام مسلمان خندق سے مدینہ پلٹ آئے اور انہوں نے ہتھیار کھول دیے۔

باب ۱۰

غزوۂ بنوقریظہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آمد:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ ظہر کے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے وہ استبرق کا عمامہ باندھے تھے ایک مادیان خچر پر سوار تھے جس پر زین تھی اوراس پر دیباج کا چارجامہ پڑا ہوا تھا۔ جبرئیلؑ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کیا آپؐ نے ہتھیار اتار دیے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! جبرئیلؑ نے کہا مگر ملائکہ نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے۔ اور میں اس وقت دشمن ہی کے تعاقب سے آ رہا ہوں۔ اے محمد اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ اسی وقت بنوقریظہ کی طرف جائیں اور میں بھی انہیں کی طرف جا رہا ہوں۔

بنی قریظہ کی جانب پیش قدمی:

رسول اللہ ﷺ نے فوراً اپنے نقیب کو حکم دیا کہ وہ تمام مدینہ میں کوچ کا اعلان کر دے چنانچہ اس نے اعلان کیا کہ جو اللہ اور اس کے رسول کا مطیع اور فرماں بردار ہو وہ بنوقریظہ میں پہنچ کر عصر کی نماز پڑھے۔ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب کو اپنا علم دے کر بنوقریظہ کی طرف اپنے سے پہلے روانہ فرمایا۔ دوسرے لوگ بھی ان کی طرف لپکے۔ علیؓ مدینہ سے چل کر ان کے کسی قلعہ کے پاس پہنچے وہاں سے علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی شان میں نہایت برے الفاظ سنائی دیے۔ وہ وہاں سے پلٹے' انہوں نے راستے ہی میں رسول اللہ ﷺ کو پالیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ ہرگز ان خبیثوں کے نزدیک نہ جائیں۔ آپؐ نے پوچھا کیوں معلوم ہوتا ہے کہ تم نے ان کی زبان سے میری برائی اور مذمت سنی ہے۔ علیؓ نے کہا بے شک یہی بات ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر انہوں نے مجھے دیکھا ہوتا تو وہ کبھی اس قسم کے ناشائستہ الفاظ زبان سے نہ نکالتے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے قلعوں کے پاس پہنچ کر ان کو مخاطب کر کے کہا اے بندروں کے ساتھیو کیا اب تک اللہ نے تم کو رسوا نہیں کیا اور سزا نہیں دی ہے۔ انہوں نے کہا اے ابوالقاسم تم ناواقف نہیں ہو۔

بنوقریظہ کے پاس پہنچنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ اسی سفر میں صورین میں اپنے صحابہؓ کے پاس آئے آپؐ نے ان سے پوچھا کوئی صاحب تمہارے پاس سے گزرے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں دحیہ ابن خلیفۃ الکلبی ایک سفید مادیان خچر پر سوار جس پر زین کسی تھی اور اس پر دیبا کا چارجامہ پڑا ہوا تھا ہمارے پاس سے گذرے۔ آپؐ نے فرمایا یہ جبرئیلؑ تھے ان کو بنوقریظہ کی طرف بھیجا گیا ہے تا کہ وہ ان کے قلعوں کو متزلزل کر دیں اور ان کے دلوں میں ہمارا رعب بٹھا دیں۔

مسلمانوں کا اُنا پر قیام:

بنوقریظہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ ان کے ایک کنویں اُنا نامی پر جو ان کے کھیتوں کے کنارے واقع تھا فروکش ہو گئے یہاں سب لوگ آپؐ کے پاس جمع ہو گئے بعض صحابہؓ عشاء کے وقت پہنچے انہوں نے اب تک رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بموجب کہ سب بنوقریظہ پہنچ کر عصر کی نماز پڑھیں، عصر کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی ان کو بعض نہایت ضروری کاموں کی وجہ سے جنگ کے لیے روانہ

ہونے میں اتنی دیر لگ گئی مگر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق بنوقریظہ کے سوا کہیں اور عصر کی نماز نہیں پڑھی اور اب عشائے آخر کے بعد انہوں نے اس مقام پر پہنچ کر عصر کی نماز پڑھی ان کے اس فعل کو نہ اللہ نے اپنی کتاب میں مذموم قرار دیا اور نہ خود آپؐ نے ان کو ملامت کی۔ یہ معبد بن کعب بن مالک انصاری کا بیان ہے۔

بنوقریظہ کا محاصرہ:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ خندق سے واپس آکر سعدؓ کے مجروح ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں ان کے لیے ایک خیمہ نصب کرایا اور ہتھیار کھول دیے، دوسرے مسلمانوں نے بھی ہتھیار کھول دیے۔ جبرئیلؑ آپؐ کے پاس آئے اور کہا کہ آپؐ نے ہتھیار رکھ دیے مگر ملائکہ نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے۔ آپؐ دشمن کے مقابلے پر جایئے اور ان سے لڑیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زرہ منگوا کر پہنی پھر آپؐ روانہ ہوئے اور تمام مسلمان بھی روانہ ہو گئے۔ آپؐ بنوغنم کے پاس سے گزرے آپؐ نے ان سے پوچھا کوئی یہاں آیا تھا۔ انہوں نے کہا دحیۃ الکلبی یہاں آئے تھے یہ اپنی وضع داڑھی اور صورت میں جبرئیلؑ کے مشابہ تھے۔ یہاں سے بڑھ کر آپؐ بنوقریظہ کے سامنے فروکش ہو گئے۔ اس وقت سعدؓ اپنے اسی خیمہ میں مقیم تھے جو مسجد میں رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے نصب کرا دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ یا پچیس دن بنوقریظہ کا محاصرہ رکھا جب محاصرہ کے مصائب سے وہ عاجز آ گئے ان سے کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر ہتھیار رکھ دو، مگر ابولبابہ بن عبدالمنذر نے حلق پر ہاتھ رکھ کر اشارے سے بتایا کہ اگر ایسا کرو گے تو سب ذبح کر دیے جاؤ گے۔ اس وجہ سے اب انہوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر ہتھیار رکھ دیتے ہیں کہ سعد بن معاذؓ ہمارے متعلق جو چاہیں فیصلہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا اچھا انہیں کے حکم پر سہی۔ انہوں نے ہتھیار رکھ دیے۔ آپؐ نے سعدؓ کے لانے کے لیے ایک گدھا بھیج دیا جس پر کھجور کے پتوں کا پالان تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر سوار کرا دیا گیا۔ اس وقت تک ان کا زخم مندمل ہو کر خفیف سا رہ گیا تھا۔

ابن اسحٰق کے سابقہ سلسلۂ بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے پچیس راتیں ان کا محاصرہ رکھا، وہ محاصرہ کے مصائب سے تنگ آ گئے اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

کعب بن اسد کی شرائط:

قریش اور غطفان کی مراجعت کے بعد حُیی بن اخطب اس عہد کے مطابق جو اس نے کعب بن اسد سے آخر تک رفاقت کا کیا تھا، بنوقریظہ کے پاس ان کے قلعے میں چلا آیا تھا۔ جب ان کو اس بات کا یقین آ گیا کہ رسول اللہ ﷺ جب تک ان سے فیصلہ کن لڑائی نہ لڑیں گے واپس نہ ہوں گے۔ کعب بن اسد نے اپنے لوگوں سے کہا اے گروہ یہود جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے وہ سامنے ہے میں تمہارے سامنے تین شرطیں پیش کرتا ہوں ان میں سے جس ایک کو چاہو اختیار کرو۔ انہوں نے کہا بتایئے وہ کیا ہیں۔ کعب نے کہا پہلی بات یہ ہے کہ ہم اس شخص کی پیروی کر لیں اس پر ایمان لے آئیں کیونکہ بخدا یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں جن کا ذکر خود تمہاری کتاب میں موجود ہے۔ اس طرح تمہاری جان، مال بال بچے سب مامون ہو جائیں گے۔ یہودیوں نے کہا ہم کبھی تو رات کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کریں گے اور اس کے بجائے کسی اور کتاب کو قبول نہیں کریں گے۔ کعب نے کہا اگر میری اس بات کو تم نہیں مانتے تو اچھا آؤ ہم اپنے بیوی بچوں کو پہلے قتل کر دیں اور پھر ننگی تلواریں لے کر قلعہ سے محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کے

مقابلے پر نکل پڑیں اس طرح اپنے پیچھے کوئی ایسی چیز نہ رہنے دیں جس کا بوجھ ہمارے دل و دماغ پر موجود رہے اور پھر حریف سے فیصلہ کن جنگ کر لیں چاہے اس کا نتیجہ کچھ بھی ہو۔ اگر ہم سب مارے گئے تو یہ اطمینان تو ہوگا کہ ہم اپنے بعد کوئی اور شے ایسی نہیں چھوڑے جاتے جس کے متعلق کوئی اندیشہ ہو، اور اگر غالب ہوئے تو عورتیں اور بچے سب ہمیں مل ہی جائیں گے۔ اس کی قوم والوں نے کہا بھلا ہم خود ان مسکینوں کو قتل کر دیں ان کے بعد زندگی کا کیا مزہ رہے گا۔ کعب نے کہا اگر تم میری اس بات کو بھی نہیں مانتے تو آؤ یہ کرو کہ آج سنیچر کی رات ہے محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی غالباً اس شب میں ہماری جانب سے بے خطر ہوں گے لہٰذا تم قلعہ سے اترو شاید اس طرح ہم کو ان پر غفلت میں حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔ اس کی قوم نے کہا کیا ہم خود سنیچر کے دن کی اس طرح بے حرمتی کریں اور اس مبارک دن میں ایسا کام کر گزریں جس کے متعلق تم کو خود معلوم ہے کہ ہمارے اگلوں نے کیا تھا وہ مسخ کر دیے گئے۔ اس پر کعب نے کہا اپنی پیدائش سے لے کر مدت العمر تم میں سے کوئی شخص ایک شب میں بھی دوراندیش ثابت نہیں ہوا۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی پشیمانی:

اس کے بعد بنو قریظہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہلا کر بھیجا کہ عمرو بن عوف کے ابولبابہؓ بن المنذر کو ہمارے پاس بھیج دیجیے (یہ بنو قریظہ قبیلہ اوس کے حلیف تھے) تاکہ ہم ان سے اپنے معاملے میں مشورہ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بنو قریظہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ان کی نظر ابولبابہؓ پر پڑی وہ سب ان کے استقبال کے لیے اٹھے، ان کی عورتیں اور بچے روتے ہوئے ان کے پاس آئے۔ اس منظر سے ابولبابہؓ کو ان پر ترس آ گیا۔ بنو قریظہ نے ان سے کہا کہ کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم محمدؐ کے فیصلے پر ہتھیار رکھ دیں انہوں نے کہا ہاں مگر اپنے حلق پر ہاتھ رکھ کر بتایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تم سب ذبح کر ڈالے جاؤ گے۔ ابولبابہؓ کہتے ہیں کہ کہنے کو تو میں نے یہ بات کہہ دی مگر فوراً ہی میرے دل نے محسوس کیا کہ یہ تو میں نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے خیانت کی۔ ابولبابہؓ وہاں سے بغیر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے سیدھے مدینہ آ کر مسجد نبوی میں آئے اور انہوں نے اپنی خطا کی پاداش میں خود کو مسجد کے ایک ستون سے باندھا اور اللہ سے عہد کیا کہ جب تک اس خیانت کو اللہ معاف نہ کر دے گا میں اس جگہ سے نہ ہٹوں گا اور اب کبھی بنو قریظہ کی زمین پر قدم نہ رکھوں گا اور اللہ مجھے کبھی بھی اس علاقہ میں نہ دیکھے جس میں میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے۔

جب ان کے واپس آنے میں دیر ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ کو اس تاخیر سے تردد ہوا۔ پھر آپ کو ان کا سارا واقعہ معلوم ہوا آپؐ نے فرمایا اگر وہ میرے پاس آ جاتے تو میں اللہ سے ان کی معافی کی سفارش کرتا مگر اب جو کچھ وہ کر چکے کر چکے۔ اب تو جب تک خدا ہی ان کی توبہ کو قبول کر کے معاف نہ کرے میں ان کو رہائی نہیں دوں گا۔

حضرت ابولبابہ کی معافی:

زید بن عبداللہ بن قسیط سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے کہ ابولبابہ کی معافی کی اطلاع بذریعہ وحی آپ کو ہوئی۔ ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے علی الصباح رسول اللہ ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا میں نے پوچھا آپ کیوں ہنستے ہیں اللہ آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ آپؐ نے فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی۔ میں نے کہا کیا میں ان کو یہ خوش خبری سنا دوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں جی چاہے تو کہہ دو۔

راوی کہتا ہے کہ اس اجازت کے بعد ام سلمہؓ اپنے دروازے پر آ کر کھڑی ہوئیں۔ اب تک پردے کا حکم نہیں دیا گیا تھا اور

انہوں نے بلند آواز سے کہا ابولبابہؓ بشارت ہو اللہ نے تمہاری توبہ قبول اور خطا معاف کر دی۔ اب سب لوگ ان کو کھولنے کے لیے دوڑے۔ مگر انہوں نے کہا کوئی مجھے نہ کھولے، خود رسول اللہ ﷺ ہی اپنے دست مبارک سے مجھے آزاد کریں چنانچہ جب آپ صبح ان کے پاس آئے آپؐ نے ان کو ستون سے کھول دیا۔

عمرو بن سعدی القرظی:

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ اسی شب میں جس میں کہ بنوقریظہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر ہتھیار رکھے۔ ثعلبہ بن سعید، اسید بن سعیہ اور اسد بن عبید اسلام لے آئے، یہ بنوہدل سے تھے بنوقریظہ اور نضیر سے نہ تھے کہیں اوپر جا کر ان کا نسب ان سے ملتا تھا اس طرح وہ ان کے یک جدی ہوتے تھے۔ نیز اسی رات میں عمرو بن سعدی القرظی رسول اللہ ﷺ کے پہرہ داروں کے پاس سے گزرا، اس رات محمد بن مسلمۃ الانصاری اس خدمت پر مامور تھے انہوں نے اسے دیکھ کر للکارا کون ہے۔ اس نے کہا میں عمرو بن سعدی ہوں۔ جب بنوقریظہ نے رسول اللہ ﷺ سے بدعہدی کرنے کا ارادہ کیا عمرو نے اس کام میں ان کے ساتھ شریک ہونے سے انکار کر دیا تھا اور کہا تھا کہ میں ہرگز محمدؐ کے ساتھ بدعہدی نہیں کروں گا اس وجہ سے محمد بن مسلمۃ الانصاری نے اس کو پہچان کر کہا، خداوندا شرفاء کی لغزشوں سے چشم پوشی کرنے کے شرف سے تو مجھے محروم نہ کر، اور پھر اسے جانے کی اجازت دے دی۔ یہ وہاں سے سیدھا چل کر مدینے آیا وہ رات اس نے مسجد نبوی میں بسر کی پھر صبح کو نہ معلوم خدا کی کس سرزمین میں چلا گیا کہ آج تک اس کا پتہ نہ چل سکا۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کا تمام حال بیان کیا گیا، آپؐ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جسے اللہ نے اس کے ایفائے عہد کی وجہ سے بچا دیا۔

عمرو بن سعد کا ایفائے عہد:

ابن اسحٰق کہتے ہیں مگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب بنوقریظہ نے ہتھیار رکھے اور ان کو اسیر کر کے رسیوں سے باندھا لیا گیا اسے بھی ان کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ صبح کو اس کی ڈوری پڑی ہوئی ملی کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے اللہ نے اس کے ایفائے عہد کی وجہ سے بچا دیا۔

بنواوس کی درخواست:

صبح کو تمام بنوقریظہ نے رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر سر اطاعت خم کر دیا۔ بنواوس فوراً اٹھے اور انہوں نے کہا جناب والا یہ ہمارے موالی ہیں خزرج کے نہیں ہیں۔ آپؐ نے ان کے موالیوں کے بارے میں جو بھی کل تصفیہ فرمایا ہے وہ آپ کو معلوم ہے۔

بنوقریظہ سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے بنوقینقاع کا جو خزرج کے حلیف تھے محاصرہ فرمایا تھا اور جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اطاعت قبول کی عبداللہ بن ابی سلول نے آپ سے ان کو مانگ لیا اور آپؐ نے ان کو اسے بخش دیا تھا۔

جب بنواوس نے ان کے متعلق آپؐ سے یہ کہا آپؐ نے ان سے فرمایا اچھا تم اس بات کو مانو گے کہ تمہارا آدمی ان کے بارے میں فیصلہ کر دے۔ انہوں نے کہا جی ہاں ہم کو منظور ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں ان کے معاملے کو سعد بن معاذؓ کے سپرد کرتا ہوں۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بحیثیت حکم:

سعد بن معاذ کو ان کے مجروح ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اپنی مسجد میں ایک مسلمان عورت رفیدہؓ نامی کے خیمہ میں

ٹھہرادیا تھا، یہ زخمیوں کا علاج کرتی تھیں اورانہوں نے زخمی مسلمانوں کی خدمت کے لیے اپنے کو وقف کردیا تھا چنانچہ جب خندق کی لڑائی میں سعدؓ کے تیر لگا آپؐ نے ان کی قوم والوں سے کہا کہ ان کو رقیدہؓ کے خیمہ میں ٹھہرادو، تاکہ میں قریب سے ان کی عیادت کرسکوں۔اب جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بنوقریظہ کا حکم قرار دیا، ان کی قوم ان کے پاس آئی اور ایک گدھے پر جس پر انہوں نے سعدؓ کے لیے چمڑے کی زین اور گداڈالا تھا ان کو بٹھایا۔ یہ بہت ہی فربہ اور قدآور آدمی تھے، ان کی قوم والے بھی ان کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلے اور راستے میں سعدؓ سے کہا اے ابوعمرو اپنے موالیوں کے متعلق نیکی برتنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے فیصلے کو تم پر اسی وجہ سے محمول کیا ہے کہ تم ان کے بارے میں لطف وکرم اختیار کرو۔ جب ان کی قوم والوں نے بار بار اس بات کو کہا سعدؓ نے جواب دیا اب سعد کا وہ وقت آ گیا ہے کہ جب اسے اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے متاثر نہ ہونا چاہیے، اس جواب کو سن کر ان کی قوم کے بعض لوگ تو بنوعبدالاشہل کے محلے میں چلے آئے اور قبل اس کے کہ سعدؓ بنوقریظہ کے پاس پہنچیں انہوں نے سعدؓ کے مذکورہ بالا جملے کی وجہ سے بنوقریظہ کے قتل کی اطلاع مشہور کردی۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کا استقبال:

جب سعدؓ، رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئے آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا اپنے سردار یا اپنے سب سے بہتر شخص کے استقبال کو اٹھو اور ان کو سواری پر سے اتارلاؤ، جب وہ آ گئے رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا سعدؓ بنوقریظہ کا تصفیہ کردو انہوں نے کہا میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں وہ لوگ جو لڑائی کے قابل ہوں قتل کر دیے جائیں۔عورتیں اور بچے لونڈی غلام بنائے جائیں اور ان کا تمام مال تقسیم کردیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس فیصلہ کو سن کر فرمایا سعدؓ تم نے ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کے منشاء کے مطابق تصفیہ کیا۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کا فیصلہ:

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق جب سعدؓ، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا اپنے سردار کے استقبال کو اٹھو۔صحابہؓ نے حسب الحکم بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور ان سے کہا اے ابوعمرو رسول اللہ ﷺ نے تمہارے موالیوں کے بارے میں تم کو حکم بنایا ہے انہوں نے کہا ہاں! تم اللہ کے سامنے اس بات کا پختہ عہد و پیمان کرو کہ جو تصفیہ میں کروں گا اسے تم قبول کرو گے سب نے کہا بے شک ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔ پھر سعدؓ نے جو رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کے خیال سے اس سمت سے جدھر آپؐ تشریف فرما تھے منہ پھیرے ہوئے تھے اس سمت کی طرف اشارہ کر کے کہا اور جو لوگ اس سمت میں ہیں وہ بھی میرے فیصلہ کو قبول کریں گے۔اس پر خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔تب سعدؓ نے کہا اچھا تو میں یہ تصفیہ کرتا ہوں کہ ان کے مرد قتل کردیے جائیں ان کی املاک تقسیم کردی جائے اور بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنالیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعدؓ تم نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

بنوقریظہ کا انجام:

بنوقریظہ کو قلعے سے اتار کر رسول اللہ ﷺ نے بنوالنجار کی ایک عورت کے گھر میں جو حارث کی اولاد میں تھی قید کردیا اور پھر خود آپؐ اس مقام پر آئے جہاں اب مدینہ کا بازار ہے اور یہاں آپؐ نے چند کھائیاں کھدوائیں اور پھر بنوقریظہ کو بلا کر یہاں ان کی

گردن ماردی۔ یہ چھوٹی چھوٹی جماعت میں آپؐ کے پاس بھیجے جاتے تھے اور آپؐ ان کو قتل کرا دیتے تھے ان میں اللہ کا دشمن حیی بن اخطب اور کعب بن اسد اس جماعت کے سرغنہ بھی تھے۔ یہ چھ سو یا سات سو آدمی تھے جو لوگ ان کی تعداد زیادہ بتاتے ہیں انہوں نے آٹھ سو سے نو سو تک کہی ہے۔

بنو قریظہ کی جب کوئی جماعت قتل کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جانے لگتی تو وہ کعب بن اسد سے پوچھتے۔ کعب کہو ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے، اس کے جواب میں ہر مرتبہ وہ کہتا کیا اتنی بات بھی نہیں سمجھتے بلانے والا برابر بلا رہا ہے اور جو جاتا ہے ان میں سے کوئی واپس نہیں پلٹتا۔ سمجھ لو کیا ہوگا، بخدا مارے جاؤ گے، اسی طرح نوبت بہ نوبت رسول اللہ ﷺ نے سب کو قتل کرا دیا۔

حیی بن اخطب کا قتل:

دشمن خدا حیی بن اخطب آپؐ کے سامنے لایا گیا اس نے ایک فقاحی حلہ پہن رکھا تھا اور اس خیال سے کہ کوئی بھی اسے سالم بعد میں نہ لے سکے۔ اس نے اس حلے کو اپنے جسم پر تار تار کر دیا تھا اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر اس نے کہا بخدا میں نے تمہاری عداوت میں کوئی کمی نہیں کی مگر کیا کیا جائے جس کا ساتھ اللہ چھوڑ دے وہ رسوا ہو جاتا ہے، پھر اس نے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا اے لوگو! اللہ کے حکم میں کیا چارہ۔ اللہ نے پہلے سے یہ بات مقدر کر دی تھی کہ بنی اسرائیل اس طرح قتل کیے جائیں گے، وہ پوری ہوئی۔ اس کے بعد وہ بیٹھ گیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔

بنو قریظہ کی ایک عورت بنانہ کا قتل:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ بنو قریظہ کی عورتوں میں سے ایک کے علاوہ اور کوئی قتل نہیں کی گئی۔ وہ میرے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور اس قدر ہنس رہی تھی کہ اس کے پیٹ میں بل پڑ جاتے تھے اس وقت رسول اللہ ﷺ ان کے مردوں کو بازار میں قتل کر رہے تھے، اتنے میں کسی نے اس کا نام لے کر پکارا، اے فلانی فلاں کی بیٹی۔ اس نے کہا موجود ہوں، میں نے اس سے پوچھا کیوں بلایا ہے اس نے کہا میں قتل کی جاؤں گی۔ میں نے پوچھا کیوں۔ اس نے کہا میں نے ایک جرم کیا ہے، لوگ اسے لے گئے اور اس کی گردن ماردی گئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ باوجود اس بات کے کہ وہ جانتی تھی کہ میں ماری جانے والی ہوں۔ پھر بھی وہ اس قدر ہنس رہی تھی اور خوش مزاج تھی کہ میں نے اس کے علاوہ اور کسی کو ایسا نہیں دیکھا۔

حضرت ثابتؓ اور زبیر بن باطا القرظی:

ثابت بن قیس بن شماس، زبیر بن باطا القرظی کے پاس آئے ابو عبدالرحمٰن اس کی کنیت تھی۔ زبیرؓ نے عہد جاہلیت میں ثابت پر یہ احسان کیا تھا کہ جنگ بعاث میں زبیر نے ان کو پکڑا اور صرف پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا۔ یہ اس کے پاس آئے وہ بہت بڈھا تھا ثابت نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن مجھے پہچانتے ہو، اس نے کہا کیوں نہیں بھلا میں تم کو بھول سکتا ہوں ثابت نے کہا میں چاہتا ہوں کہ جو احسان تم نے مجھ پر کیا ہے اس کا بدلہ دوں کیونکہ شریف دوسرے شریف کو معاوضہ دیا کرتا ہے۔

حضرت ثابتؓ بن قیس کی سفارش:

اس کے بعد ثابت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ زبیر نے میرے ساتھ یہ نیکی کی تھی اس کا احسان میری گردن پر ہے میں چاہتا ہوں کہ اب اس کا عوض کروں۔ آپؐ میری خاطر اس کی جاں بخشی فرما دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا ہم نے

اسے تمہاری خاطر معاف کر دیا ثابت نے زبیرؓ سے آ کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری خاطر تم کو معاف کر دیا ہے، اس نے کہا میں پیر فانی! نہ اب میرے بیوی بچے رہے اور نہ گھر در، میں جی کے کیا کروں ثابت پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا اور اس کے بیوی بچوں کے متعلق کیا ارشاد ہے آپؐ نے فرمایا ہم نے ان کو بھی تمہاری خاطر معاف کیا۔ ثابت زبیر کے پاس آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری خاطر تمہاری بیوی اور اولاد بھی تم کو دے دی ہے۔ اس نے کہا کوئی خاندان جس کے پاس مال نہ ہو حجاز میں زندگی بسر نہیں کر سکتا لہٰذا اس خالی جاں بخشی سے کیا ہوتا ہے ثابت حضورؐ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اس کے املاک کے متعلق کیا ارشاد ہے آپؐ نے فرمایا ہم نے ان کو بھی تمہاری خاطر معاف کیا۔ ثابت زبیر کے پاس آئے اور کہا رسول اللہ ﷺ نے تمہارا مال مجھے عطا فرمایا ہے اور اب وہ تمہارا ہے۔

زبیر بن باطا القرظی کا خاتمہ:

زبیر نے کہا ثابتؓ اس کا کیا ہوا جس کا چہرہ چینی آئینے کی طرح چمک دار تھا جو تمام قبیلے کی کنواری عورتوں کا محبوب تھا یعنی کعب بن اسد۔ ثابت نے کہا وہ قتل کر دیا گیا۔ زبیر نے پوچھا تمام شہریوں اور دیہاتیوں کے سردار حیی بن اخطب کا کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ قتل کر دیا گیا۔ زبیر نے پوچھا ہمارے اس جواں مرد کا کیا ہوا کہ جب ہم حملہ کرتے وہ ہم سب کے آگے ہوتا اور اگر ہم پسپا ہوتے تو وہ ہماری حمایت کے لیے سب سے پیچھے رہتا یعنی غزال بن شمویل۔ ثابتؓ نے کہا وہ قتل کر دیا گیا۔ زبیر نے پوچھا دونوں جماعتوں یعنی بنوکعب بن قریظہ اور بنوعمرو بن قریظہ کا کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ سب قتل کر دیے گئے۔ زبیر نے کہا تو میں اس احسان کا واسطہ دے کر جو میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے تم سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے بھی ابھی اپنے دوستوں سے ملا دو۔ ان لوگوں کے مرنے کے بعد زندگی کا کیا مزہ رہا۔ میں ذرا سی تاخیر بھی پسند نہیں کرتا اور چاہتا ہوں کہ اپنے احباب سے جا ملوں۔ ثابتؓ نے زبیر کو آگے کر کے اس کی گردن اڑا دی۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو زبیر کا یہ قول معلوم ہوا انہوں نے کہا ہاں بخدا وہ آتش دوزخ میں اپنے احباب سے ملے گا اور وہاں ہمیشہ کے لیے جلتا رہے گا۔ ثابتؓ نے اس واقعے کے متعلق چند شعر بھی کہے ہیں۔

رفاعہ بن شمویل القرظی کی جاں بخشی:

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ بنوقریظہ میں سے جو بالغ ہو گئے ہوں قتل کر دیے جائیں۔ سلمہؓ بنت قیس ام المنذر رسلیط بن قیس کی بہن نے جو رشتے میں رسول اللہ ﷺ کی خالہ ہوتی تھیں اور جنہوں نے آپؐ کے ہمراہ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی اور عورتوں کی بیعت میں آپ کی بیعت کی تھی رفاعہ بن شمویل القرظی کو آپؐ سے مانگا۔ یہ بالغ ہو چکا تھا اور چونکہ وہ سلمٰی کے خاندان سے پہلے سے تعارف رکھتا تھا اس لیے کہ اس نے ان کے یہاں پناہ لی تھی۔ سلمٰی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں آپؐ رفاعہ بن شمویل کو مجھے دے دیجیے کیونکہ وہ وعدہ کرتا ہے کہ نماز پڑھے گا اور اونٹ کا گوشت کھائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سلمٰی کو دے دیا اور اس طرح سلمٰی نے اس کی جان بچا لی۔

بنوقریظہ کا مال غنیمت:

رسول اللہ ﷺ نے بنوقریظہ کی املاک، عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور آج آپؐ نے سوار اور پیدل کے

حصوں میں تفریق کر دی نیز آپؐ نے اس میں سے خمس نکال لیا۔ سوار کے تین حصے، دو گھوڑے کے اور ایک خود سوار کا مقرر کیا اور پیدل کا ایک حصہ مقرر فرمایا۔ اس واقعے میں مسلمانوں کے پاس چھتیس سوار تھے۔ یہ پہلا مال غنیمت ہے جس میں دو حصے علیحدہ علیحدہ دیے گئے اور اس سے خمس نکالا گیا جو آج تک برقرار ہے۔ اس سے پہلے مغازی میں یہ دستور تھا کہ جب پیدل کے ساتھ رسالہ بھی شریک ہوتا تو دو گھوڑوں کا ایک حصہ دیا جاتا۔

ریحانہ بنت عمرو کا قبول اسلام:

اس کے بعد بنو عبدالاشہل کے سعدؓ بن زید الانصاری کو رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کے لونڈی غلاموں کو دے کر نجد بھیجا تا کہ وہ ان کو بیچ کر اس کی قیمت سے گھوڑے اور اسلحہ خرید لائیں۔ ان کی عورتوں میں سے رسول اللہ ﷺ نے ریحانہ بنت عمرو بن ضبافہ بنو عمرو بن قریظہ کی ایک عورت کو خود اپنے لیے انتخاب فرمایا یہ آپ کی وفات تک آپؐ کے پاس رہیں اور اس وقت تک لونڈی کی حیثیت رکھتی تھیں، آپؐ نے ان سے کہا تھا آؤ میں تم سے نکاح کر لیتا ہوں اور پردے میں بٹھاتا ہوں مگر انہوں نے یہی کہا کہ آپؐ مجھے اپنی ملک ہی میں رکھیں میرے اور آپؐ دونوں کے لیے اس بات میں ذمہ داری کم ہے۔ ان کی اس خواہش کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسی حالت میں رکھا۔ جب آپؐ نے ان کو لونڈی بنایا تو انہوں نے اسلام لانے سے انکار اور یہودیت پر اصرار کیا۔ آپؐ نے ان سے علیحدگی اختیار کی مگر ان کے اس انکار اور اصرار کی کھٹک آپؐ کے دل میں برابر باقی تھی، ایک روز آپؐ صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ آپؐ نے اپنی پشت پر جوتے اتارنے کی آواز سنی۔ آپؐ نے خود کہا کہ ثعلبہ بن سعید ریحانہ کے اسلام لانے کی بشارت دینے آئے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت انہوں نے سامنے حاضر ہو کر کہا اے رسول اللہ (ﷺ) ریحانہ اسلام لے آئیں۔ اس بات کو سن کر آپؐ خوش ہو گئے۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کی دعا:

بنو قریظہ کے قضیے سے فراغت کے بعد سعدؓ بن معاذ کے زخم پھر تازہ ہو گئے اور اس کے لیے خود انہوں نے اللہ رب العزت سے دعا مانگی تھی اور التجاء کی تھی کہ بار الٰہ تجھے معلوم ہے کہ میں سب سے زیادہ ان لوگوں سے لڑنے کا دلدادہ ہوں۔ جنہوں نے تیرے رسول کی تکذیب کی ہے لہٰذا اگر ابھی قریش سے کچھ اور جنگ باقی ہے تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھ اور اگر تو نے رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان اب لڑائی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ ان کی دعاء قبول ہوئی ان کا زخم پھر ہرا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو پھر اسی خیمے میں جو آپؐ نے ان کے لیے اپنی مسجد میں لگوا دیا تھا منتقل کر دیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ خود رسول اللہ ﷺ ان کی مزاج پرسی کو ان کے پاس گئے تھے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی گئے تھے میں اپنے حجرے میں تھی کہ میں نے عمر کو روتے ہوئے سنا اور پھر ان کے رونے سے ابو بکرؓ کے رونے کی آواز سنی یہ رقت ان پر اس لیے طاری ہوئی کہ حسب ارشاد خداوندی وہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بہت ہی رحیم اور شفیق تھے اس بیان کے ایک ناقل علقمہ نے عائشہؓ سے پوچھا اماں جان خود رسول اللہ ﷺ کی کیا کیفیت ہوتی تھی انہوں نے کہا کسی موت پر آپؐ کے آنسو نہیں نکلتے تھے البتہ جب کبھی کسی کی موت کا آپ کو سخت صدمہ ہوتا یا آپؐ کسی وجہ سے سخت پریشان ہوتے تو اپنی داڑھی ہاتھ سے پکڑ لیتے تھے۔

جنگِ خندق کے شہداء:

ابن اسحق کے قول کے مطابق خندق کی لڑائی میں مسلمانوں میں سے صرف چھ آدمی شہید ہوئے اور مشرکین میں سے تین قتل کیے گئے اور بنوقریظہ کی جنگ میں خلادؓ بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن بنی الحارث الخزرج شہید ہوئے۔ان پر ایک چکی پھینکی گئی تھی جس سے وہ پاش پاش ہوگئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے بنوقریظہ کا محاصرہ کر رکھا تھا بنو اسد بن خزیمہ کے ابوسنان بن محصن بن حرثان مر گئے اور وہ بنوقریظہ کے قبرستان میں دفن کیے گئے خندق سے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا تھا کہ اب آئندہ کبھی قریش کو یہ جرأت نہ ہوگی کہ وہ ہم پر اقدامی کارروائی کر سکیں اب ہم ان کے خلاف جارحانہ کارروائی کیا کریں گے۔ چنانچہ فتح مکہ تک یہی ہوا کہ پھر قریش کو آپؐ پر پیش قدمی کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

نبانہ کے قتل کی وجہ:

ابن اسحق کے بیان کے مطابق بنوقریظہ کی فتح ذوالقعدہ یا ابتدائے ذوالحجہ میں ہوئی۔ البتہ واقدی کا خیال ہے کہ ماہ ذوالقعدہ کے ختم ہونے میں ابھی چند راتیں باقی تھیں جب کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوقریظہ پر چڑھائی کی اور پھر آپؐ نے اس کے لیے گہری نالیاں کھدوائیں اور آپؐ بیٹھ گئے۔ علیؓ اور زبیرؓ آپؐ کے سامنے ان کو قتل کرتے تھے۔ جس عورت کو آپؐ نے اس دن قتل کرایا تھا اس کا نام نبانہ تھا یہ حکم القرظی کی بیوی تھی اور اسی نے خلاد بن سوید کو ان پر چکی پھینک کر قتل کیا تھا۔ آپؐ نے اس کو طلب کر کے خلادؓ کے عوض میں قتل کر دیا۔

غزوۂ المریسیع:

رسول اللہ ﷺ کے غزوۂ بنی مصطلق کے وقت میں اختلاف ہے اسے غزوہ المریسیع بھی کہتے ہیں، یہ خزاعہ کے ایک چشمہ آب کا نام ہے جو نواح قدید میں ساحل بحر کی طرف واقع ہے۔ ابن اسحق کا بیان یہ ہے کہ شعبان ۵ھ میں رسول اللہ ﷺ نے یہ جہاد فرمایا ہے اور غزوۂ خندق اور غزوۂ بنوقریظہ دونوں اس کے بعد ہوئے ہیں۔ اس غزوے میں آپؐ خزاعہ کے خاندان بنومصطلق سے لڑنے گئے تھے۔ آخر ذوالقعدہ یا ابتدائے ذوالحجہ میں بنوقریظہ کے غزوہ سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ مدینے واپس تشریف لے آئے۔ ذوالحجہ، محرم، صفر اور ربیع الاوّل اور ربیع الثانی آپؐ نے مدینہ میں بسر فرمائے۔ اس سال ۵ ہجری میں مشرکین کی امارت میں حج ہوا۔

باب ۱۱

صلح حدیبیہ ۶ھ

غزوہ بنولحیان:

بنی قریظہ کی فتح کے چھ ماہ بعد جمادی الاولیٰ میں رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب الرجیع خبیب بن عدی اور ان کے ہمراہی صحابہ کا بدلہ لینے برآمد ہوئے۔ آپؐ نے ظاہر یہ کیا کہ آپؐ شام جارہے ہیں تاکہ اثنائے راہ میں اگر دشمن پر کوئی کامیاب چھاپہ مارنے کا موقع مل سکے تو اس سے فائدہ اٹھائیں۔ مدینہ سے نکل کر آپؐ نے غراب نام پہاڑ کی راہ لی جو شام کے راستے پر واقع ہے۔ پھر مخیص ہوتے ہوئے آپ تبراء آئے اور یہاں سے آپؐ بائیں جانب مڑے۔ بین ہوتے ہوئے آپ صخیرات الیمام آئے اور یہاں سے آپؐ نے سیدھے مکہ کی شاہراہ جس سے حاجی جاتے ہیں اختیار کی، اپنی رفتار میں تیزی کی اسی طرح شتاب روی کر کے غران پر منزل کی جہاں بنولحیان ٹھہرا کرتے تھے یہ غران املج اور عسفان کے درمیان ایک وادی ہے جو مقام سایہ تک چلی جاتی ہے مگر دشمن کو آپ کی پیش قدمی کا پہلے سے پتہ چل گیا تھا اس لیے وہ میدان چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ گیا۔ اس مقام پر فروکش ہونے کے بعد جب آپ کو معلوم ہوا کہ جن لوگوں کی نیت سے آپ آئے تھے وہ دسترس سے باہر ہو چکے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مناسب ہوگا کہ ہم یہاں سے عسفان پر اتریں تاکہ مکہ والے دیکھ لیں کہ ہم خود مکہ آئے ہیں۔ اس خیال سے آپؐ دو شتر سوار صحابہؓ کے ہمراہ اس مقام سے چل کر عسفان آئے اور یہاں سے آپؐ نے دو شہسوار اور آگے بھیجے جو کراع الغمیم تک جا کر پلٹ آئے۔ واپسی میں آپ کو شام ہوگئی، آپؐ مدینہ پلٹ آئے۔ صرف چند راتیں آپؐ نے مدینہ میں بسر فرمائی تھیں کہ عینیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفراری نے غطفان کے رسالہ کے ساتھ غابہ میں رسول اللہ ﷺ کے مویشیوں پر غارت گری کی گلے کے ساتھی بنوغفار کا ایک شخص اور اس کی بیوی بھی تھی حملہ آوروں نے مرد کو قتل کر دیا اور اس کی بیوی کو مویشیوں کے ساتھ ہنکا لے گئے۔

غزوۂ ذی قرد:

اس واقعہ میں سب سے پہلے مسلمہ بن الاکوع الاسلمی کو دشمن کی پیش قدمی کی خبر لگی یہ علی الصباح تیر کمان سے مسلح ہو کر غابہ جانے کے ارادے سے چلے۔ ان کے ساتھ طلحہ بن عبید اللہ کا ایک غلام بھی تھا۔ خود سلمہ سے مروی ہے کہ جب حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ مکہ سے مدینہ واپس آئے (اگر یہ بیان صحیح مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو واقعہ ان سے مروی ہے وہ ذی الحجہ ۶ ہجری یا ے ہجری کے شروع میں پیش آیا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے سال ذوالحجہ ۶ھ میں مکہ سے مدینہ واپس آئے تھے اور سلمہ بن الاکوع نے جو وقت اس واقعے کا بیان کیا ہے اور جو ابن اسحٰق کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اس میں چھ ماہ کا فرق پڑتا ہے۔

حضرت سلمہ بن عمرو بن الاکوع:

بہر حال سلمہؓ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ آئے آپؐ نے اپنے غلام رباح کے ہمراہ اپنے مویشی چرنے کے لیے بھیجے۔ میں بھی طلحہ بن عبید کا گھوڑا لے کر اس کے ساتھ ہوا۔ صبح کو ہمیں معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بن عینیہ نے رسول اللہ ﷺ کے مویشیوں پر غارت گری کی اور وہ ان سب کو ہنکا لے گیا ہے نیز اس نے آپؐ کے چرواہے کو قتل کر دیا

ہے۔ میں نے ریاح سے کہا تم یہ گھوڑا لو اور اسے طلحہ کو لے جا کر دے دو اور تم رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع کر دو۔ پھر میں نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مدینہ کی طرف منہ کر کے شور مچایا لوٹ لیا لوٹ لیا۔ یہ کہہ کر میں دشمن کے پیچھے ہو لیا اور ان پر تیر برسانے لگا، اس وقت میں یہ شعر پڑھتا تھا:

و انا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع

ترجمہ: ''میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن بہت ہی ذلیل ہے''۔

کفار کا تعاقب:

میں ان کو برابر اپنے تیروں کا نشانہ بناتا رہا اگر ان کا کوئی سوار میری طرف پلٹ کر آتا میں کسی درخت کے پاس آ کر اس کی جڑ میں بیٹھ کر اس پر تیر چلاتا اور اسے ہلاک کر دیتا اور جہاں کوہستان تنگ اور دشوار گزار آ جاتا وہ اس حصے میں گھس جاتے اور میں پہاڑ پر چڑھ جاتا اور وہاں سے پتھروں سے ان کو ہلاک کر دیتا۔ اسی طرح کرتے کرتے رسول اللہ ﷺ کا اب ایک جانور بھی ایسا نہ رہا جسے میں نے دشمن سے چھڑا کر اپنے پیچھے نہ کر دیا ہو، دشمن نے میرے اور مویشیوں کے درمیان راہ چھوڑ دی تھی، انہوں نے فرار کے لیے بوجھ ہلکا کرنے کی غرض سے تیس سے زیادہ نیزے اور چادریں راستے میں ڈال دیں، جس چیز کو پھینک دیتے تھے میں اس پر پتھر کھڑے کر دیتا تھا تاکہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ اس کو شناخت کر سکیں۔ پسپا ہوتے ہوتے جب وہ گھاٹی کے تنگ مقام پر پہنچے عینیہ بن حصن بن بدر ان کی کمک پر آ پہنچا۔ اس کی وجہ سے اب وہ دم لینے کے لیے بیٹھ گئے میں ان کے اوپر پہاڑ کے ایک برآمدے پر جا بیٹھا۔ عینیہ نے مجھے دیکھ کر پوچھا یہ کون ہے انہوں نے کہا ہمیں اس کے ہاتھ سے سخت مصیبت اٹھانا پڑی ہے۔ آج صبح اندھیرے سے یہ ہمارے پیچھے ہے اور برابر قدر اندازی کر رہا ہے۔ اس نے ہمارے ہاتھ سے تمام مویشی چھین لیے۔ عینیہ نے کہا چار آدمی اس کے مقابلے پر چڑھ کر جاؤ۔ جب وہ میرے پاس اس قدر قریب آئے جہاں سے بات چیت ہو سکتی تھی۔ میں نے کہا مجھے جانتے ہو۔ انہوں نے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا سلمہ بن الاکوع، اور قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو آبرو بخشی ہے، میں تم سے جس کا پیچھا کروں گا اسے پکڑ لوں گا اور تم میں سے کوئی مجھے نہیں پا سکتا۔ انہوں نے کہا ہاں ہم بھی یہی سمجھتے ہیں۔

اخرم الاسدیؓ کا جذبۂ جہاد:

وہ چلے گئے میں اپنی اسی جگہ بیٹھا رہا اب مجھے رسول اللہ ﷺ کے شہسوار درختوں میں سے بڑھتے نظر آئے۔ سب کے آگے اخرم الاسدی تھے اور ان کے پیچھے ابوقتادہ الانصاری، ان کے بعد مقداد بن الاسود الکندی تھے میں نے اپنی جگہ سے بڑھ کر اخرم کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ ہماری جماعت اب تک بہت ہی قلیل ہے مبادا دشمن تم کو تمہارے ساتھیوں سے علیحدہ دیکھ کر ہلاک کر دے جب تک خود رسول اللہ ﷺ نہ آ جائیں گے نہ بڑھو۔ انہوں نے کہا سلمہؓ اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور اس بات کو جانتے ہو کہ بہشت برحق ہے اور دوزخ برحق تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل مت ہو۔

اخرم الاسدی رضی اللہ عنہ کی شہادت:

ان کے اس قول پر میں نے ان کو چھوڑ دیا، اب ان کا عبدالرحمٰن بن عینیہ سے مقابلہ ہوا۔ اخرمؓ نے اس کا گھوڑا ذبح کر دیا مگر اس نے نیزے سے عبدالرحمٰن کو قتل کر دیا۔ اور چونکہ عبدالرحمٰن نے ان کے گھوڑے کو مار ڈالا تھا اس لیے اب وہ اخرم کے گھوڑے پر

سوار ہو گئے۔ اس واقعے کے بعد دشمن اس مقام سے فرار ہوا۔ اس ذات کی قسم ہے جس نے محمدؐ کو عزت عطا فرمائی میں نے پیادہ دوڑتے ہوئے دشمن کا تعاقب کیا اور اتنی دور نکل گیا کہ اب مجھے نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نظر آتے تھے اور نہ ان کا غبار۔ غروب آفتاب سے پہلے چونکہ پیاسے تھے ایسے پہاڑی نشیب کی طرف مڑے۔ جہاں ذوقرد نام چشمہ تھا مگر جب انہوں نے مجھے اپنے پیچھے دوڑتا ہوا آتا دیکھا وہ میرے خوف سے اس چشمے سے بغیر ایک قطرہ پیے چل دیے۔ اب وہ ذی اثیر کی گھاٹی میں چلے۔ ان میں سے ایک میری طرف مڑا۔ میں نے تیر سے اس کو نشانہ بنایا۔ تیر اس کے شانے کے جوڑ پر پیوست ہو گیا۔ میں نے فخریہ کہا اسے سنبھال انا ابن الاکوع و الیوم یوم الرضع۔ اس نے کہا: ''کیا یہ ہمیں صبح سے ڈس رہا ہے''۔

حضرت سلمہؓ بن اکوع کی تعریف:

گھاٹی کے اوپر دو گھوڑے نظر آئے میں ان کی لگام پکڑ کر ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلا جب سلیحہ میں مجھے رات ہو گئی میرے چچا عامر مجھ سے آ ملے۔ یہاں ہمیں کچھ دودھ میسر آ گیا اس ہموار جگہ میں پانی بھی تھا میں نے وضو کیا نماز پڑھی اور پانی پیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گیا آپؐ اس وقت ذی قرد کے چشمے پر جہاں سے میں نے دشمن کو اکھاڑ دیا تھا مقیم تھے اور جن اونٹوں کو میں نے دشمن کے پنجے سے چھڑایا تھا ان پر اور تمام نیزے اور چادروں پر آپؐ نے قبضہ کر لیا تھا اور بلالؓ نے انہیں میں سے ایک اونٹنی ذبح کی تھی اور وہ اس کی کلیجی اور کوہان رسول اللہ ﷺ کے لیے بھون رہے تھے۔ میں نے عرض کیا آپؐ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے سو آدمیوں کو منتخب کر کے ان سے دشمن کا تعاقب کروں تا کہ ان کا نشان مٹا دوں۔ رسول اللہ ﷺ میری اس بات پر اس طرح ہنسے کہ آواز بلند ہو گئی یا آپؐ کے سامنے کے دانت نمایاں ہو گئے پھر آپؐ نے فرمایا کیا تم واقعی ایسا چاہتے ہو۔ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو شرف بخشا ہے میں اس کے لیے بالکل آمادہ ہوں۔ صبح کو آپؐ نے فرمایا دشمن اس وقت غطفان کے علاقے میں دعوت کھا رہا ہے چنانچہ اس علاقے سے ایک شخص نے آ کر بیان کیا کہ فلاں شخص نے ان کے لیے اونٹ ذبح کیے تھے ابھی وہ ان کی کھال اتارنے پائے تھے کہ ان کو ایک غبار اپنی جانب بڑھتا نظر آیا۔ کسی نے کہہ دیا کہ تم پکڑے گئے۔ یہ سنتے ہی وہاں سے بھاگ گئے۔ دوسرے دن آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ آج ہمارے بہترین سوار ابو قتادہ ہیں اور بہترین پیدل سلمہ بن الاکوع ہیں۔ پھر آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے اپنی اونٹنی عضباء پر بٹھا لیا ہم چلے جا رہے تھے ہمارے ہمراہ ایک ایسا انصاری تھا جس سے کوئی شخص دوڑ میں آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ اس نے کہا کوئی ہے جو میرے مقابلے میں دوڑے۔ اس بات کو اس نے کئی بار کہا جب میں نے سنا میں نے کہا نہ تم کو کریم کا پاس ہے اور نہ شریف کا لحاظ۔ اس نے کہا سوائے رسول اللہ ﷺ کے میں کسی کا ادب واحترام نہیں کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا میرے والدین آپؐ پر نثار اجازت ہو تو اس کے مقابلے میں دوڑوں۔ آپ نے فرمایا اگر تمہارا جی چاہے تو جاؤ۔ میں اونٹنی پر سے کود پڑا اور مقابلے پر دوڑا۔ ایک یا دو میدانوں کے بعد میں نے اسے ملا لیا اور شانوں کے درمیان مکہ مار کر کہا یہ دیکھو بخدا میں تم سے آگے نکل گیا۔ اس نے کہا ہاں میں بھی سمجھتا ہوں۔ میں مدینہ اس سے پہلے جا پہنچا۔ صرف تین دن ہم نے مدینہ میں قیام کیا اور پھر ہم خیبر کو چلے۔

کفار کا فرار:

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق سلمہ بن الاکوع کے ہمراہ طلحہؓ بن عبید اللہ کا غلام ان کا گھوڑا لیے اس کی لگام پکڑے ساتھ

تھا، جب یہ ثنیۃ الوداع پر چڑھے ان کو دشمن کے بعض سوار نظر آئے، اب انہوں نے کوہ سلع پر کچھ دور چڑھ کر شور مچایا کہ ڈاکہ پڑا۔ پھر یہ وہاں سے دوڑتے ہوئے غارت گروں کے تعاقب میں چلے۔ یہ اپنی تیز رفتاری میں شیر کے مانند تھے۔ انہوں نے ان کو جالیا اور تیروں سے ان کو پسپا کرنے لگے جب وہ کسی کو اپنا نشانہ بناتے تو کہتے یہ سنبھال و انا ابن الاکوع و الیوم یوم الرضع جب رسالہ ان پر پلٹتا تو وہ بھاگ جاتے مگر پھر ان کو روکنے کی کوشش کرتے اور جب موقع ملتا ان پر تیر چلاتے اور کہتے لو وانا ابن الاکوع و الیوم یوم الرضع اس پر حملہ آوروں میں سے کسی نے کہا کہ اس نے آج سویرے ہی سے ہم کو سخت دق کیا ہے۔

خطرے کا اعلان:

رسول اللہ ﷺ کو سلمہ کی اطلاع موصول ہوئی، آپؐ نے تمام مدینہ میں خطرے کا اعلان کیا اور اب سوار آپ کی طرف تیار ہو کر چلے سب سے پہلے شہسواروں میں مقداد بن عمرو آپؐ کے پاس آپہنچے ان کے بعد انصار میں سے بنو عبدالاشہل کے عباد بن بشر بن دقش بن زغبہ بن زعورا بنو کعب بن عبدالاشہل کے سعد بن زید، بنو حارثہ بن الحارث کے اسید بن ظہیر جن کے متعلق شک ہے۔ بنو اسد بن خزیمہ کے عکاشہ بن محصن۔ بنو اسد بن خزیمہ کے محرز بن نضلہ، بنو سلمہ کے ابوقتادہ الحارث بن ربعی اور بنو زریق کے ابوعیاش عبید بن زید بن صامت آپؐ کے پاس پہنچے، جب یہ سب آپؐ کے پاس آگئے آپؐ نے سعد بن زید کو اس جماعت کا امیر مقرر کر کے ان کو دشمن کے تعاقب کا حکم دیا اور فرمایا تم ابھی چلے جاؤ میں اوروں کے ساتھ آتا ہوں۔ اس سلسلے میں یہ بھی مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوعیاش سے کہا مناسب ہوتا کہ تم اپنا یہ گھوڑا کسی دوسرے ایسے شخص کو دے دیتے جو تم سے زیادہ شہسوار ہوتا، تاکہ وہ جلد دشمن کو جا پکڑتا۔ ابوعیاش کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں ان سب سے بہتر شہسوار ہوں۔ پھر میں نے اپنے گھوڑے کو چابک مارا، بخدا وہ پچاس گز دوڑا ہوگا کہ اس نے مجھے پٹک دیا، اب مجھے آپؐ کے اس قول اور اپنے جواب پر حیرت ہوئی کہ آپ کا قول کس قدر صحیح ثابت ہوا۔ ان کے خاندان بنو زریق کے کسی شخص نے یہ بیان کیا ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھوڑے کو معاذ بن ماعص یا عائذ بن ماعص بن قیس بن خلاہ کو جو اس جماعت میں آٹھویں تھے دے دیا۔ بعض لوگ سلمہ بن عمرو بن الاکوع کو آٹھواں شمار کرتے ہیں، اور بنو حارثہ کے اسید بن ظہیر کو اس جماعت سے خارج کرتے ہیں۔ سلمہ کے پاس اس روز گھوڑا نہ تھا مگر یہ پیادہ ہی سب سے پہلے لٹیروں کے پاس پہنچے تھے۔ اب یہ سوار ان کے تعاقب میں چلے اور ان کو جالیا۔

محرزؓ بن نضلہ اخرم:

عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے اس جماعت میں سے بنو اسد بن خزیمہ کے محرز بن نضلہ جن کو اخرم کہتے تھے دشمن کے پاس پہنچے۔ قمیر بھی ان کا لقب تھا جب مدینہ میں دشمن کی غارت گری اور خطرے کے لیے اجتماع کا اعلان ہوا محمود بن مسلمہ کے گھوڑے نے جو ان کے باغ میں بندھا تھا جب اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سنی اپنی جگہ جولانی کرنے لگا۔ یہ ایک عمدہ سدھایا ہوا جان دار جانور تھا۔ باغ میں کھجور کے اس تنے کے گرد جس سے وہ بندھا ہوا تھا اسے اس طرح جولانی کرتے ہوئے دیکھ کر بنو عبدالاشہل کی بعض عورتوں نے محرز سے کہا اے قمیر تم دیکھتے ہو کہ یہ گھوڑا کس طرح شوخی کر رہا ہے۔ کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ اس پر سوار ہو کر تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لڑنے کے لیے ابھی ان کے پاس چلے جاؤ۔ انہوں نے کہا ہاں میں تیار ہوں۔ ان عورتوں نے وہ گھوڑا ان کو دیا اور وہ اس پر سوار ہو کر چلے۔ انہوں نے اس کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی تھی کہ وہ گھوڑا جماعت سے جاملا اور ان کے بیچ

میں پہنچ کر ٹھہر گیا۔ محرز نے اپنی جماعت سے کہا۔ اے ذرا سی جماعت توقف کرو تا کہ دوسرے مہاجر اور انصار جو تمہارے پیچھے ہیں وہ بھی آ جائیں تب دشمن پر حملہ کیا جائے۔ دشمن کے ایک شخص نے ان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا پھر وہ گھوڑا وہاں سے پلٹ کر مدینہ کی سمت تیزی سے بھاگا، دشمن اس پر قابو نہ پا سکا وہ پھر بنو عبدالاشہل کے محلے میں اپنے تھان پر آ گیا۔ ان کے علاوہ اس روز کوئی مسلمان نہیں مارا گیا۔ اس گھوڑے کا نام محمود ذوالّلمہ تھا۔

حبیب بن عینیہ کا قتل:

اس کے متعلق دوسری معتبر روایت یہ ہے کہ محرز، عکاشہ بن محصن کے گھوڑے جناح پر سوار تھے وہ شہید ہوئے اور ان کا گھوڑا دشمن نے لے لیا بہر حال جب مقابلہ ہوا۔ بنو سلمہ کے ابوقتادۃ الحارث بن ربعی نے حبیب بن عینیہ بن حصن کو قتل کر کے اس پر اپنی چادر ڈال دی اور پھر وہ لوگوں سے جا ملے۔ جب رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ یہاں آئے انہوں نے حبیب کو ابوقتادہ کی چادر میں لپٹا ہوا پایا۔ اس پر صحابہؓ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور کہا ابوقتادہ مارے گئے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ابوقتادہ نہیں ہیں بلکہ ان کا مقتول ہے۔ انہوں نے اس پر اپنی چادر اس وجہ سے اڑھا دی تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ ان کا کشتہ ہے۔

حضرت محمد ﷺ کی مراجعت:

عکاشہ بن محصن نے ادبار اور اس کے بیٹے عمرو بن ادبار کو جو دونوں ایک ہی اونٹ پر سوار تھے ان کے قریب جاتے ہی دونوں کو نیزے میں پرو لیا اور قتل کر دیا اور بعض مویشی دشمن کے ہاتھ سے چھڑا لیے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے مقام سے روانہ ہوئے اور آپؐ ذی قرد کے پہاڑ پر پہنچ کر ٹھہرے اور وہیں اور صحابہ آپ کی خدمت میں آ گئے۔ آپؐ ایک شبانہ روز وہاں مقیم رہے، سلمہ بن الاکوع نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپؐ سو آدمی میرے ساتھ کر دیجیے میں بقیہ مویشی بھی دشمن سے چھڑا لاتا ہوں اور ان کی گردن جا دباتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہاں جاؤ گے اس وقت تو وہ غطفان میں رات کی شراب پی رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہر سو صحابہؓ میں کئی اونٹ ذبح کر کے تقسیم کر دیے تھے۔ صحابہؓ نے ان کو کھا کر زندگی بسر کی، پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آ گئے۔

مدینہ آ کر جمادی الاخری کا کچھ حصہ اور پورا ماہ رجب آپؐ نے مدینہ میں اقامت فرمائی۔ پھر شعبان ۶ ہجری میں آپؐ قبیلہ خزاعہ کے بنو المصطلق سے جہاد کرنے روانہ ہوئے۔

غزوہ بنو المصطلق:

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ بنو المصطلق آپؐ سے لڑنے کے لیے جمع ہو رہے ہیں، ان کا سردار حارث بن ابی ضرار جویریہ بنت الحارث رسول اللہ ﷺ کی بیوی کا باپ تھا۔ اس اطلاع پر آپ خود ان کے مقابلے پر چلے اور ساحل سمندر پر قدید کے نواح میں ان کے ایک چشمہ آب مریسیع پر آپؐ نے ان کو جا لیا، مقابلہ ہوا، نہایت شدید جنگ ہوئی۔ اللہ نے بنو المصطلق کو شکست دی ان کے بہت سے آدمی کام آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اعلان کر دیا تھا کہ ان کی اولاد، عورتیں اور املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ اللہ نے ان کو رسول اللہ ﷺ کو قبضے میں دے دیا۔

عبداللہ بن ابی بن سلول کی ریشہ دوانی:

اس واقعے میں بنو کلب بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر کے ایک مسلمان ہشام بن خبابہ عبادہ بن الصامت کے قبیلے کے

ایک انصاری کے ہاتھ سے غلطی سے مارے گئے۔ انصاری ان کو دشمن کا ایک فرد سمجھتے تھے ابھی سب لوگ اس پانی پر فروکش تھے کہ ان کے جانور پانی پینے کے لیے یہاں آئے۔ جہجاہ بن سعید الغفاری عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ملازم ان کا گھوڑا لے کر اسے پانی پلانے آیا، وہ اور بنوعوف بن الخزرج کے حلیف سنان الجہنی بیک وقت پانی پر اترے جس سے راہ رک گئی اور اب وہ دونوں لڑ پڑے۔ جہنی نے انصار کو مدد کے لیے پکارا اور خزرج نے مہاجرین کو مدد کے لیے آواز دی۔ اس موقعے پر عبداللہ بن ابی بن سلول بہت برہم ہوا۔ اس وقت اس کی قوم کے کچھ لوگ جن میں زید بن ارقم بھی جو نوعمر لڑکے تھے موجود تھے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا کیا ایسا ہوا ہے۔ بے شک پہلے ہی سے وہ ہم سے نفرت کرتے ہیں اور خود ہمارے ملک میں ہم سے اینٹھتے ہیں۔ بخدا ہمارے دشمنوں اور قریش کے غلاموں کی وہی مثل ہے کہ اگر کسی درندے کو تم پرورش کرو گے وہ تمہیں کو کھائے گا۔ مدینہ جاتے ہی وہاں کا جو سب سے معزز شخص ہے وہ اسے جو سب سے ذلیل ہے نکال دے گا۔ پھر اس نے اپنی قوم والوں سے جو اس کے پاس موجود تھے مخاطب ہو کر کہا یہ خود تم نے اپنے ساتھ کیا ہے تم نے ان کو اپنے وطن میں اتارا اپنی املاک میں ان کو شریک کیا، اگر تم ایسا نہ کرتے تو وہ کسی اور جگہ جاتے۔

روانگی کا حکم:

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے اسے سنا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی اس وقت تک آپؐ دشمن سے فارغ ہو چکے تھے۔ زیدؓ نے جب یہ بات آپؐ سے کہی عمرؓ بن الخطاب آپؐ کے پاس تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپؐ عبادہ بن بشر بن وقش سے کہیں کہ وہ عبداللہ بن ابی بن سلول کو قتل کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مگر عمرؓ یہ تو دیکھو کہ جب لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوگا کہ محمد ﷺ خود اپنے ساتھیوں کو قتل کرا دیتے ہیں اس کا کیا اثر پڑے گا میں اس رائے کو پسند نہیں کرتا مناسب یہ ہے کہ تم یہاں سے اسی وقت کوچ کا اعلان کرا دو یہ وقت ایسا تھا کہ عام طور پر رسول اللہ ﷺ اس وقت میں منزل سے سفر نہیں کرتے تھے۔ آپؐ کے اعلان کی وجہ سے سب چل کھڑے ہوئے۔

حضرت زیدؓ بن ارقم:

عبداللہ بن ابی بن سلول کو جب معلوم ہوا کہ زیدؓ بن ارقم نے اس کی بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دی ہے وہ آپؐ کے پاس آیا اور اس نے حلف اٹھایا کہ میں نے ہرگز ایسا نہیں کہا۔ چونکہ عبداللہ بن ابی بن سلول اپنی قوم میں بہت ہی مقتدر اور معزز آدمی تھا، اس لیے جو انصار صحابہؓ اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھے اسے الزام سے بچانے کے لیے کہنے لگے کہ شاید اس لڑکے کو سننے میں غلط فہمی ہوئی ہو اور پوری بات اسے یاد نہ رہی ہو۔

حضرت اسید بن حضیرؓ:

جب آپؐ منزل سے اٹھ کر روانہ ہوئے اسیدؓ بن حضیر آپؐ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو نبی کہہ کر سلام کیا اور پھر کہا آپؐ ایسے وقت میں سفر کے لیے چلے ہیں کہ آپؐ عام طور پر اس وقت میں چلا نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم کو اپنے آدمی کی بات نہیں معلوم ہوئی۔ اس نے پوچھا وہ کون۔ آپؐ نے فرمایا عبداللہ بن ابی۔ اس نے پوچھا تو اس نے کیا کہا۔ آپؐ نے فرمایا وہ کہتا ہے کہ مدینہ جا کر جو سب سے معزز ہے وہ سب سے ذلیل کو نکال دے گا۔ اسیدؓ نے کہا تو آپؐ چاہیں تو اسے فوراً نکال دیں، بخدا آپ ذی عزت ہیں اور وہ نہایت ذلیل ہے مگر پھر اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مناسب ہے کہ اس وقت آپؐ اس سے درگزر کریں خود اللہ نے

اب اسے آپؐ کے قبضے میں دے دیا ہے۔ اس کی قوم اس کے لیے گھونگوں کا تاج بنا رہی ہے خود اپنی آنکھ سے وہ دیکھ لے گا کہ اس کی حکومت کس طرح آپ کو حاصل ہوتی ہے۔

مسلمانوں کا مسلسل سفر:

اس روز تمام دن آپ سب کو لے کر سفر کرتے رہے اس کی بعد کی رات بھی آپؐ نے مسلسل سفر کیا، صبح ہوئی اور اب دن کا ابتدائی حصہ بھی بہت سا گزر گیا یہاں تک کہ جب تمازت آفتاب سے مسلمانوں کو تکلیف ہوئی آپؐ نے منزل کی۔ زمین پر اترتے ہی تمام مسلمان گہری نیند سو گئے۔ ایسے وقت میں آپؐ نے سفر کی یہ ترکیب اس لیے کی تھی تا کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کے فتنہ انگیز قول سے لوگ خالی الذہن ہو جائیں۔ اب پھر آپؐ سب کو لے کر چلے اور اس مرتبہ آپؐ نے حجاز کی راہ اختیار کی۔ چلتے چلتے آپؐ حجاز کے ایک چشمہ نقعاء پر جو نقیع سے کچھ ہی اوپر واقع ہے آئے۔ جب یہاں سے آپؐ چلے ایک نہایت ہی تیز و تند آندھی نے آپ کو آ لیا جس سے مسلمانوں کو تکلیف ہونے لگی اور وہ ڈرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ڈرو مت یہ آندھی ایک بڑے کافر کی موت کی اطلاع دیتی ہے۔ چنانچہ مدینہ آ کر بنو قینقاع کے ایک سربرآوردہ یہودی رفاعہ بن زید بن التابوت کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی۔ یہ منافقوں کا راز دار اور مامن تھا اسی دن مرا تھا اور اسی دن عبداللہ بن ابی اور اس جیسے دوسرے منافقوں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی اذا جاءك المنافقون. ''جب منافق تمہارے پاس آتے ہیں'' اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زید بن ارقمؓ کے کان پکڑ کر کہا کہ یہ وہ ہے کہ جس نے اپنے کانوں کے ذریعے اللہ کی وفاداری کی ہے۔

زیدؓ بن ارقم کی اطلاع کی تصدیق:

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے چچا کے ساتھ ایک غزوے میں گیا۔ میں نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو اپنے لوگوں سے کہتے سنا، رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں پر کچھ مت خرچ کرو۔ اور جب ہم مدینہ پہنچ جائیں گے جو سب سے معزز ہے وہ مدینہ سے ذلیل تر کو خارج کر دے گا۔ میں نے یہ بات اپنے چچا سے کہی، انہوں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا، آپؐ نے مجھے بلایا میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ آپؐ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے دوستوں سے بلا کر اس کی تصدیق چاہی انہوں نے قسم کھا کر اس سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھٹلایا اور اس کی تصدیق کی اس سے مجھے نہایت سخت رنج ہوا۔ میں اپنے گھر بیٹھ گیا۔ میرے چچا نے مجھے ڈانٹا کہ تم نے ایسی بات ہی کیوں کہی کہ جس کی رسول اللہ ﷺ نے تکذیب کی اور وہ تم سے ناراض ہو گئے۔ میری یہی حالت تھی کہ اللہ عزوجل نے یہ آیت اذا جاءك المنافقون. نازل فرمائی۔ آپؐ نے مجھے بلا بھیجا یہ آیت پڑھی اور فرمایا اللہ نے تمہاری تصدیق کی۔

عبداللہؓ بن عبداللہ بن ابی:

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق جب عبداللہؓ بن عبداللہ بن ابی بن سلول کو اپنے باپ کی اس حرکت کا علم ہوا وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اس شکایت کی بناء پر جو آپ کو ان کی پہنچی ہے میں نے سنا ہے کہ آپؐ عبداللہ بن ابی کو قتل کر دینا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آپؐ خود مجھے اس کا حکم دیں میں ابھی اس کا سر کاٹ لاتا ہوں اور تمام خزرج اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ اس تمام قبیلے میں مجھ سے زیادہ اپنے باپ کا مطیع اور تابعدار اور کوئی نہیں ہو گا اس لیے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میرے

علاوہ کسی اور کو آپ اس کے قتل کا حکم دیں گے اور وہ اسے قتل کرے گا تو یہ مناسب نہ ہوگا کہ آپ میرے باپ کے قاتل کو لوگوں میں چلتا پھرتا دیکھنے کے لیے مجھے چھوڑ دیں کیونکہ میں اسے قتل کر دوں گا اور اس طرح ایک مومن کو کافر کے بدلے میں قتل کر کے ہمیشہ کے لیے دوزخ میں اپنا ٹھکانہ بناؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم قتل کرنا نہیں چاہتے بلکہ جب تک وہ ہمارے ساتھ ہیں ہم ان کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی کو قتل نہ کرنے کی وجہ:

اس واقعے کے بعد سے پھر جب کوئی بات وہ کرتا، خود اس کی قوم ہی اسے برا کہتی، ڈانٹتی اور سزا کی دھمکی دیتی جب آپ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اب اس کی یہ گت ہے کہ خود اس کی قوم اسے ذلیل اور مفسد سمجھتی ہے۔ آپ نے عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا اب بتاؤ اگر میں تمہارے مشورے کے مطابق اسی دن اسے قتل کر دیتا تو ضرور اس کی قوم کی رگِ حمیت اور حمایتِ جوش اور حرکت میں آتی اور آج اگر میں اس کے قتل کا حکم دوں تو خود اس کی قوم والے ابھی اس کا کام تمام کر دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اب مجھے محسوس ہوا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کی کارروائی میرے مشورے سے زیادہ موجب برکت تھی۔

مقیس بن حبانہ کا فریب:

مقیس بن حبانہ اپنے کو مسلمان بتاتا ہوا مکہ سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میں مسلمان ہو کر آپ کے پاس آیا ہوں، نیز چاہتا ہوں کہ اپنے مقتول بھائی کا جو بلاوجہ ایک مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا ہے خون بہا لوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بھائی ہشام بن حبانہ کا خون بہا اسے دلوا دیا، یہ چند ہی روز آپ کے پاس مقیم رہا کہ اس نے موقع پاتے ہی اپنے بھائی کے قاتل پر اچانک حملہ کر کے ان کو شہید کر ڈالا اور پھر اسلام سے مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا۔ اس کے سفر میں اس نے چند شعر بھی اپنے اس فعل کی تعریف اور واقعے کے بیان میں کہے ہیں۔

حضرت جویریہؓ بنت الحارث:

اس جنگ میں بنوالمصطلق کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ علیؓ بن ابی طالب نے ان کے دو آدمی مالک اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی بہت سی لونڈیاں ہمدست ہوئیں، آپ نے ان کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں جویریہؓ بنت الحارث بن ابی ضرار آپ کی بیوی بھی تھیں۔ ان کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب آپ نے بنوالمصطلق کی لونڈیاں صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمائیں جویریہؓ بنت الحارث، ثابت بن قیس بن الشماس رضی اللہ عنہ یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں آئیں۔ انہوں نے اس سے زرِ آزادی کی ادائی پر اپنی آزادی کا معاہدہ کر لیا، یہ ایک نہایت ہی قبول صورت ملیح حسینہ تھیں جوان کو دیکھ لیتا ان پر فریفتہ ہو جاتا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے زرِ آزادی کی ادائی میں مدد لینے آئیں۔ میں نے ان کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھ کر کہا یہ تو برا ہوا کہ یہ آئی ہیں۔ کیونکہ میں سمجھتی تھی کہ خود رسول اللہ ﷺ کے قلب پر ان کی صورت کا وہی اثر ہوگا جو مجھ پر ہوا ہے۔

حضرت جویریہؓ بنت الحارث کا نکاح:

بہر حال وہ آپ کے پاس اندر آئیں اور عرض کیا کہ میں جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار کی جو اپنی قوم کا سردار اور رئیس تھا

بیٹی ہوں، مجھ پر جو وقت پڑا ہے وہ آپؐ پر روشن ہے۔ میں ثابت بن قیس بن الشماس یا شاید انہوں نے کہا کہ ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں پڑی ہوں میں نے ان سے اپنی آزادی کا معاہدہ لکھوا لیا ہے۔ آپؐ سے زر آزادی کی ادائی میں مدد لینے حاضر ہوئی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیوں نہ ایسی شرط قبول کر لو جو اس سے افضل ہو۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا میں تمہاری قیمت ادا کر کے تم کو آزاد کراتا ہوں اور تم سے نکاح کیے لیتا ہوں۔ انہوں نے کہا مجھے منظور ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو اچھا میں نے بھی اس پر عمل کیا۔ اب یہ خبر سب کو معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہؓ بنت الحارث سے نکاح کر لیا ہے اس پر صحابہؓ نے کہا کہ بنو المصطلق تو اب رسول اللہ ﷺ کے سسرالی ہو گئے لہٰذا جو لونڈی غلام جس کے پاس ہو وہ اسے آزاد کر دے۔ چنانچہ محض اس شادی کی وجہ سے بنو المصطلق کے سو سے زیادہ آدمی آزاد کر دیے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جویریہؓ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لیے بابرکت بی بی میں نے کوئی اور نہیں دیکھی۔

بہتان کا واقعہ:

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ اس غزوے سے واپسی میں ہم سب مدینہ کے قریب آ گئے تھے کہ بہتان لگانے والوں نے میرے متعلق برا گمان قائم کر کے مجھے بدنام کیا۔ اس کے متعلق مختلف واسطوں سے جو بیانات مذکور ہیں وہ سب مندرجہ ذیل روایت میں جو خود عائشہؓ سے مروی ہے جمع ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کا یہ دستور تھا کہ جب آپ کسی سفر کا ارادہ کرتے شرف معیت بخشنے کے لیے اپنی تمام بیویوں کے نام پر قرعہ اندازی کرتے جس کا نام نکلتا اسے ساتھ لیتے۔ غزوۂ بنو المصطلق میں قرعہ اندازی سے میرا نام نکلا، آپؐ نے مجھے ساتھ لے لیا۔ اس زمانے میں مٹاپے کے ڈر سے عورتیں بہت کم کھانا کھایا کرتی تھیں، میری یہ کیفیت تھی کہ جب میرا اونٹ سفر کے لیے تیار کیا جاتا میں پہلے اپنے میانے میں بیٹھ جاتی پھر لوگ آ کر اس میانے کو نیچے سے پکڑ کر اٹھاتے اور اونٹ پر رکھ دیتے پھر اسے رسیوں سے باندھ کر اونٹ کی نکیل پکڑ کر لے جاتے۔

قافلہ کی روانگی:

جب رسول اللہ ﷺ اس سفر سے فارغ ہو کر واپس مدینہ کے قریب آ کر آپؐ نے ایک جگہ منزل کی۔ رات کا کچھ حصہ آپؐ نے وہاں بسر فرمایا اس کے بعد لوگوں میں کوچ کا اعلان کر دیا گیا' جب لوگ چل کھڑے ہوئے میں قضائے حاجت کے لیے علیحدہ گئی۔ میرے گلے میں ایک ہار تھا جس میں خوشبودار مسالہ ظفار کے دانے بھی تھے۔ قضائے حاجت کے بعد وہ ہار میرے گلے میں سے گر پڑا اور مجھے اس کی کچھ خبر نہ ہوئی جب میں اپنی سواری کے پاس آئی میں نے گردن میں اپنا ہار ٹٹولا مگر نہ پایا اور سب لوگ اب منزل سے روانہ ہو چکے تھے میں الٹے پاؤں اس جگہ آئی جہاں قضائے حاجت کے لیے گئی تھی میں نے وہاں ہار تلاش کیا اور وہ مل گیا۔ میری اس غیبت میں میرے ساربان اونٹ کس کر لائے اور یہ خیال کر کے کہ میں حسب دستور اپنے میانے میں ہوں' انہوں نے میانے کو اٹھا کر اونٹ پر رکھا اسے رسیوں سے باندھا اور اس یقین کے ساتھ کہ میں اس میں موجود ہوں وہ اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلتے بنے۔ جب میں فرودگاہ میں واپس آئی تو سب لوگ جا چکے تھے ایک بھی متنفس ایسا نہ تھا جو مجھے بلاتا میری آواز پر جواب دیتا۔ میں نے اچھی طرح اپنی چادر اوڑھی اور اس خیال سے کہ جب لوگ میانے میں مجھے نہ پائیں گے یہاں خود میری تلاش کرنے آئیں گے۔ اسی مقام پر جہاں میں اب آ گئی تھی لیٹ گئی۔

صفوان بن المعطل کی آمد:

میں لیٹی ہوئی تھی کہ صفوان بن المعطل میرے پاس آئے۔ یہ بھی کسی اپنی ضرورت کی وجہ سے اصل فوج سے پیچھے رہ گئے تھے اور اس لیے اس منزل پر انہوں نے اوروں کے ساتھ قیام ہی نہیں کیا تھا یہ دیکھ کر کہ کوئی لیٹا ہوا ہے وہ بڑھ کر میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے شناخت کیا کیونکہ پردے کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھتے تھے' مجھے دیکھ کر انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی! آپؓ کیوں پیچھے رہ گئیں۔ میں اپنی چادر میں لپٹی ہوئی تھی۔ میں نے ایک لفظ نہیں کہا۔ انہوں نے اپنا اونٹ میرے قریب کر دیا اور کہا کہ آپ اس پر سوار ہوں اور وہ خود پیچھے ہٹ گئے۔ میں سوار ہو گئی اب وہ آئے اور انہوں نے اونٹ کی نکیل آگے سے پکڑی اور تیزی کے ساتھ مجھے لے کر چلے تاکہ جماعت سے مل جائیں مگر ہم ان کو نہ پا سکے اور نہ اصل جماعت میں کسی نے میری تلاش کی' یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور جب سب اطمینان سے فروکش ہو گئے۔ یہ صاحب میرے اونٹ کو آگے سے پکڑے ہوئے برآمد ہوئے۔ اس پر بہتان لگانے والوں نے جو کچھ مجھ پر بدگمانی کی وہ سب کو معلوم ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی علالت:

اس واقعے سے تمام فرودگاہ میں ایک ہنگامہ برپا ہوا مگر اب تک مجھے کچھ خبر ہی نہ تھی کہ یہ کیا اور کیوں ہے ہم مدینہ پہنچے' پہنچتے ہی میں سخت بیمار ہو گئی۔ اس واقعے کی مجھے کوئی اطلاع نہ تھی۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ اور میرے والدین کو اس کی اطلاع ہو چکی تھی مگر کسی نے اس کا ذرا سا بھی تذکرہ مجھ سے نہیں کیا۔ ہاں یہ بات میں نے ضرور محسوس کی کہ خود رسول اللہ ﷺ میری بیماری کی حالت میں جو لطف و کرم کے ساتھ مجھ سے پیش آیا کرتے تھے وہ بات اب نہیں ہے۔ اس احساس سے مجھے تکلیف ہوئی' جب آپؐ میرے پاس آتے اور میری ماں میری تیمارداری میں مصروف ہوتیں تو آپؐ صرف اتنا دریافت کرتے تمہاری بچی کیسی ہے' اس سے زیادہ کچھ نہ فرماتے۔ مجھے آپ کی اس بے اعتنائی کا سخت رنج ہوا۔ میں نے آپؐ سے درخواست کی کہ آپؐ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی ماں کے ہاں چلی جاؤں تاکہ وہ میرا علاج کریں۔ آپؐ نے فرمایا کچھ حرج نہیں۔ میں اپنی ماں کے گھر چلی آئی اور اب تک بھی مجھے کچھ خبر نہ تھی۔ میں اپنی اس بیماری سے جس میں ایک مہینے کے قریب سے مبتلا تھی بہت کمزور ہو گئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا والدہ سے احتجاج:

ہم عربوں کا یہ دستور نہ تھا کہ عجمیوں کی طرح گھروں میں بیت الخلاء بنائیں ہم اسے برا جانتے ہیں اور اس سے بچتے تھے ہم مدینہ کے میدان میں قضائے حاجت کے لیے جایا کرتے تھے مگر عورتیں صرف رات کے وقت جاتی تھیں۔ اسی زمانے میں ایک شب میں قضائے حاجت کے لیے باہر گئی۔ میرے ہمراہ ام مسطح بنت ابی رہم بن المطلب بن عبد مناف جن کی ماں بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم ابوبکر کی خالہ تھیں ہمراہ تھیں۔ یہ چادر اوڑھے میرے ساتھ چل رہی تھیں کہ ان کا پاؤں چادر میں الجھا اور انہوں نے بے ساختہ کہا مسطح ہلاک ہو۔ میں نے کہا بخدا تم نے یہ بات ایک ایسے مہاجر کی شان میں جو بدر میں شرکت کر چکا ہے کہی ہے جو کسی طرح زیبا نہ تھی۔ انہوں نے کہا اے ابوبکرؓ کی صاحبزادی کیا تم کو واقعے کی خبر نہیں میں نے پوچھا وہ کیا بات ہوئی ہے۔ اب انہوں نے بہتان لگانے والوں کا سارا قصہ مجھ سے بیان کیا۔ میں نے کہا کیا واقعی میرے متعلق ایسا کہا گیا ہے۔ انہوں نے کہا بے شک اب تو مجھ سے ضبط نہیں ہو سکا۔ میں قضائے حاجت بھی نہ کر سکی اور اسی وقت اپنے گھر پلٹ آئی اور مسلسل رونا شروع کیا۔ میرے گریہ کا یہ

عالم تھا کہ میں سمجھی کہ اس سے میرا جگر پاش پاش ہو جائے گا۔ میں نے اپنی ماں سے کہا۔ اللہ آپ کو معاف کرے آپ نے غضب کیا کہ باوجودیکہ میرے متعلق یہ شہرت ہوئی اور آپ کو بھی اس کی اطلاع ہوئی مگر آپ نے اس کا قطعی مجھ سے تذکرہ تک نہ کیا۔ انہوں نے کہا بیٹی اس واقعے کو بہت زیادہ اہمیت نہ دو کیونکہ بخدا اگر کوئی خوب صورت عورت کسی شخص کی بیوی ہو اور وہ اسے چاہتا ہو اور اس کی اور کئی سوکنیں ہوں وہ اور دوسرے لوگ ضرور اس عورت کی خاوند سے شکایتیں کرتے ہیں۔

اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ میں تقریر بھی فرمائی مگر مجھے اس کی بھی کوئی اطلاع نہیں ہوئی۔ اس خطبے میں آپ نے فرمایا لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ میری بیویوں کے متعلق بری باتیں مشہور کر کے مجھے ایذاء دیتے ہیں اور ان پر بہتان لگاتے ہیں۔ بخدا میں نے ان میں سوائے بھلائی کے کوئی برائی نہیں پائی۔ نیز یہ اتہام ایسے شخص کے متعلق عائد کیا گیا ہے کہ اس سے سوائے نیکی کے میں نے کبھی برائی نہیں دیکھی اور وہ جب کبھی میرے کسی حجرے میں گیا ہے ہمیشہ میرے ہمراہ گیا ہے۔

بہتان لگانے کی وجہ:

اصل میں اس تمام افسانے کو شہرت دینے والے عبداللہ بن ابی سلول چند خزرجی' مسطح اور حمنہ بنت جحش (جن کی بہن زینب بنت جحش رسول اللہ ﷺ کی بیوی تھیں) تھے۔ حمنہ نے اس واقعے کو اس قدر شہرت محض اپنی بہن کی خاطر دی تھی تاکہ میں بدنام ہو جاؤں اور رسول اللہ ﷺ کی نظر سے اتر جاؤں' اس خیال سے مجھے سخت رنج ہوا۔

بنو اوس و بنو خزرج میں ہنگامہ:

رسول اللہ ﷺ کے مذکورۂ بالا بیان پر بنو عبدالاشہل کے اسید بن حضیرؓ نے کہا اگر اس بات کے شہرت دینے والے قبیلہ اوس کے ہیں تو ہم ابھی سمجھ لیتے ہیں اور اگر خود ہمارے بھائی خزرجی ہیں تو آپ جو چاہیں حکم دیں بخدا وہ گردن زدنی ہیں اس پر سعد بن عبادہؓ نے کھڑے ہو کر کہا حالانکہ یہ بہت ہی نیک آدمی تھے مگر کہنے لگے تم جھوٹے ہو بخدا ہرگز ان کی گردنیں نہ ماری جائیں گی اور یہ رائے تم نے صرف اس لیے دی ہے کہ تم کو معلوم ہے کہ اس بہتان کے لگانے والے قبیلہ خزرج کے ہیں اگر وہ تمہاری قوم والے ہوتے تو تم ہرگز ایسا مشورہ نہ دیتے۔ اس پر اسیدؓ نے کہا تم خود جھوٹے ہو اور منافق ہو منافقوں کی جانب سے لڑتے ہو۔ اب کیا تھا ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور قریب تھا کہ ان دونوں قبیلوں اوس اور خزرج میں تلوار چل جائے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی گواہی:

رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے اور میرے پاس آئے آپؐ نے علی بن ابی طالبؓ اور اسامہؓ بن زید کو بلایا اور اس بارے میں مشورہ کیا۔ اسامہؓ نے تو میری تعریف کی اور کہا کہ یہ بہتان محض لغو اور افتراء ہے۔ ہم آپؐ کے اہل کو اچھا ہی جانتے ہیں ان کی کوئی برائی نہیں سنی گئی۔ علیؓ نے کہا عورتیں بہت ہیں آپؐ یہ کر سکتے ہیں کہ عائشہؓ کے بجائے دوسری کر لیں اور آپؐ باندی سے بھی پوچھ لیجیے وہ ضرور آپؐ سے سچ سچ بات کہہ دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو بلایا اور آپؐ اس سے پوچھنے لگے۔ علیؓ بن ابی طالب نے اسے بولنے سے پہلے خوب مارا اور کہا کہ بالکل سچ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کرنا۔ اس نے کہا میں ان کے متعلق صرف بھلائی جانتی ہوں اور میں نے عائشہؓ میں کوئی عیب نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ میں آٹا گوندھ کر ان سے کہہ جاتی ہوں وہ اسے دیکھتی رہیں وہ سو جاتی ہیں اور بکری آ کے اسے کھا لیتی ہے۔

حضرت محمد ﷺ کا استفسار:

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے۔ اس وقت میرے والدین میرے پاس موجود تھے اور ایک انصاری عورت بھی میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی میں رو رہی تھی اور وہ عورت میرے ساتھ رو رہی تھی۔ آپؐ بیٹھ گئے۔ آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا تمہارے متعلق لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس کی اطلاع تم کو ہے اگر واقعی تم سے کوئی برائی سرزد ہوگئی ہے جیسا کہ لوگ کہہ رہے ہیں تم اللہ سے توبہ کرو۔ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اس جملے کے سنتے ہی میرے رنج کا یہ عالم ہوا کہ اشکوں کی لڑی بندھ گئی جس کی وجہ سے مجھے کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا۔ میں نے انتظار کیا کہ میرے والدین رسول اللہ ﷺ کو اس کا جواب دیں گے۔ مگر انہوں نے ایک لفظ زبان سے نہیں نکالا۔ میں اپنے کو اس سے کہیں زیادہ فروتر اور کم مایہ سمجھتی تھی کہ میری برأت اور شان میں قرآن نازل ہو جو مساجد میں پڑھا جائے اور نماز میں تلاوت کیا جائے۔ البتہ مجھے یہ امید ضرور تھی کہ رسول اللہ ﷺ حالتِ خواب میں کوئی ایسی بات دیکھ لیں گے جس سے لوگوں کے بہتان کی تکذیب ہو جائے گی۔ کیونکہ اللہ اس بات سے خوب واقف تھا کہ میں اس الزام سے بالکل بری ہوں یا میرا خیال یہ تھا کہ آپ کو بذریعہ القاء اطلاع ہو جائے گی مگر یہ کہ قرآن میرے بارے میں نازل ہو گا۔ مجھے اس کا کبھی خیال بھی نہ تھا۔

جب میں نے دیکھا کہ میرے والدین کچھ نہیں کہتے میں نے ان سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کو جواب کیوں نہیں دیتے' وہ کہنے لگے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دیں۔ اسی زمانے میں ابوبکرؓ کے گھر پر جو مصیبت تھی مجھے بخدا معلوم نہیں کہ کسی اور خاندان پر ایسی مصیبت نازل ہوئی ہو۔ جب میرے والدین چپ رہے مجھ پر اور زیادہ گریہ طاری ہوا' اور اب میں نے آواز سے رونا شروع کیا اور کہا جو بات آپؐ نے کہی ہے میں ہرگز اس کے لیے اللہ کے سامنے توبہ نہیں کروں گی۔ اگر لوگوں کے بہتان کا میں اقرار کرلوں حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بالکل بری ہوں آپؐ میری بات کو باور کرلیں گے مگر یہ اقرار بالکل خلاف واقعہ ہوگا اور اگر میں ان کے بہتان سے انکار کروں تو اسے آپؐ نہ مانیں گے۔ اس کے بعد میں یعقوب کا نام یاد کرنے لگی۔ مگر اس حالت میں ان کا نام تو یاد نہیں آیا البتہ میں نے کہا کہ میں اس کے جواب میں وہی کہتی ہوں جو یوسف کے باپ نے کہا تھا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ماتصفون. صبر ہی بہتر ہے اور جو تم کہہ رہے ہو اس پر میں اللہ سے اعانت کا خواستگار ہوں۔

بہتان کے متعلق وحی کا نزول:

آپ کو ہمارے پاس بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وحی کے لیے آپؐ پر غشی طاری ہوئی۔ آپؐ اپنی چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اور آپؐ کے سرہانے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا گیا۔ جب میں نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو اس سے میں ذرا بھی نہ گھبرائی اور نہ پریشان ہوئی کیونکہ میں الزام سے بالکل بری تھی اور جانتی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر ظلم نہیں کرے گا۔ اس خوف سے کہ مبادا اللہ تعالیٰ لوگوں کے بیان کی تصدیق کردے جب تک آپ کو ہوش آئے میرے والدین کی ایسی بری حالت تھی کہ میں ڈری کہ ان کی جان نکل جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ کو ہوش آیا آپؐ اٹھ بیٹھے باوجود سردی کے موتیوں کی طرح سے پسینہ آپؐ کے چہرے سے جاری تھا۔ آپؐ اپنی پیشانی سے پسینہ پوچھنے لگے اور فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا تم کو بشارت ہو اللہ نے بذریعہ وحی تم کو اس الزام سے بری کر دیا۔ میں نے کہا میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں۔ یہ سعادت آپ کی وجہ سے نصیب ہوئی۔ اس کے بعد آپؐ باہر تشریف لے گئے اور آپؐ نے

لوگوں کے سامنے تقریر فرمائی اور میرے متعلق اللہ نے جو قرآن نازل فرمایا تھا وہ سب کو پڑھ کر سنایا۔ پھر آپ ؐ نے مسطح بن اثاثہ‘ حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو جو مجھے برا کہنے میں سب سے زیادہ زبان دراز تھے افتراء کی حد لگوائی۔

ابوایوبؓ خالد بن زید:

بنوالنجار کے بعض لوگوں سے مروی ہے کہ ابوایوبؓ خالد بن زید سے ان کی بیوی ام ایوب نے کہا سنتے ہو لوگ عائشہؓ کے متعلق کیا کہہ رہے ہیں۔ ابوایوبؓ نے کہا ہاں میں نے سنا ہے مگر یہ بالکل جھوٹ ہے کیا تم ایسی حرکت کروگی۔ ام ایوبؓ نے کہا بخدا ہرگز نہیں۔ ابوایوبؓ نے کہا تو بخدا عائشہ تم سے بہتر ہیں۔

یہ آیت ان الذین جآؤا بالافك عصبة منكم ''جنہوں نے بہتان لگایا ہے وہ تمہاری ہی ایک جماعت ہے''۔ اس معاملے کے متعلق نازل ہوئی۔ اس سے مراد حسان بن ثابت وغیرہ ہیں جنہوں نے اس افتراء کی اشاعت کی تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لو لا اذ سمعتموہ ظن المومنون و المؤمنات بانفسهم خيرا. (آخر آیت تک) ''جب تم نے یہ بات سنی تو ایمان والوں اور ایمان والیوں نے خود ہی اس واقعے کے متعلق نیک گمان کیا'' یعنی جیسا کہ ابوایوبؓ اور ان کی بیوی نے کہا‘ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذ تلقونه بالسنتكم (آخر آیۃ تک) ''جب تم (اے مسلمانو!) اس واقعہ کا چرچا کررہے تھے''۔

جب عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں اور بہتان لگانے والوں کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں ابوبکرؓ جو مسطحؓ سے اپنی قرابت اور ان کی احتیاج کی وجہ سے ان کے اخراجات کے کفیل تھے کہنے لگے بخدا اب میں آئندہ کبھی ایک حبہ بھی ان پر خرچ نہیں کروں گا۔ عائشہؓ پر بہتان لگا کر انہوں نے جیسا ہمارا دل دکھایا ہے۔ اس کی وجہ سے اب میری ذات سے ان کو کوئی نفع کبھی نہ پہنچے گا۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی و لا یاتل اولوا الفضل منكم و السعة ان يوتوا اولى القربى (آخر آیۃ تک) ''اور تم میں جو مستطیع اور فارغ البال ہیں ان کو اپنے قرابتداروں سے صلہ رحم کرنے میں کوتاہی نہ کرنا چاہیے'' اس آیہ کو سن کر ابوبکرؓ نے کہا اللہ مجھے معاف کردے اور اب پھر وہ حسب سابق مسطح کی کفالت کرنے لگے اور کہا کہ آئندہ ہرگز میں ان کے اس خرچ کو موقوف نہیں کروں گا۔

حسان بن ثابت پر صفوان کا حملہ:

حسان بن ثابتؓ نے اس موقع پر کچھ شعر کہے تھے‘ ان میں صفوان بن المعطلؓ اور قبیلہ مضر کے ان عربوں پر جو اسلام لے آئے تھے تعریض تھی۔ صفوان رضی اللہ عنہ کو جب ان اشعار کی خبر ہوئی وہ تلوار لے کر حسانؓ پر آئے اور ان پر وار کیا۔ بنوالحارث بن الخزرج کے ثابت بن قیس بن الشماسؓ نے لپک کر صفوان کو پکڑ لیا اور ان کے دونوں ہاتھ ان کی گردن پر باندھ کر ان کو بنی الحارث بن الخزرج کے محلے میں لے گئے۔ راستے میں عبداللہ بن رواحہؓ ملے۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا؟ ثابت نے کہا ذرا دیکھو اس نے حسانؓ بن ثابت پر تلوار ماری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کو قتل کردیا ہے۔ عبداللہ بن رواحہؓ نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کو اس کی کچھ خبر ہے۔ انہوں نے کہا بالکل نہیں۔ عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا تم نے حد سے تجاوز کیا ہے تم ان کو چھوڑ دو۔ ثابتؓ نے صفوان کو چھوڑ دیا۔ پھر یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ؐ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ انہوں نے مجھے بدنام کیا اور میری ہجو کی‘ میں نے جوش انتقام میں ان کو مارا۔ رسول اللہ ﷺ نے حسانؓ سے کہا: حسان کیا اس لیے کہ اللہ نے میری قوم کو اسلام کی ہدایت کی تم ان پر بری نظریں ڈالتے ہو۔ اس کے بعد آپ ؐ نے فرمایا حسانؓ سے جو زخم تم کو لگا ہے اسے معاف کردو۔ انہوں نے کہا میں نے آپ کی خاطر اسے معاف کیا۔

محمد بن ابراہیم بن الحارث سے مروی ہے کہ اس ضرب کے عوض میں رسول اللہ ﷺ نے حسان رضی اللہ عنہ کو بیرحاء عطا فرمایا۔ یہ آج تک مدینے میں بنو حدیلہ کا قصر ہے۔ پہلے یہ ابوطلحہ بن سہل کی ملک تھا انہوں نے اسے رسول اللہ ﷺ پر تصدق کر دیا تھا۔ آپؐ نے اب اسے حسان کو دے دیا اور سیرین نامی ایک قبطی باندی بھی دی اس کے بطن سے عبدالرحمٰن بن حسانؓ پیدا ہوئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ جب صفوان بن المعطل کی تحقیق کی گئی تو ظاہر ہوا کہ وہ بے کار ہیں عورت کے کام کے نہیں۔ یہ اس واقعے کے بعد شہید ہو کر فوت ہوئے۔

عبدالواحد بن حمزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قصہ عمرۃ القضا کے موقع پر پیش آیا تھا۔ ابوجعفر کے بیان کے مطابق رمضان اور شوال آپؐ نے مدینہ میں اقامت فرمائی اور ذوالقعدہ ۶ھ میں آپ عمرہ کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے اور اس عمرے کا واقعہ جس میں مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو کعبے تک نہیں جانے دیا حسب ذیل ہے اور یہی صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے۔

صلح حدیبیہ:

مجاہد سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے تین عمرے کیے یہ سب ذوالقعدہ میں ہوئے مگر ان سب میں رسول اللہ ﷺ مدینہ پلٹ آئے۔

حضرت محمد ﷺ کا عمرہ کا ارادہ:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ ذوالقعدہ میں نبی ﷺ عمرے کے ارادے سے روانہ ہوئے اس موقع پر آپ کی نیت قطعاً جنگ کی نہ تھی۔ آپؐ نے تمام عربوں اور اپنے آس پاس کے بدوی عربوں کو ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ آپ کو سابقہ تجربوں کی بناء پر قریش کی جانب سے اس بات کا اندیشہ تھا کہ وہ آپؐ سے جنگ کریں گے یا آپ کو بیت اللہ تک نہ جانے دیں گے۔ عربوں میں سے اکثر نے آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا اور وہ آپؐ کے پاس نہ آئے۔ اس لیے آپؐ مہاجرینؓ انصار اور جو تھوڑے سے عرب آ گئے تھے ان کو لے کر مکہ روانہ ہوئے۔ آپؐ نے قربانی کے جانور ساتھ لے لیے اور عمرے کا احرام باندھ لیا تاکہ لوگ آپ کی طرف سے بے خطر رہیں اور ان کو معلوم ہو کہ آپؐ صرف بیت اللہ کی تعظیم کے لیے اس کی زیارت کو آئے ہیں۔

مسلمانوں کی تعداد:

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ محض کعبہ کی زیارت کے لیے چلے۔ آپ کا مقصد اس موقع پر کسی سے لڑنا نہ تھا۔ آپؐ نے ستر اونٹ قربانی کے لیے اپنے ساتھ لیے۔ آپؐ کے ساتھ سات سو آدمی تھے۔ اس طرح ہر دس کی طرف سے ایک اونٹ قربانی کا تھا۔ مگر ان دونوں راویوں سے ایک دوسرے سلسلۂ روایت سے یہ بات منقول ہوئی ہے کہ آپؐ کے ہمراہ تیرہ سو آدمی تھے اس اختلاف کے بعد اور باقی وہی واقعہ بیان ہوا ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

سلمہؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ آئے ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ جابر سے مروی ہے کہ واقعہ حدیبیہ میں ہم ایک ہزار چار سو تھے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی وہ ایک ہزار پانچ سو پچیس تھے۔ عبداللہ بن ادنیٰ سے مروی ہے کہ جس روز درخت کے نیچے بیعت لی گئی ہماری تعداد ایک ہزار تین سو تھی اور بنو اسلم مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھے۔ جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ ہم حدیبیہ میں شریک ہونے والے چودہ سو تھے۔

قریش کی جنگ کی تیاری:

زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ سے چل کر عسفان آئے بشر بن سفیان الکعبی آپؐ سے آ کر ملا اور اس نے بیان کیا کہ قریش کو آپؐ کی روانگی کی اطلاع ہو چکی ہے وہ مقابلے پر برآمد ہوئے ہیں ان کے ہمراہ اراذل کا جم غفیر ہے جنہوں نے چیتے کی پوستین پہن رکھی ہے وہ اب ذوطویٰ میں مقیم ہیں اور اللہ کی قسمیں کھا کر کہہ رہے ہیں کہ ان کی موجودگی میں آپ کعبہ میں داخل نہیں ہو سکتے اور یہ دیکھیے خالد بن ولید ان کے رسالہ کے ساتھ میں جس کو انہوں نے اپنے آگے بڑھا دیا ہے کراع الغمیم تک پہنچ گیا ہے۔

عکرمہ بن ابی جہل کی پیش قدمی:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس دن خالد بن ولید مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے اس سلسلے میں ابن ابزیٰ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ ہدی لے کر ذوالحلیفہ پہنچے عمرؓ نے آپؐ سے کہا کہ آپؐ دشمن کے علاقے میں بغیر اسلحہ اور دوسری ضروریات جنگ کے جا رہے ہیں یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو مدینہ بھیجا وہ وہاں سے جس قدر اسلحہ اور جانور وہاں تھے سب کو ساتھ لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ جب مکہ کے قریب آئے مشرکین نے آپ کو اندر نہیں آنے دیا۔ آپؐ نے منیٰ جا کر قیام فرمایا وہاں آپؐ کے جاسوس نے آپ کو اطلاع دی کہ عکرمہ بن ابی جہل پانچ سو آدمیوں کے ساتھ آپؐ پر بڑھ رہا ہے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کو سیف اللہ کا لقب:

رسول اللہ ﷺ نے خالد بن الولید سے کہا خالدؓ یہ تمہارا اعزیز قریب رسالہ کے ساتھ تم پر بڑھا چلا آ رہا ہے۔ خالدؓ نے کہا میں اللہ اور رسول کی تلوار ہوں۔ اسی دن سے ان کا لقب سیف اللہ ہوا آپ جہاں چاہیں مجھے بھیج دیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو عکرمہ کی مقاومت پر بھیجا۔ درے میں خالدؓ نے اسے جا لیا شکست دے کر اسے مکہ کی آبادی میں گھسنے پر مجبور کر دیا۔ عکرمہ پھر مقابلے کے لیے پلٹ آیا۔ خالدؓ نے پھر اسے پسپا کر کے مکہ کی آبادی میں دھکیل دیا۔ عکرمہ تیسری مرتبہ مقابلے پر پلٹ کر آیا۔ خالدؓ نے پھر اسے شکست دے کر مکہ میں دھکیل دیا۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿ وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ اپنے قول عَذَابًا اَلِیْمًا ﴾ تک۔

''اللہ وہ ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ان سے مکہ کے شکم میں اس کے بعد کہ اللہ نے تم کو ان پر غلبہ عطا کر دیا تھا' روکے''۔

فتح حاصل ہونے کے بعد اس درے میں کچھ مسلمان باقی رہ گئے تھے' اللہ نے اسے برا سمجھا کہ سوار لاعلمی میں ان کو کچل ڈالیں۔ اس لیے اس نے نبی ﷺ کو کفار کے تعاقب اور جنگ سے روک دیا۔

حضرت محمد ﷺ کا عمرہ ادا کرنے پر اصرار:

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریش کو کیا ہو گیا ہے' جنگ نے ان کو کھا لیا ہے ان کا کیا بگڑ جائے گا اگر یہ میرے اور بقیہ تمام عربوں کے درمیان سے علیحدہ ہو جائیں' اگر انہوں نے مجھے قتل کر دیا تو قریش کی آرزو برآئے گی اور اگر اللہ نے مجھے ان پر غلبہ دیا تو وہ اسلام میں داخل ہو جائیں جس سے مسلمانوں کی تعداد میں اور اضافہ ہو اور اگر اس وقت بھی اسے نہ مانیں تو ان کو

اختیار ہے۔ اگر وہ ہم سے لڑیں گے تو ان میں طاقت تو ہوگی آخر قریش کیا سوچتے ہیں۔ بخدا میں اپنے اس دین پر جس کے لیے اللہ نے مجھے مبعوث کیا ہے ان سے لڑوں گا پھر چاہے اللہ مجھے ان پر غلبہ دے دے یا میری جان جاتی رہے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو ہمیں اس راستے کو چھوڑ کر جس پر قریش فروکش ہیں دوسرے کسی راستے سے لے چلے۔ بنو اسلم کے ایک شخص نے کہا۔ میں آپ کو لیے چلتا ہوں چنانچہ وہ آپ کو پہاڑوں کے درمیان سے نہایت سخت اور دشوار گزار راستے سے لے چلا جس سے مسلمانوں کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ بہرحال جب وہ اس مشکل راستے سے نکل کر وادی کے اختتام پر ہموار اور نرم زمین پر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہو کہ ہم اللہ سے معافی کے خواستگار ہیں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ سب نے آپؐ کے ارشاد کی بجا آوری کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہی وہ بات ہے جو بنی اسرائیل سے کہی گئی تھی مگر انہوں نے نہ مانا اور اپنی زبان سے اس کا اقرار نہیں کیا۔

حدیبیہ میں قیام:

ابن شہاب الزہری کہتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ وادی کی داہنی جانب حمص کے دونوں سطح مرتفع کے درمیان ہو کر اس راہ سے بڑھیں جو مکہ کے زیریں میں حدیبیہ کے اتار پر ثنیۃ المرار پر نکلتا ہے' تمام فوج اسی راہ چلی۔ جب قریش کے رسالہ کی نظر اس فوج کے غبار پر پڑی اور ان کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی راہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا ہے وہ اپنے مقام سے اٹھ کر تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے قریش کے پاس پلٹ گئے جب وادی سے نکل کر رسول اللہ ﷺ ثنیۃ المرار سے گزرنے لگے آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ اڑ گئی ہے آپؐ نے فرمایا نہیں نہ یہ اڑی ہے اور نہ اس کی یہ عادت ہے بلکہ اسے بھی اسی نے روکا ہے جس نے ہاتھی کو مکہ تک بڑھنے سے روکا تھا۔ آج قریش صلۂ رحم کی جو خواہش بھی مجھ سے کریں گے میں اسے قبول کرلوں گا پھر آپؐ نے سب لوگوں کو منزل کرنے کا حکم دیا صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس وادی میں جہاں ہم فروکش ہوئے ہیں کہیں پانی نہیں' آپؐ نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اپنے صحابہؓ میں سے ایک صاحب کو دیا وہ اس کی وادی میں جو گڑھے کھدے ہوئے تھے ان میں سے ایک میں اترے اور انہوں نے اس تیر کو گڑھے کے شکم میں گاڑ دیا وہاں سے فوارے کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔ آخر کار لوگوں کو کھالیں ڈال کر اسے روکنا پڑا۔

حضرت محمد رضی اللہ عنہ کا تیر:

بنو اسلم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ ناجیہ بن عمیر بن یعمر بن دارم رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے اونٹوں کے منتظم آپ کا تیر لے کر وادی کے گڑھے میں اترے تھے۔ مگر اس کے متعلق ایک عالم نے یہ کہا ہے کہ براء بن عازب کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا تیر لے کر اترا تھا۔

بنو اسلم نے ایسے اشعار سنائے ہیں جن کو ناجیہ نے کہا تھا اور ان کا خیال یہی تھا کہ وہی رسول اللہ ﷺ کا تیر لے کر گڑھے میں اترے تھے اسی سلسلے میں وہ کہتے تھے کہ انصار کی ایک جاریہ اپنا ڈول لیے ہوئے اس گڑھے پر آئی۔ ناجیہ اس وقت لوگوں کو پانی بھر بھر دے رہے تھے' جاریہ نے اس موقع پر یہ شعر پڑھے:

یاایھا المائح ولوی دونك   انی رأیت الناس یحمد ونك

یثنون خیرا و یمجد ونك

ترجمہ: ''اے پانی دینے والے میرا ڈول تیرے پاس آتا ہے میں نے دیکھا کہ لوگ تمہاری خوب تعریف و توصیف کررہے ہیں''۔

اس کے جواب میں ناجیہ نے گڑھے کے اندر سے لوگوں کو پانی دیتے ہوئے یہ شعر پڑھے:

قد علمت جارية يمانيه | انی انا المائح واسمی ناجيه
وطعنة ذات و اشاش واهيه | طعتها تحت صدور العاديه

ترجمہ: ''یمانی لڑکی جانتی ہے کہ میں پانی بھر کر دیتا ہوں اور میرا نام ناجیہ ہے اور یہی نہیں بلکہ اکثر مواقع ایسے ہیں کہ میں نے دشمنوں کے سینوں میں نیزے کے ایسے کاری وار کیے ہیں جس سے فوارے کی طرح خون بہنے لگا''۔

بدیل بن ورقاء الخزاعی:

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے انتہائی سرے پر اس کے ایک ایسے سوتے پر جہاں بہت ہی کم پانی تھا فروکش ہوگئے لوگوں نے اپنے چلوؤں سے اس میں سے پانی لینا شروع کیا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ جگہ بالکل خشک ہوگئی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پانی کی سخت ضرورت بیان کی۔ آپ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور حکم دیا کہ اسے اس گڑھے میں گاڑ دو۔ اس کے گاڑتے ہی نہایت افراط سے پانی ابلنے لگا' لوگ اس سے اچھی طرح سیراب ہوگئے۔ عین اس وقت بدیل بن ورقاء الخزاعی اپنے چند اور ہم قوموں کے ساتھ جو تہامہ والوں میں سے اندرونی طور پر رسول اللہ ﷺ کے دوست اور بہی خواہ تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے کہا کہ میں خود دیکھ کر آرہا ہوں کہ کعب بن لوی اور عامر بن لوی اسی حدیبیہ کے پانیوں پر فروکش ہیں۔ ان کے ہمراہ ایک کثیر جماعت آوارہ بدمعاشوں کی ہے وہ آپ سے لڑیں گے اور آپ کو بیت اللہ سے روکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مگر ہم تو کسی سے لڑنے نہیں آئے بلکہ عمرہ کرنے آئے ہیں اور لڑائی نے پہلے ہی قریش کا کس بل نکال کر ان کو کمزور کردیا ہے اگر پسند کریں تو ہم ایک مدت تک کے لیے ان سے سمجھوتہ کرلیتے ہیں اور وہ دوسروں کے مقابلے میں میری مزاحمت سے باز آجائیں اور مجھے اوروں سے نپٹ لینے دیں اگر مجھے کامیابی ہوتو پھر اگر ان کا جی چاہے وہ بھی اوروں کی طرح ہمارے ساتھ شامل ہوجائیں اور اگر نہ چاہیں تو اس اثناء میں ان کو ذرا پنپنے کا موقع تو مل جائے گا اور ان کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا اور اگر وہ ان باتوں کو نہ مانیں تو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اپنے اسی مقصد کے لیے ان سے آخر دم تک لڑوں گا یہاں تک کہ میری جان چلی جائے یا اللہ اپنے کام کو نافذ کردے۔ بدیل نے کہا جو آپ کہتے ہیں میں قریش کو یہ بات پہنچائے دیتا ہوں' وہ آپ کے پاس سے چل کر قریش کے پاس آیا اور ان سے کہا میں اس شخص سے مل کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ میں نے ان کو جو کچھ کہتے سنا ہے کہو تو تم سے کہہ دوں قریش کے نادان کہنے لگے کہ ہمیں اس کی کسی بات کے سننے کی ضرورت نہیں مگر جو ان کے دوراندیش اور اہل الرائے تھے انہوں نے کہا اچھا تم بیان کرو کیا تم نے سنا۔ بدیل نے کہا میں نے ان کو یہ کہتے سنا ہے اور اب اس نے رسول اللہ ﷺ کا سارا قول نقل کیا۔

عروہ بن مسعود:

عروہ بن مسعود الثقفی نے کھڑے ہوکر کہا اے میری قوم کیا تم میرے باپ کی جگہ نہیں ہو' انہوں نے کہا ہاں ہیں۔ اس نے کہا

کیا میں تمہاری اولاد کی جگہ نہیں ہوں انہوں نے کہا ہو۔عروہ نے کہا کیا تم کو میری نیت پر شبہ ہے۔انہوں نے کہا نہیں انہوں نے کہا تم اس سے بھی واقف ہو کہ میں نے اہل عکاظ کو اپنا مخالف بنالیا اور جب انہوں نے مجھ پر ظلم وزیادتی کی میں اپنے سب اہل وعیال اور متبعین کے ساتھ تمہارے پاس چلا آیا انہوں نے کہا ہاں' یہ عروہ سبیعہ بنت عبد شمس کا بیٹا تھا۔عروہ نے کہا اس شخص نے ایک نیک بات پیش کی ہے۔اسے قبول کرلو اور مجھے اس کے پاس جانے دو۔سب نے کہا اچھا تم جاؤ۔

حضرت ابوبکرؓ اور عروہ میں تلخ کلامی:

عروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ سے باتیں کرنے لگا۔آپؐ نے اس سے وہی بات کہی جو آپؐ بدیل سے کہہ چکے تھے۔اس پر عروہ نے آپؐ سے کہا کیا تم پہلے اپنی ہی قوم کا استیصال کرنا چاہتے ہو۔کیا تم سے پہلے کسی عرب نے ایسا کیا ہے کہ اپنی جڑ کاٹی ہو اور دوسری شکل جو تم ہم پر پیش کر رہے ہو کہ ہم تمہارے اور دوسروں کے درمیان مزاحم نہ ہوں تو اس کے متعلق یہ ہے کہ مجھے جو مختلف صورتیں تمہارے ساتھ نظر آ رہی ہیں ان میں ایسے ہی لوگ ہیں جن کی فطرت یہ ہے کہ وہ بھاگ جائیں اور تم کو دشمن کے نرغے میں چھوڑ دیں۔اس بات کو سن کر ابوبکرؓ نے کہا تو لات کی شرم گاہ کو چوس (یہ لات ثقیف کی ایک فاحشہ تھی جس کی یہ پرستش کرتے تھے) کیا ہم بھاگ جائیں گے اور ان کو چھوڑ دیں گے۔عروہ نے پوچھا یہ کون ہے۔صحابہؓ نے کہا یہ ابوبکرؓ ہیں۔اس نے کہا اگر تمہارا ایک ایسا احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا میں تم کو معاوضہ نہیں دے سکا تو اس گالی کا جواب دیتا۔یہ کہہ کر وہ پھر نبی ﷺ سے باتیں کرنے لگا اور جب بات کرتا آپ کی داڑھی پکڑ لیتا۔مغیرہ بن شعبہ تلوار لیے خود پہنے آپؐ کے سرہانے کھڑے تھے' عروہ جب رسول اللہ ﷺ کی داڑھی پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھاتا مغیرہ تلوار کی کوتھی اس کے ہاتھ پر مارتے اور کہتے کہ آپ کی داڑھی سے ہاتھ علیحدہ رکھ عروہ نے سر اٹھا کر دیکھا اور پوچھا یہ کون ہے' صحابہؓ نے کہا یہ مغیرہ ہیں اس نے کہا او غدار میری یہ تگ ودو تیری ہی غداری کی وجہ سے ہے اس کا واقعہ یہ ہے کہ حالت کفر میں یہ بعض لوگوں کے ساتھ تھے موقع پا کر انہوں نے ان سب کو قتل کر دیا اور ان کے تمام مال پر قبضہ کر لیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لے آئے۔آپؐ نے فرمایا تمہارے اسلام کو ہم قبول کرتے ہیں۔مگر اس حرام مال کی ہمیں ضرورت نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا احترام:

اس ملاقات کے اثناء میں عروہ بن مسعود کنکھیوں سے صحابہؓ رسول کو دیکھتا جاتا تھا اس کی حالت یہ تھی کہ اگر رسول اللہ ﷺ تھوکتے تو فوراً صحابہؓ بڑھ کر اس تھوک کو زمین پر نہ گرنے دیتے بلکہ ہاتھ میں لے لیتے اور اسے منہ اور بدن پر مل لیتے آپؐ اگر ان کو کسی بات کا حکم دیتے وہ فوراً ہی اس کی بجا آوری کر دیتے۔جب آپؐ وضو کرتے اس کے پانی کو لینے کے لیے وہ باہم لڑنے لگتے۔جب وہ آپؐ کے پاس باتیں کرتے نہایت آہستہ آہستہ کلام کرتے اور تعظیماً آپ کو گھور کر نہ دیکھتے۔

عروہ بن مسعود کی واپسی:

عروہ نے واپس جا کر اپنے دوستوں سے کہا کہ میں بادشاہوں کے دربار میں سفارت کے لیے گیا ہوں۔میں قیصر' کسریٰ اور نجاشی کے یہاں گیا ہوں۔بخدا میں نے کسی بادشاہ کی اپنوں میں وہ عزت نہیں دیکھی جو محمدؐ کے ساتھی محمدؐ کی کرتے ہیں اگر وہ تھوکتے ہیں' ان کے صحابہؓ اسے زمین پر نہیں گرنے دیتے ہاتھ میں لے کر اسے اپنے منہ اور بدن پر مل لیتے ہیں۔اگر وہ ان کو کسی بات کے

کرنے کا حکم دیتے ہیں ان کے صحابہؓ اسی وقت اس کی بجا آوری کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں ان کے صحابہؓ اس کے پانی کو لینے کے لیے ایک دوسرے سے مسابقت کرتے ہیں اور اس کے لیے لڑ پڑتے ہیں اور نہایت پست آواز میں ان کے سامنے گفتگو کرتے ہیں اور تعظیماً تیز نظر سے ان کو نہیں دیکھتے۔ انہوں نے بہت معقول شرط پیش کی ہے اسے مان لو۔ اس پر بنو کنانہ کے ایک شخص نے کہا ذرا میں بھی ان سے مل لوں۔ قریش نے کہا جاؤ۔ جب یہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے منظر پر آیا آپؐ نے فرمایا یہ فلاں شخص ہے اور ایسے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کا احترام کرتے ہیں لہٰذا اس کو متاثر کرنے کے لیے ہمارے قربانی کے جانور اس کے دکھانے کے لیے آگے بھیجے جائیں چنانچہ وہ بڑھائے گئے اور کچھ لوگوں نے تلبیہ کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا یہ رنگ دیکھ کر وہ کہنے لگا یہ لوگ ہرگز ایسے نہیں ہیں کہ ان کو بیت اللہ سے روکا جائے۔

جیوش کا سردار:

زہری اپنے سلسلۂ بیان میں کہتے ہیں اس کے بعد قریش نے حلیس بن علقمہ یا ابن زمان کو جو اس وقت جیوش کا سردار تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا یہ شخص بنو الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ کے خاندان کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے آتا ہوا دیکھ کر فرمایا یہ دین داروں کے خاندان کا آدمی ہے لہٰذا اسے دکھانے کے لیے نذر کے اونٹ اس کے سامنے کیے جائیں چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ ان جانوروں کا ایک سیلاب وادی کے عرض سے قلادے پہنے جن کے عرصے سے گلوں میں پڑے رہنے کی وجہ سے وہاں کے بال تک جھڑ چکے تھے اس کے سامنے آیا وہ اس منظر کو دیکھ کر اس قدر متاثر ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھی نہیں پہنچا قریش کے پاس پلٹ گیا اور اس نے کہا اے قریش میں نے خود نذر کے وہ جانور دیکھے ہیں جن کے گلوں میں قلادے پڑے ہوئے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت دیر سے پڑے ہوئے ہیں کیونکہ قلادے کی جگہ کے بال جھڑ گئے ہیں اور ان کو ان کے مقام تک پہنچنے سے روک دینا مناسب نہیں۔ قریش نے کہا بیٹھ جاؤ تم اعرابی ہو تم کو کیا خبر یہ سن کر وہ برہم ہو گیا اور اس نے کہا ہم نے اس لیے تم سے معاہدۂ دوستی اور مدد نہیں کیا ہے کہ ان لوگوں کو جو بیت اللہ کی عظمت کرنے آئیں ان کو وہاں نہ جانے دیا جائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا تو تم محمد ﷺ کو کعبہ آ کر عمرہ ادا کرنے دو ورنہ میں اپنے ساتھی تمام جیوش کو لے کر ایک دم تمہارا ساتھ چھوڑ کر چلا جاتا ہوں۔ قریش نے اس دھمکی کو سن کر اس سے کہا تم ذرا خاموش رہو تا کہ ہم اپنی مرضی کی شرائط ان سے منوالیں۔

مکرز بن حفص:

ابن عبد الاعلیٰ اور یعقوب کے سلسلۂ بیان کے مطابق ایک شخص مکرز بن حفص نے کھڑے ہو کر کہا میں ان کے پاس جاتا ہوں۔ قریش نے کہا تم بھی ہو آؤ۔ یہ جب مسلمانوں کے سامنے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مکرز بن حفص آ رہا ہے یہ ایک بدکردار اور بدکار آدمی ہے۔ اس نے آپؐ کے پاس آ کر آپؐ سے باتیں شروع کیں۔ اسی اثناء میں سہیل بن عمرو رسولؐ اللہ کے پاس آیا اسے دیکھ کر آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اب تمہارا کام سہل ہو گیا۔

سہیل بن عمرو:

سلمہ بن اکوع سے مروی ہے کہ قریش نے سہیل بن عمرو حویطب بن عبد العزیٰ اور حفص بن فلاں کو نبی ﷺ کے پاس صلح کرنے کے لیے بھیجا۔ اس وفد کو جس میں سہیل بن عمرو بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے آتا دیکھ کر فرمایا اللہ نے تمہارا کام آسان کر دیا۔

یہ لوگ اپنے ہاتھوں اپنی قربانی کے ساتھ تمہارے پاس آ رہے ہیں اور اب یہ تم سے صلح کی درخواست کریں گے۔ تم قربانی کے جانور ان کے دکھانے کے لیے برآمد کرو اور لبیک لبیک کا نعرہ بلند کرو شاید اس سے ان کے دل نرم پڑ جائیں۔ آپؐ کے ارشاد کے مطابق تمام مسلمانوں نے فرودگاہ کی ہر سمت سے لبیک کا نعرہ بلند کیا جس سے تمام فضا گونج اٹھی۔ اب وہ وفد آپؐ کے پاس آیا اور اس نے صلح کی درخواست کی' صلح ہونے لگی۔ مسلمانوں کے پاس کچھ مشرک تھے اور مشرکین کے پاس بعض مسلمان تھے۔ اسی اثناء میں ابوسفیان نے اچانک رسول اللہ ﷺ پر یورش کر دی۔ تمام وادی آدمیوں اور اسلحہ سے پر ہوگئی۔ میں چھ مشرکوں کو جو مسلح تھے بے بس کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آیا۔ آپؐ نے نہ ان کا لباس اور اسلحہ اتروائے اور نہ ان کو قتل کیا بلکہ معاف کر کے چھوڑ دیا۔

مشرکین کی گرفتاری:

ایک دوسرے سلسلے سے سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ جب ہم نے اور اہل مکہ نے باہم مصالحت کر لی میں ایک جھاڑ کے نیچے گیا۔ اس کے کانٹے صاف کر کے اس کے سائے میں لیٹ گیا وہاں مکہ کے اور چار مشرک آئے اور وہ آپس میں رسول اللہ ﷺ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے لگے' مجھے ان کی یہ بات ناگوار گزری اور میں اس جھاڑ کو چھوڑ کر دوسرے جھاڑ کے نیچے چلا گیا۔ انہوں نے اپنے ہتھیار درخت پر لٹکا دیے اور پھر لیٹ گئے اسی اثناء میں ندی کے زیریں سے کسی نے پکار کر کہا کون مہاجرین کا مددگار ہے۔ ابن زنیم رضی اللہ عنہ قتل کر دیے گئے۔ میں نے فوراً اپنی تلوار نیام سے نکالی اور ان چاروں مشرکوں پر جو پڑے سو رہے تھے حملہ کیا۔ پہلے تو میں نے ان کے اسلحہ پر قبضہ کر کے ان کو اپنی مٹھی میں لے لیا اور پھر ان سے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد کو عزت بخشی ہے اگر تم میں سے کسی نے سر اٹھایا میں فوراً اسے قلم کر دوں گا۔ اب میں ان کو قیدیوں کی طرح پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے چلا۔ اتنے میں میرے چچا عامر عبلات کے ایک شخص مکرز کو جو فولادی زرہ پہنے تھا اسی طرح قید کر کے لا رہے تھے۔ اب ہم ستر مشرکین کو لیے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سامنے پہنچے آپؐ نے فرمایا چونکہ بدعہدی کی ابتداء ان سے ہوئی ہے اس کا وبال ان پر ہوگا لہٰذا تم ان کو چھوڑ دو آپؐ نے سب کو معاف کر دیا۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: وھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم ببطن مکۃ. ''اللہ وہ ہے جس نے مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روکے''۔

عبیداللہ کی روایت کے مطابق سلمہؓ سے مروی ہے کہ ہم نے حملہ کر کے ان تمام مسلمانوں کو جو مشرکین کے قبضے میں تھے چھڑا لیا۔ اسی طرح مشرکین نے اپنے آدمی ہمارے قبضے سے چھڑا لیے اس کے بعد قریش نے سہیل بن عمرو اور جویطب کو صلح کے لیے اپنا نمائندہ بنا کر رسول اللہ ﷺ نے علی کو اپنی جانب سے نمائندہ مقرر کیا۔

حضرت زنیمؓ کی شہادت:

قتادہؓ سے مروی ہے کہ اسی اثناء میں ہمیں اطلاع ملی کہ ایک صحابی زنیم رضی اللہ عنہ کو جو وادی حدیبیہ سے بلند ٹیلے پر چڑھ کر کفار کے سامنے نمودار ہوئے تھے کفار نے تیر کا نشانہ بنا کر ہلاک کر ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ نے رسالہ بھیجا وہ بارہ مشرکین شہسواروں کو گرفتار کر کے آپؐ کے پاس لائے۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں نے تم سے کوئی عہد کیا ہے جس کا ایفا لازم ہو۔ انہوں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے ان کو چھوڑ دیا۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ قرآن نازل فرمایا۔ و ھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم ببطن مکۃ.

اپنے قول بما تعملون بصیر تک۔

ابن اسحٰق کا بیان یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش کے پاس عثمانؓ بن عفان کے ہاتھ ایک خط بھیجا تھا اس کی وجہ سے انہوں نے سہیل بن عمرو کو آپؐ کی خدمت میں بھیجا۔

حضرت خراش بن اُمیہ:

دوسرے سلسلے سے ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خراش بن امیہ کو بلا کر ثعلب نامی اونٹ پر مکہ بھیجا تاکہ وہ اشرافِ مکہ کو آپؐ کے آنے کی غرض بتائیں' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا اور خراش کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا' مگر حبشیوں نے ان کی حمایت کی تب قریش نے ان کو چھوڑا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس ہدایت کے ساتھ بھیجے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی فرودگاہ کا چکر لگائیں تاکہ آپؐ کے صحابہؓ میں سے اگر کسی پر ان کا قابو چلے اسے قتل کر دیں۔ یہ سب گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیے گئے آپؐ نے ان کو معاف کر دیا اور چھوڑ دیا۔ انہوں نے آپ کی فرودگاہ میں پتھر اور تیر پھینکے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارت:

اس واقعے کے بعد آپؐ نے عمر بن الخطاب سے کہا کہ تم مکہ جاؤ اور اشراف مکہ کو میرے آنے کی غرض سے مطلع کرو۔ انہوں نے آپؐ سے عرض کیا کہ مجھے وہاں جانے میں اپنی جان کا خوف ہے کیونکہ میرے قبیلہ بنو عدی والوں میں سے کوئی مکہ میں نہیں جو میری حمایت کر سکے' مزید برآں قریش اس سے واقف ہیں کہ میں ان کا سخت دشمن ہوں۔ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جس کی مکہ میں مجھ سے زیادہ عزت اور اثر ہے اور وہ عثمانؓ بن عفان ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلایا اور کہا کہ تم ابوسفیان اور اشراف قریش سے جا کر کہو کہ میں اس وقت لڑائی کے لیے نہیں آیا ہوں بلکہ کعبہ کی تقدیس کی وجہ سے اس کی زیارت کو آیا ہوں۔ عثمان مکہ آئے۔ مکہ میں یا باہر آبان بن سعید بن العاص سے ان کی ملاقات ہوئی۔ آبان خود اپنی سواری سے اتر پڑا۔ اس نے عثمان کو اپنے آگے بٹھایا اور خود ان کے پیچھے بیٹھا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے پیام کو پہنچا دینے تک حفاظت کا وعدہ کیا۔ عثمانؓ ابوسفیان اور قریش کے عمائد کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ کا پیام ان کو پہنچا دیا جب وہ پیام سنا چکے قریش نے ان سے کہا تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کر لو۔ انہوں نے کہا جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہ کریں میں بھی طواف نہیں کرتا۔ اس پر قریش نے ان کو اپنے یہاں روک لیا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان قتل کر دیے گئے۔ آپؐ نے سن کر فرمایا کہ اب میں تاوقتیکہ دشمن سے فیصلہ کن لڑائی نہ لڑوں یہاں سے نہ جاؤں گا۔ پھر آپؐ نے مسلمانوں کو بیعت کے لیے بلایا اور یہی بیعتِ رضوان ہے جو وہاں ایک درخت کے نیچے لی گئی۔

بیعتِ رضوان:

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ ہم حدیبیہ سے پلٹ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے ندا دی ''لوگو! بیعت کے لیے آؤ روح القدس آئے''۔ ندا کو سن کر ہم تیزی سے آپ کی طرف چلے' آپؐ اس وقت ایک خاردار درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ ہم نے آپ کی بیعت کی۔ اسی موقع کے لیے اللہ کا یہ قول نازل ہوا۔ لقد رضی اللّٰہ عن المومنین اذیبا یعونك تحت

الشجرۃ۔ ''بے شک اللہ مومنین سے راضی ہوگیا' جب وہ درخت کے نیچے تمہاری بیعت کر رہے تھے''۔ سب سے پہلے بنو اسد کے ایک صاحب ابوسنان بن وہب نے بیعت رضوان کی۔

جد بن قیس الانصاری:

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ میں ہماری تعداد چودہ سو تھی ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ عمرؓ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے سوائے جد بن قیس الانصاری کے جو اپنے اونٹ کے پیٹ کے نیچے چھپ رہے تھے ہم سب نے آپؐ کی بیعت کی۔ ہم نے موت کے لیے آپ کی بیعت نہیں کی تھی بلکہ اس عہد پر بیعت کی تھی کہ ہم فرار نہ ہوں گے۔

حضرت سلمہ بن الاکوع کی بیعت:

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ درخت کی جڑ میں بیٹھے ہوئے تھے آپؐ نے وہیں تمام مسلمانوں کو بیعت کے لیے بلایا' سب سے پہلے میں نے بیعت کی' میرے بعد دوسرے بیعت کرنے لگے۔ جب نصف کے قریب لوگوں نے بیعت کر لی آپؐ نے فرمایا سلمہؓ تم بیعت کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو سب سے پہلے بیعت کر چکا ہوں' آپؐ نے فرمایا سلمہؓ تم بیعت کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو سب سے پہلے بیعت کر چکا ہوں' آپؐ نے فرمایا پھر سہی۔ آپؐ نے دیکھا کہ میں نہتہ ہوں میرے پاس ڈھال نہیں ہے۔ آپؐ نے چمڑے کی ایک ڈھال مجھے عطاء کی اور پھر آپؐ بیعت لینے میں مصروف ہوگئے' سب کے آخر میں فرمایا سلمہ تم کیوں بیعت نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا کہ میں سب سے پہلے اور پھر بیچ میں بیعت کر چکا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا پھر سہی۔ میں نے تیسری مرتبہ آپ کی بیعت کی۔ اس کے بعد آپؐ نے پوچھا وہ ڈھال کہاں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اپنے چچا عامر کو دے دی کیونکہ ان کے پاس بھی ڈھال نہ تھی۔ آپؐ مسکرائے اور فرمایا تمہاری مثال اس شخص کی ہے جس کے لیے کسی سلف نے یہ تمنا کی تھی۔ الٰہی مجھے ایک ایسا دوست عطاء فرما جو میری جان سے زیادہ مجھے عزیز ہو۔

ابن اسحق کا بیان: رسول اللہ ﷺ نے تمام لوگوں سے بیعت لے لی۔ بنو سلمہ کے جد بن قیس کے علاوہ کوئی مسلمان اس وقت ایسا نہ تھا جس نے بیعت نہ کی ہو۔ جابرؓ بن عبداللہ کہا کرتے تھے کہ اب تک جد کی صورت میری نظروں میں ہے کہ وہ اپنے جسم کو لوگوں سے چھپانے کے لیے اپنی اونٹنی کی بغل میں چمٹا ہوا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ عثمانؓ کے قتل کی جو خبر آپ کو پہلے پہنچی تھی وہ غلط ہے۔

سہیل بن عمرو کی سفارت:

قریش نے بنو عامر بن لوی کے سہیل بن عمرو کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم ان سے صرف اس شرط پر صلح کر لو کہ اس سال وہ واپس چلے جائیں تاکہ آئندہ کبھی عرب ہمیں یہ طعنہ نہ دے سکیں کہ محمدؐ زبردستی ہمارے گھروں میں گھس آئے تھے سہیل اس غرض سے چلا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے آتا ہوا دیکھ کر فرمایا کہ اس شخص کے بھیجنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن صلح کرنا چاہتا ہے۔ سہیل رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور طویل گفتگو کے بعد صلح طے پائی' زبانی شرائط کا تصفیہ ہو چکا تھا اور اب صرف عہد نامے کا لکھنا باقی تھا۔ عمرؓ بن الخطاب نے ان شرائط کو ناپسند کیا وہ ابوبکرؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ کیا آپؐ اللہ کے رسولؐ نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں۔ عمرؓ نے کہا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا بے شک ہم مسلمان ہیں۔ عمرؓ نے کہا کیا اہل

مکہ مشرک نہیں ہیں ابوبکرؓ نے کہا ہاں ہیں۔ عمرؓ نے کہا تو پھر کیوں ہم اپنے دین کے معاملے میں ایسی بات مانیں جس سے کمزوری ظاہر ہوتی ہو۔ ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ، چوں و چرا نہ کرو بس تم ان کے ساتھ رہو۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ عمرؓ نے کہا اور میں بھی شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت:

اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا۔ کیا آپؐ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہوں۔ عمرؓ نے کہا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہیں۔ عمرؓ نے کہا کیا اہل مکہ مشرک نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہیں۔ عمرؓ نے کہا تو پھر ہم کیوں دین کے معاملے میں اپنی کمزوری تسلیم کرلیں۔ آپؐ نے فرمایا سنو' میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں ہرگز اس کے حکم کی مخالفت نہیں کروں گا' اور وہ کبھی میری بات نہیں بگاڑے گا۔ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اس خوف سے کہ مجھے اپنی اس بات کا کوئی خمیازہ اٹھانا پڑے میں اس روز سے برابر روزے رکھتا رہا' صدقہ دیتا رہا' نمازیں پڑھتا رہا اور اپنے مملوک آزاد کرتا رہا' یہاں تک کہ میرے قلب کو اطمینان ہوگیا کہ اب خیر ہے۔

صلح نامۂ حدیبیہ:

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ صلح کے تصفیے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے طلب کیا اور کہا معاہدہ لکھو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سہیل نے کہا میں اس جملے کو نہیں جانتا نہیں مانتا البتہ یوں لکھو "باسمک اللّٰھم" رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا یہی لکھ دو۔ میں نے یہی لکھ دیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا آگے لکھو "یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمدؐ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو سے مصالحت کی ہے"۔ اس پر سہیل نے کہا اگر ہم اس بات کو مانتے ہوتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر کیوں لڑتے اس کے بجائے آپؐ اپنا محض نام اور اپنے باپ کا نام لکھوایئے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا اچھا لکھو۔ یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو سے مصالحت کی ہے۔ آج سے دس سال تک ہم میں باہم کوئی لڑائی نہ ہوگی۔ اس مدت میں ہر شخص مامون ہوگا کوئی کسی پر دست درازی نہیں کرے گا۔ قریش کا جو شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر رسولؐ اللہ کے پاس آجائے گا۔ رسول اللہ ﷺ اسے اس کے اولیاء کے پاس واپس بھیج دیں گے اور رسول اللہ ﷺ کے ہمراہیوں میں سے اگر کوئی قریش کے پاس چلا جائے گا تو وہ اسے آپؐ کے پاس واپس نہ بھیجیں گے۔ اب ہمارے درمیان میں کوئی لڑائی نہیں رہی' نہ تلوار نکلے اور نہ تیراندازی اور نہ سنگ اندازی ہو جس کا جی چاہے وہ اب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے عہد و پیمان میں داخل ہوجائے اور جس کا جی چاہے وہ قریش کے ساتھ ہوجائے۔

صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط:

اس شرط کو سنتے ہی بنوخزاعہ اٹھے اور انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے عہد میں داخل ہوتے ہیں۔ بنوبکر اٹھے اور انہوں نے کہا ہم قریش کے ساتھ شامل ہوتے ہیں اس کے بعد یہ لکھا گیا کہ اس سال آپؐ واپس چلے جائیں اور مکہ کے اندر نہ آئیں آئندہ سال ہم خود آپؐ کے لیے چھوڑ دیں گے۔ آپؐ اپنے صحابہؓ کے ہمراہ مکہ میں داخل ہوں اور تین دن قیام کریں۔ آپؐ کے ہمراہ صرف شتر سوار کا ہتھیار یعنی تلوار نیاموں میں رہے اس شرط کے بغیر آپ اندر نہیں آئیں گے۔'' رسول اللہ ﷺ اور سہیل بن عمرو اس عہد نامے کے لکھوانے میں مصروف تھے کہ اتنے میں ابوجندل بن سہیل بن عمرو بیڑیاں پہنے وہاں آئے اور رسول اللہ ﷺ

کے پاس پہنچے۔

مسلمانوں میں غم وغصہ:

رسول اللہ ﷺ نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو فتح کا یقین تھا اور وہ آپؐ کے ساتھ عمرہ کرنے مدینہ سے نکلے تھے مگر اب جب انہوں نے دیکھا کہ اس نہج پر صلح ہو رہی ہے اور ہم بے نیل ومرام واپس جائیں گے اور خود رسول اللہ ﷺ نے قریش کی بات مان کر ان کی منشاء کے مطابق صلح کی ہے۔ مسلمانوں کے دلوں میں اس کا اس قدر سخت رنج وتعب پیدا ہوا کہ قریب تھا کہ وہ ہلاک ہو جائیں۔

حضرت ابوجندلؓ بن سہیل کی آمد:

سہیل نے جب ابوجندل کو دیکھا اس نے بڑھ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور گردن تھام لی اور پھر رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس کے آنے سے پہلے میرے اور تمہارے درمیان معاملہ طے ہو چکا ہے۔ آپؐ نے فرمایا صحیح ہے اب سہیل اس کی گردن پکڑ کر اسے دھکا دیتا ہوا اور کھینچتا ہوا قریش کی طرف پلٹانے لگا اور ابوجندلؓ نے انتہائی بلند آواز سے چلانا شروع کیا۔ اے مسلمانو! مجھے مشرکین کے پاس لوٹایا جا رہا ہے میرے ایمان کی وجہ سے مجھے اس مصیبت میں ڈالا جا رہا ہے۔ اس جملے نے مسلمانوں کے زخمی دلوں پر اور نمک پاشی کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوجندلؓ سے کہا اپنے دل کو قابو میں رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے ایسے دوسرے مجبور لوگوں کے لیے جلد اس مصیبت سے نکالنے کی سبیل کرنے والا ہے چونکہ ہم نے اہل مکہ سے صلح کر کے معاہدہ کر لیا ہے اور اس کے ایفاء کو اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے اس لیے اب ہم ان کے ساتھ بے وفائی نہیں کرتے عمرؓ اٹھے اور ابوجندلؓ کے پاس جا کر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے اور ان سے کہتے تھے تم صبر کرو یہ قریش مشرک ہیں ان کی جان کتے کے برابر ہے اسی کے ساتھ وہ اپنی تلوار کا قبضہ ان کے نزدیک کرتے رہے۔ خود عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ وہ تلوار لے لیں اور اس سے اپنے باپ کا خاتمہ کر دیں مگر انہوں نے اسے گوارا نہیں کیا کہ اپنے باپ کو خود ماریں۔

صلح نامۂ حدیبیہ کے گواہ:

جب صلح نامے کی تکمیل ہو گئی بعض مسلمان اور بعض مشرک اس پر شاہد ہوئے گواہوں میں ابوبکرؓ، عمرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، عبداللہ بن سہیلؓ بن عمرو، سعدؓ بن ابی وقاص، قبیلۂ عبدالاشہل کے محمود بن مسلمہ، بنو عامر بن لوی کا مکرز بن حفص بن الاخیف، جو مشرک تھا اور علی بن ابی طالبؓ تھے۔ علیؓ نے اس عہد نامے کو لکھا تھا۔

صلح نامہ کی تکمیل:

براء سے مروی ہے کہ ذوالقعدہ میں رسول اللہ ﷺ عمرہ کرنے مکہ آئے۔ اہل مکہ نے پہلے تو آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکا۔ پھر اس بات پر تصفیہ کیا کہ آپؐ صرف تین دن وہاں قیام کریں گے، جب صلح نامہ لکھا جانے لگا تو آپؐ نے لکھا یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے تصفیہ کیا ہے۔ قریش نے کہا اگر ہم جانتے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو نہ روکتے ہاں آپ محمدؐ بن عبداللہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبداللہ ہوں۔ آپؐ نے علیؓ سے کہا لفظ رسول اللہ کو مٹا دو۔ علیؓ نے کہا بخدا میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ تب خود رسول اللہ ﷺ نے عہد نامہ اپنے ہاتھ میں لے لیا، آپ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے مگر آپ

نے رسول اللہ ﷺ کی جگہ صرف محمد لکھ دیا اس کے بعد علیؓ نے لکھا یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمدؐ نے اہل مکہ سے تصفیہ کیا ہے کہ وہ سوائے تلواروں کے جو نیاموں میں پڑی ہوں اور کوئی ہتھیار لے کر مکے میں داخل نہ ہوں گے۔ وہ کسی ایسے شخص کو جو وہاں کا آپؐ کے ساتھ ہونا چاہے گا اسے ساتھ نہ لے جائیں گے اور اگر آپؐ کے ساتھیوں میں سے کوئی مکہ میں قیام کرنا چاہے گا تو آپؐ اسے منع نہیں کریں گے جب آپؐ مکہ میں داخل ہوئے اور مدتِ قیام گزر گئی قریش علیؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ آپ اپنے صاحب سے کہیے کہ چونکہ مدت گزر چکی ہے اب آپؐ یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے چلے گئے۔

جانوروں کی قربانی:

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم حدیبیہ کے واقعے کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ اس قضیے سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا اٹھو قربانی کرو اور پھر سر منڈاؤ مگر کوئی شخص اس کے لیے آمادہ نہیں ہوا۔ آپؐ نے تین مرتبہ یہی ارشاد فرمایا مگر پھر بھی کوئی نہ اٹھا۔ آپؐ ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے صحابہؓ کے اس طرز عمل کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی اگر آپؐ ایسا ہی چاہتے ہیں تو مناسب یہ ہے کہ آپؐ برآمد ہوں اور اب کسی سے ایک لفظ نہ کہیں خود اپنی قربانی کے جانور ذبح کریں اور اپنے حجام کو بلا کر اس سے اپنا سر منڈوالیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی مشورے پر عمل کیا۔ آپؐ باہر آئے کسی ایک سے بات نہیں کی، اپنی قربانی ذبح کی اور سر منڈوایا۔ صحابہؓ نے جب آپ کو یہ کرتے دیکھا تو سب اٹھے انہوں نے اپنی قربانیاں ذبح کیں اور خود ہی ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے اور ان کو اپنی اس نافرمانی کا اس قدر رنج ہوا کہ ان کے ہوش وحواس جاتے رہے، سر مونڈنے میں قریب تھا کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کر دیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ خراش بن امیہ بن الفضل الخزاعی نے اس روز رسول اللہ ﷺ کی حجامت کی تھی۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اس روز بعضوں نے سر منڈایا اور بعض نے بال کٹوائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سر منڈوانے والوں پر اپنا رحم فرمائے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور بال کترنے والوں پر۔ آپؐ نے پھر فرمایا: اللہ سر منڈوانے والوں پر رحم کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور بال کترانے والوں پر۔ آپؐ نے فرمایا اور بال کترانے والوں پر۔ صحابہؓ نے پوچھا۔ آپؐ نے رحم کے لیے سر منڈوانے والوں کا نام تو لیا مگر بال کترانے والوں کا ذکر نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس لیے کہ انہوں نے میری بات میں شک نہیں کیا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اس موقع پر آپؐ اور تحائف کے ساتھ ابوسفیان کے لیے ایک اونٹ بھی لے گئے تھے جس کے سر پر چاندی کا طوق پڑا ہوا تھا تا کہ مشرک اس کو دیکھ کر جلیں۔

حضرت محمد ﷺ کی مراجعتِ مدینہ:

زہری کے بیان کے مطابق پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ زہری کہا کرتے تھے کہ اپنے مفید نتائج کے اعتبار سے اس سے قبل اسلام میں اتنی بڑی فتح حاصل نہیں ہوئی۔ جب فریقین مقابل ہوئے باہم آویزش ہوئی اور جب صلح کے بعد جنگ کا خاتمہ ہوا اور لوگ ایک دوسرے کی جانب سے بے خطر ہو کر باہم مل کر تبادلۂ خیالات اور مکالمہ کرنے لگے تو جس شخص میں کچھ بھی عقل تھی اس سے جب اسلام کے اصول بیان کیے گئے اسے نے فوراً اسلام قبول کر لیا صرف ان دو سالوں میں اتنے لوگ مسلمان

ہوئے جتنے کہ اس سے قبل تمام مدت میں اسلام لائے تھے۔

ابوبصیر عتبہ بن اسید رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ کے مدینہ واپس آنے کے بعد ابوبصیر عتبہ بن اسید بن الجاریہ جو مسلمان تھے اور مکہ میں قید تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ بھاگ آئے۔ ازہر بن عبدعوف اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب الثقفی نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو لکھا اور اپنی جانب سے بنو عامر بن لوی کے ایک شخص کو اپنے ایک غلام کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا یہ دونوں ازہر اور اخنس کا خط لے کر مدینہ میں بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور وہ خط آپ کو دیا۔ آپؐ نے ابوبصیرؓ سے کہا کہ ہم نے قریش سے جو معاہدہ کیا ہے اس سے تم واقف ہو بے وفائی ہمارے دینی مصالح کے منافی ہے اللہ تمہارے اور تمہارے ساتھ جو دوسرے کمزور اور مجبور مسلمان ہیں ان کے لیے ضرور کشائش اور سبیل پیدا کرے گا۔

ابوبصیر کی نواح ذوالمروہ کو روانگی:

ابوبصیر ان کے ساتھ ہو گئے۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر وہ ایک دیوار کے سہارے بیٹھے ان کے دونوں ساتھی بھی بیٹھ گئے انہوں نے بنو عامر کے ایک شخص سے کہا کیا تمہاری تلوار تیز ہے' اس نے کہا ہاں' ابوبصیرؓ نے کہا ذرا میں دیکھوں اس نے کہا دیکھ لو۔ ابوبصیرؓ نے تلوار نیام سے نکالی اور ایک وار میں اس کا خاتمہ کر دیا دوسرا شخص جو غلام تھا وہاں سے جان بچا کر تیزی سے بھاگتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپؐ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے اسے دیکھ کر آپؐ نے کہا ضرور یہ شخص خائف ہو کر بھاگا چلا آ رہا ہے۔ جب وہ آپؐ کے قریب پہنچا آپؐ نے پوچھا کیا ہوا۔ اس نے کہا آپؐ کے آدمی نے میرے ساتھی کو قتل کر ڈالا۔ اتنے میں ابوبصیر بھی تلوار لیے آ گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے باادب کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے اپنا عہد اور ذمہ پورا کر دیا۔ آپؐ نے مجھے اپنی حمایت سے نکال کر ان کے حوالے کر دیا تھا مگر اللہ نے مجھے ان سے بچا لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی ماں کا برا ہو اگر اس کے ساتھ کچھ اور لوگ ہو گئے یہ ضرور جنگ برپا کر دے گا۔ اس جملے کو سن کر ابوبصیر ڈرے کہ آپؐ ان کو پھر مشرکین کے سپرد کر دیں گے وہ مدینہ سے چل کر اس جھاڑی میں جو سمندر کے کنارے نواح ذوالمروہ میں قریش کے شام جانے کے راستے پر واقع ہے جا چھپے۔

مکہ کے محبوس مسلمان:

ان مسلمانوں کو جو مکہ میں محبوس تھے' جب رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی اطلاع پہنچی جو آپ نے ابوبصیرؓ سے کہا تھا کہ اگر اس کے ساتھ کچھ اور لوگ ہو گئے تو یہ ضرور جنگی کارروائیاں کرے گا' وہ لوگ مکہ سے نکل کر ابوبصیر کے پاس اس جھاڑی میں آ گئے' ابوجندلؓ بن سہیل بن عمرو بھی ان کے پاس جا پہنچے۔ اس طرح رفتہ رفتہ تقریباً ستر آدمی ان کے ساتھ ہو گئے اور اب انہوں نے قریش کا راستہ تنگ کر دیا۔ جب ان کو خبر لگتی کہ قریش کا تجارتی قافلہ شام جا رہا ہے یہ اپنے مکمن سے نکل کر اسے روکتے قتل کرتے اور غارت گری کرتے۔ قریش نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دے کر درخواست کی کہ آپ ان کو کہلا بھیجے کہ جو آپ کے پاس آ جائے گا وہ مامون ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو پناہ دی اور وہ آپ کے پاس مدینہ آ گئے۔

سہیل بن عمرو کو جب معلوم ہوا کہ ابوبصیر نے عامری کو قتل کر دیا وہ کعبہ سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا تاوقتیکہ وہ اس مقتول کی دیت نہ ادا کریں میں یہاں سے نہ اٹھوں گا۔ ابوسفیان نے سن کر کہا یہ بالکل حماقت ہے' بخدا وہ ایک حبہ بھی نہیں دیں گے۔

مومن عورتوں کے حکم:

کچھ مسلمان عورتیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت یایھا الذین آمنوا اذا جاء کم المومنات مھاجرات (اے ایمان والو! جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آ گئیں) اپنے قول بعضھم الکوافر تک نازل فرمائی۔ اس آیت کے نازل ہونے کے ساتھ عمرؓ نے اپنے زمانۂ شرک کی دو بیویوں کو طلاق دے دی۔ اس آیت سے اللہ نے ممانعت فرمادی کہ مومن عورتیں اپنے مشرک شوہروں کو واپس نہ کی جائیں البتہ ان عورتوں کو یہ حکم دیا کہ جو زرمہران کو ملا تھا اسے واپس کر دیں۔ اس کے متعلق کسی شخص نے زہری سے پوچھا کیا یہ واپسی حلت فروج کے لیے ہے۔ انہوں نے کہا ہاں جن دو عورتوں کو عمرؓ نے طلاق دی تھی ان میں سے ایک کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے اور دوسری کے ساتھ صفوان بن امیہ نے شادی کر لی۔

حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ:

اسی سلسلے میں ابن اسحٰق نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسی زمانے میں ام کلثومؓ بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں۔ ان کے بھائی عمارہ اور ولید مکہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آئے تا کہ آپؐ سے درخواست کریں کہ آپ ام کلثوم کو معاہدۂ حدیبیہ کے مطابق ان کے حوالے کر دیں مگر آپؐ نے اس سے انکار کر دیا کیونکہ اللہ عزوجل نے اس کی ممانعت کر دی تھی۔ عمرؓ نے جن دو عورتوں کو طلاق دی تھی ان میں سے ایک قریبہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ تھی جس کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی۔ یہ دونوں اس وقت مشرک تھیں اور دوسری ام کلثوم بنت عمرو بن جرول الخزاعیہ عبیداللہ بن عمر کی ماں تھی جس کے ساتھ اسی کے ہم قوم ابوجہم بن حذافہ بن غانم نے شادی کر لی۔ یہ دونوں بھی اس وقت مشرک تھے۔

غمر کی مہم:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ربیع الآخر میں رسول اللہ ﷺ نے عکاشہ بن محصن کو چالیس آدمیوں کے ساتھ غمر بھیجا۔ اس جماعت میں ثابت بن اقرم اور شجاع بن وہب بھی تھے یہ بہت تیزی سے اپنی منزل مقصود کی طرف چلے مگر دشمن کو ان کی پیش قدمی کی اطلاع ہوگئی اور وہ اپنی بستی سے بھاگ کر اپنے مختلف پانی کے چشموں پر جا رہے' عکاشہ نے خبر گیر دوڑائے ان کو دشمن کا ایک نگران ہاتھ لگ گیا۔ اس نے ان کے کچھ مویشیوں کا پتہ دیا۔ مسلمانوں کو دو سو اونٹ ملے اور وہ ان کو مدینہ ہنکا لائے۔

اسی سال ربیع الاوّل میں رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو دس آدمیوں کے ہمراہ ان کے مقابلے پر بھیجا تھا مگر پہلے تو وہ کہیں چھپ گئے اور جب محمد بن مسلمہؓ اور ان کے ساتھی سو گئے کفار نے اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ سوائے محمد بن مسلمہ کے جو زخمی ہو کر بھاگ گئے ان کے اور تمام ساتھی شہید کر دیے گئے۔

ذوالقصہ کی مہم:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح کو ربیع الآخر میں چالیس آدمیوں کے ساتھ ذوالقصہ بھیجا یہ تمام رات پیدل چل کر سپیدہ سحری کے ساتھ اس بستی کو پہنچے اور انہوں نے اس پر غارت گری کی مگر بستی والے بھاگ کر پہاڑوں میں چلے گئے ان کے قابو میں نہ آئے' البتہ مسلمانوں کو اونٹ اور دوسرا مال لوٹ میں ملا اور صرف ایک آدمی ہمدست ہوا یہ مسلمان ہو گئے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کو چھوڑ دیا۔

جموم کی مہم:

اس سال زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مہم لے کر جموم گئے وہاں مزنیہ کی ایک عورت حلیمہ نام ان کے ہاتھ لگ گئی۔ اس نے بنوسلیم کی ایک فرودگاہ کا پتہ دے دیا۔ وہاں ان کو بہت سے اونٹ بکریاں اور قیدی ہاتھ لگے۔ ان میں خود حلیمہ کا شوہر بھی تھا۔ جب یہ مہم مال غنیمت کے ساتھ مدینہ آ گئی رسول اللہ ﷺ نے حلیمہ اور ان کے شوہر کی جاں بخشی فرمائی۔ نیز اس سال جمادی الاولیٰ میں زید بن حارثہ کی مہم عیص گئی اور وہاں اس مال پر جو ابوالعاص بن الربیع کے ساتھ تھا قبضہ کر لیا گیا ابوالعاص نے زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ کے یہاں پناہ لی اور انہوں نے ابوالعاص کو پناہ دی اور اپنے پاس ٹھہرایا۔

بنوثعلبہ پر یورش:

اس سال جمادی الاخریٰ میں زیدؓ بن حارثہ نے پندرہ آدمیوں کے ساتھ بنوثعلبہ پر یورش کی۔ بدوی اس ڈر سے کہ اس جماعت میں خود رسول اللہ ﷺ ہوں گے بغیر مقابلہ کیے بھاگ گئے۔ ان کے بیس اونٹ زید کو ملے۔ اس موقع پر یہ صرف چار شب مدینہ سے غائب رہے تھے۔ اسی ماہ میں زیدؓ بن حارثہ مہم لے کر حسمیٰ گئے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ دحیہ الکلبی قیصر روم سے مل کر آ رہے تھے قیصر نے ان کو خلعت وانعام سے سرفراز کیا تھا۔ یہ حجاز آتے ہوئے جب حسمیٰ پہنچے بنوجذام کے کچھ لوگوں نے راستے ہی میں ان کو لوٹ لیا کوئی چیز ان کے پاس نہ چھوڑی۔ اپنے گھر جانے سے پہلے یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اس واقعے کی اطلاع دی۔ رسول اللہ ﷺ نے زیدؓ بن حارثہ کو ڈاکوؤں کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا۔

مہمات ذوالقریٰ دومۃ الجندل:

اس سال عمرؓ نے عاصم بن ثابت کی بہن جمیلہ بنت ثابت بن ابی الاقلح سے نکاح کیا۔ ان کے بطن سے عاصم بن عمرؓ پیدا ہوئے مگر پھر عمرؓ نے اپنی اس بیوی کو طلاق دے دی اور پھر یزید بن جاریہ نے ان سے عقد کیا اور عبدالرحمٰن بن یزید ان کے بطن سے پیدا ہوا۔ اس طرح عبدالرحمٰن اور عاصم بن عمرؓ اخیافی بھائی تھے۔ اس سال رجب میں زید بن حارثہ کی مہم ذوالقریٰ گئی۔ اس سال ماہِ شعبان میں عبدالرحمٰن بن عوف کی مہم دومۃ الجندل گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہہ دیا تھا کہ اگر وہ تمہاری اطاعت قبول کر لیں تم ان کے رئیس کی بیٹی سے شادی کر لینا اس بستی کے تمام لوگ اسلام لے آئے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے تماضر بنت الاصبغ ان کے رئیس اور فرمان روا کی بیٹی سے شادی کی۔ اس سال امساک باراں سے نہایت شدید قحط پڑا۔ رمضان میں رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں کے ساتھ استسقاء کی نماز پڑھی۔

فدک کی مہم:

اس سال ماہِ شعبان میں علیؓ بن ابی طالب کی مہم فدک گئی۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تھی کہ بنوسعد بن بکر کے ایک قبیلے کی ایک جماعت خیبر کے یہودیوں کی آپ کے برخلاف مدد کرنا چاہتی ہے اس لیے آپؐ نے علی رضی اللہ عنہ کو ان کے مقابلے پر بھیجا۔ علیؓ سو آدمیوں کے ساتھ فدک روانہ ہوئے۔ یہ رات کو سفر کرتے اور دن کو کہیں چھپ رہتے۔ ان کو ان کا ایک جاسوس ہاتھ آ گیا اس نے اس بات کا اقرار کیا کہ اس قبیلے نے مجھے خیبر بھیجا ہے تاکہ میں خیبر والوں سے کہوں کہ اگر تم خیبر کے پھلوں کی فصل ہمیں دے دو تو ہم تمہاری مدد کرنے کے لیے آمادہ ہیں۔

ام قرفہ کی مہم:

اس سال ماہ رمضان میں زید بن حارثہ کی مہم ام قرفہ کے مقابلے پر گئی اور اسی میں ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر نہایت ہی بے دردی کے ساتھ قتل کی گئیں۔ پہلے اس کے دونوں پیروں میں رسی باندھی گئی اور پھر اسے دو اونٹوں کے درمیان باندھ کر ان اونٹوں کو ہانکا گیا۔ جس سے اس کے دو ٹکڑے ہو گئے' یہ ایک بہت بوڑھی عورت تھیں۔

وادی القریٰ کا معرکہ:

اس واقعے کے متعلق عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو وادی القریٰ بھیجا' وہاں بنوفزارہ سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی' ان کے بہت سے ساتھی شہید ہو گئے اور خود زید مقتولین کے درمیان سے سخت مجروح اٹھائے گئے اس واقعے میں بنو بدر کے ایک شخص کے ہاتھ سے بنوسعد بن ہذیم کے ورد بن عمر مارے گئے مدینہ آ کر زید نے عہد کیا کہ تاوقتیکہ وہ بنوفزارہ پر چڑھائی نہ کر لیں گے جنابت کا غسل بھی نہ کریں گے جب وہ اپنے زخموں سے صحت یاب ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک فوج کے ساتھ بنوفزارہ سے لڑنے بھیجا۔ وادی القریٰ میں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ زیدؓ نے ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیے۔ قیس بن المسحر الیعمری نے معدہ بن حکمہ بن مالک بن بدر کو قتل کر دیا اور ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر کو جو مالک بن حذیفہ بن بدر کی بیوی تھی گرفتار کر لیا۔ یہ ایک بہت سن رسیدہ عورت تھی' اس کے ہمراہ اس کی ایک بیٹی اور عبداللہ بن معدہ بھی گرفتار ہوا۔ زید کے حکم سے ام قرفہ کو نہایت بے دردی کے ساتھ اس طرح قتل کر دیا گیا کہ اس کے دونوں پیروں میں رسیاں باندھی گئیں اور پھر اسے دو اونٹوں کے درمیان لٹکا کر ان اونٹوں کو ہانکا گیا جس سے اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

اس کے بعد یہ سب ام قرفہ کی بیٹی اور عبداللہ بن معدہ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ام قرفہ کی بیٹی کو چونکہ سلمہ بن عمرو بن الاکوع نے گرفتار کیا تھا وہ انہیں کے پاس تھی ام قرفہ اپنی قوم میں نہایت ہی معزز اور محترم خاتون تھیں' عرب مثال میں کہا کرتے تھے" چاہے تم ام قرفہ سے عزت میں زیادہ ہو مگر کچھ نہیں' رسول اللہ ﷺ نے سلمہؓ سے اس کی بیٹی کو مانگا۔ سلمہؓ نے وہ آپؐ کی نذر کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ہدیۃً اپنے ماموں حزن بن ابی وہب کے پاس بھیج دیا اور اسی کے بطن سے عبدالرحمٰن بن حزن پیدا ہوئے۔

بنتِ اُم قرفہ:

اس مہم کے متعلق سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ اس مہم کے سردار ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ تھے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہمارا امیر مقرر کیا تھا' ہم نے بنوفزارہ کی ایک جماعت پر چڑھائی کی' پانی کے قریب پہنچ کر ابوبکرؓ نے ہمیں رات بسر کرنے کا حکم دیا ہم نے رات بسر کی صبح کی نماز کے بعد ابوبکرؓ نے ہمیں حملے کا حکم دیا۔ ہم نے ان پر غارت گری کی۔ ہم پانی پر آئے اور بہت سے آدمیوں کو ہم نے قتل کر دیا۔ مجھے کچھ لوگ جاتے ہوئے نظر آئے۔ ان میں عورتیں اور بچے تھے' یہ پہاڑ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ میں نے اس طرح ایک تیر پھینکا جوان کے اور پہاڑ کے درمیان جا گرا' اس سے وہ اپنی جگہ ٹھٹک گئے۔ میں ان کو پکڑ کر ابوبکرؓ کے پاس لے چلا۔ ان میں بنوفزارہ کی ایک عورت بھی تھی جو پوستین پہنے ہوئے تھی اور اس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی تھی جو تمام عرب میں حسین ترین عورت تھی۔ ابوبکرؓ نے وہ لڑکی مجھے عطاء کی۔ میں مدینہ آیا بازار میں رسول اللہ ﷺ ملے انہوں نے فرمایا سلمہؓ یہ عورت مجھے دے دو۔ میں

نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگرچہ اب تک میں نے اس کا لباس نہیں کھولا مگر اس نے اپنے جمال سے مجھے اپنا فریفتہ بنا لیا ہے۔ دوسرے دن پھر بازار میں رسول اللہ ﷺ ملے اور آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اس عورت کو مجھے دے دو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اب تک میں نے اسے عریاں نہیں کیا ہے اور وہ آپ کی نذر ہے۔ آپؐ نے اسے مکہ بھیج دیا جس کے عوض میں ان مسلمانوں کو جو مشرکین کے ہاتھ میں قید تھے رہائی ملی۔

عرنیین کا مقابلہ:

اس سال کرز بن جابر الفہری کی امارت میں ان عرنیین کے مقابلے پر جنہوں نے شوال ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا تھا اور وہ آپؐ کے اونٹ ہانک لے گئے تھے بیس شہسواروں کی مہم بھیجی گئی۔

باب۱۲

سلاطین کو دعوتِ اسلام ۶ھ

اس سال ماہ ذوالحجہ میں رسول اللہ ﷺ نے چھ شخصوں کو جن میں تین صحابی تھے اپنے قاصد کی حیثیت سے مختلف فرماں رواؤں کے دربار میں بھیجا۔ آپؐ نے بنولخم کے حاطب بن ابی بلتعہ بنواسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف کو مقوقس کے پاس بھیجا۔ بنواسد بن خزیمہ کے شجاع بن وہب حرب بن امیہ کے حلیف کو جو بدر میں شریک ہو چکے تھے۔ حارث بن ابی شمر الغسانی کے پاس بھیجا اور دحیہ بن خلیفۃ الکلبی کو قیصر کے پاس۔ عامر بن لوی کے سلیط بن عمرو العامری کو ہوزہ بن علی الحنفی کے پاس عبداللہ بن حذافۃ السہمی کو کسریٰ کے پاس اور عمرو بن امیہ الضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا۔

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق سلمہ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ اور اپنی وفات کے درمیان میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے کئی صحابہ کو ملوک عرب اور عجم کے پاس اللہ عزوجل کی طرف دعوت دینے بھیجا۔

یزید بن ابی حبیب المصری سے مروی ہے کہ ان کو ایک ایسی تحریر ملی جس میں ان اصحاب کے نام تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلم فرماں رواؤں کے پاس بھیجا تھا اور وہ پیام درج تھا جو آپؐ نے ان کے ذریعے ان کو بھیجا تھا انہوں نے وہ تحریر اپنے شہر کے بعض ثقہ لوگوں کے ہاتھ ابن شہاب الزہری کے پاس بھیجی' زہری نے اسے شناخت کر کے تسلیم کیا۔ اس تحریر میں درج تھا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ برآمد ہوئے صحابہؓ جمع تھے آپؐ نے فرمایا کہ میں تمام عالم کے لیے بلا استثناء رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔ تم میری دعوت کو تمام عالم میں پہنچاؤ اور میرے بارے میں ایسا اختلاف نہ کرو جیسا کہ حواریوں نے عیسیٰ بن مریم کے متعلق کیا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ انہوں نے کیا اختلاف کیا آپؐ نے فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو وہی دعوت دی تھی جو میں نے تم کو دی ہے' جو ان کے قریب تھے انہوں نے اس دعوت کو پسند کر کے اسے قبول کر لیا اور جو دور تھے انہوں نے اس دعوت کو ناپسند کر کے مسترد کر دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے اس کی شکایت کی۔ اس کی سزا ان کو یہ ملی کہ اس رات سے ان میں ہر شخص صرف وہ زبان بولنے لگا جس کے پاس وہ اشاعت دین کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اس پر عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اب تو اللہ یہی فیصلہ تمہارے متعلق کر چکا ہے اسی پر عمل کرو۔

شاہِ مصر کے تحفے:

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ میں سے بنی عامر بن لوی کے سلیط بن عمرو عبد شمس بن عبدود کو یمامہ کے رئیس ہوزہ بن علی کے پاس بھیجا علاء بن الحضرمی کو بحرین کے رئیس بنوعبدالقیس کے منذر بن ساویٰ کے پاس بھیجا۔ عمرو بن العاص کو عمان کے رؤساء بنواز د کے جیفر بن جلند ا اور عباد بن جلند ا کے پاس بھیجا۔ حاطب بن ابی بلتعہ کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کے پاس بھیجا۔ حاطب نے رسول اللہ ﷺ کا خط اسے جا کر دیا مقوقس نے چار باندیاں آپ کو نذر بھیجیں' ان میں ماریہ رضی اللہ عنہا ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کی ماں بھی تھیں۔

ہرقل قیصر روم کو دعوتِ اسلام:

رسول اللہ ﷺ نے دحیہ بن خلیفۃ الکلبی الخزرجی کو ہرقل قیصر روم کے پاس بھیجا۔ جب آپ کا خط اسے موصول ہوا اس نے اسے دیکھا اور پھر اسے اپنے سرین کے نیچے رکھ لیا۔

ابوسفیان بن حرب سے مروی ہے کہ ہم ایک تاجر قوم تھے۔ ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان جنگ جاری تھی ہم محصور ہو گئے تھے اس سے ہماری دولت ختم ہو گئی جب ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان عارضی صلح ہو گئی تب بھی ہم کو خطرہ لگا رہا۔ میں چند اور قریش تاجروں کے ہمراہ تجارت کے لیے شام روانہ ہوا۔ ہم غزہ ہو کر شام جایا کرتے تھے ہم اس وقت وہاں آئے جب کہ ہرقل نے ایرانیوں کو اپنے اس علاقے سے جس پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ ان کے ہاتھ سے چھین لیا۔ جب ان کی اس شکست اور صلیب کے واپس ملنے کی اطلاع ہرقل کو جو حمص میں فروکش تھا ملی یہ اس کامیابی کی نماز شکرانہ ادا کرنے کے لیے پاپیادہ بیت المقدس روانہ ہوا۔ اس کے چلنے کے لیے راہ میں قالین بچھائے جاتے تھے اور ان پر پھول برسائے جاتے تھے۔ اسی طرح سفر کرتے ہوئے وہ ایلیا آیا اور یہاں اس نے نماز شکرانہ ادا کی اس کے ہمراہ روم کے اعیان واکابر تھے۔

ہرقل کا جواب:

ایک دن وہ بہت ہی متفکر آسمان کو دیکھنے لگا اس کے درباری امراء نے پوچھا کہ آج جناب والا پریشان نظر آتے ہیں اس نے کہا صحیح ہے میں نے آج شب خواب دیکھا ہے کہ مختونوں کا ملک سب پر غالب آنے والا ہے امراء نے کہا یہود کے علاوہ اور کوئی قوم ایسی ہمیں معلوم نہیں جو ختنہ کراتی ہو اور وہ تو آپ کے قبضے میں اور آپ کی رعایا ہیں۔ اگر ایسا ہی اندیشہ ہے تو جتنے یہودی آپ کی سلطنت میں آباد ہیں سب کو ابھی قتل کرا دیجیے تا کہ یہ اندیشہ آپ کے قلب سے جاتا رہے۔ وہ ابھی یہ باتیں کر رہے تھے کہ رئیس بصریٰ کا آدمی ایک عرب کو ساتھ لیے ہوئے ہرقل کی فرودگاہ میں آیا۔ اس زمانے میں تمام بادشاہ ایک دوسرے کے خبر رساں کو حفاظت کے ساتھ اس کی منزل مقصود کو پہنچا دیتے تھے۔ بصریٰ کے رئیس کے قاصد نے ہرقل سے کہا کہ یہ شخص عرب ہے' یہ بکریاں اور اونٹ چراتے ہیں۔ یہی ان کے ملک میں ہوتا ہے یہ اپنے ملک کا ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہے آپ اس سے پوچھیں اب اس نے اس عرب کو ہرقل کے سامنے پیش کیا۔ ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے دریافت کرو کہ اس کے ملک میں کیا بات پیش آئی ہے۔ ترجمان نے عرب سے سوال کیا اس نے کہا ہم میں سے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے کچھ لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی اور اس کی تصدیق کی ہے اور دوسروں نے اس کی مخالفت کی' ان کے مابین بہت سی لڑائیاں بھی ہوئیں اور جب میں وہاں سے چلا ہوں اس وقت تک ہو رہی تھیں۔ عرب کے اس بیان پر ہرقل نے حکم دیا کہ اسے برہنہ کیا جائے۔ دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مختون ہے۔ ہرقل نے کہا بخدا مجھے یہی شخص خواب میں دکھایا گیا ہے نہ کہ وہ قوم جس کے متعلق تمہارا گمان ہوا تھا۔ اچھا اس کے کپڑے دے دو۔ اور پھر اس عرب سے کہا کہ اب تم جاؤ۔

ابوسفیان کی طلبی:

ہرقل نے اپنے کوتوال کو بلا کر حکم دیا کہ شام کے چپے چپے کو تلاش کر کے کوئی ایسا شخص حاضر کرو جو اس نبی کی قوم کا ہو۔ ہم غزہ میں مقیم تھے کہ ہرقل کے ایک کوتوال نے ہم کو آ گھیرا اور پوچھا کیا تم اس حجازی کی قوم سے ہو۔ ہم نے کہا ہاں! کوتوال نے کہا تو اچھا

میرے ساتھ بادشاہ کے پاس چلو۔ ہم اس کے ساتھ ہوئے اور جب ہرقل کے پاس پہنچے اس نے پوچھا کیا تم اس شخص کے قبیلے سے ہو۔ ہم نے کہا ہاں! اس نے پوچھا تم میں اس کا قریب تر عزیز کون ہے۔ میں نے کہا میں ہوں۔ میں نے اس ہرقل سے زیادہ بدصورت آدمی کبھی نہیں دیکھا تھا۔ بہرحال اس نے مجھے پاس بلایا اور اپنے سامنے بٹھایا۔ میرے دوسرے ساتھیوں کو میرے عقب میں بٹھایا' پھر اس نے کہا دیکھو میں اس سے سوال کرتا ہوں اگر یہ جھوٹ بولے تم اس کی تکذیب کرنا۔ حالانکہ اگر میں جھوٹ بھی بولتا تب بھی میرے ساتھی میری تکذیب نہ کرتے مگر میں تو خود ہی ایک بڑا معزز رئیس تھا اور جھوٹ بولنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتا تھا اور اس بات سے واقف تھا کہ اگر میں اس وقت جھوٹ بولوں تو میرے ساتھی میری تردید تو نہیں کریں گے مگر اس بات کو یاد رکھیں گے اور پھر دنیا بھر میں کہتے پھریں گے اس لیے میں نے کوئی بات اس سے جھوٹ نہیں کہی۔

ہرقل کا استفسار:

ہرقل نے پوچھا جو شخص تم میں نبوت کا مدعی پیدا ہوا ہے اس کا حال بیان کرو اب میں نے ارادہ کیا کہ میں محمد ﷺ کی شان اور بات کو اس کے دل میں اہمیت نہ اختیار کرنے دوں اس لیے میں نے اس سے کہا' آپ اس کی وجہ سے کیوں پریشان ہیں جو بات آپ کو اس کے متعلق معلوم ہوئی ہے اس سے اس کی شان بہت کم تر ہے مگر میں نے دیکھا کہ میرے اس جواب کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوا اور اس نے کوئی التفات اس پر نہیں کیا۔ پھر ہرقل نے کہا اچھا صرف ان باتوں کا جواب دو جو میں ان کے متعلق دریافت کروں۔ میں نے کہا پوچھیے۔ اس نے کہا ان کا نسب کیا ہے۔ میں نے کہا وہ نجیب الطرفین ہم میں شریف تر ہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس کے خاندان میں سے کوئی اور بھی نبوت کا مدعی ہے جس کی نقل میں انہوں نے دعویٰ کیا ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا تم پر اسے حکومت حاصل تھی اور پھر تم نے اسے چھین لیا اور اب وہ نبی بن کر پھر حکومت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے پوچھا بتاؤ اس کے پیرو کون ہیں۔ میں نے کہا کمزور' غریب نوجوان' بچے اور عورتیں مگر اس کی قوم کے عمائد اور اشراف میں سے ایک نے بھی اس کی اتباع نہیں کی ہے۔ پھر اس نے پوچھا اچھا بتاؤ جو اس کے متبع ہیں کیا وہ ان کو دل سے چاہتے ہیں اور وفادار ہیں یا پھر برا سمجھ کر اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں میں نے کہا آج تک ان کے متبعین میں سے ایک نے بھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اس نے پوچھا اب تمہاری اور اس کی لڑائی کا کیا حال ہے۔ میں نے کہا کبھی وہ ہم پر در ہوتے ہیں اور کبھی ہم ان پر۔ اس نے کہا بتاؤ کیا وہ بدعہد ہیں' اور تمام سوالوں میں یہ سوال ایسا تھا کہ مجھے اس کے جواب میں محمدؐ پر طنز کرنے کا موقع تھا۔ میں نے کہا نہیں اب ہمارے اور ان کے درمیان سردست صلح ہے مگر ان کی بدعہدی سے ہم بالکل مطمئن نہیں ہیں۔

ہرقل کا جواب:

اس جواب پر اس نے کوئی التفات نہیں کیا بلکہ خود ہی یہ تمام واقعہ اس نے دہرایا اور کہا کہ میں نے تم سے ان کا نسب پوچھا تھا تم نے کہا کہ وہ تم میں نہایت ہی شریف اور نجیب الطرفین ہیں اور اللہ کا یہی دستور ہے کہ جب وہ کسی کو نبوت عطاء کرتا ہے وہ شخص اپنی قوم میں باعتبار نسب کے شریف تر ہوتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا ان کی قوم میں کوئی اور بھی نبوت کا مدعی ہوا ہے جس کی نقل میں انہوں نے ایسا دعویٰ کیا ہو تم نے کہا نہیں۔ میں نے پوچھا تھا کیا تمہاری حکومت اسے حاصل تھی اور پھر تم نے اسے چھین لیا اور اب اس کے دوبارہ لینے کے لیے انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے تم نے کہا نہیں ایسا بھی نہیں ہے میں نے پوچھا کہ اس کے ماننے والے کون لوگ

ہیں تم نے بیان کیا کہ وہ کمزور' مساکین' نوجوان اور عورتیں ہیں۔ ہر زمانے میں انبیاء کے متبعین ایسے ہی ہوئے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ آیا ان کے پیرو دل سے ان کے جان نثار اور ہمیشہ کے لیے وفادار ہیں یا چند روز میں ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ تم نے کہا کہ ان کے متبعین میں سے آج تک کسی نے بھی ان کی مفارقت اختیار نہیں کی' بے شک ایمان کی حلاوت ایسی ہی ہوا کرتی ہے کہ جب وہ دل میں اتر جائے تو پھر نہیں نکلتی۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا وہ بدعہدی کرتے ہیں تم نے کہا نہیں۔ لہٰذا اگر تم نے ان کا سچا حال مجھ سے بیان کیا ہے تو وہ ضرور میری اس تمام سلطنت پر جو میرے قدموں کے نیچے ہے غالب آ جائیں گے۔ کاش میں ان کی خدمت میں ہوتا اور ان کے پاؤں دھوتا۔ اچھا اب جائیے۔ میں کفِ افسوس ملتا ہوا اس کے پاس سے اٹھ آیا اور میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے اللہ کے بندو دیکھتے ہو ابن ابی کبشہ کا اب یہ اثر ہو گیا ہے کہ فرنگی بادشاہ اس ملک شام میں جو ان کی سلطنت میں ہے بیٹھے ہوئے ان سے خوف زدہ ہیں۔

حضرت محمد ﷺ کا خط:

دحیۃ بن الخلیفۃ الکلبی کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کا حسب ذیل خط قیصر روم کو پہنچا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہرقل قیصر روم کے نام بھیجا جاتا ہے جس نے راہِ راست اختیار کی وہ سلامت رہا' اما بعد اسلام لاؤ سلامت رہو گے اسلام لے آؤ اللہ تم کو اس کا دو مرتبہ اجر دے گا اور اگر میری اس دعوت سے اعراض کرو گے تو تمہاری اس تمام ناواقف رعایا کی گمراہی کا وبال بھی تم پر ہو گا۔

اس واقعے کے متعلق ایک دوسری روایت میں اس قدر زائد ہے کہ پھر قیصر نے رسول اللہ ﷺ کے خط کو اپنی دونوں رانوں اور کمر کے درمیان رکھ لیا۔

ہرقل کا امراء سے مشورہ:

ابن شہاب الزہری کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان کے عہد میں نصاریٰ کے ایک بڑے اسقف سے میری ملاقات ہوئی یہ اس وقت موجود تھا جب رسول اللہ ﷺ کا خط ہرقل کے پاس آیا اس نے بیان کیا کہ دحیہ بن الخلیفۃ الکلبی نے وہ خط ہرقل کو لا کر دیا اس نے اسے اپنی دونوں رانوں اور کمر کے نیچے رکھ لیا اور پھر پوپ کو روم میں اس واقعے کی اطلاع دی۔ یہ پوپ عبرانی انجیل کو پڑھتا اور سمجھتا تھا۔ ہرقل نے اسے رسول اللہ ﷺ کا سارا واقعہ لکھا۔ پوپ نے جواب میں لکھا کہ بے شک یہ شخص وہی نبی برحق ہیں جن کے ہم منتظر تھے ان کی نبوت میں کوئی شبہ نہیں تم ان کی اتباع کرو' اور ان پر ایمان لاؤ۔ ہرقل نے اپنے تمام امراء کو دربار میں طلب کیا۔ ایک قصر میں دربار منعقد کیا گیا۔ سب کے جمع ہونے کے بعد دروازے بند کر دیے گئے چونکہ قیصر کو ان کی جانب سے اپنی جان کا خوف تھا وہ ان کے سامنے ایک برآمدے پر برآمد ہوا اور اس نے کہا کہ میں نے آپ کو ایک نیک بات کے لیے بلایا ہے' میرے پاس اس عرب کا خط آیا ہے جس میں اس نے مجھے اپنے دین کی دعوت دی ہے اور وہ بے شک وہی نبی برحق ہے جس کا ہم کو انتظار تھا اور جس کی پیشگوئی ہماری مذہبی کتابوں میں موجود ہے لہٰذا آؤ ہم سب اس کی اتباع کریں اور اس پر ایمان لائیں تاکہ ہماری دنیا و آخرت بنی رہے۔

امراء کی برہمی:

اس تقریر پر تمام حاضرین نے انکار کے لیے ایک شور برپا کر دیا اور دربار کے کمرے سے باہر جانے کے لیے دروازوں کی

طرف لپکے مگر وہ پہلے سے بند تھے پھر ان کو قیصر نے سامنے بلایا' اسے اپنی جان کا ان کی جانب سے خطرہ تھا اس لیے اب اس نے یہ تقریر کی کہ میں نے یہ جو کچھ گفتگو ابھی آپ سے کی ہے اس کا مطلب صرف آپ کا امتحان تھا کہ آزمائش کی جائے کہ آپ اپنے دین پر کس مضبوطی سے قائم ہیں اور اس امتحان کی اس جدید واقعے کے پیش آ جانے کی وجہ سے ضرورت ہوئی مگر اب مجھے آپ کے راسخ ایمان کو دیکھ کر بہت مسرت ہوئی۔ اس کے سننے کے بعد تمام درباری بادشاہ کے سامنے سجدے میں گر پڑے' اب قصر کے دروازے کھول دیے گئے اور وہ سب چلے گئے۔

ضغاطر اسقف کا قتل:

دوسری روایت ہے کہ خط موصول ہونے کے بعد ہرقل نے دحیہؓ سے یہ بھی کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے نبی برحق ہیں یہی وہ نبی ہیں جن کے ہم منتظر تھے اور جن کا ذکر ہماری مذہبی کتابوں میں موجود ہے مگر مجھے رومیوں سے اپنی جان کا خوف ہے' اگر ایسا نہ ہوتا تو میں ضرور ان کی اتباع کر لیتا۔ اب مناسب یہ ہے کہ تم ضغاطر اسقف کے پاس جاؤ اس سے اپنے نبی کا حال بیان کرو' تمام رومیوں میں اس کی شان اور عزت مجھ سے زیادہ ہے اور اس کی بات کا سب پر مجھ سے کہیں زیادہ اثر ہے۔ دیکھو وہ اس معاملے میں کیا کہتا ہے۔ دحیہؓ ضغاطر کے پاس آئے رسول اللہ ﷺ نے جس غرض سے اور جس دعوت کے لیے ان کو ہرقل کے پاس بھیجا تھا وہ اس سے بیان کی ضغاطر نے کہا بے شک تمہارے نبی برحق ہیں ہم ان کی تعریف سے پہچان گئے ان کا نام ہماری کتابوں میں ہے اس کے بعد ضغاطر اندر گیا وہاں اس نے اپنا سیاہ لباس جو پہنے تھا اتار کر سفید کپڑے پہنے اور پھر اپنا عصا ہاتھ میں لے کر رومیوں کے سامنے جو گرجا میں جمع تھے آیا اور ان سے کہا کہ ہمارے پاس احمد کا خط آیا جس میں انہوں نے ہمیں اللہ عزوجل کی دعوت دی ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ و ان احمد عبدہ و رسولہ. اسے سنتے ہی تمام حاضرین ایک جان ہو کر اس پر حملہ آور ہوئے اور وہیں ضغاطر کو شہید کر دیا۔ اس واقعے کے بعد دحیہؓ ہرقل کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔ ہرقل نے کہا میں نے پہلے ہی تم سے یہ بات کہہ دی تھی کہ ہمیں ان کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ ضغاطر کا ان پر مجھ سے کہیں زیادہ اثر تھا اور وہ اس کی مجھ سے زیادہ تعظیم کرتے تھے مگر تم نے دیکھ لیا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔

ہرقل کی شام سے روانگی:

اس واقعے کے متعلق ایک اور روایت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خط کے بعد جب ہرقل شام سے قسطنطنیہ واپس ہونے لگا اس نے تمام رومیوں کو بلا کر ان سے کہا کہ میں چند باتیں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں ان پر غور کرو انہوں نے کہا بیان کیجیے۔ ہرقل نے کہا تم خود جانتے ہو کہ یہ شخص نبی مرسل ہے جس کا ذکر خود ہماری کتابوں میں موجود ہے اور اب جو صفت ان کی بیان کی گئی ہے اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہی وہ نبی موعود ہے لہٰذا آؤ ہم سب مل کر اس کی اتباع کر لیں تاکہ ہماری دنیا اور آخرت محفوظ رہے انہوں نے کہا اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہم عربوں کے ماتحت ہو جائیں حالانکہ دنیا میں سب سے بڑی سلطنت ہماری ہے اور سب سے بڑی قوم ہم ہیں اور ہمارا ملک سب سے بہتر ہے۔ ہرقل نے کہا اچھا تو اس بات کو قبول کرو کہ ہم ہر سال ان کو جزیہ دے دیا کریں تاکہ پھر ہمیں ان کی قوت کا کوئی اندیشہ نہ رہے اور ان سے لڑنا نہ پڑے۔ حاضرین نے کہا بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم عربوں کے مقابلے میں یہ ذلت گوارا کر لیں کہ وہ ہم سے خراج وصول کیا کریں۔ ہماری قوم دنیا میں سب سے بڑی' ہماری سلطنت دنیا میں سب سے بڑی اور

ہمارا ملک نہایت ہی محفوظ ہے ہم ہرگز اس بات کو نہ مانیں گے۔ ہرقل نے کہا اچھا تو آؤ ہم سوریہ کا علاقہ دے کر ان سے صلح کر لیں اور شام وہ ہمارے قبضے میں رہنے دیں (رومی فلسطین' اردن' حمص اور دمشق کے علاقے کو جو درے کے اس طرف واقع تھا سوریا کہتے تھے اور درے کے اس طرف روم سے ملحقہ علاقے کو شام کہتے تھے) اس تجویز پر حاضرین دربار نے کہا آپ جانتے ہیں کہ سوریا شام کے لیے بمنزلہ ناف کے ہے ہم وہ کیونکر دے دیں ہم اس کے لیے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ اس طرح جب رومیوں نے ہرقل کی ہر بات رد کر دی اس نے کہا تو اب تم دیکھ لو گے کہ تم ان کے مقابلے میں مفتوح ہو گے اور خود اپنے دارالسلطنت میں تم کو محصور ہو کر مقابلہ کرنا پڑے گا۔ یہ کہہ کر وہ خچر پر سوار ہو کر چل دیا اور جب درے پر پہنچ کر اسے شام کا ملک نظر آیا اس نے کہا اے سوریا میں اب ہمیشہ کے لیے تجھے خیر باد کہتا ہوں اور سیدھا قسطنطنیہ چلا گیا۔

رئیس دمشق کو پیغام:

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو اسد بن خزیمہ کے شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کو منذر بن الحارث بن ابی شمر الغسانی دمشق کے رئیس کے پاس بھیجا۔ واقدی کے بیان کے مطابق آپؐ نے یہ خط شجاع کے ذریعے اسے ارسال کیا تھا۔ اس پر سلامتی ہو جس نے راہِ راست کی اتباع کی اور اسے تسلیم کیا۔ میں تم کو اللہ وحدہ' لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں' تمہاری ریاست تمہارے قبضہ میں رہے گی۔ شجاع اس خط کو منذر کے پاس لائے اور پڑھ کر سنایا۔ اس نے کہا وہ کون ہے جو میری ریاست مجھ سے چھین سکتا ہے میں اس کا مقابلہ کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ جواب سن کر فرمایا: ''اس کی ریاست برباد ہوئی''۔

شاہِ حبشہ کو دعوتِ اسلام:

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کو جعفر بن ابی طالب کی امارت میں اپنے صحابہؓ کے ساتھ نجاشی کے پاس اپنا یہ خط دے کر بھیجا تھا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے حبشہ کے بادشاہ نجاشی الاصحم کے نام ارسال کیا جاتا ہے تم محفوظ ہو' میں تمہارے سامنے اللہ کی جو تمام کائنات کا حاکم ہے' پاک ہے امان ہے اور امان دینے والا مقتدر ہے تعریف کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ تھے جسے اس نے نیک' پاک اور عفیفہ مریم کے بطن میں ڈالا اور عیسیٰ بطن مریم میں بہ شکل حمل جلوہ افروز ہوئے' اللہ نے ان کو اپنی روح اور دم سے اسی طرح پیدا کیا جس طرح اس نے آدم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور پھر اس میں جان پھونکی۔ میں تم کو اس اللہ کی جو صرف ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں دعوت دیتا ہوں کہ اس پر ایمان لاؤ۔ اس کی فرماں برداری میں میرا ساتھ دو۔ میری پیروی کرو اور میری رسالت کو مانو کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے اپنے چچازاد بھائی جعفر کو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ تمہارے پاس بھیجا ہے' جب یہ تمہارے پاس پہنچیں تم ان کی تواضع کرنا اور نخوتِ حکومت کو ترک کر دینا۔ میں تم کو اور تمہاری رعایا کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے اللہ کا پیغام خلوص کے ساتھ تم کو پہنچا دیا۔ تم میری اس نصیحت کو قبول کرو۔ اس پر سلامتی رہے جس نے راہِ راست کی اتباع کی''۔

شاہِ نجاشی کا قبولِ اسلام:

اس کے جواب میں نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کو لکھا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' یہ عریضہ نجاشی الاصحم بن الجبر کی جانب سے محمد رسول اللہ ﷺ کے نام ارسال ہے اے اللہ کے نبیؐ! آپ پر سلامتی ہو اور اس اللہ کی جو بلاشرکت ایک ہے اور جس نے مجھے اسلام کی

ہدایت کی ہے رحمت اور برکات آپؐ پر نازل ہوں۔ اے اللہ کے رسولؐ! مجھے جناب کا خط موصول ہوا جس میں آپؐ نے عیسیٰ کا ذکر کیا ہے' آسمان وزمین کے پروردگار کی قسم! آپؐ نے عیسیٰ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے خود انہوں نے بھی اس پر ایک شمہ زائد نہیں کیا اور نہ کہا۔ میں آپ کی رسالت کا معترف ہوں۔ میں نے آپؐ کے چچازاد بھائی اور ان کے ہمراہیوں کو اپنا مہمان بنایا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں اور دوسرے انبیاء کے مصدق ہیں۔ میں نے آپؐ کے لیے آپؐ کے چچازاد بھائی کی بیعت کر لی اور ان کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لیے اسلام لے آیا ہوں۔ میں اپنے بیٹے ارحا بن الاصحم بن ابجر کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں کیونکہ میں صرف اپنے نفس کا مالک ہوں اور اگر آپ کی یہی خوشی ہو کہ میں خود حاضر ہوں تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کا ارشاد برحق ہے۔ والسلام علیک یا رسول اللہ''۔

نجاشی نے اپنے بیٹے کو ساٹھ آدمیوں کے ساتھ ایک کشتی میں حجاز روانہ کیا مگر وسط سمندر میں کشتی مع تمام مسافروں کے غرقاب ہوگئی۔

حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان:

رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کو لکھا کہ ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان کی میرے ساتھ شادی کر دو اور ان کو ان مسلمانوں کے ساتھ جو تمہارے ہاں ہوں میرے پاس بھیج دو۔ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کے اس پیام کو اپنی لونڈی ابرہ کے ذریعے ام حبیبہ کو پہنچایا' وہ اس پیام سے بہت مسرور ہوئیں اور خوشی میں انہوں نے اسے اپنی جھانجھ کڑیاں دے دیں اور کہا کہ اس کام کے لیے میرا وکیل بنا دو۔ ابرہ نے خالد بن سعید بن العاص کو ان کا وکیل مقرر کر دیا اور انہوں نے ام حبیبہؓ کا نکاح کر دیا۔ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی جانب سے پیام دیا۔ خالد نے اسے ام حبیبہ کی طرف سے قبول کر کے ان کا نکاح کر دیا۔ نجاشی نے چار سو دینار زرمہر خالد بن سعید کو دیئے انہوں نے وہ ام حبیبہ کو لا کر دیے۔ جب ابرہ یہ رقم لائی ام حبیبہؓ نے اس میں سے پچاس مثقال اسے دیے اور کہا جب میرے پاس کچھ نہ تھا تب بھی میں اتنا سونا تم کو دینے والی تھی' اب اللہ عزوجل نے خود ہی یہ رقم بھیج دی۔ ابرہ نے کہا بادشاہ نے مجھے ممانعت کر دی ہے کہ اس میں سے کچھ نہ لوں اور جو کچھ میں نے پہلے آپ سے لیا ہے وہ بھی واپس کر دوں چنانچہ اس نے زیور واپس کر دیا اور کہا کہ میں تو شاہی توشہ خانہ کی مہتممہ ہوں میں محمد رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کر کے ان پر ایمان لائی۔ میں آپ سے صرف یہ چاہتی ہوں کہ آپ میرا رسول اللہ ﷺ سے سلام کہہ دیں ام حبیبہؓ نے اس کا وعدہ کر لیا۔ ابرہ نے کہا علاوہ ازیں بادشاہ نے اپنی تمام بیویوں سے کہا ہے کہ جس قدر عود اور عنبر ان کے پاس ہو وہ آپ کو بھیج دیں۔ رسول اللہ ﷺ ام حبیبہؓ کے پاس عود جلتا ہوا اور ان کے عنبر ملے ہوئے دیکھتے تھے مگر آپؐ نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی روانگی مدینہ:

ام حبیبہؓ فرماتی ہیں کہ ہم دو کشتیوں میں سوار ہو کر حبشہ سے حجاز روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے نواتیوں (ملاح) کو ہمارے ساتھ کر دیا تھا ہم جار ائے اور پھر خشکی کی سواریوں پر بیٹھ کر مدینہ پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت خیبر میں تھے اکثر صحابہ ساتھ تھے' میں مدینہ میں ٹھہر گئی جب آپ آئے میں خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپؐ مجھ سے نجاشی کے حالات پوچھتے رہے۔ میں نے ابرہ کا سلام کہا' آپؐ نے اس کا جواب دیا۔

جب ابوسفیان کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہؓ سے نکاح کر لیا ہے اس نے کہا کہ یہ وہ نر ہے کہ جس کی ناک میں نکیل نہیں ڈالی جا سکتی۔

نامۂ رسول شاہِ فارس کے نام:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذافۃ السہمی کے ہاتھ یہ خط کسریٰ کے نام ارسال کیا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط محمدؐ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے فارس کے بادشاہ کسریٰ کے نام بھیجا جاتا ہے' سلامتی ہو اس پر جس نے راہِ راست کی اتباع کی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور اس بات کی شہادت دی کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں جو تمام اہل عالم کے لیے مبعوث کیے گئے ہیں تاکہ وہ جو زندہ ہیں ان کو آخرت سے ڈرائیں اسلام لے آؤ محفوظ رہو گے اور اگر اس سے انکار کرو گے تمام مجوسیوں کا وبال تم پر ہوگا''۔

کسریٰ نے رسول اللہ ﷺ کا خط پارہ پارہ کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا اس کا ملک بھی پارہ پارہ کر دیا جائے گا۔

شاہِ فارس کا گستاخانہ رویہ:

یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم کو فارس کے بادشاہ کسریٰ بن ہرمز کے پاس اپنا خط دے کر بھیجا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے فارس کے فرمانروا کسریٰ کے نام بھیجا جاتا ہے۔ اس پر سلامتی ہو جس نے راہِ راست کی اتباع کی۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور جس نے اس بات کی شہادت دی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ میں تم کو اللہ کا پیام پہنچاتا ہوں اور اس کے لیے دعوت دیتا ہوں کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں تمام اہل عالم کے لیے تاکہ جو زندہ ہیں ان کو متنبہ کر دوں اور جو اس سے انکار کریں ان کے خلاف حجت قائم ہو جائے' اسلام قبول کر و بچ جاؤ گے' اگر تم نے نہ مانا تو پھر تمہاری تمام قوم مجوس کا وبال تمہارے ذمے ہوگا''۔

خط پڑھ کر کسریٰ نے اسے پارہ پارہ کر دیا اور کہا کہ وہ جو میری رعایا ہے۔ مجھے یہ خط لکھتا ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رسول اللہ ﷺ کے خط کو لے کر کسریٰ کے پاس گئے۔ کسریٰ نے خط پڑھ کر اسے پارہ پارہ کر دیا جب آپ کو اس کی اس حرکت کی اطلاع ہوئی آپؐ نے فرمایا: ''اسی طرح اس کی حکومت کے پرزے ہو جائیں گے''۔

کسریٰ کا والی یمن کو حکم:

یزید بن ابی حبیب کی روایت کے مطابق اس کے بعد کسریٰ نے اپنے والی یمن باذان کو لکھا کہ تم دو دلاور آدمی حجاز بھیجو تاکہ وہ اس شخص کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں۔ باذان نے حسب الحکم اپنے داروغہ بابویہ کو جو کاتب اور ایرانی طریقہ حساب کا ماہر تھا اور اس کے ساتھ ایک دوسرے ایرانی خرخسرہ کو اس غرض سے مدینہ بھیجا اور ان کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کو یہ خط بھیجا کہ تم ان کے ساتھ کسریٰ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ باذان نے بابویہ سے زبانی یہ کہا کہ تم اس شخص کے شہر میں جاؤ ان سے گفتگو کرو اور پھر ان کا صحیح حال مجھ سے آ کر بیان کرو۔ یہ دونوں ایرانی یمن سے چل کر طائف آئے اس کے مقام نخب میں ان کو کچھ قریش ملے۔ انہوں نے ان سے رسول اللہ ﷺ کا پتہ پوچھا انہوں نے کہا وہ مدینہ میں ہیں۔ وہ قریش ان ایرانیوں کو دیکھ کر اور ان کے آنے کی

غرض معلوم کر کے بہت خوش ہوئے انہوں نے باہم کر اس خوشخبری کو بیان کیا اور کہنے لگے اب شہنشاہِ کسریٰ ایسے زبردست نے اسے تاکا ہے اب وہ اس کی خبر لے لے گا۔ دونوں ایرانی وہاں سے چل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ بابویہ نے آپؐ سے گفتگو کی اور کہا کہ بادشاہوں کے بادشاہ شہنشاہِ کسریٰ نے باذان کو لکھا ہے کہ تم کسی کو ان کے پاس بھیجو اس نے مجھے آپؐ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپؐ میرے ہمراہ چلیں۔ اگر آپؐ چلتے ہیں تو باذان ایران کے شہنشاہ کو آپ کی سفارش لکھیں گے تاکہ وہ آپ سے درگزر کر کے معافی دے دیں اور اگر آپؐ اس کے حکم سے سرتابی کریں گے تو آپؐ اس سے خود واقف ہیں وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک کر دے گا اور آپؐ کے ملک کو برباد کر دے گا۔

شاہِ ایران کا قتل:

یہ دونوں آپ کی خدمت میں اسی شکل میں حاضر ہوئے تھے کہ داڑھی صاف اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔ آپؐ نے کراہیت سے پہلے تو ان کی طرف نظر ہی نہیں کی مگر پھر مواجہ کر کے پوچھا یہ کیا شکل ہے کس نے اس کا حکم دیا ہے انہوں نے کہا ہمارے پروردگار نے جس سے ان کی مراد کسریٰ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مگر میرے رب نے مجھے داڑھی چھوڑنے اور مونچھیں ترشوانے کا حکم دیا ہے اس کے بعد آپؐ نے ان سے کہا اچھا آج تو جاؤ کل پھر آنا۔ اس کے بعد ہی رسول اللہ ﷺ کو بذریعۂ وحی آسمان سے خبر ملی کہ اللہ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا اور شیرویہ نے فلاں ماہ اور فلاں شب میں اپنے باپ کسریٰ پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ شیرویہ نے اپنے باپ کسریٰ کو جمادی الاولیٰ ۸ھ ہجری کی تیرھویں شب میں چھ گھڑی رات گئے بعد قتل کیا تھا۔

شیرویہ کی حکومت:

دوسرے دن آپؐ نے ان دونوں ایرانیوں کو بلا کر اس واقعے کی اطلاع دی انہوں نے کہا جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں اس کے مفہوم سے آپؐ واقف ہیں ہم نے جو بات آپ سے کہی ہے وہ آپ کے اس دعویٰ کے مقابلے میں معمولی ہے کیا ہم اپنے رئیس کو یہ بات آپ کی طرف سے لکھ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں یہ اس سے کہہ دو اور یہ بھی کہو کہ میرا دین اور میری حکومت بہت جلد کسریٰ کی تمام سلطنت میں پھیل جائے گی اور وہاں تک پہنچے گی جہاں تک اونٹ اور گھوڑے جاتے ہیں اور کہہ دو اگر تم اسلام لے آؤ تو جو ملک تمہارے تحت ہے اور ابناء کی جو ریاست اس وقت تم کو حاصل ہے وہ بدستور تمہارے پاس رہے گی اس کے بعد آپؐ نے خرخسرہ کو ایک بگلوس عطاء فرمایا جس میں سونا چاندی لگا ہوا تھا یہ بگلوس آپ کو کسی رئیس نے تحفے میں بھیجا تھا یہ دونوں آپؐ سے رخصت ہو کر باذان کے پاس آئے اور اسے پورا واقعہ سنایا۔ باذان نے کہا اس گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب دنیاوی بادشاہ نہیں ہیں بلکہ نبی ہیں جیسا کہ ان کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ جو کچھ انہوں نے کہا ہم اس کے وقوع کا انتظار کرتے ہیں اگر یہ بات سچ نکلی تو پھر ان کے نبی مرسل ہونے میں کچھ شبہ ہی نہیں اور اگر یہ بات سچ ثابت نہیں ہوئی تو پھر ہم اس معاملے پر مزید غور کریں گے کہ کیا کریں۔ اس خبر کے کچھ عرصہ بعد شیرویہ کا خط باذان کے نام آیا جس میں لکھا تھا کہ میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اور اس طرح میں نے اپنے ہم قوم ایرانیوں کا انتقام لیا ہے جن کو وہ بے دریغ ان کے گھروں میں قتل اور سنگسار کرتا تھا۔ جب تم کو میرا یہ خط موصول ہو تم

اپنے یہاں کے لوگوں سے میرے لیے حلف اطاعت لو اور جس شخص کے بارے میں کسریٰ نے تم کو لکھا تھا اب اس سے سردست کوئی تعرض نہ کرو میرے آئندہ حکم کا انتظار کرو۔

حمیر خرخسرہ کا تاثر:

اس خط کو پڑھ کر باذان نے کہا بخدا یہ صاحب سچے رسول ہیں اب وہ اور اس کے ساتھ جس قدر امراءزادے یمن میں موجود تھے سب اسلام لے آئے حمیر خرخسرہ کو اسی بگلوس کی وجہ سے جو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیا تھا ذوالمعجزہ کہتے تھے۔ ان کی زبان میں معجزہ بگلوس کو کہتے ہیں۔ اب تک ان کی اولاد ان کو اسی نسبت سے یاد کرتی ہے۔ بابویہ نے باذان سے یہ کہا کہ میں نے مدت العمر میں ایسا بارعب شخص نہیں دیکھا جیسا کہ یہ (محمد ﷺ) ہیں۔ باذان نے پوچھا کیا ان کے پاس پہرے دار سپاہی ہیں۔ اس نے کہا نہیں۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال رسول اللہ ﷺ نے مقوقس کو خط لکھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی مگر وہ مسلمان نہیں ہوا۔ غزوۃ الحدیبیہ سے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ نے ذوالحجہ اور محرم کا کچھ حصہ وہیں قیام فرمایا۔ اس سال حج مشرکین کے انتظام میں ہوا۔

باب ۱۳

غزوۂ خیبر ۷ھ

حضرت محمد ﷺ کی خیبر کی جانب پیش قدمی:

۷ھ ہجری شروع ہوئی بقیہ ماہِ محرم میں رسول اللہ ﷺ خیبر روانہ ہوئے۔ اس موقع پر آپؐ نے اسباغ بن عرفطہ الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔ آپؐ اپنی فوج کے ساتھ رجیع نامی وادی میں خیبر اور غطفان کے درمیان تا کہ وہ اہل خیبر کی مدد نہ کر سکیں کیونکہ وہ آپؐ کے مقابلے میں اہل خیبر کے یاور تھے فروکش ہوئے غطفان کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کی ہے وہ جمع ہو کر آپ کے برخلاف یہودیوں کی مدد کے لیے چلے ابھی ایک ہی منزل گئے تھے کہ انہوں نے اپنے پیچھے اپنے املاک اور اہل وعیال میں بے چینی محسوس کی ان کو خیال ہوا کہ دشمن ادھر بڑھ گیا ہے وہ الٹے پاؤں پلٹ گئے اور اپنے اہل و عیال اور املاک میں مقیم ہو گئے۔ اس طرح انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور خیبر کے درمیان میدان صاف کر دیا۔ آپؐ نے ان کے املاک پر قبضہ کرنے سے ابتداء کی' ایک ایک جائداد کو اپنے قبضے میں اور گڑھیوں کو فتح کرنا شروع کیا سب سے پہلے حصن ناعم فتح ہوا۔ اسی کے پاس محمودؓ بن مسلمہ ایک چکی سے جو قلعے سے ان پر پھینکی گئی تھی شہید ہوئے اس کے بعد آپ نے قموص اور ابن ابی الحقیق کے گڑھ فتح کیے۔ ان میں آپ کو بہت سے لونڈی غلام ملے جن میں صفیہ بنت حیی بن اخطب' کنانہ بن الربیع بن ابی حقیق کی بیوی بھی اپنی دو چچازاد بہنوں کے ساتھ ہاتھ آئی۔ آپؐ نے اسے اپنے لیے مخصوص فرما لیا۔ دحیۃ الکلبی رضی اللہ عنہ نے ان کو مانگا تھا مگر جب آپؐ نے ان کو اپنے لیے منتخب فرمایا تو ان کی دونوں چچیری بہنیں دحیہ کو عطاء کر دیں۔ خیبر کے بقیہ تمام لونڈی غلام مسلمانوں میں تقسیم کر دیے گئے۔

قلعۂ صعب بن معاذ کی فتح:

ایک اسلمی بیان کرتے ہیں کہ اس قبیلے کے بنو اسہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض پرداز ہوئے کہ ہماری معاشی حالت مکلّف ہے ہمارے پاس کچھ نہیں رہا مگر اس وقت آپؐ کے پاس کچھ نہ رہا تھا کہ آپ ان کو عطاء کرتے' آپؐ نے ان کے لیے دعا کی کہ اے بار الٰہ تو ان کی حالت سے واقف ہے ان میں کچھ نہیں رہا اور میرے پاس بھی کچھ نہیں ہے کہ میں ان کو دوں تو ان کے ہاتھ پر یہودیوں کے سب سے بڑے اور مال دار قلعے کو مسخر کرا دے۔ دوسرے دن علی الصبح پھر حملہ ہوا' اللہ نے صعب بن معاذ کا قلعہ جس سے زیادہ ذخائر خوراک کسی اور قلعے میں نہ تھے ان کے ہاتھ پر فتح کرا دیا۔ جب اور تمام قلعے رسول اللہ ﷺ نے سر کر لیے یہودی سمٹ کر اپنے قلعے وطیح اور سلالم میں جمع ہو گئے۔ سب سے آخر میں یہی قلعہ فتح ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے بارہ تیرہ راتیں یہاں ان کو محصور رکھا۔

مرحب کا رجز:

جابر بن عبداللہ الانصاریؓ سے مروی ہے کہ مرحب پوری طرح مسلح ان قلعوں سے یہ رجز پڑھتا ہوا نکلا:

قد علمت خیبر انی مرحب ‏ ‏ ‏ ‏ شاکی السلاح بطل مجرّب

اطعن احیاناً و حینا اضرب اذا اللیوث اقبلت تحرّب

کان حمأی للحمٰی لایقرب

ترجمہ: ''تمام خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں' مسلح' دلاور' جنگ آزمودہ' کبھی نیزہ چلاتا ہوں اور کبھی تلوار جب کہ دلاور جنگ کے لیے سامنے آتے ہیں۔ میری چراگاہ سے متصل کسی اور کی چراگاہ نہیں ہوتی''۔

اس نے کہا کوئی ہے جو مقابلے پر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے کہا' کون اس کے مقابلے پر جاتا ہے۔ محمدؓ بن مسلمہ نے کہا چونکہ یہودیوں نے کل ہی میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے میں جوشِ انتقام سے معمور ہوں میں اس کے مقابلے پر جاتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ اللہ اس کے مقابلے میں تمہاری اعانت کرے۔ جب یہ دونوں قریب آئے ایک عمر یہ جھاڑ ان کے درمیان حائل ہو گیا یہ دونوں اپنے حریف سے اس کی آڑ لینے لگے' جو اس کی آڑ لیتا وہ اپنی تلوار سے اپنے سامنے کی شاخیں قطع کر دیتا یہاں تک کہ پورا درخت دونوں کے درمیان انسان کی طرح ننگا کھڑا رہ گیا کوئی شاخ اس پر نہ رہی مرحب نے محمد پر تلوار ماردی۔ انہوں نے اسے اپنی ڈھال پر روکا' تلوار اس میں پیوست ہو گئی اور اس میں دندانے پڑ گئے۔ اس سے مرحب دم بخود ہو گیا۔ اب محمد نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ مرحب کے بعد اس کا بھائی یاسر یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔

قد علمت خیبرانی یاسر شاکی السلاح بطلٌ مغاور

اذا اللیوث اقبلت تباور واحجمت عن صولتی المغاور

ان حمائ فیہ موتٌ حاضرٌ

ترجمہ: ''تمام خیبر جانتا ہے کہ میں یاسر ہوں' مسلح' دلاور اور جری ہوں' جب کہ لڑائی میں بہادر لڑنے آتے ہیں اور مجھ پر حملہ کرنے سے بڑے جری بھی ٹھٹک جاتے ہیں میرے میدان میں موت حاضر ہے جو آئے گا مارا جائے گا''۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کا حملہ:

زبیر بن العوامؓ اس کے مقابلے پر چلے' ان کی ماں صفیہ بنتِ عبدالمطلب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میرا بیٹا ہی مارا جائے۔ آپؐ نے فرمایا بلکہ انشاء اللہ تمہارا بیٹا اسے قتل کر دے گا۔ زبیرؓ رجز پڑھتے ہوئے بڑھے:

قد علمت خیبرانی زبار قوم لقوم غیر نکس فرّار

ابن حماۃ المجد و ابن الاخیار یاسر لا یغررك جمع الکفار

فجمعهم مثل سراب الجرّار

ترجمہ: ''تمام خیبر جانتا ہے کہ میں زبیر ہوں' قوم کا سردار ہوں' نہ نکما ہوں نہ بھاگنے والا میں شرفاء اور بزرگوں کی اولاد ہوں' یاسر تجھے کافروں کی جمعیت دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ ان کی مثال بہت جلد غائب ہو جانے والے سراب کی ہے''۔

اس کے بعد دونوں ملاقی ہوئے۔ زبیرؓ نے اسے قتل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا علم:

بریدۃ الاسلمی سے مروی ہے کہ اہل خیبر کے قلعے کے مقابل فروکش ہو کر رسول اللہ ﷺ نے اپنا علم عمرؓ بن الخطاب کو دیا۔ کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو کر قلعے پر حملہ آور ہوئے اہل خیبر نے ان کا مقابلہ کیا۔ عمرؓ اور ان کے ہمراہی پسپا ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پلٹ آئے عمرؓ کے ہمراہی ان کو اور عمر ان کو بزدل ٹھہرانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کل ایسے شخص کو علم دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ہے دوسرے دن ابوبکرؓ اور عمرؓ نے جھنڈا لینے کے لیے ہاتھ پھیلایا آپؐ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا ان کو آشوب چشم تھا آپؐ نے ان کی آنکھوں پر اپنا تھوک لگا دیا اور اپنا جھنڈا ان کو دیا' بہت سے لوگ ان کے ساتھ یورش کے لیے چلے' اہل خیبر مقابلے پر آئے اس وقت مرحب یہ رجز پڑھ رہا تھا:

قد علمت خیبرانی مرحب شاکی السلاح بطل مجرّب

اطعن احیاناً و حیناً اضرب اذا اللیوث اقبلت تلھب

ترجمہ: ''خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں' دلاور ہوں' جنگ آزمودہ ہوں' کبھی نیزہ بازی کرتا ہوں اور کبھی شمشیر زنی کرتا ہوں جب کہ مردانِ دلاور جوش میں بھرے ہوئے لڑنے آتے ہیں''۔

علیؓ نے اور اس نے ایک دوسرے پر تلوار کا وار کیا۔ علیؓ نے اس کے کاسۂ سر پر ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ تلوار سر کو کاٹتی ہوئی داڑھوں تک اتر گئی اور ان کی ضرب کی آواز مسلمانوں کی فرودگاہ والوں نے سنی ابھی تمام آدمی بھی ان کے پاس نہ پہنچنے پائے تھے کہ اللہ نے علیؓ اور ان کے ساتھیوں کو فتح عطا کی۔

حضرت علیؓ اور مرحب کا مقابلہ:

دوسرے سلسلے سے بریدہؓ سے مروی ہے کہ بسا اوقات رسول اللہ ﷺ کو دردِ سر ہو جاتا تھا اس کی وجہ سے وہ کبھی ایک دن اور کبھی دو دن تک باہر تشریف نہ لاتے تھے چنانچہ خیبر آ کر آپؐ کے سر میں درد ہوا اور آپؐ برآمد نہ ہوئے ابوبکرؓ نے آپؐ کے جھنڈے کو لیا حملہ آور ہوئے اور نہایت شدید لڑائی کے بعد پلٹ آئے۔ پھر عمرؓ نے جھنڈا لیا حملہ کیا اور اس مرتبہ پہلی مرتبہ سے بہت زیادہ شدید لڑائی ہوئی مگر وہ بھی بغیر فتح حاصل کیے پلٹ آئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ آپؐ نے فرمایا میں کل یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اسے چاہتے ہیں وہ بزورِ شمشیر قلعہ فتح کرے گا۔ علیؓ اس وقت وہاں موجود نہ تھے اس وجہ سے قریش کے ہر فرد کی یہ امید تھی کہ شاید اسی کو علم دیا جائے۔ دوسری صبح علیؓ اپنے اونٹ پر سوار رسول اللہ ﷺ کی فرودگاہ میں آئے اور آپؐ کے خیمے کے قریب آ کر انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ قطری کپڑے کی پٹی آنکھوں پر بندھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریب آؤ' علی آپؐ کے قریب آئے آپؐ نے ان کی آنکھوں پر اپنا تھوک لگا دیا جس سے درد جاتا رہا وہ اس وقت چلے گئے۔ پھر آپؐ نے ان کو اپنا علم دیا۔ اس کے ساتھ بہت سے صحابہؓ ان کے ساتھ ہوئے علیؓ نے اس وقت ایک ارغوانی سرخ حلہ پہن رکھا تھا جس کے استر کو انہوں نے باہر کر رکھا تھا۔ یہ خیبر کے شہر آئے' مرحب قلعے کا رئیس یمانی زرد رنگ کا خود پہنے اس پر انڈے کے برابر ایک قیمتی ترشے ہوئے ہیرے کی کلغی لگائے یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں نکلا۔

قد علمت خیبرانی مرحب شاکی السلاح بطل مجرّب

ترجمہ: ''خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں' مسلح ہوں' دلاور ہوں' جنگ آزمودہ ہوں''۔

علیؓ نے اس کے جواب میں کہا:

انا الذی سمتنی امی حیدرہ اکیلکم بالسیف کیل السندرہ

لیثٌ بقایات شدیدٌ قسورہ

ترجمہ: ''میں وہ ہوں کہ میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے میں تلوار سے تمہاری اس طرح قطع برید کروں گا جس طرح آک کا درخت کاٹا جاتا ہے میں نہایت ہی تندخو اور بہادر شیر نیستاں ہوں''۔

دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیے۔ مگر علی کا وار پہلے ہوا۔ جس سے تلوار ہیرے خود اور سر کو کاٹتی ہوئی مرحب کی ڈاڑھوں تک اتر گئی اور شہر پر قبضہ کر لیا گیا۔

ابورافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن طالب کو اپنا علم دے کر لڑنے بھیجا ہم بھی ان کے ساتھ ہوئے۔ جب وہ قلعے کے قریب پہنچے اہل قلعہ مقابلے کے لیے برآمد ہوئے علیؓ ان سے لڑنے لگے۔ ایک یہودی نے ان پر تلوار ماری جس سے ان کی ڈھال ہاتھ سے گر پڑی علیؓ نے قلعے کے پاس ایک دروازہ تھا اسے اٹھا لیا اور اس سے ڈھال کا کام لینے لگے وہ اسے اٹھائے برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح دی' تب انہوں نے اسے ڈال دیا لڑائی سے فارغ ہو کر ہم آٹھ آدمیوں نے جن میں میں بھی شامل تھا اس بات کے لیے اپنا پورا زور خرچ کر دیا کہ اسے پلٹیں مگر ہم ایسا نہ کر سکے۔

حضرت صفیہؓ بنت حیی:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب ابن ابی الحقیق کے قصر قموص کو رسول اللہ ﷺ نے فتح کر لیا صفیہ بنت حیی بن اخطب ایک دوسری عورت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گرفتار کر کے لائی گئی۔ ان کے لانے والے بلال رضی اللہ عنہ انہیں یہودیوں کے مقتولین کے پاس سے لے کر گزرے ان کو دیکھ کر صفیہ کی ساتھی نے ایک چیخ ماری' اپنا منہ پیٹا اور سر پر خاک ڈال لی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا اس شیطانہ کو میرے پاس سے ہٹا دو۔ صفیہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو حفاظت میں لے لیا جائے۔ ان پر چادر ڈال دی گئی جس سے مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کو آپ ﷺ نے اپنے لیے انتخاب فرمایا ہے نیز اس یہودیہ کے واقعے پر آپؐ نے بلالؓ سے فرمایا کیا رحم تم سے سلب ہو گیا تھا جو تم ان دونوں عورتوں کو ان کے مقتول مردوں کے پاس سے لے کر گزرے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خواب:

اس سے پہلے صفیہؓ نے جب کہ وہ کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق کی دلہن تھیں خواب میں دیکھا تھا کہ چاند اس کی گود میں آ گیا ہے اس نے تعبیر کے لیے اس خواب کو اپنے شوہر سے بیان کیا اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے دل میں شاہ حجاز (محمدؐ) کی تمنا ہے۔ اس نے اس زور سے ان کے منہ پر طمانچہ مارا کہ آنکھ سرخ ہو گئی۔ جب یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائی گئیں اس وقت بھی اس طمانچے کا اثر آنکھ میں موجود تھا آپؐ نے اس کی وجہ پوچھی اس نے یہ واقعہ سنایا۔

کنانہ بن الربیع کا انجام:

کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا اس کے پاس بنوالنضیر کا خزانہ تھا آپؐ نے اس سے خزانہ دریافت کیا اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی ایک اور یہودی آپؐ کے پاس پیش کیا گیا اس نے بیان کیا کہ میں نے کنانہ کو اس ویرانے میں روزانہ گھومتے دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ نے کنانہ سے کہا دیکھو اگر وہ خزانہ ہمیں تمہارے پاس مل گیا ہم تم کو قتل کر دیں گے اس نے کہا بہتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس ویرانے میں کھودنے کا حکم دیا اور وہاں سے کچھ مال برآمد ہوا۔ آپ نے پھر اس سے کہا کہ جو اور رہ گیا ہے وہ بتا دو مگر اس نے انکار کیا۔ آپؐ نے اسے زبیر بن العوامؓ کے حوالے کر دیا اور حکم دیا کہ اس پر سختی کر کے جو کچھ اس کے پاس ہے وصول کر لو۔ زبیرؓ اپنی چقماق سے اس کے سینے کو جلانے لگا۔ یہاں تک کہ جب وہ قریب المرگ ہوا آپؐ نے اسے محمد بن مسلمہؓ کے حوالے کر دیا انہوں نے اپنے مقتول بھائی محمود بن مسلمہ کے بدلے میں اس کی گردن ماردی۔

اہل خیبر کی صلح کی درخواست:

رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر کو ان کے قلعوں وطیح اور سلالم میں محصور کر لیا جب ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپؐ ہماری جان بخشی کریں اور ہمیں یہاں سے جلاوطن کر دیں۔ آپؐ نے اس پر عمل کیا۔ اس سے قبل آپؐ نے ان کے مواضعات شق' نطاۃ' کتیبہ اور ان دو قلعوں کے علاوہ اور تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا جب اہل فدک کو اہل خیبر کی اس درگت کی اطلاع ہوئی انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی درخواست کی کہ آپؐ ان کی جان بخشی فرما کر ان کو جلاوطن کر دیں اور وہ اپنی تمام جائداد آپؐ کے لیے چھوڑ کر چلے جائیں آپؐ نے اسے منظور کر کے حسب عمل کیا۔

اہل فدک کی اطاعت:

اس مصالحت کے لیے بنو حارثہ کے محصہ بن مسعود فریقین میں وکیل بنے جب اہل خیبر نے مذکورہ بالا شرائط پر اطاعت کر لی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ ان زمینوں کی نصف پیداوار کی ادائیگی پر ہم سے معاملہ کر لیں کیونکہ ہم دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ان سے زیادہ واقف ہیں اور بہتر طریقے پر ان کو آباد رکھیں گے آپؐ نے اسے منظور کر لیا۔ زمینیں ان کے پاس رہنے دیں اور یہ شرط کر لی کہ جب ہم چاہیں گے تم کو ان سے بے دخل کر دیں گے۔ اہل فدک نے بھی اسی شرط پر صلح کر لی اس طرح خیبر تمام مسلمانوں کی ملکیت عامہ ہوا اور فدک محض رسول اللہ ﷺ کا خالصہ ہوا۔ کیونکہ اس پر مسلمانوں نے فوج کشی ہی نہیں کی۔

زینب یہودیہ کا بھیجا ہوا مسموم گوشت:

لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد زینب بنت الحارث سلام بن مشکم کی بیوی نے بھنی ہوئی بکری آپ کو ہدیۃً بھیجی اس سے قبل اس نے آپؐ سے دریافت کرایا تھا کہ بکری کا کون سا عضو آپ کو زیادہ مرغوب ہے اس سے کہا گیا کہ دست' اس نے سب سے زیادہ زہر اسی عضو میں ملایا اور پھر تمام بکری کو مسموم کر کے اسے خود آپؐ کے پاس لے کر آئی جب وہ آپؐ کے دسترخوان پر رکھی گئی آپؐ نے دست اٹھا کر اس میں سے ایک ٹکڑا لے کر منہ میں رکھا مگر اسے نگلا نہیں' آپؐ کے ساتھ بشر بن براء المعرور بھی کھانے پر تھے انہوں نے بھی آپ کی طرح اس میں سے ایک ٹکڑا اٹھا کر کھایا اور نگل گئے مگر آپؐ نے تھوک دیا اور فرمایا کہ یہ ہڈی مجھے بتاتی ہے کہ وہ مسموم ہے آپؐ نے زینب کو بلا کر دریافت کیا اس نے اقرار کیا آپؐ نے وجہ پوچھی اس نے کہا کہ میری قوم کی جو درگت آپؐ نے بنائی ہے وہ

ظاہر ہے میں نے سوچا کہ اگر آپ نبیؐ ہیں آپ کو معلوم ہو جائے گا اور اگر دنیا دار بادشاہ ہیں تو آپ کی موت سے میرا دل ٹھنڈا ہو جائے گا۔ آپؐ نے اسے معاف کر دیا۔ بشر بن براء اسی زہر سے انتقال کر گئے آپؐ کے مرض الموت میں بشر کی ماں عیادت کو آئیں آپؐ نے ان سے کہا مجھے اس وقت بھی اس زہر کا اثر محسوس ہو رہا ہے جو میں نے تمہارے بیٹے کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا اسی لیے مسلمان سمجھتے ہیں کہ شرف نبوت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو شرف شہادت بھی نصیب ہوا۔ خیبر سے فارغ ہو کر آپؐ وادی القریٰ پلٹے چند شب آپؐ نے اس کے باشندوں کا محاصرہ رکھا اور مدینہ واپس آ گئے۔

غزوۂ وادی القریٰ:

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خیبر سے واپسی میں ہم سر مغرب وادی القریٰ پہنچے' آپؐ کے ساتھ ایک غلام تھا جسے رفاعہ بن زید الجذامی الضبیبی نے ہدیۃً آپ کو بھیجا تھا ہم ابھی آپ کا کجاوہ اتار رہے تھے کہ ایک اڑتے ہوئے تیر نے لگ کر اس کا کام تمام کر دیا ہم سب کہنے لگے اسے جنت مبارک ہو مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس وقت اس کا شملہ دوزخ میں اس کے جسم پر جل رہا ہے۔ خیبر کا غلہ تمام مسلمانوں کے لیے تھا اس بات کو کسی صحابی نے سنا اور وہ آپؐ کے پاس آئے اور کہا کہ وہاں سے اپنے جوتوں کے لیے دو تسمے میں نے لے لیے ہیں آپؐ نے فرمایا ان کے مماثل تم کو آگ میں جلایا جائے گا۔ اسی سفر کے اثناء میں رسول اللہ ﷺ اور تمام صحابہ صبح کے وقت سوتے رہ گئے اور آفتاب نکل آیا۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ خیبر سے واپسی میں کسی جگہ آخر شب میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے کہا شاید ہم سوتے رہیں کون ہمیں نماز صبح کے لیے بیدار کرے گا۔ بلالؓ نے کہا میں جگاؤں گا۔ اس اطمینان پر آپؐ اور تمام صحابہؓ نے منزل کی اور سو رہے۔ بلالؓ جاگنے کے لیے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور جب سب پڑھ چکے تو اپنے اونٹ کے سہارے بیٹھ گئے اور صبح ذرا نمودار ہوئی چاہتی تھی کہ نیند کے غلبے سے بلال بھی سو گئے۔ دھوپ کی تمازت نے سب کو بیدار کیا۔ سب سے پہلے خود رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے۔ آپؐ نے بلالؓ سے کہا یہ تم نے کیا کیا انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جو نیند آپؐ پر غالب آ گئی اسی سے میں مغلوب ہو گیا آپؐ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ اب آپؐ سب کو لے کر اس جگہ سے تھوڑی ہی دور گئے اور پھر اتر پڑے آپؐ نے وضو کیا تمام لوگوں نے وضو کیا آپؐ نے بلال کو حکم دیا انہوں نے تکبیر اقامت کہی آپؐ نے سب کو نماز پڑھائی اور سلام کے بعد صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جب تم نماز پڑھنا بھول جاؤ تو جب یاد آئے پڑھ لو کیونکہ اللہ عز وجل فرماتا ہے کہ تم میری یاد کے لیے نماز پڑھو۔ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق صفر میں خیبر فتح ہوا۔

اس غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کچھ مسلمان عورتیں بھی تھیں۔ آپؐ نے اگرچہ مال غنیمت میں ان کا حصہ شریک نہیں کیا مگر مفتوحہ علاقے کی پیداوار میں ان کو شریک کیا۔

حجاج بن علاط السلمی:

خیبر کی فتح کے بعد حجاج بن علاط السلمی البہزی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ میری بیوی ام شیبہ بنت ابی طلحہ کے پاس مکہ میں میرا مال ہے۔ اسی کے بطن سے ان کا بیٹا معرض ابن الحجاج تھا اس کے علاوہ مکہ کے دوسرے تاجروں کے پاس بھی میرا مال پھیلا ہوا ہے آپؐ مجھے مکہ جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی انہوں نے کہا مگر

وہاں جا کر میرے لیے یہ بات ناگزیر ہوگی کہ میں آپ کے خلاف کہوں۔آپ نے فرمایا: کہہ دینا۔

حجاج بن علاط کی غلط بیانی:

حجاج سے مروی ہے کہ میں مکہ آیا۔ کچھ قریش ثنیۃ البیضاء میں مجھے خبروں کی جستجو میں مقیم ملے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی خبریں پوچھتے تھے کیونکہ ان کو معلوم ہوا تھا کہ اب خیبر گئے ہیں اور وہ جانتے تھے کہ یہ مقام حجاز کا باعتبار اپنی خوشحالی' استحکام اور باشندوں کی شجاعت کے خاص اہمیت رکھتا ہے اس لیے وہ خبروں کی ٹوہ میں تھے مجھے دیکھ کر انہوں نے کہا یہ حجاج بن علاط ہے ان کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہ تھی کہنے لگے بخدا ضرور اسے تمام واقعہ معلوم ہوگا اب انہوں نے مجھ سے کہا بتاؤ محمد ﷺ کا کیا ہوا ہمیں اطلاع ملی ہے کہ قطع رحم کرنے والے نے خیبر پر چڑھائی کی ہے اور وہ یہودیوں کا مرکز اور حجاز کی منڈی ہے میں نے کہا ہاں یہ بات مجھے بھی معلوم ہے اور میں ایسی خبر لایا ہوں جس سے تم خوش ہو گے۔ یہ سن کر وہ میری ناقہ کے چاروں طرف جمع ہو گئے اور کہنے لگے ہاں حجاج خبر سناؤ میں نے کہا ان کو ایسی ذلیل شکست ہوئی جس کی نظیر نہیں' ان کے ساتھی اس بری طرح مارے گئے کہ اس کی بھی نظیر نہیں' خود محمد گرفتار کر لیے گئے اور اہل خیبر کہتے ہیں کہ ہم ان کو مکہ لا کر تمام قریش کے سامنے ان کے مقتولین کے عوض میں قتل کریں گے۔اس خبر کے سنتے ہی وہ سب کھڑے ہوئے اور تمام مکہ میں انہوں نے اس خبر کو مشہور کیا کہ بس اب محمدؐ یہاں لائے جاتے ہیں اور تم سب کے سامنے قتل کیے جائیں گے۔

حجاج کے مالی مطالبہ کی وصولیابی:

میں نے ان سے کہا کہ ذرا ہمارا یہ کام کر دو کہ جن جن کے ذمے میرا مالی مطالبہ ہے وہ وصول کرا دو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اپنا مال لے کر جلد سے جلد خیبر پہنچوں اور قبل اس کے کہ اور تاجر وہاں جائیں میں محمد کی شکست خوردہ جماعت سے کچھ حصہ پاسکوں۔وہ سب اس کام کے لیے اس قدر مستعدی سے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے جس کی نظیر نہیں اور میرا سب مال جمع کر کے میرے پاس لے آئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اس کے پاس بھی کچھ نقد رکھا ہوا تھا میں نے اس سے کہا کہ وہ مال ابھی دے دو میں چاہتا ہوں کہ اور تاجروں سے پہلے جلد سے جلد خیبر پہنچ کر وہاں موقعے سے زیادہ سودمند مال خرید سکوں۔

حضرت عباسؓ اور حجاج بن علاط:

عباسؓ ابن عبدالمطلب کو جب معلوم ہوا کہ میں نے ایسی خبر بیان کی ہے وہ میرے پاس آئے اور میرے پہلو میں کھڑے ہو گئے میں اس وقت تاجروں کے ایک خیمے میں مقیم تھا۔ مجھ سے انہوں نے پوچھا تم کیا خبر لائے ہو۔ میں نے کہا اگر کوئی بات آپ سے کہوں تو آپ اس کی راز داری کریں گے۔انہوں نے کہا: ہاں! میں نے کہا اس وقت جائیے میں خود تنہائی میں ملوں گا۔اس وقت تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں اپنا مال جمع کرنے میں مصروف ہوں' وہ چلے گئے۔ جب میں نے اپنا تمام مال جو مکہ میں پھیلا ہوا تھا جمع کر لیا اور وہاں سے روانگی کی ٹھان لی۔ میں عباسؓ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے ابوالفضل مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میرا تعاقب کیا جائے گا۔لہٰذا جو بات میں آپ سے کہوں اسے آپ تین دن کسی سے بیان نہ کریں۔انہوں نے کہا بلاخوف جو چاہتے ہو کہہ دو۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ راز داری کروں گا۔ میں نے کہا کہ آپ کے بھتیجے کو میں نے اس حال میں چھوڑا ہے کہ اہل خیبر کے رئیس کی بیٹی صفیہ بنت حیی بن اخطب اب ان کی بیوی ہے۔انہوں نے خیبر فتح کر کے اس کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا ہے اور اب وہ ان کے اور

ان کے صحابہؓ کی ملکیت ہے۔ عباسؓ نے کہا حجاج کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا بالکل سچ کہہ رہا ہوں آپ کسی سے بیان نہ کریں' میں خود اسلام لا چکا ہوں اور یہاں صرف اپنا روپیہ لینے آیا تھا کہ مبادا اس پر قریش قبضہ کر لیں۔ جب تین دن گزر جائیں آپ اس خبر کا اعلان کر دیں۔ بخدا واقعہ یہی ہے جو میں نے بیان کیا اور جو آپ چاہتے ہیں۔

مکہ میں فتح خیبر کا اعلان:

تیسرے دن عباسؓ نے اپنا حلہ پہنا خوشبو لگائی عصا لیا اور پھر گھر سے برآمد ہو کر کعبہ آئے اور طواف کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر قریش نے ان سے کہا اے ابوالفضل کیا ایسی مصیبت پیش آئی کہ اس کے تحمل کے لیے تم طواف کر رہے ہو انہوں نے کہا نہیں کوئی مصیبت نہیں اس کعبہ کی قسم ہے محمدؐ نے خیبر فتح کر لیا' خیبر کی شہزادی ان کے قبضے میں ہے۔ انہوں نے خیبر کے تمام علاقے اور مال و متاع پر قبضہ کر لیا ہے جو اب ان کی اور ان اصحاب کی ملک ہے قریش نے پوچھا یہ خبر کون لایا۔ عباسؓ نے کہا وہی شخص جس نے تم کو خبر دی تھی وہ مسلمان ہو کر یہاں آیا تھا اور اپنا مال وصول کر کے چلتا بنا تا کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہؓ کے پاس پہنچ جائے۔ یہ سن کر قریش نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے بخدا اگر ہمیں پہلے معلوم ہو جاتا تو ہم اسے بتاتے۔ تھوڑے عرصے کے بعد دوسرے ذرائع سے ان کو اس خبر کی تصدیق ہو گئی۔

غزوۂ خیبر کا مالِ غنیمت:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ خیبر کے مواضعات میں سے شق اور لطاۃ عام مسلمانوں کے حصے میں آئے اور کتیبہ اللہ عز وجل کے خمس رسول اللہ کے خمس نیز اقرباء' یتامے' غرباء' مسافر اور ازدواج رسول اللہ ﷺ کی معاش اور ان لوگوں کے انعام میں جن کی سعی سے اہل فدک اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صلح ہوئی تھی دیا گیا۔ ان ساعیوں میں محیصہ بن مسعود بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے غلہ میں سے تیس گونیں اونٹ کے جو کے اور تیس گونیں کھجور ان کو دیے۔ آپؐ نے خیبر کے شرکائے حدیبیہ میں چاہے وہ خیبر کے واقعہ میں شریک نہ ہو سکے تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے اوروں کی طرح ان کا بھی حصہ لگایا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کر لیا۔ اللہ نے اہل فدک کے دل میں اہل خیبر کی ذلیل شکست سے ایسا رعب ڈالا کہ انہوں نے خود ہی نصف پیداوار کی ادائیگی پر رسول اللہ ﷺ سے مصالحت کی درخواست کی ان کے وکلاء انعقاد صلح کے لیے خیبر' اثنائے راہ یا آپ کے مدینہ آ جانے کے بعد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان کی درخواست منظور فرمالی۔ اس طرح فدک پر چونکہ مسلمانوں نے فوج کشی نہیں کی تھی یہ علاقہ محض آپ کی ذات کے لیے خالصہ ہوا۔

مسلمانوں کا عدل:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ اس فتح کے بعد عبداللہ بن رواحہ مقاسمہ پیداوار کے لیے خیبر جاتے تھے اور وہ ان کی پیداوار کا اندازہ لگاتے تھے جب اہل خیبر ان سے اس کی شکایت کرتے کہ آپ نے ظلم کیا وہ کہتے کہ تم کو اختیار ہے چاہے اندازے کا نفع ہمیں دو یا تم لے لو' دونوں میں سے جو مقدار چاہو ہمیں دو۔ اس پر یہودی کہتے کہ اسی عدل پر آسمان اور زمین برقرار ہیں اپنی مدت العمر عبداللہ بن رواحہ مقاسمہ کرتے رہے' ان کے انتقال کے بعد بنوسلمہ کے جبار بن مخر بن خنساء اس کام پر متعین ہوئے۔ عرصہ تک یہودی اس معاملہ پر قائم رہے مسلمانوں کو ان سے شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ البتہ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد ہی میں

بنو حارثہ کے عبداللہؓ بن سہل کو شہید کر ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے ان کے قتل کا ملزم ان کو ٹھہرایا۔

عہد فاروقی میں یہود خیبر کی جلاوطنی:

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب الزہری سے پوچھا کہ آیا رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو اپنی وفات تک اس کے نخلستان ٹھیکہ پر دیے تھے یا کسی اور وجہ سے وہ ان کے قبضہ میں چھوڑ دیے گئے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے جنگ کے بعد خیبر کو بزور فتح کیا تھا اور وہ اللہ کی طرف سے بطور غنیمت آپ کو ملا تھا آپؐ نے اس کے پانچ حصے کر کے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ لڑائی کے بعد اہل خیبر نے اس بات کی رضامندی پر سر اطاعت خم کیا تھا کہ ان کو جلاوطن کر دیا جائے گا۔ اس اقرار کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلا کر کہا اگر تم چاہو تو تمہاری یہ جائداد ہم تمہارے ہی پاس رہنے دیں اس شرط پر کہ تم اسے آباد رکھو اور اس کی پیداوار کا ہم سے معاملہ کر لو اس بات کو انہوں نے قبول کر لیا اور اب اس پر معاملہ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن رواحہ کو مقاسمہ کے لیے بھیجتے تھے۔ وہ خیبر کی فصل کی بٹائی کرتے تھے اور اندازے میں مساوات کرتے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکرؓ نے ان کے ساتھ یہی معاملہ رکھا۔ عمرؓ نے اپنے ابتدائی عہد میں یہی صورت برقرار رکھی مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں یہ فرمایا ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ رہیں اور تحقیقات کے بعد جب یہ قول ثابت ہو گیا انہوں نے یہودیوں سے کہلا بھیجا کہ اللہ نے تمہاری جلاوطنی کی اجازت دے دی ہے کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ رہیں لہٰذا جس کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کوئی عہد ہو وہ میرے پاس پیش کرے میں اسے نافذ کر دوں گا اور جس کے پاس کوئی عہد نہ ہو اسے ترک وطن کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔ اس طرح عمرؓ نے ان تمام یہودیوں کو جن کے پاس کوئی عہد نہ تھا خیبر سے جلاوطن کر دیا۔

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا:

خیبر کی فتح سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے۔ اس سال محرم میں واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی زینب کو ان کے شوہر ابوالعاص بن الربیع کے پاس واپس بھیج دیا۔ اس سال حاطبؓ بن ابی بلتعہ مقوقس کے پاس سے ماریہؓ ان کی بہن سیرین دلدل خچر یعقور گدھا اور لباس لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ مقوقس نے ان دونوں بہنوں کے ساتھ ایک خصی غلام بھی کر دیا تھا جو ساتھ تھا۔ مدینہ آنے سے پہلے ہی حاطبؓ نے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ام سلیمؓ بنت ملحان کے گھر میں ٹھہرایا ماریہؓ خوب صورت اور گوری تھیں ان کی بہن سیرین کو آپ نے حسان بن ثابتؓ کے پاس بھیج دیا جس سے ان کے لڑکے عبدالرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ کا منبر:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے وہ منبر بنوایا جس پر بیٹھ کر آپ صحابہ کو خطبہ دیتے تھے اس کے دو زینے اور پھر نشست گاہ تھی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے ۸ھ میں یہ منبر بنایا گیا اور یہی ثابت ہے۔

ہوازن کی مہم:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو تیس آدمیوں کے ساتھ قبیلۂ ہوازن کی آخری جماعتوں کے مقابلہ پر تربہ بھیجا

بنو ہلال کے ایک رہنما کو لے کر چلے رات کو چلتے اور دن میں چھپ رہتے مگر ہوازن کو ان کی پیش قدمی کا علم ہو گیا وہ بھاگ گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ کو ان پر حملہ کرنے کا موقع نہ مل سکا اور وہ پلٹ آئے نیز اس سال شعبان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امارت میں ایک مہم نجد گئی اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

مہم بنومرّہ:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال شعبان میں بشیر بن سعد کی امارت میں تیس آدمیوں کی ایک مہم بنومرہ کے مقابلہ پر فدک گئی' ان کے تمام ساتھی لڑائی میں کام آ گئے وہ خود زخمی مقتولین میں اٹھائے گئے اور پھر یہ مدینہ چلے آئے۔

میفعہ کی مہم:

اس سال رمضان میں غالب بن عبداللہ کی امارت میں ایک مہم میفعہ گئی۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ الکلبی کو بنومرہ کے علاقے میں بھیجا وہاں انہوں نے جھتیہ کے خاندان حرقہ کے مرداس بن نہیک کو جو بنومرہ کا حلیف تھا قتل کر دیا۔ اسے اسامہ بن زیدؓ اور ایک انصاری نے قتل کیا تھا اسامہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے اس پر حملہ کیا اس نے کلمہ شہادت لا الٰہ الا اللہ کہا مگر ہم نے نہ مانا اور اسے قتل ہی کر دیا۔ مدینہ آ کر ہم نے اس واقعہ کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا آپؐ نے فرمایا اسامہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کے بعد اب کون تمہارا کفیل ہو سکتا ہے۔

مہم بنوعبد بن ثعلبہ:

واقدی کہتے ہیں کہ اسی سال غالبؓ بن عبداللہ کی مہم بنوعبد بن ثعلبہ کو بھیجی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مولی یسار رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے کہا کہ میں بنوعبد بن ثعلبہ پر ان کی بے خبری میں حملہ کرنے کے موقع سے واقف ہوں آپؐ نے غالب بن عبداللہ کو ایک سو تیس آدمیوں کے ساتھ اس کے ہمراہ بھیج دیا۔ انہوں نے ان پر غارت گری کی اور ان کے مویشی لوٹ کر مدینہ لے آئے۔

مہمات یمن وخیات:

اس سال ماہِ شوال میں بشیر بن سعد کی مہم یمن اور خیات بھیجی گئی۔ اس مہم کے ارسال کی وجہ یہ ہوئی کہ حسیل بن نویرۃ الاشجعی جو خیبر کی چڑھائی میں رسول اللہ ﷺ کا راہنما تھا آپؐ کے پاس آیا آپؐ نے پوچھا کیا خبر ہے اس نے کہا غطفان کی ایک جمعیت خیات میں موجود ہے۔ عینیہ بن حصن نے ان سے کہلا کر بھیجا ہے کہ وہ آپ کی طرف بڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بشیر بن سعد کو حسیل کے ساتھ اس جماعت کی طرف بھیجا۔ اس مہم نے ان کے مویشی لوٹ لیے عینیہ بن حصن کا ایک غلام ان کو مل گیا انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر ان کا مقابلہ خود عینیہ کی جماعت سے ہوا وہ پسپا ہوا' اس پسپائی میں حارث بن عوف کی اس سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے عینیہ سے کہا اب تمہارا یہ حال ہو گیا کہ تم اپنے سامنے والی جماعت کے مقابلہ سے بھاگتے ہو۔

مسلمانوں کی مکہ کو روانگی:

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق خیبر سے مدینہ واپس آ کر رسول اللہ ﷺ نے ربیع الاوّل' ربیع الآخر' جمادی الاولیٰ' جمادی الاخریٰ' رجب' شعبان' رمضان اور شوال وہیں اقامت فرمائی' اس اثناء میں آپؐ نے دوسروں کی امارت میں متعدد مہمیں بھیجیں۔

ذوالقعدہ میں آپ عمرۂ قضاء کے لیے اسی ماہ میں جس میں کہ گزشتہ سال کفار نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔ ان تمام صحابہؓ کے ساتھ جو پہلے سفر میں آپ کے ساتھ تھے مکہ روانہ ہوئے اہل مکہ کو آپ کے قدوم کا علم ہوا' وہ حسب قرارداد خود مکہ چھوڑ کر باہر چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے متعلق آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ کہ یہ لوگ آج کل بہت عسرت اور مالی مشکلات میں مبتلا نظر آتے ہیں۔

مسلمانوں کا عمرہ:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قریش رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ہمراہی مسلمانوں کو دیکھنے کے لیے اپنی چوپال کے پاس صف بستہ کھڑے ہو گئے۔ مسجد میں پہنچ کر آپ نے اپنی چادر داہنی بغل میں دبائی اور اپنا سیدھا ہاتھ اٹھایا اور کہا اللہ نے میرے حال پر رحم کیا کہ اس نے آج ان کو میری قوت دکھا دی' پھر آپ نے رکن کو بوسہ دیا اور آپ اور صحابہؓ تیز قدم سے طواف کرنے لگے' جب بیت اللہ کی آڑ میں آ گئے اور رکن یمانی کو آپ نے بوسہ دے لیا آپ معمولی رفتار سے چلنے لگے' پھر آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور آپ پھر تیز قدم چلے اس طرح آپ نے تین طواف کیے اور تمام بیت اللہ میں چکر لگایا۔ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ اس طرح تیز قدم طواف کرنا عام مسلمانوں پر اس لیے واجب نہیں ہے کہ ایسا رسول اللہ ﷺ نے صرف قریش کو دکھانے کے لیے اس وقت کیا تھا۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہوا تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ آج کل مسلمان بہت ہی تکلیف میں ہیں اور درماندہ ہیں مگر حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح تیز قدم طواف کیا' اس وقت سے پھر یہی سنت رائج ہو گئی۔

حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ کے اشعار:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ اس عمرہ میں جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اس وقت عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی مہار تھامے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ | انی شہید انہ رسولہ
خلوا فکل الخیر فی رسولہ | یارب انی مومن بقیلہ
اعرف حق اللّٰہ فی قبولہ | نحن قتلنا کم علی تاویلہ
کما قتلنا کم علی تنزیلہ | ضرباً یزیل الہام عن مقیلہ

و یذھل الخلیل عن خلیلہ

ترجمہ: ''اے کفار ان کا راستہ چھوڑ دو' میں گواہ ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ تم ان کے راستے سے ہٹ جاؤ' کیونکہ تمام خوبیاں اس کے رسول میں موجود ہیں اے میرے رب میں ان کے ارشاد پر ایمان لاتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اس کے قبول کرنے میں اللہ کا حق پورا ہوتا ہے ہم نے ان کے حکم سے پوری طرح اس کے مفہوم کو سمجھ کر تم سے جنگ کی اور ایسی ضرب ماری جس سے کاسۂ سر اپنے مقام سے جدا ہو گئے' اور دوست کو دوست کی خبر نہ رہی''۔

حضرت میمونہؓ بنت الحارث سے نکاح:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ نے اس سفر میں حالت احرام میں میمونہؓ بنت الحارث سے نکاح کیا۔ عباسؓ بن عبدالمطلب

نے ان کو آپ سے بیاہا۔

مسلمانوں کا مکہ میں سہ روزہ قیام:

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ تین دن رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں قیام فرمایا۔ تیسرے دن حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نضر بن مالک بن حسل چند اور قریش کے ساتھ آپؐ کے پاس آیا اسے قریش نے آپ کو مکہ سے چلتا کرنے کے لیے اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا۔ اس وفد نے آپؐ سے کہا کہ چونکہ مدت معہود گزر چکی ہے اب آپؐ یہاں سے چلے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا اس میں تمہارا کیا حرج ہے اگر تم مجھے اجازت دے دو کہ میں تمہارے یہاں اپنی شادی مناؤں اور تمہاری دعوت کروں۔ انہوں نے کہا ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے آپؐ چلے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ مکہ سے نکل آئے۔ آپؐ نے اپنے مولیٰ ابو رافع کو وہیں چھوڑ دیا وہ آپ کی بیوی میمونہ کو لے کر مقام سرف میں آپؐ سے آملے۔ یہاں آپؐ ان سے شب باش ہوئے۔ آپؐ نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ نذر کے جانور بدل دیں اور خود آپؐ نے بھی بدلے۔ صحابہ کو اونٹوں کے متعلق دشواری معلوم ہوئی آپؐ نے ان کو گائے کی اجازت دی' اس کے بعد ذوالحجہ میں مدینہ چلے آئے۔ اس سال بھی حج مشرکوں کے انتظام میں ہوا۔ ذوالحجہ کے بقیہ حصے محرم' صفر' ربیع الاوّل اور ربیع الثانی آپؐ نے مدینہ میں بسر فرمائے' جمادی الاولیٰ میں آپؐ نے وہ مہم روانہ کی جو موتہ میں ہلاک ہوگئی۔

زہری کی روایت:

زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا تھا کہ وہ عمرۂ حدیبیہ کی آئندہ سال قضا کریں اور ہدی لے جائیں۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ یہ عمرہ قضا نہ تھا بلکہ آپؐ نے مسلمانوں سے وعدہ لے لیا تھا کہ جس ماہ میں مشرکین نے ان کو عمرہ کرنے سے روکا ہے اسی ماہ وہ آئندہ سال پھر عمرہ کرنے جائیں۔ واقدی کہتے ہیں کہ ہم زہری کے بیان کو زیادہ پسند کرتے ہیں کیونکہ گزشتہ موقع پر مسلمان مکہ میں داخل ہونے سے روک دیے گئے تھے اور وہ بیت اللہ تک نہیں پہنچ سکے تھے' اس لیے یہ عمرہ قضا ہوا۔ اس عمرہ میں رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ قربانی کے ساتھ جانور لیے گئے تھے۔

اہلِ مکہ کی گھبراہٹ:

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ اس عمرہ میں رسول اللہ ﷺ خود' زرہ اور نیزے لے گئے تھے سو گھوڑے ساتھ تھے۔ بشیرؓ بن سعد اسلحہ کے محافظ تھے اور محمدؓ بن مسلمہ سواروں کے امیر تھے' قریش کو اس کی اطلاع ہوئی' وہ گھبرائے۔ انہوں نے مکرز بن حفص بن الاخیف کو آپؐ کے پاس بھیجا۔ یہ مقام مرالظہران میں آپؐ کے پاس آیا آپؐ نے اس سے کہا کوئی چھوٹی یا بڑی بات آج تک ایسی نہیں ہوئی کہ میں نے اس میں وعدہ کا ایفاء نہ کیا ہو میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں مسلح حالت میں مکہ میں داخل ہوں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اسلحہ میرے قریب ہو اور کچھ نہیں۔ اس اطمینان دلانے پر مکرز قریش کے پاس پلٹ آیا اور اس نے یہ بات ان سے کہہ دی۔

بنوسلیم سے لڑائی:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ذوالقعدہ میں ابن ابی العوجا السلمی کی مہم بنوسلیم کے مقابلہ پر بھیجی گئی۔ مکہ سے واپس آ کر آپؐ نے ان کو پچاس آدمیوں کے ساتھ اس مہم پر روانہ کر دیا۔ وہ گئے' بنوسلیم سے مقابلہ ہوا اور مسلمانوں کی یہ تمام جماعت کام آ گئی' مگر واقدی کا خیال ہے کہ ابن ابی العوجا جان بچا کر مدینہ چلے آئے البتہ ان کے اور تمام ساتھی شہید ہو گئے۔

باب ۱۴

غزوۂ موتہ ۸ھ

بنوالملوح کی مہم:

اس سال رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینبؓ نے انتقال کیا۔ اس سال ماہِ صفر میں آپؐ نے غالب بن عبداللہ اللیثی کو بنوالملوح سے لڑنے کے لیے قدید روانہ فرمایا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جندب بن مکیث الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ الکلبی (کلب لیث) کو بنوالملوح کے مقابلہ پر جو قدید میں تھے روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ تم ان پر غارت گری کرنا۔ یہ حسب الحکم روانہ ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ مہم میں تھا چلتے چلتے جب ہم قدید پہنچے وہاں ہم کو حارث بن مالک جو ابن برصاء اللیثی ہے' مل گیا۔ ہم نے اسے گرفتار کر لیا اس نے کہا کہ میں تو مسلمان ہونے کے لیے آیا ہوں۔ غالب بن عبداللہ نے اس سے کہا اگر تم واقعی اسلام لانے آئے ہو تو ایک دن رات کی نظر بندی تمہارے لیے کوئی چیز نہیں اور اگر کچھ اور مطلب ہے تو تمہاری قید سے ہمیں تمہاری طرف سے اطمینان ہو جائے گا غالب نے اسے قید کر کے ایک پستہ قامت حبشی کی نگرانی میں وہیں چھوڑا اور اس حبشی کو حکم دیا کہ ہماری واپسی تک تم اسے قید رکھو اور اگر یہ جنبش کرے تو فوراً اس کا سر اتار لینا۔ ہم آگے بڑھے اور اب قدید کے شکم میں پہنچے' عصر کے بعد شام ہونے سے کچھ ہی پہلے ہم وہاں اتر پڑے' میرے دوستوں نے مجھے دشمن کی اطلاع کے لیے متعین کیا' میں ایک ایسے ٹیلے پر چڑھا جہاں سے مجھے دشمن جو وہاں مقیم تھا نظر آئے۔ میں اس ٹیلے پر اوندھا لیٹ گیا۔ یہ مغرب سے کچھ ہی پہلے کا وقت تھا' دشمن کا ایک آدمی اپنی جماعت سے برآمد ہوا' اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی اس کی نظر مجھ پر پڑی اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس ٹیلے پر کچھ نظر آ رہا ہے' دن کے ابتدائی حصہ میں تو وہاں کچھ نہ تھا تم بھی دیکھو ایسا نہ ہو کہ کتے تمہارے گونے کو گھسیٹ لے گئے ہوں۔ اس کی عورت نے دیکھ کر کہا میری تو سب چیزیں موجود ہیں۔ اس کے خاوند نے کہا میری کمان اور دو تیر ترکش سے نکال کر دو۔ اس کی عورت نے تیر کمان اسے دی' اس نے ایک تیر مجھے مارا جو میرے پہلو میں آ کر لگا میں نے اسے کھینچ نکالا اور بغیر حرکت کیے اسے پاس رکھ لیا۔ اس نے دوسرا تیر مارا جو میرے شانے کے بالائی حصے پر آ لگا۔ میں نے اسے بھی کھینچ نکالا اور اپنے پاس رکھ لیا اور کوئی حرکت نہیں کی۔ اس نے عورت سے کہا میں نے دو تیر چلائے جو اسے جا کر لگے' اگر یہ کوئی جاسوس ہوتا تو ضرور حرکت کرتا صبح کو تم جا کر یہ تیر اٹھا لانا تاکہ کتے ان کو چبا نہ جائیں۔

کفار کا تعاقب:

اس وقت تو ہم نے ان کو مہلت دی کچھ نہیں کیا' ان کے تمام مویشی شام کو چر کر ان کے مقام پر واپس آئے انہوں نے ان کو دوہا اور پانی کے قریب رات بسر کرنے کے لیے آرام سے بٹھا دیا اور خود بھی سو گئے۔ جب رات زیادہ ہو گئی ہم نے ان پر غارت گری کی۔ ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا اور ان کے اونٹ ہانک لائے اب ہم اپنی منزل مقصود کی طرف پلٹے' اور دشمن کا نقیب اپنے اصل قبیلہ کی طرف مدد طلب کرنے روانہ ہوا۔ ہم تیزی سے جا رہے تھے' حارث بن مالک ابن البرحا اور اس کے نگہبان کے پاس سے گزرے ہم نے اسے اپنے ساتھ لے لیا۔ اب ہمیں دشمن کے مددگاروں نے جو ان کی فریاد رسی کے لیے آئے تھے اتنی بڑی

جمعیت کے ساتھ آ لیا کہ ہم میں ان کے مقابلہ اور مقاومت کی تاب نہ تھی جب صرف وادی قدید ہمارے اور ان کے درمیان رہ گئی اللہ تعالیٰ نے ایسی زبردست گھٹا جو ہم نے کبھی نہیں دیکھی تھی آسمان پر نمودار کی اور اس قدر شدید بارش اور ژالہ باری ہوئی کہ وادی پر ہوگئی اور ان میں کسی کو بھی آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہو سکی اس اثناء میں ہم اس کے کنارے کنارے تیزی سے چلے جارہے تھے مشلل پہنچ کر ہم نے وادی کو پیچھے چھوڑا اور وہاں سے ہم اس سے زیریں میں اتر گئے اور اس طرح ہم نے دشمن کو اپنے تعاقب سے عاجز کر دیا اور مال غنیمت کو بچالیا' مجھے ایک مسلمان کا جو ہم سب کے آخر میں وادی کے کنارے چلے آرہے تھے قول اب تک یاد ہے۔

بنو اسلم کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ اس واقعہ میں مسلمانوں کا شعار امت امت تھا واقدی کہتے ہیں کہ غالب بن عبداللہ کی اس مہم میں تیرہ چودہ آدمی تھے۔

منذر بن ساویٰ سے مصالحت:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے علا بن الحضرمی کو منذر بن ساویٰ العبدی کے پاس اپنے اس خط کے ساتھ بھیجا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد النبی اللہ کے رسول کی جانب سے منذر بن ساویٰ کے نام لکھا جاتا ہے۔ سلامٌ علیک' میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تعریف کرتا ہوں۔ اما بعد! تمہارا خط اور تمہارے قاصد میرے پاس آئے' جو ہماری نماز پڑھے ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے اس کے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور وہی ذمہ داریاں' اور جو اس سے انکار کرے اس سے جزیہ لیا جائے۔

اس طرح رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس شرط پر صلح کی کہ مجوسیوں سے جزیہ لیا جائے۔ لیکن نہ ان کا ذبیحہ کھایا جائے اور نہ ان کی عورتوں سے نکاح کیا جائے۔

جیفر اور عباد کا قبولِ اسلام:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو جلندی کے بیٹے جیفر اور عباد کے مقابلہ کے لیے عمان بھیجا ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی اور وہ آپ کی رسالت پر ایمان لے آئے۔ عمرو بن العاص نے ان کے اموال سے صدقہ وصول کیا اور مجوسیوں سے جزیہ لیا۔

بنو عامر پر حملہ:

اس سال ربیع الاوّل میں شجاع بن الوہب چوبیس آدمیوں کی مہم لے کر بنو عامر پر بڑھے' ان پر چھاپہ مارا اور ان کی بھیڑ بکریاں لوٹ لیں۔ اس مہم کی غنیمت میں سے ہر شخص کو پندرہ پندرہ اونٹ حصے میں ملے۔

ذات اطلاح میں مبلغین کی شہادت:

اس سال عمرو بن کعب الغفاری پندرہ آدمیوں کے ساتھ ذات اطلاح گئے وہاں ان کو ایک بڑی جماعت ملی انہوں نے اس جماعت کو اسلام کی دعوت دی جسے ان لوگوں نے مسترد کر دیا اور عمرو کے تمام ساتھیوں کو قتل کر دیا البتہ صرف وہ بمشکل جان بچا کر مدینہ پہنچے۔ واقدی کہتا ہے کہ ذات اطلاح اطراف شام میں ہے۔ یہاں کے باشندے بنو قضاعہ تھے اور سدوسی نامی ایک شخص ان کا سرخیل تھا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:

اس سال ابتدائے صفر میں عمروؓ بن العاص مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے یہ نجاشی کے پاس مسلمان ہوئے تھے۔ ان کے ہمراہ عثمان بن طلحۃ العبدری اور خالد بن الولید المغیرہ بھی تھے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روانگی حبشہ:

خود عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ جب ہم خندق کی لڑائی سے دوسرے قبائل کے ساتھ مکہ واپس آئے میں نے قریش کے بعض اپنے ہم خیال اور اپنی بات سننے والوں کو اپنے پاس بلایا اور ان سے کہا کچھ خبر ہے بخدا میں اس بات کا یقین رکھتا ہوں کہ محمد کی بات سب پر ہمیشہ کے لیے غالب آ جائے گی اس معاملہ میں میری ایک رائے ہوئی ہے تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے کہا پہلے اپنی رائے تو بیان کرو۔ میں نے کہا میرا خیال ہے کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائیں اور وہیں قیام کریں اگر محمد کو ہماری قوم پر غلبہ ہو جائے گا تو ہم نجاشی کے پاس ان کے اثر سے مامون رہیں گے۔ کیونکہ ہم محمدؐ کے ماتحت آنے سے اسے کہیں زیادہ پسند کرتے ہیں کہ نجاشی کے ماتحت رہیں اور اگر ہماری قوم کو کامیابی ہوئی تو چونکہ ہماری قوم ہمارے جذبات اور ہماری وقعت سے واقف ہے وہ بہر حال ہمارے ساتھ بھلائی کرے گی۔ اس رائے کو سب نے پسند کیا۔ میں نے کہا اچھا تو نجاشی کے لیے ہدیہ جمع کرو۔ چونکہ وہ ہمارے ملک کی کھالوں کو بہت پسند کرتا تھا اس لیے ہم نے بہت سی کھالیں اس کے لیے جمع کیں اور پھر ہم مکہ سے چل کر نجاشی کے پاس آئے ہم اس کے پاس پہنچے تھے کہ عمرو بن امیۃ الضمری جن کو رسول اللہ ﷺ نے جعفر بن ابی طالبؓ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ اپنا قاصد بنا کر نجاشی کے پاس بھیجا تھا نجاشی کے پاس آئے اور ملاقات کر کے چلے گئے۔ میں نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ یہ عمرو بن امیۃ الضمری آئے ہیں۔ اگر میں نجاشی سے جا کر ان کو طلب کروں اور وہ ان کو میرے حوالے کر دے تو میں ان کو قتل کر دوں اگر میں اس تجویز کو کر گزروں قریش محسوس کریں گے کہ میں نے محمدؐ کے قاصد کو قتل کر کے ان کا حق ادا کر دیا وہ اس کے لیے میرے شکر گزار رہیں گے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

اس خیال سے میں نجاشی کے پاس گیا میں نے حسب عادت اسے سجدہ کیا اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور کہا اے میرے پیارے دوست اپنے وطن سے ہمارے لیے کوئی ہدیہ لائے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں! میں آپ کے لیے بہت سے تیار چمڑے لایا ہوں۔ میں نے ان چمڑوں کو اس کے سامنے پیش کیا جن کو اس نے بہت پسند کیا اور وہ خوش ہوا۔ پھر میں نے اس سے کہا اے بادشاہ میں نے ابھی ایک شخص کو تم سے مل کر باہر جاتے ہوئے دیکھا ہے یہ اس شخص کا قاصد ہے جو ہمارا دشمن ہے آپ اسے میرے حوالے کر دیں تاکہ میں اسے قتل کر دوں کیونکہ محمدؐ نے ہمارے اشراف اور بہترین اشخاص کو قتل کیا ہے اس بات کو سن کر نجاشی برہم ہو گیا اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس زور سے اپنی ناک پر مکا مارا کہ میرا خیال ہوا کہ نجاشی بے ہوش ہو جائے گا۔ اس کی اس حرکت سے میں اس قدر سہم گیا کہ جی چاہتا تھا کہ زمین شق ہو اور میں اس میں دھنس جاؤں۔ میں نے کہا اے بادشاہ بخدا اگر میں جانتا کہ میرے اس سوال سے تم کو اس قدر رنج ہو گا تو میں کبھی ایسی خواہش نہ کرتا۔ نجاشی نے کہا تم اس شخص کے پیامبر کو مجھ سے طلب کرتے ہو جس کے پاس جبرئیلؑ آتے ہیں جیسا کہ موسیٰ کے پاس آتے تھے تاکہ تم اسے قتل کر دو۔ میں نے کہا اے بادشاہ کیا وہ واقعی ایسے ہیں اس نے کہا عمرو تم کو کیا ہو گیا ہے آؤ میری بات مانو بے شک وہ حق پر ہیں اور وہ ضرور اپنے مخالفوں پر غالب ہو کر رہیں گے جیسا کہ موسیٰ فرعون اور

اس کے عساکر پر فتح یاب ہوئے میں نے کہا اچھا تو آپ اسلام پر ان کے لیے میری بیعت لے لیجیے اس نے کہا بہتر ہے۔ اس نے ہاتھ بڑھا دیا میں اس کے ہاتھ پر اسلام لے آیا اور وہاں سے اپنے رفیقوں کے پاس چلا آیا میری سابقہ رائے بالکل بدل چکی تھی۔ میں نے اپنے اسلام کو اپنے دوستوں سے چھپایا۔

عمرو بن العاصؓ اور خالدؓ بن ولید کا قبول اسلام:

پھر میں وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے ارادے سے روانہ ہوا تاکہ ان کے ہاتھ پر اسلام لاؤں راستے میں خالدؓ بن ولید ملے یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے' یہ مکہ سے آ رہے تھے میں نے پوچھا ابوسلیمان کہاں جاتے ہو' انہوں نے کہا بات ثابت ہو چکی یہ شخص واقعی نبی برحق ہے۔ میں ان کی خدمت میں اسلام لانے جا رہا ہوں کب تک محروم رہوں۔ میں نے کہا بخدا میں بھی اسی غرض سے آیا ہوں۔ ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے خالد مجھ سے پہلے آپ کی خدمت میں باریاب ہوئے اسلام لائے اور بیعت کی پھر میں آپؐ کے پاس گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اسی شرط پر آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں کہ آپؐ میرے پچھلے گناہ معاف فرما دیں' آئندہ کے گناہوں کا میں ذکر نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرو بیعت کرو اسلام اور ہجرت ماقبل زمانے کو قطع کر دیتی ہے۔ میں نے بیعت کی اور چلا آیا۔ عثمان بن ابی طلحہ بھی ان دونوں صاحبوں کے ہمراہ تھے وہ بھی انہیں کے ساتھ اسلام لائے۔

ذات السلاسل کی مہم:

اس سال جمادی الاخریٰ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو تین سو صحابہؓ کے ساتھ بنو قضاعہ کے مقام سلاسل کو بھیجا۔ اس مہم کی وجہ یہ ہوئی کہ ام العاص بن وائل قبیلہ قضاعہ کی تھی۔ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاہا کہ اس طرح آپؐ بنو قضاعہ کی تالیف قلوب کریں۔ آپؐ نے عمرو بن العاص کو اشراف مہاجرین اور انصار کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا۔ پھر عمرو بن العاصؓ نے آپؐ سے مدد طلب کی۔ آپؐ نے دو سو مہاجرین اور انصار کو جن میں ابوبکر اور عمر ؓ بھی تھے' ابوعبیدہؓ بن الجراح کی امارت میں ان کی مدد کو بھیجا اس طرح اس جمعیت کی تعداد پانچ سو ہو گئی۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمروؓ بن العاص کو علاقہ بلی اور غدرہ بھیجا تاکہ وہ عربوں کو شام پر یورش کرنے کے لیے آمادہ کریں۔ چونکہ عاص بن وائل کی ماں قبیلہ بلی سے تعلق رکھتی تھی اس وجہ سے ان کی تالیف قلوب کے لیے آپ نے عمرو بن العاص کو اس مہم کا امیر مقرر کیا۔ عمروؓ بن العاص علاقہ جذاج میں ایک چشمہ سلاسل پر آئے اسی کے نام کی وجہ سے یہ غزوہ ذات السلاسل کہلاتا ہے ان کو اپنی جمعیت کے متعلق خوف پیدا ہوا' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مدد منگوائی۔ آپؐ نے ابوعبیدہ بن الجراح کو سابقین مہاجرین کے ساتھ جس میں ابوبکر اور عمر ؓ بھی تھے عمروؓ بن العاص کی مدد کے لیے روانہ کیا اور بھیجتے وقت ابوعبیدہؓ سے کہا کہ تم دونوں ایک دوسرے کے خلاف نہ ہونا۔ ابوعبیدہؓ عمروؓ بن العاص کے پاس پہنچے۔ عمروؓ بن العاص نے ان سے کہا تم میری مدد کے لیے آئے ہو۔ ابوعبیدہؓ نے کہا عمروؓ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میرے تمہارے درمیان اختلاف نہ ہو اگر تم میری بات نہ مانو' میں تمہاری اطاعت کروں گا۔ عمروؓ بن العاص نے کہا میں تمہارا امیر ہوں اور تم میرے مددگار' ابوعبیدہؓ نے کہا یہی سہی' چنانچہ اب عمرو بن العاصؓ نے نماز میں امامت کی۔

غزوۂ الخبط:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال غزوۂ الخبط ہوا۔ اس مہم کے امیر ابوعبیدہؓ بن الجراح تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے ماہِ رجب میں تین سو صحابہؓ کے ساتھ جن میں مہاجرین اور انصار تھے جہنیہ کی سمت بھیجا وہاں ان کو خوراک میسر نہ آ سکی اور بھوک کی سخت تکلیف ہوئی' نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک ایک کھجور ایک ایک شخص کو تقسیم کی گئی۔

عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم تین سو صحابہ ایک مہم میں ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی امارت میں بھیجے گئے۔ سامانِ خوراک کی قلت سے ہمیں بھوک کی سخت تکلیف اٹھانا پڑی تین ماہ تک ہم خشک پتے کھاتے رہے پھر عنبر ایک جانور سمندر سے ساحل پر آ لگا۔ نصف ماہ اس کا گوشت کھا کر بسر ہوئی۔ ایک انصاری نے قربانی کے کئی اونٹ ذبح کر ڈالے۔ دوسرے دن پھر انہوں نے یہی عمل کیا مگر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کر دیا اور وہ باز آ گئے۔ ذکوان ابوصالح سے مروی ہے کہ یہ انصاری قیس بن سعد رضی اللہ عنہ تھے۔

ایک دوسرے سلسلہ سے جابرؓ بن عبداللہ سے تقریباً مذکورہ بالا بیان نقل ہوا ہے مگر اس میں اتنا اضافہ ہے کہ اس مہم کو سامانِ خوراک کی عدم دست یابی کی وجہ سے سخت زحمت اٹھانا پڑی اور سعد بن قیس اس کے امیر تھے' انہوں نے نو اونٹ مسلمانوں کے لیے ذبح کیے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مہم کو سمندر کے کنارے بھیجا تھا۔ سمندر نے ایک جانور کنارے لگا دیا تین دن تک مسلمانوں نے اس کا گوشت کھایا اس کے چمڑے کو کاٹ کاٹ کر تسمے بنائے اور اس کی چربی کو پگھلا کر جمع کر لیا۔ جب یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے اور اس سفر میں قیس بن سعد کی اس فیاضی کا ذکر کیا آپؐ نے فرمایا کہ سخاوت اس خاندان کا شیوہ ہے۔ مچھلی کے بارے میں راوی نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ شام ہونے سے پہلے ہم آپؐ کے پاس پہنچ جائیں گے تو ہم اسے اپنے ساتھ آپؐ کے لیے لے جاتے۔ اس کے علاوہ اس بیان میں پتوں وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں۔

دوسرے سلسلہ سے جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھواروں کی ایک بوری ہمیں زادِ راہ دی' پہلے ابوعبیدہؓ اس میں سے ایک ایک مٹھی ہمیں دیتے تھے پھر ایک ایک چھوارہ دینے لگے ہم اسے چوس کر پانی پی لیتے تھے اور شام تک اسی پر بسر کرتے تھے اب یہ بھی ختم ہو گئے نوبت پتوں پر پہنچی اور ہم کو بھوک کی سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ اللہ نے ایک مردہ مچھلی سمندر کے ساحل پر لگا دی۔ ابوعبیدہؓ نے کہا چونکہ ہم بھوکے ہیں اس کے کھانے میں کچھ ہرج نہیں' چنانچہ ہم نے اسی کو کھایا' وہ اتنی بڑی مچھلی تھی کہ اس کی پسلیوں کو ابوعبیدہ نے کھڑا کیا تو اس کے نیچے سے شتر سوار صاف گزر گیا اور پانچ آدمی اس مچھلی کی آنکھ کے حلقہ میں بآسانی بیٹھ جاتے تھے۔ ہم نے خوب اس کا گوشت کھایا اور اس کی چربی حاصل کی' اس کی وجہ سے ہمارے بدن چست ہو گئے اور ہماری طاقت اور تنومندی بحال ہو گئی۔ ہم مدینہ آئے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا جو چیز اللہ نے کھانے کے لیے تم کو بھیجی اسے مزے سے کھاؤ' کیا اس کا گوشت تمہارے ساتھ ہے' ہمارے پاس تھا ہم میں سے کسی صاحب نے اسے منگوایا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔

واقدی کہتا ہے کہ یہ واقعہ اس لیے غزوۃ الخبط کہلایا گیا کہ اس میں مسلمانوں کو خشک پتے کھانے پڑے جس کی وجہ سے ان کے جبڑے خاردار جھاڑی کھانے والے اونٹوں کی طرح ہو گئے۔

سریہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ:

اس سال شعبان میں رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ ابوقتادہؓ کی قیادت میں روانہ فرمایا عبداللہ ابی حدرۃ الاسلمی سے مروی ہے کہ میں نے اپنی ہم قوم ایک عورت سے شادی کی اور دوسو درہم اس کا مہر مقرر کیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ اس رقم کی ادائیگی کے لیے آپؐ سے مدد لوں۔ آپؐ نے پوچھا کتنا مہر ہے' میں نے کہا دوسو درہم' آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ اس سے زیادہ اور کیا باندھتے بخدا اس وقت تو میرے پاس کچھ ہے نہیں کہ تم کو دوں' چند روز میں خاموش رہا اب بنوجیشم بن معاویہ کا ایک شخص رفاعہ بن قیس بن رفاعہ بنوجیشم کی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ غار میں اپنی قوم اور دوسرے ہمراہیوں کے ساتھ اس نیت سے کہ وہ بنوقیس کو رسول اللہ ﷺ سے لڑائی پر ابھارے' آ کر فروکش ہوا۔ یہ شخص اپنے قبیلہ میں نامور اور معزز تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور دو مسلمانوں کو بلا کر حکم دیا کہ تم جاؤ اور یا تو اسے میرے پاس لاؤ اور یا کم از کم اس کی اطلاع لے کر آؤ۔ ہماری سواری کے لیے آپؐ نے ایک دبلی پتلی اونٹنی دی۔ ہم میں سے ایک شخص اس پر سوار ہو گیا مگر کمزوری کی وجہ سے وہ زمین سے نہ اٹھ سکی یہاں تک کہ لوگوں کو اسے پیچھے سے سہارا دے کر اٹھانا پڑا تب وہ بمشکل کھڑی ہو سکی' آپؐ نے فرمایا اسی پر چلے جاؤ اور اس کے پیچھے جاؤ''۔

رفاعہ بن قیس کا قتل:

آپؐ سے رخصت ہو کر ہم چلے ہمارے ساتھ اسلحہ میں تیر اور تلواریں تھیں ہم غروب آفتاب کے ساتھ جھٹ پٹے میں دشمن کی فرودگاہ کے قریب آ گئے میں ایک سمت چھپ کر گھات میں بیٹھ گیا اور میں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو دوسری جگہ گھات میں بٹھا دیا اور سمجھا دیا کہ جب میں دشمن کے اوپر حملہ کروں اور تکبیر کہوں تم بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کر دینا۔ ہم دشمن کی تاک میں بیٹھے تھے کہ اچھی طرح رات طاری ہو گئی دشمن کا ایک چرواہا باوجود زیادہ رات جانے کے ان کی فرودگاہ میں اپنے گلے کے ساتھ واپس نہیں آیا تھا وہ اس کے لیے خائف تھے۔ اس کی تلاش کے لیے ان کا سردار رفاعہ بن قیس اٹھا اس نے تلوار سنبھالی اسے گلے میں ڈالا اور اس نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے چرواہے کو ضرور کوئی گزند پہنچا ہے میں اس کی تلاش میں جاتا ہوں اس کے ساتھیوں نے اسے اس ارادے سے روکا اور کہا کہ تم نہ جاؤ ہم جاتے ہیں مگر اس نے نہ مانا اور کہا کہ میں خود ہی جاؤں گا۔ تب اس کے ساتھیوں نے کہا تو اچھا ہم بھی ساتھ چلتے ہیں۔ اس نے کہا ہرگز کسی کے ساتھ آنے کی ضرورت نہیں میں تنہا جاؤں گا یہ اپنے مقام سے چل کر میرے قریب آیا جب وہ میرے نشانے پر آ گیا میں نے تیر اس کے دل میں پیوست کر دیا اور وہ وہیں خاموش ٹھنڈا ہو گیا۔ میں نے بڑھ کر اس کا سر کاٹ لیا اور اب دشمن کی فرودگاہ پر حملہ کیا اور تکبیر کہی' میری آواز پر میرے دونوں ساتھی بھی تکبیر کہتے ہوئے اپنی کمین گاہوں سے نکلے اور حملے آور ہوئے' ہمارے اس حملے کا دشمن پر یہ رعب ہوا کہ ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ اپنے اہل وعیال اور اموال میں سے جو آسانی سے وہ لے جا سکے اسے لے کر وہ بھاگ نکلے' ہم کو بہت سے اونٹ اور بھیڑ بکریاں غنیمت میں ہمدست ہوئیں۔ ہم ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور رفاعہ کا سر میں خود اٹھائے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے ان اونٹوں میں سے تیرہ اونٹ مجھے عطا فرمائے۔ اور ان سے میں نے اپنی بیوی کا مہر ادا کیا اور اسے رخصت کرا کر اپنے گھر لایا۔

مال غنیمت کی تقسیم:

واقدی کہتے ہیں کہ محمد بن یحییٰ بن ابی حثمہ نے اپنے باپ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سریہ میں ابوقتادہؓ کے ساتھ ابن ابی المحدر رہ کو بھی بھیجا تھا۔ اس مہم میں سولہ آدمی تھے۔ یہ لوگ پندرہ راتیں مدینہ سے باہر رہے۔ ہر شخص کو بارہ بارہ اونٹ حصے میں ملے تھے۔ ایک اونٹ دس بکریوں کے مساوی قرار دیا گیا تھا۔ مال غنیمت میں چار عورتیں بھی تھیں ان میں سے ایک جوان خوبصورت عورت تھی وہ ابوقتادہ کے حصہ میں آئی۔ محمیہ بن الجزء نے اسے رسول اللہ ﷺ سے مانگا۔ آپؐ نے ابوقتادہؓ سے اسے مانگا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اسے غنیمت میں خریدا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اسے ہمیں دے دو۔ ابوقتادہؓ نے وہ عورت رسول اللہ ﷺ کو دے دی۔ آپؐ نے اسے محمیہ بن الجزء الزبیدی کو دے دیا۔

بطن اضم کی مہم:

اس سال آپ ﷺ نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو بطن اضم کی مہم کے ساتھ روانہ کیا۔ عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بطن اضم بھیجا۔ میں چند مسلمانوں کے ساتھ جن میں ابوقتادہ الحارث بن ربعی اور محلم بن جثامہ بن قیس اللیثی رضی اللہ عنہما بھی تھے مدینہ سے روانہ ہو کر بطن اضم آیا۔ یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ عامر بن اضبط الاشجعی اس مقام پر اپنے اونٹوں پر سوار ملا۔ اس کے ساتھ سامان معیشت اور دودھ کی ایک چھاگل بھی تھی ہمارے قریب آ کر اس نے ہمیں اسلامی طریقہ پر سلام کیا۔ ہم خاموش رہے ہم نے اس سے کوئی تعارض نہیں کیا البتہ محلم بن جثامہ اللیثی نے کسی عداوت کی وجہ سے اسے قتل کر دیا اور اس کے اونٹ اور اسباب پر قبضہ کر لیا۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ہم نے اس واقعہ کی آپ کو اطلاع دی' اس کے متعلق کلام پاک کی یہ آیت نازل ہوئی یَـٰٓأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا . (اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو تحقیق کر لیا کرو) واقدی کے قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کو جاتے ہوئے رمضان میں یہ سریہ بھیجا تھا' اس میں آٹھ آدمی تھے۔

غزوۂ موتہ

سلمہؓ سے مروی ہے کہ خیبر سے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ ماہ ربیع الاوّل اور ربیع الثانی مدینہ میں مقیم رہے۔ جمادی الاولیٰ میں آپؐ نے وہ مہم شام کو بھیجی جو موتہ میں تباہ ہوگئی۔

عروہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ جمادی الاولیٰ ۸ھ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے موتہ کو مہم بھیجی' زید بن حارثہ کو اس کا امیر مقرر فرمایا اور کہا کہ اگر وہ مارے جائیں تو پھر جعفر بن ابی طالب امیر ہوں وہ بھی کام آ جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ امیر ہوں۔ اس مہم نے رختِ سفر کی تیاری کی اور اب روانہ ہونے کے لیے تیار ہوئے' یہ تین ہزار تھے' ان کی روانگی کے وقت تمام لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ امراء کو خیر باد کہا اور ان کو دعا دی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ:

جب ان امراء میں سے تمام صحابہ عبداللہ بن رواحہ کو رخصت کرنے لگے وہ رو پڑے۔ صحابہؓ نے پوچھا عبداللہ بن رواحہ کیوں روتے ہو۔ انہوں نے کہا نہ مجھے دنیا کی محبت ہے اور نہ لوگوں سے تعلق خاطر ہے جس کی وجہ سے میں روتا ہوں اصل یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کلام اللہ کی یہ آیت تلاوت کرتے سنا ہے جس میں دوزخ کا ذکر ہے اور پھر مذکور ہے وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا . (تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو آگ پر نہ جائے گا تمہارا رب قطعی فیصلہ کر چکا ہے) میں نہیں جانتا کہ ایک مرتبہ آگ پر جانے کے بعد وہاں سے کیوں کر واپسی ممکن ہوگی۔ مسلمانوں نے کہا' اللہ تمہارے ساتھ ہے' وہ تمہاری حفاظت کرے گا اور پھر تم کو نیک نام کر کے ہم سے ملائے گا۔ اس موقع پر عبداللہ بن رواحہؓ نے یہ شعر کہے:

لٰكِنَّنِىْ اَسْئَلُ الرَّحْمَانَ مَغْفِرَةً وَ ضَرْبَةً ذَاتَ فَرْغٍ تَقْذِفُ الزَّبَدَا

ترجمہ: ''میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں اور ایسی ضرب لگانے کی مقدرت مانگتا ہوں جس سے وسیع شگاف ہو اور خون کے فوارے بہہ نکلیں۔

او طعنة بيدى حران مجهزة بحربة تنفذ الاحشا و الكبد

ترجمہ: یا بھالے سے ایسا سخت وار کروں کہ تمام انتڑیاں اور کلیجہ نکل پڑے۔

حتى يقولوا انا مرد على حدثى ارشدك الله من غاز و قد رشدا

ترجمہ: تا کہ جب وہ لوگ میری قبر پر آئیں تو کہیں اے غازی اللہ تیری ہدایت کرے حالانکہ بے شک اللہ نے پہلے ہی اسے ہدایت عطاء فرما دی ہے''۔

اب سب لوگ روانگی کے لیے بالکل آمادہ ہو گئے۔ عبداللہ بن رواحہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپؐ نے ان کو رخصت کیا' یہ مہم روانہ ہوگئی۔ خود رسول اللہ ﷺ نے کچھ دور ان کی مشایعت کی اور جب آپؐ خدا حافظ کہہ کر واپس آئے عبداللہ بن رواحہ

نے یہ شعر پڑھا:

خلف السلام علی امرئ ودعته فی النخل خیر مشیلع و خلیل

ترجمہ: ''پیچھے رہ گیا میرا اسلام اس شخص پر جسے میں نے نخلستان میں رخصت کیا اور وہ بہترین مشایعت کرنے والا اور دوست ہے''۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کا جذبۂ جہاد:

یہ مہم چلتے چلتے علاقہ شام کی سرزمین معان پہنچی۔ یہاں ان کو معلوم ہوا کہ ہرقل ایک لاکھ رومیوں کے سابقہ علاقہ بلقاء میں مقام باب پر فروکش ہے اور اس فوج کے علاوہ ایک ہی لاکھ لخم' جذام' بلقین' بہرا اور بلی کے خاندان اراشتہ کے ایک شخص مالک بن رافلہ کی قیادت میں اور اس کے ساتھ ہیں۔ اس اطلاع پر مسلمان معان میں دو شب اپنی حالت پر غور کرنے کے لیے ٹھہرے رہے بعضوں نے کہا ہمیں رسول اللہ ﷺ کو اپنے دشمن کی تعداد اور اپنی حالت لکھنا چاہیے تاکہ یا تو وہ ہماری امداد فرمائیں یا جیسا حکم دیں اس پر ہم کاربند ہوں۔ عبداللہؓ بن رواحہ نے تمام مسلمانوں کو شجاعت دلائی اور کہا اے مسلمانو! بخدا کیا تم اسی بات سے ڈرتے ہو جس کے لیے تم آئے ہو تم شہادت کے لیے آئے ہو ہم کثرتِ تعداد' طاقت ور ساز و سامان اور اسلحہ کی کثرت کے بل پر لوگوں سے نہیں لڑا کرتے ہم تو صرف اس دین کی خاطر جس سے اللہ نے ہمیں سرفراز کیا ہے لڑتے ہیں' آگے بڑھو دو خوبیوں میں سے ایک بہر حال ہماری ہے یا فتح یا شہادت' اس پر تمام مسلمان کہنے لگے بے شک عبداللہ بن رواحہؓ نے سچی بات کہی ہے اور اب وہ آگے بڑھے۔

زیدؓ بن ارقم کی روایت:

زیدؓ بن ارقم سے مروی ہے کہ میں یتیم تھا اور عبداللہ بن رواحہؓ کے زیر پرورش تھا جب وہ اس سفر پر روانہ ہوئے میں ان کے ہمراہ ان کے اونٹ پر پالان کی دوسری سمت میں ہم سفر تھا ایک رات میں نے ان کو بعض اپنے ایسے اشعار پڑھتے سنا جن سے میں سمجھا کہ یہ ان کا آخری سفر ہے اور وہ شوق شہادت سے سرشار ہیں میں رونے لگا انہوں نے آہستہ سے چابک میرے مارا اور کہا کہ بچے تم کیوں روتے ہو اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطاء فرمانے والا ہے اور تم آرام سے اس پالان میں بیٹھ کر گھر چلے جانا۔

حضرت زیدؓ و حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کی شہادت:

جب یہ جمعیت تخوم پہنچی ہرقل کی فوج جس میں رومی اور عرب تھے بلقاء کے ایک موضع مشارف پر ان کے مقابل آ گئی' جب دشمن قریب آیا مسلمان موتہ میں مورچہ زن ہوئے اور یہاں لڑائی شروع ہوئی۔ مسلمانوں نے اپنی فوج کی جنگی ترتیب قائم کی میمنہ پر بنو عذرہ کے قطبہ بن قتادہ کو امیر بنایا میسرہ پر عبایہ بن مالک الانصاری امیر مقرر کیے گئے اب نہایت خونریز جنگ شروع ہوگئی۔ زیدؓ بن حارثہ رسول اللہ ﷺ کا علم لیے ہوئے دشمن سے لڑے اور جب وہ دشمن کے کثیر تیروں سے شہید ہو گئے جعفرؓ بن ابی طالب نے علم لے لیا اور دشمن سے لڑنے لگے جب ہر طرف سے ان پر نرغہ ہوا وہ اپنے سبز گھوڑے سے میدان کارزار میں اتر پڑے اسے ہلاک کر دیا اور پھر دشمن سے لڑے اور مارے گئے۔ جعفر رضی اللہ عنہ مسلمانوں میں پہلے شخص ہیں کہ انہوں نے اپنے گھوڑے کو عہدِ اسلام میں ذبح کیا۔

حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی شہادت:

یحییٰ بن عباد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے ان کے باپ نے جو ان کی شیر خوارگی کے زمانے میں ان کی

پرورش کرتے تھے اور بنو مرہ بن عوف سے تھے اور خود اس موتہ کی جنگ میں شریک تھے بیان کیا کہ جعفر کا اپنے سبز گھوڑے سے کودنا اور پھر اسے ذبح کر کے دشمن سے لڑ کر شہید ہونا اس وقت بھی میری نظر کے سامنے ہے۔ ان کی شہادت کے بعد رسول اللہ ﷺ کے علم کو عبداللہؓ بن رواحہ نے اٹھالیا اور اسے لے کر اپنے گھوڑے پر آگے بڑھے وہ اپنے نفس کو جنگ میں شرکت کے لیے آمادہ کر رہے تھے اور کچھ متردد تھے اس موقع پر انہوں نے بعض ہمت افزا اشعار پڑھے اور پھر گھوڑے سے اتر پڑے اتنے میں ان کا ایک چچازاد بھائی گوشت بھری ہڈی ان کے پاس لایا اور کہا کہ اسے کھا کر ذرا کمر مضبوط کر لیجیے کیونکہ ان دنوں آپ کو تکلیف اٹھانا پڑی ہے عبداللہ بن رواحہؓ نے گوشت کا وہ ٹکڑا ہاتھ میں لے لیا اور اسے کھانے کے لیے نوچا اتنے میں فوج کی سمت سے نہایت شدید لڑائی کا شور سنائی دیا۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ جنگ کی یہ نوبت ہے اور میں اب تک زندہ ہوں۔ اس خیال کے ساتھ ہی انہوں نے وہ گوشت ہاتھ سے پھینک دیا' تلوار اٹھائی آگے بڑھے لڑے اور شہید ہو گئے۔ ان کے بعد ان کے علم کو بنو عجلان کے ثابت بن اقرم نے اٹھالیا اور مسلمانوں سے کہا اب کسی اور کو امیر بناؤ۔ سب نے کہا بس تم ہی اس کے اہل ہو۔ انہوں نے کہا میں اس کے لیے تیار نہیں۔ تب سب نے خالدؓ بن ولید کو اپنا امیر بنایا۔ خالدؓ نے علم لے کر دشمن کی مدافعت کی اور اب ان پر بڑھ کر حملہ کیا اور پھر واپس آئے اس دلیری کا یہ اثر ہوا کہ ہرقل خود ہی پسپا ہو گیا۔

حضرت خالدؓ بن ولید کو سیف اللہ کا لقب:

ابو قتادہؓ، رسول اللہ ﷺ کے مشہور شہسوار سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امرا کا جیش روانہ فرمایا اور کہا زیدؓ بن حارثہ تمہارے امیر ہیں اگر وہ کام آ جائیں۔ جعفرؓ بن ابی طالب امیر ہوں۔ اگر وہ کام آ جائیں عبداللہؓ بن رواحہ امیر ہوں۔ اس پر جعفر کھڑے ہوئے اور کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ زیدؓ میرے امیر ہوں گے تو میں اس مہم میں نہ جاتا۔ آپؐ نے فرمایا میرے حکم کی اطاعت کرو تم نہیں جانتے کہ کون بہتر ہے۔ یہ مہم چلی گئی اس کو گئے ہوئے ایک عرصہ گزر گیا اس کے بعد آپؐ ایک دن منبر پر چڑھے اور اذان کا حکم دیا جب سب آپؐ کے پاس جمع ہو گئے آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا باب خیبر' باب خیبر' باب خیبر' پھر آپؐ نے فرمایا آؤ میں تم کو اس مجاہد مہم کی حالت بیان کروں۔ یہ لوگ یہاں سے گئے۔ ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ زیدؓ مارے گئے اور شہید ہوئے' ان کے لیے مغفرت کا طالب ہوں۔ پھر جھنڈے کو جعفرؓ نے لے لیا انہوں نے دشمن پر حملہ کیا اور اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کا شاہد ہوں اور ان کے لیے مغفرت کا طالب ہوں۔ ان کے بعد عبداللہ بن رواحہؓ نے جھنڈا اٹھایا وہ ثابت قدم رہے اور شہید ہو گئے۔ میں ان کے لیے مغفرت کا طالب ہوں۔ اس کے بعد خالد بن ولیدؓ نے جھنڈا اٹھالیا وہ میرے مقرر کردہ امراء میں نہ تھے بلکہ وہ خود امیر بن گئے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے خداوند! وہ تیری تلواروں میں سے ایک ہیں تو ضرور ان کی مدد کرے گا۔ اس روز سے خالد کا لقب ''سیف اللہ'' ہوا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کل علی الصباح اپنے بھائیوں کی امداد کے لیے تیار ہو کر آ جاؤ اور کوئی رہ نہ جائے۔ چنانچہ تمام صحابہؓ پیادہ اور سوار آپ کے فرمانے پر دوڑ پڑے حالانکہ یہ شدید گرمی کا زمانہ تھا۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو جعفر کی شہادت کی خبر ملی۔ آپؐ نے فرمایا کل شام جعفرؓ چند ملائکہ کے ساتھ جا رہے تھے اور ان کے دو بازو تھے جن کا اگلا حصہ خون سے رنگین تھا اور وہ بیشہ جا رہے تھے جو یمن میں واقع ہے۔

قطبہ بن قتادہ العذری نے جو مسلمانوں کے میمنہ کے امیر تھے۔ مالک بن رافلہ عرب مستعربہ کے قائد پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔

حدس کی ایک کاہنہ کی پیشگوئی:

حدس کی ایک کاہنہ کو جب رسول اللہ ﷺ کے اس جیش کی پیش قدمی کی اطلاع ملی اس نے اپنی قوم حدس سے کہا (خود اس کا خاندان اس قبیلہ کی ایک شاخ بنوغنم تھی) میں تم کو ایسی قوم سے ڈراتی ہوں جو دیکھنے میں دبلے پتلے ہیں۔ کنکھیوں سے دیکھتے ہیں لاغر گھوڑوں پر سوار ہیں اور یہ خون کے فوارے بہائیں گے۔ اس کی قوم نے اس کی اس تنبیہ کو گرہ میں باندھ لیا وہ اس جنگ سے کنارہ کش ہو کر بنولخم میں چلے گئے۔ چنانچہ بعد میں بنوحدس ایک مرفہ الحال اور کثیر التعداد قبیلہ ہو گیا۔ ان کے برخلاف اس قبیلہ کے ایک خاندان بنوثعلبہ نے جنگ میں شرکت کی اور اس کے بعد ان کی تعداد بہت قلیل ہو گئی اور رہی۔ خالدؓ بن ولید اپنی سپاہ کو دشمن کے مقابلہ سے واپس لے کر مدینہ روانہ ہو گئے۔

اسلامی فوج کا استقبال:

عروہ بن زبیرؒ سے مروی ہے کہ جب یہ فوج مدینہ کے قریب پہنچی۔ رسول اللہ ﷺ اور دوسرے مسلمانوں نے ان کا استقبال کیا۔ نوعمر بچے بھی دوڑتے ہوئے ان کے استقبال کو بڑھے۔ خود رسول اللہ ﷺ اس فوج کے ساتھ گھوڑے پر سوار آ رہے تھے۔ آپؐ نے بچوں کو پیادہ دیکھ کر مجاہدین سے کہا ان کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیں اور فرمایا کہ جعفر کا لڑکا مجھے دو۔ عبداللہ بن جعفر آپؐ کے پاس لائے گئے۔ آپؐ نے ان کو اٹھا کر اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ دوسرے لوگوں نے اس فوج پر خاک ڈالنا شروع کی اور کہا کہ تم اللہ کی راہ میں بھگوڑے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بھگوڑے نہیں بلکہ انشاء اللہ پھر دشمن کے مقابلہ پر جائیں گے۔

حارث بن ہشام کی اولاد میں سے ایک صاحب سے جو ام سلمہؓ زوجۂ رسول اللہ ﷺ کے ننھیالی رشتہ دار تھے مروی ہے کہ ام سلمہؓ نے کسی عورت سے پوچھا کہ میں سلمہؓ بن ہشام بن مغیرہ کو رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا ہوا نہیں دیکھتی۔ اس بی بی نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ گھر سے نکلتے ہیں تو لوگ یہ طعنہ ان کو دیتے ہیں کہ تم اللہ کی راہ میں بھاگ نکلے اس وجہ سے وہ گھر بیٹھ رہے اور نہیں نکلتے اس سال رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ پر جہاد کیا۔

باب ۱۵

فتح مکہ ۸ ھ

بنوبکراور بنوخزاعہ کی مخاصمت:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ موتہ کی مہم روانہ کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ جمادی الاخری اور رجب مدینہ میں مقیم رہے اس کے بعد بنوبکر بن مناۃ بن کنانہ نے بنوخزاعہ پر جو اپنے ایک چشمہ آب وتیر پر جو مکہ کے زیریں میں واقع ہے مقیم تھے اچانک حملہ کر دیا۔ اس جھگڑے کی بنیاد جو بنوبکراور بنوخزاعہ میں شروع ہوا بنوحضرمی کا ایک شخص مالک بن عباد تھا۔ اس زمانے میں حضرمی کا حلیف اسود بن رزن تھا' یہ تجارت کے لیے جارہا تھا جب وہ خزاعہ کے علاقے میں پہنچا خزاعہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کے مال پر قبضہ کر لیا۔ اس کے انتقام میں بنوبکر نے موقع پا کر خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا عہد اسلام سے کچھ ہی پہلے خزاعہ نے اسود بن رزن کی بیٹیوں سلمٰی' کلثوم اور ذویب کو مقام عرفہ میں انصاب حرم کے پاس اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا تھا۔ یہ تینوں بنوبکر کی ناک اوران کی اشراف تھیں۔

بنوخزاعہ رسول اللہ ﷺ کے حلیف:

بنوالدیل کے ایک شخص سے مروی ہے کہ عہد جاہلیت میں الاسود اپنی فضیلت کی وجہ سے دو دو دیتیں دیتے تھے حالانکہ ہم صرف ایک دیت دیتے تھے بنوبکراور بنوخزاعہ میں یہ نزاع جاری تھا کہ اسلام جاری ہوا اور اب تمام عرب اسلام میں مشغول ہو گئے۔ صلح حدیبیہ میں جو رسول اللہ ﷺ اور قریش مکہ کے درمیان ہوئی تھی ایک شرط یہ بھی تھی کہ اب جو چاہے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں داخل ہو جائے اور جو چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو جائے۔ چنانچہ بنوبکر قریش کے ساتھ اور خزاعہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں داخل ہوئے اس صلح کے زمانے کو بنوبکر کے بنوالدیل نے اپنے ہم قوم اسود بن رزن کی بیٹیوں کا خزاعہ سے انتقام لینے کا اچھا موقع سمجھا اور اس غرض سے نوفل بن معاویۃ الدیلی بنوالدیل کے ساتھ جن کا وہ رئیس تھا' اگرچہ تمام بنوبکر اس کے تابع فرمان نہ تھے' برآمد ہوا' اور اس نے بنوخزاعہ پر جو اپنے وتیر نامی چشمہ پر فروکش تھے شب خون مارا۔ ان میں سے ایک شخص کو حملہ آوروں نے ختم کر دیا۔ بنوخزاعہ کو اپنا مقام چھوڑنا پڑا' اور پھر لڑائی ہوئی اس موقع پر قریش نے اسلحہ سے بنوبکر کی مدد کی۔ بلکہ رات کی تاریکی میں خفیہ طور پر قریش کے کچھ لوگ بھی بنوبکر کے ساتھ خزاعہ پر حملہ کرنے میں شریک ہوئے اور خزاعہ کو مجبوراً حرم میں پناہ لینا پڑی۔ واقدی کے بیان کے مطابق صفوان بن امیہ عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو اپنے سامانِ معیشت اور غلاموں کے ساتھ بھیس بدل کر اس شب خون میں شریک تھے۔

حرم میں بنوبکر کی خون ریزی:

جب خزاعہ حرم میں آ پہنچے بنوبکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا کہ اب ہم حرم میں ہیں اس لیے تم اپنے خدا سے ڈرو اور لڑائی سے باز رہو' مگر اس نے اس پر کچھ اعتناء نہیں کیا بلکہ یہ گستاخانہ جملہ کہا کہ آج میرا کوئی خدا نہیں میں کسی کو نہیں مانتا' اے بنوبکر اپنا بدلہ لے لو میں جانتا ہوں کہ تم ضرور اسی حرم میں چوری کرتے ہو اور کرو گے تو پھر کیوں حرم میں اپنا بدلہ نہیں لے لیتے۔

بنوبکر کا بنوخزاعہ پر شب خون:

بنوبکر نے خزاعہ پر تاؤ تیر پر جو شب خون مارا تھا انہوں نے منبہ نامی ایک ضعیف القلب شخص کو قتل کر دیا تھا یہ اور اس کا ہم قوم ایک اور شخص تمیم بن اسد فرودگاہ سے برآمد ہوئے۔ دشمن کو دیکھ کر منبہ نے تمیم سے کہا کہ تم بھاگ کر جان بچالو اور میں تو بہر حال اب مر جاؤں گا چاہے وہ مجھے قتل کریں یا چھوڑ دیں کیونکہ مجھے سخت اختلاج قلب ہو گیا ہے۔ تمیم بھاگ گیا اور حملہ آوروں نے منبہ کو جالیا اور قتل کر دیا۔ مکہ میں پہنچ کر خزاعہ نے بدیل بن ورقا الخزاعی اور اپنے مولیٰ رافع کے گھر پناہ لی۔

عمرو بن سالم خزاعی کی رسول اللہ ﷺ سے فریاد:

اس طرح جب قریش نے خزاعہ کے برخلاف بنوبکر کی مدد کی اور ان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا جو رسول اللہ ﷺ کے عہد و میثاق میں داخل تھے انہوں نے اس معاہدہ کی جو ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہوا تھا کھلی ہوئی خلاف ورزی کی۔ بنوکعب کا عمرو بن سالم الخزاعی نے اس نقض عہد کی شکایت کی اور فریاد رسی کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ آیا۔ آپؐ اس وقت تمام صحابہؓ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے اس نے آپؐ کے سامنے پہنچ کر یہ اشعار سنائے اور یہی واقعہ فتح مکہ کا باعث ہوا۔

لاهـم انـي نـاشـد مـحـمـدا حـلـف ابـيـنـا و ابـيـه الاتـلـدا

ترجمہ: ''اے خداوندا! میں محمد کو اپنے باپ اور ان کے باپ کی قدیم دوستی یاد دلاتا ہوں اور اس کا واسطہ دیتا ہوں۔

فـوالـدا كـنـا و كـنـت ولـدا ثـمـت اسـلـمـنـا فـلـم نـنـزع يـدا

ترجمہ: پہلے ہم تمہارے لیے بمنزلہ والد کے تھے اور تم ہمارے اولاد کے۔ پھر ہم اسلام لے آئے اور ہم اس سے دست بردار نہیں ہوئے۔

فـانـصـر رسـول الـلـه نـصـرا اعـتـدا وادع عـبـاد الـلـه يـاتـوا مـددا

ترجمہ: پس اے رسول اللہ آپ ہماری پوری مدد کیجیے اور اللہ کے بندوں کو ہماری امداد کے لیے بلائیے۔

فيهـم رسـول الـلـه قـد تـجـردا ابـيـض مـثـل الـبـدر نـيـمـى صـعـدا

ترجمہ: ان اللہ کے بندوں میں اللہ کے رسولؐ ہیں جو اپنی نورانیت میں چڑھتے ہوئے بدر کی مثال ہیں۔

ان سـيـلـم خـسـفـا و جـهـه تـربـدا فـي فـيـلـق كـالـبـحـر يـجـري مـزبـدا

ترجمہ: اگر ایک تنکے پر ظلم ہو تو ان کا چہرہ بحر مواج کے ایسے ایک لشکر جرار کے غبار سے غبار آلود ہو جاتا ہے۔

ان قـريـشـا اخـلـفـوك الـمـوعـدا و نـقـضـوا مـيـثـاقـك الـمـوكـدا

ترجمہ: بے شک قریش نے آپؐ سے وعدہ کی خلاف ورزی کی اور آپؐ کے مضبوط عہد کو توڑ ڈالا ہے۔

و جـعـلـوا لـي فـي كـدا رصـدا و زعـمـوا ان لـسـت ادعـوا احـدا

ترجمہ: اور انہوں نے کدا میں میری تاک میں لوگوں کو بٹھایا ہے اور وہ اس زعم باطل میں ہیں کہ میں کسی کو بھی اپنی مدد کے لیے نہیں بلا سکتا۔

و هـم اذل و اقـل عـددا هـم بـيـتـونـا بـالـوتـيـر هـجـدا

ترجمہ: وہ نہایت ہی ذلیل اور معدودہ چند ہیں۔انہوں نے وتیر میں حالت نماز میں ہم پر شب خون مارا۔

فقتلونا رکعا و سجدا

ترجمہ: اور اس طرح حالتِ رکوع اور سجود میں ہم کو قتل کیا ہے''۔

بدیل بن ورقاء:

یا رسول اللہ ﷺ ہم اسلام لا چکے ہیں اور انہوں نے ہم کو قتل کیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن سالم اطمینان رکھو ہم تمہاری مدد کے لیے تیار ہیں۔ اسی وقت رسول اللہ ﷺ کو آسمان پر بدلی نظر آئی۔ آپؐ نے فرمایا یہ گھٹا بنوکعب کی امداد میں برسے گی۔ یہ فال نیک ہے۔ پھر بدیل بن ورقاء خزاعہ کے چند آدمیوں کے ساتھ مکہ سے چل کر مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے اسی شب خون کا پورا واقعہ سنایا اور اپنی مصیبت بیان کی اور قریش نے اس موقع پر بنوبکر کو جو مدد دی تھی اس کی خبر کی۔ یہ جماعت عرض حال کر کے مدینہ سے مکہ واپس ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اب ابوسفیان ہمارے پاس اس معاہدہ صلح کی تجدید اور اضافہ مدت کے لیے آنے والا ہے۔

بدیل بن ورقاء اور ابوسفیان:

بدیل بن ورقاء اور اس کے رفیق اپنی راہ چلے گئے مقام عسفان میں ابوسفیان سے ان کی ملاقات ہوئی جسے قریش نے اپنی اس حرکت کے نتائج کے خوف سے رسول اللہ ﷺ کے پاس سابقہ معاہدۂ صلح کی توثیق اور اضافہ مدت کے لیے گفتگو کرنے بھیجا تھا۔ ابوسفیان نے بدیل سے پوچھا کہاں سے آتے ہو۔ ابوسفیان کو یقین تھا کہ یہ ضرور رسول اللہ ﷺ سے مل کر آ رہا ہے۔ بدیل نے کہا میں اپنی قوم کے پاس جو ساحل پر اس وادی کے شکم میں مقیم ہے گیا تھا۔ ابوسفیان نے پوچھا محمدؐ کے پاس نہیں گئے۔ اس نے کہا نہیں۔ مگر جب بدیل مکہ کی سمت روانہ ہو گیا ابوسفیان نے کہا اگر یہ مدینہ گیا ہے تو وہاں ضرور اس کی اونٹنی نے چھوہارے کی گٹھلی کھائی ہو گی۔ اس خیال سے وہ اس کی ناقہ کی نشست گاہ کو گیا اور اس کی مینگنی کو اٹھا کر توڑا' اس میں چھوہارے کی گٹھلی نظر آئی۔ ابوسفیان نے کہا میں حلف کرتا ہوں کہ بدیل ضرور محمدؐ کے پاس گیا ہے۔

ابوسفیان کی تجدید معاہدہ کی کوشش:

وہاں سے چل کر ابوسفیان مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ پہلے وہ اپنی بیٹی ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان کے پاس پہنچا اور رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگا' مگر ام حبیبہؓ نے اس بستر کو لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی کیا تم نے اس بستر کو میرے شایان شان نہ سمجھا یا مجھے اس بستر کے قابل نہ سمجھا کیا بات ہے ام حبیبہؓ نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے تم مشرک نجس ہو میں نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھو اس لیے میں نے اسے اٹھا دیا۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی بخدا مجھ سے علیحدگی کے بعد تم میں برائی آ گئی۔ وہاں سے اٹھ کر ابوسفیان خود رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور معاملہ پر گفتگو کی۔ آپؐ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اب وہ ابوبکرؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کریں مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اب وہ عمرؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا۔ انہوں نے کہا بھلا میں تمہاری سفارش رسول اللہ ﷺ سے کروں' بخدا اگر مجھے باجرے کے دانے دستیاب ہوں تو میں انہیں سے تم سے جہاد کروں۔ وہاں سے نکل کر اب وہ علیؓ بن ابی طالب کے پاس آیا اس وقت ان کے

پاس فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں اور ان کے صاحبزادے حسن بن علیؓ جو بالکل کمسن بچے تھے اور کھیلتے پھرتے تھے موجود تھے ابوسفیان نے کہا اے علیؓ یہاں کے تمام لوگوں میں تم سے میرے تعلقات بھی نہایت خوش گوار تھے اور قرابت میں تم میرے سب سے قریب تر عزیز ہو۔ میں ایک حاجت لے کر آیا ہوں ایسا نہ ہو کہ میں بے نیل و مرام خالی ہاتھ واپس جاؤں۔ تم رسول اللہ ﷺ سے ہماری سفارش کرو۔ علیؓ نے کہا ابوسفیان' جس کام کا رسول اللہ ﷺ ارادہ فرما چکے ہوں بخدا میری یہ مجال نہیں کہ میں اس کے متعلق ان سے کچھ کہہ سکوں۔ ابوسفیان فاطمہ کی طرف متوجہ ہوا' اور ان سے کہا اے محمد کی بیٹی! کیا تم یہ نہیں کر سکتیں کہ اپنے اس بیٹے سے کہو کہ وہ سب کے درمیان مجھے پناہ دیں اور اس طرح ہمیشہ کے لیے عرب کے سید ہو جائیں۔ فاطمہؓ نے کہا بخدا ابھی میرا یہ لڑکا اس عمر کو نہیں پہنچا ہے کہ وہ سب لوگوں میں تم کو پناہ دے اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف مرضی تو کوئی بھی پناہ نہیں دے سکتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابوسفیان کو مشورہ:

ابوسفیان نے علیؓ سے کہا ابوالحسن میرے معاملات نے نازک صورت اختیار کر لی ہے کوئی راہ سمجھ نہیں آتی تم مجھے مخلصانہ مشورہ دو کہ میں کیا کروں۔ علیؓ نے کہا بخدا میں کوئی تدبیر ایسی نہیں جانتا جو تمہارے لیے مفید ہو۔ البتہ چونکہ تم تمام بنوکنانہ کے رئیس ہو اس لیے تم خود مجمع عام میں کھڑے ہو کر اپنے کو سب کی حفاظت میں دے دو اور پھر اپنے وطن چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کیا واقعی آپ اس مشورے کو میرے لیے کچھ مفید سمجھتے ہیں علیؓ نے کہا بخدا ہرگز نہیں میں جانتا ہوں کہ اس سے بھی تم کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ مگر اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت ہی نہیں ہے مجبوری ہے ابوسفیان نے مسجد میں کھڑے ہو کر سب کے سامنے کہا کہ اے لوگو! میں اپنے کو سب کی پناہ میں دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چل دیا قریش کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا کیا کر آئے ہو؟ اس نے کہا میں نے محمدؐ سے ملاقات کی اور اس معاملہ میں گفتگو کی مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں ابوبکرؓ سے ملا وہاں بھی کوئی مفید مطلب بات حاصل نہ ہوئی پھر عمرؓ سے ملا ان کو میں نے سب سے زیادہ اپنا دشمن پایا۔ پھر میں علیؓ کے پاس گیا ان کو میں نے سب سے زیادہ متواضع پایا' انہوں نے مجھے ایک مشورہ دیا اس پر میں نے عمل کیا۔ مگر میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہمارے لیے سودمند ہوگا بھی یا نہیں' قریش نے پوچھا وہ کیا بات ہے' ابوسفیان نے کہا انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں تمام لوگوں کی پناہ میں اپنے کو دے دوں میں نے یہ کیا۔ قریش نے پوچھا کیا محمدؐ نے اس کو تسلیم کیا اور اجازت دی۔ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا تو پھر یہ کیا بات ہوئی۔ بخدا علیؓ نے تو تمہارے ساتھ محض مذاق کیا ہے اس سے ہمیں کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے ابوسفیان نے کہا تو اس کے سوا تو میں کچھ اور نہیں کر سکا۔

حضرت محمد ﷺ کا مکہ جانے کا فیصلہ:

رسول اللہ ﷺ نے سفر کی تیاری کا حکم دیا آپؐ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میرا سامان بھی درست کر دو۔ ابوبکرؓ اپنی بیٹی عائشہؓ کے پاس آئے دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامان کو درست کر رہی ہیں پوچھا بیٹی! کیا رسول اللہ ﷺ نے سامان کی تیاری کا حکم دیا ہے انہوں نے کہا ہاں!۔ ابوبکرؓ نے پوچھا کچھ سمجھتی ہو کہ ان کا ارادہ کہاں جانے کا ہے۔ عائشہؓ نے کہا یہ تو میں بالکل نہیں جانتی اس کے بعد خود رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں کو بتا دیا کہ میں مکہ جا رہا ہوں اور حکم دیا کہ سب لوگ فوراً انتظام کر کے تیار ہو جائیں اور فرمایا اے خداوندا! تاوقتیکہ ہم خود ان کے علاقہ میں نہ پہنچ جائیں قریش کو ہماری نقل و حرکت کی کسی مخبر یا جاسوس کے ذریعہ اطلاع نہ مل سکے اب تمام مسلمانوں نے سفر کی تیاری شروع کر دی۔ اس موقع پر مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب اور تحریص کے لیے حسان بن ثابت

نے چند شعر بھی کہے۔

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا خط:

جب رسول اللہ ﷺ پوری طرح مکہ جانے کے لیے تیار ہو گئے حاطبؓ بن ابی متبعہ نے ایک خط قریش کو لکھا اور اس میں اطلاع دی کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے مقابلہ پر آ رہے ہیں۔ یہ خط انہوں نے ایک عورت کو جس کے متعلق محمد بن جعفر کا خیال ہے کہ وہ قبیلۂ مزنیہ کی تھی اور ان کے علاوہ دوسروں کا خیال ہے کہ وہ بنی عبدالمطلب کے کسی شخص کی چھوکری تھی دیا اور اس خط کو قریش کو پہنچا دینے کی کچھ اُجرت دی۔ اس عورت نے وہ خط اپنے سر میں رکھ کر اوپر سے بال گوندھ لیے اور روانہ ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی حاطب کی اس حرکت کی خبر ہوئی آپؐ نے علی بن ابی طالبؓ اور زبیرؓ بن العوام کو بلایا اور کہا کہ حاطبؓ نے ہماری تیاری کی اطلاع ایک خط کے ذریعے قریش کو دی ہے اور اس خط کو ایک عورت کے ہاتھ مکہ بھیجا ہے تم اسے جا کر پکڑ لو یہ دونوں مدینہ سے چلے اور ابن ابی احمد کے حلیفہ میں اسے جا پکڑا۔ سواری سے اتارا اس کے کجاوے کی تلاشی لی مگر کوئی چیز نہیں ملی۔ علیؓ بن ابی طالب نے اس سے کہا۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہرگز جھوٹ بات نہیں کہی ہے اور نہ ہم جھوٹے ہیں یا تو تو خط دے دے ورنہ میں ننگا کر کے تیری جامہ تلاشی لوں گا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ یہ بغیر خط لیے پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ اس نے کہا اچھا ذرا مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ علیؓ ہٹ گئے اس نے اپنے سر کی لٹیں کھولیں اور خط نکال کر علی کو دیا' وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ آپؐ نے حاطب کو بلا کر پوچھا تم نے یہ کیوں کیا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اللہ اور اس کے رسول پر سچا ایمان رکھتا ہوں میرے ایمان میں کوئی تغیر نہیں ہوا ہے میں ویسا ہی پکا مسلمان ہوں جیسا کہ تھا مگر یہاں میرا کوئی نہیں ہے اور قریش میں میرے اہل وعیال ہیں ان کی خاطر میں نے ایسا کیا۔ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن ماردوں اس نے ضرور نفاق برتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمر کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کو جنگ بدر میں تمام شرکائے بدر کی حالت بخوبی معلوم تھی جس کی وجہ سے اس نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ حاطبؓ ہی کے متعلق یہ آیت یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء اس کے قول و الیك انبنا آخر قصہ تک نازل ہوئی ہے۔ ''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ''۔

حضرت محمد ﷺ کی روانگی مکہ:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس سفر پر روانہ ہوئے آپؐ نے ابورہم کلثوم بن حصین بن خلب الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا ۱۰/ رمضان کو آپؐ مدینہ سے روانہ ہوئے آپ بھی روزے سے تھے اور دوسرے مسلمان بھی صائم تھے۔ قدید پہنچ کر جو عسفان اور اَمج کے درمیان ہے آپؐ نے افطار صوم کیا۔ یہاں سے بڑھ کر آپؐ نے دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ مرالظہران پر قیام فرمایا۔ بنو سلیم اور مزنیہ بھی آپؐ کے شریک ہو گئے ان کی تعداد بھی کثیر تھی اور ان میں اکثر مسلمان تھے۔ اس سفر میں تمام مہاجرین اور انصار بلا استثناء آپ کے ہمرکاب تھے آپ مرالظہران پر مقیم تھے مگر آپ کی نقل وحرکت کی قریش کو قطعی خبر نہ تھی۔ تمام ذرائع اطلاع اللہ کی طرف سے ان کے لیے مسدود ہو چکے تھے ان کو کچھ معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں۔ اور اب کیا کرنے والے ہیں۔ ابوسفیان بن حرب' حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء اس رات آپ کی اطلاع لینے مکہ سے چلے۔

ابوسفیان کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی خواہش:

عباسؓ بن عبدالمطلب اثنائے راہ میں کسی جگہ رسول اللہ ﷺ سے آ کر مل گئے تھے ابوسفیان بن الحارث اور عبداللہ بن امیہ بن المغیرہ بھی نیق العقاب میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے آپؐ سے ملاقات کے لیے آئے اور آپؐ کے پاس پہنچنے کی کوشش کی ام سلمہؓ نے ان کے بارے میں آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا چچازاد بھائی اور پھوپھی زاد بھائی اور خسر آپؐ سے ملنا چاہتے ہیں آپؐ نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ان میں سے میرے چچازاد بھائی نے میری آبروریزی کی اور پھوپھی زاد بھائی اور خسر نے مکہ میں جو کچھ مجھے کہا وہ سب جانتے ہیں۔ جب اس کی اطلاع ان کو ہوئی اس وقت ابوسفیان کے ساتھ اس کا کمسن بیٹا بھی تھا اس نے کہا بخدا یا تو وہ مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دیں ورنہ میں اپنے بچے کو لے کر اس وسیع زمین میں غائب ہو جاتا ہوں اور بھوک اور پیاس سے اپنی جانوں کو ہلاک کر دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی یہ بات معلوم ہوئی آپ کو رحم آ گیا اور آپؐ نے دونوں کو بلا لیا۔ وہ آپؐ کے پاس آئے اور اسلام لے آئے۔ ابوسفیانؓ نے اپنے وہ اشعار جو انہوں نے اسلام اور اپنی سابقہ روش کے اعتذار میں لکھے تھے آپ کو سنائے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ان اشعار میں جب ابوسفیان نے یہ شعر پڑھا ونالنی مع اللہ من طروت کل مطرد. ''اور اللہ نے مجھے ملا دیا اس شخص سے جسے میں نے ہر جگہ سے نکالا تھا'' رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور کہا کہ تو نے مجھے ہر جگہ ستایا اور میری مخالفت میں کوئی جتن نہ چھوڑا۔

قبائل عرب کو شرکت کی دعوت:

واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ مکہ روانہ ہوئے کسی نے کہا آپ قریش کے مقابلہ پر جا رہے ہیں کسی نے کہا آپؐ ہوازن پر جا رہے ہیں کسی نے کہا آپ ثقیف کے مقابلے پر جا رہے ہیں آپؐ نے قبائل عرب کو اس مہم میں شرکت کے لیے بلایا مگر وہ نہ آئے آپؐ نے نہ جھنڈے دیے اور نہ نشان علم کیا' آپ قدید آئے یہاں بنوسلیم گھوڑوں پر سوار پورے اسلحہ سے مسلح ہو کر آپؐ کے ساتھ شریک ہونے کے لیے آئے۔ عینیہ عرج میں اپنے چند آدمیوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں آ گئے تھے اور اقرع بن حابس سقیا میں آپؐ سے آ ملے۔ عینیہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ نہ میں جنگ کا سامان دیکھتا ہوں اور نہ احرام کی تیاری پاتا ہوں۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہاں خدا چاہے گا پھر آپؐ نے اللہ سے دعا مانگی کہ قریش کو ہماری خبر نہ ہونے پائے اب آپؐ مرالظہران میں فروکش ہوئے ابوسفیان بن حرب مع حکیم بن حزام مکہ سے نکلا۔

حضرت عباسؓ اور ابوسفیان کی ملاقات:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ سے چل کر مرالظہران آئے' عباس بن عبدالمطلب نے اپنے دل میں کہا رسول اللہ ﷺ مدینہ سے چل چکے اب قریش کی خیر نہیں' بخدا اگر وہ قریش سے ان کے علاقہ میں لڑے اور مکہ میں بزور شمشیر داخل ہوئے تو ہمیشہ کے لیے قریش ہلاک اور برباد ہو جائیں گے وہ رسول اللہ ﷺ کی سفید مادہ خچر پر سوار ہوئے اور کہا کہ میں اراک جاتا ہوں شاید وہاں مجھے کوئی لکڑہارا' گھوسی یا کوئی اور شخص جو مکہ آتا ہو مل جائے اور وہ قریش سے جا کر ان کا صحیح مقام بتا دے اور پھر قریش رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر امان لے لیں۔ عباسؓ نے بیان کیا کہ اس نیت سے میں مکہ سے چل کر اراک آیا' وہاں اپنی غرض کی تلاش میں پھر رہا تھا کہ میں نے ابوسفیان بن حرب' حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء کی آواز سنی۔ یہ لوگ

رسول اللہ ﷺ کی خبر معلوم کرنے کے لیے نکلے تھے' میں نے ابوسفیان کو کہتے سنا کہ بخدا میں نے آج تک آگ کے ایسے لاوے جو نظر آ رہے ہیں' پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ بدیل نے کہا یہ بنوخزاعہ کے لاوے ہیں جو لڑائی کے لیے روشن کیے گئے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ خزاعہ تو حد درجہ کے بخیل اور ذلیل ہیں بھلا کہاں وہ اتنے چولھے جلا سکتے ہیں۔ اب میں نے ابوسفیان کی آواز شناخت کی اور آواز دی ابوحنظلہ' اس نے کہا ابوالفضل' میں نے کہا ہاں! ابوسفیان نے کہا خوب ہوا کہ تم سے ملاقات ہوئی' میرے ماں باپ تم پر نثار کہو کیا خبر ہے۔ میں نے کہا یہ آگ رسول اللہ ﷺ کی فرودگاہ کی ہے۔ ایسی زبردست فوج کے ساتھ انہوں نے تم پر چڑھائی کی ہے کہ تم اس کی تاب مقاومت نہیں لا سکتے دس ہزار مسلمان ساتھ ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ابوسفیان کو مشورہ:

ابوسفیان نے کہا تو پھر کیا مشورہ دیتے ہو۔ میں نے کہا تم میری اس خچر کے پیچھے پر بیٹھ جاؤ تا کہ میں تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ سے امان لے لوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر تم ان کے قابو میں آ گئے تو وہ تمہاری گردن ماردیں گے۔ ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہو گیا میں نے رسول اللہ ﷺ کی خچر کو ایڑ دی اور تیزی کے ساتھ آپ کی سمت چلا۔ جب میں مسلمانوں کے کسی لاوے کے پاس سے گزرتا وہ کہتے یہ رسول اللہ ﷺ کے چچا رسول اللہ ﷺ کی مادہ خچر پر سوار جا رہے ہیں۔ شدہ شدہ میں عمر بن الخطابؓ کے چولھے کے پاس آیا وہ دیکھتے ہی کہنے لگے' ابوسفیان اللہ کا شکر ہے کہ اس نے بغیر کسی وعدہ اور معاہدہ کے تجھے ہمارے قبضے میں کر دیا۔ پھر وہ تیزی سے رسول اللہ ﷺ کے پاس دوڑے' میں نے بھی اپنی خچر کو ایڑ دی۔ ابوسفیان کو میں نے اپنے پیچھے بٹھا ہی لیا تھا میں جھپٹ کر رسول اللہ ﷺ کے خیمہ کے دروازے پر آیا اور جس طرح کہ ایک سست جانور ایک سست رفتار شخص سے مسابقت کرتا ہے میں بھی عمرؓ سے کچھ پہلے وہاں پہنچ گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت:

عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ خدا نے دشمن خدا ابوسفیان کو بغیر کسی وعدہ اور معاہدہ کے ہمارے قابو میں کر دیا ہے آپؐ مجھے اجازت دیں کہ اسے قتل کر دوں اب میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے پناہ دے دی ہے اور اب میں ان کے بالکل پاس جا بیٹھا اور آپ کا فرق مبارک میں نے تھام کر کہا کہ آج میرے سوا کوئی ان سے سرگوشی نہ کرنے پائے گا۔ جب عمرؓ ابوسفیان کی مخالفت میں بہت بڑھے میں نے ان سے کہا اب بس کرو' اس کی اتنی شدید مخالفت تم صرف اس لیے کر رہے ہو کہ یہ بنوعبد مناف میں سے ہے اگر یہ بنوعدی بن کعب میں ہوتا تو تم اس کے متعلق ایسا نہ کہتے۔ عمرؓ نے کہا عباسؓ خاموش رہو۔ بخدا جس روز تم مسلمان ہوئے مجھے تمہارے اسلام لانے سے اس سے کہیں زیادہ خوشی ہوئی جتنی کہ مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے سے اگر وہ اسلام لے آتے ہوتی' اور یہ صرف اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے اسلام لانے سے خطاب کے اسلام لانے کے مقابلہ میں کہیں زیادہ خوش ہوئے۔ اب رسول اللہ ﷺ نے عباسؓ سے فرمایا اچھا جاؤ ہم نے اسے پناہ دی کل صبح لے کر آنا۔ عباسؓ اسے اپنے مقام پر واپس لے گئے۔

ابوسفیان کا قبول اسلام:

دوسرے دن صبح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے اور ابوسفیان کو دیکھتے ہی آپؐ نے فرمایا ابوسفیان تم کو کیا ہوا ہے

کیا اب بھی یہ بات تم پر آشکارا نہیں ہوئی کہ سوائے اللہ واحد کے کوئی اور معبود نہیں۔ ابوسفیانؓ نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر نثار ہوں آپؐ سے بڑھ کر کوئی شخص قرابت کا لحاظ کرنے والا بردبار اور شریف جذبات نہیں ہوگا بے شک اب میں سمجھتا ہوں کہ اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور دوسرا خدا ہوتا تو ضرور وہ میرے کچھ کام آتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افسوس ہے ابوسفیان کیا اب بھی یہ بات تم پر آشکارا نہیں ہوئی کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ ابوسفیانؓ نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر نثار ہوں آپؐ سے بڑھ کر صلہ رحم کرنے والا حلیم اور سخی اور شریف کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔ مگر اس باب میں مجھے ابھی تردد ہے' عباسؓ نے بیان کیا کہ اب میں نے اس سے کہا کہ تم کو کیا ہوا ہے بہتر ہے کہ کلمہ شہادت حق کا اعلان کردو ورنہ تمہاری گردن ماردی جائے گی' اس نے کلمۂ شہادت ادا کیا۔

ابوسفیانؓ سے امتیازی سلوک:

عباسؓ سے مروی ہے کہ ابوسفیانؓ کے کلمہ شہادت پڑھ دینے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اب تم جاؤ اور ان کو وادی کے تنگنائے کے قریب پہاڑ کی چوٹی پر اپنے ساتھ رکھنا تاکہ وہ اللہ کی فوجوں کو جب وہ ان کے سامنے سے گزریں دیکھ لیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ ابوسفیانؓ ایسے شخص ہیں کہ وہ فخر کو پسند کرتے ہیں آپؐ ان کو ان کی قوم پر کوئی خاص امتیاز عطا فرمایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا جو شخص ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہوگا وہ مامون ہے' جو مسجد میں چلا جائے گا وہ مامون ہے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے وہ مامون ہے۔

ابوسفیانؓ اور لشکر اسلام:

میں آپؐ کے پاس سے اٹھ آیا اور میں نے ابوسفیان کو وادی کے تنگنائے میں پہاڑ کی چوٹی پر اپنے ساتھ ٹھہرا لیا تمام قبائل ان کے سامنے سے گزرنے لگے جب کوئی قبیلہ آتا وہ مجھ سے پوچھتے یہ کون ہیں میں نے کہا یہ بنو سلیم ہیں۔ ابوسفیانؓ نے کہا مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بعد دوسرا قبیلہ آیا انہوں نے پوچھا یہ کون ہیں میں نے کہا یہ اسلم ہیں ابوسفیانؓ نے کہا مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں۔ پھر جہنیہ آئے' انہوں نے دریافت کیا یہ کون ہیں میں نے کہا یہ جہنیہ ہیں۔ ابوسفیانؓ نے کہا مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اب خود رسول اللہ ﷺ کی سواری جن کے جلو میں ان کی خاص فوج جس میں تمام مہاجرین اور انصار فولاد میں غرق کہ صرف آنکھوں کے حلقے نظر آتے تھے آئی' ابوسفیانؓ نے پوچھا ابوالفضل یہ کون ہیں میں نے کہا یہ خود رسول اللہ ﷺ مہاجرین اور انصار کے ساتھ ہیں۔ ابوسفیانؓ نے کہا اے ابوالفضل بخدا اب تو تمہارے بھتیجے کی طاقت اور شوکت بہت بڑھ گئی ہے۔ میں نے کہا یہ دنیاوی حکومت نہیں بلکہ یوں کہو کہ یہ نبوت کا اثر ہے ابوسفیان نے کہا تو اچھا اب میں یہی کہتا ہوں۔ میں نے کہا اچھا اب تم فوراً اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی آمد سے خبردار کردو۔ چنانچہ وہ تیزی سے چل کر مکہ آیا اور اس نے مسجد میں چلا کر کہا' اے قریش آگاہ ہو جاؤ محمدؐ ایک ایسی زبردست فوج کے ساتھ جس کی تم مقاومت نہیں کر سکتے تم پر آ گئے ہیں قریش نے کہا تو پھر کیا ہو۔ ابوسفیانؓ نے کہا جو میرے گھر آ جائے گا وہ مامون ہے۔ قریش نے کہا بھلا تمہارا گھر ہمیں کیا کفایت کر سکتا ہے تب ابوسفیانؓ نے کہا اور جو شخص مسجد میں آ جائے وہ مامون ہے اور جو اپنا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے۔ عروہؒ نے فتح مکہ کے متعلق عبدالملک کے استفسار پر حسب ذیل بیان اسے لکھا تھا:

آپؐ نے مجھ سے فتح مکہ کے موقع پر خالد بن ولید کی کاروائی دریافت کی ہے کہ آیا انہوں نے غارت گری کی اور کس کے حکم

سے کی اس کے متعلق نگارش ہے کہ خالدؓ بن ولید فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے مکہ جاتے ہوئے آپ بطن مر آئے۔ قریش نے ابوسفیانؓ اور حکیم بن حزام کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اس وقت تک ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارادہ کہاں کا ہے آیا وہ قریش کے مقابلہ پر آ رہے ہیں یا طائف کا قصد رکھتے ہیں۔ بدیل بن ورقا بھی خود ہی ان کی مصاحبت کے لیے ان دونوں کے ساتھ ہو گیا یہ صرف تین آدمی تھے اور کوئی ساتھ نہ تھا ان کو بھیجتے وقت قریش نے ان سے کہا کم از کم تمہاری سمت سے وہ مکہ پر یورش نہ کرنے پائیں اور یہ اندیشہ ہمیں اس لیے ہے کہ اب تک ہم نہیں جانتے کہ محمد ﷺ کا قصد کہاں کا ہے۔ وہ ہمارے ارادے سے آتے ہیں یا ہوازن یا ثقیف کے مقابلے پر جاتے ہیں۔

اہل مکہ کو امان:

رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان حدیبیہ میں جو صلح ہوئی تھی اس کے لیے ایک معاہدہ مرتب کیا گیا تھا اور اس کی مدت مقرر کی گئی تھی اس معاہدہ کی رو سے بنو بکر قریش کے ساتھ ہو گئے تھے۔ بنو کعب کی ایک جماعت اور بنو بکر کی ایک جماعت میں لڑائی ہو گئی۔ صلح حدیبیہ میں یہ طے ہوا تھا کہ مدت مقررہ میں طرفین کے درمیان نہ لڑائی ہو گی اور نہ کوئی کسی کو گرفتار کرے گا مگر قریش نے اس نزاع میں اسلحہ سے بنو بکر کی مدد کی بنو کعب نے قریش کو موردالزام قرار دیا اور اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ پر چڑھائی کی۔ ابوسفیان، حکیم اور بدیل اسی چڑھائی کے زمانے میں مرالظہران آئے' ان کو پہلے سے یہ معلوم نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ وہاں فروکش ہو چکے ہیں اچانک یہ لوگ سامنے پہنچ گئے' آپ کو وہاں مقیم دیکھ کر ابوسفیان، بدیل اور حکیم آپ کی خاص قیام گاہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام لا کر آپ کی بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں کو قریش کے پاس بھیجا تا کہ یہ ان کو اسلام کی دعوت دیں۔ مجھے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ جو شخص ابوسفیانؓ کے گھر آ جائے گا وہ مامون ہے۔ ان کا گھر مکہ کے بالائی حصے میں تھا۔ نیز آپؐ نے فرمایا اور جو حکیمؓ کے گھر میں آ جائے گا وہ مامون ہے۔ ان کا گھر زیرین مکہ میں تھا اور یہ فرمایا اور جو شخص اپنا دروازہ بند کرے اور لڑائی سے دست کش ہو جائے وہ مامون ہے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی کفار سے جھڑپ:

آپ سے مل کر جب ابوسفیانؓ اور حکیم مکہ جانے لگے آپؐ نے ان کے بعد زبیر کو روانہ کیا اور اپنا علم ان کو دیا ان کو مہاجرین اور انصار کے رسالہ کا سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ اس علم کو مکہ کے بالائی حصہ پر حجون میں نصب کر دینا اور پھر اس مقام سے جہاں علم نصب کرنے کا میں نے تم کو حکم دیا ہے تاوقتیکہ میں خود تمہارے پاس نہ آؤں تم ذرا نہ ہٹنا اور یہی وہ مقام ہے جہاں سے رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اسی طرح آپؐ نے خالدؓ بن ولید کو قضاء اور بنوسلیم کے مسلمانوں اور دوسرے ان مسلمانوں کا جو کچھ ہی عرصہ پہلے اسلام لائے تھے سردار مقرر کیا اور ان کو زیرین مکہ سے مکہ میں داخل ہونے کی ہدایت کی۔ اسی سمت میں بنو بکر تھے جن کو قریش نے اپنی مدد کے لیے بلایا تھا اور بنوالحارث بن عبد مناۃ اور حبشی قریش کے حکم سے موجود تھے۔ خالد زیرین مکہ سے اندر بڑھے۔ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ بھیجتے وقت رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ اور زبیرؓ دونوں کو ہدایت کر دی تھی کہ تاوقتیکہ کوئی تم سے نہ لڑے تم کسی سے نہ لڑنا' مگر جب خالد رضی اللہ عنہ مکہ کے زیرین میں بنو بکر اور حبشیوں کے مقابل آئے

انہوں نے آتے ہی ان سے قتال شروع کر دیا۔ اللہ نے بنوبکر وغیرہ کو شکست دی۔ فتح مکہ میں صرف یہی خوں ریزی ہوئی۔ اس کے علاوہ کوئی اور لڑائی نہیں ہوئی۔

کرز بن جابر اور ابن الاشعر کی شہادت:

البتہ ایک اور واقعہ یہ ہوا کہ بنومحارب بن فہر کے کرز بن جابرؓ اور بنوکعب کے ابن الاشعرؓ جو دونوں زبیرؓ کے رسالے میں تھے کدائی کی سمت سے آئے اور اس راستے سے نہ آئے جس راستے سے بڑھنے کا رسول اللہ ﷺ نے زبیرؓ کو حکم دیا تھا اس طرح یہ کداء کے اتار پر قریش کے ایک دستہ فوج کے مقابل آ گئے اور دونوں شہید کر ڈالے گئے۔ مکہ کے بالائی حصہ میں زبیر کی سمت میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اسی جانب سے رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے مکہ والے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بیعت کی اور اسلام لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ صرف نصف ماہ مکہ میں مقیم رہے پھر ہوازن اور ثقیف آپ کے مقابلہ پر نکلے اور انہوں نے حنین میں پڑاؤ ڈالا۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن ابی نجیح سے مروی ہے کہ جس وقت ذی طویٰ سے رسول اللہ ﷺ نے اپنی فوج کو جنگ کے لیے مختلف حصوں میں تقسیم کیا آپ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ کچھ لوگوں کو کداء کی سمت سے مکہ میں داخل کریں۔ زبیرؓ آپؐ کے میسرہ پر تھے۔ انہوں نے سعدؓ بن عبادہ کو اس سمت سے بڑھنے کا حکم دیا۔ بعض علمائے سیر نے بیان کیا ہے کہ جب سعد مکہ میں داخل ہونے کے لیے چلے انہوں نے کہا کہ آج بے دریغ قتل کا دن ہے آج کعبہ کی حرمت کا لحاظ نہ کیا جائے گا۔ ان کے اس جملہ کو مہاجرین میں سے کسی صاحب نے سن پایا' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ذرا سنیے یہ کیا کہہ رہے ہیں اور ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ یہ قریش پر زیادتی کریں گے رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب سے کہا کہ تم فوراً سعدؓ کے پاس پہنچو اور جھنڈا ان سے لے لو اور تم خود جھنڈا لے کر مکہ میں داخل ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا مکہ کے بالائی حصہ میں قیام:

اسی روایت میں انہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ بن ولید کو مکہ میں داخل ہونے کے لیے دوسری سمت سے بھیجا۔ خالد رضی اللہ عنہ مکہ کے زیریں مقام لیط سے بعض لوگوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے یہ میمنہ میں تھے۔ اس میمنہ میں اسلم' غفار' مزنیہ' جہنیہ اور دوسرے عرب قبائل تھے۔ ابوعبیدہؓ بن الجراح مسلمانوں کی ایک صف لے کر بڑھے تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے مکہ کے مقابل جم جائیں خود رسول اللہ ﷺ اذاخر سے مکہ میں داخل ہوئے اور آپ مکہ کے بالائی حصہ میں فروکش ہو گئے وہیں آپ کا خیمہ نصب کر دیا گیا۔

حماس بن قیس بن خالد:

عبداللہ بن ابی نجیح اور عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ صفوان بن امیہ عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو نے بہت سے لوگ لڑنے کے لیے خندمہ میں جمع کیے تھے' نیز بنوبکر کے حماس بن قیس بن خالد نے رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں داخلہ اور اہل مکہ سے صلح سے قبل بہت سے ہتھیار جمع کیے تھے۔ اس کی بیوی نے پوچھا کہ یہ کیوں جمع کر رہے ہو اس نے کہا محمدؐ اور ان کے ساتھیوں سے

لیے۔ اس کی بیوی نے کہا مگر میرا یقین ہے کہ ان کے اور ان کے ساتھیوں کے مقابلہ میں کوئی شے کارگر نہیں ہو سکتی۔ حماس نے کہا مگر بخدا میں یہ توقع کرتا ہوں کہ ان میں سے بعض سے میں تمہاری خدمت گاری کراؤں گا۔ پھر یہ بھی خندقہ میں صفوان' سہیل بن عمرو اور عکرمہ کے ساتھ ہو کر لڑنے کے لیے آیا۔ یہاں خالدؓ بن ولید کی فوج سے ان کا مقابلہ ہو گیا۔ اور معمولی سی جھڑپ بھی ہوئی۔ اور کرز بن جابر بن حسل بن الاجب بن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر اور خنیس بن خالد یعنی اشعر بن ربیعہ بن احرم بن خنیس بن حرام بن حبشیہ بن کعب بن عمرو بنو منقذ کے حلیف جو دونوں خالدؓ بن ولید کے رسالہ میں تھے چونکہ ان سے علیحدہ ہو کر دوسرے راستے سے بڑھے تھے شہید کر ڈالے گئے۔ خنیس پہلے مارے گئے۔ کرز بن جابرؓ نے ان کے جسد کو اپنے دونوں پیروں کے بیچ میں لیا اور پھر دشمن سے لڑے اور مارے گئے۔ اس وقت وہ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

قد علمت الصفراء من بنی فهر نقية الرجه نقية الصدر

لاضر بن اليوم عن ابی صخر

ترجمہ: ''بنو فہر کی حسین اور پاک طینت صفرا جانتی ہے کہ آج میں ابو صخر کی مدافعت میں خوب لڑوں گا''۔

حماس کا فرار:

ابو صخر خنیس کی کنیت تھی۔ ان کے علاوہ خالدؓ بن ولید کے رسالہ میں جہنیہ کے سلمہ بن المیلا مارے گئے۔ اس کے مقابلہ میں مشرکین کے بارہ تیرہ آدمی کام آئے اور پھر کفار بھاگے حماس بھاگ کر اپنے گھر آیا اور خوف کی وجہ سے اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ دروازہ بند کر دو۔ اس کی بیوی نے کہا کہ پہلے تو بڑی بڑی باتیں بناتے تھے اب کیا ہوا۔ اس پر حماس نے چند شعر اپنی معذرت میں پڑھے۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ میں نے خوب داد مردانگی دی۔ مگر جب میرے دوسرے ساتھی نکمے ثابت ہوئے تو میں تنہا کیا کر سکتا تھا۔

عبداللہ بن سعد کو امان:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے مسلمان امراء مکہ پر پیش قدمی کے لیے مقرر فرمائے ان کو ہدایت کر دی تھی کہ سوائے اس کے جو خود تمہارے مقابل لڑنے آئے تم خود کسی سے نہ لڑنا۔ البتہ آپ نے چند آدمیوں کے نام بتائے کہ ان کو ضرور قتل کر دیا جائے چاہے وہ کعبہ کے پردوں کے پاس ہوں' ان میں سے ایک عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بن حبیب بن جذیمہ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھا۔ اس کے قتل کا رسول اللہ ﷺ نے اس وجہ سے حکم دیا تھا کہ یہ اسلام لا کر پھر مرتد مشرک ہو گیا تھا۔ اس نے بھاگ کر عثمانؓ کے پاس پناہ لی۔ وہ ان کا دودھ شریک بھائی تھا۔ عثمانؓ نے اسے چھپا لیا اور جب اہل مکہ کو اطمینان ہو گیا وہ اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور اس کے لیے امان کی درخواست کی۔ بیان کیا گیا ہے کہ پہلے تو آپؐ بہت دیر تک خاموش رہے پھر آپؐ نے کہا ہاں! جب عثمانؓ اسے واپس لے گئے آپؐ نے حاضرین صحابہؓ سے کہا میں اس لیے اتنی دیر چپ رہا تھا کہ تم میں سے کوئی اٹھ کر اس کی گردن مار دیتا۔ ایک انصاری نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے مجھے اشارہ کیوں نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نبی اشارے سے قتل نہیں کراتے۔

عبداللہ بن خطل کا قتل:

دوسرا شخص بنو تیم بن غالب کا عبداللہ بن خطل تھا جس کے قتل کر دینے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ مسلمان تھا رسول اللہ ﷺ نے اسے کسی مقام پر صدقہ وصول کرنے بھیجا اس کے ہمراہ ایک اور انصاری کو بھیجا جن کے ساتھ ان کا ایک مسلمان مولیٰ خدمت کے لیے ہمراہ تھا۔ عبداللہ بن خطل کسی مقام پر فروکش ہوا۔ اس نے خدمت گار کو حکم دیا کہ ایک بکرا ذبح کر کے کھانا تیار رکھو۔ یہ کہہ کر وہ سو گیا۔ جب بیدار ہوا چونکہ خدمت گار نے اس کے حکم کی تعمیل میں کھانا تیار نہیں کیا تھا۔ عبداللہ نے اس پر قاتلانہ حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا اور پھر مرتد ہو کر مشرک ہو گیا۔ اس کی دو لونڈیاں تھیں ایک فرتنا اور دوسری اس کی سہیلی' یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی ہجو گاتی تھیں آپؐ نے اس کے ساتھ ان دونوں کے قتل کا حکم دے دیا۔

حویرث ومقیس کو قتل کا حکم:

تیسرا حویرث بن نفیذ بن وہب بن عبدقصی تھا۔ یہ شخص رسول اللہ ﷺ کو آپؐ کے قیام مکہ کے زمانے میں ایذاء دیتا تھا۔ چوتھا مقیس بن حبابہ تھا آپؐ نے اس کے قتل کا اس لیے حکم دیا تھا کہ اس نے اس انصاری کو عمداً قتل کر دیا جنہوں نے اس کے بھائی کو قتل کیا تھا یہ بھی مرتد ہو کر قریش کے پاس چلا آیا تھا۔

عکرمہ بن ابی جہل:

عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا آپؐ نے حکم دیا تھا اور سارہ کے قتل کا جو بنو عبدالمطلب میں سے کسی کی چھوکری تھی اور مکہ میں آپ کو ستایا کرتی تھی حکم دیا تھا۔ ان میں سے عکرمہ یمن بھاگ گیا اس کی بیوی ام حکیم بنت الحارث بن ہشام اسلام لے آئی اور اس نے اپنے شوہر کے لیے رسول اللہ ﷺ سے امان کی درخواست کی جسے آپؐ نے قبول فرما لیا پھر یہ اسے لینے گئی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لا کر پیش کیا۔

عکرمہ کا قبول اسلام:

عکرمہؓ بیان کرتے تھے کہ یمن میں جس بات نے مجھے اسلام کی طرف مائل کیا وہ یہ واقعہ ہوا کہ میں چاہتا تھا کہ سمندر عبور کر کے حبشہ چلا جاؤں۔ اس نیت سے جب میں کشتی میں سوار ہونے آیا اس کے مالک نے کہا اے اللہ! کے بندے جب تک تم اللہ کی واحدانیت پر ایمان نہ لاؤ اور شرک سے باز نہ آؤ میری کشتی میں نہ بیٹھو مجھے اندیشہ ہے کہ اگر تم شرک سے توبہ نہ کرو گے تو ہم سب سمندر میں غرق اور ہلاک ہو جائیں گے۔ میں نے کہا تو کیا اس میں کوئی شخص تاوقتیکہ وہ اللہ کی واحدانیت کا قائل اور ماسوا اللہ سے اپنی برأت ظاہر نہ کرے سوار نہ ہو سکے گا۔ اس نے کہا جی ہاں سوائے سچے مومن کے اور کوئی اس میں بیٹھنے نہ پائے گا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ جب یہ بات ہے تو پھر میں کیوں محمد ﷺ کو چھوڑ دوں۔ یہی خیال مجھے آپؐ کے پاس لے آیا کیونکہ ہمارا جو خدا خشکی میں ہے وہی تری میں ہے۔ اب مجھے اسلام کی صداقت کا علم ہوا اور وہ دل نشین ہو گیا۔

عبداللہ بن خطل کو سعید بن حریث المخزومی اور ابو برزۃ الاسلمی نے مشترک طور پر قتل کیا۔ مقیس بن حبابہ کو خود اس کے ہم قوم

نمیلہ بن عبداللہ نے قتل کیا۔ اس پر مقیس کی بہن نے طنزیہ شعر بھی لکھے اس کی ایک لونڈی قتل کر دی گئی اور دوسری اس وقت بھاگ گئی مگر پھر بعد میں اس کے لیے رسول اللہ ﷺ سے امان کی درخواست کی گئی اور آپؐ نے اسے امان دے دی۔

سارہ کے لیے بھی امان کی درخواست کی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے منظور فرمالیا عرصہ کے بعد عمر بن الخطابؓ کے عہد میں کسی شخص کے گھوڑے نے اسے ابطح میں روندڈالا اور وہ مرگئی۔ حویرث بن نقیذ کو علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ہند بنت عتبہ کا قبول اسلام:

واقدی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھ مردوں اور چار عورتوں کے قتل کا حکم دیا تھا ان میں مرد وہی ہیں جن کا تذکرہ اوپر گزر چکا۔ عورتوں میں ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بھی تھی۔ یہ اسلام لے آئی اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر لی۔ عمرو بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبدمناف کی باندی سارہ تھی یہ اسی روز قتل کر دی گئی۔ قریبہ یہ بھی فتح مکہ کے دن قتل کر دی گئی اور فرتنا یہ عثمانؓ کے عہد خلافت تک زندہ رہی۔

عام معافی کا اعلان:

قتادہ السدوسی سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور آپؐ نے فرمایا ''سوائے اللہ واحد کے کوئی اور خدا نہیں' وہ ایک ہے' کوئی اس کا شریک نہیں' اس نے اپنا وعدہ پورا کیا' اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور صرف اس نے مشرکین کی جماعتوں کو شکست دے کر بھگا دیا۔ سن لو سوائے کعبہ کی خدمت اور حجاج کی آب رسانی کے ہر عمارت' خون اور ہر قسم کی جائداد آج بالکل میرے اختیار میں ہے۔ جو شخص خطا سے مارا جائے اس کے عوض وہ دیت مقرر کی جاتی ہے جو کوڑے یا ڈنڈے عمداً مارنے کی دیت ہے اور یہ دیت واجب ہے جس سے کوئی مفر نہیں اور وہ یہ ہے کہ چالیس حاملہ اونٹنیاں دی جائیں' اے قریش! اللہ نے نخوت جاہلیت کو تم سے دور کر دیا ہے تم کو اسے قطعی ترک کر دینا چاہیے۔ تمام انسانوں کے باپ آدم علیہ السلام تھے اور آدمؑ کو اللہ نے مٹی سے بنایا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے کلام اللہ کی یہ پوری آیت تلاوت فرمائی:

﴿ یَاۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ﴾

''اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو خاندانوں اور قبائل میں تقسیم کیا تا کہ شناخت ہو سکے۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہے''۔

اے قریش' اے اہل مکہ! جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا۔ انہوں نے کہا آپؐ اچھا ہی سلوک کریں گے کیونکہ آپ شریف ہیں اور شریف کے بیٹے ہیں آپؐ نے فرمایا اچھا جاؤ تم سب آزاد ہو' چھوڑے گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے تمام اہل مکہ کو آزاد کیا حالانکہ بزور شمشیر اللہ نے ان کو آپؐ کے لیے مسخر کیا تھا اور وہ بمنزلہ نئے کے تھے' اسی وجہ سے اہل مکہ کو'طلقا'' کہنے لگے۔ (آزاد شدہ)

اہل مکہ کی بیعت:

اب تمام لوگ اسلام لانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے مکہ میں جمع ہوئے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آپؐ سے منبر پر

ایک درجہ نیچے بیٹھتے تھے' یہی لوگوں سے بیعت کراتے تھے اور اس اقرار پر کہ وہ تا بمقدور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کریں گے بیعت کرتے تھے اور اسی طرح جو لوگ اسلام لانے کے لیے بیعت کرتے تھے وہ اقرار کرتے تھے مردوں کی بیعت سے فارغ ہو کر آپؐ نے عورتوں سے بیعت لینا شروع کی۔ قریش کی عورتیں بھی بیعت کے لیے آئیں' ان میں ہند بنت عتبہ بھی تھی اس نے اپنی اس حرکت کی وجہ سے جو حمزہؓ کے ساتھ احد میں کی تھی چہرے پر نقاب ڈال رکھی تھی اور ہیئت بگاڑ رکھی تھی۔ اپنی اس حرکت کی وجہ سے اسے خوف تھا کہ رسول اللہ ﷺ اسے اپنے قبضہ میں کر لیں گے۔ جب سب عورتیں آپؐ کے پاس بیعت کے لیے آئیں۔ آپؐ نے ان سے کہا اس اقرار کے ساتھ میری بیعت کرو کہ اللہ واحد کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گی۔

ہند بنت عتبہ کی بیعت:

ہند نے کہا آپؐ ہم سے ایسی بات کا اقرار لے رہے ہیں کہ اس کا اقرار آپؐ نے مردوں سے نہیں لیا مگر ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور اس بات کا عہد کرو کہ چوری نہ کرو گی۔ ہند نے کہا ابوسفیان کے مال سے البتہ تھوڑا بہت مجھے بھی مل جاتا تھا مگر میں جانتی نہ تھی کہ میرے لیے وہ جائز ہے یا ناجائز۔ اس پر ابوسفیان نے جو وہاں اس وقت موجود تھا کہا کہ اب سے پہلے جو کچھ تم کو اس میں سے پہنچا ہے وہ تمہارے لیے حلال ہے۔ اب رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم ہند بنت عتبہ ہو۔ اس نے کہا ہاں میں ہند بنت عتبہ ہوں آپؐ میری گزشتہ خطائیں معاف فرمائیں اللہ آپ کی خطائیں معاف کر دے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور یہ اقرار کرو کہ زنا نہ کرو گی۔ ہندؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا شریف بی بی زنا کرتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اور یہ اقرار کرو کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی۔ ہندؓ نے کہا ہم نے تو چھوٹوں کو پال کر بڑا کیا تھا۔ آپؐ ہی نے بدر میں ان کو قتل کر دیا یہ بات آپؐ اور وہ سمجھ لیں۔ اس جواب پر عمر بن خطابؓ اس قدر ہنسے کہ بے قابو ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور یہ اقرار کرو کہ کسی پر بہتان نہ لگاؤ گی۔ ہندؓ نے کہا بخدا بہتان بہت ہی بری اور ذلیل بات ہے اور بعض لوگوں سے درگزر کر دینا زیادہ کارگر ہوا کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اور اقرار کرو کہ میرے حکم کی خلاف ورزی نہ کرو گی۔ ہندؓ نے کہا ہم یہاں اس لیے نہیں آئے کہ کسی اچھی بات کے لیے آپؐ کے حکم کی خلاف ورزی کریں۔ اب رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ سے فرمایا کہ ان کی بیعت لے لو' اور آپؐ نے ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔ عمرؓ نے ان سے بیعت لے لی۔ خود رسول اللہ ﷺ سوائے ان عورتوں کے جن کو اللہ نے آپؐ کے لیے حلال کیا تھا یا جو آپ کی محرم تھیں اور کسی غیر عورت سے نہ مصافحہ کرتے تھے اور نہ اسے ہاتھ لگاتے تھے اور نہ کوئی غیر عورت آپ کو ہاتھ لگاتی تھی۔

عورتوں کی بیعت کا طریقہ:

ابان بن صالح سے مروی ہے کہ عورتوں کی بیعت کے دو طریقے تھے ایک یہ کہ پانی سے بھرا ہوا ایک برتن آپؐ کے سامنے رکھا رہتا تھا جب آپؐ ان سے اقرار کرا لیتے تو آپؐ اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈالتے اور نکال لیتے اس کے بعد عورتیں اس میں اپنا ہاتھ ڈالتیں اس کے بعد صرف یہ رہ گیا کہ رسول اللہ ﷺ جب ان سے تمام باتوں کا اقرار کرا لیتے تو فرما دیتے کہ جاؤ

بیعت ہوگئی۔

خراش بن امیہ:

واقدی کہتا ہے کہ اسی لڑائی میں خراش بن امیہ الکعبی نے جنیدب بن ارفع الہذلی کو ابن اسحٰق کے قول کے مطابق ابن الاثوع الہذلی کو زمانہ جاہلیت کے کسی رنج کی وجہ سے قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے خراش کے اس فعل کو برا سمجھا اور کہا ''خراش قتال ہے خراش قتال ہے'' اور پھر آپؐ نے خزاعہ کو حکم دیا کہ وہ اس کی دیت ادا کریں۔

صفوان بن امیہ کو امان:

عروہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ صفوان بن اُمیہ مکہ سے جدہ روانہ ہوا۔ تاکہ وہاں سے کشتی کے ذریعہ یمن بھاگ جائے۔ عمیر بن وہب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا نبی اللہ! صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے وہ آپؐ سے ڈر کر بھاگ گیا ہے تاکہ سمندر میں کود پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے امان دی اور فرمایا وہ مامون ہے۔ عمیرؓ نے کہا اے اللہ کے نبی کوئی شے مجھے ایسی مرحمت ہو جس سے اسے یقین ہو جائے کہ آپؐ نے اسے امان دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنا وہ عمامہ جسے باندھے ہوئے آپ مکہ میں داخل ہوئے تھے دے دیا۔ عمیرؓ اسے لے کر صفوان کی تلاش میں چلے اور جدہ میں اسے جالیا۔ وہ چاہتا تھا کہ سمندر میں کود پڑے۔ عمیرؓ نے اس سے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اپنی جان ہلاک نہ کرو یہ رسول اللہ ﷺ کی امان ہے جو میں تمہارے لیے لے کر آیا ہوں۔ صفوان نے کہا کیا کہتے ہو بس اب مجھے کچھ نہ کہو اور مجھے چھوڑ دو۔ عمیر نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تمہارے پھوپھی زاد بھائی نہایت ہی شریف' کریم' حلیم اور نیک آدمی ہیں' ان کی عزت تمہاری عزت ہے' ان کا شرف تمہارا شرف ہے۔ ان کی حکومت تمہاری حکومت ہے صفوان نے کہا مجھے ان سے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ عمیرؓ نے کہا' ان کی شرافت اور حلم اس سے بالاتر ہے کہ وہ تم کو نقصان پہنچائیں۔ اس اطمینان دلانے پر صفوان عمیر کے ساتھ واپس آ گیا۔ عمیرؓ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ صفوان نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یہ عمیر کہتے ہیں کہ آپؐ نے مجھے امان دی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں صحیح ہے۔ صفوان نے کہا آپؐ مجھے اپنے معاملہ پر غور کرنے کے لیے دو ماہ کی مہلت دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کو چار ماہ کی مہلت ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ ام حکیم بنت الحارث بن ہشام اور فاختہ بنت الولید دو عورتیں تھیں آخر الذکر صفوان کی بیوی اور پہلی عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھی۔ یہ دونوں مسلمان ہوئیں ام حکیم نے عکرمہ بن ابی جہل کے لیے رسول اللہ ﷺ سے امان کی درخواست کی۔ آپؐ نے اسے امان دے دی۔ ام حکیم یمن میں اپنے خاوند کے پاس پہنچی اور اسے واپس لے آئی۔ جب عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان اسلام لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی ان بیویوں کو پہلے ہی نکاح کے مطابق انہیں کے پاس رہنے دیا۔

ہبیرہ بن ابی وہب:

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی اور عبداللہ بن الزبعری

انہیں نجران بھاگ گئے۔ حسان بن ثابت نے صرف ایک شعر اس کے لیے ایسا کہہ دیا کہ جب اسے وہ معلوم ہوا وہ خود رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا آیا اور مسلمان ہو گیا البتہ ہبیرہ بن ابی وہب حالت کفر میں نجران میں مقیم رہا وہیں اسے اپنی بیوی ہند ام ہانی بنت ابی طالب کے اسلام لانے کی اطلاع ملی مگر اس کا بھی اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔

فتح مکہ کے وقت مسلمانوں کی تعداد:

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ فتح مکہ میں دس ہزار مسلمان شریک تھے ان میں بنو غفار کے چار سو اسلم کے چار سو مزنیہ کے ایک ہزار تین بنو سلیم کے سات سو جہنیہ کے ایک ہزار چار سو ان کے علاوہ قریش انصار ان کے حلیف اور بنو تمیم قیس اور اسد کے دوسرے قبائل عرب تھے۔

ملیکہ بنت داؤد:

واقدی کے قول کے مطابق اس سال رسول اللہ ﷺ نے ملیکہ بنت داؤد اللیثیہ سے نکاح کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی کسی دوسری بیوی نے اس کے پاس جا کر اسے غیرت دلائی کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے اپنے باپ کے قاتل سے نکاح کر لیا اس لیے اس نے آپؐ سے پناہ مانگی یہ خوبصورت اور جوان عورت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے علیحدہ کر دیا۔ آپؐ نے اس کے باپ کو مکہ کی فتح میں قتل کرایا تھا۔

عزیٰ بت کا انہدام:

اس سال ماہ رمضان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں رہ گئی تھیں کہ خالدؓ بن ولید نے نخلہ میں عزیٰ کو جو بنو شیبان کا بت تھا توڑ ڈالا۔ یہ خاندان بنو سلیم کی ایک شاخ تھا اور بنو ہاشم اور بنو اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے وہ عزیٰ کو کہا کرتے تھے کہ یہ ہمارا دیوتا ہے خالد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اسے توڑ ڈالا۔ آپؐ نے پوچھا تم نے کچھ دیکھا خالدؓ نے کہا کچھ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا پھر جاؤ اور اسے بالکل پارہ پارہ کر دو خالد پھر بت کے پاس آئے اس کی کوٹھری توڑی پھر اصل بت کو توڑنے لگے۔ اس کے پجاری نے شور مچانا شروع کیا اے عزیٰ اپنا جلال ظاہر کر اتنے میں ایک برہنہ دیوانی حبشی عورت اس بت پر برآمد ہوئی خالد نے اسے قتل کر دیا اور اس میں جو کچھ جواہر اور زیور تھا ان پر قبضہ کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ کو آ کر اس واقعہ کی اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا یہ عزیٰ تھا اب کبھی بھی اس کی پرستش نہ ہو گی۔

عزیٰ کا پجاری:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ بن ولید کو عزیٰ کے بت خانے بھیجا جو نخلا میں واقع تھا۔ اس بت خانہ کی قریش کا قبیلہ (بنو شیبان) تمام کنانہ اور مضر تعظیم کرتے تھے۔ بنو سلیم کا خاندان بنو شیبان جو بنو ہاشم کا حلیف تھا اس صنم کدہ کا پجاری تھا۔ جب اس کے پجاری کو معلوم ہوا کہ خالدؓ اسے توڑنے آ رہے ہیں اس نے اپنی تلوار بت کی گردن میں لٹکا دی اور خود اس کے پاس والے پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس نے دو شعر پڑھے جن میں عزیٰ سے کہا تھا کہ تو خالدؓ پر حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دے خالدؓ نے اس کے پاس پہنچ کر اسے توڑ ڈالا اور وہ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے۔

سواع بت کے پجاری کا قبول اسلام:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال سواع توڑا گیا یہ ہدیل کا بت تھا اور رہا میں واقع تھا یہ پتھر کا تھا اسے عمرو بن العاصؓ نے توڑا۔ جب یہ اس کے پاس آئے پجاری نے پوچھا کیا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا اسے توڑنے آیا ہوں۔ پجاری نے کہا تم اسے نہیں توڑ سکتے۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا تم اب تک اس خیال خام میں مبتلا ہو۔ عمروؓ نے اسے توڑ ڈالا' اس کے خزانے میں ان کو کچھ نہیں ملا۔ انہوں نے پجاری سے کہا دیکھا اس نے کہا بخدا اب میں مسلمان ہو گیا۔

اسی موقع پر مناۃ کو مشلل میں توڑا گیا۔ یہ اوس اور خزرج کا بت تھا۔ اسے سعد بن زید الاشہلی نے توڑا۔

مبلغین کی روانگی:

اسی زمانے میں خالد بن ولیدؓ بنو جذیمہ سے لڑے۔ ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ اپنے قیام مکہ کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ نے بہت سی جمعیتیں اطرافِ مکہ دعوت و اشاعتِ اسلام کے لیے روانہ کیں۔ ان میں سے کسی کو بھی آپؐ نے جنگ کی اجازت نہیں دی تھی۔ ایک جمعیت خالدؓ بن ولید کی تھی جن کو رسول اللہ ﷺ نے زیریں تہامہ کی طرف داعی کی حیثیت سے بھیجا تھا اور لڑنے کے لیے نہیں بھیجا تھا۔ انہوں نے بنو جذیمہ پر حملہ کر کے ان کے بہت سے آدمی مار ڈالے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور بنو جذیمہ:

ابوجعفر محمد بن علیؓ بن حسینؓ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے وقت رسول اللہ ﷺ نے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو داعی اسلام مقرر کر کے اطرافِ مکہ میں بھیجا۔ ان کو لڑائی کے لیے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ ان کے ساتھ عرب کے بہت سے قبائل سلیم اور مدلج وغیرہ تھے۔ یہ غمیصا نام ایک چشمہ پر جو بنو جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کا تھا بنو جذیمہ کے مقابل آ کر فروکش ہوئے۔ بنو جذیمہ نے ایام جاہلیت میں عوف بن عبد عوف عبدالرحمٰن بن عوف کے باپ اور فاکہہ بن المغیرہ کو جو دونوں یمن سے تجارت کا سامان لیے ہوئے آ رہے تھے اپنے یہاں قتل کر دیا تھا اور ان کے مال کو لوٹ لیا تھا۔ اب عہد اسلام میں جب رسول اللہ ﷺ نے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو داعی مقرر کر کے بھیجا' وہ اس چشمہ پر آئے جہاں بنو جذیمہ فروکش تھے۔ خالد کو دیکھتے ہی بنو جذیمہ نے ہتھیار سنبھالے مگر خالدؓ نے کہا ہتھیار ڈال دو کیونکہ سب لوگ اسلام لا چکے۔

جحدم کا لڑنے پر اصرار:

بنو جذیمہ کے ایک شخص سے مروی ہے کہ جب خالدؓ نے ہم کو ہتھیار رکھ دینے کا حکم دیا ہمارے ایک شخص جحدم نے کہا اے بنو جذیمہ تم کو کیا ہوا ہے یہ خالدؓ ہے بخدا ہتھیار رکھ دینے کے بعد سب قید کر لیے جاؤ گے اور سب مار ڈالے جاؤ گے' میں تو ہرگز کبھی ہتھیار نہ رکھوں گا مگر خود اس کی قوم کے لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا جحدم کیا کرتے ہو کیا ہم سب کو مروانا چاہتے ہو سب لوگ اسلام لا چکے ہیں لڑائی ختم ہو چکی ہے اور اب عام امن و امان ہو گیا ہے تمہارا اندیشہ بے کار ہے ہر چند اس نے انکار کیا مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور اس کے ہتھیار رکھوا ہی لیے اور پھر تمام قوم نے خالدؓ کے کہنے پر ہتھیار رکھ دیے ان کے نہتے ہو جانے کے بعد خالدؓ نے ان کی مشکیں بندھوائیں اور پھر بہت سوں کو قتل کر دیا۔ اس کی اطلاع جب رسول اللہ ﷺ کو ہوئی آپؐ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے

اور کہا اے خداوندا! میں خالد بن ولیدؓ کے اس فعل سے تیرے سامنے اپنے کو بری قرار دیتا ہوں۔

بنو جذیمہ کی دیت:

اس کے بعد آپؐ نے علیؓ بن ابی طالب کو بلا کر حکم دیا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو خالدؓ نے قتل کیا ہے اور ان کا کچھ فیصلہ کرو' جاہلیت کے خیالات کو ذہن میں نہ آنے دینا۔ علی رضی اللہ عنہ مکہ سے چل کر اس قبیلہ کے پاس آئے ان کے ساتھ روپیہ بھی تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا۔ علیؓ نے اس روپیہ سے ان کی جانوں کا خون بہا ادا کیا اور ان کی املاک کا تاوان دیا یہاں تک کہ کتے کے پلے کی بھی دیت دی۔ جب تمام مطالبے بے باق ہو گئے اس کے بعد کچھ روپیہ علیؓ کے پاس بچ گیا۔ علیؓ نے ان سے پوچھا اب تو تمہارا کوئی مطالبہ باقی نہیں انہوں نے کہا نہیں۔ علیؓ نے کہا مگر میں رسول اللہ ﷺ کے خیال سے تا کہ کسی بھول چوک کی بھی ذمہ داری آپ کی لاعلمی تک میں آپ پر باقی نہ رہ جائے یہ روپیہ جو مطالبات کی ادائیگی سے بچ رہا ہے وہ بھی تم سب کو دیے دیتا ہوں اس روپیہ کو دے کر علیؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے اور آپؐ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے کہا تم نے بالکل ٹھیک کیا اور بہت اچھا کیا کہ ایسا سلوک ان لوگوں سے کیا اس کے بعد آپ کھڑے ہو گئے اور قبلہ رو ہو کر آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اتنے بلند کیے کہ آپ کی بغلیں نظر آنے لگیں آسمان کی طرف اٹھائے اور تین مرتبہ آپؐ نے کہا اے خداوندا! میں خالد بن ولیدؓ کے فعل سے تیرے سامنے اپنے کو قطعی بری الذمہ قرار دیتا ہوں۔

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ جو لوگ خالد کی طرف سے عذر پیش کرتے ہیں وہ اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ خود خالدؓ نے بیان کیا ہے کہ میں نے ان کو صرف عبداللہ بن حذافت السہمی کے کہنے پر قتل کیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ چونکہ یہ اسلام نہیں لائے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے تم کو ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔

جب بنو جذیمہ نے ہتھیار رکھ دیے اور خالد ان کو قتل کرنے لگے جحدم نے اس وقت کہا اے بنو جذیمہ مقابلہ کا موقع جاتا رہا' میں نے پہلے ہی اس مصیبت سے جس میں تم گرفتار ہو گئے آگاہ کر دیا تھا۔

حضرت خالدؓ بن ولید اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف میں تلخ کلامی:

عبداللہ بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ اسی واقعہ کے متعلق ایک دن خالدؓ بن ولید اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف میں مباحثہ ہو گیا۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا تم نے جاہلیت کے رواج پر عمل کیا۔ خالدؓ نے کہا میں نے تمہارے باپ کا بدلہ لیا ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا تم نے جھوٹ کہا میں نے اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر دیا تھا اس وقت تم نے اپنے چچا فاکہہ بن المغیرہ کے خون کا بدلہ لیا ہے۔ اس گفتگو کی نوبت سخت کلامی تک پہنچی رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی۔ آپؐ نے خالدؓ سے کہا خالدؓ خاموش رہو اور میرے صحابہؓ کے منہ نہ آؤ۔ بخدا اگر احد کے برابر تمہارے پاس سونا ہو اور تم وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دو تب بھی تم میرے صحابہؓ میں سے کسی ایک کی بھی سعی فی سبیل اللہ کی اہمیت کی برابری نہیں کر سکتے۔

عبداللہ بن ابی حدرد کی روایت:

عبداللہ بن ابی حدرد سے مروی ہے کہ اس واقعہ میں خود میں خالدؓ کے رسالہ میں موجود تھا۔ بنو جذیمہ کے ایک نوجوان نے

جس کے دونوں ہاتھ ڈوری سے گردن سے بندھے تھے اور اس سے تھوڑی ہی دور اس قبیلہ کی عورتیں جمع تھیں مجھے آواز دی میں نے کہا کیا ہے۔ اس نے کہا تمہاری مہربانی ہوگی اگر تم مجھے تھوڑی دیر کے لیے اسی ڈوری میں قید کی حالت میں ان عورتوں کے پاس لے چلو تا کہ ایک ضروری بات کہہ دوں اور پھر مجھے لے آنا۔ میں نے کہا اچھا یہ تو کوئی بری بات نہیں' میں اسے ڈوری کے ساتھ عورتوں کے پاس لے آیا۔ اس نے کہا جیش تم پر سلامتی ہو میرا اب آخری وقت ہے اور کچھ پاس آ کر اشعار پڑھے۔ اس عورت نے کہا مگر میں تو تمہاری درازی عمر کی دعا گو ہوں خدا کرے کہ تم ہمیشہ زندہ رہو۔ اب میں اسے پھر اس کی جگہ لے آیا یہاں اسے آگے لا کر قتل کر دیا گیا بعض ایسے بزرگوں نے جو اس موقع پر موجود تھے بیان کیا ہے کہ اس جوان کے قتل کے بعد اس کی بیوی جیش اس کے پاس آئی اس پر گر پڑی اسے چومنے لگی اور اسی طرح فرطِ غم سے اس نے بھی اپنے شوہر کے پہلو میں جان دے دی۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ مکہ کی فتح کے بعد رسول اللہ ﷺ پندرہ روز اور وہاں مقیم رہے اور اس زمانے میں آپؐ نے نماز میں قصر کیا کرتے تھے۔ ابن اسحٰق کہتا ہے کہ ۸ ہجری کے ماہ رمضان کے ختم ہونے میں دس راتیں باقی رہ گئی تھیں کہ مکہ فتح ہوا۔

باب ۱۶

غزوۂ حنین ۸ھ

بنو ہوازن کی پیش قدمی:

عروہؓ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے صرف نصف ماہ مکہ میں قیام فرمایا پھر آپ کو معلوم ہوا کہ ہوازن اور ثقیف آپؐ سے لڑنے کے لیے حنین میں فروکش ہیں جو ذوالخمار کے پہلو میں ایک وادی تھی۔ اس سے قبل جب ان کو رسول اللہ ﷺ کی مدینہ سے روانگی کی اطلاع ملی تھی وہ اس اندیشہ سے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے مقابلہ پر آ رہے ہیں اپنے مقامات پر جمع ہو گئے تھے مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ آپؐ مکہ میں ہیں وہ آپؐ سے لڑنے کے لیے خود بڑھے۔ وہ اپنے اہل وعیال اور مال واسباب اور مویشی بھی اپنے ساتھ لائے تھے بنونصر کا مالک بن عوف اس وقت ہوازن کا رئیس تھا ثقیف بھی اس کے ہمراہ تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں معلوم ہوا کہ یہ قبائل آپؐ سے لڑنے کے لیے بنونصر کے مالک بن عوف اپنے رئیس کی قیادت میں حنین تک بڑھ آئے ہیں آپؐ خود مکہ سے ان سے حنین میں مقابلہ کرنے کے لیے بڑھے۔ اللہ نے ہوازن اور ثقیف کو شکست دی' جس کا ذکر کلام اللہ میں آیا ہے۔ جس قدر بچے' عورتیں اور مویشی تھے وہ سب اللہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو غنیمت میں مل گئے آپؐ نے ان کو ان قریش میں جو اسلام لائے تھے تقسیم کر دیا۔

دُرید بن الصمہ:

ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ جب ہوازن کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں ہیں اور انہوں نے مکہ فتح کر لیا ہے مالک بن عوف النصری نے تمام ہوازن کو آپؐ سے لڑنے کے لیے جمع کیا' ان کے ساتھ تمام بنوثقیف بھی جمع ہو گئے اس طرح ان کے قبائل نصر' جشم کل سعد بن بکر اور بنو ہلال میں سے تھوڑے سے' کیونکہ یہ تھے بھی کم' جنگ کے لیے موجود تھے۔ قیس عیلان میں سے صرف بنو ہلال شریک ہوئے اور اصل قبیلہ شریک نہیں ہوا۔ اسی طرح ہوازن میں سے کعب اور کلاب کوئی شریک نہیں ہوئے اور نہ ہوازن ہی کا کوئی نامور آدمی شریک ہوا۔ بنوجشم میں سے درید بن الصمہ ایک بہت ہی سن رسیدہ شیخ موجود تھا اس میں لڑائی کی تو قابلیت نہ تھی مگر وہ چونکہ بہت ہی سن رسیدہ پرانا تجربہ کار اور جنگ آزمودہ تھا وہ رائے اور مشورہ کے لیے ساتھ آیا تھا البتہ بنوثقیف کے دوسردار آئے تھے احلاف کا قارب بن الاسود بن مسعود اور بنو مالک ذوالخمار کا سبیع بن الحارث اور اس کا بھائی احمر بن الحارث' بنو ہلال کا سردار آیا تھا مگر ان سب کا امیر اور سپہ سالار مالک بن عوف النصری تھا۔

دُرید بن الصمہ اور مالک بن عوف:

جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی جانب پیش قدمی شروع کی وہ اپنے لوگوں کے ساتھ تمام مال اور اہل وعیال کو بھی ساتھ لے چلا۔ جب یہ اوطاس پہنچا تمام دوسرے قبائل اس کے پاس جمع ہوئے۔ ان میں دُرید بن الصمہ بھی تھا' یہ اپنے کھلے ہوئے کجاوے میں سوار تھا جس کی ڈوری سامنے سے کھینچی جاتی تھی۔ اس نے اس مقام پر پوچھا کہ اس وادی کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے کہا اوطاس' اس نے کہا ہاں یہ لڑائی کے لیے اچھی جگہ ہے۔ یہاں گھوڑے آسانی سے گھوم پھر سکتے ہیں کیونکہ یہ نہ بہت زیادہ پتھریلی ہے اور نہ

یہاں بالکل نرم ریت ہے کہ سم دھنس جائیں مگر یہ اونٹوں کی، گدھوں کی بکریوں اور بچوں کے رونے کی آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ مالک سب کو ساتھ لائے ہیں اس نے پوچھا مالک کہاں ہیں' لوگوں نے کہا یہ ہیں' اسے آواز دی گئی وہ آ گیا۔ درید نے اس سے کہا مالک تم اپنی قوم کے سردار ہو آج کا دن نہایت اہم ہے اگر آج کامیابی ہوئی تو آئندہ بھی کامیابی ہو سکتی ہے ورنہ معاملہ ختم ہے۔ یہ اونٹوں گدھوں بھیڑ بکریوں اور بچوں کے رونے کا شور کہاں سے آ رہا ہے مالک نے کہا میں خود ان سب کو ساتھ لایا ہوں۔ درید نے پوچھا وہ کیوں۔ مالک نے کہا تا کہ میں ہر شخص کے عقب میں اس کے اہل و عیال کو کھڑا کر دوں اور پھر وہ ان کی مدافعت میں داد مردانگی دے۔ درید نے کہا یہ نہایت غلط رائے ہے تم محض بھیڑوں کا چرانا جانتے ہو بھلا شکست خوردہ جماعت کو کوئی شے میدان میں واپس لا سکتی ہے۔ سنو لڑائی کا فیصلہ اگر تمہارے حق میں ہوا تو سوائے مرد کی تلوار اور نیزے کے اور کوئی چیز کار آمد نہیں ہوتی اور اگر تمہارے خلاف ہوا تو تم اپنے اہل و عیال اور مال ہر شئے سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ اچھا کعب اور کلاب کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا ان میں سے کوئی بھی نہیں آیا۔ درید نے کہا تو سمجھ لو کہ حقیقی کوشش اور شدت غائب ہے اگر آج عزت اور ناموری حاصل ہونے والی ہوتی تو کعب اور کلاب میں سے کوئی غائب نہ رہتا سب شرکت کرتے۔ کاش تم بھی ان کی طرح لڑائی کے لیے نہ آتے۔ اچھا یہ بتاؤ تمہارے کون کون سردار آئے ہیں۔ لوگوں نے کہا عمرو بن عامر اور عوف بن عامر۔

دُرید بن الصمہ کا مشورہ:

درید نے کہا بنو عامر کے یہ دونوں صرف دیکھنے کے ہیں کسی مصرف کے نہیں اے مالک تم تمام ہوازن کو لڑائی میں لے آئے ہو یہ تم نے ان کے ساتھ کوئی اچھی بات نہیں کی اب بھی تم ان کو ان کے علاقے کے کسی محفوظ اور بلند مقام میں پہنچا دو اور پھر گھوڑوں پر سوار ہو کر ان لونڈوں سے لڑو اگر تم کو کامیابی ہوئی تو یہ تمہارے اہل و عیال تم سے آ ملیں گے اور اگر تم ناکام رہے تو تم ان کے پاس چلے جانا اور اس طرح تمہارے اہل و عیال اور تمام مال و مویشی تو بچ ہی جائیں گے۔ مالک نے کہا مگر میں اس تجویز پر ہرگز عمل نہیں کروں گا تم بہت بڈھے ہو چکے ہو تمہاری عقل بھی سٹھیا گئی ہے اے گروہ ہوازن بخدا یا تو تم کو میری اطاعت کرنا پڑے گی ورنہ میں اس تلوار پر اپنا سارا بوجھ ڈال کر اسے اپنے جسم سے آر پار کر دوں گا۔ مالک کو یہ بات گوارا نہ ہو سکی کہ اس واقعہ میں کسی قسم کی شہرت یا دخل درید کو حاصل ہو۔ درید نے اس پر کہا کاش آج اس واقعہ میں شرکت ہی نہ کرتا اور نہ مجھ پر سٹھیائے جانے کا الزام عائد ہوتا۔ کاش کوئی درخت کا تنا ہوتا کہ اس میں چھپ کر بیٹھ رہتا یہ درید بن الصمہ بن بکر بن علقمہ بن جذاعہ بن غزیہ بن جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بنو بکر کا رئیس ان کا سردار اور سب سے زیادہ شریف آدمی تھا۔

مالک بن عوف کے جاسوس:

مالک نے اپنی فوج سے کہا کہ جب دشمن تمہارے سامنے آئے تو تم اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالنا اور ان پر یک جان ہو کر ٹوٹ پڑنا ابن اسحٰق کہتا ہے کہ اس نے اپنے بعض آدمیوں کو بطور جاسوس مسلمانوں کی خبر معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ یہ خوف سے کانپتے ہوئے بدحواس اس کے پاس واپس آئے۔ مالک نے پوچھا تمہاری حالت کیا ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے نہایت ہی خوب صورت نورانی اشخاص کو ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھا ہے ان کو دیکھ کر ہم پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ ہم بدحواس ہو گئے جو تمہارے سامنے ہے مگر اس بات کا بھی اس پر کچھ اثر نہیں ہوا' اور وہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا۔

عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمی:

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ جب ان کی آمد کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ہوئی آپؐ نے عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمی کو حکم دیا کہ تم دشمن کی فرودگاہ میں جا کر ٹھہرو اور پھر اس کی حالت اور نیت سے مطلع ہو کر اطلاع دو۔ یہ حسب الحکم ہوازن کی فرودگاہ آئے ان کے ساتھ مقیم ہو گئے اور جب ان کو کفار کی حالت اور رسول اللہ ﷺ سے لڑائی کے منصوبے اور مالک اور ہوازن کے تعلقات اور ارادوں کا حال معلوم ہو گیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر ساری کیفیت بیان کی۔ آپؐ نے عمرؓ بن الخطاب کو بلا کر ان سے ابوحدرد رضی اللہ عنہ کی اطلاع بیان کی۔ عمرؓ نے کہا انہوں نے جھوٹ کہا ہے۔ ابوحدردؓ نے کہا عمر اگر تم مجھے اس وقت جھٹلاتے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں تم عرصے تک حق کو جھٹلاتے رہے۔ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے ان کی بات سنی۔ آپؐ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے عمر تم گمراہ تھے اللہ نے تم کو راہِ راست بتائی۔

صفوان بن امیہ کے اسلحہ:

ابوجعفر محمد بن علیؓ بن حسینؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے مقابلہ پر جانے کا ارادہ کیا آپؐ سے کسی نے بیان کیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس بہت سی زرہیں اور اسلحہ ہیں۔ آپؐ نے صفوان کو جواب تک مشرک تھا بلا بھیجا اور کہا کہ تم اپنے اسلحہ ہمیں مستعار دے دو تا کہ ان سے مسلح ہم کل دشمن سے لڑیں۔ صفوانؓ نے کہا محمد کیا تم ان کو غصب کرنا چاہتے ہو۔ آپؐ نے فرمایا غصب نہیں بلکہ عاریت جس کی واپسی کا میں ضامن ہوں۔ صفوانؓ نے کہا اس میں مضائقہ نہیں۔ بعض اربابِ سیر کا خیال ہے کہ آپؐ نے صفوان سے یہ بھی خواہش کی کہ وہ اسلحہ میرے پاس بار کرا کے بھیج بھی دیے اس نے حسبِ عمل کیا۔ ابوجعفر محمد بن علیؓ کہتے ہیں کہ اسی واقعہ سے یہ سنت ہوئی کہ عاریت کی واپسی کی ضمانت کی جاتی ہے۔

مسلمانوں کی تعداد:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے روانہ ہوئے اس وقت آپؐ کے ہمراہ علاوہ ان دس ہزار صحابہؓ کے جو فتح مکہ میں شریک تھے دو ہزار اور اہل مکہ بھی ساتھ تھے۔ اس طرح آپؐ کی جماعت کی قوت بارہ ہزار نفوس تھی۔ آپؐ نے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبدشمس کو مکہ میں ان لوگوں کا جو آپ کے ساتھ نہ آ سکے۔ امیر اور نائب مقرر کر دیا اور پھر آپؐ ہوازن کے مقابلہ پر بڑھے۔

مسلمانوں پر اچانک حملہ:

جابرؓ سے مروی ہے کہ جب ہم وادی حنین کے سامنے آئے تو تہامہ کی وادیوں میں سے ایک نہایت گہری وادی میں اترے۔ اتار اس قدر ربیدھا تھا کہ ہم خود بخود بلا اختیار اس میں اترتے چلے گئے یہ تڑکے کا وقت تھا۔ دشمن ہم سے قبل اس وادی میں آ کر اس کے پرپیچ وخم نشیبوں اور موڑوں میں ہماری تاک میں گھات لگائے بیٹھا ہوا تھا اور جنگ کے لیے پوری طرح تیار مسلح اور آمادہ تھا ہم بے خبر اس میں اتر رہے تھے کہ اچانک دشمن کے دستوں نے کمین گاہوں سے برآمد ہو کر بیک جان ہم پر حملہ کر دیا ہم مقاومت نہ کر سکے سب کے سب بھاگے کوئی کسی کو مڑ کر نہ دیکھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ وادی کی داہنی جانب ایک سمت ہٹ کر ٹھہر گئے اور آپؐ نے سب کو للکارا کہاں جاتے ہو میرے پاس آؤ میں رسول اللہ ﷺ اور محمد بن عبداللہ یہاں موجود ہوں' مگر اس کا بھی کچھ اثر نہیں ہوا کہ

اونٹ پر اونٹ چڑھا جاتا تھا عجیب افراتفری تھی سب لوگ چل دیئے آپؐ کے پاس مہاجرین اور انصار میں سے کچھ لوگ اور آپؐ کے اہل بیت ٹھہرے رہے۔ مہاجرین میں سے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور اہل بیت میں سے علیؓ بن ابی طالب' عباس بن عبدالمطلب ان کے صاحبزادے فضل بن عباس' ابوسفیان بن الحارث' ایمن بن عبید یہی ایمن بن ام ایمن ہیں اور اسامہ بن زید بن حارثہ آپؐ کے پاس رہے۔

ہوازن کا علمبردار:

ہوازن کا ایک شخص ایک سرخ اونٹ پر سوار تھا جس کے ہاتھ میں ایک سیاہ جھنڈا تھا جو ایک طویل نیزے کے سرے سے بندھا ہوا تھا۔ یہ ان سب کے آگے تھا۔ تمام ہوازن اس کے پیچھے تھے' جب کسی مسلمان پر اس کی دسترس ہوتی وہ اپنے نیزے سے ان پر وار کرتا اور اگر کوئی اسے نہ ملتا تو وہ اس نیزے کو اپنے پیچھے والوں کے لیے بلند کرتا اور اشارہ کرتا کہ چلے آؤ۔ وہ سب اس کی اتباع کرتے۔

گلدہ بن الجنبل:

جب ان سرکش اہل مکہ نے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے مسلمانوں کو اس طرح شکست کھا کر بھاگتا ہوا دیکھا تو ان میں سے بعض نے اپنے باطنی خباثت کو ظاہر کر دیا۔ ابوسفیان بن حرب کہنے لگے کہ اب یہ سمندر سے ادھر نہیں رکیں گے۔ اس کے پاس ترکش میں تیر تھے۔ گلدہ بن الجنبل جو اپنے اخیافی بھائی صفوان بن امیہ بن خلف کے ساتھ جو اب تک اس مدت کی وجہ سے جو رسول اللہ ﷺ نے اسے اسلام کے اختیار کرنے کی دی تھی مشرک تھا معرکہ میں موجود تھا زور سے چلایا کیا آج جادو ختم نہیں ہو گیا۔ صفوان نے اس سے کہا چپ رہ خدا تیری زبان قطع کر دے بخدا میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں کہ قریش کا کوئی شخص میری سرپرستی کرے بجائے اس کے کہ ہوازن کا کوئی شخص میری سرپرستی کرے۔

شیبہ بن عثمان:

بنوعبدالدار کے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ نے جس کا باپ احد میں مارا گیا تھا بیان کیا ہے کہ اس وقت میرے دل میں آئی کہ آج محمد کو قتل کر کے میں اپنے باپ کا بدلہ لوں گا میں نے رسول اللہ ﷺ کے قتل کا ارادہ کر لیا مگر کوئی ایسی شے نظر آئی کہ میرا دل بیٹھ گیا اور مجھے اپنے ارادہ پر قدرت نہ ہوئی۔ میں سمجھ گیا کہ اللہ کی جانب سے آپ کو میری جانب سے محفوظ کر دیا گیا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی للکار:

عباسؓ بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور آپ کی سفید خچر کی باگ ہاتھ میں لیے ہوئے تھا۔ میں بہت ہی جسیم تھا اور میری آواز بہت بلند تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس طرح بھاگتے ہوئے دیکھا آپؐ نے ان کو للکارا' اس کا بھی ان پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ آپؐ نے مجھ سے کہا عباس ان کو آواز دو اے معشر انصار اے اصحاب السمرۃ' میں نے ان کو آواز دی اے معشر انصار اے معشر اصحاب السمرہ اس کا انہوں نے جواب دیا ہم آئے ہم آئے۔ مگر پھر بھی یہ کیفیت تھی کہ جو شخص اپنے اونٹ کو پلٹانا چاہتا تھا اس سے اونٹ پلٹ نہیں سکتا تھا۔ تب انہوں نے یہ کیا کہ اپنی زرہ اتار کر اسے اونٹ کی گردن پر ڈالا اور صرف تلوار اور ڈھال لے کر اونٹ پر سے کود پڑے اور اونٹ کو چھوڑ دیا اور میری آواز پر پلٹے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ پہنچے۔ اس طرح جب آپ کے پاس تقریباً سو آدمی جمع ہو گئے انہوں نے دشمن کا مقابلہ کیا اور بے جگری سے لڑنے لگے' پہلے یہ للکار تھی کون انصار کا حق ادا کرے گا بعد میں یہ ہوگئی کون خزاج کا حق ادا کرے گا۔ یہ لوگ نہایت ثابت قدمی اور جوانمردی سے لڑتے رہے۔ رسول

اللہ ﷺ نے اپنی رکابوں پر کھڑے ہو کر لڑائی کا مشاہدہ کیا اور جب آپؐ نے ان کو اس پامردی سے لڑتے ہوئے دیکھا فرمایا بے شک اب لڑائی کا حق ادا ہو رہا ہے۔

براء سے مروی ہے کہ جنگ حنین میں ابوسفیان بن الحارث رسول اللہ ﷺ کی خچر کی باگ آگے سے تھامے ہوئے آپ کو لے جا رہے تھے جب مشرکین نے آپ کو ہر طرف سے آلیا آپؐ خچر پر سے اتر پڑے اور یہ رجز پڑھتے تھے انا النبی لاکذب انا عبد المطلب۔ (میں نبی برحق ہوں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں) اس وقت رسول اللہ ﷺ سے زیادہ بہادر اور دشمن کے لیے مہلک اور کوئی نہ تھا۔

ہوازن کے رئیس کا خاتمہ:

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہوازن کا رئیس مسلمانوں پر چڑھا آتا تھا علی بن ابی طالب اور ایک انصاری اس کی طرف بڑھے علیؓ نے پیچھے سے پہنچ کر اس کے اونٹ کے گھٹنوں کے اندر تلوار ماری جس سے وہ اپنے سرینوں پر بیٹھ گیا' اتنے میں انصاری نے خود اس رئیس پر حملہ کیا اور ایک ہی وار میں نصف ساق سے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا جس سے وہ اپنے کجاوے سے گر پڑا۔ اب پھر مسلمانوں نے دشمن سے نہایت دلاوری سے شمشیر زنی کی اور بخدا ہزیمت یافتہ مسلمانوں میں سے ابھی لوگ واپس بھی نہ آئے تھے کہ یہاں بہت سے مشرکین قیدیوں کی مشکیں باندھی جا چکی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کو جو لڑائی میں برابر ثابت قدم رہے تھے اور آپ کی خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور اسلام لانے کے بعد مخلص مسلمان ہو گئے تھے دیکھا اور پوچھا یہ کون ہیں۔ ابوسفیان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا پھوپھی زاد بھائی ہوں ابوسفیان۔

ام سلیم بنت ملحان:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مڑ کر دیکھا تو آپ کو ام سلیم بنت ملحان نظر پڑی' یہ اپنے شوہر ابوطلحہ کے ساتھ جنگ میں شریک تھیں اپنی چادر سے انہوں نے اپنی کمر باندھ رکھی تھی اور عبداللہ بن ابی طلحہ کو لیے ہوئے تھیں۔ ان کے ساتھ ابوطلحہ کا اونٹ تھا اور اس خوف سے کہ وہ چھوٹ کر بھاگ نہ جائے انہوں نے اس کے سر کو قریب کر کے اس کی نکیل کے ساتھ اپنا ہاتھ بھی اس کی ناک میں گھسا رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو آواز دی۔ ام سلیم! انہوں نے کہا جی یا رسول اللہ ﷺ آپ ان لوگوں کو جو آپ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں اسی طرح قتل کر دیجیے جس طرح آپؐ اپنے دشمن کو قتل کریں کیونکہ وہ اسی سلوک کے مستحق ہیں آپؐ نے فرمایا ام سلیم اللہ بس ایک ہے ام سلیم کے ہاتھ میں ایک خنجر بھی تھا۔ ابوطلحہ نے پوچھا یہ کیوں لیے ہوئے ہو' انہوں نے کہا اس لیے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آئے تو اس سے میں اس کا کام تمام کر دوں۔ ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ام سلیم کا قول آپؐ نے سنا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جنگ حنین میں ابوطلحہؓ نے بیس مشرکوں کے لباس اور اسلحہ پر قبضہ کیا تھا جن کو تنہا انہوں نے قتل کیا تھا۔

جبیر بن مطعمؓ سے مروی ہے کہ دشمن کی ہزیمت سے قبل جب کہ شاید جنگ ہو رہی تھی میں نے ایک سیاہ چادر آسمان سے گرتی ہوئی دیکھی' وہ ہمارے اور دشمن کے درمیان گری' میں نے دیکھا کہ وہ بے شمار سیاہ چیونٹیاں ہیں جو تمام وادی میں پھیل گئیں مجھے یقین ہو گیا کہ یہ ملائکہ ہیں اور اسی وقت دشمن کو ہزیمت کلی نصیب ہوئی۔

عثمان بن عبداللہ کا خاتمہ:

ہوازن کی ہزیمت کے بعد اب ثقیف سے ہٹ کر بنو مالک پر قتل کی مصیبت پڑی' ان کے ستر آدمی ان کے جھنڈے کے نیچے مارے گئے۔ ان میں عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب ابن ام حکیم بنت ابوسفیان کا دادا بھی تھا' پہلے ان کا جھنڈا ذوالخمار کے پاس تھا جب وہ مارا گیا اسے عثمان بن عبداللہ نے سنبھالا۔ اسے لیے ہوئے وہ لڑا اور مارا گیا۔ جب اس کے قتل کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ہوئی آپؐ نے فرمایا بہت اچھا ہوا کہ اللہ نے اسے ہلاک کر دیا وہ قریش کا دشمن تھا۔

انسؓ سے مروی ہے کہ حنین میں رسول اللہ ﷺ اپنی سفید خچر دلدل پر سوار تھے۔ جنگ کے شروع میں جب مسلمان بھاگے آپؐ نے خچر سے کہا دلدل بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی آپؐ نے ایک مٹھی مٹی اٹھا کر اسے مشرکوں کی طرف پھینکا اور کہا حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ اتنا کہتے ہی تلوار نیزے یا تیر کے چلے بغیر مشرک منہ موڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔

عثمان بن عبداللہ کا نصرانی غلام:

یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس سے مروی ہے کہ عثمان بن عبداللہ کے ساتھ اس کا ایک نصرانی غلام غیر مختون قتل ہوا تھا ایک انصاری ثقیف کے مقتولوں کا لباس اتار رہے تھے اسی میں انہوں نے اس مقتول غلام کے کپڑے اتارے دیکھا کہ وہ غیر مختون ہے انہوں نے زور سے چلا کر کہا کہ اب معلوم ہوا کہ بنو ثقیف ختنہ نہیں کراتے۔ مغیرہ بن شعبہ نے بیان کیا کہ اس خوف سے کہ تمام عرب میں ہم بنو ثقیف کی بدنامی ہو جائے گی کہ ہم ختنہ نہیں کراتے میں نے ان انصاری کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ ایسی بات منہ سے نہ نکالیں یہ ہمارا نصرانی غلام تھا اور آیئے میں آپ کو اپنے مقتولین کو برہنہ کر کے دکھاتا ہوں۔ چنانچہ میں نے ان کو دکھائے اور کہا کہ دیکھ لو کیا ان کی ختنہ نہیں ہوئی ہے یہ سب مختون ہیں۔

ہوازن کے اتحادیوں کا علم:

ہوازن کے دوسرے اتحادیوں کا جھنڈا قارب بن الاسود بن مسعود کے پاس تھا' جب وہ سب بھاگ گئے اس نے اس جھنڈے کو ایک جھاڑی کے سہارے کھڑا کر دیا اور وہ اس کے چچازاد بھائی اور ساری قوم بھاگ کھڑی ہوئی۔ اس لیے ان میں سے سوائے ان دو آدمیوں بنو غیرہ کا وہب اور بنی کنہ کے جلاح کے اور کوئی نہیں مارا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب جلاح کے قتل کی اطلاع ہوئی آپؐ نے فرمایا کہ آج بنو ثقیف کے نوجوانوں کا سردار مارا گیا۔ ان کے علاوہ ابن الہنیذۃ الحارث بن اوس کا واقعہ اور رہوا۔

غزوۂ اوطاس:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ مشرک بھاگ کر طائف آئے ان کے ہمراہ مالک بن عوف بھی تھا۔ بعض نے اوطاس ہی میں اپنا پڑاؤ ڈال دیا اور بعض نخلہ کی سمت گئے اس سمت کے جانے والوں میں ثقیف کے صرف بنو غیرہ تھے رسول اللہ ﷺ کے رسالہ نے نخلہ جانے والوں کا تعاقب کیا ان کے علاوہ جو مشرک پہاڑوں کی گھاٹیوں میں منتشر ہوئے تھے ان کا تعاقب نہیں کیا گیا۔ اسی تعاقب میں ربیعہ بن رفیع بن اہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن سمال بن عوف بن امرئ القیس کے جو ابن لذعہ مشہور تھا' لذعہ اس کی ماں تھی اور اسی کی وجہ سے وہ ابن لذعہ زیادہ مشہور ہو گیا تھا۔ درید بن الصمہ کو پکڑ لیا' چونکہ وہ ایک بند کجاوے میں بیٹھا تھا' ابن لذعہ نے پہلے اسے عورت سمجھا مگر پکڑنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مرد ہے۔

درید بن الصمہ کا قتل:

ابن لذعہ نے اس کے اونٹ کو بٹھایا اس پر درید بن الصمہ ایک نہایت سن رسیدہ بڈھا بیٹھا ہوا تھا ابن لذعہ جو بالکل نوعمر تھا اسے پہچانتا نہ تھا درید نے اس سے کہا کیا چاہتے ہو۔ ابن لذعہ نے کہا تم کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ درید نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں ربیعہ بن رفیع السلمی ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس نے درید پر تلوار کا ہاتھ مارا' مگر اس پر کچھ اثر نہیں ہوا درید نے کہا تیری ماں نے تجھے بہت ہی نکمی تلوار سے مسلح کیا ہے میری تلوار کجاوے کے عقب میں لٹکی ہوئی ہے اسے لے لے اور پھر وار کرنا ہڈیوں پر وار نہ کرنا دماغ پر ہاتھ مارنا میں خود لوگوں کو اسی طرح قتل کیا کرتا تھا اور میرا کام تمام کر کے اپنی ماں سے جا کر کہہ دینا کہ میں نے درید بن الصمہ کو قتل کر دیا ہے میری زندگی میں بہت سے مواقع ایسے آئے ہیں کہ میں نے تمہاری عورتوں کی دشمن سے مدافعت کی ہے اور ان کو بچایا ہے۔ بنو سلیم کے بیان کے مطابق خود ربیعہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ اس کی ہدایت کے مطابق جب میں نے وار کیا وہ گر پڑا اور اس کا ستر کھل گیا۔ اس کا پیڑو اور چڈے کثرت سے گھوڑے کی سواری کی وجہ سے کاغذ کی طرح صاف تھے وہاں بال نہ تھے جب ربیعہ اپنی ماں کے پاس گھر واپس آئے انہوں نے بتایا کہ میں نے درید کو قتل کر دیا ہے۔ ان کی ماں نے کہا بخدا اس نے تمہاری تین ماؤں کو تین مرتبہ دشمن کے نرغے سے رہائی دلائی ہے۔

جو مشرک اوطاس کی سمت بھاگے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے تعاقب میں فوج بھیجی۔ اس کے متعلق ابو بردہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ حنین سے آ کر رسول اللہ ﷺ نے ابو عامر کو ایک دستہ فوج کے ساتھ اوطاس بھیجا وہاں درید بن الصمہ ان کے ہاتھ آ گیا۔ ابو عامر نے اسے قتل کر دیا اور اس کے تمام ساتھی شکست کھا کر بھاگے۔

حضرت ابو عامر کی شہادت:

ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھی عامر کے ساتھ اس مہم پر بھیجا تھا ابو عامر کے گھٹنے میں ایک تیر آ کر پیوست ہو گیا جو بنو جشم کے ایک شخص نے چلایا تھا۔ وہ تیر اس طرح ان کے گھٹنے میں پیوست ہو گیا تھا کہ وہ حرکت نہیں کر سکتے تھے وہیں گر پڑے میں ان کے پاس آیا اور میں نے پوچھا چچا جان آپ کے یہ تیر کس نے مارا؟ انہوں نے مجھ سے کہا وہ یہ شخص ہے جو تمہارے سامنے ہے۔ میں فوراً اس کی طرف لپکا اور اس کے قتل کر دینے کے ارادے سے بڑھا اور بالکل اسی کے قریب پہنچ گیا مجھے دیکھ کر وہ بھاگا میں نے اس کا تعاقب کیا اور میں نے اس سے کہا بھاگتے ہوئے شرم نہیں آتی کیا تم عرب نہیں ہو کہ جم کر مردانہ وار مقابلہ کرو۔ اس جملہ سے اسے غیرت آئی وہ پلٹا اب میرا اور اس کا مقابلہ شروع ہوا۔ ایک ایک وار ہمارا دونوں کا خالی گیا پھر دوسرے وار میں میں نے اس کا خاتمہ کر دیا اور ابو عامرؓ کے پاس آ کر ان سے کہا کہ تمہارے قاتل کو اللہ نے ہلاک کر دیا ہے انہوں نے مجھ سے کہا کہ تیر نکال لو' میں نے اسے نکالا اس کے نکالتے ہی تمام جسم کا خون نکل گیا۔ ابو عامرؓ نے مجھ سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور عرض کرو کہ آپؐ میرے لیے دعائے مغفرت کریں ابو عامرؓ نے مجھے اپنی جماعت کا اپنے بعد جانشین مقرر کر دیا اور پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ سلمہ بن درید نے ابو عامرؓ کے گھٹنے میں وہ تیر مارا تھا جس سے ان کی شہادت واقع ہوئی اور اسی واقعہ کے متعلق اس نے یہ شعر کہے تھے:

ان تسئلوا عنی فانی سلمه ابن سمادیر لمن توسمه
اُضرب بالسیف وروس المسلمة

ترجمہ: ''اگر تم مجھے دریافت کرتے ہو تو میں بتاتا ہوں کہ میرا نام سلمہ ابن سمادیر ہے میں تلوار سے مسلمانوں کے سر کاٹتا ہوں''۔
سمادیر، سلمہ کی ماں کا نام تھا اسی کی طرف اس نے اپنی نسبت کی ہے۔

شکست کھا کر مالک بن عوف میدان سے فرار ہوا اور اثنائے راہ میں ایک گھاٹی میں وہ اپنے ہم قوم سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ رکا اور اس نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم ذرا توقف کرو تاکہ ہم میں جو کمزور ہیں وہ اس مقام سے گزر جائیں اور جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی آ ملیں یہ اتنی دیر وہاں ٹھہر گیا جتنی دیر میں کہ اس کی فوج کی شکست خوردہ جماعتیں جو اس کے پاس آ گئی تھیں گھاٹی سے گزر گئیں۔

شیما بنت الحارث کی گرفتاری:

بنوسعد بن بکر کے ایک صاحب نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس رسالہ کو جسے آپؐ نے دشمن کے تعاقب میں بھیجا تھا حکم دیا تھا کہ اگر بجاد پر تمہارا قابو چل جائے (یہ سعد بن بکر سے تھا) تو اسے جانے نہ دینا کسی نہ کسی طرح پکڑ لینا۔ اس نے کوئی جرم کیا تھا۔ جب وہ مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا وہ اسے اور اس کے اہل وعیال اور اس کی بہن شیما بنت الحارث بن عبداللہ بن عبدالعزیٰ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی بہن کو گرفتار کر کے گھسیٹتے ہوئے لے چلے مسلمانوں نے اس عورت پر اسے تیز چلانے میں سختی کی اس نے مسلمانوں سے کہا کچھ جانتے ہو بخدا میں تمہارے صاحب کی رضاعی بہن ہوں مگر مسلمانوں نے اس وقت اس کی بات کو سچ نہ مانا اور وہ اسی طرح گھسیٹتے ہوئے اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔

شیما بنت الحارث کی تعظیم وتکریم:

ابووجزۃ یزید بن عبید العدی سے مروی ہے کہ جب شیما رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچی اس نے آپؐ سے کہا یا رسول اللہؐ میں آپ کی بہن ہوں۔ آپؐ نے پوچھا اس کی کیا علامت ہے۔ اس نے کہا بچپن میں ایک مرتبہ میں آپ کو پیٹھ پر چڑھائے ہوئے تھی آپؐ نے میری پیٹھ پر زور سے کاٹ لیا تھا اس کا یہ نشان اب تک موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس نشان کو پہچانا اور اپنی چادر اس کے بیٹھنے کے لیے بچھا دی اور کہا آؤ اس پر بیٹھو اور اسے اختیار دیا اور فرمایا اگر میرے پاس رہنا چاہتی ہو تو میں عزت اور محبت کے ساتھ تم کو رکھوں گا اور اگر اپنے گھر جانا چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ دے کر تم کو تمہارے گھر واپس کر دوں۔ شیما نے کہا بہتر یہی ہے کہ آپؐ مجھے میرے گھر بھجوا دیں۔ چنانچہ آپؐ نے اسے مال دے کر اس کے گھر بھجوا دیا۔ بنوسعد کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شیما کو ایک غلام مکحول نام اور ایک لونڈی عطا فرمائی۔ شیما نے مکحول کی شادی اس لونڈی سے کر دی اور بنوسعد میں اس کی نسل اب تک موجود ہے۔

جنگ حنین کے شہداء اور مال غنیمت:

جنگ حنین میں بنو ہاشم میں سے ایمن ابن عبید جو ام ایمن رسول اللہ ﷺ کی لڑکی کے بیٹے تھے شہید ہوئے۔ بنواسد بن عبدالعزیٰ میں سے یزید بن زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد شہید ہوئے۔ ان کا گھوڑا جناح جنگ میں بدک گیا جس سے وہ گر

پڑے اور قتل کر دیے گئے۔ انصار میں سے سراقہ بن الحارث بن عدی بن عجلان شہید ہوئے۔ اشعریوں میں سے ابو عامر الاشعری شہید ہوئے۔

جنگ کے بعد تمام قیدی اور مال غنیمت جمع کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ مسعود بن عمرو القاری مال غنیمت کے امین تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے یہ تمام قیدی اور مال جعرانہ میں محفوظ کر دیا گیا۔

جب شکست خوردہ ثقیف طائف آئے انہوں نے شہر کے اندر آ کر اپنی حفاظت کے لیے شہر کے دروازے بند کر لیے اور جنگ کے لیے تمام تدابیر اختیار کیں۔ عروہ بن مسعود اور عیلان بن مسلمہ جو جرش میں تھے اور دبابوں میں ضبور اور منجنیقوں کا بنانا سیکھ رہے تھے نہ حنین کی جنگ میں شریک ہوئے اور نہ طائف کے محاصرہ میں۔

طائف کا محاصرہ:

عروہؓ سے مروی ہے کہ حنین سے واپس ہوتے ہی فوراً رسول اللہ ﷺ طائف گئے اور وہاں آپؐ اور صحابہ نصف ماہ اہل طائف سے لڑتے رہے۔ ثقیف فصیل کے پیچھے لڑتے رہے۔ اس اثناء میں ان کا ایک شخص بھی حصار سے باہر آ کر نہ لڑ سکا۔ طائف کے گرد جس قدر آبادی تھی وہ سب اسلام لے آئی اور ان کے وفود نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر بیعت کر لی رسول اللہ ﷺ طائف سے پلٹ آئے آپ نے صرف نصف ماہ ان کا محاصرہ رکھا واپسی میں آپؐ نے جعرانہ میں منزل کی جہاں حنین کے قیدی محبوس تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہوازن کی چھ ہزار عورتیں اور بچے قید تھے۔ آپؐ کے جعرانہ واپس آنے کے بعد ہوازن کے جرگے جواب سب کے سب اسلام لا چکے تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپؐ نے تمام عورتوں اور بچوں کو آزاد کر دیا اور اب ذوالقعدہ میں عمرہ کا احرام باندھا پھر آپؐ مدینہ میں واپس آ گئے۔ آپؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ تم اس سال حج کراؤ' اسلام کی تعلیم دو اور ہدایت کی جو حج کرنے آئے اسے کامل امان دی جائے۔ اس انتظام کے بعد آپؐ مدینہ چلے آئے۔ یہاں ثقیف کے جرگے آپؐ کے پاس آئے اور انہوں نے اس شرط پر معاہدہ کیا جس کا ذکر آ چکا ہے انہوں نے آپ ﷺ کی بیعت کی اور وہ عہد نامہ صلح لکھا جو ان کے پاس موجود ہے۔

اسلام میں پہلا قصاص:

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ حنین سے طائف جاتے ہوئے آپؐ نے نخلیۃ الیمانیہ کا راستہ اختیار کیا وہاں سے قرن اور ملیح ہوتے ہوئے لیہ کے بحرۃ الرغاء آئے۔ یہاں آپؐ نے مسجد بنوائی اور اس میں نماز پڑھی اور اسی مقام بحرۃ الرغاء میں آپؐ نے ایک شخص کو قصاص میں قتل کیا۔ اسلام میں یہ پہلا قصاص تھا۔ بنولیث کے ایک شخص نے بنی ہذیل کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ آپؐ نے قاتل کو قتل کر دیا۔ آپ لیہ میں فروکش تھے آپؐ نے مالک بن عوف کے قصر کے انہدام کا حکم دیا اور وہ ڈھا دیا گیا۔ یہاں سے بڑھ کر آپؐ ضیقہ نامی ایک راستے سے چلے اس راہ میں پہنچ کر آپؐ نے اس کا نام دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا اسے ضیقہ (تنگ اور دشوار گزار) کہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ یسریٰ (سہل) ہے۔ اب آپ نخب آئے اور ایک بیری کے نیچے جس کا نام سادرہ تھا فروکش ہوئے۔ یہ درخت ثقیف کے ایک شخص کے کھیت کے قریب واقع تھا۔ آپؐ نے اس سے کہلا کر بھیجا کہ تم میرے پاس چلے آؤ ورنہ تمہاری زراعت کو برباد کر دوں گا۔ اس نے آنے سے انکار کیا آپؐ نے اس کی زراعت کو اجڑوا دیا۔

صحابہ پر پتھروں کی بوچھاڑ:

یہاں سے بڑھ کر آپؐ طائف کی فصیل کے بالکل قریب آ گئے اور وہیں آپؐ نے اپنا پڑاؤ ڈالا' چونکہ فرودگاہ فصیل کے بالکل قریب تھی بہت سے صحابہ تیروں کا نشانہ بن گئے' تیر مسلمانوں پر کام کرتے تھے اور مسلمان شہر کے دروازہ کی بندش کی وجہ سے ان تک پہنچ نہیں سکتے تھے۔ جب کئی صاحب تیروں سے شہید ہو گئے آپؐ نے اپنا پڑاؤ وہاں سے اٹھا کر اسے اس جگہ قائم کیا جہاں اب تک طائف میں آپ کی مسجد بنی ہوئی ہے۔ آپؐ نے چودہ پندرہ راتیں اہل طائف کا محاصرہ رکھا۔ اس موقع پر آپ کی بیویوں میں سے دو عورتیں ام سلمہ بنت ابی امیہ اور ایک دوسری اور آپؐ کے ہمراہ تھیں۔ دوسری کے متعلق واقدی کا بیان ہے کہ وہ زینب بنت جحشؓ تھیں۔ ان دونوں کے لیے دو خیمے لگائے گئے تھے۔ ان کے بیچ میں آپؐ نماز پڑھتے تھے اور جب تک آپؐ وہاں مقیم رہے اسی جگہ نماز پڑھتے رہے اسی وجہ سے جب ثقیف اسلام لے آئے ابوامیہ بن عمرو بن وہب بن معتب بن مالک نے اس جگہ مسجد بنوادی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس مسجد میں ایک ایسا ستون ہے کہ روزانہ جب آفتاب کی روشنی اس پر پڑتی اس میں سے آواز آتی ہے۔

مسلمانوں اور بنوثقیف میں خونریز معرکہ:

رسول اللہ ﷺ نے ثقیف کا محاصرہ کر لیا اور ان سے نہایت شدید لڑائی لڑی۔ فریقین نے ایک دوسرے پر تیراندازی کی۔ شدہ شدہ ایک روز طائف کی فصیل کے نیچے ایک عام خونریز معرکہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ ایک دبابہ میں بیٹھے اور پھر اسے فصیل کی طرف دھکیلا گیا۔ ثقیف نے دہکتے ہوئے لوہے کے سکے ان پر پھینکے۔ مسلمان اس دبابہ کے نیچے سے نکل کر ہٹ گئے مگر پھر ثقیف نے تیروں سے ان کو نشانہ بنایا اور اس طرح انہوں نے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے ان کے انگوروں کو قطع کرنے کا حکم دیا اور لوگ اس کام میں پڑ گئے۔ اس اثناء میں ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ طائف کے قریب پہنچے اور انہوں نے ثقیف کو آواز دی کہ ہمیں امان دو ہم تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ثقیف نے ان کو امان دے دی۔ انہوں نے قریش اور بنوکنانہ کی بعض عورتوں کو آواز دی کہ تم ہمارے پاس چلی آؤ۔ کیونکہ ابوسفیان اور مغیرہ کو اندیشہ تھا کہ وہ عورتیں بھی قید ہو کر باندیاں بن جائیں گی مگر ان عورتوں نے باہر آنے سے انکار کر دیا ان میں ایک آمنہ بنت ابی سفیان تھی جو عروہ بن مسعود کی بیوی تھی جس کے بطن سے داؤد بن عروہ پیدا ہوا تھا اور ایک دوسری عورت تھی۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ طائف کے محاصرے کو جب پندرہ دن گزر گئے رسول اللہ ﷺ نے نوفل بن معاویہ الدیلی سے مشورہ کیا کہ محاصرہ کو جاری رکھنے کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ثقیف کی مثال اس لومڑی کی ہے جو اپنے بل میں چھپی بیٹھی ہو اگر آپؐ اس کے پیچھے پڑے رہیں گے اسے پکڑ لیں گے اور اگر اسے چھوڑ دیں گے تب بھی وہ آپ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

مسلمانوں کی مراجعت:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب کہ آپؐ نے طائف میں ثقیف کا محاصرہ کر رکھا تھا ابوبکرؓ بن ابی قحافہؓ سے کہا ابوبکرؓ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے مکھن سے بھرا ہوا ایک پیالہ ہدیۃً بھیجا گیا مگر ایک مرغے نے اپنی چونچ سے اس میں سوراخ کر دیا جس سے تمام مکھن بہہ گیا۔ ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نہیں سمجھتا کہ آج آپؐ ان کے مقابلہ میں اپنے مقصد میں

کامیاب ہوسکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں میں بھی سمجھتا ہوں کہ کامیابی نہ ہوگی۔ اس کے بعد عثمانؓ بن مظعون کی بیوی خویلہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص السلمیہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر طائف کو آپؐ کے حکم سے فتح کر لیں تو مجھے بادیہ بنت غیلان بن سلمہ یا فارعہ بنت عقیل کا زیور عطا کیجیے گا۔ بنوثقیف کی عورتوں میں سب سے زیادہ زیور انہیں دونوں کے پاس تھا۔ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا اور چاہے اب تک مجھے ثقیف کے بارے میں اجازت نہ ملی ہو۔ خویلہ آپؐ کے پاس سے چلی آئیں اور پھر انہوں نے یہ بات عمر بن الخطابؓ سے بیان کی۔ عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ خویلہؓ نے یہ بات مجھ سے کہی ہے اس کی کیا اصلیت ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے میں نے ان سے یہی کہا۔ عمرؓ نے پوچھا کیا واقعی آپ کو ثقیف کے بارے میں اجازت نہیں ملی۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ عمرؓ نے کہا تو کیا میں لوگوں میں کوچ کا اعلان نہ کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! چنانچہ عمرؓ نے تمام لوگوں میں کوچ کی منادی کرادی۔

عیینہ بن حصن:

جب سب چل کھڑے ہوئے سعید بن عبید بن اسید بن ابی عمرو بن علاج الثقفی نے بلند آواز سے کہا ''مگر ہم اپنی جگہ قائم ہیں'' اس پر عیینہ بن حصن نے کہا ہاں بے شک اور عزت اور آبرو کے ساتھ' اس پر کسی مسلمان نے کہا عیینہ اللہ تجھے برباد کر دے تم مشرکوں کی اس لیے تعریف کر رہے ہو کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مقاومت کی حالانکہ تم تو رسول اللہ ﷺ کی حمایت میں لڑنے آئے ہو۔ عیینہ نے کہا بخدا میں ہرگز تمہارے ساتھ ثقیف سے لڑنے نہیں آیا تھا بلکہ میرے آنے کی غرض اتنی تھی کہ اگر محمدؐ طائف فتح کر لیں تو مجھے ایک جاریہ مل جائے جس سے مجامعت کروں اور اس کے بطن سے بہادر لڑکا پیدا ہو' کیونکہ یہ قبیلہ بڑا کڑوا اور بہادر ہے۔

طائف میں صحابہؓ رسول میں سے بارہ اشخاص شہید ہوئے ان میں سات قریشی ایک بنولیث کے اور چار انصاری تھے۔

حضرت محمد ﷺ کا جعرانہ میں قیام:

طائف سے پلٹ کر آپؐ دحنا ہوتے ہوئے تمام مسلمانوں کے ساتھ جعرانہ آئے۔ آپؐ نے طائف جانے سے پہلے ہی ہوازن کے قیدیوں کو جعرانہ بھیج دیا تھا اور وہ یہیں مقید تھے اب آپؐ کے اس مرتبہ کے جعرانہ کے قیام میں ہوازن کے وفد آپ کی خدمت میں آئے۔ ہوازن کی عورتوں اور بچوں کی ایک بڑی تعداد قید تھی چھ ہزار اونٹ اور بے شمار بھیڑ بکریاں مال غنیمت میں دستیاب ہوئی تھیں۔

اسیرانِ غزوۂ حنین:

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ جعرانہ میں ہوازن کے وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' یہ اب اسلام لا چکے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم ایک شریف خاندان اور قبیلہ والے ہیں جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے وہ آپؐ پر روشن ہے آپ ہم پر احسان کریں اللہ آپؐ پر احسان کرے گا۔ اس کے بعد ہوازن کے خاندان بنوسعد بن بکر کے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا ایک شخص زہیر بن صرد نے جس کی کنیت ابوصرد تھی کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ قیدیوں کے ان احاطوں میں آپ کی پھپیاں' خالائیں اور وہ دایائیں ہیں جو آپ کی پرورش کرتی تھیں۔ اگر ہم نے حارث بن ابی شمر

یا نعمان بن المنذر کو دودھ پلایا ہوتا اور پھر ہم پر یہ مصیبت پڑتی جو آپ کی وجہ سے پڑی ہے تو ہم کو ان کے احسان اور مہربانی کی پوری امید ہوتی اور آپؐ تو بہتر کفیل ہیں اور پھر چند شعر پڑھے جن میں سے دو نقل کیے جاتے ہیں۔

امنن علینا یا رسول الله فی کرم فانك المرء نرجوه و ندخر

امنن علی بیضة امتاتها قدر لمهزق شملها فی دهر هاغیر

ترجمہ: ''یا رسول اللہ ﷺ آپ ہم پر کرم کریں اور احسان کریں کیونکہ آپؐ ہی سے ہماری تمام توقعات وابستہ ہیں آپؐ ایسے خاندان پر احسان کریں جس کی آزادی آپؐ کے دست قدرت میں ہے اور جو اس وقت سخت پریشان حال اور بدبختی زدہ ہے''۔

اسیرانِ حنین کی رہائی:

رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا اپنے بیوی بچے تم کو زیادہ محبوب ہیں یا مال۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے ہماری آبرو اور ہمارے مال میں ہمیں اختیار دیا ہے آپؐ ہمارے اہل وعیال ہمیں واپس دے دیں وہ ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا جو میرے اور بنو عبدالمطلب کے حصے میں آئے ہیں وہ میں تم کو دیے دیتا ہوں اور جب میں جماعت کو نماز پڑھا چکوں تم اس وقت کہنا کہ ہم اپنے اہل وعیال کے بارے میں تمام مسلمانوں کی خدمت میں تمام مسلمانوں کی سفارش کے طلب گار ہیں۔ جب تم ایسا کہو گے اس وقت میں خود تمہارے اہل وعیال واپس دے دوں گا' اور مسلمانوں سے تمہاری سفارش کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ جب نماز ظہر جماعت کے ساتھ پڑھ چکے ہوازن کے نمائندوں نے کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کے مشورے کے مطابق درخواست کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو میرے اور بنو عبدالمطلب کے حصے میں آئے ہیں وہ میں تم کو واپس دیتا ہوں۔ مہاجرین نے کہا جو ہمارے حصے میں آئے ہیں وہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیے۔ انصار نے کہا اور جو ہمارے حصے کے ہیں وہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیے۔ اقرع بن حابس نے کہا مگر جو میرے اور بنو تمیم کے حصے میں آئیں وہ ہم نہیں دیتے۔ عیینہ بن حصن نے کہا اور جو میرے اور بنو فزارہ کے حصے میں ہوں ان کو ہم نہیں دیتے۔ عباس بن مرداس نے کہا اور میں اور بنو سلیم بھی اپنا حق نہیں چھوڑتے۔ اس پر خود بنو سلیم نے کہا مگر جو ہمارا ہے اسے ہم رسول اللہ ﷺ کو دیتے ہیں عباس نے بنو سلیم سے کہا کہ تم نے میری توہین کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا ان قیدیوں میں جو شخص اپنا حصہ لینا ہی چاہتا ہے اسے ہر انسان کے عوض میں چھ حصے مال کے دیے جائیں گے لہٰذا تم سب ان کے اہل وعیال ان کو واپس دے دو۔

ابو وجزہ یزید بن عبیدہ السعدی سے مروی ہے کہ حنین کے قیدیوں میں سے رسول اللہ ﷺ نے ایک جاریہ ربطہ بنت ہلال بن حیان بن عمیرہ بن ہلال بن ناصرہ بن قصیہ بن بصر بن سعد بن بکر علی بن ابی طالب کو دی تھی اور ایک جاریہ زینب بنت حیان بن عمرو بن حیان عثمانؓ بن عفان کو دی تھی اور ایک جاریہ عمر بن الخطاب کو دی تھی جو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دے دی۔

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے قیدیوں میں سے ایک باندی عمرؓ بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دی وہ انہوں نے مجھے دے دی میں نے اسے بنو جمح میں بھیج دیا جو میرے ننہیالی رشتہ دار تھے تاکہ وہ اسے میرے لیے سنوار دیں اور میں اس اثناء میں بیت اللہ کا طواف کر لوں اور پھر اسے ساتھ لے لوں۔ میں طواف سے فارغ ہو کر جب مسجد سے نکلا میں نے لوگوں کو تیزی سے جاتا ہوا دیکھا' میں نے پوچھا کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہمارے اہل وعیال ہمیں واپس دے دیے ہیں۔

میں نے کہا تمہاری ایک عورت یہاں بنوجمح میں موجود ہے جاؤ اور اسے لے لو۔ وہ وہاں گئے اور اس عورت کو لے لیا۔

مال غنیمت میں عیینہ بن حصن کا حصہ:

عیینہ بن حصن نے ہوازن کی بڑھیوں میں سے ایک بڑھیا کو اپنے قبضے میں کیا اور اسے لیتے وقت کہا کہ یہ بڑھیا نظر آ رہی ہے اسے لینا چاہیے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قبیلے کے اشراف میں ہوگی اور اس کا فدیہ شاید زیادہ مل سکے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ تمام قیدی چھ حصے مال کے عوض میں واپس دیے جائیں۔ عیینہ نے اس کے واپس کرنے سے انکار کیا۔ زہیر ابوصرد نے اس سے کہا کہ اسے دے ہی دو اس میں کیا رکھا ہے نہ اس کے منہ میں دانت ہیں اور نہ پیٹ میں آنت ہے نہ یہ جوان ہے نہ اس کی چھاتیاں ابھری ہوئی ہیں نہ اسے ولادت اور بچے کی رضاعت کی قابلیت ہے اور نہ اس کے خاوند کا پتہ ہے۔ زہیر کے اس مقولہ کے بعد عیینہ نے اس عورت کو چھ حصوں کے عوض میں واپس دے دیا۔ ایک مرتبہ عیینہ کی اقرع بن حابس سے ملاقات ہوئی اقرع نے اس سے شکایت کی کہ وہ نہ کنواری نادان تھی اور نہ ادھیڑ فربہ اندام تھی کہ تم اس پر قبضہ کرتے۔

مالک بن عوف کا قبول اسلام:

ہوازن کے وفد سے رسول اللہ ﷺ نے مالک بن عوف کو دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے انہوں نے کہا کہ وہ ثقیف کے ساتھ طائف میں ہے آپؐ نے ان سے کہا کہ مالک سے کہہ دو کہ اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آ جائے تو میں اس کے اہل وعیال گھر بار اور مال کو اسے واپس دے دوں گا اور سو اونٹ بھی دوں گا۔ مالک کو اس کی اطلاع ہوئی وہ طائف سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔

مالک کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر ثقیف کو رسول اللہ ﷺ کے اس وعدے کا علم ہو گیا وہ اسے روک لیں گے اور نہ جانے دیں گے اس لیے اس نے ایک خاص مقام پر اپنی سواری کو تیار رکھنے کا حکم دیا اور گھوڑے کو طائف میں طلب کیا۔ یہ رات کے وقت اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تیزی سے وہاں سے نکل آیا اور پھر اس مقام پر آیا جہاں اس نے اپنی دوسری سواری کے تیار رکھنے کا انتظام کیا تھا اور اس پر سوار ہو کر جعرانہ یا مکے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپؐ نے اس کے اہل وعیال اور مال کو اسے واپس دے دیا اور سو اونٹ اور دیے وہ اسلام لے آیا اور پکا مومن ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کی قوم اور طائف کے نواح کے قبائل ثمالۂ سلمہ اور فہم کے ان لوگوں کا جو اسلام لے آئے تھے عامل مقرر کر کے بھیج دیا یہ ان مسلمانوں کے ساتھ ثقیف سے لڑتے تھے ان کا جو گلہ باہر نکلتا تھا اس پر غارت گری کرتے تھے اس طرح انہوں نے ثقیف کو تنگ کر دیا اس پر ابومحجن بن حبیب بن عمرو بن عمیر الثقفی نے اس کی بدعہدی کی شکایت میں چند شعر بھی کہے۔

مال غنیمت تقسیم کرنے پر اصرار:

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ حنین کے قیدیوں کو ان کے وارثوں کے سپرد کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے لوگ آپ کے پیچھے پڑ گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپؐ ہمارے مال غنیمت کے اونٹ اور بکریاں تو ہم میں تقسیم کر دیجیے ان کی یورش نے آپ کو ایک جھاڑی کے قریب کر دیا جس سے الجھ کر آپ کی چادر جسم پر سے اتر گئی۔ آپؐ نے لوگوں سے کہا اے لوگو! میری چادر تو مجھے دے دو۔ بخدا اگر میرے پاس اتنے اونٹ ہوتے جتنے تہامہ میں درخت ہیں تو میں ان سب کو تم میں تقسیم کر دیتا تب شاید تم

مجھے بخیل' بزدل اور جھوٹا نہ سمجھو اس کے بعد آپ اپنے اونٹ کے پاس آئے اور آپ نے اس کے کوہان میں سے ایک مشت بال انگلیوں میں لیے ان کو لوگوں کو دکھا کر فرمایا! اے لوگو! بخدا تمہاری غنیمت اور اس پشم کے مٹھے میں میرا صرف پانچواں حصہ ہے وہ میں تم کو دے دیتا ہوں لہٰذا سوئی اور تاگا واپس دے دو' قیامت کے دن گھنڈی تکمے بھی اپنے مالک کے لیے رسوائی اور عذاب جہنم کا باعث ہوں گے آپ کی اس تقریر کو سن کر ایک انصاری اون کی ایک کگڑی آپ کے پاس لے کر آئے اور کہا میں نے یہ اپنے اونٹ کی زین کے لیے جس کی پشت پر زخم ہے اٹھائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس میں جس قدر میرا حصہ ہے وہ میں تم کو دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ جب آپ کا ایثار اس حد تک ہے تو مجھے اس کی قطعی ضرورت نہیں میں نہیں لیتا اور پھر انہوں نے اسے اپنے ہاتھ سے نیچے ڈال دیا۔

مالِ غنیمت کی تقسیم:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبائل کے عمائد اور اشراف کو ان کی تالیف قلوب کے لیے عطاء دی۔ آپ نے ابوسفیان بن حرب کو سو اونٹ دیے۔ ان کے بیٹے معاویہ کو سو اونٹ دیے۔ حکیم بن حزام کو سو اونٹ دیے' بنوعبداللہ کے نضیر بن الحارث بن کلدہ بن علقمہ کو سو اونٹ دیے' علاء بن حارثۃ الثقفی بنوزہرہ کے حلیف کو سو اونٹ دیے۔ حارث بن ہشام کو سو اونٹ دیے۔ صفوان بن امیہ کو سو اونٹ دیے۔ سہیل بن عمرو کو سو اونٹ اور حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس کو سو' عیینہ بن حصن کو سو' اقرع بن حابس التمیمی کو سو اور مالک بن عوف النصری کو سو اونٹ دیے۔ متذکرۂ بالا اصحاب کو سو سو اونٹ دیے' ان کے علاوہ قریش کے مخرمہ بن نوفل بن اہیب الزہری' عمیر بن وہب الجمحی اور بنو عامر بن لوی کے ہشام بن عمرو کو سو سے کم دیے صحیح تعداد تو معلوم نہیں مگر اتنا یقینی معلوم ہے کہ ان کی تعداد سو سے کم تھی۔ سعید بن یربوع بن عنکثہ بن عامر بن مخزوم اور سہمی کو پچاس پچاس دیے' عباس بن مرداس السلمی کو چند اونٹ دیے جس سے وہ ناراض ہو گیا اور اس نے اس کی شکایت میں چند شعر کہے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب اس کی اطلاع ہوئی آپ نے صحابہؓ سے فرمایا جاؤ اور اس کی زبان بند کر دو۔ آپ نے اس بنا پر اسے اور اونٹ دے دیے اور اس طرح اس کا منہ بند ہو گیا جیسا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔

حضرت جعیلؓ بن سراقہ:

محمد بن ابراہیم بن الحارث سے مروی ہے کہ صحابہؓ میں سے کسی صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو سو سو اونٹ دیے اور جعیل بن سراقہ الضمری کو کچھ نہ دیا۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جعیل بن سراقہ' عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس ایسے تمام روئے زمین کے عمائد سے بہتر ہیں مگر بات یہ ہے کہ اس عطا سے میں نے ان کی تالیفِ قلوب کی ہے کہ وہ دونوں مسلمان ہو جائیں اور جعیل بن سراقہ کے لیے میں ان کے اسلام کی نعمت کو بہتر سمجھتا ہوں اسی لیے میں نے ان کو چھوڑ دیا۔

مالِ غنیمت کی تقسیم پر اعتراض:

ابوالقاسم' عبداللہ بن الحارث بن نوفل کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ میں اور تلید بن کلاب اللیثی اپنے مقام سے چل کر عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ملنے گئے وہ اس وقت اپنے جوتے ہاتھ میں اٹھائے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ ہم نے ان سے پوچھا کیا آپ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھے جب کہ حنین میں تمیمی نے آپ سے عطاء کے متعلق گفتگو کی تھی'

انہوں نے کہا ہاں! بنوتمیم کا ایک شخص ذوی الخویصرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کھڑا رہا' آپؐ اس وقت لوگوں کو عطاء دے رہے تھے۔ اس نے کہا اے محمد (ﷺ) آج جو کچھ آپؐ نے کیا ہے میں نے اسے دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا پھر کیا دیکھا' اس نے کہا آپؐ نے عدل نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو غصہ آ گیا' آپؐ نے فرمایا مرد خدا اگر میرے یہاں عدل نہیں ہے تو پھر کہاں ہو گا۔ عمر بن الخطابؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اجازت ہو تو اسے قتل کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں اسے چھوڑ دو ممکن ہے کہ اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہوں اور وہ اس طرح دین میں نکتہ چینی کر سکیں اور برگشتہ ہو جائیں اور تیر کی طرح دین سے نکل جائیں جس کی واپسی پھر ممکن نہیں کیونکہ جب تیر چلے سے نکلتا ہے تو پھر وہ کہیں نشانے کے علاوہ نظر نہیں پڑتا۔

ابوجعفر محمد بن علیؓ بن حسینؓ سے بھی یہ واقعہ اسی طرح مروی ہے کہ انہوں نے اس قائل کا نام ذوالخویصرہ التمیمی بیان کیا ہے۔

ابوسعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ بات ذوالخویصرہ نے اس مال کو تقسیم کے وقت کہی تھی جو علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں یمن سے ارسال کیا تھا اور آپؐ نے اسے بہت سے لوگوں میں جن میں عیینہ بن حصن' اقرع اور زید الخیل بھی تھے تقسیم کیا۔

ایک کوڑے کا معاوضہ:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے جو حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے مجھ سے بیان کیا کہ میں اپنی اونٹنی پر رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں سوار چلا جا رہا تھا میرے پاؤں میں ایک بھاری اور مضبوط جوتا تھا میری اونٹنی رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی سے ٹکرائی اور میرا جوتا آپ کی پنڈلی میں لگ گیا جس سے آپ کو تکلیف ہوئی۔ آپؐ نے میرے پیروں پر کوڑا مارا اور فرمایا کہ تم نے مجھے تکلیف پہنچائی پیچھے رہو۔ میں نے اپنی اونٹنی روک لی۔ دوسرے دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے طلب کیا میں نے دل میں کہا کہ ضرور کل کے واقعے کی وجہ سے مجھے بلایا ہے۔ میں ڈرتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کل تمہارا جوتا میرے پاؤں پر پڑ گیا تھا اس سے مجھے تکلیف ہوئی میں نے تمہارے پاؤں پر کوڑا مارا' اب میں نے تم کو اس لیے بلایا ہے کہ اس مار کا عوض دوں۔ چنانچہ آپؐ نے ایک کوڑے کے عوض میں اسی بھیڑیں عطاء فرمائیں۔

حضرت سعد بن عبادۃؓ:

ابوسعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قریش اور دوسرے قبائل میں وہ عطاء تقسیم کی جس کا ذکر آ چکا ہے اور انصار کو اس میں سے کچھ نہیں دیا وہ اپنے دل میں اس سے سخت ملول ہوئے اور اس پر چہ میگوئیاں کرنے لگے کسی نے یہ کہا کہ بخدا رسول اللہ ﷺ اپنی قوم سے مل گئے ہیں۔ سعد بن عبادۃؓ آپؐ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ جماعت انصار آپؐ کے اس طرز عمل سے کبیدہ خاطر ہے کہ آپؐ نے اس مال غنیمت کو صرف اپنی قوم میں تقسیم کر دیا اور دوسرے قبائل عرب میں بھی بڑے بڑے عطیے تقسیم کیے مگر قبیلہ انصار کو اس میں سے کچھ بھی نہیں ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمہارا اپنا خیال کیا ہے۔ سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں بھی اپنی قوم کا ہمنوا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اپنی تمام قوم کو اس احاطے میں بلا لاؤ۔ سعدؓ جا کر اپنی قوم کو اسی احاطے میں بلا لائے' دوسرے مہاجرین بھی وہاں آئے' سعدؓ نے ان کو نہ روکا وہ اندر چلے گئے اور لوگ آئے ان کو سعدؓ نے اندر جانے سے روک دیا۔ جب سب جمع ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کا انصار کو خطبہ:

سعدؓ نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر اس کی اطلاع کی آپؐ وہاں تشریف لائے اور آپؐ نے اللہ کی شایان شان حمد و ثنا کے بعد فرمایا تمہاری اس بات کا کیا مطلب ہے جس کی اطلاع مجھے ملی ہے۔ اور تم کیوں اپنے دل میں رنجیدہ ہو۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ جب میں تمہارے پاس آیا تم گمراہ تھے اللہ نے تم کو ہدایت کی' تم غریب تھے اللہ نے تم کو غنی کر دیا۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تم کو ایک دوسرے کا دوست بنا دیا۔ انصار نے کہا بے شک آپ صحیح فرماتے ہیں یہ اللہ اور اس کے رسول کا احسان اور فضل ہے رسول اللہ ﷺ نے پھر کہا تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے۔ انصار نے کہا ہم کیا جواب دیں یا رسول اللہ ﷺ' اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بڑا احسان اور فضل ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں اگر تم چاہو تو جواب دے سکتے ہو اور اس جواب میں تم سچے ہو گے اور میں بھی تمہاری تصدیق کروں گا' تم مجھے یہ جواب دے سکتے ہو کہ آپؐ ہمارے پاس آئے جب کہ اوروں نے آپ کی تکذیب کی تھی ہم نے آپ کی رسالت کی تصدیق کی' آپ کو سب نے چھوڑ دیا تھا ہم نے آپ کی مدد کی۔ آپؐ اپنے گھر سے نکال دیے گئے تھے ہم نے آپ کو پناہ دی' آپؐ ضرورت مند تھے ہم نے آپ کی اعانت کی۔ اے گروہ انصار! دنیا کی ایک حقیر شے کے لیے تم مجھ سے کبیدہ خاطر ہو گئے۔ میں نے اس مال سے بعض لوگوں کی تالیف قلوب کرنا چاہی ہے تاکہ وہ مسلمان ہو جائیں اور تم کو میں نے تمہارے اسلام کے سپرد کر دیا۔ اے گروہ انصار! کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کہ اور لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم رسول اللہ کو اپنے گھر لے جاؤ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہوتا' اگر تمام دنیا ایک راستے جاتی اور انصار دوسری راہ جاتے تو میں انصار کا راستہ اختیار کرتا' اے اللہ! تو انصار پر رحم فرما اور ان کی اولاد پر اپنی رحمت نازل کر اور ان کی اولاد کی اولاد پر اپنی رحمت مبذول کر۔ یہ سن کر تمام لوگ اس قدر روئے کہ ان کی ڈاڑھیاں اشکوں سے تر ہو گئیں اور انصار نے کہا کہ ہم اس بات پر بالکل راضی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے حصے میں آئے۔ اس کے بعد آپؐ وہاں سے چلے آئے اور سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

حضرت عتابؓ بن اسید کی نیابت:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جعرانہ سے عمرہ کی نیت سے مکہ آئے آپؐ نے بقیہ مال غنیمت کو محبہ میں جو مرالظہران کے قریب واقع ہے محفوظ کرا دیا۔ عمرہ سے فارغ ہو کر آپؐ مدینہ واپس چلے عتابؓ بن اسید کو آپؐ نے مکہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور ان کے ساتھ معاذ بن جبل کو بھی مکہ میں چھوڑا تاکہ وہ لوگوں کو مذہب اسلام اور قرآن کی تعلیم دیں۔ بقیہ مال غنیمت آپؐ کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا ذوالقعدہ میں آپؐ نے یہ عمرہ کیا تھا۔ ذوالقعدہ یا ذوالحجہ میں آپؐ مدینہ آ گئے۔ اس سال عربوں کے قدیم طریقے پر حج ہوا۔ اور مسلمانوں نے اس ۸ ہجری میں عتابؓ بن اسید کی امارت میں حج کیا۔

اہل طائف رسول اللہ ﷺ کی ان کے یہاں سے ذوالقعدہ میں مراجعت سے لے کر رمضان ۹ ہجری تک بدستور طائف میں اپنے شرک پر قائم رہے اور مخالفت پر جمے رہے۔

واقدی کہتا ہے کہ جب جعرانہ میں رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت کو مسلمانوں میں تقسیم کیا تو ہر شخص کے حصے میں چار اونٹ اور چالیس بکریاں آئیں' جو سوار تھے انہوں نے اپنے گھوڑے کا بھی ایک حصہ لیا اس سفر سے آپؐ ذوالحجہ کے ختم ہونے میں چند

راتیں باقی تھیں مدینہ آئے۔

اس سال رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ازد کے جیفر اور عمرو جلندی کے بیٹوں کے پاس عمرو بن العاص کو صدقے کی تحصیل کے لیے روانہ کیا۔ ان دونوں نے عمرو بن العاص کو صدقے کی تحصیل کی اجازت دے دی عمروؓ نے وہاں کے دولت مندوں سے زکوٰۃ لی اور اسے وہیں کے محتاجوں میں تقسیم کر دیا۔ عمرو بن العاصؓ نے وہاں کے مجوسیوں سے جزیہ لیا' یہ شہری تھے اور عرب دیہاتی تھے۔

اس سال رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت الضحاک بن سفیان الکلابیہ سے نکاح کیا۔ جب اسے آخرت اور دنیا میں اختیار دیا گیا اس نے دنیا کو ترجیح دی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے پناہ مانگی' اس لیے آپؐ نے اسے چھوڑ دیا۔ ابو وجزۃ السعدی سے مروی ہے کہ اس عورت سے آپؐ نے ذوالقعدہ میں نکاح کیا تھا۔

حضرت ابراہیمؑ کی ولادت:

اس سال ذوالحجہ میں ماریہؓ کے بطن سے ابراہیمؑ پیدا ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دودھ پلانے کے لیے ام بردہ بنت المنذر بن زید بن لبید بن حداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار کے حوالے کر دیا۔ ان کے شوہر براء بن اوس بن خالد بن الجعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن عدی بن النجار تھے۔ اس ولادت کے موقع پر ماریہ کی دائی سلمٰی رسول اللہ ﷺ کی آزاد کردہ باندی تھیں۔ بچے کی ولادت کے بعد وہ گھر سے نکل کر باہر ابورافع کے پاس آئیں اور لڑکے کی ولادت کی ان کو اطلاع دی۔ ابورافع نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر اس کی بشارت دی۔ آپؐ نے ان کو ایک غلام عطاء فرمایا۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو جب اللہ نے آنحضور ﷺ کی صلب سے فرزند عطا فرمایا آپ کی دوسری بیویوں کو اس پر سخت رشک اور حسد ہوا۔

باب ۱۷

غزوۂ تبوک ۹ھ

بنو اسد کا وفد:

اس سال بنو اسد کا وفد اسلام لانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ قبل اس کے کہ آپ کسی کو ہمارے پاس بھیجتے ہم خود ہی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ان کے اس قول پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ یَمُنُّوْنَ عَلَیْکَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ ﴾

''وہ تم پر اس بات کا احسان دھرتے ہیں کہ اسلام لے آئے' تم کہہ دو کہ تم لوگ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان مت جتاؤ''۔

اس سال ربیع الاوّل میں بلی کا وفد مدینہ آیا اور وہ رویفع بن ثابت البلوی کے پاس مہمان ہوئے اس سال لخم کے دارین کا وفد جس میں دس آدمی تھے مدینہ آیا۔

عروہؓ بن مسعود الثقفی کا قبول اسلام:

واقدی کے قول کے مطابق اس سال عروہ بن مسعود الثقفی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اس کے متعلق محمد بن اسحٰق کی روایت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اہل طائف کے مقابلے سے واپس ہوئے عروہ بن مسعود بن معتب آپؐ کے پاس آنے کے لیے آپؐ کے پیچھے چلے۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ پہنچنے سے قبل وہ آپؐ سے آملے اسلام لائے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپؐ مجھے میری قوم کے پاس اشاعت اسلام کے لیے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تم کو قتل کر دیں گے آپ کو ان کی مقاومت سے جو انہوں نے محاصرے کی حالت میں آپ کے مقابلے میں ظاہر کی تھی معلوم ہو چکا تھا کہ وہ بہت ہی مغرور ہیں اور اس لیے ان کی بات پر کان نہ دھریں گے۔ عروہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ اپنی جوان عورتوں سے زیادہ مجھے محبوب رکھتے ہیں اور واقعہ بھی یہ تھا کہ عروہ اپنی قوم میں بہت ہی محبوب اور ذی اثر آدمی تھے سب ان کی بات مانتے تھے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

عروہؓ اپنی قوم کو دعوت اسلام دینے کے لیے مدینہ سے چلے ان کو خیال تھا کہ چونکہ وہ ان کی بہت تعظیم و تکریم کرتے ہیں اس لیے اس بات میں ان کی مخالفت نہ ہو گی' مگر جب یہ اپنی قوم کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے اپنے کوٹھے پر سب کے سامنے برآمد ہوئے اور انہوں نے اپنے بھی مسلمان ہو جانے کا اعلان کیا۔ ان کی قوم نے ہر سمت سے ان پر تیر چلائے ایک تیر ان کے لگا جس سے وہ

شہید ہو گئے۔ اس کے متعلق بنو مالک مدعی ہیں کہ یہ تیر ان کے ہم قوم بنو سالم بن مالک کے ایک شخص اوس بن عوف نے پھینکا تھا اور احلاف مدعی ہیں کہ ان کے ایک ہم قوم بنو عتاب بن مالک کے وہب بن جابر نے یہ تیر چلایا تھا۔ مرتے وقت عروہؓ سے کسی نے کہا اپنے قتل کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ انہوں نے کہا یہ تو میری بڑی عزت اور کرامت ہے کہ اللہ نے مجھے شہادت عطا فرمائی میرے ساتھ وہی کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ کے ان صحابہؓ کے ساتھ کیا گیا ہے جو یہاں تمہارے مقابلہ میں شہید ہوئے مجھے بھی ان کے پاس دفن کر دو۔ چنانچہ عروہؓ کو اور مسلمان شہداء کے پاس دفن کر دیا گیا۔ اربابِ سیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ عروہ کی مثال ان کی قوم میں وہی ہے جو ان صاحب کی جن کا ذکر سورۂ یٰسین میں آیا ہے اپنی قوم میں ہوئی۔

عمرو بن امیہ اور عبد یالیل:

اس سال رمضان میں اہل طائف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ محمد بن اسحٰق کی روایت ہے کہ عروہؓ کے قتل کے چند ماہ بعد اہل طائف نے باہم طے کیا کہ ہم میں ان تمام عربوں سے جو ہمارے گرد آباد ہیں لڑنے کی طاقت نہیں ہے' یہ عرب پہلے سے اسلام لا کر بیعت کر چکے تھے اس کے لیے بنو علاج کا عمرو بن امیہ عرب کا مشہور زیرک اور چالاک شخص جو عبد یالیل بن عمرو سے باہمی عداوت کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے قطع تعلق کر چکا تھا خود عبد یالیل بن عمرو کے پاس گیا۔ اس کے دروازے پہنچا اور پھر کسی سے کہا کہ جا کر اطلاع کرو کہ عمرو بن امیہ ملاقات کے لیے آیا ہے باہر آ ؤ۔ عبد یالیل نے فرستادہ سے کہا کیا واقعی عمرو نے تم کو بھیجا ہے اس نے کہا جی ہاں اور وہ آپ کے دروازے پر کھڑے ہیں عبد یالیل نے کہا مجھے تو کبھی اس بات کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ عمرو جیسا خود دار اور باوقار شخص کبھی خود میرے یہاں آئے گا' بہرحال عبد یالیل نے اسے دیکھ کر خوش آمدید کہا' عمرو نے کہا کہ معاملہ ایسا اہم درپیش ہے کہ اس کی وجہ سے قطع تعلق کو بالائے طاق رکھنا پڑا۔ محمد کی طاقت و شوکت جس قدر بڑھ گئی ہے وہ ظاہر ہے تمام عرب اسلام لا چکے ہیں' تم میں ان سب سے لڑنے کی طاقت نہیں اب اپنی حالت پر غور کر لو۔

بنو ثقیف کا وفد:

اس بات کا بنو ثقیف پر یہ اثر ہوا کہ وہ باہم مشورے کے لیے جمع ہوئے۔ کسی نے کہا دیکھو ہماری یہ حالت ہے کہ ہماری جان اور ہمارا مال ہر وقت خطرے میں ہے ہمارے جو مویشی چرنے کے لیے جاتے ہیں ان کو لوٹ لیا جاتا ہے جو شخص باہر جاتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے اس پر باہمی مشورے سے یہ طے پایا کہ عروہؓ کی طرح کسی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس مصالحت کے لیے بھیجا جائے۔ سب نے عبد یالیل بن عمرو بن عمیر سے جو عروہ کا ہم سن تھا درخواست کی کہ تم اس کام کے لیے جاؤ' اس نے اس خوف سے کہ جب وہ ان کے پاس واپس آئے گا اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا جو عروہؓ کے ساتھ کیا گیا ہے اس کام پر جانے سے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میرے ساتھ اور لوگ بھی نہ بھیجے جائیں میں تنہا نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ اس کے ہمراہ احلاف کے دو شخص اور تین شخص بنو مالک کے مدینہ جائیں اس طرح اس وفد میں چھ آدمی ہوئے۔ بنو یسار کا عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد وہمان' بنو سالم میں سے اوس بن عوف' بنو الحارث میں نمیر بن خرشہ بن ربیعہ' احلاف میں سے حکم بن عمرو بن وہب بن معتب اور شرحبیل بن غیلان

بن سلمہ بن معتب عبد یالیل کے ساتھ ہوئے جو اس جماعت کا نمائندہ اور سردار مقرر کیا گیا تھا۔ یہ ان سب لوگوں کو محض اس وجہ سے اپنے ساتھ لے گیا کہ کہیں اس کے ساتھ بھی واپسی کے بعد وہی سلوک نہ ہو جو عروہؓ کے ساتھ ہوا تھا مگر جب اس کے ہمراہ یہ پانچ شخص اور ہوں گے تو یہ لوگ واپسی کے بعد اپنے اپنے خاندان سے نبٹ لیں گے۔

حضرت مغیرہؓ اور حضرت ابوبکرؓ:

یہ وفد مدینہ روانہ ہوا' اس کے قریب پہنچ کر یہ جماعت مقام قنات میں فروکش تھی وہاں مغیرہؓ بن شعبہ سے جو اپنی باری میں حسب دستور صحابہ رسول اللہ ﷺ کے اونٹ چرا رہے تھے ان کی ملاقات ہوئی' ان کو دیکھتے ہی مغیرہؓ فرطِ مسرت میں اونٹوں کو چھوڑ کر اس وفد کے آنے کی بشارت دینے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دوڑے' قبل اس کے کہ مغیرہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچتے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ان کو مل گئے۔ مغیرہؓ نے ان کو اطلاع دی کہ بنوثقیف کا ایک وفد اسلام اور بیعت کی نیت سے آیا ہے مگر وہ چاہتے ہیں کہ اپنی جان' زمین اور املاک کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے عہد لکھوالیں۔ ابوبکرؓ نے مغیرہؓ سے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تاوقتیکہ میں رسول اللہ ﷺ سے یہ بات بیان نہ کر دوں تم مجھ سے پہلے ان کی خدمت میں نہ جانا۔ مغیرہؓ نے یہ بات مان لی اور رک گئے' ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بنوثقیف کے وفد کے آنے کی اطلاع دی۔ اس کے بعد مغیرہؓ اس وفد کے پاس چلے آئے اور شام کو اونٹ چرا کر ان کے ہمراہ مدینہ آئے' مغیرہؓ نے ان کو بتایا کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو اس طرح سلام کرنا مگر انہوں نے وہی قدیم جاہلیت کا سلام آپ کو کیا' آپؐ نے ان کے قیام کے لیے مسجد نبوی کے ایک طرف خیمہ لگوا دیا۔ خالد بن سعید بن العاص نے ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تکمیل معاہدہ کے لیے سفارت کے فرائض انجام دیے۔ معاہدہ تیار ہوا خالد بن سعید ہی نے اسے اس وفد اور رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں اپنے قلم سے لکھا جب تک کہ معاہدہ کی تکمیل نہ ہو گئی اور وہ اسلام لا کر بیعت نہ کر چکے ان کا یہ دستور رہا کہ جو کھانا ان کے لیے رسول اللہ ﷺ کے یہاں سے آتا تھا اسے وہ تاوقتیکہ خالد بن سعید نہ کھائیں ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔

حضرت محمد ﷺ اور بنوثقیف میں معاہدہ:

اس معاہدہ میں انہوں نے اس شرط کی بھی درخواست کی تھی کہ ان کے بت لات کو تین سال تک نہ توڑا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو منظور نہیں کیا' انہوں نے ایک ایک سال کی مہلت کی درخواست کرنا شروع کی مگر آپؐ نے کسی بات کو نہیں مانا تب انہوں نے کہا کہ ہماری مراجعت کے چند ماہ تک نہ توڑا جائے اور اس میں بھی ایک ایک ماہ کی کمی کی درخواست کرتے رہے' مگر رسول اللہ ﷺ نے کوئی بات نہیں مانی' اس درخواست کی وجہ جیسا کہ انہوں نے خود ظاہر کی ہے یہ تھی کہ وہ چاہتے تھے کہ لات سے سردست کوئی تعارض نہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے سفہاء عورتوں اور نافہم بچوں کی طرف سے مطمئن رہیں اور جب تک اسلام ان میں راسخ نہ ہو جائے لات کو منہدم کر کے ان کو نہ بھڑکائیں مگر رسول اللہ ﷺ نے اس شرط کے ماننے سے قطعی انکار کر دیا اور ابوسفیان بن حربؓ اور مغیرہ بن شعبہ کو لات کو توڑنے کے لیے طائف بھیج دیا۔ اس شرط کے علاوہ بنی ثقیف نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ ان کو نماز معاف کر دی جائے اور اپنے ہاتھ سے اپنے اصنام کو توڑنے سے معاف رکھا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

بتوں کے توڑنے سے میں نے تم کو معاف کیا مگر نماز کسی طرح معاف نہیں کی جا سکتی اس مذہب میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہیں۔ بنو ثقیف کے وفد نے کہا اگر چہ اس میں ذلت ہے مگر بہر حال ہم نماز کو قبول کرتے ہیں۔

حضرت عثمانؓ بن ابی العاص:

جب وہ اسلام لے آئے رسول اللہ ﷺ نے معاہدہ تحریر کر دیا اور عثمانؓ بن ابی العاص کو جو اگر چہ ان میں سب سے کمسن تھے ان کے شرائع اسلام اور قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے شوق و ذوق کی وجہ سے ان کا امیر مقرر فرمایا۔ ابوبکرؓ نے اس بارے میں عثمان کی سفارش کی اور کہا یا رسول اللہ ﷺ اس تمام جماعت میں یہ نوجوان احکام اسلام اور قرآن کے سیکھنے کا بہت زیادہ دلدادہ اور کوشاں مجھے نظر آیا ہے۔ اسی وجہ سے آپؐ نے عثمان کو امیر مقرر کیا۔

بنو ثقیف میں بت پرستی کا خاتمہ:

یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہو کر اپنے علاقوں کو واپس ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے سفیانؓ بن حرب اور مغیرہؓ بن شعبہ کو ان کے بت لات کے توڑنے کے لیے روانہ فرمایا' یہ دونوں بھی وفد کے ساتھ طائف روانہ ہوئے طائف پہنچ کر مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ مجھ سے پہلے طائف جائیں۔ انہوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ یہ تمہاری قوم ہے تم ان کے پاس جاؤ' خود ابوسفیان ذات الہرم میں اپنی املاک میں ٹھہر گئے' مغیرہ رضی اللہ عنہ طائف میں آئے اور کدال لے کر لات کو توڑنے اس پر چڑھے' اس اثناء میں ان کی قوم والے بنو معتب ان کی حفاظت کے لیے کہ مبادا عروہ کی طرح کوئی انہیں بھی تیر یا نیزے کا نشانہ بنائے ان کے پاس کھڑے رہے' ثقیف کی عورتیں برہنہ سر لات پر گریہ و بکا کرتی ہوئی گھروں سے نکل آئیں اور اس کا نوحہ پڑھ رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں:

الا ابکین دفاع اسلمها الوضاع لم یحسنوا المصاع.

''ہم اپنے محافظ پر روتے ہیں جسے اس کے خادموں نے چھوڑ دیا ہے اور انہوں نے اس کی حفاظت میں دادِ مردانگی نہیں دی''۔

مغیرہؓ اس پر تیر مار رہے تھے اور کہتے جاتے تھے تیرا برا ہو' اسے توڑ کر انہوں نے اس کے خزانے اور زیور پر قبضہ کر لیا اور اب ابوسفیان کو بلا بھیجا' وہ آئے لات کا تمام مال ایک جگہ جمع تھا۔ طائف بھیجتے وقت رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کو حکم دیا تھا کہ وہ لات کے خزانے سے مسعود کے بیٹے عروہ اور اسواد کا قرض ادا کریں۔ چنانچہ ابوسفیانؓ نے حسبِ عمل کر دیا۔ اس سال رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے گئے۔

غزوۂ تبوک

مسلمانوں کا زمانہ عسرت:

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ طائف سے واپس آ کر ذوالحجہ سے رجب تک کا زمانہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں بسر فرمایا اور پھر آپؐ نے مسلمانوں کو روم سے لڑائی کی تیاری کا حکم دیا۔ اس وقت مسلمان بہت ہی عسرت کی حالت میں تھے گرمی شدید تھی قحط سالی تھی' میوے کی فصل تیار تھی ہر شخص گرمی کی وجہ سے زیر سایہ رہنا چاہتا تھا اس لیے وہ اس زمانے میں جہاد کے لیے نہیں جانا چاہتے تھے بلکہ خواہش مند تھے کہ فصل سے متمتع ہوں اور گرمی راحت سے بسر کریں۔

جد بن قیس:

تقریباً ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کا یہ دستور تھا کہ جب آپؐ جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو مقام کا نام ظاہر نہ کرتے بلکہ جہاں حملہ مقصود تھا اس کے علاوہ اور کسی جگہ کا نام بتاتے البتہ اس موقع پر آپؐ نے بعد سفر قحط سالی اور خریف کی کثرت تعداد کی وجہ سے تبوک کا نام عام طور پر ظاہر کر دیا تا کہ اس سفر کے لیے سب لوگ پوری تیاری کر لیں۔ اس خیال سے آپؐ نے لوگوں کو تیاری سفر کا حکم دیا اور کہہ دیا کہ میں روم کے مقابلے پر جا رہا ہوں۔ اس لیے باوجود اس پریشان حالی کے جس میں مسلمان مبتلا تھے اور روم ایسی پر شوکت طاقت کے مقابلے پر جہاد کے لیے جاتے ہوئے دل میں پس و پیش کرتے تھے وہ آپؐ کے حکم کی وجہ سے تیاری کرنے لگے' اسی تیاری سفر کے اثناء میں ایک دن آپؐ نے بنو سلمہ کے جد بن قیس سے کہا کہو جد اس سال رومیوں سے جہاد کے لیے چلتے ہو۔ جد نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ مجھے آپؐ یہیں قیام کی اجازت دے دیں اور فتنے میں نہ ڈالیں کیونکہ بخدا میری تمام قوم اس بات سے واقف ہے کہ میں عورتوں کا نہایت ہی دلدادہ ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ رومیوں کی عورتوں کو دیکھ کر مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا۔

جہاد سے متعلق آیت قرآنی کا نزول:

رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اچھا میں نے تم کو قیام کی اجازت دی۔ جد بن قیس ہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے ومنهم من يقول ائذن لی و لا تفتنی. (آخر آیت تک) یعنی ان کو رومی عورتوں کے فتنے میں پڑنے کے مواقع سے معاف کر دیا جائے حالانکہ یہ ان کا محض بہانہ تھا حقیقت نہ تھی بلکہ اس قول سے وہ اور اس سے بڑھ کر اس فتنے میں مبتلا ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کی معیت سے انہوں نے ارادۃً پہلو تہی کی اور اپنی جان کو رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں عزیز رکھا اور اسی لیے اللہ تعالیٰ اسی آیت کے سلسلے میں کہتا ہے وان جهنم سے ورائه تک اور بے شک ان لوگوں کے لیے جہنم ہے جو آپؐ کے پیچھے رہ گئے۔

منافقین کی سرگرمیاں:

اس موقع پر کسی منافق نے لوگوں کو جہاد سے روکنے اور دین الٰہی میں شک ڈالنے اور رسول اللہ ﷺ کی بات بگاڑنے کے لیے کہا کہ تم اس گرمی میں نہ جاؤ۔ انہیں منافقوں کے متعلق اللہ نے یہ آیت و قالوا لا تنفروا فی الحرقل نار جھنم اشد حرّا لو کسانوا یفقہون ۔ (اور منافقوں نے کہا تم گرمی میں نہ جاؤ' کہہ دو کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے اگر وہ سمجھیں) 22
اپنے قول جزاء بما کانوا یکسبون ۔ (اور یہ سزا ان کے اعمال کی ہے) تک نازل فرمائی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مالی امداد:

رسول اللہ ﷺ نے اب بیش از بیش سفر کی تیاری میں کوشش شروع کی آپؐ نے صحابہ کو بھی مستعدی کے ساتھ جلد تیار ہو جانے کا حکم دیا اور آپؐ نے دولت منداصحاب کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور سواریوں کی بہم رسائی کی ترغیب دی چنانچہ ان حضرات نے آپؐ کے ارشاد کی پوری تعمیل کی۔ عثمانؓ بن عفان نے اس موقع پر اس قدر رقم کثیر اللہ کی راہ میں خرچ کی جو کوئی دوسرا نہ کر سکا۔

سات مسلمان جن میں انصاری وغیرہ تھے روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے' یہ غریب تھے انہوں نے آپؐ سے سواری کی درخواست کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں کہ میں تم کو دوں اس لیے وہ آزردہ ہو کر روتے ہوئے آپؐ کے پاس سے چلے گئے کیونکہ خود ان کے پاس بھی خرچ کرنے کے لیے کچھ نہ تھا۔

یامین بن عمیر اور عبداللہ بن مغفل:

یامین بن عمیر بن کعب النضری اور عبداللہ بن مغفل سے ابولیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب کی راستے میں ملاقات ہوئی' یہ دونوں رو رہے تھے۔ ابولیلیٰ نے پوچھا کیوں روتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تھے کہ آپ ہمیں سواری مرحمت فرمائیں مگر وہاں بھی ہمیں کوئی سواری نہیں ملی اور خود ہمارے پاس اتنا نہیں ہے کہ سواری کا بندوبست کر کے آپؐ کے ساتھ جہاد کے لیے جا سکیں۔ ابولیلیٰ نے ان کو ایک بارکش اونٹ دیا۔ ان دونوں نے اس پر کجاوہ رکھا' اس کے علاوہ ابولیلیٰ نے زادِ راہ کے لیے کچھ چھوارے بھی ان کو دیے اور اس طرح یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔

کچھ اعرابی جہاد سے معذرت خواہی کے لیے آپؐ کے پاس آئے مگر اللہ عزوجل نے ان کی معذرت قبول نہیں کی' یہ بنوغفار کے عرب تھے' ان میں خفاف بن ایماء بن رحضہ بھی تھے۔

جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے والے مسلمان:

رسول اللہ ﷺ نے سفر کی تیاری مکمل کر کے روانگی کا ارادہ کر لیا' بعض مسلمانوں کی نیت آپؐ کے ساتھ جانے سے بدل گئی اور وہ برآمد نہ ہوئے اگرچہ ان کے ایمان میں کچھ شک نہ تھا اور وہ مخلص مسلمان تھے مگر ساتھ نہ ہوئے ان میں بنوسلمہ کے کعب بن مالک بن ابی کعب' بنوعمرو بن عوف کے مرارہ بن الربیع' بنوواقف کے ہلال بن امیہ اور بنوسالم بن عوف کے ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ تھے یہ سچے مسلمان تھے جن کے ایمان میں کچھ شک نہ تھا۔

عبداللہ بن ابی سلول کا فتنہ:

مدینہ سے چل کر رسول اللہ ﷺ نے ثنیۃ الوداع پر منزل کی عبداللہ بن ابی سلول نے ثنیۃ الوداع کے زیریں میں آپؐ کے مقابل حبابہ کے کوہ ذباب پر اپنی علیحدہ چھاؤنی ڈالی' اس کی جماعت کسی طرح رسول اللہ ﷺ کی جماعت سے کم نہ تھی۔ جب آپؐ اس مقام سے روانہ ہوئے عبداللہ بن ابی سلول دوسرے منافقوں کے ساتھ ارادۃً پیچھے رہ گیا اور اس نے آپ کا ساتھ نہیں دیا اس کے ساتھ بنو عوف بن الخزرج کا عبداللہ بن ابی۔ بنو عمرو بن عوف کا عبداللہ بن نبتل اور بنو قینقاع کا رفاعہ بن زید بن التالوت وہ منافقوں کے سرغنہ تھے جو ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ فریب اور ریاکاری کرتے رہتے تھے' ان لوگوں کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی لقد ابتغوا الفتنة من قبل و قلبوالك الامور (آخر آیت تک)''اس سے قبل وہ فتنہ برپا کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے تمہارے معاملات کو الٹ دیا''۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی روانگی مراجعت:

رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب کو حکم دیا کہ وہ مدینہ میں آپؐ کے اہل وعیال کی خبر گیری کے لیے قیام کریں اور ساتھ نہ آئیں آپؐ نے اس موقع پر بنو غفار کے سباع بن عرفطہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا۔ علیؓ کے قیام مدینہ پر منافقوں نے ان کے متعلق طرح طرح کی چہ میگوئیاں شروع کیں اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کو نکما سمجھ کر ساتھ نہیں لے گئے۔ جب علی رضی اللہ عنہ کو منافقوں کی اس بات کا علم ہوا انہوں نے اسلحہ لگائے اور وہ مدینہ سے چل کھڑے ہوئے اور جرف میں جہاں رسول اللہ ﷺ مقیم تھے آپؐ کے پاس پہنچ گئے۔ علیؓ نے آپؐ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ منافق کہتے ہیں آپؐ نے مجھے دوبھر سمجھا اور اس طرح مجھے مدینہ میں قیام کا حکم دے کر اپنا بوجھ ہلکا کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے تم کو صرف اپنے اہل وعیال کی نگرانی کی خاطر مدینہ میں قیام کا حکم دیا ہے تم جاؤ اور میرے اور اپنے اہل وعیال میں میری نیابت کرو۔ اے علیؓ! کیا تم اس کو اچھا نہیں سمجھے کہ تم کو میرے پاس وہ درجہ نصیب ہو جو ہارون کو موسیٰ کے پاس تھا۔ اگرچہ میرے بعد اب کوئی اور نبی نہیں۔ علیؓ مدینہ چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ اپنی راہ چلے گئے۔

حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ:

آپؐ کے جانے کے کئی روز بعد بنو سالم کے ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ ایک دن جب کہ نہایت شدید گرمی تھی اپنے گھر آئے انہوں نے دیکھا کہ ان کی دونوں بیویاں ایک مکان میں اپنے پلنگوں پر بیٹھی ہوئی ہیں اور ہر ایک نے اپنی سیج آراستہ کی ہے ٹھنڈا پانی اور کھانا اپنے خاوند کے لیے تیار کر رکھا ہے ابوخیثمہ اندر آ کر اس حجرے کے دروازے پر جس میں دونوں کے پلنگ بچھے تھے کھڑے ہو گئے انہوں نے اپنی بیویوں کو اور اس تیاری کو جو انہوں نے ان کے لیے کی تھی دیکھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو دھوپ اور لو میں سفر کر رہے ہیں اور میں یہاں اس ٹھنڈے سایہ میں جہاں ٹھنڈا پانی اور کھانا تیار ہے اور حسین عورت موجود ہے قیام کروں یہ تو انصاف نہیں ہے پھر انہوں نے اپنی بیویوں سے کہا کہ میں بخدا تمہارے کسی کے بستر پر نہیں آتا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتا ہوں تم میرے لیے زادِراہ تیار کر دو' ان دونوں نے زادِراہ مہیا کر دیا۔ ابوخیثمہ نے اپنا اونٹ لیا اس پر کجاوہ رکھا اور پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے

کے ارادے سے چل کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ تبوک میں فروکش تھے کہ ابوخیثمہ آپ کے پاس پہنچ گئے۔ اثنائے راہ میں ابو خیثمہ کو عمیر بن وہب الجمحی جو رسول اللہ ﷺ کے پاس جا رہے تھے مل گئے' اب دونوں ساتھ ہو گئے' تبوک کے قریب پہنچ کر ابوخیثمہؓ نے عمیر بن وہبؓ سے کہا میں نے ایک قصور کیا ہے کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ تم ذرا پیچھے ہوتا کہ پہلے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں باریاب ہو جاؤں عمیرؓ نے ان کی بات مان لی' ابوخیثمہؓ آگے بڑھے' رسول اللہ ﷺ تبوک میں فروکش تھے جب ابوخیثمہ آپ کے قریب پہنچے لوگوں نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ کوئی شتر سوار آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا ابوخیثمہؓ ہوں گے۔ صحابہؓ نے دیکھ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ ابوخیثمہؓ ہیں۔ ابوخیثمہؓ نے اپنا اونٹ بٹھایا رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے پوچھا کہو خیر ہے۔ ابوخیثمہؓ نے سارا واقعہ سنایا' آپ نے فرمایا اچھا کیا اور آپ نے ان کو دعائے خیر دی۔

حجر میں پانی نہ پینے کا حکم:

اثنائے راہ میں جب رسول اللہ ﷺ حجر آئے۔ آپ نے منزل کی' اس کے کنویں سے لوگوں نے پانی لیا اور جب وہ شام کو فرودگاہ واپس آئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ اس کنویں کا پانی پیو اور نہ اس سے وضو کرو بلکہ اس کے پانی سے جو آٹا تم نے گوندھا ہوا ہے اونٹوں کو کھلا دو خود اس میں سے ہرگز نہ کھاؤ اور آج شب میں تم سے کوئی بغیر کسی کو ساتھ لیے فرودگاہ سے باہر نہ جائے۔ تمام صحابہؓ نے آپ کے حکم کی بجا آوری کی' البتہ بنوساعدہ کے دو شخصوں نے اس ہدایت پر عمل نہیں کیا' ایک صاحب قضائے حاجت کے لیے گئے اور ایک اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلے جو قضائے حاجت کے لیے گئے تھے اسی راہ میں ان کو مرض خناق ہو گیا اور جو اونٹ کی تلاش میں گئے تھے ان کو تیز ہوا نے اڑا کر ''طے'' کے دونوں پہاڑوں کے درمیان جا پٹکا۔ آپ کو اس کی اطلاع ہوئی آپ نے فرمایا کہ میں نے بغیر کسی کو ساتھ لیے باہر نکلنے کی ممانعت نہیں کر دی تھی۔ ان میں سے جو صاحب بیمار ہو گئے تھے ان کے لیے آپ نے دعا فرمائی وہ اچھے ہو گئے اور دوسرے صاحب جو ''طے'' کے پہاڑوں میں جا گرے تھے ان کو خود بنوطے آپ کی مدینہ میں واپسی کے بعد بلا معاوضہ آپ کے پاس لے آئے۔

رسول اللہ ﷺ کی بارش کے لیے دعاء:

صبح کو فرودگاہ میں کسی کے پاس پانی نہ تھا' صحابہؓ نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی آپ نے جنابِ باری میں دعاء فرمائی اسی وقت اللہ نے ایک بادل بھیجا جس سے اتنی بارش ہوگئی کہ سب سیراب ہو گئے اور انہوں نے آئندہ کے لیے بھی پانی بھر لیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے محمود بن لبید سے پوچھا کہ عہد رسالت میں بھی لوگوں میں نفاق تھا اور وہ اس سے واقف تھے' انہوں نے کہا ہاں بے شک تھا' لوگ اپنے بھائی' باپ چچا اور دوسرے اعزاء کے نفاق سے واقف ہوتے تھے مگر اس کے باوجود ایک دوسرے کی پردہ داری کرتے تھے۔ میری قوم کے ایک شخص نے ایک مشہور منافق کا واقعہ مجھ سے بیان کیا ہے کہ وہ اسی غزوۂ تبوک کے سفر میں آپ کے ساتھ تھا جب حجر میں پانی کا یہ واقعہ پیش آیا اور رسول اللہ ﷺ نے پانی کے لیے اللہ کی جناب میں دعاء کی اور اللہ نے بادل بھیج کر اتنا پانی برسا دیا جس سے تمام لوگ سیراب بھی ہو گئے اور انہوں نے حسب ضرورت اپنے ساتھ

بھی پانی بھر لیا۔ ہم نے اس سے کہا کہ کم بخت اب بھی تجھے رسول اللہ ﷺ کی نبوت میں کچھ شک ہے۔ اس نے کہا اس سے کیا ہوتا ہے یہ تو ایک گزر جانے والی بدلی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی گمشدہ اونٹنی:

حجر سے جب آپؐ روانہ ہوئے کسی جگہ آپ کی اونٹنی کھوگئی' صحابہؓ اس کی تلاش میں نکلے اس وقت آپؐ کے صحابہؓ میں سے ایک صاحب عمارہ بن حزم جو عقبی اور بدری تھے اور بنو عمرو بن حزم کے چچا تھے آپؐ کے پاس موجود تھے عمارہؓ کے ساتھ ان کی قیام گاہ میں زید بن نصیب القنقاعی منافق بھی تھا۔ اونٹنی کے گم ہونے اور اس کی تلاش پر اس زید نے جو عمارہ کی قیام گاہ میں تھا اور وہ خود رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اپنے مقام پر کسی سے کہا محمد (ﷺ) کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہیں اور وہ تم سے آسمان کی خبریں بیان کرتے ہیں مگر خود اپنی اونٹنی کا پتہ ان کو معلوم نہیں' یہاں اس زید نے یہ بات کہی اور اپنے مقام پر رسول اللہ ﷺ نے عمارہؓ سے جو آپؐ کے پاس تھے کہا دیکھو کسی شخص نے یہ بات کہی ہے کہ محمد (ﷺ) نبوت کے مدعی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ میں تم لوگوں کو آسمان کی اطلاعیں دیتا ہوں مگر خود اپنی اونٹنی کا ان کو پتہ نہیں' اے عمارہؓ بخدا میں صرف وہی جانتا ہوں جو اللہ مجھے بتا دیتا ہے اللہ نے مجھے اونٹنی کا پتہ بتا دیا ہے وہ فلاں گھاٹی کی وادی میں موجود ہے اس کی مہار ایک جھاڑی سے الجھ گئی ہے جس کی وجہ سے وہ قید ہوگئی ہے جاؤ اور اسے لے آؤ۔ چنانچہ وہ اس پتے پر گئے اور اونٹنی کو لے کر آئے' اس کے بعد عمارہؓ اپنے مقام پر آئے اور انہوں نے کہا کہ آج یہ عجیب واقعہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ابھی مجھ سے کہی کہ کسی شخص نے آپؐ کے متعلق ایسا سوءظن بیان کیا اور اللہ نے اس سے آپ کو مطلع کر دیا اس پر اور ایک شخص نے جو عمارہ کی قیام گاہ میں تھا اور جو رسول اللہ ﷺ کے اس خبر کو بیان کرتے وقت آپؐ کے پاس موجود نہ تھا کہا بخدا قبل اس کے کہ تم ہمارے پاس آؤ زید نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کی شان میں کہی تھی عمارہ کو غصہ آ گیا انہوں نے بڑھ کر زید کی گردن پکڑی اور کہا اے اللہ کے بندو! میری قیام گاہ میں یہ منافق موجود ہے اور مجھے اس کا علم نہ تھا اور زید سے کہا اے دشمن خدا میری قیام گاہ سے دور رہو اور اب ہرگز میرے ساتھ نہ رہو زید کے متعلق بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ بعد میں وہ تائب ہوگیا تھا' دوسروں نے بیان کیا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی موت تک منافق ہی مشہور رہا۔

حضرت ابوذرؓ:

رسول اللہ ﷺ اپنی راہ چلتے رہے' اثنائے راہ میں سے جب کوئی آپؐ کے ساتھ سے پیچھے رہ جاتا اور صحابہؓ اس کی اطلاع آپ کو دیتے آپؐ فرماتے جانے دو اگر ان کی شرکت ہمارے لیے سودمند ہے تو اللہ بہت جلد اسے تم سے ملا دے گا اور اگر اس کے خلاف ہے تو اس کا ساتھ نہ آنا اچھا ہی ہوا کہ اس کی طرف سے اللہ نے تم کو مطمئن کر دیا۔ شدہ شدہ ایک دن صحابہؓ نے عرض کیا کہ ابوذرؓ پیچھے رہ گئے اور واقعہ یہ تھا کہ ان کا اونٹ نکما ہوگیا تھا رسول اللہ ﷺ نے کہا جانے دو اگر ان کی شرکت سودمند ہے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ان کو تم سے ملا دے گا اور اگر اس کے خلاف ہے تو اللہ نے ان کی طرف سے تم کو مطمئن کر دیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے متعلق پیشگوئی:

ابوذرؓ کا اونٹ سفر سے تھک کر اڑ گیا اور جب وہ کسی طرح نہ چل سکا تو انہوں نے اپنا سامان اس پر سے اتار کر اسے اپنی پشت

پر لادا اور پیدل رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چل کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ کسی منزل میں فروکش تھے ایک مسلمان کی نظر ابوذرؓ پر پڑی انہوں نے کہا کوئی شخص پیدل راستے پر آ رہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوذرؓ ہوں گے مسلمان نے جب غور سے ان کو دیکھا تو شناخت کرلیا کہ وہ ابوذرؓ ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ابوذر آ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ابوذرؓ پر رحم کرے وہ تنہا پیدل آ رہے ہیں' حالت تنہائی میں ان کو موت آئے گی اور تنہا قبر سے اٹھائے جائیں گے۔

حضرت ابوذرؓ کی تنہائی:

عثمانؓ نے جب ابوذر کو جلاوطن کر دیا انہوں نے ربذہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی جب ان کا وقت آیا اس وقت ان کے پاس سوائے ان کی بیوی اور غلام کے اور کوئی نہ تھا۔ ابوذرؓ نے مرتے وقت ان دونوں کو وصیت کی کہ مجھے غسل دے کر اور کفن پہنا کر شارع عام پر رکھ دینا جو پہلا قافلہ وہاں آئے اس سے کہنا کہ یہ ابوذر صحابی رسول اللہ ﷺ کا جنازہ ہے آپ لوگ ان کے دفن کرنے میں ہماری اعانت کریں' چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا ان کی بیوی اور غلام نے ان کو غسل دے کر کفن پہنایا اور پھر شارع عام پر لا کر ان کو رکھ دیا' اسی وقت عبداللہ بن مسعود اور اہل عراق کی ایک جماعت جو عمرہ کرنے مکہ جا رہے تھے وہاں آئے اور انہوں نے اچانک ایک جنازہ راستے پر رکھا ہوا پایا قریب تھا کہ اونٹ اسے کچل دیتے' غلام نے قافلے کے پاس جا کر ان سے کہا کہ یہ ابوذر صحابی رسول اللہ ﷺ کی نعش ہے آپؐ ان کے دفن کرنے میں ہماری مدد کریں' یہ سنتے ہی عبداللہ بن مسعود رونے لگے اور انہوں نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا قول ابوذرؓ کے متعلق بالکل سچا ہوا۔ آپؐ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ تم اکیلے چل رہے ہو اکیلے مرو گے اور اکیلے قبر سے اٹھائے جاؤ گے پھر وہ اور ان کے ساتھی اونٹوں سے اتر پڑے انہوں نے ابوذر کو دفن کر دیا۔ پھر عبداللہ بن مسعودؓ نے سب سے ابوذرؓ کا واقعہ بیان کیا اور اس پر رسول اللہ ﷺ نے سفر تبوک کے اثناء میں ان کے لیے جو کچھ کہا تھا بیان کیا۔

ودیعہ بن ثابت اور مخشی بن حمیر:

منافقین کی ایک جماعت جس میں عمرو بن عوف کا ودیعہ بن ثابت اور اشجع کا ایک شخص مخشی بن حمیر بنوسلمہ کا حلیف بھی تھا اس سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی ان میں سے کسی نے دوسرے مسلمانوں کو خوف دلانے اور برداشتہ خاطر کرنے کے لیے کہا کیا تم رومیوں سے لڑنا دوسروں کے مقابلے کی طرح سہل سمجھے ہو۔ بخدا میں یقین کامل رکھتا ہوں کہ کل تم کو قید کر کے رسی سے باندھا جائے گا' اس پر مخشی بن حمیر نے کہا کاش مجھے موقع ملتا تو میں ضرور حکم دیتا کہ ہم میں سے ہر ایک کے سو درے مارے جائیں اور مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ تمہارے اس قول کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمارے متعلق قرآن نازل فرمائے گا۔ ایک طرف منافقوں نے یہ بات چیت کی ادھر رسول اللہ ﷺ کو بذریعۂ وحی اس کی خبر ہو گئی آپؐ نے عمار بن یاسرؓ سے کہا کہ تم فلاں لوگوں کے پاس جاؤ انہوں نے کذب و افتراء کیا ہے تم ان سے پوچھو کہ انہوں نے کیا کہا' اگر وہ بیان کرنے سے انکار کر دیں تو تم خود کہنا کہ تم لوگوں نے یہ بات کہی ہے۔

مخشی بن حمیر کی معذرت:

عمارؓ اس جماعت کے پاس آئے اور ان سے وہ بات کہہ دی' اس پر وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

معذرت خواہی کے لیے آئے ودیعہ بن ثابت نے رسول اللہ ﷺ سے جو اپنی ناقہ پر کھڑے ہوئے تھے آپ کی خرجی پکڑ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم صرف مذاق کر رہے تھے۔ انھیں لوگوں کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ہے وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ۔ (اگر تم ان سے اصل بات دریافت کرو گے تو وہ کہہ دیں گے کہ ہم تو صرف مذاق کر رہے تھے) مخشی بن حمیر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرے اور میرے باپ کے نام کی نحوست ہے جس نے مجھے روکا۔ چنانچہ اس آیت میں ان کی معافی ہوئی اور اس کے بعد سے ان کا نام عبدالرحمٰن ہوا۔ انہوں نے اللہ سے دعاء مانگی تھی کہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوں اور کسی کو ان کا پتہ نہ لگے چنانچہ یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کی لاش کہیں دستیاب نہ ہوئی۔

اکیدر بن عبدالملک کی گرفتاری ورہائی:

رسول اللہ ﷺ تبوک پہنچے' یحنہ بن روبہ ایلہ کا رئیس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جزیہ دے کر آپؐ سے صلح کر لی اور اہل جرباء اور اذرح بھی آپ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے جزیہ دے کر آپؐ سے صلح کر لی' اور اس کے لیے آپؐ نے باقاعدہ معاہدہ لکھ دیا جو اب تک ان کے پاس ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو بلا کر ان کو دومہ کے اکیدر کے مقابلہ پر روانہ کیا' اس کا اصل نام اکیدر بن عبدالملک ہے یہ بنو کندہ کا عرب دومہ کا رئیس تھا اور مذہباً نصرانی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ سے یہ بھی کہا کہ تم اسے نیل گائے کے شکار میں مصروف پاؤ گے۔ خالدؓ اس قلعے کی طرف چلے اور اس کے بالکل سامنے آ گئے' گرمی کی چاندنی رات تھی وہ اپنی بیوی کے ساتھ چاندنی پر تھا اتنے میں ایک نیل گائے نے قلعے کے پھاٹک پر سینگ مارے اس کی بیوی نے کہا یہ تو عجیب تماشہ ہے کیا تم نے اس سے عجیب تر بات دیکھی ہے اس نے کہا نہیں' اس کی بیوی نے کہا تو ایسے موقع کو کون ہاتھ سے جانے دے گا۔ اس نے کہا کوئی نہیں' چنانچہ اس گائے کے شکار کے ارادے سے اکیدر چاندنی سے نیچے آیا اس نے اپنا گھوڑا منگوایا اس پر زین کسی گئی' اب اس کے اور اعزاء بھی اس کے ساتھ جن میں اس کا بھائی حسان بھی تھا شکار کے لیے گھوڑوں پر سوار ہو کر قلعے سے برآمد ہوئے' جب یہ جماعت قلعے سے باہر آ گئی رسول اللہ ﷺ کے رسالے سے ان کا مقابلہ ہو گیا۔ جس نے اکیدر کو پکڑ لیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کر دیا' اکیدر اس وقت دیبا کی ایک زرتار قبا پہنے تھا۔ خالدؓ نے اسے اتار کر اپنے آنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ارسال کر دیا۔

اکیدر کی قبا:

انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جب اکیدر کی قبا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی میں نے اسے دیکھا تمام صحابہؓ اسے ہاتھ لگا لگا کر بڑے تعجب سے دیکھنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا اتنی سی شے پر متعجب ہو' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ مندیلیں جو اس وقت سعد بن معاذؓ جنت میں پہنے ہوئے ہیں اس قبا سے کہیں زیادہ اعلیٰ اور خوش نما ہیں۔

اس کے بعد خالدؓ خود اکیدر کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے آپؐ نے اس کی جان بخشی کی اور جزیے کی ادائیگی پر صلح کر کے اسے چھوڑ دیا اور وہ اپنے قصبے کو چلا گیا۔

حضرت محمد ﷺ کا تبوک میں قیام:

رسول اللہ ﷺ بارہ تیرہ دن تبوک پر فروکش رہے آگے نہیں بڑھے اس کے بعد آپؐ مدینہ واپس روانہ ہوئے' اثنائے راہ میں وادی مشقق میں پانی کا ایک چشمہ پڑتا تھا جس میں تھوڑا تھوڑا پانی جھر کر جمع ہوتا تھا اور اس سے ایک وقت میں ایک ''یا تین شتر سوار سیراب ہو سکتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے کہا کہ جو لوگ ہم سے پہلے اس چشمے پر پہنچیں وہ ہمارے آنے تک اس میں سے پانی نہ لیں چند منافق آپؐ سے پہلے اس چشمے پر آ گئے اور انہوں نے جس قدر پانی اس میں تھا اسے خرچ کر لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ اس مقام پر آئے اور چشمے پر ٹھہرے آپؐ نے دیکھا کہ ذرا سا پانی اس میں نہیں ہے آپؐ نے پوچھا ہم سے پہلے یہاں کون آیا۔ صحابہؓ نے بتایا فلاں فلاں شخص آئے تھے آپؐ نے فرمایا کیا میں نے اس بات کی ان کو ممانعت نہیں کر دی تھی کہ تاوقتیکہ میں خود یہاں نہ آؤں کوئی اس چشمے سے سیراب نہ ہو' پھر آپؐ نے ان لوگوں پر جنہوں نے آپؐ کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی لعنت بھیجی اور ان کے لیے بددعاء کی۔ پھر آپؐ خود اس چشمے میں اترے اور آپؐ نے جھرنے کے نیچے اپنا ہاتھ رکھا پانی تھوڑا تھوڑا ٹپکنا شروع ہوا پھر آپؐ نے اسے اپنے ہاتھ سے کریدا اور بہت دیر تک بارگاہِ الٰہی میں دعاء فرمائی اس کے بعد نہایت زور و شور سے پانی ابل پڑا۔ سننے والوں کا بیان ہے کہ پانی کی روانی میں بجلی کا شور سنائی دیتا تھا تمام لوگوں نے خوب دل کھول کر اسے پیا اور اسے استعمال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا جو تم میں باقی رہے گا وہ ضرور سن لے گا کہ یہ وادی جہاں میں کھڑا ہوں میرے سامنے اور پیچھے دور تک شاداب ہوگئی ہے۔

مسجد ضرار کا انہدام:

اس واپسی کے سفر میں رسول اللہ ﷺ نے ذی اوان میں منزل کی یہ شہر مدینہ سے ایک گھنٹے کے فاصلے پر ہے جب آپ تبوک جانے کی تیاری کر رہے تھے مسجد ضرار کے بانی آپ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے بیماروں' کمزوروں' برسات اور سردی کے لیے اپنے یہاں ایک مسجد بنائی ہے ہماری خواہش ہے کہ آپؐ ہمارے یہاں آ کر اس مسجد میں ہم کو نماز پڑھائیں آپؐ نے فرمایا اس وقت تو میں سفر کی تیاری میں مصروف ہوں اس لیے نہیں آ سکتا البتہ اگر اللہ نے چاہا واپسی کے بعد میں تمہارے یہاں آؤں گا اور اس مسجد میں نماز پڑھوں گا۔ چنانچہ جب آپ ذی اوان آئے آپ کو مسجد کی تعمیر کی اطلاع ملی۔ آپؐ نے بنو سالم بن عوف کے مالک بن الدخشم اور بنو العجلان کے معن بن عدی یا ان کے بھائی عاصم بن عدی کو طلب فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ تم دونوں اس مسجد کو جاؤ جس کے بانی ظالم ہیں اور اسے فوراً منہدم کر دو اور جلا ڈالو' یہ دونوں تیزی سے مسافت طے کرتے ہوئے اس کام پر چلے اور مالک بن الدخشم کے قبیلہ بنو سالم بن عوف کے پاس آئے مالک نے معن سے کہا تم ٹھہرو میں گھر سے آگ لے آؤں' مالک اپنے گھر میں آئے اور وہاں سے وہ کھجور کی ایک شاخ لے کر آئے جسے انہوں نے آگ لگا کر روشن کر لیا اور پھر دونوں دوڑتے ہوئے مسجد کے اندر آئے اس وقت مسجد کے بانی وہاں موجود تھے ان دونوں نے مسجد میں آگ لگا دی اور اس کو جلا دیا اور ڈھا دیا۔ اہل مسجد وہاں سے چلے گئے انہیں کے متعلق قرآن کی یہ پوری آیت نازل ہوتی ہے وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَ كُفْرًا وَ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ. (اور جن لوگوں نے مسجد بنائی فساد کے لیے کفر کے لیے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے)

اس کے بانی بارہ شخص تھے جو حسب ذیل ہیں:

مسجد ضرار کے بانیوں کے نام:

بنوعبید بن زید متعلقہ بنوعمرو بن عوف کا خدام بن خالد اسی کے گھر سے یہ مسجد شروع کی گئی تھی۔ بنوعبید کے خاندان امیہ بن زید کا ثعلبہ بن حاطب بنوضبیعہ بن زید کا مصب بن قشیبہ' بنوعمرو بن عوف کا عباد بن حنیف سہل بن حنیف کا بھائی' جاریہ بن عامر اس کے دونوں بیٹے مجمع بن جاریہ اور زید بن جاریہ' بنوضبیعہ کا بنتل بن الحارث' بنوضبیعہ کا نجرج' بنوضبیعہ کا بجاد بن عثمان' ابولبابہ بن عبداللہ کے قبیلہ بنوامیہ کا دویعہ بن ثابت۔

کعب' مرارہ اور ہلال رضی اللہ عنہم سے بات کرنے کی ممانعت:

رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آ گئے۔ منافقوں کی ایک جماعت آپ کا ساتھ چھوڑ کر واپس آ گئی تھی خود مسلمانوں میں سے بعض لوگ بغیر کسی نفاق اور اسلام میں شک کے پیچھے رہ گئے تھے وہ یہ تین صاحب کعبؓ بن مالک' مرارہؓ بن الربیع اور ہلالؓ بن امیہ رضی اللہ عنہم تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے کہا کہ ان تینوں سے کوئی کلام نہ کرے۔ جو منافق آپؐ کے ساتھ نہیں گئے تھے اب وہ آپؐ کے پاس آئے اور قسمیں کھانے لگے اور معذرت کرنے لگے آپؐ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے ان کی معذرت قبول نہیں کی اور جب تک مذکورہ بالا تینوں مسلمانوں کو اللہ نے بذریعہ وحی معافی نہیں دے دی تمام مسلمانوں نے ان سے کلام نہیں کیا' ان کے متعلق اللہ نے یہ آیت لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ اپنے قول وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ فَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ تک نازل فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ رمضان میں تبوک سے مدینہ واپس آئے' اسی ماہ میں آپ کی خدمت میں ثقیف کا وفد حاضر ہوا جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

طے کی مہم:

اس ۹ ہجری کے ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب کو ایک مہم کے ہمراہ طے کے علاقے کو بھیجا' علیؓ نے ان پر غارت گری کی' ان کے قیدی حاصل کیے' دو تلواریں جو ایک صنم کدے میں تھیں ان کو ملیں ان میں ایک کا نام رسوب اور دوسری کا نام مخذم تھا۔ مشہور تھا کہ یہ تلواریں حارث بن ابی شمر نے بطور نذر اس بت خانے میں چڑھائی تھیں' انھیں قیدیوں میں عدی بن حاتم کی بہن بھی قیدی ہوئی تھی مگر اس عدی بن حاتم کے جو واقعات ہم تک اس مذکورہ بالا واقدی کے بیان کے پہنچے ہیں وہ اس سے بالکل مختلف ہیں ان سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ علیؓ نے عدی بن حاتم کی بہن کو قید کیا تھا۔

اسیران بنو طے:

خود عدی بن حاتم سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے رسالہ یا فرستادوں نے ہمارے علاقے میں آ کر میری پھوپھی اور دوسرے لوگوں کو گرفتار کیا اور وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے' یہ سب قیدی ایک صف میں آپؐ کے سامنے کھڑے کیے گئے میری پھوپھی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا فدیہ دینے والا دور چلا گیا ہے اولاد میں سے علیحدہ ہو گئی ہوں بہت ہی بڑھیا ہوں مجھ میں خدمت کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے آپؐ مجھ پر احسان کریں اللہ آپؐ پر احسان کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمہارا فدیہ دینے والا کون ہے اس نے کہا عدی بن حاتمؓ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جو اللہ اور اس کے رسول سے فرار ہو گیا ہے' میری

پھوپھی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر احسان کر کے آزاد کر دیا' آپ کے پہلو میں ایک صاحب اور تھے جو علیؓ معلوم ہوتے تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے درخواست کرو کہ وہ سواری بھی دیں۔ چنانچہ میں نے سواری کی درخواست کی۔ آپؐ نے اسے منظور فرمایا۔ عدی بن حاتم کہتے ہیں پھر میری پھپھی میرے پاس آئیں اور مجھ سے کہا کہ تم نے ایسی حرکت کی جو تمہارے باپ کے عمل کے خلاف ہے۔ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ چاہے خوشی سے اور چاہے ڈرتے ہوئے دیکھو فلاں آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ سے مستفید ہوا' فلاں شخص آیا اور وہ بھی آپؐ سے مستفید ہوا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس وقت آپؐ کے پاس ایک عورت اور کچھ بچے یا ایک بچہ موجود تھا آپ نے ان سے اپنی قرابت کا ذکر کیا اس سے مجھے اطمینان ہوا کہ یہ کسریٰ اور قیصر کی بادشاہی نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا عدی بن حاتم تم کیوں اس کے قائل ہونے سے بھاگے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کیا اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہے اور تم کیوں اس کے قائل ہونے سے بھاگے کہ اللہ سب سے بڑا ہے کیا کوئی اور شے اللہ سے بڑی ہے' اس پر میں اسلام لے آیا اور میں نے دیکھا کہ آپؐ کے چہرے پر میرے اسلام لانے سے خوشی کے آثار نمایاں ہیں۔

عدی بن حاتم کا فرار:

اسلام لانے سے پیشتر عدی بن حاتم کہا کرتے تھے کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ سنا تو عربوں میں مجھ سے زیادہ کوئی ان کو برا نہ جانتا ہوگا وجہ اس کی یہ تھی کہ میں ایک شریف شخص تھا' نصرانی تھا اپنی قوم میں نہایت ہی معزز تھا' اپنا ایک خاص مسلک رکھتا تھا اور جو عزت اور تکریم میری قوم میری کرتی تھی اس سے میں ان کا رئیس تھا' اس وجہ سے جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ سنا تو میں نے ان سے کراہیت محسوس کی میں نے اپنے غلام سے جو عرب تھا اور میرے اونٹ چراتا تھا کہا کہ میرے لیے سواری کے سدھے ہوئے فربہ اونٹ میرے اونٹوں میں سے انتخاب کر کے ان کو میرے قریب لا کر باندھو اور جب تم سنو کہ محمد کی فوجوں نے ہمارے علاقے پر یورش کر دی ہے اور وہ اس میں داخل ہوگئی ہیں تم مجھے آ کر اطلاع کرو' میرے غلام نے حسبہٖ عمل کیا ایک دن اس نے مجھ سے آ کر کہا اے عدی محمدؐ کے رسالے کی یورش پر تم کیا کرنے والے تھے میں نے ان کے رسالوں کے پرچم بڑھتے ہوئے دیکھے اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ محمد کی سپاہ ہے اب جو کرنا ہے کرو۔ میں نے اس سے کہا میرے اونٹ لے آ وہ لے آیا۔ میں نے ان پر اپنے اہل وعیال کو سوار کیا اور دل میں تہیہ کیا کہ اپنے ہم مذہب لوگوں کے پاس شام چلوں۔ میں حویشہ کے راستے روانہ ہو گیا۔

بنت حاتم کی گرفتاری:

حاتم کی بیٹی کو میں آبادی میں چھوڑ آیا شام آ کر میں نے سکونت اختیار کر لی میری روانگی کے بعد رسول اللہ ﷺ کے رسالے نے ہماری بستی پر حملہ کیا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ حاتم کی بیٹی بھی ان کے ہاتھ میں اسیر ہوگئی اور طے کے سب قیدیوں کے ساتھ وہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کو میرے شام بھاگ جانے کی اطلاع ہو چکی تھی مسجد نبوی کے پہلو میں ایک احاطہ تھا جہاں قیدی محبوس رکھے جاتے تھے' حاتم کی بیٹی بھی سب قیدیوں کے ساتھ اس احاطے میں قید کر دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزرے حاتم کی بیٹی نے جو نڈر بی بی تھی بڑھ کر آپؐ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ مر چکا ہے میرا فدیہ دینے والا دور چلا گیا ہے آپؐ مجھ پر احسان کر کے رہا کر دیں۔ اللہ آپؐ پر احسان کرے گا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمہارا فدیہ دینے والا کون ہے اس نے کہا عدی بن حاتم آپؐ نے فرمایا وہی اللہ اور رسول سے بھاگنے والا۔ میری پھپھی نے بیان کیا کہ یہ بات کہہ کر اس روز تو آپؐ اپنی

راہ چلے گئے اور مجھے اسی احاطے میں چھوڑ گئے۔

بنت حاتم کی رہائی:

دوسرے دن پھر آپؐ میرے قریب سے گزرے میں اب آپ کی طرف سے مایوس ہو چکی تھی مگر ایک شخص نے جو آپؐ کے پیچھے تھے اشارے سے مجھ سے کہا کہ میں پھر آپؐ سے رہائی کی درخواست کروں میں نے آپؐ کے پاس جا کر عرض کیا کہ میرا باپ مر چکا ہے میرا فدیہ دینے والا دور ہے آپؐ احسان رکھ کر مجھے رہا کر دیں اللہ آپؐ پر احسان کرے گا آپؐ نے فرمایا اچھا میں نے تمہاری درخواست قبول کی مگر ابھی جلدی مت کرو اور جب تک تم کو تمہاری قوم کا کوئی ایسا شخص دستیاب نہ ہو جس پر تم کو بھروسہ ہو تم یہیں رہو اور جب کوئی ایسا آدمی مل جائے مجھے اطلاع کرو جس شخص نے مجھ سے اشارے سے کہا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اپنی رہائی کی درخواست کروں میں نے اس کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ علیؓ بن ابی طالب ہیں میں مدینہ میں مقیم رہی یہاں تک کہ بلی یا قضاعہ کا قافلہ مدینہ آیا' میں اپنے بھائی کے پاس جانا چاہتی تھی' میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور میں نے کہا کہ اب میری قوم کی ایک معتمد اور مقصود کو پہنچا دینے والی جماعت آ گئی ہے آپؐ اجازت مرحمت فرمائیں آپؐ نے مجھے کپڑے دیئے' سواری دی اور زادِ راہ دے کر رخصت کر دیا۔ میں شام آ گئی۔

عدی بن حاتم کی روانگی مدینہ:

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے گھر میں تھا میں نے دیکھا کہ ایک زنانہ سواری ہماری طرف آ رہی ہے میں نے کہا یہ ضرور بنت حاتم ہے' وہی تھی جب وہ میرے پاس آ کر ٹھہری اس نے اپنی تلوار سی زبان میرے اوپر کھول دی اور کہا اے بے مروت ظالم اپنی بیوی بچوں کو تو لے کر چلا آیا اور حاتم کی بیٹی اور اس کی عزت کو تو نے رسوا ہونے کے لیے پیچھے چھوڑ دیا میں نے کہا بہن مہربانی فرما کر معاف کرو اور مجھے لعن طعن نہ کرو بے شک مجھ سے قصور ہوا آپ سچ کہتی ہیں' بہرحال وہ اونٹ سے اتر آئیں اور میرے پاس مقیم ہو گئیں چونکہ وہ بہت ہی سمجھدار بی بی تھیں ایک دن میں نے ان سے کہا فرمایئے ان صاحب کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے' میری بہن نے کہا رائے یہ ہے کہ جس قدر جلد ہو سکے تم ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ کیونکہ اگر وہ نبی ہیں تو ان کے پاس پہلے پہنچنے میں سعادت اور فضیلت ہے اور اگر وہ دنیاوی بادشاہ ہیں تو بھی تم کو ان کے پاس جانے میں اپنی ذلت نہ سمجھنا چاہیے تم تم ہی ہو۔ میں نے کہا بے شک آپ کی رائے صائب ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور عدی بن حاتم:

میں شام سے مدینہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا آپؐ مسجد میں تھے میں نے سامنے جا کر سلام کیا آپؐ نے پوچھا کون ہو۔ میں نے کہا عدیؓ بن حاتم آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے اپنے ساتھ گھر لے چلے اثنائے راہ میں ایک نہایت ہی سن رسیدہ عورت آپ کو ملی اس نے آپ کو ٹھہرایا اور آپؐ بلا تکلف بہت دیر تک کھڑے ہوئے اس کی باتوں کو سنتے رہے' میں نے اپنے دل میں کہا کہ بخدا یہ دنیوی بادشاہ نہیں ہیں' پھر آپؐ اپنے گھر آئے آپؐ نے چمڑے کا ایک گدا اٹھایا اسے مجھے دیا اور کہا کہ اس پر بیٹھ جاؤ۔ میں نے کہا میں نہیں بیٹھتا آپؐ اس پر تشریف رکھیں مگر آپؐ نے یہی اصرار کیا کہ میں اس پر بیٹھوں چنانچہ میں اس گدے پر بیٹھ گیا اور خود رسول اللہ ﷺ زمین پر بیٹھ گئے میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ہرگز بادشاہی شان نہیں ہے' پھر آپؐ نے کہا اے عدیؓ بن حاتم کیا

تم ناپاک نہ تھے؟ میں نے کہا بے شک تھا آپؐ نے فرمایا کیا اسی حالت میں تم بازار میں اپنی قوم میں چل پھر نہیں رہے تھے۔ میں نے کہا بے شک یہی واقعہ ہے آپؐ نے فرمایا تو یہ بات تمہارے دین میں حلال نہیں ہے میں نے کہا بے شک آپؐ سچ کہتے ہیں اور اب میں نے اپنے دل میں کہا آپؐ واقعی نبی مرسل ہیں۔ آپؐ غیب کی باتوں سے واقف ہیں۔ پھر آپؐ نے کہا عدی شاید تم اس وجہ سے ہمارے دین میں شامل نہیں ہوتے کہ مسلمان غریب ہیں بخدا بہت جلد وہ اس قدر مالا مال ہو جائیں گے کہ کوئی لینے والے نہ ہوگا' اور شاید تم اس وجہ سے اس دین میں شامل نہیں ہوتے کہ مسلمانوں کی تعداد کم ہے اور ان کے دشمن بہت ہیں بخدا عنقریب تم سنو گے کہ ایک عورت بلا خوف وخطر تنہا اپنے اونٹ پر قادسیہ سے بیت اللہ کی زیارت کو آتی ہے اور واپس جاتی ہے' اور شاید تم اس وجہ سے اس دین میں شامل نہیں ہوتے کہ حکومت اور شوکت اس وقت مسلمانوں کے علاوہ دوسروں کو حاصل ہے خدا کی قسم عنقریب تم سنو گے کہ بابل کے سفید قصر مسلمان فتح کر لیں گے۔

عدی بن حاتم کا قبول اسلام:

آپ کی اس گفتگو کے بعد میں مسلمان ہو گیا' بعد میں یہ عدیؓ بن حاتم کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی ان مذکورہ پیشینگوئیوں میں سے دو تو پوری ہو چکیں تیسری البتہ باقی ہے مگر قسم ہے خدا کی وہ بھی پوری ہوگی۔ میں نے بابل کے قصر سفید فتح ہوتے دیکھ لیے' میں نے دیکھا کہ عورت تنہا بلا کسی خوف وخطر کے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کے حج کے لیے آتی ہے۔ خدا کی قسم ہے تیسری بات بھی ضرور ہوگی کہ مسلمان اس قدر دولت مند ہو جائیں گے کہ ان میں کوئی محتاج مال کا طلب گار نہ ملے گا۔

واقدی کہتا ہے کہ اس سال بنو تمیم کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

بنو تمیم کا وفد:

عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس التمیمی بن تمیم کے دوسرے اشراف کے ساتھ جن میں الاقرع بن حابسؓ' بنو سعد کا زبرقان بن بدر التمیمی' عمرو بن الاہتم خنات بن فلاں' نعیم بن زید اور بنو سعد کا قیس بن عاصم تھے۔ بنو تمیم کے ایک بہت بڑے وفد کے ساتھ جن کے ہمراہ عیینہ بن حصن بن حذیفۃ الفزاری بھی تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ ان میں سے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن مکہ کی فتح اور طائف کے محاصرے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہ چکے تھے مگر اس وقت یہ بھی بنو تمیم کے ساتھ آئے۔

بنی تمیم کی شاعر وخطیب کے مقابلے کی دعوت:

یہ وفد مسجد نبوی میں آیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو حجروں کے پیچھے سے آواز دی کہ اے محمدؐ ہمارے پاس باہر آؤ۔ یہ بات آپ کو ناگوار گزری مگر آپؐ باہر آ گئے انہوں نے آپؐ سے کہا اے محمدؐ! ہم آئے ہیں تاکہ تمہارے مقابلہ میں اپنے فخر کا اظہار کریں' تم ہمارے شاعر اور خطیب کو تقریر کرنے کی اجازت دو' آپؐ نے فرمایا اچھی بات ہے میں نے تمہارے خطیب کو اجازت دی وہ تقریر کرے۔

عطارد بن حاجب کی تقریر:

عطارد بن حاجب نے کھڑے ہو کر کہا: ''اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم پر اپنا فضل کیا جس کا وہ اہل ہے اس نے ہمیں فرمانروا بنایا ہم کو بے شمار دولت دی جسے ہم صحیح مصرف میں خرچ کرتے ہیں۔ تمام اہل مشرق میں اس نے ہم کو سب سے زیادہ معزز

بنایا' ہماری تعداد بڑی کی اور ہر قسم کا ساز و سامان عطاء فرمایا تمام عالم میں ہمارا کون ہمسر ہے کیا ہم سب سے اعلیٰ اور افضل نہیں ہیں اور جو ہمارے سامنے اپنی بڑائی کا مدعی ہوا ہے چاہیے کہ وہ خوبیاں گنوائے جو ہم نے بیان کی ہیں اور اگر ہم چاہیں تو اور بہت کچھ کہہ سکتے ہیں مگر ہم اس بات کو اچھا نہیں سمجھتے کہ اپنی خوبیوں کے اظہار کو طول دیں اتنا ہی کافی ہے جواب میں نے کہا اب تم کو چاہیے کہ تم اس کا جواب دو اور اپنی کوئی ایسی خوبی بیان کرو جو ہماری فضیلت سے افضل ہو''۔

حضرت ثابتؓ بن قیس کی جوابی تقریر:

اتنا کہہ کر وہ بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بنو الحارث بن خزرج کے ثابت بن قیس بن شماسؓ سے کہا کہ کھڑے ہو کر اس شخص کی تقریر کا جواب دو۔ ثابتؓ نے کھڑے ہو کر کہا: ''تمام تعریفیں اس خدا کو سزاوار ہیں جس نے آسمان و زمین پیدا کیے ان میں اپنا قانون نافذ کیا' اس کا علم اس کے مقام پر حاوی ہے اس نے ہر شے کو عدم محض سے اپنے فضل سے پیدا کیا اس نے اپنی قدرت سے ہم کو فرمانروا بنایا' اپنے بہترین بندے کو اس نے اپنا رسول بنایا جو اپنے نسب اور حسب کے اعتبار سے سب سے افضل اور اکرم ہیں اور سب سے بڑھ کر صادق القول ہیں۔ اللہ نے ان پر اپنی کتاب نازل کی ان کو اپنی مخلوق کا امین مقرر کیا اور اللہ نے اپنی تمام مخلوق میں سے اس کام کے لیے بہترین آدمی کا انتخاب کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے تمام لوگوں کو ایمان کی دعوت دی۔ سب سے پہلے ان کی قوم کے مہاجرین اور اعزاء نے جو باعتبار اپنی شرافت نسبی' وجاہت ذاتی اور نیک کرداری بہترین افراد عالم ہیں ان کی دعوت قبول کی اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے' ان کے بعد سب سے پہلے دوسرے لوگوں میں ان کی دعوت پر ہم انصار نے لبیک کہا اور ہم آپ پر ایمان لائے اس طرح ہم اللہ کے انصار اور اس کے رسول کے وزیر ہیں اب ہم لوگوں سے اس لیے جنگ کر رہے ہیں کہ وہ بھی اللہ پر ایمان لے آئیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے گا اس کی جان و مال محفوظ ہے اور جو انکار کرے گا ہم ہمیشہ کے لیے اللہ کے لیے اس سے لڑتے رہیں گے اور کافر کا قتل کرنا ہمارے لیے بالکل سہل ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اور تمام مومنوں اور مومنات کے لیے اللہ سے معافی کا خواہاں ہوں' والسلام علیکم''۔

زبرقان بن بدر کی نظم:

اس کے بعد بنوتمیم کے وفد نے کہا اب ہمارے شاعر کو اجازت ہو وہ نظم سنائے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا: زبرقان بن بدر نے یہ قصیدہ پڑھا:

نحن الكرام فلا حيي يعاد لنا   منا الملوك و فينا تنصب البيع

ترجمہ: ''ہم شرفاء ہیں' کوئی قبیلہ ہماری ہمسری نہیں کر سکتا' ہم ہی میں سے روساء ہوتے ہیں اور ہمارے یہاں بیعت کی جاتی ہے۔

وقم كسرنا من الاحياء كلهم   عند النهاب و فضل العزيتبع

ترجمہ: ہم نے جنگ میں تمام قبائل کو زیر کیا ہے اور جو سب سے زیادہ معزز ہوتا ہے اس کی اتباع کی جاتی ہے۔

ونحن لطعم عند القحط مطعمنا   من الشواء اذا لم يونس القزع

ترجمہ: ایسے قحط میں کہ جب کہیں چولہا ہی نہیں جلتا ہم بھنے ہوئے گوشت سے اپنے سائل کی ضیافت کرتے ہیں۔

ثم نری الناس تاتینا سراتهم من کل ارضٍ هویا ثم نصطنع

ترجمہ: ہر جگہ اور ہر قبیلے کے حاجت مند سردار ہمارے یہاں آتے ہیں اور ہم ان کے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔

فنهر الکرم غطبا فی ارومتنا للنازلین اذا ما انزلوا شبعوا

ترجمہ: ہم اپنی بقائے عزت کے لیے اپنے یہاں آنے والوں کے لیے فربہ اونٹ ذبح کرتے ہیں تا کہ جب وہ ہمارے مہمان ہیں تو شکم سیر ہو کر کھائیں۔

فلا نزانا الی حیٍّ تفاخرهم الا استقادو ارکاوالراس یقتطع

ترجمہ: اسی لیے ہم جس قبیلے کے مقابلے پر اظہار فخر کرتے ہیں ان کے سر اس طرح ہمارے سامنے جھک جاتے ہیں کہ گویا وہ گرے پڑتے ہیں۔

انا ابینا و لم یابی لنا احد انا کذالك عند الفخر ترتفع

ترجمہ: ہم لوگوں کے مطالبات کا انکار کرتے ہیں مگر کوئی ہمارے مطالبے کا انکار نہیں کر سکتا اور یہی بات ہے کہ اظہار فخر کے موقع پر ہم سربلند ہیں۔

فمن یقادر نافی ذاك یعرفنا فیرجع القول و الاخبار تستمع

ترجمہ: لہٰذا جو شرافت وعزت میں ہم سے بڑھ کر ہو وہ ہمیں بتائے اور اس کا جواب اور سب کو معلوم ہی ہو جائے گا''۔

حضرت حسانؓ بن ثابت کے اشعار:

حسان بن ثابتؓ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ تھے آپؐ نے ان کے بلانے کے لیے آدمی بھیجا۔ حسانؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا قاصد میری طلبی میں آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ آپؐ نے مجھے بنو تمیم کے شاعر کا جواب دینے کے لیے بلایا ہے۔ میں آپؐ کے پاس آنے کے لیے روانہ ہوا اور یہ شعر کہہ رہا تھا۔

منعنا رسول الله اذحل بیننا علی کل باغ من معدّ و راغم

ترجمہ: ''جب رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں آئے ہم نے عرب اور غیر عرب کے ہر سرکش کے مقابلے میں آپ کی حمایت و حفاظت کی۔

منعناه لما حل بین بیوتنا باسیا فنا من کل عادٍ و ظالم

ترجمہ: جب آپؐ ہمارے یہاں مقیم ہوئے ہم نے اپنی تلواروں سے ہر دشمن اور ظالم سے آپ کی حفاظت کی۔

ببیت حوید عزه و ثراوه بجابیة الجولان وسط الاعاجم

ترجمہ: ایسے شریف خاندان کے ساتھ جس کی عزت اور قدامت شہرۂ آفاق ہے۔

هل المجد الالسود العوروالندی وجاه الملوك واحتمال العظائم

ترجمہ: سیادت نسبی' سخاوت' شوکت اور بڑے کاموں کا کرنا یہی اصل بزرگی اور فضیلت ہے''۔

حضرت حسانؓ بن ثابت کی نظم:

حسانؓ بن ثابت سے مروی ہے کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا بنوتمیم کے شاعر نے کھڑے ہو کر فخریہ اشعار پڑھے۔ میں نے اس کے قصیدے کے جواب میں اسی طرز پر قصیدہ کہہ لیا۔ جب زبرقان بن بدر اپنا قصیدہ پڑھ چکا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا حسانؓ اب تم کھڑے ہو جاؤ اور اس کا جواب دو۔ حسان نے یہ قصیدہ سنایا۔

ان الذّوائب من فهر و اخرتهم　قد بينوا سنة للناس تتبع

ترجمہ: "شرفاء اور امراء بنوفہر اور ان کے دوسرے قبائل سے ہوتے ہیں۔ انہوں نے دوسروں کے لیے ایک دستور بنا دیا ہے جس کا اتباع کیا جاتا ہے۔

يرضى بها كل من كانت سويرته　تقوى الاله و كل الخير يصطنع

ترجمہ: اس دستور کو ہر وہ شخص جو اللہ سے ڈرتا ہے پسند کرتا ہے اور قاعدہ ہے کہ ہر ایک نیک بات پر عمل کیا جاتا ہے۔

قومٌ اذا حاربوا ضرّوا عدوّهم　او حاولوا لنفع فی اشياعهم نفعوا

ترجمہ: وہ ایسی قوم ہے کہ جب وہ اپنے دشمن سے لڑتی ہے اسے تباہ کر دیتی ہے اور جب وہ اپنوں کو نفع پہنچانا چاہتی ہے تو ان کو نفع پہنچاتی ہے۔

سجيّةً تلك منهم غير محدثه　ان الخلائق فاعلم شرّها البدع

ترجمہ: ان کی یہ سرشت قدیم ہے جدید نہیں اور جو عادات جدید ہوتی ہیں وہ ایسی نہیں ہوتیں۔

ان كان فی الناس سباقون بعدهم　فكل سبق لا دنى سبقهم تبع

ترجمہ: ان کے بعد اگر دوسروں میں کوئی بڑھنے والے ہوں تو ان کی یہ سبقت ان کی ادنیٰ سبقت سے بھی کم ہوگی۔

لا يرقع الناس ما ادهت اكفسهم　عند الدفاع و لا يومون مارقعوا

ترجمہ: جنگ میں جو نقصان یہ پہنچا دیں پھر اس کی کوئی تلافی نہیں کر سکتا اور جس رخنے کو یہ دور کر دیں پھر اسے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

ان سابقوا الناس يوما فازسبقهم　او وازنوا اهل مجد بالندى متعوا

ترجمہ: اگر وہ کسی سے مسابقت کرتے ہیں تو سب سے بڑھ جاتے ہیں اور جب اہل سخاوت سے سخاوت میں ان کا موازنہ کیا جاتا ہے انھیں کا وزن بھاری ہوتا ہے۔

اعفة ذكرت فی الوحی عفتهم　لا يطبعون و لا يرديهم طمع

ترجمہ: وہ ایسے پاک دامن ہیں کہ کلام اللہ میں اس کا ذکر آیا ہے۔ نہ وہ اپنے نفس کے تابع ہیں اور نہ طامع ہیں۔

لا ينجلون على جادٍ بفضلهم　و لا يمستهم من مطمع طبع

ترجمہ: نہ وہ اپنے ہمسائے کو نفع پہنچانے میں بخل کرتے ہیں اور نہ ان کو کسی قسم کا لالچ لبھاتا ہے۔

اذا نصبنا محی لم نذب لهم　كما يدب الى الوحشة الذرع

ترجمہ: جب ہم کسی سے لڑتے ہیں تو چوروں کی طرح چپ چاپ اس کے مقابلے پر نہیں جاتے جس طرح کہ شکاری اپنی کمین گاہ سے وحشی جانور کے لیے پاؤں دبا کر دوڑتا ہے بلکہ ہوشیار کر کے علی الاعلان سامنے جاتے ہیں۔

نسمو الحرب نالتنا محالبها يذالزعاتف من اطفارها حشعوا

ترجمہ: جنگ میں ہم بخوشی آگے بڑھتے ہیں۔ حالانکہ دوسرے نکمے اس سے ڈر جاتے ہیں۔

لا فخران هم اصابوا من عدوهم و ان اصيبوا فلا خورٌ و لا هلع

ترجمہ: اگر وہ اپنے دشمن کو زیر کر لیتے ہیں تو وہ اس پر فخر نہیں کرتے اور اگر ان کو کبھی شکست ہو جاتی ہے تو اس سے وہ کبھی خائف اور پست ہمت نہیں ہوا کرتے۔

كانهم فى الرغىٰ و الموت مكتنع اسد بحلية فى ارساعنها فدع

ترجمہ: وہ جنگ میں جب کہ موت پر تولے کھڑی ہوتی ہے اس قدر مطمئن ہوتے ہیں جس طرح کہ وہ شیر جس کے پاؤں میں کوئی تکلیف ہو وہ اپنی جھاڑی میں اطمینان سے آہستہ آہستہ چلتا ہے۔

خذمنهم ماتوا عفوا اذا غضبوا و لا يكن همك الامر الذى منعوا

ترجمہ: جب وہ جوش میں ہوں تو جو وہ دیں اسے عنایت سمجھ کر لے لو مگر جس کو وہ نہ دینا چاہیں اس کے لینے کا کبھی ارادہ ہی مت کرو۔

فان فى حربهم فاترك عداوتهم شرا يخاض عليه السم و السلع

ترجمہ: ان کی دشمنی سے باز آ کیونکہ ان کی لڑائی میں سم قاتل ملا ہوا ہے۔

اكرم بقوم رسول الله شيعتهم اذا تفرقت الاهواء و الشيع

ترجمہ: اس قوم کی عزت کا کیا کہنا جس کے اتحاد میں رسول اللہ ﷺ شریک ہیں جب کہ اور قوموں میں کوئی اتحاد اور اتفاق رائے نہیں ہے۔

اهدى لهم مدّحتى قلبٌ يوازره فيما احب لسانٌ حائكٌ صنعُ

ترجمہ: میرے قلب نے ایک قادر الکلام کی زبان کی مدد سے اس مدح کا ہدیہ ان کے لیے تیار کر کے بھیجا ہے۔

فانهم افضل الاحياء كلهم ان جد بالناس جدا لقول او شمعوا

ترجمہ: یہ لوگ تمام قبائل سے ہر طرح کے افضل ہیں چاہے لوگ غور سے اس بات کا اندازہ کریں یا معمولی طور پر''۔

بنو تمیم کا قبول اسلام:

حسانؓ بن ثابت جب اپنے اشعار پڑھ چکے اقرع بن حابس نے کہا قسم ہے میرے باپ کی یہ شخص بے شک نبی برحق ہیں جن کے پاس وحی آتی ہے ان کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر ان کا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر ہے ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے بلند تر ہیں۔ اس گفتگو کے بعد یہ سب اسلام لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کچھ مال بطور صلہ کے دیا۔ عمرو بن الاہتم کو یہ لوگ اپنی قیام گاہ میں سواریوں کی خبر گیری کے لیے چھوڑ آئے تھے قیس بن عاصم اس سے عداوت رکھتا تھا۔ قیس نے عمرو بن الاہتم کو

ذلیل کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہمارا ایک نوعمر لڑکا ہمارے ساتھ ہے اسے ہم اپنی قیام گاہ میں چھوڑ آئے ہیں۔ اس کا حصہ بھی عطاء فرمائیے۔ چنانچہ آپؐ نے دوسروں کے مماثل اسے بھی صلہ دیا۔ جب عمرو بن الاہتم کو قیس بن عاصم کے اس قول کی اطلاع ملی وہ غضب ناک ہوا اور اس نے قیس بن عاصم کی ہجو لکھی' اسی وفد کے متعلق اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ. (جو بنو تمیم حجروں کے عقب سے تم کو پکارتے ہیں ان میں بیشتر ناسمجھ ہیں) یہ پہلی قرأت تھی۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عبداللہ بن ابی سلول نے انتقال کیا۔ یہ آخر شوال میں بیمار ہوا اور ذوالقعدہ میں مرا۔ بیس راتیں یہ بیمار رہا۔

اس سال رمضان میں حمیر کے رئیس حارث بن عبد کلال نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذی رعین کے فرمانروا نے اپنے قاصد کے ہاتھ ایک خط کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اسلام لانے کی اطلاع دی۔

روسائے حمیر کا قبول اسلام:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے مدینہ واپس آئے آپ کو شاہان حمیر حارث بن کلال نعیم بن کلال اور ذی رعین' ہمدان اور معاقر کے رئیس نعمان کا ان کے قاصد کے ذریعے وہ خط موصول ہوا جس میں انھوں نے اپنے اسلام لانے کا اقرار اور اعلان کیا تھا۔ زرعہ بن ذی یزن نے مالک بن مرۃ الرہادی کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو ان رئیسوں اور خود اپنے خاندان کے مسلمان ہونے اور شرک کو ترک کرنے کی اطلاع کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کا روسائے حمیر کے نام خط:

آپؐ نے اس کے جواب میں ان کو یہ خط لکھا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' یہ خط محمد النبی اللہ کے رسول کی جانب سے ملوک حمیر حارث بن کلال' نعیم بن کلال اور ذی رعین' ہمدان اور معافر کے رئیس نعمان کے نام لکھا جاتا ہے اما بعد میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے حمد کرتا ہوں اور اس کے بعد اطلاع دیتا ہوں کہ میرے رومی علاقے سے واپسی کے بعد تمہارا پیامبر مدینہ میں آ کر مجھ سے ملا اس نے تمہارا پیام پہنچایا تمہاری حالت بیان کی تمہارے اسلام لانے اور مشرکین کو قتل کرنے کی اطلاع دی۔ اللہ نے تم کو اپنی ہدایت دی بشرطیکہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو' نماز پڑھو' زکوٰۃ دو' مال غنیمت میں سے اللہ اور اس کے رسول کا پانچواں حصہ نکال کر ادا کرو۔ اس کے علاوہ زمین کا لگان دو' جو زمین چشمے یا بارش سے سیراب ہو اس میں سے عشر دیا جائے اور جو ڈول سے سیراب کی جائے اس میں سے نصف عشر دو۔ چالیس اونٹوں پر ایک جوان اونٹنی اور تیس اونٹوں میں ایک جوان اونٹ دیا جائے۔ ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری اور دس میں دو بکریاں دی جائیں۔ ہر چالیس بیلوں میں ایک جوان گائے اور ہر تیس گائے بیلوں میں ایک بچھڑا یا نر یا ہر چالیس بھیڑ بکریوں میں ایک جوان بکری۔ زکوٰۃ کا یہ نصاب اللہ نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے جو اس سے زیادہ دے وہ اس کے لیے بہتر ہے مگر جو صرف مقررہ ادا کرے' اپنے اسلام کا اعلان کرے اور مشرکین کے مقابلوں میں مومنوں کی مدد کرے وہ مومن ہے اس کو مومنوں کے تمام حقوق حاصل ہوں گے اور اسی طرح مومنوں کی تمام ذمہ داریاں اس پر عائد

ہوں گی' اور اس وعدے کے ایفاء کے لیے میں اللہ اور اس کے رسول کی ضمانت دیتا ہوں' جو یہودی یا نصرانی اسلام لائے اس کے ساتھ بھی یہی عمل ہوگا اور جو شخص یہودی یا عیسائی مذہب پر قائم رہے وہ رہے اس کو تبدیل مذہب کے لیے کسی طرح بھی مجبور نہیں کیا جائے گا' البتہ اس سے جزیہ لیا جائے گا۔ جس کی مقدار ہر بالغ شخص پر چاہے مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام ایک دینار کامل ہے یا اس کی قیمت معافر سکتے میں یا اتنی قیمت کا کپڑا' جو شخص یہ رقم اللہ کے رسول کو دے دے گا اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ اور اس کے رسول ؐ پر ہے اور جو شخص جزیہ نہیں دے گا وہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن سمجھا جائے گا''۔

زرعہ بن ذی یزن:

اس کے بعد اللہ کے رسول محمد ؐ النبی زرعہ بن ذی یزن کو لکھتے ہیں۔ کہ جب تمہارے پاس میرے فرستادے معاذ بن جبل' عبداللہ بن زید' مالک بن عبادہ' عقبہ بن نمو' مالک بن مرہ رضی اللہ عنہم اور ان کے ہمراہی آئیں تم تپاک سے ان کا خیر مقدم کرنا اور اپنی رعایات زکوٰۃ اور جزیہ وصول کر کے ان کے حوالے کرنا۔ یہ تم سے خوش ہو کر واپس آئیں۔ میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور میں اس کا بندہ اور رسول ؐ ہوں۔ مالک بن مرۃ الرہادی نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ قوم حمیر میں سب سے پہلے تم نے اسلام قبول کیا ہے اور مشرکوں کو قتل کیا ہے۔ اس پر میں تم کو خیر کی بشارت دیتا ہوں اور اپنی قوم کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہوں' تم نہ خیانت کرنا اور نہ ان کی حمایت ترک کرنا۔ رسول اللہ ﷺ تمہارے غنی اور فقیر سب کے لیے یکساں مولیٰ ہیں اور صدقہ نہ ان کے لیے جائز ہے اور نہ ان کی اولاد کے لیے وہ صرف زکوٰۃ ہے جو طہارت مال کے لیے مومن فقیر اور مسافروں کے لیے لی جاتی ہے مالک نے تمہارا پیام بخوبی پہنچا دیا میں تم کو اس کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں جن لوگوں کو میں نے تمہارے پاس بھیجا ہے وہ باعتبار اپنے علم و عمل کے میرے اچھے پیرو ہیں اس لیے تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا کیونکہ وہ اسی کے مستحق ہیں' والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بہراء کا وفد:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال بہراء کا وفد جس میں تیرہ آدمی تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ مقداد بن عمر کے یہاں مقیم ہوئے۔

وفد بنو بکاّ:

اس سال بنو بکاّ کا وفد آیا۔ اس سال بنو فزارہ کا وفد جس میں دس سے زیادہ آدمی تھے جن میں خارجہ بن حصن بھی تھا مدینہ آیا۔ اس سال رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی خبر مرگ کا مسلمانوں میں اعلان کیا۔ رجب ۹ ھ میں اس کا انتقال ہوا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج:

اس سال ابوبکر کی امارت میں حج ہوا۔ ابوبکر ؓ مدینہ سے تین سو حاجیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ان کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ نے بیس جانور قربانی کے ساتھ کیے تھے۔ خود ابوبکر ؓ پانچ جانور لے گئے تھے۔ اس سال عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے بھی حج کیا اور ہدی لے گئے۔ ابوبکر ؓ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب کو ان کے عقب میں روانہ کیا۔ علیؓ عرج میں ابوبکر ؓ سے مل گئے۔ علیؓ نے قربانی کے دن عقبہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورۂ براۃ پڑھ کر سنائی۔

سورۂ برأۃ کا نزول:

سدی سے مروی ہے کہ جب سورہ برأۃ کی تقریباً چالیس آیتیں نازل ہوئیں رسول اللہ ﷺ نے ان کو ابوبکرؓ کے ذریعے حج میں سنانے کے لیے بھیجا اور ان کو اس سال امیر حج مقرر کیا۔ مدینہ سے روانہ ہو کر ابوبکرؓ ذوالحلیفہ کے قریب شجرہ آئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے روانہ کیا۔ علیؓ نے وہ آیات ابوبکرؓ سے لے لیں۔ ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس چلے آئے اور پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میرے متعلق کوئی بات وحی میں نازل ہوئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ مگر میں نے چاہا کہ اس پیام کو صرف میں پہنچاؤں یا میرا کوئی اپنا۔ ابوبکرؓ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تم میرے ساتھ غار میں رہے اور تم حوض کوثر پر میرے مصاحب رہو گے ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک میں اس سے خوش ہوں۔ اس کے بعد ابوبکرؓ امیر الحج کی حیثیت سے مکہ روانہ ہوئے اور علیؓ سورۂ برأۃ کی اطلاع دینے کے لیے مکہ آئے۔ قربانی کے دن انہوں نے اعلان کر دیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد الحرام کے پاس نہ رہے اور کوئی شخص برہنہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے نیز جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے معاہدہ کیا ہے صرف اس کی مدت تک وہ معاہدہ جائز سمجھا جائے گا اس کے بعد منسوخ سمجھا جائے گا اور یہ زمانہ کھانے اور پینے کا ہے اور اللہ تعالیٰ جنت میں مسلمان کے علاوہ کسی کو داخل نہیں کرے گا۔ علی کی اس تقریر پر مشرکوں نے کہا کہ ہم خود تمہارے اور تمہارے ابن عم کے عہد سے اپنی برأت کرتے ہیں اور اس کا جواب نیزے اور تلوار سے دیں گے۔ کہنے کو تو یہ کہہ آئے مگر وہاں سے واپس آ کر مشرکین نے ایک دوسرے کو ملامت کی کہ تم نے یہ کیا کیا' تمام قریش مسلمان ہو چکے ہیں اب تم کیا کر سکتے ہو تم بھی اسلام لے آؤ۔

مکہ سے مشرکین کے اخراج کا حکم:

محمد بن کعب القرظی وغیرہ سے مروی ہے کہ ۹ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج مقرر کر کے مکہ بھیجا اور علیؓ بن ابی طالب کو سورۂ برأۃ کی تیس یا چالیس آیات دے کر مکہ بھیجا۔ علیؓ نے ان لوگوں کے سامنے پڑھ دیا جن میں چار ماہ کی مہلت مشرکین کو دی گئی تھی کہ اس مدت میں وہ اور حرم میں رہ سکتے ہیں۔ علیؓ نے عرفہ کے دن یہ آیات ان کو سنائیں اور بیس دن ذوالحجہ کے محرم' صفر' ربیع الاوّل اور دس دن ربیع الآخر کے ان کو مہلت دی۔ اس کے علاوہ خود لوگوں کے گھروں میں اس حکم کو سنا دیا گیا۔ اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کرے اور نہ کوئی شخص بیت اللہ کا برہنہ طواف کرے۔ اس سال صدقات فرض کیے گئے اور ان کے وصول کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمال مختلف مقامات کو بھیجے۔ اس فرض کے متعلق کلام اللہ کی یہ آیت خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ. (ان کے اموال میں سے صدقہ لو تا کہ وہ پاک ہو جائیں) یہ آیت ثعلبہ بن حاطب کے واقعے کے متعلق نازل ہوئی۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال:

اس سال شعبان میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم کا انتقال ہوا۔ اسماء بنت عمیس اور صفیہ بنت عبدالمطلب نے ان کو غسل دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ چند انصاری عورتوں نے جن میں ایک ام عطیہ بھی تھیں ان کو غسل دیا تھا۔ ابوطلحہؓ ان کی قبر میں اترے تھے۔

ضمام بن ثعلبہ:

اس سال ثعلبہ بن منقذ اور سعد بن ہذیم کے وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ

بنوسعد بن بکرؓ نے ضمام بن ثعلبہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا' وہ مدینے آیا اس نے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھایا اس کے پاؤں باندھے اور مسجد کے اندر آیا۔ رسول اللہ ﷺ صحابہؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ یہ ضمام بن ثعلبہ ایک بڑا وجیہ اور طاقتور آدمی تھا۔ اس کے سر پر گھنے بال تھے اور دو کاکلیں ہر دو جانب تھیں۔ اس نے آپؐ کے قریب آ کر پوچھا تم میں ابن عبدالمطلب کون ہے رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا میں ہوں۔ اس نے کہا محمدؐ، آپؐ نے فرمایا ہاں۔

ضمام بن ثعلبہ کا قبول اسلام:

ضمامؓ بن ثعلبہ نے کہا اے ابن عبدالمطلب دیکھو میں تم سے چند سوالات کروں گا اور ان میں درشتی ہوگی اس سے تم کبیدہ خاطر نہ ہونا۔ آپؐ نے فرمایا نہیں بلا تکلف جو چاہو سوال کرو' اس نے کہا میں تم کو تمہارے' تمہارے پیشرو اور تمہارے بعد والوں کے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ نے تم کو نبی بنا کر ہمارے پاس بھیجا ہے آپؐ نے فرمایا بے شک۔ ضمام بن ثعلبہ نے کہا میں تم کو تمہارے پیشرو اور تمہارے بعد والوں کے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم ہم کو حکم دو کہ ہم صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی پرستش کریں اور ان تمام اوتاروں سے قطع تعلق کر لیں جن کی پرستش خدا کے سوا ہمارے آباء و اجداد کرتے چلے آئے' آپؐ نے فرمایا بالکل صحیح ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا میں تم کو تمہارے' تمہارے بعد والوں کے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم ہم کو حکم دو کہ ہم نماز پنجگانہ پڑھیں۔ آپؐ نے فرمایا بے شک' اس کے بعد اب اس نے اسی طرح کا واسطہ دے کر تمام فرائض اسلام جیسے زکوٰۃ، روزے، حج اور دوسرے قوانین اسلام کے متعلق آپؐ سے سوالات کیے اور پھر اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور اقرار کرتا ہوں کہ ان فرائض کو بجالاؤں گا اور جن باتوں کے کرنے سے آپؐ نے ممانعت فرمائی ہے ان سے اجتناب کروں گا اس کے بعد نہ اس پر زیادتی کروں گا اور نہ کمی۔ یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ کے پاس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اگر یہ کاکلوں والا اپنے اقرار میں سچا ہے تو بے شک جنت میں جائے گا۔

بنوسعد بن بکر کا قبول اسلام:

ضمام اپنے اونٹ کے پاس آیا اس نے اس کے پاؤں کھولے اور پھر سوار ہو کر مدینہ سے اپنی قوم کے پاس آیا' وہ سب اس کے پاس جمع ہوئے۔ سب سے پہلے اس کے منہ سے یہ جملہ نکلا۔ لات اور عزیٰ کا برا ہو۔ لوگوں نے کہا ضمام زبان بند کرو ورنہ برص' جذام یا جنون تجھ کو ہو جائے گا۔ اس نے کہا افسوس ہے تم پر یہ کیا کہتے ہو' بخدا یہ دونوں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ مضرت' اللہ نے ایک رسول مبعوث کیا ہے اس پر اس نے اپنی کتاب نازل کی ہے جو تم کو تمہاری ضلالت سے نجات دے گی۔ اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ وحدہٗ لاشریک کے اور کوئی خدا نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ انہوں نے اوامر و نواہی کے متعلق جو احکام مجھے دیے ہیں وہ میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ چنانچہ ان کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ رات ہونے سے قبل وہ تمام آبادی مرد و عورت مسلمان ہو گئے۔ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ ضمام بن ثعلبہ سے افضل ہم نے کسی اور قوم کے وکیل کا حال نہیں سنا۔

باب ۱۸

سنۃ الوفود ۱۰ھ

اس سال ربیع الاوّل ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ میں رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ بن الولید کو چار سو مسلمانوں کے ساتھ بنوالحارث بن کعب کے مقابلے پر بھیجا۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی نجران میں تبلیغ اسلام:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ ۱۰ ہجری کے ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ میں رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ بن الولید کو بنوالحارث بن کعب کے پاس نجران بھیجا اور حکم دیا کہ لڑنے سے قبل ان کو اسلام کی دعوت دینا اور اس کے لیے تین دن کی مہلت دینا۔ اگر وہ اسلام لے آئیں ان کے اسلام کو تسلیم کر لینا' ان میں قیام پذیر ہونا' ان کو کتاب اللہ' اس کے نبی کی سنت اور ارکان اسلام کی تعلیم دینا۔ اگر وہ اسلام نہ لائیں تو پھر ان سے جنگ کرنا۔ خالدؓ مدینہ سے چل کر نجران آئے اور انھوں نے ہر سمت شتر سوار دعوت اسلام کے لیے روانہ کیے جو کہتے تھے لوگو! اسلام لے آؤ محفوظ رہو گے۔ چنانچہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ خالدؓ وہاں ٹھہر گئے اور ان کو اسلام' کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت کی تعلیم دینے لگے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کا خط:

اس کے متعلق خالدؓ نے حسب ذیل خط رسول اللہ ﷺ کو لکھا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط محمد النبی رسولؐ اللہ کی جانب خالدؓ بن الولید کی طرف سے لکھا جاتا ہے اے اللہ کے رسولؐ! تم پر اللہ کی سلامتی اور اس کی رحمت اور برکات نازل ہوں۔ میں آپؐ کے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں تعریف کرتا ہوں۔ امابعد! یارسول اللہ ﷺ' آپؐ نے مجھے بنوالحارث بن کعب کے پاس ارسال کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ یہاں پہنچ کر میں تین دن تک ان سے نہ لڑوں اور اس مدت میں ان کو اسلام کی دعوت دوں اگر وہ اسلام لے آئیں میں اسے تسلیم کر کے ان کو ارکانِ اسلام' کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت کی تعلیم دوں اور اگر وہ اسلام نہ لائیں تو ان سے جنگ کروں۔ میں ان کے پاس آیا۔ میں نے یارسول اللہ ﷺ آپ کے حکم کے مطابق تین دن تک ان کو اسلام کی دعوت دی اور شتر سواروں کے ذریعے سے یہ پیام پہنچایا کہ اے بنوالحارث اسلام لے آؤ بچ جاؤ گے وہ اسلام لائے اور انھوں نے جنگ نہیں کی۔ اب میں یارسول اللہ ﷺ آپ کے حکم آنے تک ان لوگوں کے ساتھ مقیم ہوں اور ان کو ارکانِ اسلام کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی تعلیم دے رہا ہوں۔ آئندہ جیسا ارشاد ہو والسلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رسول اللہ ﷺ کا خط بنام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں لکھا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد النبیؐ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے خالدؓ بن الولید کو لکھا جاتا ہے کہ تم پر سلامتی ہو۔ میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے تعریف کرتا ہوں۔ امابعد! تمہارا خط تمہارے قاصد کے ہاتھ مجھے ملا جس میں تم نے بنوالحارث کی جنگ سے قبل ہی اسلام لانے کی اطلاع دی ہے اور مجھے معلوم

ہوا کہ تم نے اسلام کی جو دعوت ان کو دی اسے انہوں نے قبول کیا اور اس بات کی شہادت دی ہے کہ سوائے اللہ وحدہٗ لاشریک کے کوئی اور خدا نہیں اور یہ کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اللہ نے ان کو اپنی ہدایت کے قبول کرنے کی توفیق دی۔ تم ان کو جنت کی بشارت دو۔ دوزخ سے ڈراؤ اور پھر چلے آؤ اور اپنے ساتھ ان کا ایک وفد بھی لاؤ۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

بنوالحارث بن کعب کا وفد:

اس حکم کے موصول ہوتے ہی خالدؓ بن الولید رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے۔ ان کے ہمراہ بنوالحارث بن کعب کا ایک وفد بھی جس میں قیس بن الحصین بن یزید بن قنان ذوالغصہ' یزید بن عبدالمدان' یزید بن المحجل' عبداللہ بن قریظ الزیادی' شداد بن عبداللہ القنانی اور عمرو بن عبداللہ القبابی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کو دیکھ کر آپؐ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ یہ تو ہندوستانی معلوم ہوتی ہیں آپؐ سے کہا گیا کہ یہی بنوالحارث بن کعب ہیں۔ جب یہ آپ کے قریب آ کر ٹھہرے انہوں نے آپ کو سلام کیا اور کہا کہ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں اور سوائے اللہ کے اور کوئی خدا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی خدا نہیں اور میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے ان سے کہا تم ہی وہ لوگ ہو کہ جب تم ہنکائے جاتے ہو تو آگے بڑھتے ہو۔ وہ سب خاموش رہے کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ آپؐ نے یہ بات دو تین مرتبہ کہی' کسی نے جواب نہیں دیا۔ چوتھی مرتبہ کہی' یزید بن عبدالمدان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک ہم ہی وہ لوگ ہیں کہ جب ہانکے جاتے ہیں تو آگے بڑھتے ہیں۔ اس نے بھی یہ بات چار مرتبہ کہی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر خالد بن الولیدؓ نے مجھے یہ نہ لکھا ہوتا کہ تم اسلام لے آئے ہو اور تم نے جنگ نہیں کی تو میں اسی وقت تم سب کو قتل کرا دیتا۔

عہد جاہلیت میں بنوالحارث کا عمل:

یزید بن عبدالمدان نے کہا بخدا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپؐ کے یا خالدؓ کے شکر گزار نہیں ہیں۔ آپؐ نے پوچھا پھر کس کے شکر گزار ہو۔ انھوں نے کہا ہم اس اللہ کے شکر گزار ہیں جس نے آپ کی وجہ سے ہماری رہنمائی کی۔ آپؐ نے فرمایا تم بالکل سچ کہتے ہو' اچھا یہ بتاؤ کہ عہد جاہلیت میں تم اپنے دشمنوں پر کس طرح غلبہ حاصل کرتے تھے۔ انھوں نے کہا ہم تو کسی پر غلبہ نہیں پاتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا بے شک تم اپنے مقابل پر غلبہ پاتے تھے اس کی وجہ بتاؤ۔ انھوں نے کہا چونکہ ہم غلام زادے ہیں اس وجہ سے جو کوئی ہم سے لڑتا تھا ہم سب مل کر اس کا مقابلہ کرتے تھے اور متفرق نہیں ہوتے تھے اور ہم خود کبھی کسی پر ظلم میں ابتداء نہیں کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے قیس بن الحصین کو بنوالحارث بن کعب کا امیر مقرر کیا۔ یہ وفد اپنی قوم کے پاس بقیہ شوال یا شروع ذوالقعدہ میں چلا آیا۔ ان کی واپسی کے چار ماہ بعد ہی رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔

عمرو بن حزم الانصاری کا فرمان تقرر:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ بنوالحارث بن کعب کے وفد کی واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بنوالنجار کے عمرو بن حزم الانصاری کو ان کا والی مقرر کیا تا کہ یہ ان کو دین اسلام کی تعلیم دیں' سنت رسول بتائیں ارکانِ اسلام سے آگاہ کریں اور ان سے صدقات وصول کریں۔ اس کے متعلق آپؐ نے عمرو بن حزم کو ان کا فرمانِ تقرر لکھ کر دیا اور اس میں آپؐ نے اپنی جانب سے احکام دیئے' وہ فرمان یہ ہے:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ بیان اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے لکھا جاتا ہے ۔ اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو' یہ عہد محمد النبیؐ کی جانب سے عمرو بن حزم کے لیے ان کو یمن بھیجتے وقت لکھا جاتا ہے ۔ میں نے ان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے ہر معاملے میں اس سے ڈرتے رہیں اس لیے کہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈریں اور جو نیک کردار ہیں میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کے حق کو وصول کریں لوگوں کو خیر کی بشارت دیں اور خیر کا حکم دیں لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں اور دین کے ارکان سمجھائیں ۔ لوگوں کو برائیوں سے روکیں اور صرف وہ شخص جو پاک ہو قرآن کو ہاتھ لگائے ۔ لوگوں کو ان کے حقوق اور فرائض سے آگاہ کریں' نیکی میں لوگوں کے ساتھ نرمی کریں اور جب وہ ظلم کے مرتکب ہوں ان پر سختی کریں ۔ اللہ تعالیٰ ظلم کو برا سمجھتا ہے اور اس سے اس نے منع کیا ہے اسی کے لیے وہ کہتا ہے' خبردار ہو جاؤ' ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے' لوگوں کو جنت کی بشارت دیں اور اس کے اعمال سے آگاہ کریں' دوزخ سے ڈرائیں اور اس کے اعمال سے متنبہ کر دیں ۔ لوگوں کے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آئیں تا کہ وہ ارکانِ دین کو اچھی طرح سمجھ لیں ۔ لوگوں کو حج کے ارکان بتائیں ان میں جو سنت ہے اور جو فرض ہے اس کی تشریح کریں اور حج اکبر اور حج اصغر یعنی عمرے کے متعلق اللہ نے جو احکام دیے ہیں ان سے لوگوں کو واقف کریں وہ لوگوں کو صرف ایک چھوٹے سے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنے سے روک دیں البتہ اگر وہ ایک کپڑا اتنا بڑا ہو کہ شانوں پر ڈالا جا سکے تو مضائقہ نہیں ۔ لوگوں کو ایک کپڑے میں گانٹھ باندھ کر اس طرح بیٹھنے سے کہ ان کو شرم گاہ کھل جائے ممانعت کر دیں ۔ لوگوں کو اس بات کی بھی ممانعت کر دیں کہ اگر کسی کے سر کی گدی میں بال نہ ہوں تو وہ جوڑا نہ باندھے اور اس بات کی ممانعت کر دیں کہ جنگ میں لوگ قبائل اور خاندان کا واسطہ دے کر حمایت کے لیے آواز نہ دیں بلکہ اللہ وحدہٗ لاشریک کے لئے ایک دوسرے کی حمایت کریں اور جو اللہ کی حمایت کے لئے دعوت نہ دے بلکہ محض اپنے قبیلے اور خاندان کی حمایت کے لئے دعوت دے تو اسے تلوار سے ختم کر دینا چاہیے تا کہ صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی دعوت قائم ہو ۔ لوگوں کو وضو کا حکم دیں اس طرح کہ وہ اپنا منہ دھوئیں' کہنیوں تک ہاتھ دھوئیں اور ٹخنوں تک پاؤں دھوئیں اور اللہ کے حکم کے مطابق سر کا مسح کریں اور میں نے ان کو اوقات مقررہ پر نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ رکوع کو پوری طرح ادا کریں تمام میں رقت قلب ظاہر کریں ۔ صبح کی نماز تڑکے پڑھیں' دوپہر کی نماز دوپہر کو زوالِ شمس کے بعد پڑھیں ۔ عصر کی نماز اس وقت پڑھیں جب کہ آفتاب کا سایہ زمین پر ٹیڑھا ہو جائے اور مغرب کی نماز رات شروع ہونے پر ادا کریں اس میں ستاروں کے آسمان پر نمودار ہونے کا انتظار کریں رات کے اول حصے میں عشاء کی نماز پڑھیں جمعہ کی نماز کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ جب اذان ہو تو فوراً تیزی کے ساتھ نماز کے لیے جائیں' نماز کو جاتے وقت غسل کریں ۔ میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس وصول کریں اور زمینوں میں سے مومنین سے بقدر عشر لگان وصول کریں ۔ لگان کی یہ مقدار ان زمینوں کے متعلق ہے جو بارش یا چشمے سے سیراب ہوتی ہوں اور جو ڈول سے سیراب ہوں ان سے نصف عشر لیا جائے دس اونٹوں میں دو بکریاں لی جائیں ۔ بیس اونٹوں میں چار بکریاں لی جائیں' چالیس گایوں میں ایک گائے تیس گایوں میں سے ایک بچھڑا یا نر یا چالیس بکریوں میں ایک بکری' یہ مقدار اللہ کی جانب سے مسلمانوں پر زکوٰۃ کے لیے فرض کی گئی ہے جو اس سے زیادہ دے اس میں اس کا فائدہ ہی ہے جو یہودی یا نصرانی اپنی خوشی سے خلوص دل سے مسلمان ہو جائے اور اللہ کے دین کو قبول کر لے وہ مومن ہے اس کے حقوق اور فرائض وہی ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں اور جو شخص اپنے مذہب پر یہودی یا نصرانی قائم رہے اسے ہرگز ترک مذہب کے لیے کسی

طرح بھی مجبور نہ کیا جائے' البتہ ان کے ہر بالغ مرد و عورت پر وہ آزاد ہو یا غلام ایک دینار کامل جزیہ عائد کیا جائے جو سالانہ نقد یا جنس کی شکل میں وصول کیا جائے نقد نہ وصول ہو تو اس کی قیمت کا کپڑا لیا جائے اور جو اس رقم کے دینے سے انکار کرے وہ اللہ اس کے رسولؐ اور تمام مسلمانوں کا دشمن سمجھا جائے۔

واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے جب وفات پائی ہے عمرو بن حزم نجران پر آپؐ کے عامل تھے۔

سلامان کا وفد:

اس سال شوال میں سلامان کا وفد جس میں سات آدمی تھے حبیب السلامی کی صدارت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس سال رمضان میں غسان کا وفد آیا نیز اس سال رمضان میں غامد کا وفد آیا۔

بنو ازد کا وفد:

اس سال بنو ازد کا وفد جس میں بارہ تیرہ اشخاص تھے صرد بن عبداللہ کی سرکردگی میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے متعلق عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ صرد بن عبداللہ الازدی بنو ازد کے ایک وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اسلام لائے اور بڑے مخلص مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان لوگوں کا جو ان کی قوم سے اسلام لے آئے امیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ وہ اپنے کنبے کے مسلمانوں کے ساتھ قبائل یمن کے مشرکوں سے جہاد کریں۔

اہل جرش سے جنگ:

صرد بن عبداللہ اس حکم کے مطابق فوج لے کر یمن چلے' جرش آئے اس زمانے میں وہ ایک قلعہ بند شہر تھا جس میں یمن کے کئی قبیلے سکونت پذیر تھے' بنو خثعم بھی ان کے پاس آ گئے تھے جب ان کو مسلمانوں کی پیش قدمی کا علم ہوا یہ سب کے سب شہر کے اندر آ کر قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے ایک ماہ کے قریب ان کا محاصرہ کیا مگر شہر والوں نے مسلمانوں کا کامیابی سے مقابلہ کیا اور ان کو اندر نہ آنے دیا۔ مجبور ہو کر صرد بن عبداللہ واپس ہوئے۔ واپسی میں وہ کشر نامی ایک پہاڑی میں تھے کہ اہل جرش کو یہ خیال ہوا کہ مسلمان ہمارے مقابلے سے شکست کھا کر بھاگے ہیں ان کا تعاقب کیا جائے' وہ مسلمانوں کے تعاقب کے لیے شہر سے باہر نکلے اور جب مسلمانوں کے قریب آ گئے صرد بن عبداللہ نے پلٹ کر ان پر حملہ کر دیا اور کثیر التعداد کو تہ تیغ کر دیا۔ اس سے قبل اہل جرش نے حالات معلوم کرنے کے لیے اپنے دو آدمی مدینہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجے تھے۔ وہ دونوں واقعات کی دریافت اور حالات دیکھنے کے لیے ابھی مدینہ میں مقیم تھے کہ ایک دن عصر کے بعد شام کو وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے پوچھا یہ لشکر کہاں ہے ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے علاقے میں البتہ ایک پہاڑ کشر نامی موجود ہے اور اہل جرش اسے اسی نام سے پکارتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اس کا نام کشر نہیں بلکہ شکر ہے۔ ان دونوں جرشیوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اس کے ذکر کی کیا وجہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس وقت کفار وہاں ذبح کیے جا رہے ہیں۔ وہ آپؐ کے مطلب کو اچھی طرح سمجھ نہ سکے بلکہ ابوبکرؓ یا عثمانؓ کے پاس جا بیٹھے۔ ان میں سے کسی صاحب نے ان دونوں سے کہا تم لوگ ناسمجھ ہو تمہاری حالت پر افسوس ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تمہاری قوم کے قتل کی تم کو اطلاع دی ہے تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور درخواست کرو کہ وہ اللہ سے دعاء کریں کہ تمہاری قوم سے یہ مصیبت اٹھالی جائے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ درخواست آپؐ سے کی۔ آپؐ نے اللہ سے ان

کے لیے دعاء کی کہ اے خداوندا اس مصیبت کو تو ان پر سے اٹھا لے۔ اس کے بعد وہ دونوں آپؐ سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس آئے یہاں آ کر ان کو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت اور اسی دن جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ان سے کہا تھا ان کی قوم صرد بن عبداللہ کے ہاتھوں بری طرح قتل ہوئی' اب دوبارہ جرش کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ سب اسلام لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے دیہات کے گرد مشہور اور متعارف حدود کے اندر گھوڑوں' اونٹوں اور زراعت کے مویشیوں کے لیے ایک چراگاہ مقرر فرما دی۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور اس میں اپنے جانور چرائے تو وہ ناجائز ہے۔

قبیلہ ہمدان کا قبول اسلام:

رمضان میں اسی سال رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب کو ایک جماعت کے ساتھ یمن بھیجا۔ اس کے متعلق براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ بن ولید کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے اہل یمن کے پاس بھیجا' ان کے ساتھ جو لوگ گئے تھے ان میں میں بھی تھا۔ خالدؓ بن ولید چھ ماہ تک وہاں مقیم رہے مگر کسی نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا' تب آپؐ نے علیؓ بن ابی طالب کو یمن بھیجا اور حکم دیا کہ خالدؓ بن ولید واپس آ جائیں' البتہ ان کے ہمراہیوں میں سے جو نہ آنا چاہے وہ یمن میں رہنے دیا جائے۔ چنانچہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو علیؓ کے ساتھ یمن میں رہ گئے۔ ابھی ہم یمن کی سرحد میں داخل ہوئے تھے کہ ہماری اطلاع سب کو ہوگئی۔ وہ سب علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے۔ انھوں نے صبح کی نماز ہمیں پڑھائی' نماز کے بعد انھوں نے ہم سب کو ایک صف میں کھڑا کیا اور سامنے بڑھ کر اللہ کی حمد وثناء کے بعد رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھ کر سنایا۔ ایک دن میں تمام قبیلۂ ہمدان اسلام لے آیا۔ علیؓ نے اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو لکھ بھیجی۔ خط پڑھ کر آپؐ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور پھر بیٹھ گئے اور فرمایا ہمدان پر سلامتی ہو' ہمدان پر سلامتی ہو اس کے بعد تمام اہل یمن یکے بعد دیگرے اسلام لے آئے۔

زبید کا وفد:

اس سال زبید کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ عمرو بن معدی کرب بنی زبید کے چند آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا۔ آنے سے پہلے عمرو بن معدی کرب نے جب اس کو رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر معلوم ہوئی قیس بن مکشوح المرادی سے کہا تھا کہ آج تم اپنی قوم کے رئیس ہو۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حجاز میں قریش کے ایک شخص محمدؐ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تم ہمیں لے کر ان کے پاس چلو تا کہ معلوم کریں کہ اس کی اصلیت کیا ہے۔ اگر وہ واقعی نبی ہیں جیسا کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں تو یہ بات ملاقات سے معلوم ہو جائے گی ہم ان کی اتباع کریں گے اور اگر اس کے خلاف ثابت ہوا تو بھی معلوم ہو جائے گا۔ مگر قیس بن مکشوح نے اس کی تجویز مسترد کر دی اور ان کو بے وقوف ٹھہرایا۔ عمرو بن معدی کرب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' آپ کی تصدیق کی' اور اسلام لے آیا۔ یہ بات قیس کو معلوم ہوئی وہ بہت بگڑا اور اس نے عمرو کو دھمکی دی اور اس سے سخت ناراض ہو گیا۔ اور اس نے کہا کہ عمرو نے میری مخالفت کی اور میری بات نہیں مانی عمرو نے اس کے جواب میں اشعار کہہ کر اپنے دل کا غبار نکالا۔ عمرو بن معدی کرب اپنی قوم بنو زبید میں مقیم ہو گیا۔ قروہ بن مسیک المرادی بنو زبید کا رئیس تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عمرو بن معدی کرب مرتد ہو گیا۔

قروہ بن مسیک المرادی:

اس سال ۱۰ ہجری میں عمرو بن معدی کرب سے پہلے قروہ بن مسیک المرادی شاہان کندہ سے قطع تعلق کر کے رسول اللہ ﷺ

کے پاس آ گیا تھا عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ قروہ بن مسیک المرادی شاہان کندہ سے قطع تعلق کر کے اور ان کا دشمن ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اسلام سے کچھ ہی عرصے پیشتر مراد اور ہمدان میں ایک لڑائی ہوئی تھی جس میں ہمدان نے مرادیوں کو بہت ہی بری طرح قتل کر کے بے دم کر دیا تھا۔ اس لڑائی کو رزم کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر اجدع بن مالک مراد کے مقابلے میں ہمدان کا قائد تھا اور اس نے بنو مراد کی بری گت بنائی تھی۔ اس واقعے کے متعلق قروہ نے کچھ شعر بھی کہے اور جب وہ شاہان کندہ سے قطع تعلق کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اس نے اس کے متعلق بھی اشعار کہے۔

قروہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا آپؐ نے اس سے کہا کہو قروہ جنگ رزم میں تمہاری قوم کو جو مصیبت مقدر ہوئی اس سے تم کو رنج پہنچا ہوگا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہوگا کہ اس کی قوم کو وہ مصیبت نصیب ہو جو میری قوم کو ہوئی ہے اور پھر اسے اس کا رنج نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا مگر اس سے اسلام کے بارے میں تمہاری قوم کو فائدہ ہی پہنچا ہے۔ آپؐ نے اسے مراد زبید اور مذحج کا عامل مقرر فرمایا اور خالد بن سعیدؓ بن العاص کو عامل صدقات مقرر کر کے اس کے ہمراہ کر دیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک اس خدمت پر قروہ کے ساتھ رہے۔

قروہ بن مسیک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کیا ہمدان سے تمہاری جو لڑائی ہوئی تھی اس سے تم کو رنج ہوا۔ میں نے کہا بے شک بخدا اس لڑائی نے میرے خاندان اور گھر کو تباہ کر دیا۔ آپ نے فرمایا مگر یہ واقعہ باقی بچنے والوں کے لیے مفید ہوا۔

عبدالقیس کا وفد:

اس سال عبدالقیس کا جارود بن عمرو بن حنش بن المعلی جو نصرانی تھا عبدالقیس کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا حسنؒ سے مروی ہے کہ جارود رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپؐ نے اس سے گفتگو کی' اسلام پیش کیا اور سلام کی دعوت دی اور اس کے قبول کرنے کی ترغیب دی۔ جارود نے کہا اے محمدؐ میں خود ایک مذہب کا پیرو تھا اور اب اپنے دین کو تمہارے دین کے لیے چھوڑتا ہوں' تم اس بات کی ضمانت کرو کہ میرا یہ جدید مذہب حق ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! میں تمہارے لیے اس بات کی ضمانت کرتا ہوں کہ اللہ نے تم کو ایسے دین کی طرف ہدایت کی ہے جو تمہارے پہلے دین سے بہتر ہے۔ اب وہ بھی اسلام لے آیا اور اس کے تمام ہمراہی مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سواری کی درخواست کی۔ آپؐ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے کہ میں تم کو دوں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہاں سے لے کر ہمارے علاقے تک لوگوں کے متعدد گم شدہ جانور دستیاب ہوں گے کیا ہم ان پر سوار ہو کر چلے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا ہرگز ایسا نہ کرنا ورنہ یاد رکھو کہ اس کا عذاب دوزخ کی آگ ہے۔

جارود بن عمرو:

جارود آپؐ سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس واپس چلے گئے' یہ ایک پکے مسلمان تھے اور آخر دم تک اپنے مذہب پر خلوص نیت سے قائم رہے انہوں نے ارتداد کا واقعہ بھی دیکھا تھا۔ چنانچہ جب ان کی قوم کے دوسرے مسلمان اسلام سے منحرف ہو کر منذر بن النعمان بن منذر کے ہمراہ اپنے سابقہ مذہب پر عود کر گئے یہ جارود بدستور اسلام پر قائم رہے اور اس کی دعوت بھی دی۔ انہوں نے کہا اے لوگو! میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسولؐ ہیں اور جو یہاں نہیں ہیں ان کو بھی اس کی اطلاع دیتا ہوں۔

منذر بن ساویٰ العبدی:

فتح مکہ سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے علاء الحضرمی کو منذر بن ساویٰ العبدی کے پاس بھیجا تھا' وہ اسلام لے آئے اور بہت مخلص مسلمان ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اور اہل بحرین کے مرتد ہونے سے قبل اس کا انتقال ہو گیا۔ علاء رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بحرین کے امیر کی حیثیت سے ان کے پاس تھے۔

بنو حنیفہ کا وفد:

اس سال بنی حنیفہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ان میں مسیلمہ بن حبیب الکذاب بھی تھا۔ یہ بنو النجار کی ایک انصاری عورت کے یہاں جو حارث کی اولاد میں تھی فروکش ہوئے تھے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ہمارے بعض مدینہ کے علماء نے یہ بات بیان کی ہے کہ بنو حنیفہ مسیلمہ کو برقع پہنائے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے' آپؐ اس وقت صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور آپؐ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ تھی جس کے سرے پر پتے تھے۔ جب بنو حنیفہ' مسیلمہ کو برقع اڑھائے ہوئے آپؐ کے پاس پہنچے' اس نے آپؐ سے باتیں کیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم مجھ سے اس شاخ کو بھی جو میرے ہاتھ میں ہے مانگو تو میں اسے نہ دوں گا۔

مسیلمہ بن حبیب الکذاب:

اہل یمامہ کے بنو حنیفہ کے ایک بزرگ کی جو روایت مسیلمہ کے سابقہ واقعے کے متعلق ابن اسحٰق نے بیان کی ہے وہ اس سابقہ بیان کے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ بنو حنیفہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا وہ مسیلمہ کو اپنی قیام گاہ میں چھوڑ آئے تھے ساتھ نہ لائے تھے۔ اسلام لے آنے کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مسیلمہ کا ذکر کیا کہ ہمارا ایک ساتھی اور ہے جسے ہم اپنے سامان اور سواریوں کی حفاظت کے لیے اپنی قیام گاہ میں چھوڑ آئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بھی اسی صلے کا حکم دیا جو وہ اور اہل وفد کو دے چکے تھے اور فرمایا چونکہ وہ اپنے ہمراہیوں کے سامان کی نگرانی کر رہا ہے لہٰذا وہ تم سے کچھ برا نہیں ہے۔

مسیلمہ کذاب کا دعویٰ:

یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے چلے گئے اور مسیلمہ کے پاس آئے اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیا تھا وہ اسے لا کر دے دیا' یمامہ آ کر دشمن خدا مسیلمہ مرتد ہو گیا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ان کے سامنے یہ جھوٹ بولا کہ میں بھی محمدؐ کے ساتھ نبوت میں شریک کر دیا گیا ہوں اس کے لیے اس نے ان لوگوں سے جو وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تھے کہا کیا تم سے رسول اللہ ﷺ سے جب تم نے میرا ذکر کیا' یہ نہیں کہا تھا کہ وہ تم سے اپنے مرتبے میں برا نہیں ہے۔ یہ بات انہوں نے اسی لیے کہی تھی کہ وہ جانتے تھے کہ مجھے نبوت میں ان کا شریک کیا گیا ہے اس کے بعد اس نے سجع کہنے شروع کیے اور ان سجعوں میں ایسے جملے کہنے لگا جو قرآن سے مشابہ تھے جیسے:

لقد انعم الله علی الحبلی. اخرج منا نسمة تسعی. من بین صفاق و حشی.

''اللہ نے حاملہ عورت پر یہ انعام کیا کہ اس میں سے انسان کو پیدا کیا جو دوڑتا ہے اس کے کوکھوں اور انتڑیوں کے درمیان سے''۔

اپنے پیروؤں کو اس نے نماز معاف کر دی' شراب حلال کر دی' زنا کو جائز قرار دیا اور اسی قسم کی اور باتیں کیں مگر اس کے ساتھ اس بات کی بھی شہادت دی کہ محمدؐ رسول اللہ' اللہ کے نبیؐ ہیں۔ اس کی ان باتوں سے بنو حنیفہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے تالیاں بجائیں' اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اصل حقیقت کیا ہے۔

کندہ کا وفد:

اس سال اشعث بن قیس الکندی کی امارت میں کندہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ ابن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ اشعث بن قیس کندہ کے ساٹھ شتر سواروں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ یہ اپنے بالوں میں کنگھی کر کے اور حیرہ کے جبے جن کے گریبان اور کفوں پر حریر لگا تھا پہن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپؐ نے پوچھا کیا ابھی اسلام نہیں لائے ہو انھوں نے کہا ہم مسلمان ہو چکے ہیں آپؐ نے فرمایا تو یہ حریر اپنے گلوں میں کیوں لگایا ہے آپؐ کے اس قول پر ان سب نے حریر کو پھاڑ کر پھینک دیا اور پھر اشعث نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آکل المرار کے بیٹے ہیں اور آپ بھی آکل المرار کے فرزند ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ عباسؓ بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن الحارث کے سامنے یہ نسب بیان کرو۔

واقعہ یہ تھا کہ ربیعہ اور عباس تاجر تھے جب کسی علاقہ عرب میں جاتے اور لوگ ان کو دریافت کرتے کہ وہ کون ہیں۔ وہ اپنے اعزاز میں کہتے کہ ہم آکل المرار کی اولاد میں ہیں۔ کیونکہ کندہ بادشاہ تھے۔ آپؐ نے فرمایا ہم تو نضر بن کنانہ کی اولاد میں ہیں اپنی ماں سے واقف نہیں ہیں اور اپنے باپ سے انکار نہیں کرتے اس پر اشعث بن قیس نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے جماعت کندہ تم نے سنا بخدا اب اگر آئندہ کوئی شخص یہ بات کہے تو میں اس کے اسی کوڑے لگواؤں گا۔

مختلف وفود کی آمد:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال محارب کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس سال رہاور مین کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس سال نجران سے عاقب اور سید کا وفد آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے معاہدۂ صلح لکھا۔ اس سال بنو عبس کا وفد آیا۔ اس سال حلاف کا وفد آیا اور وہ آپؐ سے حجۃ الوداع میں جا کر ملے۔ اس سال شعبان میں عدی بن حاتم رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔

ابو عامر الراہب کے ورثہ کا فیصلہ:

اس سال ابو عامر الراہب کا ہرقل کے پاس انتقال ہو گیا۔ کنانہ بن عبد یالیل اور علقمہ بن علاثہ نے ان کی وراثت کے متعلق جھگڑا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کنانہ بن عبد یالیل کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا وہ دونوں کاشتکار ہیں اور علقمہ سے کہا تم چرواہے ہو۔

خولان کا وفد:

اس سال خولان کا وفد جس میں دس آدمی تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے اثناء میں واقعہ خیبر سے پہلے رفاعہ بن زید الجذامی الضبیبی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا' اس نے ایک غلام آپ کو ہدیہ کیا' اسلام لایا اور بہت ہی مخلص مسلمان ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے ان کی قوم کے نام ایک خط لکھ کر دیا' جس میں آپؐ نے لکھا تھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے رفاعہ بن زید کے لیے لکھا جاتا ہے۔ میں نے ان کو ان کی تمام قوم کے پاس اور ان لوگوں کے پاس جواب ان کی قوم میں شامل ہوں بھیجا ہے تا کہ یہ ان کو اللہ اور اس کے رسول کے لیے دعوت دیں جو قبول کرے وہ اللہ اور اس کے رسول کی جماعت میں داخل ہو گیا اور جو اس سے انکار کرے اسے دو ماہ کی امان دی جائے''۔

اس خط کو لے کر جب رفاعہ اپنی قوم کے پاس آئے ان کی قوم نے رفاعہ کی دعوت کو قبول کیا اور سب مسلمان ہو گئے۔ اور پھر وہ حرہ الرجلاء آ کر وہاں سکونت پذیر ہو گئے۔

رفاعہ بن زید:

بنو جذام کے بعض صادق القول صاحبوں سے جو اس واقعے سے واقف تھے مروی ہے کہ رفاعہ بن زید رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آپ کا خط لے کر اپنی قوم کے پاس آئے اور انھوں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد دحیہ بن خلیفۃ الکلبی قیصر شاہ روم کے پاس سے جہاں ان کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا اپنا کچھ مال تجارت لیے ہوئے ان کی قوم کے علاقے میں آئے جب وہ اس کی شتار نامی ایک وادی میں مقیم تھے' بنو جزام کے خاندان ضلیع کے ہنید بن عوص اور اس کے بیٹے عوص بن الہنید نے دحیہؓ پر غارت گری کر کے ان کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا اس واقعے کی خبر رفاعہ کی قوم بنی الضبیب کے ان لوگوں کو پہنچی جو اسلام لا چکے تھے۔ یہ ہنید اور اس کے بیٹے کے عوص کے تعاقب میں دوڑے ان تعاقب کرنے والوں میں بنی الضبیب کا نعمان بن ابی جعال بھی تھا۔ اس جماعت نے ان دونوں کو جا لیا اور لڑائی ہونے لگی اور اس جنگ میں قرۃ ابن اشقر الضفاری الضلیعی نے اپنی نسبت فخریہ کہا کہ میں لبنی کا بیٹا ہوں۔ اس نے نعمان بن ابی جعال کے ایک تیر مارا جوان کے گھٹنے میں جا کر لگا اس قرۃ نے پھر فخریہ کہا' یہ تیر سنبھال میں لبنی کا بیٹا ہوں۔ یہ لبنی اس کی ماں یا دادی تھی۔

حضرت زیدؓ بن حارثہ کا قضافض پر حملہ:

حسان بن ملہ الضبیبی اس واقعے سے قبل دحیہؓ بن خلیفۃ الکلبی کی صحبت میں رہا تھا اور ان سے سورۂ فاتحہ پڑھی تھی۔ اس تعاقب کرنے والی جماعت نے ہنید اور اس کے بیٹے عوص کے ہاتھ دحیہ کا تمام مال چھین کر اسے دحیہؓ کے حوالے کر دیا۔ دحیہؓ وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنی یہ سرگزشت بیان کی اور آپؐ سے ہنید اور اس کے بیٹے عوص کے خون کا مطالبہ کیا۔ آپؐ نے زیدؓ بن حارثہ کو ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا اسی بنا پر جزام سے زید کی لڑائی ہوئی رسول اللہ ﷺ نے زیدؓ کے ہمراہ ایک بڑی فوج بھیجی' اس سے پہلے جب رفاعہ بن زیدؓ رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر آئے غطفان نے تمام جذام' وائل' سلامان اور سعد بن ہذیم کو اپنے علاقے سے بھیج دیا تھا اور یہ سب کے سب حرۃ الرجلاء میں فروکش تھے مگر خود رفاعہ بن زید کراع ربہ میں مقیم تھے اور ان کو اس واقعے کی کوئی اطلاع نہ تھی' ان کے ہمراہ بنو الضبیب کے چند آدمی تھے' ان کا پورا قبیلہ حرہ کی سمت میں اسی وادی پر جو مشرق رویہ بہتی ہے فروکش تھا۔ زیدؓ بن حارثہ کا لشکر اولاج کی سمت سے بڑھا اور انہوں نے حرہ کے سامنے مقام قضافض پر چھاپہ مارا' جس قدر مال اور اشخاص وہاں تھے ان سب پر قبضہ کر لیا۔ نیز انہوں نے ہنید کو اس کے بیٹے کو بنو الاحنف کے دو آدمیوں کو اور بنو خصیب کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ اس واقعے کی اطلاع بنو الضبیب کو اس وقت ہوئی جب کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا لشکر فضاء مدان میں تھا۔

حسان بن ملہ:

حسان بن ملہ' سوید بن زید کے گھوڑے عجاجہ پر انیف بن ملہ کے گھوڑے پر رغال پر اور ابوزید بن عمرو اپنے گھوڑے شمر پر سوار ہو کر زید بن حارثہؓ کے پاس آنے کے لیے روانہ ہوئے اور جب ان کی فرودگاہ کے قریب آ گئے ابوزید نے انیف بن ملہ سے کہا کہ تم ذرا پیچھے رہ جاؤ اور ہمارے ساتھ نہ آؤ کیونکہ ہمیں تمہاری زبان سے اندیشہ ہے۔ انیف پلٹ کر ان سے ہٹ کر ٹھہر گیا۔ وہ دونوں زیادہ دور نہیں جانے پائے تھے کہ انیف کے گھوڑے نے زمین پر پاؤں مارنے شروع کیے اور کلیلیں کرنے لگا۔ انیف نے کہا خود میں ان دونوں کے پاس جانے کے لیے اس سے زیادہ مضطرب ہوں جتنا تو ان دونوں گھوڑوں کے پاس جانے کے لیے بے تاب ہو رہا ہے' اچھا چل انیف نے اس کی باگ ڈھیلی کی اور اپنے رفیقوں کے پاس جا پہنچا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ آنے کو تو آ گئے مگر مہربانی کر کے اپنی زبان کو قابو میں رکھنا اور آج ہمیں رسوا نہ کرنا اور سب نے اس پر اتفاق کیا کہ سوائے حسان بن ملہ کے اور کوئی گفتگو نہیں کرے گا۔

حضرت زیدؓ بن حارثہ اور حسان بن ملہ:

عہد جاہلیت میں تمام عربوں میں ایک لفظ متداول اور متعارف چلا آتا تھا جو اس وقت بولا جاتا تھا جب کہ کوئی شخص اپنی تلوار سے وار کرنا چاہتا یہ لفظ ثوری تھا' یہ تینوں جب زیدؓ بن حارثہ کے لشکر کے سامنے آئے ان کے مقابلے کے لیے اس لشکر میں سے ایک جماعت جھپٹی مگر حسان نے ان سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں' سب سے پہلے جو شخص ان کے پاس پہنچا تھا وہ ایک مشکی گھوڑے پر سوار تھا نیزہ اس کے ہاتھ میں اس طرح تنا ہوا تھا کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ وہ گویا گھوڑے کے اگلے شانے میں مضبوطی سے گڑا ہوا ہے' اس شخص نے ان تینوں پر گھوڑا ڈالا' انیف نے کہا ثوری مگر حسان نے کہا چپ رہو' بہر حال جب یہ زیدؓ بن حارثہ کے پاس پہنچے حسان نے ان سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں' زیدؓ نے کہا اچھا سورۂ فاتحہ پڑھ کر سناؤ حسان نے پڑھ دی' تب زیدؓ نے حکم دیا کہ تمام فوج میں منادی کر دی جائے کہ اللہ نے وہ تمام علاقہ جس سے ہم آئے ہیں ہمارے لیے حرام کر دیا ہے البتہ جو دھوکا دے گا۔

جوابی بنت ملہ:

قیدیوں میں حسان بن ملہ کی بہن جوابی وبر بن عدی بن امیہ بن الضبیب کی بیوی بھی شریک تھی۔ زیدؓ نے حسان سے کہا کہ اپنی بہن لے لو وہ اسی قید کی حالت میں قیدیوں سے علیحدہ کر لی گئی۔ ام الفزر الضلیعیہ نے کہا کیا خوب اپنی بیبیوں کو لیے جاتے ہو اور ماؤں کو چھوڑے جاتے ہو' اس پر بنو خصیب کے کسی شخص نے کہا کیوں نہ ہو وہ بنی الضبیب ہے تمام دن وہ قیدی اسی جملے کو دہراتے رہے ایک سپاہی نے اسے سنا اور زیدؓ بن حارثہ کو جا کر خبر کی' زیدؓ نے حسان کی بہن کی ڈوری جس سے اس کے ہاتھ پشت پر بندھے تھے کھلوا دی مگر اسے یہ حکم دیا کہ تم بھی اپنی رشتہ داروں میں جا کر بیٹھو اور پھر جو اللہ تمہارے بارے میں حکم دے گا اس پر عمل ہوگا' وہ اپنے گھروں کو چلے گئے زید نے اپنی فوج کو ممانعت کر دی کہ اب کوئی اس وادی میں نہ جائے جہاں سے وہ آئے تھے چنانچہ رات تمام قیدیوں نے اپنے گھروں میں بسر کی۔

رفاعہؓ بن زید کی روانگی مدینہ:

سوید بن زید کا گلہ رات بھر چر کر واپس آیا اور جب وہ رات کا پانی پی چکے' ابوزید بن عمرو' ابوشماس بن عمر' سوید بن زید' بعجہ بن

زید' بر ذع بن زید' ثعلبہ بن عمرو' مخربہ بن عدی' انیف بن ملہ اور حسان بن ملہ اسی شب میں اونٹوں پر سوار ہو کر رفاعہ بن زید سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے۔ رات بھر سفر کر کے علی الصباح رفاعہ کے پاس جو حرہ کی پشت پر حرہ لیلیٰ میں ایک کنویں پر کراع ربہ میں مقیم تھا پہنچے۔ حسان بن ملہ نے اس سے کہا کہ تم یہاں مزے سے بکریوں کا دودھ دوہ رہے ہو اور دوسری طرف جذام کی عورتوں کو زنجیروں میں کھینچا جا رہا ہے' ان کو تمہارے اس خط نے جو تم ان کے پاس لے کر آئے تھے دھوکا دیا۔ رفاعہ بن زیدؓ نے اسی وقت اپنا اونٹ طلب کیا یہ اس پر کجاوہ باندھتا جاتا تھا اور اپنے کو کہہ رہا تھا تو اب تک زندہ ہے اور لوگ تجھے زندہ سمجھ کر پکارتے ہیں۔ کجاوہ کس کر وہ اسی وقت ان سب کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ دوسرے دن علی الصباح وہ امیہ بن ضفارہ کے پاس جو اس خصیبی کا بھائی تھا جو قتل کیا گیا تھا حرہ کی پشت پر سے آئے اور اب یہ پھر سب تین رات کا سفر کر کے مدینہ آئے۔ مسجد نبوی کے پاس آئے کسی شخص کی نظر ان پر پڑی اس نے ان سے کہا اپنے اونٹوں کو ابھی نہ بٹھاؤ ورنہ ان کے ہاتھ کٹ جائیں گے۔ چنانچہ یہ جماعت اونٹوں سے اتر پڑی اور وہ کھڑے ہی رہے اب یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے ان کو دیکھ کر آپؐ نے ہاتھ کے اشارے سے ان سے کہا لوگوں کے پیچھے سے آ جاؤ جب رفاعہ بن زیدؓ نے اپنی پٹی کھولی کسی نے کہا اے اللہ کے نبی یہ لوگ جادوگر ہیں۔ اس جملے کو اس نے دو مرتبہ کہا۔ اس پر رفاعہ نے کہا اللہ اس پر رحم کرے جو آج ہمارے ساتھ بھلائی نہ کرے اس کے بعد رفاعہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کا وہ خط جو آپؐ نے اسے لکھ کر دیا تھا حوالے کیا اور کہا یہ لیجیے یا رسول اللہ ﷺ آپ کا یہ خط پرانا ہے مگر آپ کی بدعہدی جدید ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے غلام اس کو سب کے سامنے پڑھو' اس نے آپ کا خط پڑھا۔ آپؐ نے پوچھا پھر کیا ہوا۔ انہوں نے سارا واقعہ سنایا۔

بنو جذام کی رہائی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مگر اب میں مقتولین کے ساتھ جو قتل ہو چکے کیا کر سکتا ہوں۔ رفاعہؓ نے کہا آپؐ بہتر جانتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپؐ کے حکم کے خلاف نہ کسی حرام کو حلال کیا ہے اور نہ کسی حلال کو حرام۔ اس پر ابوزید بن عمرو نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جو لوگ زندہ ہیں ان کو تو آپؐ ہماری خاطر آزاد فرما دیجیے اور جو مقتول ہو چکے وہ ہو چکے ان کی فکر نہ کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوزید نے سچی بات کہی ہے۔ اچھا علیؓ تم ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ علیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ زیدؓ میری بات نہ مانیں گے۔ آپؐ نے فرمایا میری تلوار لو' علیؓ نے آپ کی تلوار لے لی پھر علیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس سواری نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ثعلبہ بن عمرو کا اونٹ مکحال ان کی سواری کے لیے دے دیا' علیؓ روانہ ہو گئے۔ راستے میں ان کو زیدؓ بن حارثہ کا پیامبر جوابی وبر کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی شمر نامی پر سوار چلا آ رہا تھا ملا۔ رفاعہ بن زیدؓ وغیرہ نے اسے اونٹنی پر سے اتار لیا۔ اس نے علیؓ سے اس کی شکایت کی۔ انھوں نے کہا انھوں نے ٹھیک کیا ہے' ان کا مال تھا انھوں نے شناخت کیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ وہاں سے چل کر یہ سب زید بن حارثہؓ کے لشکر کے پاس جو فیضاء الفحلتین میں فروکش تھا پہنچے اور اس لشکر کے پاس جس قدر لوٹ کا مال و متاع تھا وہ سب ان سے چھین لیا۔ یہاں تک کہ اونٹوں پر عورتوں کے لیے جو گدے اور نمدے بچھائے گئے تھے وہ بھی چھین لیے۔

وفد بنو عامر بن صعصعہ:

عمرو بن قتادہؓ سے مروی ہے کہ بنو عامر کا ایک وفد جس میں عامر بن الطفیل' اربد بن قیس بن مالک بن جعفر اور جنار بن سلمیٰ بن جعفر ان کے سرغنہ اور شیاطین تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ عامر بن الطفیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' وہ آپ کو دھوکے

سے شہید کرنا چاہتا تھا اس سے قبل اس کی قوم نے اس سے کہا تھا اے عامر سب لوگ اسلام لا چکے ہیں اب تم بھی مسلمان ہو جاؤ اس نے کہا' بخدا میں نے قسم کھائی ہے کہ تاوقتیکہ تمام عرب میری اتباع نہ کریں میں کسی حد پر نہیں رکوں گا بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اس قریشی کی اتباع کروں' اس کے بعد اس نے اربد سے کہا کہ جب میں ان کے پاس پہنچوں گا اور ان کو اپنی طرف باتوں میں متوجہ کروں گا اس وقت تم تلوار سے ان پر حملہ کرنا۔

عامر بن الطفیل:

یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ عامر بن الطفیل نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اے محمدؐ میں تم سے تخلیہ میں باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا جب تک تم اللہ وحدہ پر ایمان نہ لے آؤ میں تمہاری خواہش منظور نہیں کرتا۔ مگر اس نے پھر کہا اے محمدؐ میں تم سے تخلیے میں باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ جملہ وہ کہتا جاتا تھا اور منتظر تھا کہ اربد اس کی ہدایت پر عمل کرے مگر اربد خاموش بیٹھا رہا۔ جب عامر نے اربد کی یہ کیفیت دیکھی' اس نے پھر رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میں آپؐ سے تخلیہ چاہتا ہوں۔ آپؐ نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا جب تک تم اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان نہ لے آؤ میں ہرگز تمہاری خواہش منظور نہیں کروں گا۔ اس پر اس نے کہا اچھا تو اب میں تمہارے مقابلے کے لیے سرخ گھوڑے سوار اور پیدل کی ایسی زبردست فوج لے کر آؤں گا کہ تمام مدینہ ان سے بھر جائے گا۔ اس کے اٹھ جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ تو عامر بن الطفیل کی خبر لے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس سے چلے آنے کے بعد عامر نے اربد سے پوچھا میں نے تم کو جو ہدایت کی تھی اس پر تم نے کیوں عمل نہیں کیا۔ بخدا روئے زمین پر میرے نزدیک تم سے زیادہ ڈرپوک اور کوئی نہ ہوگا' اب میں کبھی تم سے مطلقاً خوف نہیں کروں گا۔ اربد نے کہا ذرا جلدی نہ کرو میری بات بھی سن لو۔ بخدا جب میں نے تمہاری ہدایت پر عمل کرنا چاہا تم میرے اور ان کے درمیان حائل نظر آئے۔ سوائے تمہارے مجھے اور کوئی نظر نہیں آتا تھا تو کیا میں تم پر وار کرتا۔

عامر اور اربد کا انجام:

یہ مدینہ سے اپنے علاقے واپس جانے لگے اثنائے راہ میں اللہ عزوجل نے عامر بن الطفیل کو طاعون میں مبتلا کر دیا۔ اس کی گردن میں گلٹی نکل آئی۔ جس سے وہ بنو سلول کی ایک عورت کے گھر میں مر گیا۔ اس کے دوسرے ہمراہی اسے دفن کر کے اپنی قوم بنو عامر کے پاس آئے انھوں نے اربد سے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا کچھ نہیں بخدا محمدؐ نے ہمیں ایسی شے کی عبادت کے لیے دعوت دی کہ اگر وہ میرے ہاتھ لگ جائے تو اپنے تیر سے میں اسے ہلاک کر دوں۔ اس بات کے کہنے کے ایک یا دو روز کے بعد وہ اپنے اونٹ کو بیچنے کے لیے روانہ ہوا راستے میں اللہ نے بجلی سے اسے اور اس کے اونٹ کو جلا کر خاک کر دیا۔ یہ اربد بن قیس' لبید بن ربیعہ کا اخیافی بھائی تھا۔

بنو طے کا وفد:

بنو طے کا وفد اپنے رئیس زید الخیل کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لے آئے اور مخلص مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس جس عرب کی فضیلت کا ذکر مجھ سے کیا گیا اور وہ میرے پاس آیا۔ میں نے اسے اس سے کمتر پایا جیسا کہ اس کی تعریف کی گئی تھی۔ سوائے زید الخیل کے کہ ان کے متعلق جو کچھ کہا گیا تھا ملاقات سے وہ اس سے کہیں بہتر ثابت ہوئے۔ اسی وجہ سے آپؐ نے ان کا نام اب زید الخیر رکھا' جاگیر دی اور دو مقطع دیے اور اس کے لیے باقاعدہ

سند لکھ دی یہ آپؐ سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا اگر زید مدینہ کے فلاں بخار سے بچ گئے تو بھی وہ نہ بچے۔ چنانچہ جب وہ نجد کے علاقے میں پہنچے وہاں کے ایک چشمہ آب فروہ نامی پر آئے ان کو بخار آیا اور اسی سے وہ مر گئے ان کے مرنے کے بعد ان کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کے وہ فرمان جو آپؐ نے جاگیر کے لیے زید الخیر کو لکھ دیے تھے تلاش کر کے لے لیے اور ان کو آگ میں جلا دیا۔

مسیلمہ کذاب کا خط:

اس سال مسیلمہ نے رسول اللہ ﷺ کو لکھا کہ میں آپؐ کے ساتھ نبوت میں شریک کیا گیا ہوں۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ مسیلمہ بن حبیب الکذاب نے رسول اللہ ﷺ کو لکھا' یہ خط مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ ﷺ کو لکھا جاتا ہے۔ ''سلام علیک' مجھے آپؐ کے ساتھ نبوت میں شریک کیا گیا ہے۔ ہمارے لیے آدھی سرزمین اور قریش کے لیے آدھی مگر قریش حد سے بڑھنے والی قوم ہے''۔ دو شخص اس خط کو لے کر آپؐ کے پاس آئے۔ نعیم سے مروی ہے کہ خط کو پڑھ کر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں قاصدوں سے پوچھا تم کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہمارا بھی وہی خیال ہے جو مسیلمہ نے لکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر قاصدوں کا قتل جائز ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا۔ پھر آپؐ نے مسیلمہ کو اس کے خط کے جواب میں لکھا۔ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مسیلمۃ الکذاب کے نام لکھا جاتا ہے۔ سلام ہو اس پر جس نے راہِ راست کی اتباع کی۔ امابعد! فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ. (زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جسے وہ چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور بے شک آخرت اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہے) یہ آخر ۱۰ ہجری کا واقعہ ہے۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ مسیلمۃ الکذاب اور دوسرے مدعیانِ نبوت نے رسول اللہ ﷺ کی حجۃ الوداع سے واپسی اور مرض الموت میں علیل ہونے کے بعد اپنی نبوت کا اعلان اور دعویٰ کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ ابو مویہبۃ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے بعد جب رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آئے اور مسافروں کے ذریعہ تمام عرب میں آپ کی علالت کی خبر مشہور ہو گئی۔ اسود نے یمن میں اور مسیلمہ نے یمامہ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ ان دونوں کی اطلاع آپ کو مل گئی۔ آپؐ کے مرض سے افاقے کے بعد طلیحہ نے بنو اسد کے علاقے میں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اس کے بعد آپ محرم میں پھر اس مرض میں بیمار پڑ گئے جس سے آپ کی وفات ہوئی۔

عاملوں کا تقرر:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے ان تمام علاقوں میں جہاں اسلام پھیل گیا تھا اپنے عامل صدقات مقرر کر کے بھیج دیے۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ تمام ان شہروں پر جو اسلام کے زیر نگیں آ گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے امیر اور عامل صدقات مقرر کیے۔ مہاجرؓ بن ابی امیہ بن المغیرہ کو آپؐ نے صنعاء بھیجا۔ عنسی نے جو وہاں تھا مہاجرؓ کے خلاف خروج کیا۔ آپؐ نے بنو بیاضۃ کے زیاد بن لبید الانصاری کو حضرموت کے صدقات کا عامل مقرر کیا۔ عدی بن حاتم کو طے اور اسد کا عامل صدقات مقرر فرمایا' مالک بن نویرہ کو بنو حنظلہ کا عامل صدقات مقرر فرمایا۔ بنو سعد کے صدقات کی وصولیابی انہی کے دو شخصوں کے تفویض کی۔ علاء بن الحضرمی کو آپؐ نے بحرین کا عامل مقرر کر کے بھیجا اور علیؓ بن ابی طالب کو نجران بھیجا تا کہ یہ وہاں کے صدقات اور جزیے کو وصول کریں۔

باب ۱۹

حجۃ الوداع ۱۰ھ

2

اس سال کے ماہ ذوالقعدہ کے شروع ہوتے ہی رسول اللہ ﷺ نے حج کی تیاری شروع کی اور تمام صحابہ کو آپؐ نے سفر کی تیاری کا حکم دیا۔ عائشہؓ ام المومنین سے مروی ہے کہ ذوالقعدہ کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ حج کے لیے روانہ ہوئے اس وقت خود آپؐ اور تمام صحابہ کی زبان پر صرف حج کا ذکر تھا یہاں تک کہ آپؐ سرف پہنچے۔ آپؐ نے اپنے ہمراہ حج کے لیے ہدی بھی لی تھی اور دوسرے شرفاء کے ساتھ بھی ہدی تھی۔ آپؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ سوائے ان لوگوں کے جو ہدی ساتھ لائے ہیں اور لوگ عمرہ کر سکتے ہیں۔ میں اسی دن حائضہ ہوگئی۔ علیؓ میرے پاس آئے میں رو رہی تھی انہوں نے پوچھا کیا ہوا' شاید تم کو حیض آیا ہے۔ میں نے کہا ہاں! اور اچھا ہوتا کہ اس سال میں تم سب کے ساتھ حج کے لیے نہ جاتی۔ انھوں نے کہا یہ خیال نہ کرو بلکہ یہ بات زبان سے بھی مت کہو۔ طواف کے علاوہ تم اور تمام وہی مناسک حج ادا کرسکتی ہو جو دوسرے حاجی کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ:

رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے سوائے ان حضرات کے جو ہدی لائے تھے دوسروں نے عمرہ ادا کیا آپ کی بیویوں نے بھی عمرہ کیا۔ قربانی کے دن گائے کا گوشت مجھے بھیجا گیا میں نے کہا یہ کیا ہے مجھ سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی ہے۔ حصبہ (کنکریاں مارنے کا دن) کے دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کے پاس بھیجا تاکہ میں تنعیم جا کر وہاں سے عمرے کے عوض میں جو میں نہیں کرسکی تھی عمرہ کرلوں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ:

ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب کو نجران بھیجا تھا وہ مکہ میں آ کر آپؐ سے ملے اور احرام باندھ چکے تھے علیؓ، فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے دیکھا کہ فاطمہؓ نے احرام باندھ کر عمرے کی تیاری کی ہے۔ علیؓ نے ان سے پوچھا اے رسول کی صاحبزادی کیا کر رہی ہو۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عمرے کی اجازت دی ہے اور اس کے لیے ہم نے احرام باندھا ہے۔ فاطمہؓ سے مل کر علیؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اپنے واقعات سفر کو سنانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا جاؤ جا کر پہلے بیت اللہ کا طواف کرو اور پھر اپنے دوسرے اصحاب کی طرح احرام کھولو۔ علیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے تو آپ کی طرح حج کی نیت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا جاؤ اور عمرہ کر کے قیام کرو۔ علیؓ سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حج کی نیت کرتے وقت میں نے اللہ سے کہا تھا کہ خداوندا میں بھی اسی طرح حج کی نیت کرتا ہوں جس طرح کہ تیرے بندے اور رسولؐ نے کی ہے۔ آپؐ نے پوچھا تمہارے ساتھ ہدی ہے' میں نے کہا نہیں' تب آپؐ نے ان کو بھی اپنی ہدی میں شامل کرلیا اور وہ بدستور احرام سابق باندھے رہے' اور جب رسول اللہ ﷺ اور علیؓ دونوں حج سے فارغ ہوگئے تب رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں کی طرف سے ہدی کی قربانی کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روانگی مکہ:

یزید بن طلحہ بن یزید بن اکانہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے لیے جب علیؓ یمن سے مکہ آئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے لیے بڑی عجلت کی' وہ اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو اپنی فوج میں اپنا نائب بنا کر چلے آئے۔ اس شخص نے یہ کیا کہ جو اعلیٰ درجے کے کپڑے جزیے میں وصول ہوئے تھے اور ساتھ تھے ان سب کو جھنڈار خانے سے نکلوا کر اپنی فوج کو پہنا دیے' جب یہ فوج مکہ کے قریب آئی علیؓ ان کو دیکھنے آئے' یہاں آ کر انہوں نے دیکھا کہ تمام فوج حلے پہنے ہوئے ہے۔ علیؓ نے اپنے نائب سے اس کے متعلق جواب طلب کیا' اس نے کہا کہ میں نے یہ حلے اس لیے ان کو پہنا دیے ہیں کہ جب یہ سب کے سامنے سے گزریں تو بھلے معلوم ہوں۔ علیؓ نے فرمایا یہ کوئی بات نہیں قبل اس کے کہ تم اس ہیئت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچو ان حلوں کو اتار دو' چنانچہ اس نے وہ تمام حلے فوج سے لے کر پھر توشہ خانے میں رکھوا دیے۔ یہ بات فوج کو ناگوار ہوئی اور انھوں نے اس طرز عمل کا شکوہ کیا۔ ابوسعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ لوگوں نے علی کی شکایت کی۔ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ تقریر کرنے کھڑے ہوئے میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ ''اے لوگو! تم مجھ سے علی رضی اللہ عنہ کی شکایت نہ کرو۔ بخدا وہ بے شک اللہ کے لیے یا آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں بہت سخت ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ کا خطبہ:

عبداللہ بن ابی نجیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج کرنے تشریف لے گئے آپؐ نے سب کو مناسک اور سنن حج بتا دیئے پھر آپؐ نے سب کے سامنے اپنا وہ مشہور خطبہ دیا جس میں آپؐ نے اپنے مقصد کو صاف صاف لوگوں پر واضح کیا۔ آپؐ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا اے لوگو! میری بات کو غور سے سن لو کیونکہ شاید اس سال کے بعد اس مقام پر پھر کبھی میری تم سے ملاقات نہ ہو۔ اے لوگو! قیامت تک کے لیے تمہارا خون اور تمہارا مال اسی طرح تم پر حرام ہے جس طرح کہ آج کے دن اور اس مہینے کی حرمت ہے تم اپنے رب سے ملو گے اور وہ تمہارے اعمال کی تم سے باز پرس کرے گا۔ میں نے اس کا پیام پہنچا دیا ہے' جس کے پاس کوئی امانت ہوا سے چاہیے کہ وہ امانت رکھوانے والے کو واپس کر دے۔ ہر قسم کا سود ساقط ہے۔ البتہ اصل رقم تمہاری ہے وہ تم کو ملنا چاہیے تا کہ نہ تم پر ظلم ہو اور نہ تم دوسروں پر ظلم کرو' اللہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ سود قطعی ساقط ہے۔ عباسؓ بن عبدالمطلب کا تمام سود قطعی ساقط ہے۔ اسی طرح جاہلیت میں جتنے خون ہوئے ہیں وہ سب ساقط ہیں ان کا ہرگز انتقام نہ لیا جائے اور سب سے پہلے میں ابن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کا خون معاف کرتا ہوں۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ یہ شیر خوار بچہ بنولیث کے یہاں پرورش پا رہا تھا بنو ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ اس لیے سب سے پہلے جاہلیت کے خونوں میں سے اس بچے کے خون کی معافی سے ابتداء کرتا ہوں کہ وہ ساقط کیا جاتا ہے۔

اے لوگو! اب شیطان اس بات سے تو ہمیشہ کے لیے مایوس ہو چکا کہ اس تمہاری سرزمین میں خدائے واحد کے سوا کسی اور کی پرستش کی جائے البتہ اس کے سوا تمہارے جو اور اعمال ہیں جن کو تم معمولی درجے کا سمجھتے ہو ان کے متعلق وہ اس بات سے مطمئن ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے گی' اس لیے اپنے دین کی حفاظت کے لیے شیطان سے ڈرتے رہو۔ اے لوگو! مہلت کفر میں ایک اور اضافہ ہے اس سے صرف کافر گمراہ ہوتے ہیں ایک سال اسے حلال کر لیتے ہیں ایک سال حرام کر لیتے ہیں تا کہ اللہ نے جو زمانہ حرام قرار دیا ہے اس کی خلاف ورزی کی جائے اس لیے جو زمانہ اللہ نے حرام کیا ہے اسے وہ حلال کرتے ہیں اور جو زمانہ جنگ کے لیے

جائز قرار دیا ہے اسے حرام قرار دیں' جس روز کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے زمانہ برابر گردش میں ہے جس روز کہ اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اسی دن اس نے اپنی کتاب میں بارہ مہینے مقرر کیے ہیں ان میں چار حرام ہیں تین تو مسلسل اور چوتھا رجب مضر جو جمادی اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔

امابعد! اے لوگو! تمہاری بیویوں پر تمہارا حق ہے اور تم پر ان کا حق ہے' ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ تمہاری مرضی کے خلاف تمہارے گھر کوئی غیر نہ آئے اور ان پر یہ فرض ہے کہ وہ کوئی بدکاری نہ کریں' اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تم کو اجازت دی ہے کہ تم ان کو ان کی خواب گاہوں میں چھوڑ دو اور ان سے کوئی واسطہ نہ رکھو اور معمولی مار مارو اگر اس سزا سے وہ باز آ جائیں تو تم فراخ دلی کے ساتھ ان کو نان ونفقہ دو اور ہمیشہ ایک دوسرے کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کرتے رہو وہ تمہاری دست نگر ہیں۔ خود اپنا کچھ نہیں رکھتیں اور تم نے ان کو اللہ کی امانت کے ساتھ اپنے نکاح میں لیا ہے اور اللہ کے کلمے کے ساتھ ان کی فروج کو حلال کیا ہے اے لوگو! اچھی طرح میری باتوں کو سمجھ لو اور غور سے سن لو' میں نے اللہ کا پیام پہنچا دیا ہے اور تم میں وہ چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر اس پر عمل کرتے رہو گے تو کبھی راہِ راست سے نہ بھٹکو گے اور وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے۔ اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سن لو' میں نے اللہ کا پیام پہنچا دیا' اچھی طرح سمجھ لو کہ ہر مسلمان' مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی شخص کے لیے اپنے بھائی کی چیز زبردستی لینا جائز نہیں سوائے اس کے کہ جو وہ اپنی مرضی سے دے۔ اپنے اوپر ظلم نہ کرنا۔ اے اللہ! کیا میں نے تیرا پیام پوری طرح پہنچا دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ کے اس قول پر تمام مسلمانوں نے کہا بے شک آپؐ نے اللہ کا پیام پہنچا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خداوندا تو شاہد رہ۔

حج الاکبر:

عباد سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عرفہ پر کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے ربیعہ بن امیہ بن خلف آپؐ کے جملوں کو بلند آواز سے سب کو سنانے کے لیے دہراتے جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ربیعہؓ سے کہتے کہ کہہ دو' اے لوگو! رسول اللہ ﷺ پوچھتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے' تمام حاضرین کہتے یہ ماہ مقدس ہے' رسول اللہ ﷺ ربیعہؓ سے کہتے کہہ دو کہ اللہ نے قیامت تک کے لیے تم پر تمہاری جان اور مال اسی طرح حرام کر دیا جس طرح کہ یہ مہینہ حرام ہے۔ پھر آپؐ نے ربیعہؓ سے کہا کہہ دو کہ رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں اے لوگو! جانتے ہو کہ یہ کون سا شہر ہے' وہ اس جملے کو بلند آواز سے کہتے' اس کے جواب میں تمام حاضرین کہتے یہ شہر مقدس (بلد الحرام) ہے۔ رسول اللہ ﷺ ربیعہؓ سے کہتے کہہ دو کہ اللہ نے تم پر تمہاری جان اور مال کو قیامت تک کے لیے اسی طرح حرام کر دیا ہے جس طرح کہ یہ شہر حرام ہے پھر آپؐ نے ربیعہ سے فرمایا کہو کہ اے لوگو! جانتے ہو کہ آج کون سا دن ہے' سب نے کہا آج حج الاکبر کا دن ہے۔ آپؐ نے ربیعہؓ سے فرمایا کہہ دو کہ اللہ نے تمہاری جان اور مال کو قیامت تک کے لیے تم پر اسی طرح حرام کر دیا ہے جس طرح کہ آج کا دن متبرک اور حرام ہے۔

تعلیمی حج:

عبداللہ بن ابی نجیح سے مروی ہے کہ عرفہ میں ٹھہر کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مقام اس پہاڑ کا جس پر یہ واقع ہے موقف ہے اور تمام عرفہ موقف ہے۔ اسی طرح آپؐ نے مزدلفہ کی صبح کو قزح پر قیام کر کے فرمایا یہ موقف ہے اور تمام مزدلفہ موقف ہے۔ اسی

طرح جب آپؐ نے قربان گاہ میں قربانی کی فرمایا یہ قربان گاہ ہے اور تمام منیٰ قربان گاہ ہے۔ آپؐ نے حج پورا کیا تمام مسلمانوں کو سب مناسک حج بتا دیے اور حج کے موقعے پر مواقف رمی جمار اور بیت اللہ کے طواف میں جو فرائض ہیں وہ بتائے نیز حج میں جن باتوں کو حلال کیا گیا ہے اور جن باتوں کو حرام کیا گیا ہے وہ بتا دیں اس طرح یہ حج نہ صرف آخری حج ہوا بلکہ تعلیمی حج بھی تھا کیونکہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو حج کا موقع نہیں مل سکا۔

غزوات رسول اللہ ﷺ:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چھبیس غزوات میں خود شرکت فرمائی ہے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ آپؐ نے ستائیس غزوات میں خود شرکت کی ہے۔ جن لوگوں نے آپؐ کے غزوات کی تعداد چھبیس بیان کی ہے انہوں نے غزوۂ خیبر اور وہاں سے جو آپؐ مدینہ واپس آئے بغیر غزوۂ وادی القریٰ کے لیے گئے تھے ایک غزوۂ قرار دیا ہے کیونکہ وہ ایک ہی سلسلے میں ہوئے اس لیے آپؐ اپنے مقام پر واپس آئے بغیر خیبر ہی سے وادی القریٰ چلے گئے اور جو لوگ آپ کے غزوات کی تعداد ستائیس کہتے ہیں وہ ان دونوں واقعوں کو علیحدہ علیحدہ ایک غزوہ سمجھتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ کل چھبیس غزوات ایسے ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے بذات خود شرکت فرمائی ہے پہلا غزوہ جس میں آپؐ نے شرکت کی وہ غزوۂ ودان ہے اور یہی غزوۃ الابواء ہے' اس کے بعد غزوۂ بواط ہے جو کوہ رضویٰ کی سمت میں پیش آیا۔ پھر غزوۃ العشیرہ ہے جو ینبوع کے شکم میں وقوع پذیر ہوا۔ اس کے بعد بدر کا پہلا غزوہ ہے جس میں آپ کرز بن جابر کے تعاقب میں گئے تھے۔ اس کے بعد بدر کا وہ غزوہ ہوا جس میں قریش کے عمائد اور اشراف مارے گئے اور اسیر کیے گئے۔ اس کے بعد بنوسلیم کا غزوہ ہوا جس میں آپؐ الکدر تک پہنچے تھے جو بنوسلیم کا ایک چشمہ ہے۔ اس کے بعد بنوغزوۃ السویق ہوا جس میں آپؐ ابوسفیان کے تعاقب میں قرقرۃ الکدر تک پہنچے تھے۔ اس کے بعد غزوہ غطفان ہوا جس میں آپؐ نے نجد کی طرف یورش کی تھی اور اسی کو غزوہ ذی امر بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد غزوہ نجران ہے یہ فرع کے اوپر حجاز میں ایک کان ہے اس کے بعد احد کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد حمراء الاسد کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد بنوالنضیر کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد نخلستان میں ذات الرقاع کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد بدر کا دوسرا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد غزوہ دومۃ الجندل ہوا اس کے بعد غزوہ خندق ہوا۔ اس کے بعد بنوقریظہ کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد خزاعہ کے بنوالمصطلق سے غزوہ ہوا۔ اس کے بعد غزوۂ حدیبیہ ہوا۔ اس میں آپ کا ارادہ لڑائی کا نہ تھا اور مشرکین نے آپ کو مکہ جانے سے روک دیا۔ اس کے بعد غزوہ خیبر ہوا۔ اس کے بعد آپ عمرہ کی قضاء کے لیے مکہ گئے۔ اس کے بعد فتح مکہ کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد غزوہ حنین۔ اس کے بعد غزوہ طائف۔ اس کے بعد غزوۂ تبوک ہوا۔ ان غزوات میں سے غزوات بدر' احد' خندق' قریظہ' مصطلق' خیبر' فتح' حنین اور طائف ایسے ہوئے کہ ان میں خود رسول اللہ ﷺ نے لڑائی میں حصہ لیا۔

محمد بن عمر کو ابوحثمہ سے جو روایت پہنچی ہے وہ مذکورہ بالا بیان کے مطابق ہے مگر خود وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مغازی بالاتفاق معروف ہیں۔ ان میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ان کی تعداد ستائیس ہے صرف وقت کی تقدیم و تاخیر میں اختلاف ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنی مرتبہ غزوات میں شرکت فرمائی' انھوں نے کہا ستائیس مرتبہ۔ اس کے بعد ان سے پوچھا گیا کہ تم نے کتنی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی۔ انھوں نے کہا اکیس غزوات میں۔

سب سے پہلے میں غزوہ خندق میں شریک ہوا' چھ غزوات مجھ سے چھوٹ گئے اگرچہ میں خود دل سے شرکت کا متمنی تھا اور ہر مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے شرکت کی اجازت مانگتا تھا مگر آپ نہ مانتے تھے البتہ غزوۂ خندق میں آپ نے مجھے شرکت کی اجازت دی۔

واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گیارہ غزوات میں خود لڑے ان میں سے نو انھوں نے وہی بیان کیے ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ ان کے علاوہ انہوں نے غزوہ وادی القریٰ کو شمار کیا ہے۔ جس میں آپؐ خود لڑے اور آپؐ کے غلام مدعم کو تیر لگا۔ اسی طرح غابہ کے واقعے میں آپؐ خود لڑے اور آپؐ نے کئی مشرکوں کو قتل کیا اور اس واقعے میں محرز بن نضلہ قتل ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ کی مہمات:

ان کی تعداد میں اختلاف ہے' عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ مدینہ میں تشریف لانے کے بعد سے اپنی وفات تک رسول اللہ ﷺ نے پینتیس مہمات جہاد کے لیے روانہ فرمائیں۔ آپؐ نے عبیدہ بن الحارث کی قیادت میں ایک مہم ثنیۃ المرۃ کے لیے احیاء کو جو حجاز میں ایک چشمہ ہے بھیجی۔ اس کے بعد آپؐ نے ایک مہم حمزہؓ بن عبدالمطلب کی امارت میں عیص کی سمت سے ساحل سمندر کو بھیجی۔ بعض لوگ حمزہ رضی اللہ عنہ کی مہم کو عبیدہ کی مہم پر مقدم کرتے ہیں۔ اس کے بعد سعد بن ابی وقاص کی مہم حجاز کے مقام خرار کو گئی۔ عبداللہ بن جحش کی مہم نخلہ کو گئی۔ زید بن حارثہ کی مہم قردۃ کو گئی جو نجد کا ایک چشمہ ہے۔ مرثد بن ابی مرثد الغنوی کی مہم رجیع کو گئی۔ منذر بن عمرو کی مہم بیئر معونہ کو گئی۔ ابو عبیدہ بن الجراح کی مہم ذوالقصہ کو جو عراق کے راستے پر ہے گئی۔ عمرؓ بن الخطاب کی مہم بنو عامر کے مقام تربہ کو گئی۔ علیؓ بن ابی طالب کی مہم یمن گئی۔ لیث کے خاندان کلب کے غالب بن عبداللہ الکلبی کی مہم کدید گئی جہاں انھوں نے بنوالملوح کو قتل کیا۔ علیؓ بن ابی طالب کی مہم اہل فدک کے بنو عبداللہ بن سعد کے مقابلے پر گئی۔ ابن ابی العوجاء السلمی کی مہم سلیم کے علاقے میں گئی جہاں وہ اور ان کے تمام ساتھی شہید کر دیے گئے۔ عکاشہ بن محصن کی مہم غمرہ گئی' ابوسلمہ بن عبدالاسد کی مہم قطن گئی جو نجد کے نواح میں بنو اسد کا ایک چشمہ تھا اس غزوہ میں مسعود بن عروہ مارے گئے۔ بنوالحارث کے محمد بن مسلمہ کی مہم ہوازن کے مقام قرطاء کو گئی۔ بشیر بن سعد کی مہم فدک بنو مرہ کے مقابلے پر گئی۔ نیز بشیر بن سعد کی مہم یمن اور جبار کو جو خیبر کا موضع تھا گئی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یمن اور جبار خیبر کا علاقہ تھا۔ زیدؓ بن حارثہ کی مہم بنو سلیم کے مقام جموم کو گئی' نیز زیدؓ بن حارثہ کی مہم حسمیٰ کے علاقے میں جذام کے مقابلے پر گئی جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ نیز زید بن حارثہ کی مہم وادی القریٰ گئی اور بنو فزارہ سے ان کا مقابلہ ہوا۔

یسیر بن رزام:

عبداللہ بن رواحہ کی قیادت میں دو مرتبہ خیبر کو مہم گئی' ایک مرتبہ میں یسیر بن رزام قتل کیا گیا' اس کا واقعہ یہ ہے کہ یسیر بن رزام یہودی خیبر میں تھا' یہ غطفان کو رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لیے جمع کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو اپنے چند صحابہؓ کے ساتھ جن میں بنو سلمہ کے حلیف عبداللہ بن انیس بھی تھے خیبر بھیجا یہ لوگ یسیر بن رزام کے پاس آئے اس سے گفتگو کی اسے ترغیب وتحریص دلائی اور کہا کہ اگر تم رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو تو وہ تم کو عامل مقرر کر دیں گے اور تمہاری عزت افزائی کریں گے۔ یہ لوگ اس کو برابر سمجھاتے رہے یہاں تک کہ وہ ان کے ساتھ آنے کے لیے تیار ہو گیا اور چند یہودیوں کو ساتھ لے کر مسلمانوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ عبداللہ بن انیسؓ نے اسے اپنے اونٹ پر بٹھا لیا اور خود اس کے پیچھے بیٹھے۔ مگر جب یہ لوگ قرقرۃ آئے جو خیبر سے چھ میل ہے یسیر بن رزام کا خیال پلٹ گیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے پر نادم ہوا۔ اس نے تلوار لینا چاہی اس سے عبداللہ بن

انیسؓ اس کے ارادے سے واقف ہو گئے اور اس پر چڑھ بیٹھے پھر تلوار ماری جس سے اس کا پاؤں قطع ہو گیا۔ یسیر نے اونٹ ہانکنے کی لکڑی سے جس کے سرے پر تیز کیل لگی ہوئی تھی اور جو اس کے ہاتھ میں تھی عبداللہ بن انیس پر وار کیا مگر اتنے میں خود یسیر کا کام تمام ہو گیا اور اس واقعہ سے صحابہؓ رسولؐ نے اپنے ہر یہودی ساتھی پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا صرف ایک یہودی اپنی سواری پر بھاگ کر بچ گیا عبداللہ بن انیسؓ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپؐ نے اپنا تھوک ان کے زخم پر لگا دیا جس سے ان کی تکلیف اور کچا پن جاتا رہا۔ پھر عبداللہ بن عتیک کا غزوہ خیبر ہے جس میں انہوں نے ابو رافع کو قتل کر دیا۔ واقعہ بدر اور احد کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو کعب بن الاشرف کے لیے بھیجا جسے انھوں نے قتل کر دیا۔

عبداللہ بن انیسؓ:

رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انیس کو خالد بن سفیان بن نبیح الہذلی کے مقابلے کے لیے بھیجا جو نخلہ یا عرفہ میں رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لیے فوج جمع کر رہا تھا اور عبداللہ بن انیسؓ نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے متعلق خود عبداللہ بن انیسؓ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے طلب فرمایا اور فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ خالد بن سفیان بن نبیح الہذلی مجھ سے لڑنے کے لیے فوج جمع کر رہا ہے وہ اس وقت نخلہ یا عرفہ میں ہے تم اس کو جا کر قتل کر دو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کا حلیہ مجھ سے بیان کر دیں تا کہ میں اسے شناخت کر سکوں۔ آپؐ نے فرمایا اسے دیکھتے ہی تم کو شیطان یاد آ جائے گا اور جب تم اسے دیکھو گے تو وہ لرزہ براندام ہو گا اس سے تم اسے شناخت کر لینا۔ اب میں اپنی تلوار بغل میں دبائے ہوئے اس کے لیے نکلا اور جب اس کے قریب پہنچا تو چونکہ اب عصر کا وقت آ گیا تھا وہ اپنی بیویوں کے ساتھ ان کے قیام کے لیے کسی عمدہ مقام کی تلاش کر رہا تھا میری نظر اس پر پڑی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جو کیفیت اس کی بیان کی تھی کہ وہ لرزہ براندام ہو گا یہی حالت میں نے اس کی دیکھی جس سے میں نے اسے شناخت کر لیا۔ میں اس کی جانب بڑھا اور اس اندیشے سے کہ اگر میرا اور اس کا باقاعدہ مقابلہ ہوا اور اس میں پینتروں کا تبادلہ ہوتا رہا تو دیر لگ جائے گی اور نماز قضا ہو جائے گی اس لیے میں اس کی طرف چلتا رہا اور نماز کی نیت کر کے سر کے اشاروں سے نماز پڑھتا گیا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا' اس نے للکارا کون ہو؟ میں نے کہا عرب ہوں میں نے سنا کہ تم محمدؐ کے مقابلے کے لیے فوج جمع کر رہے ہو تو میں بھی اس لیے تمہارے پاس آیا ہوں۔ اس نے کہا ہاں یہ صحیح ہے' اب میں اس کے ہمراہ چلتا رہا' تھوڑی دور چلنے کے بعد جب مجھے موقع ملا میں نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا اور وہاں سے پلٹا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی بیویاں ماتم کے لیے اس پر جھکی ہوئی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا عصا:

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے آپ کو سلام کیا آپؐ نے فرمایا سرخرو آئے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا آپؐ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ آپؐ اٹھ کر اپنے گھر تشریف لے گئے اور ایک عصا لا کر مجھ کو دیا اور فرمایا عبداللہ بن انیسؓ یہ عصا لو اور اسے حفاظت سے رکھنا۔ میں اسے لے کر سب کے سامنے آیا۔ لوگوں نے پوچھا یہ عصا کہاں سے ملا۔ میں نے کہا یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے عطاء فرمایا ہے اور ہدایت کی ہے کہ میں اسے حفاظت سے اپنے پاس رکھوں۔ لوگوں نے کہا واپس جا کر دریافت تو کرو کہ آپؐ نے یہ بات کیوں ارشاد فرمائی ہے۔ میں نے آپؐ سے آ کر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے یہ عصا مجھے کیوں عطا فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تا کہ قیامت کے دن میں تم کو اس سے شناخت کر سکوں کیونکہ اس روز بہت ہی کم لوگوں کے پاس عصا ہو گا۔ چنانچہ

عبداللہ بن انیس نے اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ باندھ لیا اور وہ مرتے دم تک اسی طرح ان کے پاس رہا۔ مرنے کے بعد ان کی وصیت کے مطابق اسے ان کے کفن میں رکھ دیا گیا اور وہ ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

اس کے بعد ایک مہم علاقہ شام میں مقام موتہ کو زیدؓ بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کی معیت میں گئی۔ اس کے بعد شام کے علاقے میں مقام ذات اسلاح کو ایک مہم کعب بن عمیر الغفاری کی قیادت میں گئی اور وہاں وہ اور ان کے ساتھی شہید کر دیے گئے۔

اسیران بنو العنبر:

بنوتمیم کے بنوعنبر کے مقابلے پر عیینہ بن حصن کی مہم گئی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عیینہ بن حصن کو بنوعنبر کے مقابلے پر بھیجا عیینہ نے ان پر غارت گری کر کے چند آدمیوں کو قتل کر دیا اور چند قیدی گرفتار کیے۔ اس سلسلے میں عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ میں نے بنو اسماعیل میں سے ایک غلام کو آزاد کرنے کا عہد کیا تھا وہ اب تک میرے ذمے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنو العنبر کے قیدی ابھی آنے والے ہیں، ان میں سے ایک میں تم کو دے دوں گا تم آزاد کر دینا۔ ابن اسحق کہتے ہیں کہ جب یہ قیدی آپ کے پاس آئے بنوتمیم کا ایک وفد جس میں ربیعہ بن رفیع سبرہ بن عمرو، قعقاع بن معبد، وردان بن محرز، قیس بن عاصم، مالک بن عمرو، الاقرع بن حابس، حنظلہ بن درام اور فراس بن حابس تھے۔ ان قیدیوں کی رہائی کے لیے آپ کی خدمت میں آیا۔ اس واقعہ میں بنوتمیم کی عورتوں میں سے اسماء بنت مالک، کاس بنت اری، نجدہ بنت نہد، جمیعہ بنت قیس اور عمرہ بنت مطر گرفتار ہو کر آئی تھیں۔

بنومرہ کی مہم:

کلب لیث کے غالب بن عبداللہ الکلبی بنومرہ پر مہم لے کر گئے اور اس واقعے میں اسامہ بن زیدؓ اور ایک دوسرے انصاری نے بنومرہ کے حلیف مرداس بن نہیک کو جو جہنیہ کے خاندان حرقہ سے تھا قتل کر دیا اور اسی واقعے کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے اسامہؓ سے کہا تھا کہ لا الہ الا اللہ کے اعلان کے باوجود تم نے مرداس کو قتل کر دیا، اب تمہارا کفیل کون ہو سکتا ہے۔

مہم ذات السلاسل:

عمرو بن العاص کی مہم ذات السلاسل گئی۔ ابن ابی حدرد اور ان کے ساتھیوں کی مہم بطن اخم گئی۔ پھر ابی حدرد الاسلمی کی مہم غابہ گئی۔ عبدالرحمٰن بن عوف کی مہم گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح کی قیادت میں ایک مہم ساحل سمندر کو بھیجی اور یہی غزوہ الخبط ہے۔

محمد بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت:

محمد بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مہمات کی تعداد اڑتالیس ہے واقدی کہتے ہیں کہ اس سال رمضان میں جویر بن عبداللہ البجلی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپؐ نے ان کو ذی الخلصہ بھیجا جریر نے اسے منہدم کر دیا۔

اس سال مربر بن یحنس یمن کی ابناء کی جماعت کے پاس ان کو اسلام کی دعوت دینے آئے۔ یہ نعمان بن بزرج کی لڑکیوں کے پاس مہمان ہوئے وہ اسلام لے آئیں۔ پھر مربر نے فیروز الدیلمی کو اسلام کی دعوت بھیجی اور وہ اسلام لے آئے، نیز

انھوں نے مرکبود اور ان کے بیٹے عطا کو اسلام کی دعوت دی اور وہب بن منبہ کو دعوت دی سب سے پہلے صنعاء میں عطا بن مرکبود اور وہب بن منبہ نے قرآن جمع کیا۔ اسی سال باذان اسلام لائے اور انھوں نے اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو بھیجی۔

ابوجعفر کی روایت:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا تعداد عبداللہ بن ابی بکرؓ اور دوسرے ان لوگوں کے بیان کے مطابق ہے جو کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے غزوات کی تعداد چھبیس ہے' مگر ابن اسحٰق زیدؓ بن ارقم سے سن کر راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس جہاد کیے' اور ہجرت کے بعد صرف ایک حج یعنی حجۃ الوداع کیا۔ ابن اسحٰق نے آپؐ کے اس حج کا بھی ذکر کیا ہے جو آپؐ نے مکہ کے قیام میں ادا کیا تھا۔

ابواسحٰق کی روایت:

ابواسحٰق کہتے ہیں میں نے زید بن ارقم سے پوچھا کہ تم نے کتنی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی۔ انہوں نے کہا سترہ مرتبہ۔

دوسرے سلسلے سے ابواسحٰق سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن یزید الانصاری نماز استسقاء کے لیے باہر گئے' انھوں نے دو رکعت نماز پڑھائی اور پھر نزول بارش کی دعاء کی' اس روز زید بن ارقم سے میری ملاقات ہوئی میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنی مرتبہ جہاد کیا' انھوں نے کہا انیس مرتبہ۔ میں نے پوچھا اور تم نے کتنی مرتبہ آپ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی' انھوں نے کہا سترہ مرتبہ۔ میں نے پوچھا سب سے پہلے تم کس غزوے میں شریک ہوئے۔ انھوں نے کہا ذات العسیر یا عشیر میں۔ مگر واقدی کا دعویٰ ہے کہ یہ بیان ارباب سیر کے نزدیک غلط ہے۔

ایک اور سلسلے سے ابواسحٰق الہمدانی سے مروی ہے کہ میں نے زیدؓ بن ارقم سے پوچھا تم نے کتنے غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شرکت کی۔ انھوں نے کہا سترہ۔ میں نے پوچھا اور خود رسول اللہ ﷺ کے غزوات کتنے ہوئے۔ انھوں نے کہا انیس۔ واقدی سے مروی ہے کہ میں نے اس حدیث کو عبداللہ بن جعفر سے بیان کیا انھوں نے کہا ہاں یہ اہل عراق کی اسناد ہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ سب سے پہلے غزوۃ المریسیع میں جب کہ وہ بالکل کمسن لڑکے تھے زید بن الارقم نے شرکت کی ہے۔ اس کے بعد وہ موتہ میں عبداللہ بن رواحہؓ کے ردیف کی حیثیت سے شریک ہوئے' البتہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انھوں نے کل تین یا چار غزوات میں شرکت کی ہے۔

مکحول سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے غزوات کل اٹھارہ ہیں ان میں سے صرف آٹھ غزوات میں آپؐ خود لڑے ہیں۔ ان میں اوّل یہ ہیں بدر' احد' احزاب اور قریظہ' واقدی کہتے ہیں کہ یہ دونوں روایتیں زید بن ارقم اور مکحول کی بالکل غلط ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے حج:

جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین حج کیے دو ہجرت سے قبل اور ایک ہجرت کے بعد جس کے ساتھ آپؐ نے عمرہ بھی کیا۔

مجاہدؒ سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ نے یہ بات بیان کی کہ حج سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے دو عمرے کیے ہیں' اس قول کی اطلاع عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہوئی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں ان میں ایک عمرہ حج کے ساتھ ہوا عبداللہ بن عمرؓ ان سے بخوبی واقف ہیں۔

دوسرے سلسلے سے مجاہد سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کیے یہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے تھے۔ ان میں ایک عمرہ وہ تھا جو آپؐ نے حج کے ساتھ کیا ہے۔

دوسرے سلسلے سے مجاہد سے مروی ہے کہ میں اور عروہ بن الزبیر مسجد نبوی میں آئے۔ ابن عمرؓ عائشہؓ کے حجرے کے پاس بیٹھے تھے ہم نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنی مرتبہ عمرہ کیا تھا انھوں نے کہا چار مرتبہ' ان میں ایک عمرہ آپؐ نے رجب میں کیا تھا ہم نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ ان کی تکذیب و تردید کریں۔ ہم نے عائشہؓ کے مسواک کرنے کی آواز سنی' عروہ بن الزبیرؓ نے کہا اماں جان اور ام المومنین آپؐ نے ابوعبدالرحمٰن کا قول سنا' عائشہؓ نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں۔ عروہؓ نے کہا وہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں' ان میں ایک آپؐ نے رجب میں کیا تھا۔ عائشہؓ نے فرمایا اللہ ابوعبدالرحمٰن پر رحم کرے' نبی ﷺ نے کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جس میں میں شریک نہ رہی ہوں اور نبی ﷺ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن:

ان میں سے بعض رسول اللہ ﷺ کے بعد زندہ رہیں' بعض کو آپؐ نے علیحدہ کر دیا تھا اس علیحدگی کے وجوہ اور بعض آپ کی حیات میں انتقال کر گئیں۔

حضرت خدیجہؓ بنت خویلد:

ہشام بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا' تیرہ کے ساتھ آپؐ نے مباشرت کی۔ ایک وقت میں گیارہ موجود رہیں اور نو کو چھوڑ کر آپ کی وفات ہوئی۔ اسلام سے قبل آپ کی عمر بیس سال سے زائد تھی کہ آپؐ نے خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ سے نکاح کیا۔ سب سے پہلے آپؐ نے انھیں سے نکاح کیا' آپؐ سے قبل یہ عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی بیوی تھیں' ان کی ماں فاطمہ بنت زاہدہ بن الاصم بن رواحہ بن حجر بن معیص بن لوی تھیں۔ عتیق کے صلب سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اس کے بعد عتیق کا انتقال ہو گیا' اس کے بعد ابو ہالہ بن زرارہ بن نباش بن زرارہ بن حبیب بن سلامہ بن غذی بن جردہ بن اسید بن عمرو بن تمیم نے جو بنو عبدالدار بن قصی سے تھا خدیجہؓ سے شادی کی۔ اس کے صلب سے خدیجہؓ کے بطن سے ہند بن ابی ہالہ پیدا ہوئے' ابو ہالہ مر گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خدیجہؓ سے نکاح کیا۔ اس وقت ہند بن ابی ہالہ خدیجہؓ کے آغوشِ تربیت میں تھے۔ خدیجہ کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کے آٹھ بچے قاسمؓ، طیبؓ، طاہرؓ، عبداللہ، زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ پیدا ہوئے۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حیات میں رسول اللہ ﷺ نے کوئی اور نکاح نہیں کیا' ان کے مرنے کے بعد سب سے پہلے آپؐ نے کس بیوی سے نکاح کیا اس میں اختلاف ہے۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے آپؐ نے عائشہؓ بنت ابوبکرؓ سے نکاح کیا اور بعض کہتے ہیں کہ خدیجہؓ کے بعد آپؐ نے سب سے پہلے سودہؓ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر سے نکاح کیا ہے۔ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ سے نکاح کیا وہ کمسن تھیں مباشرت کے قابل نہ تھیں البتہ سودہؓ بیوہ تھیں رسول اللہ ﷺ سے قبل وہ سکران بن عمرو بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں وہ ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا تھا وہاں عیسائی ہو گیا اور وہیں اس کا انتقال

ہو گیا' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے مکہ کے قیام کے زمانے میں سودہؓ سے نکاح کیا۔ تمام علمائے سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سودہؓ کے ساتھ عائشہؓ سے پہلے مباشرت فرمائی ہے۔

حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ خدیجہؓ کے انتقال کے بعد مکہ ہی میں عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم بن امیہ بن الاوقص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ شادی کیوں نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا کس سے کروں۔ خولہ نے کہا آپ چاہیں تو کنواری سے کریں اور چاہیں تو کسی بیوہ سے کریں دونوں ممکن ہیں۔ آپؐ نے پوچھا اچھا کنواری لڑکی بتاؤ۔ خولہؓ نے کہا آپؐ اپنے محبوب ترین دوست ابوبکر کی بیٹی عائشہؓ سے کیجیے۔ آپؐ نے فرمایا اور بیوہ کون۔ خولہ نے کہا سودہؓ بنت زمعہ بن قیس موجود ہیں وہ آپؐ پر ایمان لا چکی ہیں اور آپؐ کے مذہب میں داخل ہو چکی ہیں' آپؐ نے فرمایا اچھا تم جا کر ان دونوں سے میرا پیام دو۔ خولہ ہمارے گھر آئیں اور انہوں نے میری ماں ام رومان سے کہا دیکھو اللہ نے کیا خیر و برکت تم پر مبذول فرمائی ہے۔ ام رومان نے پوچھا خیر ہے' خولہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں ابوبکرؓ سے عائشہ ؓ کو ان کے لیے مانگوں۔ ام رومان نے کہا وہ ابھی آتے ہوں گے ان کا انتظار کرو۔ ابوبکر ؓ گھر آئے' خولہ نے ان سے کہا اے ابوبکرؓ دیکھو اللہ نے کیا خیر و برکت تم پر نازل فرمائی ہے' رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہارے پاس عائشہ ؓ کی نسبت کے لیے بھیجا ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ عائشہؓ ان کی بھتیجی ہے کیا وہ ان کے نکاح میں آ سکتی ہے۔ خولہ نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر یہ بات کہی۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان سے جا کر کہہ دو کہ بے شک بحیثیت مسلمان ہونے کے ہم تم بھائی بھائی ہیں مگر تمہاری لڑکی میرے نکاح میں آ سکتی ہے۔ خولہ نے آ کر ابوبکرؓ سے آپ کا قول بیان کیا ابوبکرؓ نے کہا اچھا ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔ ام رومان نے کہا واقعہ یہ ہے کہ مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے کے لیے عائشہ کو مانگا تھا اور ابوبکرؓ نے آج تک وعدہ غلافی نہیں کی ہے۔ ابوبکر ؓ مطعم کے پاس گئے ان کی وہ بیوی بھی موجود تھی جس کے بیٹے کے لیے عائشہ کو مانگا گیا تھا۔ اس بڑھیا نے ابوبکرؓ سے کہا کہ اگر ہم اپنے بیٹے کی شادی تمہاری لڑکی سے کر دیں تو غالباً تم اسے صابی بنا لو گے اور جس مذہب کو تم نے اختیار کیا ہے اس میں اسے بھی شامل کر لو گے۔ ابوبکرؓ نے مطعم سے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہی ہے' اس نے کہا جو کچھ کہہ رہی ہے وہ ٹھیک ہے بے شک ہمیں یہ اندیشہ ہے۔

یہ سن کر ابوبکرؓ ان کے یہاں سے نکل آئے اور اس طرح اللہ نے ابوبکر کو ان کے وعدے کے ایفا سے بری الذمہ کر دیا جو انھوں نے اپنی لڑکی کے متعلق مطعم سے کیا تھا۔ اور گھر آ کر انھوں نے خولہ سے کہا کہ جاؤ رسول اللہ ﷺ کو بلا لاؤ۔ خولہ رسول اللہ ﷺ کو بلا لائیں۔ ابوبکرؓ نے اسی دن میرا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دیا اور اس وقت میری عمر چھ سال کی تھی۔

حضرت سودہؓ بنت زمعہ:

خولہؓ نے کہا میں ابوبکرؓ کے یہاں سے سودہؓ کے پاس گئی اور میں نے ان سے کہا سودہؓ دیکھو اللہ نے کیا خیر و برکت تم کو عطا کی ہے۔ انھوں نے پوچھا کیا ہے۔ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں ان کا پیام تم کو دوں۔ سودہؓ نے کہا مناسب ہوگا کہ تم میرے باپ سے جا کر اس کا ذکر کرو' وہ چونکہ بہت ضعیف تھا حج میں شریک نہیں ہوا تھا میں اس کے پاس گئی اور میں نے جاہلیت کی رسم کے مطابق اسے سلام کیا اور پھر کہا کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں سودہؓ کے لیے ان کا

پیام دوں۔ اس نے کہا ہاں کیا مضائقہ ہے وہ شریف کفو ہیں مگر خود سودہؓ کیا کہتی ہے۔ میں نے کہا وہ اس نسبت کو پسند کرتی ہیں' اس نے کہا اچھا اسے بلا لاؤ۔ میں سودہؓ کو بلا لائی ان کے باپ نے ان سے کہا کہ یہ عورت تمہارے لیے محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب کا پیام لائی ہے اور بے شک وہ شریف کفو ہیں' کیا تم اس نسبت کو پسند کرتی ہو۔ سودہؓ نے کہا ہاں۔ ان کے باپ نے مجھ سے کہا کہ محمد کو بلا لاؤ۔ میں رسول اللہ ﷺ کو لے گئی۔ سودہؓ کے باپ نے رسول اللہ ﷺ سے سودہؓ کا نکاح کر دیا۔ جب سودہؓ کا بھائی عبد بن زمعہ حج سے فارغ ہو کر گھر آیا اور اسے اس واقعے کی خبر ہوئی اس نے اظہار افسوس میں اپنے سر پر خاک ڈالی۔

اسلام لانے کے بعد یہ ہمیشہ اپنی اس حرکت پر اظہارِ ندامت کیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نکاح کے بعد ہم مدینہ آئے ابوبکرؓ سخ میں خزرج کے خاندان بنوالحارث کے یہاں فروکش ہوئے ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر آئے کچھ انصار اور ان کی عورتیں آپؐ کے پاس آ گئیں۔ میری ماں میرے پاس آئیں میں اس وقت جھولا جھول رہی تھی انہوں نے مجھے جھولے سے اتارا بالوں میں کنگھی کی میرا منہ دھلایا اور پھر مجھے اپنے ساتھ لے چلیں اور کمرے کے دروازے پر پہنچ کر وہ ٹھہر گئیں۔ میں ڈری' میری ماں نے مجھے اندر کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کمرے میں پلنگ پر تشریف فرما تھے' میری ماں نے مجھے آپ کی گود میں بٹھا دیا اور کہا یہ تمہارے شوہر ہیں' اللہ تم کو ان کے لیے اور ان کو تمہارے لیے موجب خیر و برکت کرے۔ اس کے بعد تمام لوگ گھر سے چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں میرے ساتھ خلوت فرمائی' مگر اس خوشی میں نہ قربانیاں کی گئیں اور نہ بکری میرے لیے ذبح کی گئی' اس وقت میری عمر نو سال کی تھی۔ پھر سعد بن عبادہؓ کے یہاں سے حسب معمول رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا آیا۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی روایت:

عروہؓ نے خدیجہؓ بنتِ خویلد کی تاریخ وفات وغیرہ کے متعلق عبدالملک کو اس کے استفسار کے جواب میں لکھا تھا۔ مکہ سے ہجرت کے تقریباً تین سال قبل خدیجہ کا انتقال ہوا' ان کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ سے نکاح کیا۔ آپؐ نے دو مرتبہ عائشہ کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپؐ سے کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں' نکاح کے وقت عائشہ کی عمر چھ سال کی تھی۔ مدینہ آ کر آپؐ نے ان سے مباشرت کی اور اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نو سال تھی۔

حضرت ہشام بن محمد کی روایت:

ہشام بن محمد کے سلسلۂ بیان کے مطابق خدیجہؓ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ بنتِ ابوبکرؓ سے نکاح کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق بن ابی قحافہ ہے اور ابی قحافہ کا نام عثمان ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابوقحافہ کا نام عبدالرحمٰن بن عثمان بن عامر بن عمرو بن سعد بن تیم بن مرہ ہے ہجرت سے تین سال پہلے رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ سے نکاح کیا اس وقت عائشہ کی عمر سات سال کی تھی۔ مدینہ آ کر آپؐ نے عائشہؓ سے مباشرت کی اس وقت ان کی عمر نو سال کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت عائشہ کی عمر اٹھارہ سال تھی سوائے ان کے رسول اللہ ﷺ نے کسی اور کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔

حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ:

اس کے بعد آپؐ نے حفصہؓ بنت عمرؓ بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن کعب سے نکاح کیا۔

آپؐ سے قبل وہ خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم کی بیوی تھیں' وہ مسلمان اور صحابیؓ تھے۔ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہو کر شہید ہو گئے۔ ان کے صلب سے حفصہ رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ بنو سہم میں سے ان کے علاوہ اور کوئی شخص جنگ بدر میں شریک نہیں ہوا۔

حضرت اُم سلمہؓ بنت ابی امیہ:

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہؓ سے جن کا نام ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے نکاح کیا۔ آپؐ سے قبل یہ ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم کی بیوی تھیں۔ یہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے تھے اور اس روز یہی مسلمانوں کے بہادر ترین شہسوار تھے۔ جنگ احد میں زخمی ہوئے اور جانبر نہ ہو سکے۔ ام سلمہؓ بیوہ ہو گئیں۔ ابوسلمہؓ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی نیز دودھ شریک بھائی بھی تھے۔ ان کی ماں برہ بنت عبدالمطلب ہے۔ ام سلمہؓ کے بطن سے ابوسلمہ کے بیٹے عمر اور سلمہ اور بیٹیاں زینب اور درہ پیدا ہوئی تھیں۔ جب ان کا انتقال ہوا رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ میں نو تکبیریں کہیں۔ جب آپؐ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کو سہو ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عمداً نو تکبیریں کہیں ہیں' نہ میں بھولا اور نہ مجھے سہو ہوا۔ بخدا اگر میں ابوسلمہ پر ایک ہزار تکبیریں کہتا تو وہ اس کے بھی مستحق تھے۔ پھر آپ نے ان کے بیوی بچوں کی کفالت کے لیے سب کو دعوت دی اور پھر خود ہی ام سلمہؓ سے جنگ احزاب سے تین سال قبل نکاح کیا۔ نیز آپؐ نے سلمہ بن ابی سلمہ کی شادی خاندان عبدالمطلب میں کر دی۔

حضرت جویریہؓ بنت الحارث:

اس کے بعد آپؐ نے مریسیع کے واقعے کے سنہ میں جویریہؓ بنت الحارث بن ابی ضرار بن حبیب بن مالک بن جذیمہ سے (اور یہی مصطلق بن سعد بن عمر ہے) ۵ھ میں نکاح کیا۔ اس سے قبل یہ مالک بن صفوان ذوالشفر بن ابی سرح بن مالک بن المصطلق کی بیوی تھیں مگر ان کے شوہر سے ان کا کوئی بچہ نہیں ہوا تھا۔ واقعہ مریسیع میں یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ان کے حصے میں مخصوص کی گئیں۔ آپؐ نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قوم کے تمام قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی جسے آپؐ نے قبول فرمایا اور ان کی خاطر سب کو رہا کر دیا۔

حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان:

اس کے بعد آپؐ نے ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان بن حرب سے نکاح کیا۔ یہ عبیداللہ بن جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد کی بیوی تھیں۔ عبیداللہ ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا تھا۔ وہاں نصرانی ہو گیا۔ اس نے اپنی بیوی کو بھی تبدیل مذہب کی دعوت دی مگر انہوں نے نہ مانا اور بدستور اسلام پر قائم رہیں۔ ان کے شوہر کا اسی حالت نصرانیت میں انتقال ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں لکھا' نجاشی نے اپنے یہاں کے مسلمانوں کو بلا کر پوچھا کہ تم میں ان کا قریب تر رشتہ دار کون ہے۔ لوگوں نے خالد بن سعید بن العاص کو بتایا۔ نجاشی نے ان سے کہا کہ تم اپنے نبیؐ سے ام حبیبہ کی شادی کر دو۔ خالد نے نکاح کر دیا۔ نجاشی نے چار سو دینار رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان کو مہر دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ نجاشی کو لکھنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن عفان سے ان کو مانگا اور جب عثمان نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں دے دیا۔ تب آپؐ نے ان کے متعلق

نجاشی کولکھا اور اس نے ان کو آپ کے پاس بھیج دیا۔

حضرت زینبؓ بنت جحش:

اس کے بعد آپؐ نے زینبؓ بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ سے نکاح کیا۔ اس سے پہلے یہ زید بن حارثہ بن شراحیل رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام کی بیوی تھیں۔ مگر ان سے زینبؓ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ جب اللہ عزوجل نے ان کے متعلق یہ آیت و اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ امسك علیك زوجك .(آخر آیت تک)''اور جب تم نے اس شخص سے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا تھا کہا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رہنے دو''اس طرح اللہ نے ان کی شادی رسول اللہ ﷺ سے کی اور اس کے لیے حضرت جبریل کو آپؐ کے پاس بھیجا۔ اسی لیے زینبؓ تمام ازواج نبیؐ کے مقابلے میں فخر کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ میں تم سب سے اپنے ولی اور پیام دینے والے کے اعتبار سے معزز ہوں۔

حضرت صفیہؓ بنت حیی:

اس کے بعد آپؐ نے صفیہؓ بنت حیی بن اخطب بن سعید بن ثعلبہ بن عبید بن کعب بن الخزرج بن ابی حبیب بن النضیر سے نکاح کیا۔ اس سے قبل یہ سلام بن مشکم بن الحکم بن حارثہ بن الخزرج بن کعب بن الخزرج کی بیوی تھیں' اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق نے ان سے نکاح کیا۔ کنانہ کو محمد بن مسلمہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے قتل کر دیا اسے گرفتار کر کے قتل کیا گیا۔ جنگ خیبر میں جب آپؐ نے تمام قیدیوں کا جائزہ لیا تو اپنی چادر ان پر ڈال دی اس طرح یہ خیبر کے قیدیوں میں سے رسول اللہ ﷺ کی ذات کے لیے مخصوص ہوئیں۔ اس کے بعد آپؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کیا۔ آپؐ نے ان کو آزاد کر کے نکاح کرلیا۔ یہ ۶ ہجری کا واقعہ ہے۔

حضرت میمونہؓ بنت الحارث:

اس کے بعد آپؐ نے میمونہؓ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن الہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال سے نکاح کیا۔ اس سے قبل یہ بنوعقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثسی (ثقیف) کے عمیر بن عمرو کی بیوی تھیں ان کے خاوند سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ یہ عباس بن عبدالمطلب کی بیوی ام الفضل کی بہن تھیں۔ عمرۂ قضا کے وقت مقام سرف میں رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا۔ عباس بن عبدالمطلبؓ نے ان کو آپؐ کے نکاح میں دیا تھا۔ مذکورہ بالا ازدواج سوائے خدیجہؓ بنت خویلد کے' آپ کی وہ ازدواج ہیں جن سے آپؐ نے نکاح کیا اور وہ آپ کی وفات کے بعد موجود رہیں۔

نشاۃؓ بنت رفاعہ:

اس کے بعد آپؐ نے بنی کلاب بن ربیعہ کی جو بنوقریظہ کے خاندان بنورفاعہ کے حلیف تھے ایک عورت سے جس کا نام نشاۃؓ بنت رفاعہ تھا نکاح کیا۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے سناء کہا ہے اور ان کو سناء بنت اسماء بن الصلت السلمیہ بتایا ہے' بعضوں نے ان کا نام سبا بنت اسماء بن الصلت (جو بنوسلیم کے خاندان بنوحرام سے تھا) بتایا ہے اور یہ کہا ہے کہ قبل اس کے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس جائیں اس کی بیوی کا انتقال ہوگیا۔ بعض راویوں نے ان کا نام سناء بنت الصلت بن حبیب بن حارثہ بن ہلال بن حرام بن سمال بن عوف السلمی بتایا ہے۔

شنباء بنت عمر الغفاریہ:

اس کے بعد آپؐ نے شنباء بنت عمر الغفاریہ سے نکاح کیا۔ یہ قبیلہ بھی بنوقریظہ کا حلیف تھا۔ بعض ارباب سیر نے کہا ہے کہ یہ عورت خود قریظہ کی تھی' بنوقریظہ کی ہلاکت کی وجہ سے اس کا نسب معلوم نہ ہو سکا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ کنانیہ تھی' جب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس گئے' وہ حائضہ ہوگئی۔ انھیں ایام میں قبل اس کے کہ وہ ظاہر ہوا ابراہیم کا انتقال ہوگیا۔ اس نے کہا کہ اگر محمدؐ نبی برحق ہوتے تو ان کا محبوب ترین فرزند نہ مرجاتا۔ یہ سن کر آپؐ نے اسے یہاں سے نکال دیا۔

غزیہؓ بنت جابر:

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے غزیہ بنت جابر متعلقہ بنوبکر بن کلاب سے نکاح کیا' آپ کو معلوم ہوا تھا کہ وہ خوبصورت اور وجیہ ہے۔ آپؐ نے ابواسید الانصاری الساعدی کو پیام کے لیے بھیجا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے اس کو پیام دیا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی' چونکہ کفر سے اسلام لا کر اسے بہت ہی تھوڑا زمانہ گزرا تھا اس نے کہا کہ میں نے ابھی اپنے دل سے مشورہ نہیں کیا ہے اور میں آپؐ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کی پناہ لی وہ محفوظ ہے۔ آپؐ نے اسے اس کے گھر واپس بھیج دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بنوکندہ سے تھی۔

اسماءؓ بنت النعمان:

اس کے بعد آپؐ نے اسماء بنت النعمان بن الاسود بن شراحیل بن الجون بن حجر بن معاویۃ الکندی سے نکاح کیا۔ جب آپؐ اس کے پاس گئے آپؐ نے دیکھا کہ وہ مبروص ہے اس لیے آپؐ نے اس سے مقاربت نہیں کی اور مہر دے کر سامان سفر مہیا کر دیا اور اسے اس کے گھر واپس بھیج دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود نعمان نے اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تھا۔ جب وہ آپؐ کے پاس آئی اور آپؐ اس کے پاس گئے۔ اس نے بھی آپؐ سے اللہ کی پناہ مانگی' آپؐ نے اس کے باپ کو بلایا اور اس سے پوچھا کیا وہ تمہاری بیٹی نہیں ہے اس نے کہا بے شک وہ میری بیٹی ہے۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کیا تم نعمان کی بیٹی نہیں ہو اس نے کہا میں ہوں۔ نعمان نے اس کی طویل تعریف کے بعد کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اسے اپنے تصرف میں لائیں اس کو کبھی پیٹ بھر کھانا نصیب نہیں ہوا ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ بھی وہی عمل کیا جو آپؐ نے عامریہ کے ساتھ کیا تھا' اب یہ معلوم نہیں آیا اس کے قول سے آپؐ نے اسے چھوڑ دیا یا اس کے باپ کے اس قول کی بناء پر کہ اس نے کبھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا ہے آپؐ نے اسے جدا کر دیا۔

حضرت ریحانہؓ بنت زید اور حضرت ماریہؓ قبطیہ:

اس کے علاوہ بنوقریظہ کی ریحانہ بنت زید کو اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو غنیمت میں عطاء فرمایا۔ اس کے علاوہ مقوقس اسکندریہ کے بادشاہ نے ماریہ قبطیہ کو ہدیۃً رسول اللہ ﷺ کو بھیجا جن کے بطن سے آپؐ کے صاحبزادے ابراہیم بن رسول اللہؐ پیدا ہوئے۔

یہ متذکرۂ بالا رسول اللہ ﷺ کی ازدواج ہیں ان میں چھ قرشی تھیں۔

حضرت زینبؓ بنت خزیمہ:

مذکورۂ بالا بیان ہشام کا ہے ان کے علاوہ جو روایت منقول ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ازدواج کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے زینبؓ بنت خزیمہ سے نکاح کیا۔ یہی ام المساکین ہیں جو بنو عامر بن صعصعہ سے تھیں' ان کا پورا نام زینبؓ بنت خزیمہ بن

الحارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ ہے۔ آپ سے قبل یہ عبیدہ بن الحارث کے بھائی طفیل بن الحارث بن عبدالمطلب کی بیوی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ میں ان کا انتقال ہوا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی زندگی میں ان کے اور خدیجہؓ کے علاوہ اور کسی آپؐ کی بیوی کا انتقال نہیں ہوا۔

حضرت شراف بنت الخلیفہ:

اس کے علاوہ آپؐ نے شرافؓ بنت الخلیفہ دحیہ بن خلیفہ الکلبی کی بہن سے نکاح کیا۔

عالیہؓ بنت ظبیان:

ان کے علاوہ آپؐ نے عالیہ بنت ظبیان سے نکاح کیا۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوبکر بن کلاب کی عالیہؓ سے نکاح کیا آپؐ نے اس سے تمتع کر کے پھر اسے علیحدہ کر دیا۔

قتیلہ بنت قیس:

اس کے علاوہ آپؐ نے اشعث بن قیس کی بہن قتیلہ بنت قیس بن معدی کرب سے نکاح کیا مگر قبل اس کے کہ آپؐ اس کے پاس جاتے آپ کا وصال ہو گیا بعد میں وہ اپنے بھائی کے ساتھ اسلام سے مرتد ہو گئی۔

حضرت فاطمہؓ بنت شریح:

اس کے علاوہ آپؐ نے فاطمہؓ بنت شریح سے نکاح کیا۔ ابن الکلبی سے مروی ہے کہ اس کا اصل نام غزیہ بنت جابر ہے' یہی ام شریکؓ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے قبل ان کا ایک اور شوہر تھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا تھا' پہلے شوہر سے ان کا ایک بیٹا بھی شریک نامی تھا جس سے ان کی کنیت ام شریک تھی' جب آپؐ ان کے پاس گئے تو آپؐ نے ان کو بہت ضعیف العمر پایا' اس وجہ سے آپؐ نے ان کو طلاق دے دی۔ یہ اسلام لے آئی تھیں اور قریش کی عورتوں کے پاس دعوتِ اسلام کے لیے جایا کرتی تھیں۔

خولہ بنت الہذیل:

بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خولہ بنت الہذیل بن ہبیرہ بن قبیصہ بن الحارث سے نکاح کیا۔ یہ بات ابن الکلبی نے ابوصالح کے واسطے سے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اور اسی سلسلے سے یہ مروی ہے کہ لیلیٰ بنت الخطیم بن عدی بن عمرو بن سواد بن ظفر بن الحارث بن الخزرج خود رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی آپؐ اس وقت آفتاب کی طرف پشت کیے بیٹھے تھے۔ اس نے آپؐ کے شانے پر ہاتھ مارا آپؐ نے پوچھا کون؟ اس نے کہا میں اس شخص کی اولاد ہوں جو ہوا سے مسابقت کرتا تھا۔ میں لیلیٰ بنت الخطیم ہوں اس لیے آئی ہوں کہ اپنے کو آپؐ کے لیے پیش کروں۔ آپؐ مجھے اپنی بیوی بنائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا میں نے تم سے نکاح کیا۔ اس نے اپنی قوم سے آ کر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا تم نے یہ بری بات کی' تم بہت غیور واقع ہوئی ہو اور رسول اللہ ﷺ کی متعدد بیویاں پہلے سے موجود ہیں تم نباہ نہیں کر سکتیں جاؤ اور آپؐ سے معافی مانگ لو۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر کہا کہ آپؐ مجھے اس سے معاف کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا میں نے معاف کر دیا۔

عمرۃؓ بنت یزید:

اس سلسلۂ اسناد کے علاوہ دوسرے ذریعے سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوکلاب رواس بن کلاب کی عمرۃؓ بنت یزید سے نکاح کیا۔

جن عورتوں کو نکاح کا پیام دیا

ام ہانیٔ بنت ابی طالب:

ان عورتوں میں جن سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح نہیں کیا ام ہانی بنت ابی طالب ہیں ان کا نام ہند ہے مگر آپؐ نے ان سے پھر اس وجہ سے نکاح نہیں کیا کہ آپؐ سے بیان کیا گیا کہ وہ صاحب اولاد ہیں۔

ضباعہؓ بنت عامر:

ان کے علاوہ آپؐ نے ضباعہ بنت عامر بن قرط بن سلمہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کے لیے ان کے بیٹے سلمہ بن ہشام بن المغیرہ کو پیام دیا انہوں نے کہا کہ میں اپنی ماں سے پوچھ کر اس کا جواب دوں گا اور پھر اپنی ماں سے آ کر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپؐ کے لیے پیام دیا ہے۔ انہوں نے پوچھا پھر تم نے اس کے جواب میں آپؐ سے کیا کہا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا ہے کہ میں اپنی ماں سے دریافت کر کے جواب دوں گا ضباعہ نے کہا کیا نبی ﷺ کے متعلق بھی کسی مشورے کی ضرورت ہے ابھی جاؤ اور مجھے ان کے نکاح میں دے دو۔ سلمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے مگر آپؐ نے اس معاملے کے متعلق بالکل سکوت اختیار کیا۔ کیونکہ آپ کو بذریعہ وحی معلوم ہو گیا تھا کہ ضباعہؓ بہت بوڑھی ہو چکی ہیں۔

صفیہؓ بنت بشامہ اعور:

ان کے علاوہ آپؐ نے صفیہ بنت بشامہ اعور العنبری کو جو جنگ میں اسیر ہو کر آئی تھیں نکاح کا پیام دیا۔ مگر اس کے اختیار کے ساتھ کہ چاہے وہ آپ کو پسند کرے اور چاہے اپنے خاوند کو۔ اس نے کہا میں اپنے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہوں' آپؐ نے اسے اس کے گھر بھیج دیا۔

ام حبیبؓ بنت العباسؓ:

اس کے علاوہ آپؐ نے ام حبیب بنت العباس بن عبدالمطلب سے نکاح کا پیام دیا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ آپ اور عباسؓ دودھ شریک بھائی بھی ہیں کیونکہ دونوں نے ثوبیہ کا دودھ پیا تھا۔

جمرہؓ بنت الحارث:

ان کے علاوہ آپؐ نے جمرہؓ بنت الحارث بن ابی حارثہ سے نکاح کا پیام دیا اس کے باپ نے ٹالنے کے لیے کہا کہ اس میں خرابی ہے حالانکہ اسے کچھ نہ تھا' مگر جب وہ گھر آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی لڑکی اسی وقت برص میں مبتلا ہو گئی۔

ماریہؓ بنت شمعون القبطیہ اور ریحانہؓ بنت زید القرظیہ آخر الذکر کے متعلق یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ بنو النضیر سے تھیں۔ ان دونوں کا تفصیلی ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے موالی:

زیدؓ بن حارثہ اور ان کے بیٹے اسامہؓ بن زید ان کا ذکر گذر چکا ہے۔

حضرت ثوبانؓ:

ثوبانؓ رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے' ان کو آپؐ نے آزاد کر دیا تھا۔ آپ کی وفات تک آپؐ کے پاس رہے پھر حمص جا رہے تھے وہاں ان کا مکان بھی ہے جو وقف ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ معاویہ کی خلافت میں ۵۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ انھوں نے رملہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان کی نسل نہیں۔

شقران:

شقرانؓ، یہ حبشہ کے باشندے تھے۔ صالح بن عبدی ان کا نام تھا ان کے حالات میں اختلاف ہے۔ عبداللہ بن داؤد الخریبی سے مذکور ہے کہ شقران رسول اللہ ﷺ کو اپنے باپ کے ورثے میں ملے تھے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ یہ ایرانی تھے۔ اور ان کا نسب یہ ہے صالح بن حول بن مہر بوذ۔ اس آخر الذکر بیان کے مطابق ان کا پورا نسب یہ ہے: صالح بن حول بن مہر بوذ بن آذر جشنس بن مہربان بن فیران بن رستم بن فیروز بن مائی بن بہرام بن رشتہری' ان کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ رے کے زمیندار تھے۔

مصعب الزبیری سے منقول ہے کہ شقران عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے غلام تھے جن کو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دے دیا تھا انھوں نے اولاد چھوڑی تھی ان میں کا آخری شخص موبا نامی مدینہ میں تھا اور اس کی بصرے میں اولاد باقی تھی۔

حضرت ابورافعؓ:

رویفع اور یہی ابورافعؓ مولیٰ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ان کا نام اسلم تھا۔ بعضوں نے ابراہیم بیان کیا ہے۔ ان کے حالات میں اختلاف ہے۔ بعض صاحبوں کا بیان ہے کہ یہ عباس بن عبدالمطلب کے غلام تھے جن کو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دے دیا تھا۔ آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا۔ دوسرے صاحبوں کا بیان ہے کہ یہ ابواحیحہ سعید بن العاص الاکبر کے غلام تھے جو اس کے بیٹوں کو ورثے میں ملے ان میں سے تین نے اپنے حصے تک ان کو آزاد کر دیا۔ وہ سب کے سب جنگ بدر میں مارے گئے' ابورافع بھی ان کے ہمراہ بدر میں شریک تھے' خالد بن سعید نے ان میں اپنے حصے کو رسول اللہ ﷺ کو دے دیا آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیٹے بہی کو جن کا نام رافع ہے اور اس کے بھائی عبیداللہ بن ابی رافع کو بھی آزاد کر دیا۔ یہ آخر الذکر علیؓ کے کاتب تھے۔ جب عمرو بن سعید مدینہ کا والی مقرر ہوا اس نے بہی کو طلب کر کے پوچھا کہ تمہارے آقا کون ہیں۔ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ اس پر عمرو بن سعید نے اس کے سو کوڑے لگوائے اور پھر پوچھا تم کس کے آزاد کردہ غلام ہو۔ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کے عمرو بن سعید نے پھر سو کوڑے اس کے لگوائے اور پھر وہی سوال کیا اور اس نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے دے چکا تھا۔ اس طرح ایک وقت میں پانچ سو کوڑے لگے اور پھر اس سے وہی سوال کیا تب بہی نے کہا کہ میں نے کہا کہ میں آپ کا مولیٰ ہوں اور اب اس کا چھٹکارا ہوا۔ عبدالملک نے جب عمرو بن سعید کو قتل کر دیا بہی بن ابی رافع نے اس پر دو شعر کہے۔

حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ:

سلمانؓ الفارسی۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ اصبہان کے ایک گاؤں کے باشندے تھے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ قریہ رام ہرمز کے باشندے تھے۔ یہ کسی طرح بنو کلب کے ہاتھ میں اسیر ہوئے۔ وادی القریٰ کی سمت میں کسی یہودی نے ان کو خرید لیا اور ان سے رقم معینہ کی ادائیگی پر آزادی کے لیے معاہدہ کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے اس رقم کی ادائیگی میں ان کی اعانت کی

اور وہ اس طرح آزاد ہو گئے۔ نسابان ایران میں سے ایک صاحب نے ان کا نسب یہ بیان کیا ہے۔ سلمان سابور کے پرگنے کے باشندے تھے ان کا نام مابہ بن بوذخشان بن وہ دیرہ تھا۔

حضرت سفینہؓ:

سفینہؓ مولیٰ رسول اللہ ﷺ یہ ام سلمہؓ کے غلام تھے انہوں نے ان کو اس شرط پر آزاد کر دیا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مدت العمر خدمت کریں گے۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ حبشی تھے' ان کے اصل نام میں بھی اختلاف ہے بعضوں نے مہرایان کہا ہے۔ دوسروں نے رباح بیان کیا ہے۔ بعض ارباب سیر نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ایرانی عجمی تھے اور ان کا اصل نام سبیہ بن مارقیہ ہے۔

حضرت انستہؓ ابومسرح:

انستہ' ان کی کنیت ابومسرح تھی۔ ابومسروح بھی بیان کی گئی ہے یہ سراۃ کے مولدین میں سے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مجلس میں متمکن ہوتے تو یہ لوگوں کو آپ کی خدمت میں پیش کرتے۔ یہ بدر' احد اور تمام ان غزوات میں جن میں رسول اللہ ﷺ نے شرکت فرمائی آپؐ کے ساتھ شریک ہوئے ہیں بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ایرانی تھے ان کی ماں حبشی اور باپ پارسی تھے۔ جن کا فارسی میں نام کرودی بن اشرنیدہ بن ادوہر بن مہراور بن کنکان ہے جو مجبور بن یوماست کی اولاد میں تھا۔

حضرت ابوکبشہؓ:

ابوکبشہ' ان کا نام سلیم ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ مکہ کے مولدین میں تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دوس کے علاقے کے مولد تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کو خریدا اور پھر آزاد کر دیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر' احد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے اور عمرؓ بن الخطاب کی خلافت کے پہلے دن ۱۳ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

حضرت ابومویہبہؓ:

ابومویہبہؓ' بیان کیا گیا ہے کہ یہ مزینہ کے مولدین میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خریدا تھا اور پھر آزاد کر دیا۔

حضرت رباح الاسودؓ:

رباح الاسودؓ' یہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔

حضرت فضالہؓ:

فضالہؓ مولیٰ رسول اللہ ﷺ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے انہوں نے بعد میں شام میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

حضرت مدعمؓ:

مدعمؓ مولیٰ رسول اللہ ﷺ یہ رفاعہ بن زید الجذامی کے غلام تھے جن کو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے نذر کر دیا تھا۔ یہ وادی القریٰ میں ایک بے نشانہ تیر سے اسی روز جب کہ رسول اللہ ﷺ وہاں آ کر کفار کے مقابل فروکش ہوئے تھے' مارے گئے۔

حضرت ابوضمیرہؓ:

ابوضمیر' بعض ایرانی نسابوں نے کہا ہے کہ یہ بادشاہ گشتاسپ کی اولاد میں سے تھے اور ان کا نام واح بن شیرز بن بیرویس بن تاریشمہ بن ماہوش بن باکمہیر ہے۔ بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ یہ کسی غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آئے تھے۔

پھر آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا اور ان کے لیے وصیت لکھی ۔ یہ ابوحسین بن عبداللہ بن ضمیرہ بن ابی ضمیرہ کے دادا تھے ۔ یہ مرقوم وصیت ان کی اولاد اور خاندان والوں کے پاس تھی ۔ یہ حسین بن عبداللہ مہدی کے پاس آیا اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا وہ وصیت نامہ بھی تھا مہدی نے اسے اپنی آنکھوں سے لگایا اور تین سو دینار بطور صلہ اسے دیے ۔

حضرت یسارؓ:

یسارؓ، یہ نوبہ کے باشندے تھے ۔ کسی غزوے میں یہ رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آئے' آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا ۔ یہ ان غریبوں کے ہاتھ سے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں پر غارت گری کی تھی اسی موقع میں شہید کر دیے گئے ۔

حضرت مہرانؓ:

مہرانؓ ۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کی ہے ۔

مابور:

ان کے علاوہ ایک خصی مابور نامی بھی آپؐ کے پاس تھے جن کو مقوقس نے ان دو باندیوں کے ساتھ جن میں ایک کا نام ماریہؓ جو آپ کی نصرت میں تھیں اور دوسری کا نام سیرین تھا جن کو آپؐ نے صفوان بن المعال کی بے جا حرکت کی وجہ سے حسان بن ثابت کو دے دیا تھا اور جن کے بطن سے حسان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے' آپ کو ہدیۃً بھیجا تھا ۔ مقوقس نے اس خصی غلام کو انہیں دونوں باندیوں کو بحفاظت رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا دینے کے لیے مصر سے بھیجا تھا' بیان کیا گیا ہے کہ ان کو ماریہؓ سے بدنام کیا گیا ۔ رسول اللہ ﷺ نے علی کو بھیجا کہ وہ ان کو قتل کر دیں ۔ جب انہوں نے علی کو دیکھا اور ان کو معلوم ہوا کہ وہ مجھے قتل کرنے آئے ہیں مابور نے اپنا ستر کھول دیا اور علی کو معلوم ہوا کہ وہ محض ناکارہ ہیں ان کے آلہ مردی ہی نہیں ہے ۔ اس لیے علیؓ نے ان کو قتل نہیں کیا ۔

حضرت ابوبکرہؓ:

جب رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کر رکھا تھا ان کے چار غلام طائف سے نکل کر آپؐ کے پاس آ گئے ۔ آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا ۔ ان میں کے ایک ابوبکرہؓ ہیں ۔

کاتبین رسولؐ:

بیان کیا گیا ہے کہ کبھی عثمانؓ بن عفان اور کبھی علیؓ بن ابی طالب' خالدؓ بن سعید ابانؓ بن سعید اور علاء بن الحضرمی آپؐ کے لیے کتابت کی خدمت انجام دیتے تھے ۔ یہ بھی مذکور ہے کہ سب سے پہلے ابیؓ بن کعب نے یہ خدمت انجام دی ہے ۔ جب وہ نہ ہوتے تو زید بن ثابت یہ خدمت انجام دیتے ۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے بھی یہ خدمت انجام دی ہے پھر یہ اسلام سے مرتد ہو گئے اور پھر دوبارہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے ۔ ان کے علاوہ معاویہؓ بن ابی سفیان اور حنظلہؓ الاسیدی نے بھی یہ خدمت انجام دی ہے ۔

رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں کے نام:

سب سے پہلے آپؐ نے مدینہ میں بنوفزارہ کے ایک اعرابی سے گھوڑا دس اوقیہ چاندی میں خریدا ۔ اس اعرابی نے اس کا نام خرش رکھا تھا آپؐ نے اس کا نام سکب رکھا ۔ سب سے پہلے آپ نے احد میں اس پر سواری کی ۔ اس روز سوائے اس گھوڑے اور ابوبردہؓ بن نیاز کے گھوڑے ملاوح کے اور کوئی گھوڑا مسلمانوں کے پاس نہ تھا ۔

مرتجز سے مروی ہے کہ اسی گھوڑے کے خریدنے میں خزیمہ بن ثابت گواہ تھے اور جس اعرابی سے آپؐ نے یہ گھوڑا خریدا تھا وہ بنومرہ سے تھا۔

ابی بن عباس بن سہل اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تین گھوڑے تھے۔لزاز ،ظرب ،اورلخیف ،لزاز آپ کومقوقس نے بھیجا تھا۔لخیف کو ربیعہ بن ابی البراء نے آپ کو بھیجا تھا' مگر اس کے عوض میں رسول اللہ ﷺ نے بنوکلاب کے اونٹوں میں سے کچھ حصے ربیعہ کو دیے۔ظرب آپ کوفروہ بن عمرو الجذامی نے بھیجا تھا۔تمیم الداری نے آپ کو ایک گھوڑا اور دنام بھیجا۔رسول اللہ ﷺ نے وہ عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا' عمرؓ نے اسے جہاد کے لیے کسی کو دیا' مگر بعد میں عمرؓ نے دیکھا کہ وہ بک رہا ہے۔ بعض ارباب سیر کا بیان ہے کہ مذکورۂ بالا گھوڑوں کے علاوہ ایک گھوڑا الیعسوب نام بھی آپؐ کے پاس تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے خچروں کے نام:

رسول اللہ ﷺ کی مادہ خچر دلدل کومقوقس نے ایک اورگدھے عفیر کے ساتھ آپ کو ہدیۃً بھیجا تھا۔اسلام میں سب سے پہلے خچر یہی دیکھی گئی' یہ آپؐ کے بعد ایک عرصے تک زندہ رہی یہاں تک کہ معاویہؓ کے عہد حکومت تک زندہ تھی۔

اس کے متعلق زہری سے مروی ہے کہ اس خچر کوفروہ بن عمر الجذامی نے آپؐ کے لیے بھیجا تھا۔زامل بن عمرو سے مروی ہے کہ فروہ بن عمرو نے فضہ نامی ایک مادہ خچر رسول اللہ ﷺ کو بھیجی وہ آپؐ نے ابوبکر کو دے دی۔اور ایک گدھا یعفور نامی بھیجا تھا' یہ آپ کی حجۃ الوداع سے واپسی میں اثنائے راہ میں مرگیا۔

رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کے نام:

رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی قصواء بنوالحریش کے اونٹوں میں سے تھی اسے اور اس کے ساتھ ایک دوسری اونٹنی کو ابوبکرؓ نے آٹھ سو درہم میں خریدا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے چار سو درہم میں قصواء کو ابوبکرؓ سے خرید لیا یہ مرنے تک آپؐ ہی کے پاس رہی۔اسی پر سوار ہو کر آپؐ نے ہجرت فرمائی۔جب آپؐ مدینہ آئے یہ چار سال کی تھی۔قصواء' جدعاء اور عضباء اس کے نام تھے۔ابن المسیب سے مروی ہے کہ اس اونٹنی کا نام عضباء تھا اور اس کے کان کا کنارہ کٹا ہوا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں:

آپؐ کے پاس بیس دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں جن پر آپؐ کے گھر والے بسر اوقات کرتے تھے' انہیں پر غابہ کے واقعے میں کفار نے غارت گری کی تھی۔روزانہ شام کو دو بڑے قرابوں میں ان کا دودھ دوہا جاتا تھا' ان میں جو زیادہ دودھ دینے والیاں تھیں ان کے نام حنا' سمراء' عریس' سعدیہ' بغوم' یسیرہ اور ریا تھے۔ام سلمہؓ کے مولیٰ بنہان سے مروی ہے کہ میں نے ام سلمہؓ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں صرف دودھ پر ہماری بسر اوقات تھی یا ام سلمہؓ نے کہا زیادہ تر دودھ ہی ہماری خوراک تھی۔ غابہ میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں رہا کرتی تھیں اور وہ آپؐ نے اپنی بیویوں میں تقسیم کر دی تھیں۔ان میں ایک اونٹنی کا نام عریس تھا۔ہم کو حسب ضرورت اسی کا دودھ ملتا تھا۔عائشہ کی اونٹنی کا نام سمراء تھا جو بہت دودھ دیتی تھی' وہ میری اونٹنی جیسی نہ تھی حوانیہ کی سمت کی چراگاہ میں چرواہا ان کو چرانے لے جاتا تھا۔یہ شام کو چر کر ہمارے گھر آتی تھیں اور ان کا دودھ دوہا جاتا تھا۔خود رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی ہم ان دونوں کی اونٹنیوں سے بہت زیادہ دودھ دیتی تھی کہ اس ایک کا دودھ ہماری اونٹنیوں کے دودھ کے برابر ہوتا تھا یا

زیادہ ہوتا تھا۔

عبدالسلام بن جبیرؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی کئی اونٹنیاں تھیں جو ذی الدر اور جماء میں چرا کرتی تھیں' ان کا دودھ مدینہ آتا تھا۔ آپ کی ایک اونٹنی کا نام مہرہ تھا جو بنو عقیل کے اونٹوں میں سے سعدؓ بن عبادہ نے رسول اللہ ﷺ کو بھیجی تھی یہ بہت دودھ دینے والی تھی۔ اس کے علاوہ ریا اور شقرا دو اونٹنیاں اور تھیں جو آپؐ نے بنو عامر سے نبط کے ہاٹ میں خریدی تھیں۔ نیز بردہ' سمراء' عریس' یسیرہ اور حنا اونٹنیاں تھیں' ہر شام ان کا دودھ آپؐ کے پاس لایا جاتا تھا ان کے چرانے کے لیے آپ کا غلام سیار متعین تھا جسے کفار نے قتل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کی بکریاں:

عجوہ' زمزم' سقیا' برکہ' درسہ' اطلال اور اطراف آپ کی سات دودھ دینے والی بکریاں تھیں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سات دودھ دینے والی بکریاں تھیں جن کو ابن ام ایمن چراتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی تلواریں:

مروان بن ابی سعید ابن المعلی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بنوقینقاع کے اسلحہ میں سے تین تلواریں قلعیا' تبار اور حتف غنیمت میں ملی تھیں۔ اس کے بعد فلس سے آپ کو مخزم اور رسوب دو تلواریں اور ملیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے آپؐ کے پاس دو تلواریں تھیں' ان میں ایک کا نام عضب تھا۔ جس سے آپؐ بدر میں لڑے اور آپ کی تلوار ذوالفقار یہ منبہ بن الحجاج کی تھی جو آپ کو بدر میں غنیمت میں ملی۔

رسول اللہ ﷺ کی کمانیں اور نیزے:

مروان بن ابی سعید ابن المعلی سے مروی ہے کہ بنوقینقاع کے اسلحہ میں سے تین نیزے اور تین کمانیں آپ کو ملی تھیں ایک کا روحاء تھا ایک صنوبر کی تھی جس کا نام بیضاء تھا اور ایک بانس کی تھی جس کا نام صفراء تھا اور یہ زرد رنگ کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی زرہیں:

مروان بن ابی سعید ابن المعلی سے مروی ہے کہ بنوقینقاع کے اسلحہ میں سے رسول اللہ ﷺ کو دو زرہیں سعدیہ اور فضہ ملی تھیں۔ محمد بن مسلمہؓ سے مروی ہے کہ جنگ احد میں میں نے رسول اللہ ﷺ پر دو زرہیں ذات الفضول اور فضہ دیکھیں اور خیبر میں آپؐ پر میں نے ذات الفضول اور سعدیہ دیکھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی ڈھال:

مکحول بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ڈھال تھی جس میں مینڈھے کے سر کی تصویر تھی۔ آپ کو یہ تصویر ناگوار ہوئی۔ ایک دن آپؐ نے دیکھا کہ اللہ نے اس شکل کو مٹا دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے اسمائے گرامی:

ابوموسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کئی نام ہم سے بیان کیے' ان میں سے جو یاد ہیں وہ حسب ذیل ہیں: محمدؐ، احمدؐ، مقفی، حاشر، نبی التوبہ اور ملحم۔

خبیرؓ بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا میرے کئی نام ہیں۔ میں محمدؐ ہوں احمدؐ ہوں' عاقب اور ماحی ہوں۔ زہری کہتے ہیں کہ عاقب کے معنی یہ ہیں کہ جس کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو اور ماحی وہ ہے جس کے ذریعے سے اللہ کفر کو مٹاتا ہے۔

جبیرؓ بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں محمدؐ، احمدؐ، ماحی، عاقب اور حاشر ہوں۔ حاشر وہ ہے جس کے نشان قدم پر لوگ جمع ہوں گے اور عاقب کے معنی آخر الانبیاء کے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک:

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ دراز قامت تھے اور نہ کوتاہ قامت' سر اور چہرہ بڑا تھا ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں بڑی بڑی تھیں۔ پنڈلیاں موٹی تھیں سرخ رنگ تھا' دراز قدم تھے۔ آہستہ آہستہ چلتے تھے معلوم ہوتا کہ اتار سے اتر رہے ہیں آپؐ کے قبل یا بعد اس شان کا کوئی شخص نظر نہیں آیا۔

علی رضی اللہ عنہ کوفے کی مسجد میں اپنی تلوار کے پرتلے سے گات باندھے بیٹھے تھے۔ انصاریوں میں سے ایک شخص نے علیؓ سے کہا کہ آپؐ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مجھ سے بیان کیجیے۔ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کا رنگ گورا تھا جس میں سرخی نمایاں تھی۔ نہایت سیاہ آنکھیں تھیں' بال نرم تھے' قدم جوڑ کر چلتے تھے' نرم رخسار تھے' داڑھی بہت ہی گھنی تھی۔ گردن چاندی کی صراحی معلوم ہوتی تھی ہنسلی سے لے کر ناف تک بال تھے' چال اس قدر عمدہ تھی جیسے بانس کا درخت ہوا سے جھومتا ہے' بغل یا سینے پر اور بال نہ تھے' ہاتھ پاؤں کی انگلیاں بڑی بڑی تھیں جب آپؐ چلتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اتار پر سے اتر رہے ہیں اور چال میں ایسی استقامت تھی کہ گویا چٹان چلی آ رہی ہے جب آپؐ مڑتے تھے تو سارے جسم سے مڑ جاتے تھے' نہ آپ کوتاہ قامت تھے اور نہ دراز قامت نہ نکمے تھے اور نہ تنگ ظرف۔ آپؐ کے چہرے پر پسینے کے قطرات موتی معلوم ہوتے تھے اور آپؐ کے پسینے میں مشک سے بہتر خوشبو تھی۔ آپؐ سے پہلے یا بعد میں نے کسی کو آپؐ جیسا نہیں دیکھا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر ہونے پر آپؐ نبی مبعوث ہوئے دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں آپؐ نے قیام فرمایا۔ ساٹھ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی آپؐ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ آپؐ نہ بہت دراز قامت تھے اور نہ بالکل کوتاہ قامت' نہ بالکل گورے تھے اور نہ سیاہ' نہ آپؐ کے بال بہت گھنگروالے تھے اور نہ چھدرے۔

جریری سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں ابوالطفیل کے ساتھ کعبے کا طواف کر رہا تھا۔ انھوں نے کہا اب میرے سوا اور کوئی شخص زندہ نہیں ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو۔ میں نے پوچھا کیا آپؐ نے ان کو خود دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا ہاں! میں نے کہا فرمایئے آپ کا حلیہ کیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ آپؐ میانہ قامت' ملاحت کے ساتھ گورے تھے۔

مہر نبوت:

ابوزیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا ابوزید میرے قریب آؤ اور میری پیٹھ پر ہاتھ لگاؤ اور پھر آپؐ نے اپنی پیٹھ کھول دی۔ میں نے اپنی انگلیوں سے مہر نبوت کو دبا کر دیکھا۔ ابوزیدؓ سے پوچھا گیا کہ مہر نبوت کیا تھی' انھوں نے کہا بالوں کا وہ گچھا جو آپؐ کے دونوں شانوں پر تھا۔

ابونضرہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوسعید الخدریؓ سے مہر نبوت کو دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ وہ چند ابھرے ہوئے بال تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی شجاعت وسخاوت:

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ شجاع تھے۔ ایک مرتبہ دشمن کے خطرے کی مدینہ میں شہرت ہوئی سب لوگ ندا کی طرف لپکے مگر انھوں نے دیکھا کہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ تلوار لے کر ابوطلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو کر مقابلے کے لیے موجود ہیں۔ اور سب سے پہلے آپؐ ہی اس ندا پر آئے ہیں۔ سب کے جمع ہونے کے آپؐ نے دو مرتبہ فرمایا اے لوگو! مت ڈرو' مت ڈرو' اور گھوڑے کی تعریف میں ابوطلحہ سے کہا کہ ہم نے سرعت میں اس گھوڑے کو بحر مواج پایا۔ اس سے پہلے یہ گھوڑا بہت دھیما تھا۔ آپؐ کے فرمانے کے بعد اس قدر تیز رفتار ہوا کہ کوئی گھوڑا اس سے آگے نہ نکل سکتا تھا۔

دوسری روایت میں انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ بہادر اور سب سے بڑھ کر سخی تھے۔ ایک مرتبہ مدینہ میں دشمن کے خطرے کی منادی دی گئی تمام لوگ مقابلے کے لیے نکلے مگر سب سے پہلے خود رسول اللہ ﷺ ابوطلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے مقابلے کے لیے پہنچ گئے اور گھوڑے کے متعلق آپؐ نے فرمایا کہ ہم نے اسے سرعت میں دریا پایا۔

رسول اللہ ﷺ کے بال:

عبداللہ بن بسر سے پوچھا گیا کہ آپؐ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کیا آپؐ کے بال سفید ہو گئے تھے۔ انھوں نے اپنا ہاتھ اپنے ریش بچے پر رکھ کر بتایا کہ صرف اس قدر بال سفید ہوئے تھے۔

ابوجحیفہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ریش بچے کو سفید دیکھا تھا ان سے سوال کیا گیا کیا ایسا سفید جیسا کہ اس وقت آپ کا ریش بچہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے بال کھچڑی ہیں۔

انسؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ خضاب لگاتے تھے' انھوں نے کہا کہ آپؐ کے بال اس قدر سفید ہی نہ ہونے پائے تھے کہ اس کی ضرورت ہوتی۔ البتہ ابوبکرؓ نے مہندی اور مازو کا اور عمرؓ نے مہندی کا خضاب لگایا ہے۔

(دوسری روایت میں) انسؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا ہے؟ انھوں نے کہا کہ آپ کی داڑھی کے سرے میں صرف انیس بیس بال سفید ہوں گے اور بالوں کی سفیدی کا عیب ہی آپ کو نہیں ہوا۔ انسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا بالوں کا سفید ہونا کوئی عیب ہے۔ انہوں نے کہا تم سب ہی اسے ناپسند کرتے ہو۔ البتہ ابوبکرؓ نے مہندی اور مازو کا اور عمرؓ نے مہندی کا خضاب لگایا ہے۔

دوسرے سلسلے سے انسؓ سے مروی ہے کہ آپؐ کے بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

جابرؓ بن سمرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صرف چند بال مانگ میں سفید ہوئے تھے اور وہ بھی ایسے تھے کہ جب آپ تیل لگاتے تو وہ معلوم نہ ہوتے۔

عثمان بن عبداللہ بن موہب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک بیوی آئیں اور انہوں نے آپؐ کے چند بال جن پر مہندی اور مازو کا خضاب تھا ہمیں لا کر دیے۔

ابو رشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مہندی اور مازو کا خضاب لگاتے تھے اور آپؐ کے سر کے بال اس قدر لانبے تھے کہ مونڈھوں تک آتے تھے۔

ام ہانی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کی چار زلفیں تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی علالت:

اس علالت میں آپ کی وفات ہوئی اور خود آپؐ نے اپنی وفات کی اطلاع دے دی تھی۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَ اسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا ﴾

''جب اللہ کی نصرت اور فتح پہنچی اور دیکھ لیا تم نے کہ لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں تب تم اللہ کی حمد کرو اور اس سے طلب مغفرت کرو' کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر توبہ کا قبول کرنے والا ہے''۔

ہم اس تعلیم کو پہلے بیان کر چکے ہیں جو حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو دی۔ اس حج کو حجۃ الوداع حجۃ التمام اور حجۃ البلاغ بھی کہتے ہیں۔ اس موقع پر آپؐ نے تمام مناسک حج مسلمانوں کو بتائے اور جو خطبہ آپؐ نے اس موقع پر دیا اس میں وصیت کی۔ ابھی ذوالحجہ کا مہینہ باقی تھا کہ اس حج سے فارغ ہو کر آپؐ مدینے آ گئے اور بقیہ ذوالحجہ' محرم اور صفر آپؐ مدینے میں مقیم رہے۔

باب ۲۰

حضرت محمد ﷺ کی وفات ۱۱ھ

جیش اُسامہ رضی اللہ عنہ:

اس ۱۱ ہجری میں محرم میں آپ ﷺ نے شام جانے کے لیے مسلمانوں کو حکم دیا اور اس مہم پر اپنے آزاد غلام اور آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ ان کا رسالہ فلسطین کے تخوم البلقاء اور داروم پر یورش کرے۔ مسلمانوں نے اس مہم کے لیے تیاری شروع کی اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانے کے لیے مہاجرین اوّلین میں سے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم تیار ہوئے۔ یہ تیاری ہو رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ صفر کی آخری یا ربیع الاول کی ابتدائی تاریخوں میں اس مرض میں مبتلا ہوئے، جس سے آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔

حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر اعتراض:

رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ ابومویہبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حجۃ التمام سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے اور آپ ﷺ کے مدینہ آ جانے کی وجہ سے اب سب لوگوں کو اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت مل گئی اور وہ چلے گئے۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ایک مہم کی تیاری کا حکم دیا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اس مہم کا امیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ اہل الزیت سے جو شام کے راستوں میں سے ایک راستے پر واقع ہے بڑھ کر علاقۂ اردن پر حملہ کریں۔ اس تقرر پر منافقوں نے چہ میگوئیاں کیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اعتراض کی تردید کی اور فرمایا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ اس امارت کے اہل ہیں اور اگر تم نے ان کے متعلق یہ کہا ہے تو کیا ہوا، اس سے پہلے ان کے باپ کے متعلق بھی تم اس قسم کی باتیں کہہ چکے ہو حالانکہ وہ بھی امارت کے اہل تھے جیسا کہ ثابت ہوا۔

اسود اور مسیلمہ کی بغاوتیں:

اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت کی وجہ سے دور دور رسول ﷺ کی علالت کی خبر مشہور ہو گئی۔ اس وجہ سے اسود نے یمن میں اور مسیلمہ نے یمامہ میں یورش برپا کر دی ان دونوں کی بغاوت کی اطلاع آپ ﷺ کو ملی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو جب افاقہ ہو گیا تھا طلیحہ نے بنو اسد کے علاقے میں بغاوت کر دی اس کے بعد آپ ﷺ پھر محرم میں اس مرض میں بیمار پڑے جس سے آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔

عروہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اپنے مرض الموت میں محرم کی آخری تاریخوں میں بیمار پڑے تھے۔

اسود کا خروج:

واقدی کا بیان ہے کہ صفر کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کہ آپ ﷺ مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ ضحاک بن فیروز ابن الدیلمی کے باپ سے مروی ہے کہ فتنۂ ارتداد سب سے پہلے یمن میں خود رسول اللہ ﷺ کے عہد میں شروع ہوا۔ اس کا بانی : ذوالخمار عبہلہ بن کعب تھا جو اسود مشہور رہے۔ حجۃ الوداع کے بعد اس نے خروج کیا تھا اور مذحج کے اکثر افراد اس کے ساتھ ہو گئے تھے۔

اسود کا یمن پر قبضہ:

یہ اسود ایک کاہن شعبدہ باز تھا جو عجیب وغریب شعبدے دکھاتا تھا اور اپنی سحر بیانی سے دلوں کو مسخر کر لیتا تھا۔ سب سے پہلے اس نے اپنے مرز بوم کہف خبان سے خروج کیا۔ قبیلہ مذحج نے اس سے معاہدہ کر کے نجران میں ملنے کا وعدہ کیا اور پھر نجران آ کر اس پر اچانک حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے عمرو بن حزم اور خالد بن سعید بن العاص کو نجران سے نکال باہر کیا اور اب ان کے مکان میں اسود کو اتارا۔ اسی طرح قیس بن عبد یغوث نے فروہ بن مسیک پر جو مراد کے عامل تھے اچانک حملہ کر کے ان کو وہاں سے بے دخل کر دیا اور خود ان کے مکان میں اقامت پذیر ہو گیا۔ عبہلہ نے نجران میں زیادہ دیر قیام نہیں کیا اور چند ہی روز میں وہ نجران سے صنعا چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ اس تمام واقعے کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجی گئی اس واقعے کی سب سے پہلی اطلاع جو رسول اللہ ﷺ کو پہنچی وہ فروع بن مسیک کی جانب سے تھی۔ مذحج کے جو لوگ اسلام پر قائم رہے وہ فروہ کے پاس احسیہ میں چلے آئے۔ چونکہ اب اسود بلا کسی مزاحم کے پورے یمن کا مالک ہو گیا تھا۔ خود اس نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی واسطہ نہیں رکھا۔

قبر کی پرستش کی مخالفت:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ کی مہم کی تیاری کا حکم دیا مگر وہ آپ ﷺ کی علالت اور اسود اور مسیلمہ کے ارتداد کی وجہ سے پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکی۔ منافقوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر اعتراض کیا۔ اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ہوئی ان چہ میگوئیوں اور ایک خواب کی وجہ سے جو آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دیکھا تھا رسول اللہ ﷺ پریشان ہو کر سر کے درد کی وجہ سے سر پر پٹی باندھے ہوئے برآمد ہوئے اور فرمایا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ میرے ڈنڈ پر سونے کے دو کنگن ہیں میں نے کراہت کی وجہ سے ان کو پھونک دیا اور وہ اُڑ گئے۔ اس کی تعبیر میں نے یہی لی ہے کہ اس کا اشارہ ان دونوں جھوٹے مدعیوں یمن اور یمامہ والوں کی طرف ہے مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض لوگ اُسامہ کی امارت سے ناراض ہیں بخدا اگر آج اس کے متعلق ان کو اعتراض ہے تو کیا نئی بات ہے اس سے پہلے وہ اس کے باپ کی امارت کے بارے میں ایسا ہی کر چکے ہیں حالانکہ اس کا باپ اس امارت کا قطعی اہل تھا اور یہ بھی اس امارت کے اسی طرح اہل ہیں لہٰذا میں حکم دیتا ہوں کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم میں جو لوگ شریک ہیں وہ ان کے ساتھ جائیں۔ اسی موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا ہے اللہ نے لعنت کی ہے۔

اسامہ رضی اللہ عنہ مدینہ سے چل کر جرف آئے' یہاں چھاؤنی میں لوگوں نے باتیں بنائیں۔ اب طلیحہ نے بھی سر اٹھایا۔ اس کی وجہ سے یہ لوگ تردد میں پڑ گئے۔ خود رسول اللہ ﷺ پر مرض کی شدت ہوئی جس کی وجہ سے یہ کام پورا نہ ہو سکا۔ لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ اسی لیت ولعل میں اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ کو دنیا سے اُٹھا لیا۔

طلیحہ کا نبوت کا دعویٰ:

حضرمیؓ بن عامر الاسدی سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی علالت کی اطلاع ہوئی اسی کے بعد معلوم ہوا کہ مسیلمہ نے یمامہ پر اور اسود نے یمن پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ہی یہ خبر معلوم ہوئی کہ طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس نے سمیرا میں اپنا مستقر بنایا ہے بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے ہیں اور اس کی بات بڑھ گئی ہے۔ اس نے اپنے بھتیجے حبال کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تا کہ وہ آپ ﷺ کو سمجھوتے کی دعوت دے اور طلیحہ کی قوت سے اطلاع دے۔ حبال نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر کہا کہ میں ذی النون ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تو فرشتے کا نام ہے تب اس نے کہا میں حبال ابن خویلد ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تجھے ہلاک کرے اور شہادت سے محروم کر دے۔

اسود عنسی کا قتل:

حریث بن المعلی سے مروی ہے کہ سب سے پہلے سنان بن ابی سنان بنو مالک کے عامل نے طلیحہ کے خروج کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو دی تھی اور اس وقت قضاعی بن عمرو بنو الحارث کے عامل تھے۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بجائے فوج بھیجنے کے ان فتنوں کے مقابلے کے لیے اپنے پیامبر مختلف اشخاص کے پاس بھیجے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ابناء کے بعض لوگوں کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور ان کو لکھا کہ وہ بنوتمیم اور قیس کے فلاں فلاں اشخاص کی اس فتنے کے مقابلے میں امداد کریں اور دوسری طرف آپ ﷺ نے بنوتمیم اور قیس کے اپنے لوگوں کو لکھا کہ وہ اس معاملے میں ابناء کی مدد کریں۔ ان لوگوں نے آپ ﷺ کی تحریر پر عمل کیا اس طرح مرتدین کے تمام راستے منقطع ہو گئے' ان کو ہر طرح کا نقصان اٹھانا پڑا' ان کو بند کر دیا گیا اور اب خود ان کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ اسود رسول اللہ ﷺ کی حیات ہی میں آپ ﷺ کی وفات سے ایک دن یا ایک شب قبل مارا گیا۔ طلیحہ' مسیلمہ اور ان جیسے دوسرے فتنہ پرداز رسول اللہ ﷺ کے قاصدوں کی کاروائیوں کی مدافعت میں اُلجھ گئے۔

مبلغین کی روانگی:

باوجود علالت کے رسول اللہ ﷺ اللہ کے کام اور اُس کے دین کی مدافعت سے غافل نہیں رہے' آپ ﷺ نے وبر بن یحنّس کو فیروز' جشیش الدیلمی اور داذویہ الاصطخری کے پاس بھیجا۔ جریر بن عبداللہ کو ذی الکلاع اور ذی ظلیم کے پاس بھیجا۔ اقرع بن عبداللہ الحمیری کو ذی زود اور ذی مران کے پاس بھیجا۔ فرات بن حیان العجلی کو ثمامہ بن اثال کے پاس بھیجا۔ زیاد بن حنظلۃ التمیمی العمری کو قیس بن عاصم اور زبرقان بن بدر کے پاس بھیجا۔ صلصل بن شرجیل کو سبرۃ العنبری وکیع الدارمی۔ عمرو بن محجوب العامری اور بنو عامر کے عمرو بن الخفاجی کے پاس بھیجا۔ ضرار بن الازور الاسدی کو بنو الصیداء کے عوف الزرقانی

اسنان الاسدی الغنمی اور قضاعی الدیلمی کے پاس بھیجا۔ اور نعیم بن مسعود الاشجعی کو ابن ذی اللحیہ اور ابن مشیمصة الجبیری کے پاس بھیجا۔

فقہاء اہل حجاز سے مروی ہے کہ صفر کی آخری تاریخوں میں رسول اللہ ﷺ زینب بنت جحش کے مکان میں اپنے مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔

اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت:

ابوموییہبہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ وسط شب میں آپؐ نے مجھے بلایا اور کہا ابوموییہبہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت کروں' تم میرے ساتھ چلو۔ میں آپؐ کے ساتھ ہوا آپؐ نے بقیع کے وسط میں کھڑے ہو کر فرمایا اے اہل مقابر تم پر سلامتی ہو جس حالت میں تم اب ہو یہ تم کو مبارک ہو کیونکہ جو اب زندہ ہیں ان سے تم اس وجہ سے اچھے رہے کہ فتنوں کا زمانہ آ گیا ہے اور وہ اس تیزی سے آ رہے ہیں جس طرح رات کی تاریکی بڑھتی ہے اور وہ متواتر ہیں اور دوسرا پہلے سے زیادہ برا ہو گا۔ اس کے بعد آپؐ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ابوموییہبہ مجھے تمام دنیا کے خزانوں کی کنجیاں زندگی جاوید اور جنت پیش کی گئی اور دوسری طرف اپنے رب کی لقاء اور جنت پیش کی گئی ہے اور ان میں سے ایک کے اختیار کا حق دیا گیا۔ میں نے اپنے رب کی لقاء اور جنت کو اختیار کیا۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپؐ پر نثار آپ کیوں نہیں دنیا کے خزانوں کی کنجیاں' اس میں زندگی جاوید اور پھر جنت کو اختیار فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوموییہبہ یہ ہرگز نہیں ہو گا میں نے تو اب رب کی لقاء اور جنت کو اختیار کر لیا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت کی اور گھر واپس آ گئے اسی کے بعد آپؐ مرض الموت میں بیمار پڑ گئے۔

رسول اللہ ﷺ کے سر میں شدید درد:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ بقیع سے آپؐ سیدھے میرے پاس آئے' میرے سر میں درد تھا میں اس سے کراہ رہی تھی آپؐ نے فرمایا عائشہ ؓ تم نہیں بلکہ تمہارے بجائے میں کہتا ہوں کہ سر پھٹا جاتا ہے پھر آپؐ نے کہا اچھا اگر تم مجھ سے پہلے مر جاؤ اور میں تمہارے کفن دفن کا انتظام کروں تمہاری نماز جنازہ پڑھوں اور پھر تم کو دفن کر دوں تمہارا کیا بگڑے۔ میں نے کہا میں خوب جانتی ہوں کہ جب آپؐ مجھے دفن کر کے میرے گھر آئیں گے تو اپنی کسی بیوی کے ساتھ وہیں شب باشی اختیار کریں گے۔ اس پر آپ مسکرائے مگر آپ کی تکلیف بڑھتی گئی اور اسی حالت میں آپ اپنی بیویوں کے پاس گئے۔ آپ میمونہ کے گھر میں تھے کہ آپؐ صاحب فراش ہو گئے۔ آپؐ نے اپنی سب بیویوں کو بلایا اور ان سے اجازت لی کہ آپ کی تیمارداری میرے گھر ہو' انھوں نے اس کی اجازت دی آپؐ وہاں سے اپنے خاندان کے دو شخصوں کے سہارے جن میں ایک فضل بن العباس اور دوسرے ایک اور شخص تھے اس طرح آئے کہ صرف آپ کا قدم زمین پر پڑتا تھا اور سر پر پٹی بندھی تھی۔ اسی طرح آپ ﷺ میرے گھر میں آ گئے۔

عبیداللہ سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ کی یہ حدیث عبداللہ بن عباسؓ سے بیان کی اور پوچھا کہ یہ دوسرے شخص کون تھے۔ انھوں نے کہا وہ علیؓ بن ابی طالب تھے۔ عائشہ کا یہ دستور تھا کہ جہاں تک ہو سکتا وہ علی کا ذکر خیر سے نہ کرتیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ اس کے بعد آپؐ پر غشی طاری ہوگئی اور آپؐ کے مرض نے اور شدت اختیار کی۔ آپؐ نے فرمایا مختلف کنوؤں سے بھر کر سات مشکیں میرے سر پر ڈالی جائیں تا کہ میں برآمد ہو کر مسلمانوں سے کچھ کہوں۔ ہم نے آپ کو حفصہؓ بنت عمرؓ کے غسل خانے میں بٹھایا اور آپؐ کے سر پر پانی ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا اب بس کرو۔

حضرت محمد ﷺ کا خطبہ:

فضل بن العباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے میں گھر سے نکل کر آپؐ کے پاس آیا۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ کے سر میں سخت درد ہے اور اس کی وجہ سے آپؐ نے سر پر پٹی باندھ رکھی ہے۔ مجھ سے کہا فضل میرا ہاتھ تھامو۔ میں نے آپؐ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور آپ کو سہارا دیتا ہوا چلا' آپ منبر پر آ کر بیٹھے پھر مجھ سے کہا کہ سب کو بلا لاؤ۔ سب جمع ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ''اے لوگو! میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں تعریف کرتا ہوں۔ تم لوگوں کے میرے ذمے بہت سے حقوق ہوں گے لہٰذا جس کی پیٹھ پر میں نے کوڑے مارے ہوں' اس کے لیے میری پیٹھ حاضر ہے وہ اپنا بدلہ لے لے اور جس کسی کو میں نے برا کہا ہو میں موجود ہوں وہ مجھے برا کہہ لے۔ کینہ پروری نہ میری سرشت ہے اور نہ میری عادت' میں تم میں اس شخص کو سب سے زیادہ پسند کروں گا جو اپنا حق مجھ سے اب لے لے یا معاف کر دے تا کہ میں اپنے رب سے بالکل پاک نفس ہو کر ملوں۔ اگرچہ میں اس بات کو جانتا ہوں کہ میرے اس کہنے کا تاوقتیکہ میں متعدد مرتبہ تم سے نہ کہوں کوئی اثر نہ ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد:

اتنا کہہ کر آپ منبر سے اتر آئے نماز ظہر پڑھی اور پھر منبر پر جا بیٹھے اور تقریر کے سلسلے کو جاری کرتے ہوئے دشمنی اور کینہ پروری کے متعلق اعادۂ کلام کیا۔ اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر میرے تین درہم قرض ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا فضل یہ ان کو دے دو میں نے اس کی ادائی کے لیے کہہ دیا اور وہ شخص اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ اے لوگو! جس کے پاس ہمارا کچھ ہو وہ دے دے اور اس کو دنیا کی رسوائی نہ سمجھے کیونکہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت معمولی بات ہے۔ اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ کے تین درہم میرے ذمے ہیں میں نے وہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کیے۔ آپؐ نے پوچھا کیوں نہیں کیے اس نے کہا مجھے ان کی ضرورت تھی۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا فضل یہ رقم ان سے لے لو۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے لوگو! تم میں جس کو اپنے متعلق کسی بداعمالی کی وجہ سے اندیشہ ہو وہ کھڑا ہو کر بیان کر دے تا کہ میں اس کے لیے دعاء کر دوں۔ اس پر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں کذاب ہوں' بدکار ہوں اور ہر وقت سوتا رہتا ہوں۔ آپؐ نے اس کے لیے دعاء کی اے بارِالٰہ اسے صدق اور ایمان عطاء کر اور جب یہ چاہے اس کی نیند دور ہو جایا کرے۔ اس کے بعد ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں کذاب ہوں۔ میں منافق ہوں اور کوئی ایسی برائی نہیں جس کا ارتکاب میں نے نہ کیا ہو۔ یہ سن کر عمرؓ بن الخطاب نے کہا اے شخص تو نے اپنی رسوائی کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابن الخطاب اس دنیا کی فضیحت آخرت کی فضیحت سے اچھی ہے۔ اے بارِالٰہ تو اس شخص کو صدق اور ایمان عطاء فرما اور اسے نیک کردار بنا دے عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ اب تم رسول اللہ ﷺ سے باتیں کرو۔ اس جملے پر

آپ ﷺ ہنس پڑے اور پھر فرمایا عمرؓ میرے ساتھ ہیں اور میں عمرؓ کے ساتھ ہوں اور میرے بعد حق اسی طرف ہوگا جدھر عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

اصحاب احد کے لیے دعائے مغفرت:

ایوب بن بشر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سر پر پٹی باندھے ہوئے برآمد ہوئے' منبر پر جلوہ افروز ہوئے سب سے پہلے جو بات آپؐ نے کی وہ یہ کیا کہ اصحابِ احد کے لیے دعاء کی۔ ان کے لیے مغفرت طلب کی اور بہت دیر تک ان کو دعاء دیتے رہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے تاثرات:

پھر آپؐ نے فرمایا اللہ نے اپنے ایک بندے کو حق دیا کہ وہ اس دنیا اور اپنے پاس کی نعمتوں میں سے ایک کو اختیار کر لے اور اس بندے نے اللہ کے پاس کی نعمتوں کو پسند کیا۔ ابوبکر آپؐ کے اس جملے کا مفہوم سمجھ گئے کہ اس سے خود آپؐ مراد ہیں' وہ رونے لگے اور عرض کیا کہ آپؐ کے بدلے میں ہم اپنی اور اپنی اولاد کی جانوں کا فدیہ دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ خاموش رہو۔ گلی کوچوں کے ان ناکوں کو دیکھو جو مسجد میں آتے ہیں۔ ان سب کو مسدود کر دینا' البتہ ابوبکرؓ کے گھر کا راستہ بند نہ کیا جائے کیونکہ صحابہؓ میں سے کسی کے اس قدر احسانات مجھ پر نہیں ہیں جتنے ابوبکرؓ کے ہیں۔

اسی سلسلۂ کلام میں آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں اللہ کے بندوں میں سے کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ لیکن اب جب تک کہ اللہ ہم دونوں کو پھر یکجا کرے وہ میرے مصاحب اور دینی بھائی ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمات:

ابوسعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے اور آپؐ نے فرمایا اس بندے نے جسے اللہ نے یہ حق دیا تھا کہ وہ تمام دنیاوی نعمتوں اور اللہ کے یہاں کی نعمتوں میں سے ایک کو اختیار کرے۔ اللہ کے یہاں کی نعمتوں کو اختیار کیا۔ اس پر ابوبکرؓ رونے لگے اور انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپؐ پر اپنے ماں باپ قربان کیے دیتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس بات سے ہم سب متعجب ہوئے لوگوں نے کہا کہ اس شیخ کو ذرا یہ کہو' یہ رسول اللہ ﷺ کو عبد مختار کا پتہ بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے والدین کے معاوضے میں فدیہ دیتے ہیں مگر حقیقت وہی تھی جو ابوبکرؓ سمجھے کہ یہ اختیار خود رسول اللہ ﷺ کو دیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام لوگوں میں اپنی رفاقت اور مال کے خرچ کرنے میں سب سے زیادہ ابوبکرؓ میرے محسن ہیں۔ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اب اخوت اسلام ہے ابوبکرؓ کے دروازے کے سوا اب کسی کا دروازہ مسجد میں نہ رہے سب بند کر دیے جائیں۔

حضرت محمد ﷺ کی صحابہ کے لیے دعاء:

عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ ہمارے نبیؐ اور ہمارے حبیبؐ نے مرنے سے ایک ماہ قبل ہی اپنے وصال کی ہمیں اطلاع دے دی تھی۔ جب آپؐ سے مفارقت کا وقت قریب آیا ہم سب اپنی ماں عائشہؓ کے گھر میں جمع ہوئے آپؐ نے ہمیں دیکھا اور پھر غور سے دیکھا۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا خوش آمدید۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ تمہاری مدد کرے' تمہاری حفاظت کرے

تمہارے مرتبے بڑھائے ۔تم کو فائدہ پہنچائے ۔تم کو توفیق دے' تمہاری اعانت کرے' تم کو سلامت رکھے' تم پر رحمت کرے ۔تم کو قبول کرے ۔میں تم کو اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور تمہارے لیے اللہ کو وصیت کرتا ہوں اور اللہ ہی کو تم پر چھوڑے جاتا ہوں اور تم کو اس کے سپرد کرتا ہوں' میں تم کو متنبہ کرتا ہوں اور بشارت دیتا ہوں کہ تم اللہ کے بندوں اور اس کے ملک میں اس کے حکم سے سرموتجاوز نہ کرنا اور ظلم نہ کرنا ۔اللہ نے مجھ سے اور تم سے کہا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ. (یہ آخرت کا گھر ان لوگوں کو ہم دیں گے جو زمین میں نہ متبدانہ اقتدار چاہتے ہیں اور نہ فساد اور انجام کی بھلائی اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہے) اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ. (کیا متکبروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے؟) ہم نے پوچھا آپ کا وقت کب ہے ۔آپؐ نے فرمایا فراق اب قریب ہے اور میں اللہ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جانے والا ہوں ۔

تجہیز و تکفین کے لیے ہدایت :

ہم نے پوچھا یا نبی اللہ آپ کو غسل کون دے ۔آپؐ نے فرمایا جو میرے سب سے زیادہ قریب کے عزیز ہیں ۔ہم نے پوچھا کہ آپ کو کفن کس کپڑے کا پہنائیں ۔آپؐ نے فرمایا اگر چاہو تو میرے انہی کپڑوں میں اور چاہو تو مصر کا سفید جامہ یا حلہ یمانیہ کا کفن پہنانا ۔ہم نے پوچھا کہ آپؐ کی نماز جنازہ کون پڑھے ۔آپؐ نے فرمایا خاموش رہو اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے اور تم کو اپنے نبی کی طرف سے جزائے خیر دے ۔ہم سب رو پڑے' خود رسول اللہ ﷺ بھی روئے اور فرمایا کہ '' جب تم مجھے غسل دے دو اور کفن پہنا دو' تو مجھے تم اسی گھر میں اپنے پلنگ پر قبر کے کنارے لٹا دینا اور تھوڑی دیر کے لیے باہر چلے جانا کیونکہ سب سے پہلے میرے جلیس اور دوست جبرئیلؑ میری نماز جنازہ پڑھیں گے اس کے بعد میکائیلؑ پھر اسرافیلؑ اور پھر ملک الموتؑ تمام ملائکہ کے ایک انبوہ کثیر کے ساتھ میری نماز جنازہ پڑھیں گے اس کے بعد پھر تم سب علیحدہ علیحدہ جماعت کر کے میری نماز جنازہ پڑھنا اور درود اور سلام پڑھنا ۔اور آہ و بکا اور نوحہ وزاری کر کے مجھے ایذاء نہ دینا ۔سب سے پہلے میرے خاندان والے میری نماز پڑھیں پھر ان کی عورتیں اس کے بعد تم سب ۔میں تم سب پر سلامتی بھیجتا ہوں اور تم کو اس بات پر شاہد بناتا ہوں کہ ان تمام لوگوں پر جنہوں نے میرے دین پر میری بیعت کی ہے آج سے لے کر آخرت کے دن تک میں سلامتی بھیجتا ہوں ۔ہم نے پوچھا آپ کی قبر میں کون اترے ۔آپؐ نے فرمایا میرے گھر والے اور ان کے ساتھ بہت سے ملائکہ ہوں گے جو تم کو دیکھیں گے مگر تم ان کو دیکھ نہ پاؤ گے ۔

رسول اللہ ﷺ کا تحریر لکھنے کا ارادہ :

ابن عباسؓ نے کہا ایک دن جمعرات کو رسول اللہ ﷺ پر مرض کی شدت ہوئی آپؐ نے فرمایا لاؤ میں تمہارے لیے ایک تحریر لکھ دوں تاکہ بعد میں تم گمراہ نہ ہو ۔اس پر صحابہؓ میں تنازعہ ہوا ۔حالانکہ اللہ کے نبیؐ کے پاس کسی قسم کا تنازعہ نہ ہونا چاہیے تھا ۔اسی میں بعض لوگوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہے اور آپؐ پر سرسامی کیفیت طاری ہے پہلے دریافت کر لو کہ اس سے آپ کا کیا منشاء ہے ۔صحابہؓ نے اس کا مطلب دریافت کیا ۔آپؐ نے فرمایا مجھے میرے حال پر چھوڑ دو جس حال میں ہوں' وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو ۔پھر آپؐ نے جن باتوں کی وصیت کی ۔ایک یہ کہ مشرکوں کو تمام جزیرۃ العرب سے

نکال دیا جائے' دوسرا یہ کہ جو وفد آئے اسے وہی صلہ دیا جائے جو میں دیا کرتا تھا تیسری بات آپؐ نے عمداً بیان نہیں کی یا خود مجھے اب یاد نہیں رہی کہ وہ کیا تھی۔

تھوڑی سی تبدیلی الفاظ کے ساتھ یہ حدیث دوسرے سلسلے سے بھی ابن عباسؓ سے منقول ہے اور ایک اور سلسلے سے یہی حدیث ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جمعرات کے واقعے کو دریافت کیا جاتا ہے وہ یہ تھا کہ ایک دن جمعرات کو آپ کی طبیعت زیادہ ناساز ہوئی' یہ کہہ کر وہ رونے لگے اور ان کے آنسو موتی کی لڑی کی طرح رخساروں پر سے جاری ہو گئے' پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس تختی اور دوات لے آؤ یا آپؐ نے فرمایا ایک پارچہ اور دوات لے آؤ میں ایک تحریر لکھ دوں تا کہ تم پھر راہِ راست سے نہ بھٹک سکو۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو ہذیان ہو گیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی حضرت علیؓ سے جانشینی کے متعلق گفتگو:

ابن عباسؓ نے یہ بات بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اسی علالت کے اثناء میں ایک روز علیؓ بن ابی طالب آپؐ کے پاس سے اٹھ کر باہر گئے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا ابوالحسنؓ آج رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں۔ انہوں نے کہا آج آپ کی طبیعت ماشاء اللہ اچھی ہے۔ عباسؓ بن عبدالمطلب نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کیا کہہ رہے ہو کیا نہیں سمجھتے کہ تین دن کے بعد تم ڈنڈے کے محکوم بن جاؤ گے میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اسی مرض سے وفات پا جائیں گے کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ عبدالمطلب کی اولاد کے چہرے مرتے وقت کیسے ہو جاتے ہیں وہی کیفیت اب رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی ہے۔ لہٰذا تم ان کے پاس جاؤ اور پوچھ لو کہ آپؐ کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا تا کہ اگر امارت ہم کو ملتی ہے تو ہم کو ابھی معلوم ہو جائے اور اگر وہ کسی اور کو کرنا چاہتے ہیں تو بتا دیں تا کہ اطمینان ہو جائے اور اس کی بجا آوری کی جائے۔ علیؓ نے کہا بخدا میں ہرگز یہ بات رسول اللہ ﷺ سے دریافت نہیں کروں گا۔ اگر انھوں نے خود ہم کو اس سے محروم کر دیا تو پھر عمر بھر لوگ ہم کو امارت نہ دیں گے۔

دوسرے سلسلے سے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک دن علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر باہر آئے اس کے بعد تمام سابقہ بیان نقل ہے اس روایت میں اس قدر اضافہ ہے کہ عباسؓ نے کہا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ موت رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر نمایاں ہے' کیونکہ تمام بنوعبدالمطلب کے آخری وقت کے چہروں سے میں بخوبی واقف ہوں لہٰذا اب تم ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو تا کہ اگر یہ حکومت ہم کو ملنے والی ہے تو معلوم ہو جائے اور اگر کسی اور کو وہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں حکم دے جائیں اور ہمارے متعلق لوگوں کو حسن سلوک کی وصیت کر دیں' مگر اسی دن جب خوب دوپہر ہو گئی آپؐ نے وفات پائی۔

انصار کے بارے میں وصیت:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ اسی علالت کے اثناء میں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سات مختلف کنوؤں سے بھر کر سات مشکیں میرے سر پر ڈالو تا کہ مجھے کچھ افاقہ ہو اور میں باہر آ کر کچھ بیان کروں۔ ہم نے آپؐ کے ارشاد کی بجا آوری کی' اور اس سے آپ کو افاقہ ہوا۔ آپؐ برآمد ہوئے۔ پہلے آپؐ نے نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ کو مخاطب کر کے تقریر کی پہلے اصحاب احد کے لیے دعائے مغفرت کی پھر انصار کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی اور کہا اے مہاجرین تم میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور ہوگا اور انصار کی وہی

حالت رہے گی جس پر وہ آج ہیں۔ انصار میری جائے پناہ ہیں لہٰذا ان کے نیکوں کی عزت کرنا اور ان کے بدوں سے تجاوز کرنا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اللہ کے ایک بندے کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی قربت اور دنیا میں سے ایک کو اختیار کر لے اس نے اللہ کی قربت اختیار کر لی۔ ابوبکرؓ کے سوا کوئی آپؐ کے مطلب کو نہ سمجھ سکا وہ سمجھ گئے کہ اس سے خود آپ کی ذات مراد ہے' وہ رو پڑے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر صبر کرو' دیکھو ابوبکرؓ کے دروازے کے علاوہ یہ جس قدر راستے لوگوں کے مکانات سے مسجد میں نکلتے ہیں بند کر دیے جائیں اور ابوبکر کا دروازہ بند نہ کیا جائے کیونکہ اپنی رفاقت میں ابوبکرؓ سے زیادہ کسی شخص کا مجھ پر احسان نہیں ہے۔ عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ کی بیماری میں ہم نے آپ کو دوا پلائی۔ آپؐ نے منع کیا مگر ہم نے اس خیال سے کہ مریض دوا کو پسند نہیں کرتا نہ مانے' جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ سوائے عباسؓ کے جو اس رائے میں شریک تھے تم سب کو دوا پلائی جائے گی۔

مرض ذات الجنب کا شبہ:

دوسرے سلسلے سے عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب آپ بیمار پڑ کر اپنے گھر میں صاحب فراش ہو گئے آپؐ پر غشی طاری ہوئی اس وقت آپؐ کے پاس آپ کی بیویوں میں سے ام سلمہؓ اور میمونہؓ اور دوسرے مسلمانوں کی بیویوں میں سے اسماء بنت عمیس اور آپؐ کے چچا عباسؓ موجود تھے' سب کی رائے ہوئی کہ دوا دینی چاہیے۔ عباسؓ نے کہا میں ان کو دوا پلاؤں گا۔ چنانچہ دوا دی گئی۔ اور جب آپ کو افاقہ ہوا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کس نے کیا' سب نے کہا کہ آپؐ کے چچا عباسؓ نے۔ آپؐ نے ملک حبشہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا کہ یہ وہاں کی دوا ہے جو عورتیں کرتی ہیں۔ پھر آپؐ نے پوچھا ایسا کیوں کیا گیا۔ عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ اندیشہ تھا کہ آپ کو ذات الجنب ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ وہ مرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی مجھے اس کی تکلیف سے دوچار نہ کرے گا' میرے چچا کے علاوہ یہاں جس قدر لوگ ہیں ان سب کو زبردستی دوا پلائی جائے گی' چنانچہ آپ کی اسی بددعا کی وجہ سے میمونہ کو حالت صوم میں دوا پلائی گئی۔

عروہ کہتے ہیں کہ عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب ہم نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہمیں اندیشہ تھا کہ آپ کو ذات الجنب ہو گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ شیطانی مرض ہے اور اللہ ہرگز مجھے اس مرض میں مبتلا نہیں کرے گا۔

فقہائے اہل حجاز سے مروی ہے کہ اپنے مرض الموت میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی حالت خراب ہوئی آپؐ پر غشی طاری ہو گئی۔ آپ کی بیویاں' صاحبزادی' خاندان والے عباسؓ بن عبدالمطلب علیؓ بن ابی طالب اور سب ہی آپؐ کے پاس جمع ہوئے۔ اسماء بنت عمیس نے کہا کہ ہو نہ ہو آپ کو ذات الجنب ہے' آپ کو دوا دینا چاہیے۔ دوا پلائی گئی۔ افاقے کے بعد آپؐ نے پوچھا کس نے مجھے دوا پلائی۔ آپؐ سے کہا گیا کہ اسماء بنت عمیس نے اس خیال سے کہ آپ کو ذات الجنب ہے دوا پلائی ہے آپؐ نے فرمایا میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ مجھے ذات الجنب میں مبتلا کرے اور وہ مجھے ہرگز اس مرض کی تکلیف نہ دے گا۔

حضرت اُسامہؓ کے حق میں دعاء:

اسامہؓ بن زید سے مروی ہے کہ جب آپ کی حالت خراب ہوئی میں اور میرے تمام ساتھی اپنی چھاؤنی سے مدینہ آ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپؐ اس وقت خاموش تھے بات نہیں کی جاتی تھی' آپؐ نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر مجھ پر رکھا اس سے میں سمجھا کہ آپؐ میرے لیے دعاء کر رہے ہیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں اکثر رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سنا کرتی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل نے بغیر اختیار دیے کسی نبی کی روح کو قبض نہیں فرمایا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم:

ارقم بن شراحیل سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ آیا کسی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی تھی۔ انھوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر کیونکر یہ بات مشہور ہے۔ انھوں نے کہا واقعہ یہ ہوا کہ آپؐ نے فرمایا علیؓ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اس پر عائشہؓ نے کہا آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلوائیے۔ حفصہؓ نے کہا آپ عمر رضی اللہ عنہ کو بلوائیے۔ اس طرح سب آ گئے۔ آپؐ نے فرمایا اب جاؤ اگر آئندہ ضرورت ہوگی تو بلوالوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا نماز کا وقت آ گیا ہے۔ کہا گیا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا اچھا ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز میں امامت کریں۔ عائشہؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ رقیق القلب ہیں آپؐ اس کے لیے عمر کو حکم دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا عمرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ مگر خود عمرؓ نے کہا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں تقدیم نہیں کرتا۔ اب ابوبکرؓ ہی امامت کے لیے آگے بڑھے اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ کی تکلیف ذرا کم ہوگئی' آپؐ خود نماز کے لیے برآمد ہوئے۔ ابوبکرؓ نے آپ کی آہٹ سن لی وہ اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ آئے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کا دامن کھینچ کر ان کو پھر امام کی جگہ کھڑا کر دیا اور آپؐ انؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے اور جہاں سے کلام اللہ کی قرأت ابوبکرؓ نے چھوڑی تھی اس مقام سے آپؐ نے آگے شروع کی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر رسول اللہ ﷺ کا اصرار:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مرض الموت میں بیمار پڑے آپؐ سے نماز کے لیے اجازت مانگی گئی۔ آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ میں نے کہا وہ بہت رقیق القلب ہیں جب آپ کی جگہ امامت کے لیے کھڑے ہوں گے تو ان سے کھڑا نہ ہوا جائے گا مگر دوبارہ آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ میں نے پھر ان کے متعلق یہی کہا اس پر آپؐ برہم ہو گئے اور فرمایا تم تو یوسف والیاں ہو اور پھر یہی حکم دیا کہ ابوبکرؓ نماز پڑھائیں۔ اس کے بعد خود آپؐ ہی نماز کے لیے آہستہ آہستہ اور لڑکھڑاتے ہوئے مسجد میں آ گئے۔ ابوبکرؓ کے قریب پہنچے' ابوبکرؓ پیچھے ہٹنے لگے' مگر آپؐ نے اشارے سے ان کو اپنی جگہ کھڑے رہنے کا حکم دیا۔ اور خود آپؐ نے ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ اس طرح ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کی اور لوگوں نے نماز میں ابوبکر کی اقتدا کی۔

سترہ نمازوں کی امامت:

واقدی کہتے ہیں کہ میں نے ابی سبرہ سے پوچھا کہ ابوبکرؓ نے کتنی نمازیں پڑھائیں۔ انہوں نے ایک صحابی کے حوالے سے بیان کیا کہ ابوبکرؓ نے سترہ نمازیں پڑھائی تھیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے تین دن ہمیں نماز پڑھائی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی موت کا وقت جب قریب آیا میں نے دیکھا کہ آپؐ کے پاس پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ رکھا ہے۔ آپؐ اپنا ہاتھ اس میں ڈبوتے ہیں اور پھر چہرے پر مسح کرتے ہیں اور فرماتے ہیں اے بارالٰہ موت کی تکلیف میں

تو میری مدد کر۔ ایک دوسرے سلسلے سے بھی یہ بات عائشہؓ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں تشریف آوری:

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ دوشنبے کے دن جس روز رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی' آپؐ صبح کے وقت مسجد میں تشریف لائے' لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ سے پردہ اٹھایا دروازہ کھولا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے کے باہر آ کر کھڑے ہوئے۔ آپؐ کے اس طرح چست و چاق برآمد ہونے سے مسلمانوں کا خوشی کی وجہ سے یہ حال ہوا کہ قریب تھا کہ وہ نماز چھوڑ دیں مگر آپؐ نے اشارے سے حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہیں اور مسلمانوں کو نماز میں اس قدر منہمک اور متوجہ دیکھ کر آپؐ فرحت سے مسکرانے لگے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت سے زیادہ حسین کبھی نہیں دیکھا تھا مگر آپؐ پھر اندر چلے گئے اور تمام لوگ اپنی اپنی جگہ پلٹ آئے اور چونکہ اب سب کو یقین تھا کہ آپؐ بالکل اچھے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اپنے اہل و عیال کے پاس سخ چلے گئے۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ دوشنبے کے دن صبح کو رسول اللہ ﷺ سر پر پٹی باندھے ہوئے مسجد میں تشریف لائے' ابوبکرؓ نماز صبح پڑھ رہے تھے۔ آپؐ کے برآمد ہونے سے سب لوگ بہت خوش ہوئے ابوبکر سمجھ گئے کہ یہ مسرت رسول اللہ ﷺ کے قدوم کی وجہ سے ہے وہ اپنی جگہ سے ہٹنے لگے مگر آپؐ نے ان کی پشت پر ہاتھ مارا اور کہا کہ تم ہی نماز پڑھاؤ اور خود آپؐ ابوبکر کی داہنی جانب بیٹھ گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپؐ نے اس قدر بلند آواز سے کہ وہ بیرون مسجد تک سنائی دیتی تھی۔ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے لوگو! دوزخ کی آگ روشن کر دی گئی ہے' اور رات کی تاریکی کی طرح فتنے چلے آ رہے ہیں' بخدا میں نہیں چاہتا کہ تم کسی بات کی ذمہ داری مجھ پر عائد کرو۔ کیونکہ میں نے تمہارے لیے وہی حلال کیا ہے جو قرآن نے حلال کیا ہے اور وہی حرام کیا ہے جو قرآن نے حرام کیا ہے۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے آپؐ سے کہا یا نبیؐ اللہ آج تو آپ کی طبیعت اللہ کے فضل و کرم سے بہت اچھی معلوم ہوتی ہے جو ہمارے دل کی آرزو ہے۔ آج میرا خارجہ کی بیٹی کے یہاں جانے کا دن ہے میں اس کے پاس جاتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اندر چلے گئے اور ابوبکرؓ اپنی بیوی کے پاس سخ چلے گئے۔

وفات:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ مسجد سے آپؐ گھر میں آئے اور میری گود میں لیٹ گئے اسی وقت ابوبکرؓ کے ایک عزیز قریب میرے پاس آئے' ان کے ہاتھ میں ایک سبز مسواک تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاتھ کی طرف غور سے دیکھا میں سمجھ گئی کہ آپؐ مسواک لینا چاہتے ہیں۔ میں نے اسے ان کے ہاتھ سے لے کر پہلے چبا کر نرم کیا اور پھر اسے رسول اللہ ﷺ کو دیا' آپؐ نے اس سے بہت دیر تک خوب اپنے منہ کو صاف کیا اور پھر رکھ دیا۔ اب میں نے دیکھا کہ میری گود میں آپؐ بوجھل ہو رہے ہیں۔ میں نے آپؐ کے چہرے کو غور سے دیکھا تو رنگ متغیر ہو چکا تھا اور آپ فرما رہے تھے بَلِ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى فِى الْجَنَّةِ. ''اب میں اپنے اعلیٰ رفیق کے پاس جنت میں جاتا ہوں) میں نے کہا آپ کو اللہ نے اختیار دیا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حقیقت میں نبی مبعوث فرمایا ہے آپؐ نے اللہ کو اختیار کیا۔ اب آپ کی روح قبض کر لی گئی۔ آپؐ نے صبح کو میری گود میں اور میرے گھر میں وفات پائی۔ اس معاملے میں کسی کا حق میں نے نہیں لیا بلکہ محض میری نادانی اور کم عمری کی وجہ سے آپؐ نے میرے حجرے کو پسند کیا اور میرے حجرے

میں آپ کی وفات ہوئی۔ روح کے قبض ہو جانے کے بعد میں نے آپ کا سر تکیے پر رکھ دیا' اور پھر اٹھ کر اور عورتوں کے ساتھ رونے لگی اور اپنا سر پیٹنے لگی۔

وفات کا دن:

ابوجعفر کا قول ہے کہ علمائے تاریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ربیع الاوّل میں دوشنبے کو ہوئی۔ مگر یہ کہ اس ماہ کے کس دوشنبے میں ہوئی اس میں البتہ اختلاف ہے۔ اس کے متعلق بعض ارباب سیر نے فقہائے حجاز کے حوالے سے یہ بات بیان کی ہے کہ ربیع الاوّل کی دوسری تاریخ دوشنبے کے دن نصف النہار سے قبل رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور اسی دن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی۔

واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن وفات پائی اور اس کے دوسرے دن سہ شنبہ کو ٹھیک زوال آفتاب کے بعد آپؐ دفن کیے گئے۔

ابوجعفر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ابوبکرؓ سخ میں تھے اور عمرؓ مدینہ میں موجود تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقریر:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ بعض منافق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا حالانکہ آپؐ مرے نہیں ہیں بلکہ اپنے رب کے پاس گئے ہیں جس طرح کہ موسیٰ بن عمران چالیس راتوں کے لیے اپنی قوم سے غائب ہو کر اللہ کے پاس چلے گئے تھے اور پھر چلے آئے حالانکہ ان کے متعلق بھی ان کی قوم والوں نے یہی کہا تھا کہ وہ مر گئے۔ بخدا رسول اللہ ﷺ ضرور واپس آئیں گے اور جو لوگ اب آپؐ کے مرنے کی خبر مشہور کر رہے ہیں ان کے ہاتھ پاؤں قطع کریں گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آمد:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب آپ کی وفات کی اطلاع ملی۔ وہ مدینہ آئے اور مسجد کی دروازے پر اونٹ سے اترے۔ اس وقت عمرؓ لوگوں کے سامنے یہی تقریر کر رہے تھے' ابوبکرؓ بغیر کسی اور طرف التفات کیے سیدھے عائشہؓ کے حجرے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے جو اس حجرے کی ایک سمت میں چت لیٹے ہوئے تھے اور شال آپؐ پر پڑی ہوئی تھی۔ ابوبکرؓ نے پاس آ کر آپ کا منہ کھولا اور پھر آپ کو بوسہ دیا اور کہا میرے ماں باپ آپؐ پر نثار' وہ موت جو اللہ نے آپؐ کے لیے مقدر کی تھی وہ آپ کو آ گئی اب اس کے بعد آپ کبھی نہیں مریں گے۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے پھر آپ کا چہرہ ڈھانک دیا اور حجرے سے نکل کر مسجد میں آئے۔ عمرؓ اس وقت تقریر کر رہے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کی تقریر:

ابوبکرؓ نے ان سے کہا' عمرؓ! اب تم خاموش رہو مگر انہوں نے نہ مانا اور برابر تقریر کرتے رہے۔ ابوبکرؓ نے جب دیکھا کہ وہ چپ نہیں ہوتے ان کی خاموشی کا انتظار کیے بغیر وہ خود سب کے مواجہے میں آ گئے۔ ان کو دیکھ کر اب تمام لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور عمر کا رخ چھوڑ دیا۔ ابوبکرؓ نے تقریر شروع کی۔ حمد و ثناء کے بعد انہوں نے کہا' اے لوگو' خبردار ہو جاؤ کہ جو لوگ محمد ﷺ کی

عبادت کرتے تھے وہ سن لیں کہ محمدؐ مر گئے اور جو اللہ کی عبادت کرتے تھے ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ زندہ جاوید ہے جو کبھی نہیں مرے گا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے یہ پوری آیت تلاوت کی و ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل. ''محمدؐ بھی ایک رسول ہیں۔ بے شک ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں''۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ گویا وہ اس آیت کے نزول سے آج ابوبکرؓ کے تلاوت کرنے سے قبل واقف ہی نہ تھے اور اسی دن سے لوگوں نے اس آیت کو ابوبکرؓ سے سن کر دیا کر لیا۔ خود عمرؓ نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تلاوت کرنے سے قبل میں اس آیت سے واقف نہ تھا مگر اس کو سن کر میری جان نکل گئی، میں گر پڑا، مجھ سے اٹھا نہیں گیا اور اب مجھے معلوم ہوا کہ واقعی رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔

سقیفہ بنو ساعدہ میں انصار کا اجتماع:

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ابوبکرؓ مدینہ میں نہ تھے آپ کی وفات کے تین دن بعد آئے، ان کی عدم موجودگی میں اور کسی کو آپ کا منہ کھولنے کی جرأت نہیں ہوئی یہاں تک کہ آپؐ کے پیٹ کا رنگ متغیر ہو گیا تھا۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے آپ کا منہ کھولا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ آپؐ پاک جیئے اور پاک مرے۔ اور پھر باہر آ کر سب کے سامنے تقریر کی، اس میں حمد وثناء کے بعد کہا جو اللہ کی پرستش کرتے تھے ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ زندہ جاوید ہے جسے کبھی موت نہیں اور جو محمد کی پرستش کرتے تھے ان کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ محمدؐ مر گئے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ. ''اور محمد (ﷺ) بھی ایک رسول ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے، کیا اگر وہ مر جائیں، تم اپنا منہ موڑ کر چلے جاؤ گے اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اللہ ضرور شکر گزاروں کو جزائے خیر دے گا'' ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نہیں مرے اور جو ایسا کہے گا میں اسے قتل کر دوں گا۔ اس اثناء میں انصار بنو ساعدہ کی چوپال میں جمع ہوئے تاکہ سعد بن عبادہ کی بیعت کر لیں اس کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہوئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جن کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہؓ تھے انصار کے پاس آئے اور ان سے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے۔ انصار نے کہا اچھا ہم میں سے ایک امیر ہو اور ایک تم میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں بلکہ ہم امیر ہوں اور تم وزیر رہو۔ اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا عمرؓ اور ابو عبیدہؓ میں سے جس کو چاہو امیر بنا لو میں اس پر خوش ہوں کیونکہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے درخواست کی کہ آپؐ ایک امین ہمارے ساتھ کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مناسب ہے میں تمہارے ساتھ ایک ایسے امین کو بھیجتا ہوں جو واقعی امین ہے اور آپؐ نے ابو عبیدہ کو ان کے ساتھ کر دیا اس لیے میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو تم سب کے لیے پسند کرتا ہے۔ اس پر عمرؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ تم میں سے کون شخص اس بات کو پسند کرے گا کہ وہ اس شخص کو مؤخر کرے جسے رسول اللہ ﷺ نے مقدم کیا ہے یہ کہہ کر عمرؓ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور سب لوگوں نے ان کی بیعت کر لی، مگر اس وقت تمام انصار نے یا ان میں سے بعض نے یہ کہا کہ ہم تو صرف علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کریں گے۔

زیاد بن کلیب کی روایت:

زیاد بن کلیب سے مروی ہے کہ وہاں سے عمرؓ بن الخطاب علیؓ کے مکان پر آئے وہاں طلحہؓ، زبیر رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے مہاجر

موجود تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا چل کر بیعت کرو' ورنہ میں اس گھر میں آگ لگا کر تم سب کو جلا دوں گا۔ زبیر رضی اللہ عنہ تلوار نکال کر عمرؓ پر بڑھے مگر فرش میں پاؤں الجھ جانے کی وجہ سے گرے اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی' تب اور لوگوں نے فوراً زبیرؓ پر یورش کر کے ان کو قابو میں کر لیا۔

حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ابوبکرؓ مدینہ کی کسی بستی میں تھے۔ مدینہ آ کر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا منہ کھولا اور بوسہ دیا اور کہا میرے والدین آپؐ پر نثار ہوں آپ کی زندگی اور موت دونوں کس قدر پاک ہوئیں۔ رب کعبہ کی قسم محمد مر گئے۔ پھر وہ مسجد میں منبر پر آئے انھوں نے دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو دھمکا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں ہرگز نہیں مرے اور وہ بہت جلد واپس آئیں گے اور آپ کی موت کی خبر بیان کرنے والوں کے ہاتھ پاؤں قطع کریں گے۔ ابوبکرؓ نے تقریر شروع کی' عمرؓ نے کہا چپ رہو مگر انہوں نے نہ مانا۔ ابوبکرؓ نے اپنی تقریر میں لوگوں سے کہا کہ اللہ نے خود اپنے نبیؐ سے کہا ہے کہ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَ اِنَّهُـمْ مَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ. ''بے شک تم مرو گے اور سب مریں گے پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے جھگڑو گے'' اور اس کے بعد ابوبکرؓ نے یہ پوری آیت وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ' اَفَاِنْ مَاتَ اَوْقُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ پڑھی اور کہا جو محمدؐ کے پرستار تھے ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کا معبود مر گیا' اور جو اللہ وحدہ لاشریک کے پرستار ہیں ان کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ وہ زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں''۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انصار کو خطاب:

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ بات بیان کی ہے کہ جب تک ابوبکرؓ نے ان دونوں آیتوں کو اس موقع پر تلاوت نہیں کیا تھا ہمیں ان کے نازل ہونے کا ہی علم نہ تھا۔ اسی تقریر کے اثناء میں ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ دیکھو انصار بنو ساعدہ کی چوپال میں جمع ہو کر اپنے ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ایک امیر ہو اور مہاجرین میں سے ایک امیر ہو۔ اس اطلاع پر ابوبکرؓ اور عمرؓ شتاب رو وہاں پہنچے۔ عمرؓ نے چاہا کہ وہ تقریر کریں مگر ابوبکرؓ نے انھیں روک دیا۔ عمرؓ نے کہا بہتر ہے میں نہیں چاہتا کہ خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کی دن میں دو مرتبہ نافرمانی کروں۔ ابوبکرؓ نے انصار کو خطاب کیا اور جو جو ان کے فضائل قرآن سے اور رسول اللہ ﷺ کی زبانی معلوم تھے سب بیان کیے اور کہا تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں تک تمہارے متعلق کہا ہے کہ اگر تمام دوسرے لوگ ایک راہ اختیار کریں اور انصار دوسری تو میں انصار کی راہ اختیار کروں گا۔ اے سعدؓ! تم خود جانتے ہو کہ تم موجود تھے اور تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ خلافت کے وارث قریش ہیں' نیک نیکوں کی اقتداء کریں گے اور بدکار بروں کی اقتداء کریں گے۔ سعدؓ نے کہا بے شک آپ سچے ہیں لہٰذا اب یہ ہونا چاہیے کہ ہم وزیر رہیں اور آپ لوگ امیر ہوں۔ عمرؓ نے کہا ابوبکرؓ ہاتھ لاؤ۔ میں تمہاری بیعت کروں۔ ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ میں نہیں بلکہ تم ہاتھ لاؤ کیونکہ تم میں اس منصب کے اٹھانے کی مجھ سے زیادہ قوت ہے' کیونکہ ان دونوں میں عمرؓ بہت قوی تھے' مگر ان میں سے ہر ایک دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا تھا اور اس کے لیے وہ زبردستی ایک دوسرے کا ہاتھ کھول رہے تھے۔ آخر کار عمرؓ نے

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کھول لیا اور کہا کہ قبول کرو میری قوت بھی تمہاری قوت کے ساتھ ہے۔ اس کے بعد سب لوگوں نے بیعت کی اوران سب کو بیعت کے لیے ٹھہرالیا گیا۔ علیؓ اور زبیرؓ بیعت کرنے نہیں آئے۔ زبیرؓ نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور کہا تاوقتیکہ علیؓ کی بیعت نہ کی جائے میں تلوار نیام میں نہیں رکھوں گا اس کی اطلاع ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو ہوئی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا زبیرؓ سے تلوار چھین کر پتھر پر دے مارو اور پھر عمرؓ ان کے پاس گئے اوران کو زبردستی لے کر آئے اور کہا کہ بیعت کرنا پڑے گی چاہے خوشی سے کرو چاہے بادل ناخواستہ تب ان دونوں نے بیعت کی۔

بیعت کے متعلق ابن عباس کی روایت:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں عبدالرحمٰن بن عوف کو قرآن سناتا تھا۔ عمرؓ نے حج کیا ہم نے بھی ان کے ساتھ حج کیا۔ میں منیٰ میں مقیم تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف میرے پاس آئے اور کہا کہ آج میں امیرالمومنین کے پاس تھا' ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے فلاں شخص کو یہ کہتے سنا ہے کہ اگر امیرالمومنین مرگئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کروں گا۔ اس پر امیرالمومنین نے فرمایا کہ آج شام کو میں لوگوں کے سامنے تقریر کروں گا اور اس میں اس جماعت سے جو حکومت مسلمانوں سے غصب کرنا چاہتی ہے سب کو خبردار کروں گا۔ مگر میں نے امیرالمومنین سے کہا کہ حج میں تمام عوام اور غیر ذمہ دار اشخاص جمع ہوتے ہیں اور آپ کی مجلس میں بیشتر انھیں کی تعداد ہوتی ہے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ آج آپؓ جو تقریر کریں گے اسے وہ اچھی طرح ذہن نشین کر کے یاد نہ رکھیں گے اوراس کے اصلی مفہوم کو نقل نہ کرسکیں گے اوراس سے طرح طرح کی باتیں پیدا کر کے ان کو شائع کریں گے۔ مناسب یہ ہے کہ مدینہ پہنچنے تک آپ اس ارادے کو ملتوی کر دیں' البتہ مدینہ پہنچ کر جو دارالہجرت اور دارالسنّت ہے اور جہاں صحابہ رسول میں سے مہاجرین اور انصار موجود ہیں آپ پورے اطمینان کے ساتھ جو کہنا چاہتے ہیں کہیں اور بے شک وہ لوگ آپ کی بات کو پوری طرح ذہن نشین کر کے اسے اصلی مفہوم میں بیان کریں گے۔ امیرالمومنین نے کہا اچھا مدینہ پہنچ کر سب سے پہلی تقریر میں اسی موضوع پر کروں گا۔

جانشینی کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقریر:

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہم مدینہ آئے جمعہ کا دن آیا' عبدالرحمٰن کے اس بیان کی وجہ سے میں امیرالمومنین کی تقریر سننے کے لیے دوپہر ہوتے ہی مسجد پہنچا۔ سعید بن زید مجھ سے بھی پہلے آچکے تھے۔ میں منبر کے قریب ہی ان کے پہلو میں زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گیا۔ زوال آفتاب کے بعد عمرؓ نماز کے لیے آئے' جب وہ سامنے آئے میں نے سعید سے کہا آج اس منبر پر امیرالمومنین ایسی بات بیان کریں گے جو اس سے پہلے انھوں نے کبھی نہیں بیان کی۔ سعید نے برہم ہو کر کہا وہ کون سی نئی بات ہے جو اب تک انھوں نے نہیں کہی۔ عمرؓ منبر پر بیٹھ گئے' مؤذن نے اذان دی' اذان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ حمد وثناء کے بعد انھوں نے کہا کہ میں ایسی بات بیان کرنا چاہتا ہوں جس کا بیان کرنا میرے لیے مقدر تھا جو اسے پوری طرح سمجھ کر یاد کرے اسے چاہیے کہ جہاں جہاں وہ جائے اسے بیان کردے اور جو اسے پوری طرح ذہن نشین نہ کرسکے تو ایسے اشخاص کو میں ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ وہ غلط بات میری طرف منسوب کر کے بیان کریں۔ سنو! اللہ عزوجل نے محمد کو رسول برحق مبعوث فرمایا۔ اس نے ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی۔

اس کتاب میں اس نے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور اس کے لیے آیت نازل فرمائی رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو سنگسار کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی سنگسار کیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ کہیں گے کہ بخدا سنگسار کرنے کے حکم کی آیت ہمیں قرآن میں نہیں ملتی۔ اس طرح وہ اللہ کے نازل کردہ فریضے کے ترک کی وجہ سے گمراہی میں پڑ جائیں گے۔ ہم کہا کرتے تھے کہ اے لوگو! اپنے باپوں سے انکار نہ کرو کیونکہ ایسا انکار کفر ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کسی شخص نے یہ بات کہی ہے کہ اگر امیر المومنین مر جائیں تو میں فلاں کی بیعت کروں گا۔ کوئی شخص اس دھوکے میں نہ رہے کہ وہ یہ کہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت بے سوچے سمجھے فوری کارروائی تھی‘ مگر اللہ نے اس کے نتائج بد سے مسلمانوں کو بچایا۔ ایسا نہیں ہے جو عزت ابوبکرؓ کی تھی وہ تم میں سے کسی ایک کو آج حاصل نہیں۔

سقیفہ بنوساعدہ کا واقعہ:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ علیؓ اور زبیرؓ اور ان کے بعض اور ساتھی فاطمہؓ کے گھر میں جمع ہیں‘ وہ بیعت کے وقت ہمارے پاس نہیں آئے تھے۔ اسی طرح تمام انصار نے ہم سے علیحدگی اختیار کی تھی۔ مہاجرین ابوبکرؓ کے پاس جمع تھے‘ میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ تم ہم کو ہمارے ان انصار بھائیوں کے پاس لے چلو‘ ہم ان کے ارادے سے چلے‘ راستے میں ہم کو دو اچھے آدمی جو بدر میں شریک ہو چکے تھے ملے‘ اور انہوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ ہم نے کہا ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا پلٹ جاؤ اور اپنے معاملہ کا اپنے درمیان فیصلہ کر لو۔ ہم نے کہا ہم تو ضرور ان سے جا کر ملیں گے۔ ہم انصار کے پاس آئے وہ سقیفہ بنوساعدہ میں جمع تھے اور ان کے بیچ میں ایک شخص چادر اوڑھے بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ انصار نے کہا کہ یہ سعد بن عبادہؓ ہیں۔ میں نے پوچھا‘ یہ انہوں نے چادر کیوں اوڑھ رکھی ہے۔ انصار نے کہا‘ یہ بیمار ہیں۔ اب ان میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور حمد و ثناء کے بعد کہا‘ ہم انصار ہیں‘ ہم اللہ کی فوج ہیں اور اے گروہ مہاجرین تم ہمارے نبی کی قوم والے ہو اور تمہاری فوج کی فوج ہم پر بڑھی چلی آ رہی ہے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ ہم سے علیحدہ ہو کر حکومت کو ہم سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں اس موقع کے لیے ایک تقریر سوچ رکھی تھی تا کہ ابوبکرؓ سے پہلے میں اسے کہہ دوں‘ کیونکہ ایک حد تک میں ان کی عزت کرتا تھا۔ اور وہ مجھ سے زیادہ باوقار اور متین بھی تھے۔ میں نے چاہا کہ تقریر شروع کروں ابوبکرؓ نے مجھے روک دیا‘ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ ان کی خواہش رد کر دوں‘ اس لیے خاموش رہا۔

قریش کی امارت:

اب ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر تقریر شروع کی۔ حمد و ثناء کے بعد انھوں نے اپنی تقریر میں کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی جو کہ اس موقع کے لیے اپنے دل میں نے سوچی تھی بلکہ انھوں نے اس سے زیادہ خوبی کے ساتھ کہیں زیادہ باتیں کیں جو میں کہتا۔ انھوں نے کہا اے گروہ انصار ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جو فضیلت تم بیان کرو گے اس کے تم اہل ہو مگر حکومت کا معاملہ ایسا ہے کہ سوائے قریش کے اور کسی کی حکومت کو عرب ہرگز گوارا نہیں کریں گے‘ کیونکہ قریش اپنے خاندان اور نسب کے اعتبار سے عرب میں شریف ترین ہیں۔ اس کے لیے میں ان دو شخصوں میں سے کسی ایک کو اس منصب کے لیے تم سب کے لیے پسند کرتا ہوں‘ ان میں سے جس کے ہاتھ پر

چاہو بیعت کرلو میں راضی ہوں۔ ابوبکرؓ نے بیعت کے لیے میرا اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس ساری تقریر میں ان کا یہ آخری حصہ مجھے ناگوار گزرا' کیونکہ بخدا میں ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ اس منصب کے لیے آگے آؤں اور پھر میری گردن ماری جائے۔ علاوہ اس کے کہ میں اس بات کو گناہ سمجھتا تھا کہ ایسی قوم کا جس میں ابوبکرؓ ہوں امیر بنوں۔

ایک انصار کی تجویز:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر کے بعد انصار میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے معشر قریش! لو میں اس کا بہت اچھا تصفیہ کیے دیتا ہوں ہم میں سے ایک شخص امیر ہو اور ایک شخص تم میں سے امیر ہو۔ اس تجویز پر ایک شور وغوغا بلند ہوا' جتنے منہ اتنی باتیں۔ مجھے قوم میں اختلاف کا اندیشہ ہوا۔ میں نے ابوبکرؓ سے کہا ہاتھ لاؤ میں تمہاری بیعت کروں۔ ابوبکرؓ نے ہاتھ بڑھا دیا میں نے بیعت کی اور پھر تمام مہاجرین اور انصار نے بیعت کی' اس کے بعد ہم سعد پر چڑھ بیٹھے۔ کسی نے کہا تم نے سعد کو مار ڈالا۔ میں نے کہا اللہ سعد کو ہلاک کرے۔ بخدا وہ وقت ایسا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا معاملہ سب سے زیادہ اہم تھا۔ کیونکہ اگر ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کر لیتے اور انصار کو چھوڑ دیتے تو وہ ہماری عدم موجودگی میں کسی دوسرے کی بیعت کر لیتے اور پھر یا تو ہمیں اپنی مرضی کے خلاف ان کی متابعت کرنا پڑتی اور یا اختلاف کرنا پڑتا جس سے سخت فساد ہو جاتا۔

عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی کا بیان:

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ جو دو انصاری مہاجرین کو سقیفہ جاتے ہوئے راستے میں ملے تھے ان میں سے ایک عویم بن ساعدہ اور دوسرے بنو العجلان کے معن بن عدی تھے۔ عویم وہ ہیں جن کے متعلق ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ اَنْ يَتَطَهَّرُوا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِين. ''ان میں ایسے لوگ ہیں جو دل سے چاہتے ہیں کہ پاک ہوں اور اللہ پاک بننے والوں کو پسند کرتا ہے'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ کیسے اچھے لوگ ہیں جن کی یہ شان ہے اور ان میں عویم بن ساعدہ ہیں۔ معن بن عدی کے متعلق ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات پر لوگوں نے گریہ و بکا کیا اور وہ کہنے لگے کاش کہ ہم آپؐ سے پہلے مر جاتے تا کہ آپ کے بعد فتنوں میں مبتلا نہ ہوتے۔ معن بن عدی نے کہا بخدا میں ہرگز اسے پسند نہیں کرتا کہ آپؐ سے پہلے مر جاؤں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح آپ کی حیات میں میں نے آپ کی تصدیق کی ہے اسی طرح آپؐ کے مرنے کے بعد آپ کی تصدیق کروں۔ یہ ابوبکر کی خلافت میں مسیلمۃ الکذاب کے مقابلے پر یمامہ کی لڑائی میں اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔ زہری سے مروی ہے کہ عمرو بن حریث نے سعید بن زید سے پوچھا کیا تم رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت مدینہ میں موجود تھے۔ انہوں نے کہا ہاں اس نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کب ہوئی؟ سعیدؓ نے کہا اسی دن جس روز کہ آپ کا انتقال ہوا۔ کیونکہ صحابہ نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ ایک دو دن بھی بغیر جماعت رہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس بیعت میں کسی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی تھی۔ سعیدؓ نے کہا سوائے ان چند لوگوں کے جو مرتد ہو چکے تھے یا ہونے والے تھے کسی نے نہیں کی' البتہ اللہ نے انصار کے قضیے سے مسلمانوں کو بچا لیا۔ اس نے پوچھا کیا مہاجرین میں سے کوئی ایسا تھا جس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت فوراً نہ کی ہو۔ سعیدؓ نے کہا نہیں تمام مہاجرین نے اسی وقت بغیر اس بات کے کہ ان کو بلایا جائے خود آ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

حبیب بن ابی ثابت کی روایت:

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ علیؓ اپنے گھر میں تھے کسی نے آ کر کہا کہ ابو بکرؓ بیعت کے لیے مسجد میں بیٹھے ہیں وہ فوراً ملحض قمیض پہنے بغیر چادر اور ازار کے اس خوف سے کہ ان کو بیعت کرنے میں دیر نہ ہو جائے گھر سے مسجد آئے بیعت کی اور پھر ابو بکرؓ کے پاس بیٹھ گئے اور اب کسی کو بھیج کر انہوں نے اپنے گھر سے اور کپڑے منگوا کر پہنے اور پھر وہیں بیٹھے رہے۔

رسولؐ اللہ کی میراث:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ فاطمہؓ اور عباسؓ، ابو بکرؓ کے پاس آئے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی میراث کا مطالبہ کیا اور کہا کہ فدک اور خیبر میں رسول اللہ ﷺ کا جو حصہ ہے وہ ہمیں دیا جائے۔ ابو بکرؓ نے کہا اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات نہ سنی ہوتی کہ ہمارے املاک میں ورثہ نہیں جو ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے تو ضرور یہ املاک آل محمد کو مل جاتیں ہاں اس کی آمدنی میں سے آپ کو بھی ملے گا۔ بخدا میں ہر بات پر عمل کروں گا جس پر رسول اللہ ﷺ نے عمل کیا ہے۔

عروہ نے بیان کیا ہے کہ اس واقعے کی وجہ سے فاطمہؓ نے پھر مرنے تک اس معاملے کے متعلق ابو بکرؓ سے ایک بات نہیں کی اور قطع تعلق کر لیا' فاطمہ کا انتقال ہوا۔ علیؓ نے رات میں ان کو دفن کر دیا۔ ابو بکر کو نہ مرنے کی اطلاع کی اور نہ دفن میں شرکت کی دعوت دی۔ فاطمہ کی وفات کے بعد اب لوگوں کا خیال علی کی طرف سے پلٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد چھ ماہ فاطمہؓ اور زندہ رہیں اور پھر انھوں نے وفات پائی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت:

معمر نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے زہری سے پوچھا کہ کیا علیؓ نے چھ مہینے تک ابو بکرؓ کی بیعت نہیں کی۔ انھوں نے کہا نہیں کی' اور جب تک انہوں نے نہیں کی کسی بنو ہاشم نے نہیں کی' مگر فاطمہؓ کی وفات کے بعد جب علیؓ نے دیکھا کہ اب لوگوں میں ان کا وہ خیال باقی نہیں رہا جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں تھا وہ ابو بکرؓ سے مصالحت کے لیے جھکے اور انھوں نے ابو بکرؓ سے کہلا کر بھیجا کہ آپ مجھ سے تنہا آ کر ملیں کوئی اور ساتھ نہ ہو۔ چونکہ عمرؓ بہت سخت طبیعت کے آدمی تھے علی رضی اللہ عنہ کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ وہ بھی ابو بکرؓ کے ساتھ آئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ تنہا بنو ہاشم کے پاس نہ جائیں۔ ابو بکرؓ نے کہا نہیں میں تنہا جاؤں گا مجھے اس کی توقع نہیں کہ میرے ساتھ کوئی بدسلوکی کی جائے گی۔ ابو بکر، علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ تمام بنو ہاشم جمع تھے۔ علیؓ نے کھڑے ہو کر تقریر کی' اس میں حمد و ثناء کے بعد کہا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ آج تک ہم نے تمہارے ہاتھ پر جو بیعت نہیں کی اس کی وجہ تمہاری کسی فضیلت سے انکار یا اللہ نے جو بھلائیاں تم کو دی ہیں اس پر رشک نہ تھا بلکہ ہم اس خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے مگر تم نے زبردستی اسے ہم سے لے لیا۔ اس کے بعد علیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت اور اپنے حق کو بیان کیا۔ علیؓ نے ان باتوں کو تفصیل سے بیان کیا یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ علیؓ جب خاموش ہوئے ابو بکرؓ نے تقریر شروع کی۔ کلمہ شہادت پڑھا اور اللہ کے شایانِ شان حمد و ثناء کے بعد انہوں نے کہا بخدا رسول اللہ ﷺ کے اقرباء مجھے اپنے رشتہ داروں کے مقابلے میں زیادہ عزیز ہیں۔ میں نے ان املاک کے متعلق جو میرے اور تمہارے درمیان ما بہ البحث تھے صرف واجبی کمی کی ہے۔ نیز میں نے رسول

اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہمارے مال میں وراثت نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے ہاں اس کی آمدنی میں سے آل محمد ﷺ کو ملتا رہے گا اور میں اللہ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ کسی بات کا ذکر کروں جو رسول اللہ ﷺ نے کی ہو اور خود اس پر عمل نہ کروں۔ علیؓ نے کہا اچھا آج شام ہم تمہاری بیعت کریں گے۔ ظہر کی نماز کے بعد ابوبکرؓ نے سب کے سامنے منبر پر تقریر کی اور بعض باتوں کی علیؓ سے معذرت کی۔ پھر علیؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے ابوبکرؓ کے حق کی عظمت اور ان کی فضیلت اور اسلام میں پہلے شرکت کا اظہار اور اعتراف کیا اور پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان کی بیعت کی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ بیعت کے بعد سب نے علیؓ سے کہا کہ تم نے بہت اچھا کیا اور اب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد پھر لوگوں کے دل میں علی رضی اللہ عنہ کی جگہ ہوگئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی اہلیت:

ابن الجبیر سے مروی ہے کہ ابوسفیان نے علیؓ سے کہا کہ یہ کیا ہوا کہ حکومت قریش کے سب سے کم تعداد قبیلے میں چلی گئی' بخدا اگر تم چاہو تو میں ایک زبردست فوج سے اس حکومت کو ابوبکرؓ سے چھین لوں۔ علیؓ نے کہا اے ابوسفیان تم ہمیشہ سے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن رہے مگر تمہاری دشمنی سے اسلام کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکومت کا اہل سمجھ کر ان کی بیعت کی ہے۔

ثابت سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے ابوسفیان نے کہا ہمیں ان سے کیا سروکار یہ تو بنوعبد مناف کا حق ہے۔ کسی نے جب ان سے کہا کہ ابوبکرؓ نے تمہارے بیٹے کو ولایت دی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں اس معاملے میں قرابت کا لحاظ کیا۔

ابوسفیان کی کارروائی:

عوانہ سے مروی ہے کہ جب سب لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لیے تیار ہوئے ابوسفیان سب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے یقین ہے کہ اس کارروائی سے ایک ہنگامہ برپا ہو جائے گا جس میں خونریزی ہو کر رہے گی' اے آل عبد مناف' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تمہارے معاملات میں مداخلت کرنے کا کیا حق ہے۔ وہ دونوں نکلے کہاں ہیں جن کو کمزور اور حقیر سمجھا گیا ہے یعنی علیؓ اور عباسؓ اے ابوحسنؓ تم ہاتھ کھولو میں تمہاری بیعت کرتا ہوں۔ مگر علیؓ نے اس کی بات نہ مانی۔ ابوسفیان نے اس وقت کی مثال میں متلمس کے یہ شعر پڑھے:

ولن مقیم علی خسف یرادیه	الا الا نلان عیو الحیی والوته
هذا علی الخسف معکوسٌ برمته	و ذا یشج فلا یبکی له اَحَدُ

ترجمہ: ''سوائے ان دو ذلیلوں' قبیلے کے گدھے اور خیمے کی میخ کے اور کوئی ظلم کو آسانی سے برداشت نہیں کرتا۔ میخ پر جب ضرب لگائی جاتی ہے اس کا سر دبتا چلا جاتا ہے اور گدھا اپنے بار کی وجہ سے کراہتا ہے مگر کوئی اس پر رحم نہیں کرتا''۔

علیؓ نے ابوسفیان کو ڈانٹا اور کہا کہ اس تجویز سے تیرا مقصد صرف فتنہ و فساد برپا کرنے کا ہے تو نے ہمیشہ اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے' ہمیں تیری اس نصیحت کی ضرورت نہیں ہے۔

ابومحمد القریشی نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد ابوسفیان نے علیؓ اور عباسؓ سے کہا کہ تم دونوں ذلیل ہو کہ اس

موقع پر خاموش ہوا اور پھر یہ شعر اس موقع کی مثال میں پڑھے:

ان الھوان حمار الاھل یعرفه   والحرینکره و الرسلة الاُجُد

ترجمہ: ''صرف شہری گدھا ذلت کو برداشت کر لیتا ہے مگر شریف اور جواں مرد اسے برداشت نہیں کرتا۔

و لا یقیم علی ضیم یرادیه   الّا الا ذلان عیرالحیی والوتد

ترجمہ: اور سوائے بستی کے گدھے اور میخ کے کوئی ظلم کو آسانی سے برداشت نہیں کرتا۔

ھذا علی الخسف معکوسٌ برمته   و ذایشج فلا یبکی له احد

ترجمہ: میخ پر جب ضرب پڑتی ہے اس کا سر دب جاتا ہے اور گدھا اپنے بار کی وجہ سے کراہتا ہے مگر کوئی اس پر رحم نہیں کرتا''۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت عام:

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ سقیفہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوگئی۔ اس کے دوسرے دن وہ مسجد میں منبر پر بیٹھے۔ ابوبکرؓ نے ابھی تقریر شروع نہیں کی تھی کہ عمرؓ نے کھڑے ہو کر تقریر کی۔ حمد و ثناء کے بعد انھوں نے کہا: اے لوگو! کل میں نے جو کچھ تم سے کہا تھا وہ محض میرا ذاتی خیال تھا نہ اس کے متعلق کلام اللہ میں کوئی حکم ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کوئی ہدایت کی تھی' میرا اپنا خیال یہ تھا کہ ہمارے آخری وقت تک رسول اللہ ﷺ ہمارے معاملات کو سرانجام دیتے رہیں گے۔ مگر اب بھی اللہ نے اپنی اس کتاب کو جس کے ذریعے اس نے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت فرمائی تم میں باقی رکھا ہے' لہٰذا اگر تم اس پر عمل کرو گے' اللہ تم کو بھی اسی طرح ہدایت عطاء فرمائے گا جس طرح اس نے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت فرمائی۔ اب اس بات کا تصفیہ ہو چکا ہے کہ تم میں جو سب سے بہتر شخص ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے مصاحب اور یار غار ہیں وہ امیر ہوں' لہٰذا تم سب اب ان کی بیعت کرو' چنانچہ اب تمام لوگوں نے سقیفے کی بیعت کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت عام طور پر کی۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے تقریر کی اور حمد و ثناء کے بعد کہا اے لوگو! مجھے تمہارا حاکم بنایا گیا ہے۔ حالانکہ میں تمہارا بہترین فرد نہیں ہوں' اگر میں نیکی کروں تو تم میری اعانت کرنا اور اگر میں برائی کروں تو تم مجھے سیدھا کر دینا۔ صداقت امانت ہے اور کذب خیانت ہے۔ تم میں جو ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے تاکہ میں اس کا حق اسے دلواؤں۔ انشاء اللہ اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے تاکہ میں اس سے حق کو ادا کراؤں۔ انشاء اللہ۔ تم میں سے کوئی اللہ کی راہ میں جہاد کو ترک نہ کرے کیونکہ جو قوم جہاد کو ترک کرتی ہے اللہ اسے ذلیل کر دیتا ہے' اور جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے اللہ اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جب تک میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرنا اور اگر میں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی کروں تم پر میری اطاعت ضروری نہیں۔ اچھا اب نماز کے لیے کھڑے ہو اللہ تم پر رحم کرے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اپنے عہد خلافت میں عمر رضی اللہ عنہ کسی اپنی ضرورت سے جا رہے تھے' میں بھی ان کے ساتھ تھا' ان کے ہاتھ میں درہ تھا اور اس وقت ان کے ساتھ میرے سوا کوئی دوسرا نہ تھا' وہ اپنے دل میں کچھ باتیں کرتے جاتے تھے اور درے سے اپنے پاؤں کو مارتے جاتے تھے۔ یکایک وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور انھوں نے کہا:

''اے ابن عباسؓ جانتے ہو کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت کیوں وہ بات کہی تھی کہ آپ نہیں مرے زندہ ہیں۔ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں امیر المومنین بہتر جانتے ہیں۔ عمرؓ نے کہا بخدا صرف اس آیت کی وجہ سے "وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا'' اور اسی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت بنایا ہے تاکہ تم تمام لوگوں کے نگران رہو اور رسول تمہارے نگران رہیں'' اس آیت سے میں سمجھتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے آخری اعمال دیکھنے تک کے لیے زندہ رہیں گے۔ اسی وجہ سے میں نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق وہ بات کہی تھی''۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد لوگ رسول اللہ ﷺ کے دفن کے انتظام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس کے متعلق بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات کے دوسرے دن منگل کو آپ کی تجہیز عمل میں آئی۔ اور بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات کے تین دن بعد تجہیز ہوئی۔ اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا غسل:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالبؓ، عباسؓ بن عبدالمطلب، فضل بن العباسؓ، قثم بن العباسؓ، اسامہ بن زیدؓ اور شقران مولیٰ رسول اللہ ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا۔ بنو عوف بن الخزرج کے اوس بن خولی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ کے غسل کا شرف حاصل ہو۔ یہ بدوی تھے۔ علیؓ نے ان سے کہا کہ اچھا تم بھی آؤ' چنانچہ یہ غسل میں شریک ہوئے۔ غسل کے لیے علیؓ بن ابی طالب نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے سینے سے لگا کر بٹھایا۔ عباس، فضل اور قثم رضی اللہ عنہم آپ کی کروٹ بدلتے تھے اور اسامہ بن زید اور شقران رضی اللہ عنہما دونوں آپؐ کے مولیٰ آپؐ پر پانی ڈالتے تھے' اور علی آپ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے غسل دیتے تھے' قمیض رسول اللہ ﷺ کے جسم پر تھی۔ اس طرح علیؓ بن ابی طالب آپؐ کے جسم کو قمیض کے اوپر سے مل رہے تھے' ان کا ہاتھ آپؐ کے جسم کو مس نہیں کرتا تھا۔ غسل دیتے وقت علیؓ بن ابی طالب کہتے جاتے کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں' آپؐ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کس قدر پاک وصاف ہیں نیز عام طور پر میت کے جو آثار ہوا کرتے ہیں ان میں سے کوئی بات آپؐ کے جسم سے نمایاں نہیں ہوئی۔

لباس سمیت غسل:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا اس باب میں اختلاف رائے ہوا کہ آیا کپڑے اتار کر آپ کو غسل دیا جائے جیسا کہ دوسری میتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے یا کپڑوں کے ساتھ آپ کو غسل دیا جائے۔ اس معاملے میں جب اختلاف ہوا تو سب پر نیم غشی کی سی حالت طاری کر دی گئی اور سب کے سر سینے تک جھک گئے پھر ایک غیر معلوم شخص نے حجرے کے کونے سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں کے ساتھ غسل دو۔ اس غیبی آواز پر سب ہوشیار ہوئے اور انھوں نے کپڑوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا۔ قمیض آپؐ کے جسم پر تھی' اس پر پانی ڈالا جاتا تھا اور اس کے اوپر ہی سے آپؐ کے جسم کو ملتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ اگر اس وقت میں چاہتی جس بات کو میں نے نہیں چاہا تو رسول اللہ ﷺ کو صرف آپ کی

بیویاں غسل دیتیں۔

علی بن الحسینؓ سے مروی ہے کہ غسل کے بعد رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں کا کفن دیا گیا ان میں دو صحاری تھے اور ایک منقش چادر تھی جس میں آپ کو کئی مرتبہ لپیٹا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ:

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ قبر کے متعلق یہ ہوا کہ ابوعبیدہؓ بن الجراح مکہ کے رواج کے مطابق قبر کھودا کرتے تھے اور ابوطلحہ زید بن سہل اہل مدینہ کے رواج کے مطابق قبر کھودتے تھے اور اس میں لحد بناتے تھے۔ عباسؓ نے دو شخصوں کو بلایا ایک سے کہا کہ ابوعبیدہؓ کے پاس جاؤ اور دوسرے سے کہا کہ ابوزیدؓ کے پاس جاؤ اور یہ دعاء مانگی کہ اے خداوندا! تو ہی اپنے رسولؐ کے لیے قبر کھودنے والے کو اختیار کر لے چنانچہ جو شخص ابوطلحہ کو بلانے گئے تھے ان کو ابوطلحہؓ مل گئے اور ان کو ساتھ لے آئے۔ ابوطلحہؓ نے آپ کی قبر کھودی اور اس میں لحد رکھی' اس طرح منگل کے دن جب آپ کا جنازہ تیار ہو گیا اس بارے میں اختلاف ہوا کہ کہاں آپ کو دفن کیا جائے۔ کسی نے کہا ہم آپ کو مسجد میں دفن کریں' کسی نے کہا مناسب ہو کہ آپؐ کے جہاں اور صحابہ دفن ہیں وہیں آپ کو دفن کیا جائے۔ ابوبکرؓ نے کہا میں نے آنحضور ﷺ سے سنا ہے کہ ہر نبی جہاں اسے موت آئی وہیں دفن کیا گیا ہے چنانچہ اب آپ کا وہ بستر جس پر آپؐ نے وفات پائی تھی اٹھایا گیا اور وہیں آپؐ کے لیے قبر کھودی گئی۔ اب تمام لوگوں نے نوبت بہ نوبت رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھی۔ مردوں کے بعد عورتوں نے نماز پڑھی' ان کے بعد بچوں نے اور پھر غلاموں نے نماز پڑھی' ان نمازوں میں کسی نے امامت نہیں کی۔ اس کے بعد بدھ کی شب میں آدھی رات کو آپ ﷺ سپرد خاک کر دیے گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی تدفین:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بدھ کی شب میں آدھی رات کو ہمیں پھاوڑوں کی آواز سے معلوم ہوا کہ اب رسول اللہ ﷺ دفن کیے گئے۔

ابن اسحق کہتے ہیں کہ علیؓ بن ابی طالب' فضل بن العباس' قثمؓ بن العباس اور آپؐ کے مولیٰ شقران رضی اللہ عنہم قبر میں اترے' اوس بن خولی نے علیؓ بن ابی طالب سے درخواست کی کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت گزاری کا ہمیں بھی حق ملنا چاہیے۔ علیؓ نے ان سے کہا اچھا تم بھی اترو' اور وہ بھی قبر میں اترے۔ جب آپ کو قبر میں رکھ دیا گیا اور اسے پاٹنے لگے' شقران قبر میں موجود تھے ان کے ساتھ مخمل کی چادر بھی تھی جسے رسول اللہ ﷺ اوڑھا کرتے تھے اور بچھا لیا کرتے تھے۔ شقرانؓ نے یہ کہہ کر کہ اب آپؐ کے بعد تاکہ کوئی اسے استعمال نہ کر سکے میں اسے بھی آپؐ کے ساتھ دفن کیے دیتا ہوں اور انھوں نے اسے آپؐ کے ساتھ دفن کر دیا۔

مغیرہ بن شعبہ کا دعویٰ:

مغیرہؓ بن شعبہ مدعی تھے کہ سب سے آخر میں وہ رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوئے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے عمداً اس خیال سے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے جسم کو مس کر لوں اپنی انگوٹھی اتار کر اسے قبر میں پھینک دی اور پھر میں نے صحابہؓ سے کہا کہ میری انگوٹھی قبر میں گر

پڑی ہے اور میں قبر میں اتر کر اسے نکال لایا۔ اس طرح سب کے آخر میں میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا۔

مغیرہؓ بن شعبہ کے دعوے کی تردید:

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ عمر یا عثمان رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں میں نے علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ عمرہ کیا۔ وہ اپنی بہن ہانی بنت ابی طالب کے پاس ٹھہرے، عمرہ کر کے وہ گھر آئے، میں نے ان کے غسل کے لیے پانی تیار کیا، جب وہ نہا چکے چند اعرابی ان سے ملنے آئے اور انہوں نے کہا اے ابوالحسنؓ! ہم آپؓ سے ایک بات دریافت کرنا چاہتے ہیں وہ آپؓ ہمیں بتائیں۔ علیؓ نے کہا شاید مغیرہ تم سے کہتے ہوں گے کہ سب سے آخر میں وہ رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوئے ہیں انھوں نے کہا جی ہاں یہی بات ہے جس کو ہم آپؓ سے دریافت کرنے آئے ہیں۔ علیؓ نے کہا وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ قثم بن العباسؓ سب سے آخری میں رسول اللہ ﷺ سے علیحدہ ہوئے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ شدت مرض میں رسول اللہ ﷺ ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھے، کبھی اس سے اپنا منہ ڈھانک لیتے تھے اور کبھی اسے منہ پر سے ہٹا دیتے تھے۔ اسی حالت میں آپؐ نے کہا، اس قوم کو اللہ ہلاک کر دے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا آپ کو خود اپنی امت سے اس بات کا ڈر تھا۔

عرب میں دو دین نہ رہنے کا حکم:

دوسری روایت سے عائشہؓ سے مروی ہے کہ سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے جو بات کہی وہ یہ تھی کہ آپؐ نے فرمایا جزیرۃ العرب میں دو دین نہ رہیں۔

۱۲/ ربیع الاوّل ٹھیک اس روز جس روز کہ آپؐ مدینہ میں ہجرت کر کے آئے تھے، آپؐ نے وفات پائی۔ اس طرح آپؐ نے پورے دس سال ہجرت میں زندگی بسر کی۔

رسول اللہ ﷺ کی عمر:

بعض مصاحبوں نے بیان کیا ہے کہ آپ کی عمر تریسٹھ سال ہوئی اس کے متعلق ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دس سال تک مکہ میں رسول اللہ ﷺ پر وحی آتی رہی اور دس سال تک مدینہ میں تریسٹھ سال کی عمر میں آپؐ نے وفات پائی۔

ابی جمرہ کے باپ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تریسٹھ سال زندہ رہے۔

سعید بن المسیبؒ سے مروی ہے کہ تینتالیس سال کی عمر میں آپؐ پر وحی آنا شروع ہوئی۔ دس سال آپؐ مکہ میں رہے، دس سال آپؐ مدینہ میں رہے۔ تریسٹھ سال کی عمر میں آپؐ نے وفات پائی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر میں آپ کو نبوت عطا ہوئی۔ تیرہ سال آپؐ نے مکہ میں بسر کیے اور دس سال مدینہ میں، اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

بعض مصاحبوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر پینسٹھ سال ہوئی۔ اس کے متعلق ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابن حنظلہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

بعض مصاحبوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپؐ نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس کے متعلق عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ نبی مبعوث ہوئے اور ساٹھ سال کی عمر میں آپؐ نے وفات پائی۔ عائشہؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دس سال تک آپؐ پر مکہ میں وحی آتی رہی اور دس سال تک مدینہ میں وحی آتی رہی۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کا مہینہ:

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ۹ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج مقرر کر کے بھیجا۔ ابوبکرؓ نے تمام مسلمانوں کو مناسکِ حج بتائے۔ دوسرے سال ۱۰ ہجری میں خود رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کیا۔ مدینہ واپس آ گئے اور ربیع الاوّل میں آپؐ نے وفات پائی۔

دوشنبہ کی اہمیت:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے' دوشنبہ کو آپؐ کو نبوت ملی' دوشنبہ کو آپؐ نے حجر اسود اٹھایا' دوشنبہ کو آپؐ نے ہجرت کی' دوشنبہ کو آپؐ مدینہ پہنچے اور دوشنبہ کے دن آپؐ نے وفات پائی۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کا دن:

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے باپ سے مروی ہے کہ ۱۲/ ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور بدھ کے دن آپؐ دفن کیے گئے۔ اس سلسلے میں عائشہؓ سے مروی ہے کہ بدھ کی شب میں آپؐ کو دفن کیا گیا اور ہمیں پھاوڑوں کی آواز سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اب آپؐ کو دفن کیا جا رہا ہے۔